... قلم خاکسار ہیچمدان ... محمد عبدالرحمن دہلوی خلف مداح بشیر و نذیر مولوی محمد حسین فقیر

... محمد عبدالغفار مفتون و حافظ محمد احسان الحق کوثر مالکان اخبار فیض عام دہلی

...سن المطابع دہلی واقع کوچہ میر عاشق طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد حضرت خالق کائنات و نعت حضور خیر البریات۔ چھوٹا منہ بڑی بات اُسکا فکر اسکا خیال ایک نا ممکن ہے۔ مجال
نہ زبان قلم کو اُسکی طاقت نہ قلم زبان کو اسکی جرأت۔ اُسے جناب مصطفےٰ کو سونپا اور اسے خدا کے سپرد کیا۔
اما بعد بندۂ ہیچمدان۔ رسل سیخ محمد عبد الرحمن۔ دہلوی حنفی نقشبندی خلف عالم النحریر داعی رسول بشیر و نذیر حاجی
الحرمین الشریفین۔ حافظ القرآن شیخ الوقت حسان الہند عالیجناب حضرت مولانا مولوی محمد حسین صاحب دہلوی مدظلہ
العالی المتخلص بہ فقیر نقشبندی چشتی۔ شاذلی قادری مصنف کلیات مدحیہ فقیر و تعلیم الحیا۔ و تیغ فقیر سابق سفیر قسطنطنیہ
منجانب ریاست بہوپال۔ ابن ناظم و ناثر فقید المثیل۔ مولوی منشی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم دہلوی چشتی۔ سابق میر منشی
ریاست پاٹودی۔ ابن منشی پیربخش صاحب صوفی قادری۔ سابق تحصیلدار بمقام باغپت ضلع میرٹھ ابن منشی انور صاحب
شہید ساماڈوی ابن منشی محمد احمد صاحب ساماڈوی ابن محمد حیدر صاحب سرہندی ابن محمد معظم صاحب ر
الرحیم صاحب سرہندی۔ ابن محمد طاہر ابن محمد باقر ابن محمد ناظر ابن محمد قاسم ابن محمد ہاشم ابن محمد محسن المعروف بہ ا
ابن مہدی ابو الحسن ابن ابو الطیب ابن عبد الملک ابن ابو القاسم ابن عبد الرحمن المعروف بہ ابو سعید ا
ابن عبد الاعلےٰ ابن موسےٰ ابن میسرہ ابن حفص ابن حیان المصری الیمنی غفر اللہ لہم اجمعین۔ ا
اسرار و نکتہ دانی کی خدمت مین عرض رسا ہے کہ خاکسار ابتدائے شعور سے خادم العلما و الع
جہان معمولی کتابون کے سبق ہوتے تہے وہان بعض مسائل تصوف کے بہی دو ایک ورق ہوتے
مگر تاہم صوفیۂ کرام کی باتون مین بہت دل لگتا تہا۔ رفتہ رفتہ عمر بڑہی سمجہ بڑہی شوق بڑہا کبہی
شاعری کا جنون آ چڑہا۔ ہنوز تعلیم عربی کا سلسلہ ناتمام تہا کہ شعر گوئی کا شوق مدرسۂ عقل و نقل

اور روحانی [illegible] [illegible] لئین ۔ اور جو لوگ قید نفس امارہ [illegible]

نجات پا چکے ہین وہ اسی باغ کی سیر سے نہایت خوش اور باغ باغ ہوتے ہین - وَهُوَ كَنِيلِ مِصْرَ شَرَابٌ لِلصَّابِرِين

اور یہ مثنوی مصر کے دریائے نیل [illegible] حیات اور خدا کے رستہ مین محنت پر صبر کرنے والون کے حق مین

میٹھا پانی ہے مگر اتنا فرق ہے کہ دریائے نیل نباتات کو زندہ کرتا ہے اور مثنوی ارواح کو وَحَسْرَةٌ عَلَى آلِ فِرْعَوْن

وَالْكَافِرِين - اور یہ مثنوی مطیعان فرعون اور کافرون کے لیے موجب حسرت اُخروی ہے - نکتہ فرعون سے

نفس امارہ اور آل فرعون سے جوارح اور اعضا مراد ہین نفس امارہ اعضا پر اپنی حکومت رکھتا ہے اور اُنسے مخاطب

ہو کر اَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَى کہتا ہے یعنے اے اعضا مین تمہارا حاکم اور مالک ہون - تم میری اطاعت کرو

اور میرے کہنے پر چلو اور کافر بمعنے چھپانے والا بھی آیا ہے - اسیلئے کافرین سے وہ لوگ مراد ہین جو اپنے

نفس اور اپنی تدبیر کو فاعل اشیا سمجھکر خدا کی صفت فاعلیت کو چھپاتے ہین - مطلب یہ کہ یہ مثنوی مطیعان نفس امارہ اور

اپنی تدبیر کے بندون کے حق مین باعث حسرت ہے - کَمَا قَالَ اللهُ تَعَالَى يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا

وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا یعنے چونکہ اس مثنوی مین کتاب اللہ کے اسرار بیان ہوئے ہین اسیلئے حسب فرمان الہی اکثر

اسکے دیکھنے والے گمراہ ہو جائینگے اور اکثر کو سیدھا رستہ ملجائیگا - اور یہ گمراہی و ہدایت حسب اختلاف استعداد ہے

ورنہ کتاب اللہ اور مثنوی کی تعلیم فی الواقع ہدایت پر مبنی ہے - وَاِنَّهُ شِفَاءُ الصُّدُورِ وَجَلَاءُ الْأَحْزَانِ - اور بے

شک یہ مثنوی اندرونی بیماریون کو شفا دینے اور دنیوی رنج و غم کو دفع کرنے والی ہے - وَكَشَّافُ الْقُرْآن

اور قرآن مجید کے اسرار بیان کرنے والی یعنے کلام الہی کی تفسیر ہے چونکہ کشاف قرآن مجید کی ایک تفسیر ہے مؤلفہ

جار اللہ زمخشری کا نام بھی ہے اسیلئے یہان لفظ کشاف نہایت مناسب ہے - وَسَعَةُ الْأَرْزَاقِ وَتَطْيِيبُ الْأَخْلَاق

اور یہ مثنوی باعث کشایش رزق ظاہری و معنوی اور اخلاق و عادات کی پاکیزہ کرنے والی ہے - کیونکہ یہ کتاب

طہارت ظاہر و باطن کا سبق دیتی ہے اور حدیث شریف مین ہے دُمْ عَلَى الطَّهَارَةِ يُوَسَّعْ عَلَيْكَ الرِّزْق

یعنے طہارت اور پاکیزگی کو اگر تو لازم کرلیگا تو تیری روزی فراخ ہو جائے گی - بِاَيْدِي سَفَرَةٍ كِرَامٍ بَرَرَة

سفرہ جمع سافر ہے بمعنے کاتب یعنے یہ مثنوی اُن کاتبون کی ہاتھ کی لکھی ہوی ہے جو نہایت بزرگ نیک اور

فرشتون [illegible] کی صفات ہین - اس سے صاف ظاہر ہے کہ مولانا قدس سرہ صرف نظم کا انشا کیا کرتے تھے

[illegible] لکھنے والے مولانا حسام الدین اور دیگر مشایخ تھے یَمْنَعُونَ - اَنْ لَا يَمَسَّهُ اِلَّا الْمُطَهَّرُون یعنے

[illegible] کاتب ہدایت کرتے ہین کہ مثنوی [illegible] کو پاک لوگون کے سوا اور کوئی ہاتھ نہ لگائے - اسکو وہی لوگ چھو

سکتے ہین جو اوصاف بشریت اور اخلاق ذمیمہ سے پاک ہون - تَنْزِيلٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِين یعنے یہ مثنوی خدا

[illegible] الہام ہے جو اُسکی طرف سے نازل ہوا ہے - اسمین انسانی عقل و فکر سے کام نہین لیا گیا لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ

مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ یعنے یہ مثنوی ایسی الہامی کتاب ہے کہ خلاف حق اسکے پاس ہی نہین پھٹکتا -

[illegible] باطل نہ اسکا آگا روک سکتا ہے اور نہ اسکے پیچھے پڑ سکتا ہے - مطلب یہ کہ گزشتہ زمانہ کا جھوٹ اسمین

[illegible] داخل ہو سکیگا - اور نہ آیندہ زمانہ مین خلاف حق کی آمیزش اسمین ہوسکیگی - وَاللهُ يَرْصُدُهُ وَيَرْقُبُهُ وَهُوَ خَيْرٌ

حَافِظًا وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِين اور خدا اسکا نگہبان اور محافظ ہے اور وہ سب سے بہتر نگہبانی کرنے اور تمام

رحم کرنے والون سے زیادہ رحم کرنے والا ہے یعنے اللہ تعالے اسکو باطل کی آمیزش سے ہمیشہ محفوظ رکھیگا

وَلَہُ الْقَابٌ اُخَرُ لَقَّبَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِہَا یعنے جلاء الاحزان اور کشاف القرآن اور سعۃ الارزاق۔ اور تطییب الاخلاق کے سوا اس مثنوی کے القاب واسمائے صفات اور بہی ہین جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے القا ہوے ہین مثلاً
سامی نامہ اور حسام نامہ وَاقْتَصَرْنَا عَلٰی ہٰذَا الْقَلِیْلِ وَالْقَلِیْلُ یَدُلُّ عَلَی الْکَثِیْرِ لیکن ہمنے انہی تہوڑے سے اسمائے صفات پر اکتفا کیا ہے کیونکہ قلیل کثیر پر دلالت کرتا ہے وَالْجُرْعَۃُ تَدُلُّ عَلَی الْغَدِیْرِ وَالْحَفْنَۃُ تَدُلُّ عَلَی الْبَیْدَرِ الْکَبِیْرِ اور پانی کا ایک گہونٹ بڑے تالاب یا حوض کو اور اناج کی ایک مٹھی اُسکے کہلیان یا ڈہیر کی حالت بتا دیتی ہے مطلب یہ کہ اس مثنوی کی تہوڑی سی صفت سے دیکہنے والون کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ کتاب اعلےٰ درجہ کے فائدون پر مبنی ہے یَقُوْلُ الْعَبْدُ الضَّعِیْفُ الْمُحْتَاجُ اِلٰی رَحْمَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ حُسَیْنِ الْبَلْخِیُّ تَقَبَّلَ اللّٰہُ مِنْہُ یہان سے مولانا قدس سرہ نظم مثنوی کا سبب بیان فرماتے ہین۔ آپکا نام مبارک محمد جلال الدین اور لقب خداوندگار اور آپکے والد بزرگوار کا محمد بہاء الدین ملقب بہ سلطان العلما اور جد امجد کا نام حسین البلخی ہے اور آپ کا نسب مکرم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اسطرح ملتا ہے
محمد جلال الدین بن محمد بہاء الدین بن احمد بن محمود بن مودود بن ثابت بن مسیب بن مطہر بن حماد بن عبد الرحمن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہم نیز آپ کا دوسرا سلسلہ شمس الائمہ حلوانی کی جانب سے سلطان ابراہیم ادہم تک پہنچتا ہے اور اس عربی فقرہ کا مطلب یہ ہے کہ یہ بندۂ ناتوان رجو ہمیشہ خدا کی رحمت کا محتاج رہتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ خدا نظم مثنوی کے متعلق اسکی کوشش کو قبول فرمائے اسطرح عرض کرتا ہے یعنے مین یہ کہتا ہون کہ اِنِّی اجْتَہَدْتُ فِیْ تَطْوِیْلِ الْمَنْظُوْمِ الْمَثْنَوِیِّ الْمُشْتَمِلِ عَلَی الْغَرَائِبِ وَالنَّوَادِرِ وَغُرَرِ الْمَقَالَاتِ وَدُرَرِ الدَّلَالَاتِ وَطَرِیْقَۃِ الزُّہَّادِ وَحَدِیْقَۃِ الْعُبَّادِ قَصِیْرَۃِ الْمَبَانِیْ کَثِیْرَۃِ الْمَعَانِیْ یعنے جو اس منظوم مثنوی کے طول دینے مین بہت کوشش کی ہے اور یہ عجیب وغریب حالات اور نادر حکایات اور نہایت روشن مقالون اور واضح تر دلیلون کو اپنے پہلو مین لیے ہوے ہے اور پرہیزگارون کے لیئے ایک سیدہا رستہ اور عبادت کرنے والون کے لیئے ایک شگفتہ باغ ہے اور باوصف قلت الفاظ بہت سے معانی رکہتی ہے اسکا سبب یہ ہے لِاسْتِدْعَاءِ سَیِّدِیْ وَسَنَدِیْ وَمُعْتَمَدِیْ وَمَکَانِ الرُّوْحِ مِنْ جَسَدِیْ وَذَخِیْرَتِیْ فِیْ یَوْمِیْ وَغَدِیْ کہ مجھے میرے سید مستند اور معتمد نے جو مجکو جان سے زیادہ عزیز ہین اور جنکو مین اپنی دنیا اور آخرت کا ذخیرہ جانتا ہون اس مثنوی کے نظم کرنے کی استدعا کی تہی۔ سید سے مولانا حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ مراد ہین اور آئندہ اختتام دیباچہ تک کے تمام فقرے انہین کی تعریف مین ہین وَہُوَ الشَّیْخُ قُدْوَۃُ الْعَارِفِیْنَ۔ اِمَامُ الْہُدٰی وَالْیَقِیْنِ یعنے وہ میرے سید مستند بہت بڑے شیخ وقت عارفون کے پیشوا اور ہدایت ویقین کے امام ہین مُغِیْثُ الْوَرٰی۔ اَمِیْنُ الْقُلُوْبِ وَالنُّہٰی اور وہ بیکسون کے لیئے مخلوق کے مددگار اور لوگون کے دلون اور عقلون کے امانت دار ہین یعنے اپنے ارشادات وتلقین کے باعث مخلوق کے دلون اور عقلون کو گناہون کی خیانت مین مبتلا ہونے سے بچا لیتے ہین وَدِیْعَۃُ اللّٰہِ فِیْ خَلِیْقَتِہٖ وَصِفْوَتُہٗ فِیْ بَرِیَّتِہٖ وہ مخلوق مین خدا کی امانت اور دنیا مین اسکی مجسم برگزیدگی ہین یعنے خدا کے برگزیدہ بندے ہین جنکی پیدایش سے اللہ تعالےٰ کو لوگون کا امتحان لینا منظور ہے یعنے انکا تابع امین اور نافرمان خائن ہے
وَوَصَایَاہُ لِنَبِیِّہٖ [illegible] یعنے مولانا حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ ان وصیتون کے مضمون کے مصداق ہین جو

روحون کو اپنے حضور مین جمع کر کے فرمایا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ یعنے کیا مین تمہارا رب نہین ہون تو تمام روحون
متفق ہوکر جواب دیا بلیٰ۔ یعنے ہان بیشک تو ہمارا رب ہے۔ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ سوال ہے جسکی ابتدا الف سے
اور بلیٰ اسکا جواب ہے جسکی ابتدا بے سے ہے۔ جواب چونکہ سوال کے بعد ہوا کرتا ہے اس سے صاف معلوم
ہو گیا کہ **الف** کا وجود مقدم ہے اور بے کا موخر۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ جب **احادیث** کا نور چمکا تو انسان
کامل احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور سب سے پہلے ہوا۔ اور قرآن مجید کی ابتدا بسم اللہ کے ساتھ اسکے بعد ہوئی یہ
دونوں اثبات کی سچی گواہ ہین کہ **الف** تمام موجودات مین مرتبہ اولیٰ رکھتا ہے اور بے مرتبہ ثانیہ۔ بس تو مولانا
[illegible] حضرت نے اللہ کا نام لیکر اپنی مثنوی کو اسی حرف سے شروع کیا جس سے قرآن مجید کی ابتدا ہوئی ہے۔ اس تقریر
[illegible] پر یہ اعتراض وارد نہین ہوسکتا کہ کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ یُبْدَأْ فِیْہِ بِسْمِ اللّٰہِ فَھُوَ اَبْتَرُ یعنے جو بڑا کام بسم اللہ سے شروع
نہ کیا جائیگا وہ ناتمام رہیگا۔ لفظ نے سے کئی چیزین مراد ہوسکتی ہین۔

اول انسان کامل۔ کیونکہ انسان کامل نے سے کئی طرح کی مشابہت رکھتا ہے۔ اول صوری یا ظاہری یعنے
جسطرح نے (بانسلی) کا رنگ زرد۔ اور قالب سوراخ سوراخ ہوتا ہے اسیطرح انسان کامل کا رنگ ہمیشہ زرد
اور قلب ہمیشہ مجروح رہتا ہے **دوم** مشابہت لفظی۔ یعنی لفظ نے فارسی مین بمعنی نفی بھی مستعمل ہے اور انسان کامل
وہی ہے جو اپنے وجود عارضی کا ترک یا اسکی نفی کر کے عدم اصلی کی طرف راجع ہو جائے **سوم** مشابہت معنوی
یعنے جسطرح نے سب چیزون سے خالی اور سریلے نغمون سے پُر ہے اسیطرح انسان کامل ماسوا
سے خالی اور حسب مضمون نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ نفخات ربانیہ سے پُر ہے۔ یا یون سمجھیے کہ جسطرح
آواز اور اسکے نغمے فی الواقع نے نواز کی طرف منسوب ہین اسیطرح انسان کامل کے اخلاق۔ اوصاف۔ افعال
حق کی طرف منسوب ہوتے ہین۔ کیونکہ انسان کامل وہی ہے جو متخلق باخلاق اللہ ہو۔ نے سے انسان کامل
[illegible] بطریق استعارہ ہے **دوم** یہ کہ نے سے یہی ظاہری قلم بلا استعارہ مراد لیا جائے اور نفیر و نالہ سے
شعر مین ہے صریر قلم یا وہ کلمات شوقیہ مراد ہون جو کاملین کے ہاتھوں زبان قلم سے نکلتے ہین **قلم**
کامل سے دوسرے مرتبہ مین ہے کیونکہ قرآن مجید میں موجود ہے اِقْرَأْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ
صحیح حدیث شریف مین ہے لَوْلَا الْقَلَمُ لَمَا قَامَ الدِّیْنُ وَ صَلَحَ الْعَیْشُ یعنے اگر قلم نہ ہوتا تو نہ دین درست ہوتا
سے ظاہر ہو گیا کہ دین دنیا کے قیام کا انحصار جسطرح انسان کامل کی ذات پر ہے اسی طرح قلم پر بھی
[illegible] قدس سرہ طالب عرفان کو بصیغہ امر بشنو مخاطب کر کے فرماتے ہین کہ اے [illegible] دعا
[illegible] سے جو کلمات حکمت [illegible] کرنے کے [illegible] والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

مولانا قدس [illegible] مثنوی کا عربی خطبہ مع ترجمہ و شرح اردو مندرجہ ذیل ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہذا الکتاب المثنوی یعنے یہ ایسی کتاب ہے جسکا نام مثنوی ہے **مثنوی** منسوب بہ **مثنیٰ** بمعنے دو دو چونکہ مثنوی کے ہر بیت
جدا گانہ دو قافیے ہوتے ہین اسلیئے مختلف القوافی اور متحد البحر ابیات کا نام مثنوی رکھا گیا۔ لیکن اس مثنوی معنوی کو مثنوی
کہنے کی ایک وجہ اور بھی ہے وہ یہ کہ اسکا ہر شعر غالباً دو دو معنے رکھتا ہے۔ ایک ظاہری اور ایک باطنی۔ **وہو اصول**
اصول اصول الدین پہلا اصول بمعنے بنیاد۔ دوسرا بمعنے قواعد۔ تیسرا بمعنے اعتقادات ہے یعنے یہ مثنوی بنیاد قواعد اعتقادات
دین ہے کیونکہ دین نام ہے اعمال نیک کا اور اصول اعمال نیک صحت اعتقاد ہے اور اصول صحت اعتقاد کتاب و سنت
ہے اور اصول کتاب و سنت علم حقیقت ہے۔ اور یہ مثنوی فی الحقیقت علم حقیقت سے لبریز ہے۔ **فی کشف اسرار الوصول**
والیقین غیب سے کسی بات کے ظاہر ہو جانے کو کشف نکتۂ مخفی کو سر مرتبۂ حقیقت تک پہنچنے کو وصول اور اطمینان قلب
کو یقین کہتے ہین یعنے یہ مثنوی مرتبۂ حقیقت تک پہنچنے اور اطمینان قلب حاصل ہونے کے متعلق اسرار کھولنے مین اصول دین ہے
وہو فقہ اللہ الاکبر علم احکام شریعت ظاہری کو **فقہ اصغر** اور علم آخرت و آفات نفس کو **فقہ اکبر** کہتے ہین۔ اسلیئے حضرت
امام اعظم **ابو حنیفہ** رح نے علم آخرت کے متعلق اپنی کتاب کا نام **فقہ اکبر** رکھا ہے۔ یعنے یہ مثنوی خدا کا دیا ہوا بہت
بڑا علم ہے۔ اگرچہ اسمین بہ اعتبار ظاہر حکایتین درج ہین لیکن باعتبار باطن احکام شریعت اور احوال طریقت اور اسرار حقیقت
کے موتی پروئے گئے ہین **وشرع اللہ الازہر** یہ مثنوی خدا کے پہچاننے کا روشن طریقہ اور بیان الٰہی ہے جو بیان انسانی
سے روشن اور واضح تر ہے یعنے تمام مثنوی الہام ربانی اور فیض رحمانی ہے گویا اُسنے کتاب و سنت کے معنے زبان
قدرت سے بیان فرمائے ہین۔ یہ وہ شرح نہین ہے جو فکر یا عقل کی مدد سے مستنبط کی گئی ہو کیونکہ صوفیہ کرام بلا الہام
کتاب و سنت کے معنے بیان کرنے کو بدعت جانتے ہین۔ **وبرہان اللہ الاظہر** اور یہ مثنوی وجود ذات الٰہی مع
وصفات کی ظاہر حجت ہے۔ اسکے سمجھ لینے کے بعد کوئی متنفس خدا کے واجب الوجود اور مستجمع جمیع صفات کمالیہ ہونے
انکار نہین کر سکتا۔ **مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح**۔ اس مثنوی کے باطنی نور کی مثال ایسی ہے گویا کسی طاق مین چراغ
رکھا ہے مشکوٰۃ بمعنے طاق سے دل اور مصباح بمعنے چراغ سے مضمون مثنوی مراد ہے۔ مطلب یہ کہ اس مثنوی کا
مضمون اندھیرے گھر کا اجالا اور دلکو روشن کرنے والا ہے **یشرق اشراقا انور من الاصباح**۔ اشراق بمعنے درخشیدن
و روشن شدن در وقت صبح بعد طلوع۔ یعنے یہ چراغ (مضمون مثنوی) ایسا روشن ہے کہ اسکی روشنی صبح کی روشنی سے زیادہ
منور ہے۔ کیونکہ صبح کی روشنی صرف رات کے اندھیرے کو زائل کر دیتی ہے اور اسکی روشنی کفر و معصیت اور غفلت و جہالت
کی تمام تاریکیو دفع کرنے والی ہے۔ **وہو جنان الجنان ذو العیون و الاغصان**۔ جنان بکسر الجیم جمع جنت
بمعنے باغ اور جنان بفتح الجیم بمعنے دل یعنے یہ مثنوی عارفون کے دل کے حق مین ایسا باغ ہے جسمین نہرین اور چشمے
جاری ہین اور جسکے گنجان درختون کی شاخین ہر وقت پھلی پھولی رہتی ہین **منہا عین تسمّٰی عند ابناء ہذا السبیل سلسبیلا** سلسبیل جنت کی ایک نہر کا نام ہے
یعنے اس مثنوی کے چشمون مین سے ایک چشمہ ہے جسکا نام اہل سلوک کے نزدیک سلسبیل ہے یہ معرفت توحید الٰہی کا چشمہ ہے جسکو عین وحدت کہتے ہین **وعند اصحاب المقامات و الکرامات**
خیر منہا مقاما و احسن مقیلا اور اصحاب مقامات اور اہل کرامات کے نزدیک اسی چشمۂ وحدت کا نام بہترین مقام اور
افضل ترین آرامگاہ ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اولیاء اللہ کے نزدیک کوئی مقام مرتبۂ وحدت سے بہتر نہین ہے۔
مقیل بفتح المیم۔ مصدر میمی بمعنے قیلولہ یعنے دوپہر کا سونا و صیغۂ ظرف مکان بمعنے خوابگاہ و آرامگاہ۔ یہان دوسرے معنے
مراد ہین **الابرار فیہ یاکلون و یشربون** یعنے خدا کے پیارے بندے اس باغ مین کھاتے پیتے اور اس سے جسمانی

جو اللہ تعالے نے ... آخر الزمان سے کی ہین صحیح حدیثون مین موجود ہے کہ قریش کے رئیسون نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ... اِس بات کی شکایت کی کہ آپ کے بعض غریب صحابی ارذل قوم کے ہین اور ہم عالیشان
عالی نسب اور امیر ... اسلیئے ہمین اُنکے پاس بیٹھنے سے عار آتی ہے۔ اگر آپ اُنکو اپنے پاس سے ہٹائین تو ہم
آپ پر ایمان لے ... لہ حضور کو ایمان والون کی جماعت بڑہانی منظور تہی اسلیئے اُنکی بات کو منظور کر لیا تہا
مگر اسپر عملدرآمد سے پہلے ہی یہ آیت نازل ہوگئی وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ
وَجْهَهٗ یعنے اے پیغمبر ان لوگون کو اپنے پاس سے دور نہ کر جو صبح شام اپنے پروردگار کو پکارتے رہتے ہین
اور جنکو سوائے مرضی ذات الٰہی اور کوئی شے مطلوب نہین۔ چنانچہ اس آیت کے بعد آپنے قریش کے سوال کو نامنظور
فرمایا۔ یہ آیت گویا خدا کی وصیت ہے اور صحابہ کی طرح حضرت مولانا حسام الدین بہی اِسکے مصداق ہین کیونکہ اُنہون نے
علوم و اسرار اُنہین غریب صحابہ کی بدولت حاصل کیئے ہین جنکو قریش باعتبار دنیا برا جانتے تہے وَخَبَایَاهُ عِنْدَ
صَفِیِّهٖ اور وہ خدا کے ہر برگزیدہ بندہ کے نزدیک اسرار الٰہی کا خزینہ ہین۔ اُنکی ذات مین ہزارون اسرار پوشیدہ
ہین جو بجز برگزیدہ لوگون کے ہر کسیکو نظر نہین آتے مِفْتَاحُ خَزَائِنِ الْعَرْشِ۔ اَمِیْنُ کُنُوْزِ الْفَرْشِ وہ
عرش کے خزانون کی کنجی اور زمین کے مخزنون کے امین ہین۔ یعنے اسرار آسمان و زمین سب سے واقف ہین
اللہ تعالے نے اُنپر علوم باطنی و ظاہری کا دروازہ کہولدیا ہے اَبُو الْفَضَائِلِ حُسَامُ الْحَقِّ وَالدِّیْنِ حَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ
بْنِ حَسَنٍ الْمَعْرُوْفُ بِابْنِ اَخِیْ تُرْكٍ یعنے وہ سید مستند اور کلید خزانہ عرش اور شیخ وقت جنکی تعریف بیان ہو رہی
ہے۔ ابو الفضائل حسام الحق والدین ہین ابو الفضائل اُنکی کنیت اور حسام الدین۔ علم۔ اور حسن۔ قدیم نام
ہے اُنکے باپ کا نام محمد ہے اور دادا کا حسن اور ابن اخی ترک اُنکے دادا کی کنیت ہے اَبُوْ یَزِیْدِ الْوَقْتِ جُنَیْدِ
الزَّمَانِ صِدِّیْقُ ابْنِ صِدِّیْقِ ابْنِ صِدِّیْقٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَنْهُمْ یعنے حسام الدین اپنے وقت کے بایزید بسطامی اور
اپنے زمانے کے جنید اور خود صدیق۔ صدیق کے بیٹے اور صدیق کے پوتے ہین خدا اُنسے اور اُنکے تمام آبا و
اجداد سے خوشنود رہے اَلْاُرْمَوِیُّ الْاَصْلِ۔ یعنے حسام الدین ارموی الاصل (شہر ارمی کے رہنے والے)
ہین اَلْمُنْتَسِبُ اِلَی الشَّیْخِ الْمُکَرَّمِ بِمَا قَالَ اَمْسَیْتُ کُرْدِیًّا وَاَصْبَحْتُ عَرَبِیًّا یعنے حسام الدین ازروے
سلسلہ بیعت ایک ایسے شیخ کی طرف منسوب ہین جنکو قول اَمسیت کردیا الی آخرہ کی عزت حاصل ہے۔
مولانا حسام الدین کے شیخ کا نام ابو الوفا تہا یہ باعتبار مولد کردی اور باعتبار موطن بغدادی تہے۔ اور لکہنا پڑہنا
بالکل نجانتے تہے اِنکے وطن والون نے ایکبار اُنکو وعظ کہنے پر مجبور کیا۔ اُنہون نے کل کا وعدہ کر لیا اور شب کو
عبادت اور گریہ و زاری کے بعد سو رہے رسول علیہ الصلوٰة کو خواب مین یہ فرماتے ہوئے دیکہا کہ تجہپر خدا اپنے اسم
علیم اور حکیم کے ساتہ تجلی کریگا۔ اگلے دن حسب وعدہ آپ مسجد مین آئے اور وعظ کہنے کے لیئے منبر پر چڑہے
چنانچہ آپکے وعظ کا پہلا کلمہ یہ تہا کہ اَمْسَیْتُ كُرْدِیًّا وَاَصْبَحْتُ عَرَبِیًّا۔ مین رات کو کردی تہا اور صبح کو عربی بنگیا
یعنے میرا جسم کردی ہے اور روح عربی قَدَّسَ اللّٰهُ رُوْحَهٗ وَرُوْحَ اَخْلَافِهٖ۔ فَنِعْمَ السَّلَفُ وَنِعْمَ الْخَلَفُ
خدا شیخ ابو الوفا اور اُنکے اخلاف کی روح کو پاک کرے کیا اچہے وہ سلف (ابو الوفا) ہتے اور کیا اچہے یہ خلف
(حسام الدین) ہین لَهٗ نَسَبٌ اَلْقَتِ الشَّمْسُ عَلَیْهِ ضَوْءَهَا وَحَسَبٌ اَرْخَتِ النُّجُوْمُ لَدَیْهِ اَضْوَاءَهَا۔ یعنے
حسام الدین کی عالی نسبی ایسی روشن اور مشہور ہے کہ آفتاب نے اُسپر اپنا نور ڈال رکہا ہے اور اُنکی خاندانی شرافت ایسی صحیح

اور یہی نہ آسمان سے تارے آئے مقابلہ میں اپنی روشنی کو بیچ رہے ہیں مختصر نقطہ شمس سے یہ بہی نکلتا ہے کہ مولانا حسام الدین کا سلسلہ مولانا شمس الدین تبریزی سے بہی ملتا ہے لَمْ یَزَلْ فِنَاءُهُمْ قِبْلَةَ الْاِقْبَالِ یُتَوَجَّہُ اِلَیْہَا بَنُو الْوُلَاۃِ فِنَا بکسر الفاء گرداگرد خانہ وصحن وسیع یعنی خدا کرے حسام الدین کی بارگاہ ہمیشہ قبلۂ اقبال رہے اور اُسکی طرف بادشاہون اور قاضی مفتیون کی اولاد ہمیشہ توجہ کرتی رہے مطلب یہ کہ وہ قیامت تک مرجع خاص وعام اور قبلہ کافۂ انام رہین وَکَعْبَۃَ الْاٰمَالِ یَطُوْفُ بِہَا وُفُوْدُ الْعُفَاۃِ اور اُنکی بارگاہ [illegible] جماعتون کے طواف کرنے کے لیئے ہمیشہ کعبہ امید رہے وفود جمع وفد بمعنے جماعت وَلَازَالَ کَذٰلِکَ مَا ذَرَّ شَارِقٌ اور جب تک کوئی تارہ روشن رہے اور چمکنے والا چاند سورج وغیرہ سماء چمکے خدا کرے بارگاہ مذکور اسیطرح رہے لِیَکُوْنَ مُعْتَصَمًا لِاُولِی الْبَصَائِرِ الرَّبَّانِیِّیْنَ الرُّوْحَانِیِّیْنَ السَّمَاوِیِّیْنَ الْعَرْشِیِّیْنَ النُّوْرِیِّیْنَ یعنے یہ دعا اسلیئے ہے تاکہ بارگاہ حسام الدین اُن اہل بصیرت اور روشنضمیرون کے لیے جائے پناہ رہے جو ربانی یعنے اللہ والے اور روحانی یعنے ملکی صفات اور آسمانی یعنے واقفان اسرار علوی اور عرشی یعنے اہل مشاہدہ ذات اور نوری یعنے نور مقید مین نور مطلق کا مشاہدہ کرنے والے ہین اَلسُّکُوْتِ النُّظَّارِ الْمُلُوْکِ تَحْتَ الْاَطْمَارِ اور یہ اہل بصیرت مجسم خموشی نگر ہر چیز کی غایت کے دیکھنے والے ہین انکا کلام الہامی ہوتا ہے۔ اور یہ گدڑی مین بادشاہ اور گدڑی مین لال ہین اَشْرَفِ الْقَبَائِلِ اَصْحَابِ الْفَضَائِلِ اَنْوَارِ الدَّلَائِلِ اور یہ اہل بصیرت تمام قبیلون سے اشرف ہین کیونکہ شاہد حقیقی سے تعلق رکھنے اور اصحاب فضائل یعنے نیک خصائل ہین اور معرفت وحقیقت کے متعلق انکی حجتین نہایت روشن اور واضح ہین آمِیْنَ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ اے پروردگار عالمیان اس دعا کو قبول کر وَہٰذَا دُعَاءٌ لَا یُرَدُّ فَاِنَّہٗ لِاَنْوَاعِ اَصْنَافِ الْبَرِیَّۃِ شَامِلٌ۔ اور ایسی یہ دعا رد نہو کیونکہ یہ تمام مخلوق کو شامل ہے وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَعِتْرَتِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنَ اَجْمَعِیْنَ وَحَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ۔ اور سب تعریف اُس خدا کے لیے ہے جو تمام عالمون کا پروردگار ہے اور خدا درود اور رحمت نازل کرے ہمارے سردار پر جنکا نام پاک محمد ہے اور انکی نہایت پاک تمام آل واولاد پر اور ہمکو کافی ہے اللہ اور وہ ہمارا سب سے بہتر کارساز ہے۔

آغاز شرح دفتر اول مثنوی مولانا روم

سرمریہ یا کلمات صوفیہ کی تاثیر سے ایک جہان نالان ہے کاش مین نیستان سے جدا ہو کر اس کشاکش مین نہ پڑتا۔ اے

انسان تو بھی اپنی اصل سے جدا ہو کر دنیوی کشمکش مین گرفتار ہے تجھپر فرض ہے کہ میری طرح اپنے معشوق حقیقی کی

جدائی مین شب و روز اسطرح دردناک لہجے مین فریاد کرتا رہے کہ سننے والون کے دل ہل جائین۔

سوم یہ کہ نے سے ظاہری قلم بلا استعارہ مراد ہو اور قلم سے بطریق استعارہ وہی انسان کامل یا مرشد کامل مراد لیا جائے جسکا ذکر ابھی ہو چکا ہے۔ اسوقت وجہ استعارہ یہ ہوگی کہ جسطرح قلم کے حرکات و سکنات کاتب کی طرف منسوب ہین اسیطرح اولیاء اللہ یا انسان کامل کے تمام اوصاف اور افعال خالق کی طرف نسبت کئے جاتے ہین۔

چہارم یہ کہ نے سے قلم اور قلم سے قلم اعلے یعنے حقیقت محمدیہ مراد لیجائے۔ کیونکہ بعض مفسرین نے وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ کی تفسیر مین قلم کو بمعنے حقیقت محمدیہ لکھا ہے اس سے قطع نظر اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ اور اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ دو حدیثین ہین پہلی کا مطلب یہ ہے کہ مخلوقات مین سب سے پہلے اللہ نے قلم کو پیدا کیا اور دوسری کے معنے یہ ہین کہ سب سے پہلے میرا نور پیدا ہوا ان دونو نکی تطبیق اسیطرح ہو سکتی ہے کہ قلم سے حقیقت محمدیہ مراد لیجائے لیکن نہایت تامل اور غور کرنے کے بعد حقیقت محمدیہ اور کامل انسانیت قریباً بالمعنی ثابت ہوگی اسلئے سب سے صاف اور صحیح یہ بات ہے کہ نے سے بطریق استعارہ انسان کامل ہی مراد ہے کیونکہ یہ تاویل حقیقت محمدیہ کی طرح جمیع انبیائے عظام اور اولیائے کرام کو شامل ہے دوسرے مصرعہ مین جدائی سے مرتبۂ غیب [illegible] ہو گئے ہے۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ اے مخاطب انسان کامل یا مرشد کامل کی حکایت اور مرتبۂ غیب سے جدا ہو جانے کی شکایت (جسکا بیان آئندہ شعر مین ہے) سن لے کہ فراق مرتبۂ غیب سے کیونکر نغمہ زن ہے۔ فائدہ مرتبۂ غیب وہ مرتبہ یا وہ دریائے وحدت ہے جسمین جمیع ممکنات وجود عارضی سے پہلے محو یا مستغرق تھے۔ چونکہ اس مرتبہ سے نکلکر وجود عارضی جسم خاکی مین آنا اور لوث دنیوی مین مبتلا ہونا پڑا اسلئے انسان فراق مرتبۂ غیب کی شکایت کرتا ہے۔ یہان یہ اعتراض وارد ہو سکتا ہے کہ انسان کامل مرتبۂ غیب اور مرتبۂ وجود عارضی مین یکسان بعین وصل کی حالت مین ہے پھر شکایت فراق کے کیا معنے؟ اسکا اول جواب تو یہ ہے کہ انسان کامل اپنی اس حالت کی شکایت کرتا ہے جو وصل الی اللہ ہونے سے پہلے اسپر طاری تھی کیونکہ اسوقت وہ فراق کی حالت مین تھا مگر دوسرا اور پہلے سے بہت اچھا جواب یہ ہے کہ گو انسان کامل ہر وقت وصل کی حالت مین ہے لیکن وہ دریائے وحدت اور مرتبۂ غیب سے جدا ہو کر تعدد ممکنات اور مشقت مرتبۂ کثرت مین مبتلا ہو گیا اسصورت مین حالت وصل کو انسان کامل گویا فراق ہی جانتا ہے نیز وصل کی حالت مین جدائی کی شکایت کرنے سے اہل غفلت کی تنبیہ مقصود ہے۔

توضیح اس مطلب کی وضاحت اسطرح ہو سکتی ہے کہ فخر الاولین و الآخرین حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین مقام جمع (یعنے ذات مستجمع جمیع صفات) تک پہنچکر التفات روح انبیا و ملائکہ مقربین ملاحظہ فرمایا ہے

نام مرتبۂ غیب یا مرتبۂ وحدت ہے پہر مرتبۂ کثرت کیطرف دنیا ہی کیطرف نزول فرمایا ...

ہاتہ سے اذیتین اُٹہائین اور ارشاد فرمایا مَا اُوْذِیَ نَبِیٌّ مِثْلَ مَا اُوْذِیْتُ یعنے کوئی نبی ایسا نہین ستایا گیا جیسا مین ستایا گیا ہون اور بعض ایسے ہی موقعون پر یہہ بہی فرمایا ہے لَیْتَنِیْ لَمْ اُخْلَقْ وَلَیْتَ اُمِّیْ لَمْ تَلِدْنِیْ یعنے کاشکے مین پیدا ہی نہوتا۔ اور ایکاش میری مان مجہے نہ جنتی۔ اس سے ظاہر ہے کہ مرتبۂ کثرت کے حالات اور اختلافات دیکہکر انسان کامل کیسی ہی حالت وصل مین کیون نہو مگر اُسکو فراق سمجہتا ہے۔ یہی باعث تہا کہ حضرت مریم نے باوجودیکہ اُنکو اپنی عصمت اور عفت پر پورا یقین تہا حضرت عیسے علیہ السلام کے پیدا ہوتے وقت لوگون کے اتہام کے خوف سے یَا لَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا کہدیا۔ یعنے ایکاش مین اس بچہ کے پیدا ہونیسے پہلے اسطرح مرجاتی کہ کیسکو یاد بہی نہ رہتی۔ الغرض مرتبۂ غیب راحت کا مقام ہے اور مرتبۂ کثرت مشقت کا انسان کامل مقام راحت سے جدا ہوجانے کا ہمیشہ شکایت مندر ہتا ہے۔

کز نیستان تا مرا ببریدہ اند　　از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

ترجمہ

جب سے ہون مین نیستان سے بیوطن　　ہین مرے شیون سے نالان مرد و زن

شرح نیستان سے وہی مرتبۂ غیب مراد ہے جسکی توضیح ہم ابہی کر چکے ہین۔ یعنے انسان کامل یہ کہہ رہا ہے کہ جب سے مجکو قضا و قدر نے مرتبۂ غیب سے جدا کردیا ہے میری جدائی کی شکایت اور فریاد کے اثر سے مرد و عورت یعنے سارا جہان نالان ہے لفظ **مرد و زن** کے جو دوسرے مصرع مین ہے بعض صوفیہ نے بڑے ادق معنے بیان کیئے ہین۔ اُنکا مطلب یہ ہے کہ انسان جسطرح منجملۂ اعیان ممکنات ہے اُسیطرح مظہر اسمائے خلّاق بہی ہے۔ اور یہ دونو باتین بطور مجموعہ اُسمین پائی جاتی ہین۔ چونکہ اسماء کا مرتبہ اعیان سے مقدم ہے اسلیئے **مرد** سے اسماء مراد ہین اور **زن** سے اعیان ممکنات۔ اس تقریر کے لحاظ سے شعر کے یہ معنے ہوگئے کہ انسان کامل شکایت کرتا ہے کہ جبسے مجکو مرتبۂ غیب سے جدا کیا ہے میری فریاد کی تاثیر سے اسماء اور اعیان بہی (جنکا مین مظہر بنا ہوا ہون) رو رہے ہین اور یہ کہتے ہین کہ اے انسان تیرے سبب ہم بہی اپنی اصل اور معدن سے جدا کیے گئے۔ **فائدہ** اعیان ممکنات اُن چیزون کو کہتے ہین جنکا ہونا نہونا برابر ہو۔ انسان بہی اُنہی چیزون مین سے ایک چیز ہے مگر اتنی بات انسان مین زیادہ ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے اسمائے صفات کا مظہر ہے انسان مین رحم۔ صبر۔ شکر۔ عفو۔ کرم جود رافت حلم علم وغیرہ ایسی صفتین ہین جنکو ہم اسمائے صفات الٰہی کا عکس یا اُنکی جہلک کہہ سکتے ہین۔ غالبًا اب ناظرین اعیان اور اسماء کے معنے اور اُنکے نالے کا باعث سمجہ گئے ہونگے۔ مولانا جامی قدس سرہ السامی نے ان دو شعرون کا مطلب مفصلۂ ذیل ابیات مین مشرح طور پر بیان کیا ہے ؎

بود پیش از روز و شب　　فارغ از اندوہ و آزاد از طلب　　متحد بودیم باشاہ وجود　　حکم غیریت بکلی محو بود

بود اعیان نہان بے [illegible] چون [illegible]

نے زحق ممتاز نے از یکدگر ۞ غرق در دریائے وحدت سربسر ۞ ناگہان در جنبش آمد بحر جود ۞ جملہ را در خود ز خود پیدا نمود

نوع آخر آدم ست و آدمی ۞ گشتہ محروم از مقام محرمی ۞ بر مراتب سربسر کردہ عبور ۞ باز بہ پایۂ اصل خود افتادہ دور

چون نگرد دور از مسکین این سفر ۞ نیست از وی ہیچ کس مہجور تر ۞ نے کہ آغاز حکایت میکند ۞ از جدائیہا شکایت میکند

کز نیستانے کہ در وے ہر عدم ۞ رنگ وحدت داشت با نور قدم ۞ تا بتیغ فرقتم ببریدہ اند ۞ از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

کیست مرد اسمائے خلاق ودود ۞ کان بود فاعل در اطوار وجود ۞ چیست زن اعیان جملہ ممکنات ۞ منفعل گشتہ ز اسماء و صفات

چون ہمہ اسماء و اعیان بے قصور ۞ دارد اندر رتبۂ انسان ظہور ۞ جملہ را در ضمن انسان نالہاست ۞ کہ چو ہر یک زاں اصل خود جداست

شد گریبان گیرشان حب الوطن ۞ این بود سر نفیر مرد و زن

مولانا جامی علیہ الرحمۃ کے ان اشعار کا مطلب تقریباً وہی ہے جو ہم اوپر بیان کر آئے ہین اسلیئے مکرر تشریح کی ضرورت نہین بعض اہل سلوک لفظ نے سے روح انسانی۔ **جدائی** سے استفاضۂ انوار حق کی جدائی **نیستان** سے محل افاضۂ انوار اور **بریدن** سے محل افاضۂ انوار سے جدا ہوکر جسم خاکی مین آنا مراد لیا ہے۔ اس صورت مین دونو شعرون کے یہ معنے ہونگے کہ روح انسانی استفاضۂ انوار حق کی جدائی کی شکایت کرتے ہوئے یہ کہتی ہے کہ جب سے مجکو محل افاضۂ انوار حق سے جدا کرکے جسم خاکی مین ڈالا ہے میری فریاد سے اسماء و اعیان یا سارا جہان نالان ہے

سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق ۞ تا بگویم شرح دردِ اشتیاق

ترجمہ چاہیئے سینہ ہو صد ریش فراق ۞ تا سناؤن شرح دردِ اشتیاق

شرح یہ شعر مقولہ نے بھی ہوسکتا ہے اور مقولۂ مولانا قدس سرہ بھی۔ یعنے انسان کامل یا مولانا یہ فرماتے ہین کہ مین اپنے سینہ کو فراق مرتبۂ غیب سے پارہ پارہ کرنا چاہتا ہون تاکہ ایسی حالت مین طالبان شاہد حقیقی کے روبرو شرح درد اشتیاق بیان کرون۔ اور اُنکے دلون مین اثر پیدا ہو۔ کیونکہ اہل درد کی آہ بہت جلد دوسرون پر تاثیر کرجاتی ہے۔ اس سے ظاہر ہوگیا کہ جب تک مرشد زخم تیغ فراق سے سینہ چاک نہو گا طالبان حقیقت کے دلونمین اسکے زبانی بیان کا اثر خاک نہوگا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ لفظ سینہ سے مخاطب کا سینہ مراد ہو۔ اس صورت مین شعر کے یہ معنے ہوے کہ مین مخاطب کا سینہ الم فراق سے پارہ پارہ چاہتا ہون اسلیئے کہ ایسی حالت مین شرح درد اشتیاق زیادہ مؤثر ہوگی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اگر مرشد اور طالب دونو اہل درد ہون تو سبحان اللہ۔ اور اگر دونون سے ایک ہو تو بھی مقصود اصلی اور وصال حقیقی کے حصول کی اُمید ہے گو بدقت سہی اور اگر دونو لذت درد فراق سے ناآشنا اور زخم جگر کے لطف سے بے بہرہ ہین تو ریاضت و محنت بالکل عبث ہے

ترجمہ جس کسی سے فاصلہ ہے اصل کا ڈھونڈتا ہے وہ زمانہ وصل کا

شرح - یہ شعر بھی پہلے شعر کیطرح نے اور مولانا قدس سرہ دونوںکا مقولہ ہوسکتا ہے - یعنے جسطرح عاشق اپنے معشوق سے جدا ہوکر وصل کا زمانہ ڈھونڈتا ہے - اسیطرح انسان کامل اپنی اصل (مرتبۂ غیب) سے دور ہوکر پھر زمانۂ وصل کا طالب ہے اور اسی لیئے اپنے تمام اجزا یعنے اسماء اور اعیان کے ہمراہ ہر وقت نالان رہتا ہے -

من بھر جمعیتی نالان شدم جفت خوش حالان و بدحالان شدم

ترجمہ مینے نالہ ہر جماعت مین کیا اور نیک و بد کا ساتھ اکثر دیا

شرح بعض محققین کے نزدیک یہ شعر خاص مولانا قدس سرہ کا مقولہ ہے - چونکہ انسان کامل تمام حقائق کا جامع ہے اسلیئے اسکا نالہ اسکی جمعیت اسمائی - روحی اور کونی کے ساتھ ہوتا ہے - یہی مطلب مولانا کا ہے کہ میرا نالہ میری تمام جمعیت کے ساتھ ہے ایسے نالہ کو نالۂ قلبی کہتے ہین جسکو جسم یا زبان سے کچھ تعلق نہین ہوتا یہ خاص اولیاء اللہ کا حصہ ہے - اور جفت خوشحالان و بدحالان کا یہ مطلب ہے کہ مین اپنی حقیقت مین مظاہر اسماء جمالی و جلالی کا جامع اور مشاہدہ کرنے والا ہون اسماء جمالی و جلالی کی خوشحالی و بدحالی مظاہر کے اعتبار سے ہے ورنہ اسماء حسنے اللہ تعالے کے ننانوے ۹۹ تمام رب کے سب مبارک ہین اسماء جمالی کا جہان ظہور ہوتا ہے وہان ہدایت - رشد - ایمان اور رحمت پھیلتی ہے اور جہان اسماء جلالی کا ظہور ہوتا ہے وہان ضلالت - کفر - انتقام اور زحمت کا دائرہ وسیع ہوجاتا ہے - اس تمہید سے خوشحالی و بدحالی کا مطلب صاف طور پر واضح ہوگیا - اور نتیجہ یہ نکلا کہ ہر انسان مظاہر اسماء جمالی و جلالی کا جامع ہے ورنہ دنیا مین خدا کے نافرمانون کو کبھی راحت نہ ملتی اور فرمانبردارون کو کبھی مصیبت نہ آتی - لیکن انسان کامل ریاضت اور تزکیۂ نفس اور مشاہدہ خوشحالی و بدحالی کے سبب انجام کار صرف مظہر اسماء جمالی رہجاتا ہے - البتہ عوام کو یہ رتبہ نصیب نہین ہوتا کیونکہ وہ مظاہر کا مشاہدہ ہی نہین کرسکتے - بعض محققین نے جمعیت سے یہی ظاہری انجمنین اور عام مجلسین اور خوشحالان و بدحالان سے دنیا کے لوگ مراد لیے ہین اسصورت مین یہ شعر مقولۂ نے بھی ہوسکتا ہے مگر تھوڑے سے فکر کے بعد معلوم ہوجائیگا کہ شعر کے یہ معنے لیئے جائین یا وہ دونو صورتون مین نے کا مقولہ فرض کیجیے تو بجا ہے اور مولانا قدس سرہ کا مقولہ سمجھیئے تو درست ہے علے ہذالقیاس آئندہ تین شعر نے اور مولانا رحمۃ اللہ علیہ دونوںکیطرف منسوب ہوسکتے ہین حاصل مطلب یہ ہے کہ مولانا یا انسان کامل کا قول ہے کہ مین اپنی تمام جمعیت (اسمائی روحی وغیرہ) کے ہمراہ نالے کرتا رہا اور ہمیشہ اپنی حقیقت مین مظاہر اسماء جمالی و جلالی کے مشاہدہ کیئے لیکن میرے نالے کسینے کان دھر کر نہ سنے میرے اسرار کسی نے نہ پوچھے یا نے یون کہتی ہے کہ مین ہمیشہ اچھی بری محفلون مین نغمہ زن رہی

مگر دنیا کے لوگون نے میری فریاد کو نغمہ خیال کیا اور بھید کی بات کسیکو معلوم نہ ہوی کہ میرے نغمے کیا چیز ہین

اور نے نواز حقیقی کون ہے یہ معنے جو ہمنے بیان کیے ہین شعر آئندہ کے قرینے سے واضح ہوتے ہین

	6	ہر کسے از ظنِّ خود شد یارِ من	از درونِ من نجست اسرارِ من
ترجمہ		ہر کسے نے مجھسے یاری کی مگر	میرے بھیدون سے رہے سب بیخبر

شرح نے اپنے شایقین کا یا مولانا قدس سرہ اپنے طالبین کا حال بیان کرتے ہین۔ یعنے یون تو شایقین اور طالبین ہین سے ہر شخص اپنے حسن ظن کے سبب میرا مصاحب اور یار ہو گیا لیکن کسی نے میرے قلب سے میرے اسرار کی جستجو نہین کی۔ اگر دیکھنے والے میرے اندرونی حالت کو دیکھتے تو انہین بہت سے اسرار معلوم ہو جاتے۔ چنانچہ منجملہ اسرار اہل تصوف ایک بھید کی بات یہ بھی ہے کہ اُنکا نالہ مع جمعیت اسمائی و روحی کونی وغیرہ ہوا کرتا ہے۔ مگر چونکہ یہ نالہ قلبی ہے جسکا ادراک و مشاہدہ تصفیہ قلب پر موقوف ہے اسلیئے ہر مرید یا طالب کا کام نہین کہ مُرشد کا نالہ قلبی اور اُسکے اسرار معلوم کر سکے بعض محققین نے لفظ نجُست کو جو بضم جیم ہے نجَست بفتح جیم بھی کہا ہے۔ یعنے میرے اسرار میرے دل سے باہر نہ نکلے۔ دونو لفظ قریب المعنے ہین بعض نسخون مین نجست بفتح جیم بصیغہ نفی کی جگہ بجُست بضم جیم و صیغہ اثبات دیکھا گیا ہے اسصورت مین شعر کا یہ مطلب ہے کہ جو شخص طالب صادق بنکر میرا یار ہو گیا ہے اُسنے میرے نالۂ قلبی سے میرے اسرار ڈھونڈ لیے ہین۔

	٦	سرِّ من از نالۂ من دور نیست	لیک چشم و گوش را آن نور نیست
ترجمہ		بھید وہ پا جائے جو ذی ہوش ہو	دیکھنے سُننے کو چشم و گوش ہو

شرح یہ شعر پہلے شعر کی دلیل ہے۔ یعنے لوگون کو میرے اسرار اسلیئے معلوم نہین ہو سکتے کہ اُنکے ظاہری کانون اور آنکھون مین اسقدر قوت سامعہ اور نور نہین ہے کہ میرے نالے سُنکر اندرونی اسرار کو دیکھ سکین۔ ورنہ جو شخص میرے نالۂ قلبی کو سُن سکتا ہے وہ میرے اسرار بھی معلوم کر سکتا ہے یہ معنے اُسوقت چسپان ہو سکتے جبکہ پہلے شعر مین نجست بصیغہ نفی مانا جائیگا۔ اور جسحال مین بجست بصیغہ اثبات ہے تو اس شعر کا یہ مطلب ہے کہ طالبان صادق نے میرے اسرار اسلیئے معلوم کر لئے ہین کہ وہ اپنے صدق ارادت کے سبب میرے نالۂ قلبی کو سُن سکتے ہین۔ البتہ عوام یا طالبان غیر صادق اس راز کو معلوم نہین کر سکتے کیونکہ وہ اندھے بھی ہین اور بہرے بھی بعض نسخون مین چشم گوش اضافت کے ساتھ دیکھا گیا ہے۔ اسصورت مین اگر اسے یہی ظاہری گوش اور چشم سے بطریق استعارہ قوت سامعہ مراد ہے۔

	8	تن ز جان و جان ز تن مستور نیست	لیک کس را دید جان دستور نیست
ترجمہ		جان و تن کا حال باہم ہے عیان	سخت مشکل ہے مگر دیدار جان

شرح یہ شعر پہلے شعروں کی مضمون کی تمثیل ہے۔ یعنے جسطرح جان و تن ساتہ ساتہ ہین اسیطرح سرِ قلبی اور نالۂ درونی پاس پاس ہین لیکن جسطرح جان (روح) حواس ظاہرہ سے نظر نہین آتی اسیطرح اسرار باطنی بلا تصفیہ قلب معلوم نہین ہوسکتے۔

آتش ست این عشق نائی نیست باد ٭ ہر کہ این آتش ندارد نیست باد

ترجمہ۔ اگ ہے یہ عشق اگر موجود ہو ٭ جسمین یہ شعلہ نہو نا بود ہو

شرح۔ نائی بمعنے نے نواز (بانسلی بجانے والا) اور یہ پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ نے سے انسان کامل مراد ہے جسکے جمیع افعال ذات حق کی طرف منسوب ہوتے ہین۔ یہانتک کہ نطق و نالہ (اسی لیئے انسان کامل کو آئینۂ حق بھی کہتے ہین) یہی باعث تہا کہ حالت وجد مین منصور نے اَنَا الحَق۔ اور حضرت بایزید بسطامی نے اَنَا اللہُ فَاعبُدنِی (مین خدا ہون اے مخاطب تو میری عبادت کر) کہدیا تہا اور اِنَّ الحَقَّ یَنطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَر (حق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر بولتا ہے) صحیح حدیث ہے اسکے یہی معنے ہین کہ انسان کامل آلۂ حق ہوتا ہے۔ اس تمہید کے بعد شعر کا یہ مطلب ہوا کہ انسان کامل کی آواز یا اسکا نالہ (جو فی الواقع آوازِ حق ہے) ایک اگ ہے جو سامعین کے دلونپر حسب استعداد فوراً اثر کرتی ہے اور شعلۂ عشق بنکر اُنکے خرمن صبر کو جلا ڈالتی ہے۔ کیونکہ آوازِ حق کسی حالت مین اثر سے خالی نہین ہوتی یہ آواز ہوا نہین ہے جو دلون کو سرد اور فسردہ کردے۔ بلکہ اگ کی خاصیت رکہتی ہے۔ دوسرے مصرع مین مولانا قدس سرہٗ اُس فسردہ دلکو جو عشق حقیقی کی آنچ سے واقف نہین بددعا دیتے ہین اور یہ فرماتے ہین کہ جسکے دلمین حرارت عشق نہو خدا کرے وہ نیست و نابود ہو جائے۔ کیونکہ ایسے کو دن کا ہونا نہونا برابر ہے۔

آتش عشق است کاندر نے فتاد ٭ جوشش عشق است کاندر مے فتاد

ترجمہ عشق ہی کی اگ ہے جو نے مین ہے ٭ عشق ہی کا جوش ہے جو مے مین ہے

شرح نے سے وہی انسان کامل مراد ہے اور مے عرف شعر مین معشوق کو کہتے ہین اور یہ ظاہر ہے کہ انسان کامل کا معشوق اور مقصود کُلّی وہی شاہد حقیقی ہے جسنے تمام عالم کو اپنا مظہر اور اپنے جلوۂ خاص کا آئینہ بنا رکہا ہے بس تو شعر کا یہ مطلب ہوا کہ انسان کامل کے دلمین عشق ہی کی اگ لگی ہوئی ہے جسنے ماسوا اللہ سے اُسکے تمام خرمن تعلقات کو جلا کر خاکستر کردیا اور عشق ہی کا جوش ہے جسنے معشوق کو انسان کامل کا عاشق بنا دیا۔ یعنے جسطرح عاشق کو معشوق سے محبت ہے اُسیطرح معشوق کو عاشق سے عشق ہے۔ یہ ذرا باریک بات ہے اسلیئے ہم قدرے وضاحت کے ساتہ بیان کرتے ہین۔

توضیح صحیح حدیث مین یہ لفظ موجود ہین کُنتُ کَنزاً مَخفِیاً فَاَحبَبتُ اَن اُعرَفَ فَخَلَقتُ الخَلقَ یعنے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مین ایک چھپے ہوے خزانے کی مانند تہا اسلیئے مینے اپنی پہچان کے لیئے مخلوق پیدا کردی۔ اس سے

یہ بات ظاہر ہوگئی کہ آفرینش عالم سے پہلے اسمائے اپنے مظاہر کے خواستگار تھے۔ اور یہ خواستگاری اسلیئے تھی کہ اسماء حق کا جمال ظاہر ہو ورنہ ذات حق ہر چیز سے مستغنی ہے۔ اسلیئے بہر تماشائے قدرت عالم کو پیدا کیا گیا لیکن چونکہ عالم مطلق آئینہ جمال قدرت نہین ہوسکتا تھا لہذا انسان کامل کے پیدا کرنے کی ضرورت ہوئی اس تمہید سے ثابت ہوگیا کہ حق سبحانہ تعالے کو انسان کامل سے خاص طرح کی محبت ہے۔ اور اسی محبت کے باعث اسکو عالم وجود مین لاکر مرتبہ محبوبیت مین تمام عالم سے مشرف و ممتاز کردیا ہے۔ اب (آتش عشق ست کاندر نی فتاد) کے معنے بالکل واضح ہوگئے نکتہ اس شعر مین غور کرنے سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عشق صفات الٰہیہ مین سے ہے کیونکہ وہ سب سے پہلے اپنے ظہور کا آپ عاشق ہوا ہے

	نے حریف ہر کہ از یارے برید	پردہایش پردہائے ما درید
ترجمہ	نے حریف اسکی ہے جو ہو دردناک	اسکے پردے سے ہے پردے چاک چاک

شرح یعنے انسان کامل اس شخص کا دوست اور غمخوار ہے جو عاشق ہوکر مبتلائے ہجر یار ہو یعنی شاہد حقیقی سے جدا ہوگیا ہو تاکہ اسکو مرتبۂ وصل تک پہنچا دے۔ ہان جس شخص مین عشق کا مادہ ہی نہین رکھا گیا مرشد کامل اسکا دوست یا غمخوار نہین بن سکتا کیونکہ ع تربیت نااہل را چون گردگان بر گنبد است ؛ دوسرے مصرع مین پردہائے۔ نے سے مرشد کامل کے نالہائے دلی مراد ہین۔ اور پردہائے ما سے وہ پردے مقصود ہین جو طالب عرفان اور حق سبحانہ تعالے کے مابین حائل ہین خلاصہ مطلب یہ ہے کہ مرشد کامل کے نالہائے دلی نے اُن پردونکو چاک کردیا ہے جو طالب و مطلوب کے مابین حائل ہوتے ہین اور فی الواقع مرشد کامل طالب صادق کو تمام پردے اُٹھا کر اُسکے مطلوب کا جلوہ دکھا سکتا ہے

	ہمچو نے زہرے و تریاقے کہ دید	ہمچو نے دمساز و مشتاقے کہ دید
ترجمہ	نے عجائب زہر ہے تریاق ہے	نے عجب دمساز ہے مشتاق ہے

شرح یعنے انسان کامل اپنے حق مین۔ زہر تو اسلیئے ہے کہ جیتے جی فنا فی اللہ ہوجاتا ہے۔ اور تریاق اسلیئے کہ بعد فنا مرتبۂ بقا باللہ حاصل کرلیتا ہے۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ انسان کامل طالب صادق کا دمساز اور اسکا مشتاق ہوا کرتا ہے مثلاً انبیاء علیہم السلام کہ تمام عمر امت کے بڑھانے اور انکو راہ حق بتانے کے مشتاق اور غمخوار و دمساز رہے ہین بعض محققین کا قول ہے کہ مولانا قدس سرہ رباب سماع مین سے تھے اگر یہ صحیح ہے تو لفظ نے سے یہی ظاہری نے (بانسلی) مراد ہوسکتی ہے اس صورت مین شعر کے یہ معنے ہونگے کہ نے اہل ہوے اور جھوٹے مدعیون کے حق مین زہر قاتل و اہل دل کے لیئے شفائے عاجل ہے کیونکہ اُنکے لیئے سامان غفلت ہے اور انکے لیئے ساز عشق و محبت۔ یا یہ سمجھیے کہ نے ابتدا مین محرک عشق مجازی ہے اور اسلیئے حق بدن مین زہر ہے اور انتہا مین موجب عشق حقیقی ہے اسلیئے روح کے حق مین تریاق ہے۔ ایک معنی یہ بھی ہوسکتے ہین کہ نے ہجر اور وصل کے نغمون کے باعث زہر اور تریاق دونونکا کام دیتی ہے اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ یہی نے بجانے والے کی دمساز اور غور سے سُننے والے کی مشتاق ہے

	نے حدیث راہ پر خون میکند	قصہائے عشق مجنون میکند
ترجمہ	نے حدیث راہِ پر خون کہتی ہے	قصہائے عشق مجنون کہتی ہے

شرح چونکہ طریق سلوک (خدا کے رستے) مین بلاؤن پر صبر مصیبتون کا سامنا اور **نفس کشی** ضرور ہوتی ہے اسلیئے اس خوفناک رستے کو **راہ پر خون** کہا گیا یعنی مرشد کامل ایسے رستے کی باتین بیان کرتا ہے جسمین نفس کشی گویا پہلا قدم ہے اور ایسے قصے سناتا ہے جو عقل کو زائل کر دیتے ہین لفظ **عشق مجنون** مین یا تو اضافت مقلوب ہے یعنی مرشد کامل **مجنون عشق** حقیقے کے قصے بیان کرتا ہے۔ یا یہ کہ **مجنون** سے **قیس** مراد ہے جو **لیلی** کا عاشق تہا یعنے مرشد کامل عشق قیس کے قصے کہتا ہے اور بطور تفہیم طالبان عرفان سے ارشاد فرماتا ہے کہ جس طرح قیس نے عشق لیلی مین **انا لیلی** کا مرتبہ حاصل کیا تہا اسی طرح عاشق حقیقی کو مرتبہ فنافی الذات حاصل کرنا چاہیئے حضرت بایزید بسطامی کا **انا اللہ فاعبدنی** کہنا اسی قبیل سے تہا یا یہ کہ **مجنون** سے انبیائے عظام اور اولیائے کرام مراد ہون جو فی الواقع مجنون عشق الٰہی ہین اسی لیئے منکرون نے انکو جادوگر اور مجنون کا خطاب دیا ہے اور حدیث شریف مین یہ لفظ موجود ہین **لا یکمل ایمان العبد حتی یقول الناس انہ لمجنون** یعنے کسی شخص کا ایمان کامل نہین ہوتا جبتک لوگ اُسے دیوانہ نہ کہنے لگین اسوقت شعر کا مطلب یہ ہوگا کہ مرشد کامل انبیا اور اولیا کے قصے کہتا ہے تاکہ طالب عرفان منکرون کے طعنون سے بددل نہو اور عشق حقیقی کو اپنا مقصد اصلی سمجھے **حاصل مطلب** یہ ہے کہ مرشد کامل اُس رستے کی خبر دیتا ہے جسمین **نفس امارہ** کا خون بہ رہا ہے کیونکہ بلا نفس کشی اور اختیاری موت کے وصل حقیقی غیر ممکن ہے حدیث **موتوا قبل ان تموتوا** (مر جاؤ مرنے سے پہلے) اسی اختیاری موت کی شرح ہے جسکو نفس کشی کہنا چاہیئے۔ نیز حدیث قدسی **من احبنی قتلتہ** (مین اپنے دوست کو قتل کر دیتا ہون) اسی اختیاری موت کی طرف اشارہ کر رہی ہے **فائدہ** موت کی دو قسمین ہین اول اضطراری۔ یعنے عام طرح کی موت جسکا وقت مقرر ہے اور جسکے آنے سے ہر متنفس کو مجبوراً مرنا پڑتا ہے دوم **اختیاری** جسکو مرنے سے پہلے آدمی اختیار کرے ایسی موت اولیا اللہ کا حصہ ہے۔ اور اسی موت کا نام نفس کُشی ہے۔

	دو دہان داریم گویا ہمچو نے	یک دہان پنہانست در لبہائے وے
ترجمہ	دو دہن رکھتے ہین ہم مانند نے	ایک منہ ہمین سے اوسی کی سمت ہے
	یک دہان نالان شدہ سوئی شما	ہائے ہوئے بر فگندہ در سما
ترجمہ	ایک لوگون کی طرف نالہ کنان	ہائے ہو کا شور ہے تا آسمان

لیک داند ہر کہ او را منظر است | لیک فغان این سر ہم زان سر است

ترجمہ — لیکن اُسکو جانتا ہے باخبر | یہ فغان بھی وہ فغان سے سربسر

۱۶ — دمدمہ این نائے از دمہائے اوست | ہائے وہوئے روح از ہیہائے اوست

ترجمہ — نے کی یہ آواز اُسی کے دم سے ہے | روح کا ماتم اُسی ماتم سے ہے

شرح ۔ یہ چارون شعر جو بطور قطعہ بند ہین مثنوی شریف کے اکثر قلمی اور بعض مطبوعہ نسخون مین نہین پائے جاتے اسلیئے بعض محققین نے انکے الحاقی ہونیکا گمان کیا ہے لیکن لفظی اور معنوی قرینے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید داخل مثنوی ہون ۔ دادیم سے جمیع انسان کامل مراد ہین اور وے کی ضمیر نے نواز حقیقی کیطرف راجع ہے جو حسب اقتضائے قرینہ محذوف ہے دوسرے مین شما سے طالبان معرفت الٰہی اور انسان غیر کامل مراد ہین جو تھے مین دمدمہ بمعنے آواز اور دم بمعنی نفس یعنی سخن ہائے وہو شور و نالہ ہیہائے بمعنے فریاد و غوغا ہے یعنی انسان کامل نے کی طرح دو مُنہ رکھتا ہے جنمین سے ایک مُنہ نے نواز حقیقی کی طرف ہے اور دوسرا طالبان عرفان اور انسان غیر کامل کی طرف ۔ اس دوسرے مُنہ سے انسان کامل نالے کر رہا ہے جسکی ہائے وہو کا غل آسمان تک پہنچگیا ہے لیکن باطنی آنکھون والے خوب جانتے ہین کہ وہ نالے کہ جو انسان کامل اس مُنہ سے کر رہا ہے اُسی مُنہ کی طرف سے آئے ہین جو نے نواز حقیقی کی طرف ہے ع آنچہ اُستاد ازل گفت ہمان میگویم ۔ **حاصل مطلب** یہ ہے کہ انسان کامل اگر حالت وجد و سماع اور ذوق و شوق مین آہ و فغان یا نالے کر رہا ہو تو اُسکو ریا اور تکلف یا بناوٹ خیال نہ کرنا چاہیئے کیونکہ اُسکے تمام افعال خلاق عالم کی طرف منسوب ہین۔

۱۷ — گر نبودے نالۂ نے را ثمر | نے جہان را پُر نکردی از شکر

ترجمہ — نالۂ نے کا نہوتا گر ثمر | نے جہان کو کر نہ سکتی پُر شکر

شرح ۔ یعنی اگر انسان کامل کے نالے مین کچھ اثر نہوتا تو جہان مین لذت معرفت نہ پھیلتی ۔ حالانکہ عاشقان الٰہی اور دلدادگان معرفت ہر زمانے مین موجود ہوتے ہین اس شعر کا دوسرا مصرع پہلے مصرع کی توضیح بطریق تمثیل ہے یعنی جسطرح ظاہری نے نیشکر کے نہونے سے جہان مٹھاس کو ترس جاتا اسیطرح اگر باطنی نے (انسان کامل) کے نالے بے نتیجہ ہوا کرتے تو عالم لذت عرفان سے محروم رہتا

۱۸ — محرم این ہوش جز بیہوش نیست | مر زبان را مشتری جز گوش نیست

ترجمہ — واقف راہِ خدا بے ہوش ہے | قدر دان حرف اہل گوش ہے

شرح پہلے مصرع مین ہوش سے راہِ پُر خون مراد ہے جسکو نفس کشی کہتے ہین اور جو سراسر عقل و ہوش و دانائی ہے یعنی اس پُر خون راستے (راہ سلوک) سے وہی لوگ واقف ہین جو ماسوی اللہ سے بیہوش ہین اور انکی زبان سے جو کلمات اسرار معرفت نکلتے ہین اُنکے خریدار وہی ہین جو گوش باطن رکھتے ہین جس شخص کی عقل صرف امور معاش تک

محدود ہے وہ ہرگز راہ سلوک اختیار نہین کرسکتا - بلکہ اسکے لیے شراب عشق حقیقی کا متوالا ہونا چاہیئے - اسی لیے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے انتم اعلم بامور دنیاکم (اے لوگو اپنے دنیا کے کامونکو تمہین اچھی طرح جانتے ہو مین اُنسے ناواقف ہون) دوسرا مصرع پہلے کی تمثیل ہے یعنی جس طرح زبان سے نکلی ہوئی باتونکا فائدہ صرف کانونکو پہنچتا ہے اسی طرح راہ سلوک کا فائدہ محض مستان معرفت الٰہی کا حصہ ہے -

	درغم ما روزہا بیگاہ شد	روزہا با سوزہا ہمراہ شد
ترجمہ	عمر سب غفلت مین کھو بیٹھے ہین ہم	زندگی کے دن گئے با سوز و غم

شرح - روز بمعنے وقت - اور وقت سے زمانہ حاضر اور بیگاہ سے زمانہ غیر حاضر مراد ہے - یعنی ہماری غفلت کے غم مین بہت سے حاضر زمانے زمانۂ غیر حاضر کی طرح گذر گئے (گویا ہمپر آئے ہی نہین) اسی لیے گذرنیوالے زمانے ہمسے با سوز پر الم رخصت ہوئے - یہ قاعدہ کی بات ہے کہ غافلونکو وقت کی قدر نہین ہوتی اسلئے غفلت کا زمانہ جلدی گذر جاتا ہے - لفظ ما ضمیر متکلم مع الغیر ہے سے طالبان معرفت کی تبنیہ مقصود ہے - ورنہ مولانا قدس سرہ جیسے صاحب مقامات اور با اوقات انسان کامل کو غفلت سے کیا سروکار -

	روزہا گر رفت گو رو باک نیست	تو بمان اے آنکہ چون تو پاک نیست
ترجمہ	جانے والی چیز کا ہو رنج کیون	تو تو ہے اے ذات بیچون و چگون

شرح - یہان مولانا طالبین کو تسلی دیکر یون فرماتے ہین کہ اے مخاطب اگر تیرا بہت سا وقت غفلت مین گذر گیا ہے تو اسکا خوف نہ کر گذر جانے دے - بلکہ یون دعا کر کہ اے ذات پاک بیچون و بیچگون تو ہمیشہ ہمپر اپنے احسان اور کرم کی نگاہ رکھ تاکہ ہم تلافی مافات کرسکین - دوسرے معنے یہ بھی ہوسکتے ہین کہ اس سے پہلے شعر مین روزہا سے اولیائے کامل مراد ہون جنکا فیضان روز روشن سے زیادہ پھیلا ہوا ہے اور اس شعر مین تو بمان کا خطاب مولانا شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ پیر و مرشد مولانا قدس سرہ کی جانب ہو - اسوقت شعر کا یہ مطلب ہوا کہ گو اولیائے گذشتہ ہماری یعنی طالبان معرفت کی ہدایت کا غم کھاتے کھاتے بیوقت جہان سے رخصت ہو گئے - کیونکہ ہمنے اُنکا وقت نہین پایا - مگر اے مخاطب تو اسکا کچھ غم نہ کر بلکہ یہ دعا مانگ کہ اے شیخ زمن اور مرشد عالم مولانا شمس الدین خدا کرے تو بہت دنون تک قائم رہے کیونکہ تیرے فیضان سے راہ پرخون کا طے کرنا اور وصال شاہد حقیقی - بطور تلافی مافات - بہر حال ممکن ہے

	ہر کہ جز ماہی ز آبش سیر شد	ہر کہ بے روزی ست روزش دیر شد
ترجمہ	مچھلیان ہین فیض حق سے غرق آب	زندگی ہے بے نصیبونکی خراب

شرح - واضح رہے کہ انسان تین قسم کے ہین - اول صاحب عرفان جنکو عاشقان حق اور ماہی دریائے حقیقت کہنا چاہیئے - دوم عام اہل ایمان سوم منکرین چنانچہ آیت فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ

یعنے بعض آدمی اپنی جان کے دشمن ہین۔ اور بعض متوسط درجے کے ہین اور بعض نیکیون مین سبقت لیگئے ہین انہی تینون قسمون کی
طرف اشارہ کر رہی ہے۔ مولانا قدس سرہ نے اس شعر مین پچھلی دو قسمون (عام اہل ایمان اور منکرین) کا ذکر کیا ہے۔ اس
سے پہلے قسم کے لوگونکا حال ضمناً معلوم ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ جو شخص غیر ماہی دریائے حقیقت یعنی عام اہل ایمان
ہے وہ فیضان ذات برحق (یعنی کلام الٰہی اور ارشادات انبیاء علیہ السلام) سے سیر اور اسی پر قانع ہے۔ یہان سے ضمناً
یہ بات ظاہر ہوگئی کہ انسان کامل جو ماہی دریائے حقیقت ہے وہ اس فیضان پر قانع نہین ہوتا بلکہ ہر دم مشاہدہ خاص اور
جدید تجلی کا طالب رہتا ہے۔ کیونکہ تجلیات الحق لاتقف الی النہایۃ تجلیات الٰہی کی کوئی حد نہین۔ دوسرے مصرع
مین لفظ روزش بکسر زائے منقوطہ روزی کا مخفف ہے یعنے جو شخص (منکر) کفر کے سبب فیضان الٰہی سے
بے نصیب ہے اسکا حصہ صرف دنیا مین تمام ہوگیا ہے وہ حصۂ آخرت سے محروم ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ روزش
بالفتح بمعنے زندگی ہو یعنی منکر کی زندگی خراب ہوگئی ہے۔ کیونکہ دیر شدن بمعنے تمام شدن وخراب شدن
وفوت شدن مستعمل ہے۔

	در نیابد حال پختہ ہیچ خام	پس سخن کوتاہ باید والسلام
ترجمہ	پختہ کارون سے نہین واقف ہین خام	اب سخن کوتاہ ہے بس والسلام

شرح۔ یعنی پختہ کاران عشق حقیقی کا حال ظاہر پرست اور خام طبیعت والے ہرگز معلوم نہین کرسکتے اسلیے مناسب
ہے کہ سخن کوتاہ کردینا چاہیئے کیونکہ کلمات حکمت اور اسرار حقیقت ہر کسی کی سمجھ کے قابل نہین ہین **فائدہ** حضرت
مولانا ضیاء الحق حسام الدین مرید شاگرد رشید حضرت مولانا قدس سرہ نے لوگونکو الٰہی نامہ مصنفہ حکیم سنائی
اور منطق الطیر مصنفہ حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی جانب متوجہ دیکھکر مولانا قدس سرہ سے عرض
کیا کہ اگر اسی ترکیب کی کوئی کتاب تصوف مین لکھی جائے تو نہایت دلچسپ اور مفید ہوگی چنانچہ مولانا قدس سرہ نے
مثنوی معنوی کا آغاز انھی کی فرمائش سے کیا اور (پس سخن کوتاہ باید والسلام) تک چند اشعار بطور نمونہ
لکھکر شاگرد رشید کو دکھائے۔ چنانچہ لفظ والسلام اسی اختتام نمونہ کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ مگر انھون نے ترکیب
مثنوی کو پسند کیا۔ پھر کیا تہا۔ مولانا قدس سرہ کے دریائے مضامین کی موجین چھہ دفترون تک پہنچگئین ہم اسیطرح
چھہون دفترون کی شرح ناظرین کی خدمت مین پیش کرینگے انشاء اللہ تعالےٰ۔

۲۶	بادہ در جوشش گدائے جوش ماست	چرخ در گردش اسیر ہوش ماست
ترجمہ	جوشش بادہ ہے گدائے جوش عشق	چرخ گردان ہے اسیر ہوش عشق

شرح بادہ سے معشوق جوشش سے مرتبۂ عشق جوش سے ظہور گردش سے ہستی ہوش سے
وجود مراد ہے یعنے شاہد حقیقی مرتبۂ عشق مین انسان کامل کے ظہور کا ضرورتمند ہے۔ اگر انسان کا ظہور نہوتا تو شاہد حقیقی کا

عاشق ہی کون بنتا یہ مصرع اور رجوشش عشق ست کا ندر می فتاد) قریب المعنی ہین مصرع دوم کا یہ مطلب ہے کہ آسمان اپنی ہستی ہین حسب مضمون لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ ‌ – اے محمد اگر تو نہوتا تو مین آسمانون کو پیدا نہ کرتا۔ انسان کامل کے وجود کا پابند ہے اُنکی ہستی اسکے وجود کے سبب سے ہے یا یہ معنے ہین کہ شراب ظاہری اپنی کیفیت اور جوش مین ہمارے جوش کی گرد یعنے اس سے کم درجہ کی ہے۔ اور فی الواقع شراب عشق کا جوش شراب ظاہری سے بہت بڑھا ہوا ہے کیونکہ شراب ظاہری سامان شقاوت ہے اور باطنی موجب سعادت اور آسمان باوجودیکہ اپنی گردش مین حکم خالق کی مخالفت نہین کر سکتا۔ لیکن اُسکی گردش ہماری گردش عقل کی رجوشۂ شراب عشق حقیقی کے باعث ہے (قیدی یا غلام ہے یعنے پست حالت مین ہے۔ کیونکہ آسمان کی گردش سعادت ونحوست دونو پر مبنی ہے اور عشاق کی گردش عقل صرف سعادت پر

	باده از ما مست شد نے ما ازو	قالب از ما هست شد نے ما ازو
ترجمہ	بادہ ہمسے ہے نہ ہم ہین مست سے	ہم ہین قالب سے قالب ہم سے ہے

شرح۔ یعنے شراب ظاہری ہین جو نشہ ہے۔ یہ اُسی شراب عشق حقیقی کی بدولت ہے۔ جو ہمنے پی رکھی ہے مطلب یہ کہ شراب عشق حقیقی نہایت تیز و تند ہے۔ یا یہ معنی ہین کہ اول اول شاہد حقیقی خود انسان کامل کا عاشق ہوا ہے نہ کہ انسان شاہد حقیقی کا کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا اُسی شاہد کا مقولہ ہے۔ نہ کہ انسان کا۔ دوسرا مصرع پہلے کی تمثیل ہے اور لفظ ما سے روح مراد ہے۔ کیونکہ کامل وہی ہے جو قید جسم سے رہا ہو کر روح کی طرح لطیف ہو جائے یعنے جسطرح قالب روح کے سبب ہست اور موجود ہوا ہے نہ کہ روح قالب کے سبب اسی طرح عشق کی ابتدا شاہد حقیقی سے ہوئی ہے۔

	بر سماع راست هر کس چیر نیست	طعمهٔ هر مرغکی انجیر نیست
ترجمہ	ہر کوئی سنتا نہین اسرار یار	یعنے ہر طائر نہین انجیر خوار

شرح۔ چونکہ پچھلے دو شعرون مین عشق و عاشق و معشوق کے ایسے معنے اور اسرار بیان کیے گئے ہین جنکو باوجود راستی ہر کس و ناکس ہرگز نہین سمجھ سکتا اسلیے مولانا قدس سرہ فرماتے ہین کہ ہماری سچی باتون کو سُنکر سمجھ لینا بڑے حوصلے والون کا کام ہے جس طرح ہر طائر انجیر خوار نہین ہوتا اسی طرح ہر شخص اسرار معرفت معلوم کرنیکی عقل نہین رکھتا۔ دوسرا مصرع پہلے کی تمثیل ہے۔

	بند بگسل باش آزاد اے پسر	چند باشی بند سیم و بند زر
ترجمہ	عمر آزادی سے اپنی کر بسر	تا کجا صد حیف قید سیم و زر

شرح اس شعر میں شاہد حقیقی کے عاشق ہونے کا طریقہ بتایا ہے یعنے اے شخص شاہد حقیقی سے غافل کرنے والی چیزوں کی قید میں تو کب تک رہیگا کمبخت قید ماسوی اللہ کو توڑکر خطرات شیطانی اور خواہشات نفسانی سے بالکل آزاد ہوجا ورنہ معرفت سے محروم رہجائیگا تعس عبد فرجہ وعبد بطنہ وعبد درہمہ اپنی شرمگاہ اور پیٹ اور درم کا بندہ گویا ہلاک ہوگیا صحیح حدیث ہے جو اس شعر کے مطلب سے قریب المعنی ہے

گر بریزی بحر را در کوزۂ	چند گنجد قسمت یکروزۂ
ترجمہ گرگرے دریا کوئی کوزہ میں بند	چند قطرے آئینگے یا گھونٹ چند

شرح۔ حرص دنیا کی مذمت بطریق تمثیل ہے یعنی اے حریص اگر تو دریا کو ایک کوزہ میں ڈالنا چاہے تو اُسمیں کسقدر پانی آئیگا بہت تھوڑا ساکہ مشکل سے ایک دن کو کافی ہو۔ پھر زیادہ کی حرص سے کیا فائدہ۔ اسی طرح کثرت مال دنیا کی حرص بالکل لغو خیال ہے قسمت سے زیادہ کسی کو کچھ نہیں ملتا بہتر یہ ہے کہ حرص کو چھوڑ اور دریا کو کوزے میں ڈالنے کی فکر نہ کر بلکہ اپنی قطرۂ ہستی کو دریائے وحدت میں ڈالدے

کوزۂ چشم حریصان پُر نشد	تا صدف قانع نشد پُر دُر نشد
ترجمہ کوزۂ چشم حریصان پُر نہیں	جو صدف قانع نہیں پُر دُر نہیں

شرح یعنی حریصوں کی آنکھہ متاع دنیوی سے کبھی نہیں بھرتی۔ اور وہ ازلی قسمت پر کبھی قانع نہیں ہوتے۔ حالانکہ یہ حرص اُنکے لیے ہر طرح باعث نقصان ہے دیکھہ لو۔ صدف جب تک قانع نہیں ہوتا اُسمیں موتی ہرگز پیدا نہیں ہوتے فائدہ بعض صدف مینہہ کا ایک قطرہ لیکر مُنہ بند کر لیتا ہے اور پھر نہیں کھولتا۔ وہ قطرہ دُرّ شاہوار قیمتی موتی بن جاتا ہے اور اکثر صدف ایک قطرہ لینے کے بعد اور قطرے لینے کیلئے مُنہ کھولدیتے ہیں اور وہ سب قطرے چھوٹے چھوٹے ٹوٹے ہوئے موتی بنجاتے ہیں۔ دوسرا مصرع پہلے کی مثال ہے

ہر کرا جامہ ز عشقی چاک شد	او ز حرص و عیب کلی پاک شد
ترجمہ پیرہن الفت میں جسکا چاک ہے	حرص کیا ہر عیب سے وہ پاک ہے

شرح عشق ایسی فرط محبت کو کہتے ہیں جو انسان کو اپنے مطلوب کے سوا دنیا و مافیہا سے غافل اور بے پروا کردے اور معشوق کی محبت اجزاء بدنی اور قوائے روحانی تک پہنچ جائے منصور حلاج کے خون سے اللہ اللہ کی تحریر جو بعد قتل زمین پر پائی گئی تھی اُسکے یہی معنی ہیں جو ہمنے بیان کیے۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کا جامۂ وجود نفسانی عشق حقیقی کے باعث چاک ہوگیا وہ حرص دنیوی اور عیب بشری سے (جو مانع کمالات ہیں) بالکل پاک ہوگیا اور اُسنے وجود حقانی حاصل کرلیا نکتہ عیوب بشری میں حرص بھی داخل تھی مگر چونکہ صوفیوں کے لیے بہت قبیح تر عیب ہے اسلئے لفظ حرص کو عیب سے مقدم کہا گیا

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما	اے طبیب جملہ علتہائے ما
ترجمہ شاد باش اے عشق با برگ و نوا	تو ہمارے ہر مرض کی ہے دوا

شرح خوش سودا۔ یعنی مرغوب ہے۔ اور عشق کو طبیب اسلئے کہا گیا ہے کہ روحانی بیماریوں کا علاج کرتا ہے وہ اسکی

لفظ شاد باش سے اسلیئے مخاطب کیا گیا ہے کہ عارفان کامل کو اسی کے وسیلے سے مشاہدۂ جمال الٰہی اور وصال حقیقی میسر ہوتا ہے شعر کا مطلب بالکل واضح ہے

	اے دوائے نخوت و ناموس ما		اے تو افلاطون و جالینوس ما
ترجمہ	تو دوائے نخوت و ناموس ہے		تو تو افلاطون و جالینوس ہے

شرح۔ نخوت غرور اور تکبر ناموس ننگ و عار جو نیک باتون سے قبول کرنے سے ہو جیسا کہ ابو لہب حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا نے عار کے مقابلہ مین آتش دوزخ کو قبول کر لیا ہے افلاطون اور جالینوس کی تخصیص اسلیئے ہے کہ یہ دونو طبیب ظاہری امراض کے معالجہ مین بڑے حاذق اور شہرۂ آفاق تھے افلاطون اشراقین مین خاتم الحکما تھا۔ اور جالینوس مشائین مین اشراقین وہ حکیم تھے جنھون نے اپنے صفائی ذہن اور نور باطن کے سبب حکمت حاصل کی اور مشائین وہ جو چل پھر کر اور طالب علم بنکر حکیم ہوئے۔ مطلب شعر نہایت سہل ہے

	جسم خاک از عشق بر افلاک شد		کوہ در رقص آمد و چالاک شد
ترجمہ	جسم خاکی عشق سے پہنچا ہے دور		عشق ہی سے وجد مین ہے کوہ طور

شرح اگر افلاک سے یہی ساتون آسمان مراد ہین تو مطلب شعر یہ ہے کہ عشق حقیقی ایسی عالی مرتبہ چیز ہے جسنے جسم خاکی کو آسمانون تک پہنچا دیا۔ چنانچہ قصہ شب معراج خاتم النبیین اور حکایت حضرت ادریس اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام اسکی کافی شہادت ہے اور آیت سبحن الذی اسریٰ بعبدہ لیلا پاک ہے وہ ذات جسنے سیر کرائی اپنے بندے محمد کو رات کے وقت۔ اور انہ کان صدیقا نبیا و رفعناہ مکانا علیا بالتحقیق ادریس سچا نبی تہا اُسکو ہمنے اُٹھا لیا بلند مکانمین اور بل رفعہ اللہ الیہ یہودیون نے عیسیٰ کو قتل نہین کیا اور نہ سولی چڑھایا بلکہ اللہ نے اپنی طرف اُٹھا لیا اس شہادت کی تصدیق ہے۔ اور اگر افلاک سے مراتب علیا مراد لیے جائین تو جسم خاک سے اولیائے کرام ہی مراد ہو سکتے ہین جنکے جسم خاکی عشق حقیقی نے روح کی طرح لطیف کر دیے ہین اور جو آسمانی اسرار اور غیبی مشاہدون سے اسی طرح واقف ہین جسطرح اہل دنیا اپنے دنیوی معاملات سے کوہ سے طور اور رقص سے وجد اور چالاک شدن سے قبول تجلی کے لیے مستعد ہو جانا یا پارہ پارہ ہونا مراد ہے یعنی طور پر تجلی جمال سے یہانتک حالت وجد طاری ہوئی کہ پارہ پارہ یعنی فنا فی العشق ہو گیا یہان سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عشق حقیقی کا اثر غیر ذی روح چیزون مین بھی موجود ہے آیت وان من شیء الا یسبح بحمدہ کوئی شے ایسی نہین جو خدا کی تسبیح نہ کرتی ہو۔ اس مدعا کی صریح دلیل ہے کہ ہر چیز جاندار ہو یا بے جان بادۂ عشق حقیقی سے سرمست ہے کیونکہ تسبیح اُسی کے نام کی ہوا کرتی ہے جو مطلوب کامل ہو۔ حاصل مطلب یہ کہ عشق بقدر طاقت و استعداد ہر چیز مین موجود ہے۔ چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روحانی طاقت طور سے بہت زیادہ تہی اسلیئے مشاہدۂ جمال سے اُنکو صرف غش آیا اور طور کی طاقت چونکہ بہت کم تہی اسلیئے

بالکل ریزہ ریزہ ہوگیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اگر طالب عرفان اپنے مطلوب سے لَو لگائے رہے تو بالضرور اپنی استعداد کے موافق عشق حقیقی اور مشاہدۂ جمال غیبی سے بہرہ یاب ہو سکتا ہے۔

	طور مست و خرّ موسی صاعقا	عشق جانِ طور آمد عاشقا	35
ترجمہ	جس پہ موسے اغش تھے یہ وہ نور ہے	عشق گویا روح بخش طور ہے	

شرح۔ یعنی عشق طور کے لیے بمنزلۂ روح ہو گیا تھا اسی لیے اُس سے وہ افعال (مثلاً وجد ہستی اور حالا کی) ظاہر ہوئے جو ذی روح سے ہوا کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا جب عشق حقیقی طور سی بیجان چیز کے لیے بمنزلۂ روح ہو گیا تو ذی روح خاصکر انسان کے لیے حیات جاودانی کا سبب ہو سکتا ہے پس ایسے انسان کی حالت پر افسوس ہے جسکا دل پتھر سے زیادہ سخت ہو اور اسمین عشق ہر دم ایک تازہ روح نہ پھونک سکے یہ شعر اس آیت کی طرف اشارہ کر رہا ہے فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا یعنے جب تجلّی کی ہو کے ربّ نے پہاڑ (کوہ طور) کیطرف تو اُسکو ریزہ ریزہ کر دیا اور حضرت موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑے صَعِقًا اور صَاعِقًا دونو قراتین درست ہین۔ وزن شعر درست کرنے کے لیئے دوسری قرأت کو اختیار کیا گیا ہے۔ اس آیۃ کی تفسیر مین مولانا شاہ عبدالقادر صاحب دھلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین کہ تجلی طور کے وقت ستّر ہزار پردو مین سے سوئی کے ناکے کی برابر نور جمال شاہد حقیقی ظاہر ہوا تھا اُسکی برکت سے تمام زمین سرسبز اور جسقدر روئے زمین پر دیوانے تھے صحت یاب اور جسقدر بیمار تھے تندرست اور جسقدر کھاری پانی تھے میٹھے ہو گئے بُت اوندھے مُنہ گر پڑے۔ آتش پرستون کی آگ سرد ہو گئی اور کوہ طور باہمہ عظمت و شان ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا جسمین سے چھ پہاڑ نکلے کوہ اُحد اور قاق اور رضوی مدینہ منورہ مین جا پڑے اور جبل ثور اور بیر اور جراد مکہ معظمہ مین عرفہ کے دن جمعرات کی دوپہر ڈھلے سے جمعہ کی دوپہر تک حضرت موسیٰ علیہ السلام بیہوش پڑے رہے۔ العظمۃ للہ تعالےٰ

	ہمچو نے من گفتنیہا گفتمے	بالب دمساز خود گر جفتمے	36
ترجمہ	مُشکل نے آگاہ کرتا راز سے	مین اگر ملتا لب دمساز سے۔	

شرح۔ لب دمساز۔ وہ لب ہے جو دم کے مطابق ہو۔ جس لب سے ایسی باتین نکلین کہ کوئی سانس بیکار نہ جائے۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ جو لوگ فضول یا بیہودہ گو ہین وہ لب دمساز نہین رکھتے اُنکا ہر نفس (جو بمقتضائے در ہر نفس دو نعمت موجود ست۔ و بر ہر نعمتے شکرے لازم۔ خدا کی بہت بڑی نعمت ہے) بیکار جاتا ہے۔ کیونکہ اُنکا لب اُنکے دم کی موافقت نہین کرتا یہ اُس صورت مین ہے کہ لب موصوف اور دمساز اُسکی صفت ہو۔ اسوقت شعر کا یہ مطلب ہوا کہ اگر مین اپنے لب دمساز سے ملا رہتا یعنی میرے لب

[illegible]
مگر افسوس ہے کہ مین لبِ دمساز نہین رکھتا۔ اسلیے مجھسے اسرارِ الٰہی بیان نہین ہو سکتے۔ گویا مولانا اپنی کسرِ نفسی کا اظہار کر کے طالبانِ عرفان کو متنبہ کرتے ہین کہ بہت سے فیلسوفی جو لبِ دمساز نہین رکھتے صوفی اور مرشدِ کامل ہونے کے مدعی بن بیٹھتے ہین مگر فی الواقع ایسے لوگ گمراہ کرنے والے ہین اُن سے بچنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ اسرار سے نہ خود واقف ہین نہ دوسرون کو سیدھا رستہ دکھا سکتے ہین۔

دوسرے معنے یہ ہین کہ **دمساز** بمعنے مصاحب موافق و محرمِ اسرار ہے اسوقت **لب** کی اضافت ایسی ہوگی جیسے غلام زید کی یعنی اگر مین کسی محرمِ اسرار اور یار موافق کے **لب** سے ملا رہتا یعنی اسکی زبان سے کلماتِ حکمت اور اسرارِ معرفت سنتا رہتا، تو بہت سے راز بیان کر سکتا۔ اس سے یہہ مقصود ہے کہ طالب کو مرشدِ کامل ڈھونڈنا چاہیئے۔ تاکہ راہِ سلوک کا طے کرنا آسان ہو جائے **تیسرے** معنے یہ ہین کہ لب **دمساز** (سار الفظ) بمعنی محرمِ اسرار ہے اُسکو لبِ دمساز اسلیے کہا گیا کہ محرمِ اسرار کی کوئی بات بیکار نہین ہوتی اسوقت شعر کا یہ مطلب ہوا کہ اگر مین اپنے کسی محرمِ اسرار سے ملجاتا تو اکثر اسرار بیان کرتا مگر کیا کیا جائے دنیا مین محرمِ اسرار بہت کم ہین اسلیئے مین بمقتضائے **لاتعطوا الحکمة غیر اہلہا** حکمت کی باتین نالائقون کے سامنے بیان نہ کروں کچھ نہین کہہ سکتا۔ اسی لیئے بعض حکما کا قول ہے۔

تا نکند فہم سخن مستمع ٭ قوتِ طبع از متکلم مجو

یعنے سننے والے مین بات سمجھنے کا مادہ نہین ہوتا تو کہنے والے کی زورِ طبیعت اور قوتِ ناطقہ کو صدمہ پہنچتا ہے **چوتھے**۔ معنے یہ ہین کہ لبِ **دمساز** سے ذاتِ حق مع جمیع اسماء و صفات مراد ہے۔ کیونکہ مولانا قدس سرہ پہلے فرما چکے ہین دو دہان داریم گویا ہمچو نے ٭ یکدہان پنہانست در لبہائے وے ٭ اور اسکی تشریح بھی ہو چکی ہے کہ انسانِ کامل بمنزلہ نے اور ذاتِ حق بمنزلہ نے نوازِ حقیقی ہے جسطرح نے یعنے بانسلی کا لب بجانیوالے کے دم سے موافقت رکھتا ہے اور بانسلی کی آواز فی الواقع بجانے والے کی آواز ہوتی ہے اسیطرح انسانِ کامل کے اقوال گویا مقولۂ حق ہوتے ہین۔ مولانا کا یہ مطلب ہے کہ اگر مین ذات مع اسماء و صفات سے ملا رہتا یعنے فنا فی اللہ ہو جاتا تو بہت سے ناگفتنی اسرار ظاہر کر دیتا کیونکہ حق انسانِ کامل کی زبان سے ناطق ہوتا ہے یہ مولانا قدس سرہ نے اپنی کسرِ نفسی کا اظہار فرمایا ہے

33	سرِ پنہانست اندر زیر و بم		فاش اگر گویم جہان برہم زنم	
ترجمہ	زیر و بم مین ہے عجب رازِ نہان		آشکارا ہو تو برہم ہو جہان	

شرح سرود کی پست آواز کو زیر اور بلند آواز کو بم کہتے ہین۔ بظاہر یہ شعر مقولۂ حق ہے جو مولانا کی زبان

سے ادا ہوا ہے یعنے شاہد حقیقی پردۂ حکایت مین مولانا کی زبان سے یہ ارشاد فرماتا ہے کہ انسان کامل کی پست اور بلند آواز (**ذکر سری وجہری**) مین اسرار عرفان مخفی ہین اور چونکہ اُسکے جمیع افعال واوصاف میریطرف منسوب ہین اسلیئے وہ میرے اور تمام موجودات کے مابین گویا سفیر ہے اسکے پیغام کو میرا پیغام سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ اگر مین خود کلام کرون اور انسان کامل کے **زیر وبم کا پردہ** درمیان نہو تو سارا جہان درہم وبرہم ہوجائے۔ یہ اسلیئے کہ جب طور جیسے زبردست پہاڑ مین قبول تجلی کی طاقت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر مین ہمکلامی کی قوت نہوئی تو انسان مطلق یا جمیع موجودات مین کیونکر ہوگی۔ یہ شعر انسان کامل کا مقولہ بھی ہوسکتا ہے یعنی انسان کامل یہ کہتا ہے کہ میرے ذکر سری وجہری مین بہت سے اسرار پنہان ہین۔ یعنے مین حالت ذکر مین فنفی الذات ہوجاتا ہون اگر اس راز **فنافی الذات** اور وحدۃ **الوجود** کو آشکارا کردون تو ممکنات جو صرف اعتباری اور لاشئی ہین منیست ونابود ہوکر محض ذات واحد بلا تعین وامکان جلوہ آرا ہوجائے۔ اور دنیا وما فیہا کی کوئی شئے باقی نہ رہے۔ سب سے بہتر یہ ہے کہ اس شعر کو مولانا کا مقولہ قرار دیا جائے اسوقت یہ مطلب ہوگا کہ مین اگر اپنی ذکر سری وجہری کے اسرار بیان کرون تو جہان درہم وبرہم ہوجائے تعینات سب کے سب متحد نظر آنے لگین۔ عابد ومعبود اور ساجد ومسجود مین امتیاز نرہے بلکہ ایسے کلمات صوفیہ کرام کی زبان سے اُسوقت نکلتے ہین جبکہ وہ مقام فنا طے کرکے مرتبۂ **بقا باللہ** حاصل کرلیتے ہین۔ ورنہ پاس ادب شریعت بہرحال مانع ہے **وحدۃ الوجود** کا مسئلہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔

فاش اگر گویم جہان برہم زنم۔ سے قدس سرہ نے اسطرف اشارہ کیا ہے کہ مسئلہ وحدۃ الوجود کے اظہار سے جہان کی برہمی مقصود ہے۔ ظاہری آنکھون والے جو دل کے اندھے ہین بدگمان ہوکر کافر ملحد۔ مرتد کہنے لگتے ہین اور اکثر وحدۃ الوجود کے قائل قتل بھی کیے گئے ہین۔ لہذا خاموشی بہتر ہے۔ **فائدہ** اکثر اس زمانے کے صوفی جو سماع مع مزامیر کے قائل ہین اس شعر کو سماع ومزامیر کے جائز ہونے کی دلیل بیان کرتے ہین۔ کیونکہ لفظ زیر وبم مزامیر اور راگ دونون کی پست وبلند آواز کو شامل ہے لیکن یہ غلط خیال ہے **زیر وبم** سے وہی **ذکر سری وجہری** مراد ہے جسکا بیان ہوچکا ہے۔ صاحب شریعت نے مزامیر کو حرام فرمایا ہے البتہ غنا (راگ) کی نسبت اختلاف ہے اسکے متعلق حجۃ الاسلام حضرت **امام محمد غزالی** رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب **احیاء العلوم** مین نہایت اچھا اور مدلل فیصلہ لکھا ہے بامید عمل وقبول ناظرین اسکا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔

وہو ہذا

العزیز آدمی کے دل مین حقتعالے کا ایک بھید ایسا پوشیدہ ہے جیسے آگ لوہے اور پتھر مین جسطرح پتھر پر لوہا مارنے سے آگ نکلتی ہے اور صحرا مین لگ جاتی ہے اسیطرح اچھی اور موزون آواز سننے سے آدمی کے دلکو جنبش ہوتی ہے اور بے اختیار دلمین ایک چیز پیدا ہو جاتی ہے چونکہ عالم علوی عالم حسن و جمال ہے اسلیے اچھی۔ موزون۔ اور متناسب آواز بھی اُس عالم کے عجائبات سے مشابہت رکھتی ہے اس سبب سے خوش آوازی دلمین ایک حرکت اور شوق پیدا کر دیتی ہے اور دل جس چیز کے ساتھ مشغول ہوتا ہے اچھی آواز سننے سے وہ چیز اسطرح حرکت مین آتی ہے جسطرح آگ پھونکنے سے اور بھڑک جاتی ہے۔ جسکے دل مین شوق رب غفور ہے اُسکے لیے سماع نہایت ضرور ہے اور جسکے دلمین محبت باطل (مثلاً نامحرم عورت یا لونڈے کی محبت) ہے اُسکے لیے سماع حرام اور زہر قاتل ہے مطلق سماع یعنے راگ بلا مزامیر کے حرام و حلال ہونے مین بھی علما کا اختلاف ہے۔ بعض نے اسکو حرام کہا ہے۔ مگر یہ قول نادرست ہے۔ سماع کا حکم دل سے لینا چاہیے کیونکہ جو چیز دلمین نہو سماع اُسے پیدا نہین کرتا بلکہ جو کچھ دلمین ہوتا ہے اُسیکو حرکت دیتا ہے پس توجس شخص کے دلمین ایسی چیز ہے جو شرع مین محبوب ہے اور اُسکا قوی ہو جانا مطلوب ہے تو سماع اُس چیز کو اور زیادہ قوی کر دیگا اور سننے والے کو ثواب ہوگا اور جسکا دل دونون (اچھی اور بری چیز) سے خالی ہے۔ مگر کھیل یعنے تفریح کے طور پر سنتا ہے اُسکے لیے سماع مباح ہے۔ دلمین بری صفت ہونے کی مثال یہ ہے کہ کسیکے دلمین کسی نامحرم عورت یا لونڈے کی محبت ہو اور اُسکے سامنے گانا سنے یا اُسکے وصال کی دُھن مین مشغول سماع ہو۔ یا ایسا گانا سنے جسمین زلف و خال اور حسن و جمال کا ذکر ہو اور گانا سننے والا اپنے معشوق (نامحرم عورت یا لونڈے) کا خیال باندھے تو یہ سماع حرام ہے۔ کیونکہ ایسا گانا جھوٹے اور حرام عشق کی آگ کو تیز کرتا ہے جسکا بجھانا واجب ہے۔ لیکن اگر اُسے اپنی بیوی یا شرعی لونڈی کے ساتھ عشق ہے تو سماع مباح ہے اور دلمین اچھی صفت ہونیکی یہ مثال ہے کہ مثلاً کعبہ کی صفت مین اشعار گائے جائین تاکہ خانۂ خدا کے شوق کو دلمین جنبش دین۔ ایسا راگ سننا باعث ثواب ہے غازیون کا سرود سماع بھی اسیکے قریب قریب ہے کہ خلق خدا کو خدا کے دشمنون سے لڑنے اور خدا کی محبت مین ہتیلی پر جان رکھنے کا آرزومند کرتے ہین۔ جس کسیکے دل پر خدا کی محبت غالب ہو کر عشق کے مرتبے کو پہنچ گئی ہو ایسے شخص کے لیئے سماع ضروری ہے کیونکہ آتش عشق الٰہی بھڑکانے مین سماع بہت بڑا اثر رکھتا ہے۔

درحقیقت صوفیون نے سماع کی یہی وجہ ہی۔ مگر اب اُن صوفیون نے جو ظاہر مین صوفی ہین اور باطن مین اُنکے مذاق سے بے بہرہ ہین سماع کو ایک رسم ٹہیرالیا ہے۔ سچے صوفیون کو سماع کے باعث وہ مکاشفات ہوتے ہین جو بے سماع کے نہین ہوتے اُن لوگون پر جو عجیب کیفیت عالم غیب سے سماع کی بدولت طاری ہوتی ہے اُسکا نام وجد ہے۔ اُنکا دل حالت سماع مین ایسا پاک وصاف ہوجاتا ہے جسطرح چاندی آگ پر رکہنے سے۔ سماع دلمین آگ لگا دیتا ہے اور تمام دلی کدورتون کو دفع کردیتا ہے۔ وہ حرارت جو سماع سے حاصل ہوتی ہے بہتیری ریاضتون سے حاصل نہین ہوسکتی حالت سماع مین صوفی کو عالم دنیا کی مطلق خبر نہین ہوتی بسا اوقات حالت سماع مین صوفی کے اعضا کی قوت ساقط ہوجاتی ہے وہ گر پڑتا ہے اور بیہوش ہوجاتا ہے ان حالات مین سے جو ٹھیک ٹھیک اور اصل اصل حال ہے اُسکا بڑا درجہ ہے یہانتک کہ باعتقاد حاضرین محفل بھی اُسکی برکتون سے محروم نہین رہتے۔ البتہ اصل اور بناوٹ حال کی پہچان اُنہین کو ہے جو اعلے درجہ کے واقفکار ہین حضرت شیخ **ابوالقاسم** گرگانی قدس سرہ کے مرید **علی حلاج** نے سماع کی اجازت چاہی شیخ نے فرمایا کہ تین دن تک کچہ نہ کہا پہر عمدہ عمدہ کہانے تیرے سامنے لائے جائین۔ اسحالت مین اگر تو کہانے کو چہوڑکر سماع کی جانب رغبت کرے تو یہ سماع کی خواہش برحق ہے۔ اور تجہے سماع کا اختیار ہے اس سے معلوم ہوگیا کہ اگر خواہش نفس امّارہ موجود ہے تو پیر کو واجب ہے کہ مرید کو سماع سے منع کرے اسمین شک نہین کہ جو شخص صوفیون کے سماع و وجد اور حال کا انکار کرتا ہے وہ نہایت درجہ تنگ ظرف اور معذور ہے کیونکہ جو چیز خود اُسے حاصل نہین اُسپر ایمان لانا سخت مشکل ہے۔ مثلاً سبزہ اور آب رواں آنکھ کو سرور اور روح کو تازگی بخشتا ہے لیکن اگر اندہا اس سے انکار کرے تو تعجب نہین کیونکہ وہ نظارہ بازی کی کیفیت سے محروم ہے۔ اسیطرح ریاست و سلطنت اور فرمانروائی کی کیفیت سے کوئی نابالغ لڑکا منکر ہو تو عجب نہین کیونکہ وہ تمام دنیا کو کہیل کی چیز سمجہتا ہے۔ آدمی عاقل ہو یا جاہل احوال صوفیہ سے انکار کرنے مین لڑکون کے مانند ہے کہ جس چیز کے مزے نہین پہچانتے اُس سے انکار کرتے ہین۔ جو بات خود ایک شخص کو حاصل نہو اُسے اوروں کے حق مین محال جاننا سخت حماقت ہے اور ایسے ہی لوگون کی شان مین یہ آیت آئی ہے وَاِذْ لَمْ یَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَیَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِیْمٌ (اور جب راہ نپائی اُسکی طرف سے کہنے لگے یہ پرانا جھوٹ ہے)

باینہمہ سماع جسکو ہمنے مباح کہا ہے پانچ سببون سے حرام ہوجاتا ہے پہلا سبب یہ ہے کہ عورت یا امرد سے سُنے۔ اگرچہ سُننے والے کا دل خدا کے کام مین مستغرق ہو تو بہی سماع حرام ہے

کیونکہ یہ دونو محل شہوت ہیں در شہوت آدمی کی اصل خلقت مین موجود ہے ایسی حالت مین سماع شہوت کا تابع
ہوکر بری خواہشونکو قوت دیگا ہان اگر گانے والا امرد محل شہوت نہین تو سماع مباح ہے لیکن گانے والی عورت
خوبصورت ہو یا بدصورت اُس سے سماع مباح نہین ہو سکتا کیونکہ عورت کیسی ہی ہو اُسپر نظر ڈالنا حرام ہے
اور اگر کوئی عورت پردے کی آڑ مین گائے اور اُسکی آواز کے جادو سے عشق و زنا کا خوف نہو تو سماع
حرام ہے۔ ورنہ مباح **دوسرا سبب** یہ ہے کہ راگ کے ساتھ رباب چنگ بربط رود بانسلی وغیرہ
ہو اسحالت مین سماع حرام ہے کیونکہ یہ شرابخوارون کے آلات لہو ولعب ہین سماع جب انکے ساتھ ہوگا
تو شراب گویا یاد دلائے گا البتہ دف شاہین اور طبل کے ساتھ سماع حرام نہین کیونکہ یہ شرابخوارون کے
آلات نہین ہین دف خود جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بجایا گیا ہے اور آپنے شادی مین
دف بجانیکا حکم بھی دیا ہے۔ نیز حاجیون اور غازیون کا طبل بجانا خود رسم ہے۔ مگر مخنثون (یا رنڈیون
بھانڈون) کا طبلہ حرام ہے شاہین کسی قسم کا ہو حرام نہین ہے کیونکہ شاہین بجانا چرواہونکی عادت تھی
نہ کہ شرابیون کی (ستار۔ سارنگی۔ ہارمونیم رباب کے اور ڈھولک پکھاوج۔ وغیرہ۔ طبلے کے حکم مین
داخل ہین۔ انکے ساتھ سماع حرام ہے)

تیسرا سبب یہ ہے کہ راگ مین فحش یا کسیکی ہجو یا دین پر طعن ہو۔ شلاً صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے
حق مین بیدینون کے اشعار یا کسی مشہور ومعروف عورت کی تعریف ایسے اشعار پڑھنے اور سننے قطعاً
حرام ہین۔ لیکن وہ شعر جسمین زلف وخال یا حُسن وجمال کی تعریف یا فراق و وصال کا ذکر ہو اُسکا پڑھنا او
سننا حرام نہین ہے ہان۔ اگر کوئی کسی نامحرم عورت یا لونڈے کو چاہتا ہو اور ایسے اشعار پڑھتے یا سنتے
وقت اُسی کا خیال جمائے رہے تو یہ خیال حرام ہے۔

صوفیۂ کرام اور جو لوگ محبتِ حق مین مستغرق ہین اُنکو زلف وخال اور حسن وجمال کی تعریف کے اشعار کسی قسم
کا نقصان نہین پہنچاتے۔ کیونکہ یہ لوگ ہر لفظ سے اپنے مذاق معنوی کے موافق ایسے معنے سمجھ سکتے ہین جو ظاہر بینونکے
فہم سے بعید ہوتے ہین۔ مثلاً زلف سے کفر کی ظلمت اور چہرہ کے نور سے ایمان کی روشنی انکا مدعا ہوتا ہے۔

ہر کو بخرابات نشد بیدین ست زیرا کہ خرابات اصول دین ست

ظاہر بینونکی لغت مین خرابات میکدے کو کہتے ہین مگر صوفیون کے نزدیک **خرابات** صفات بشریت
کی خرابی کے معنون مین ہے کیونکہ اصول دین یہی ہے کہ صفت بشریت جو انسان مین آباد اور معمور ہے
خراب ہوجائے۔ اور اُسکو مرتبہ ملکوتی حاصل ہو۔

چوتھا سبب یہ ہے کہ سننے والا جوان اور مغلوب شہوت خدا کی محبت سے ناواقف ہو اسحالت مین

سماع حرام ہے کیونکہ ایسا ہونے میں جب زلف و خال اور حسن و جمال کی تعریف ... تو شہوت ...
نفسانی کو تیز اور اچھی صورت والون کے عشق کو اُسکے دلمین آراستہ کردیگا۔ صوفیونکے لباس مین ایسے
مرد عورت بہت ہین جو لا یعنے باتون سے حذر بدتر از گناہ کیا کرتے ہین اُنکا قول ہے کہ فلان شخص کو
خدا نے اپنی محبت مین کھینچ لیا ہے وہ مجازی معشوق سے خداہی کی محبت کے سبب ملنا چاہتا ہے اُسے
اُسکے مطلوب سے ملا دینے مین کوشش کرنی چاہیئے۔

ایسے گمراہون نے **قرمی** کا نام **رہبری** اور **فسق و لواطت** کا نام **عشق** و سودا رکہا ہے بعض
صوفی یہ بہی کہا کرتے ہین کہ فلان پیر کو فلان لڑکے سے محبت ہے اسکو لواطت نہین کہتے یہ تو شاہد بازی
ہے خوبصورتون کو دیکہنا روح کی غذا ہے۔ مگر یہ عذر اپنی فضیحتی چہپانے کے لیے ہے جو بالکل نامقبول
اور سراسر بہتان ہے۔ کسی پیر نے اگر فی الواقع کسی لڑکے کو دیکھا ہوگا تو نظر شہوت سے بچکر جیسے کوئی
سُرخ سیب یا شگوفہ کو دیکہتا ہے۔ یہ بہی ممکن ہے کہ اُس پیر سے خطا ہوئی ہو۔ کیونکہ پیر معصوم نہین ہوتے
کسی پیر سے کوئی گناہ سرزد ہو تو وہ گناہ مباح نہین ہو جاتا۔ غرضیکہ صوفیونکا کام نہایت خطرناک اور [illegible]
ہے اور کسی چیز مین غلطی کو اتنا دخل نہین جتنا صوفیون کے کام مین ہے اس راہ مین دیکہہ بھال کر قدم رکہنا چاہیے
پانچوان سبب یہ ہے کہ **سماع** کو ہمیشہ کا شغل بنا لیا جائے یا گانے اور سننے والا اُسکو اپنا پیشہ ٹھیرا لے
ایسی حالت مین سماع حرام ہے کیونکہ جسطرح بعضے صغیرہ گناہ جب پیشہ ہو جاتے ہین تو کبیرہ کے درجے
کو پہنچ جاتے ہین اسیطرح بعضی چیز اس شرط سے مباح ہے کہ کبہی کبہی ہو اور کم ہو جب وہ بہت ہو گی تو
حرام ہو جائے گی۔ اسیطرح ہنسی یا دل لگی کرنی اگر گاہ گاہ ہو تو درست ہے اور اگر اسکی عادت کر لیجائے
تو درست نہین۔ ہمنے یہانتک **احیاء العلوم** کے **رکن ثانی** اور **اصل ثامن** کا خلاصہ نہایت مختصر
طور پر لکہا ہے ان پانچون سببون کی تفصیل اور **آداب سماع** کا بیان مفصل معلوم کرنا ہو تو اصل کتاب
ملاحظہ فرمایئے۔

	ہر کہ او را ہمزبانے شد جدا	بینوا شد گرچہ دارد صد نوا
ترجمہ	ہوگیا ہو ہمزبان جسکا جدا	بینوا ہے گرچہ ہو وہ بانوا

شرح۔ یہ پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ انسان کامل نے کی طرح ہمزبان حق ہوتا ہے۔ اس سے ظاہر
ہوگیا کہ جو عرفان کے مدعی ہنوز انسان کامل نہین بنے وہ حق کی ہمزبانی سے جدا ہین اسیلیے اگرچہ وہ
ظاہری ساز و سامان بہت کچھ رکہتے ہون مگر فی الواقع بینوا اور مذاق عرفان سے سخت بے بہرہ اور
مفلس ہین۔ یا یہ معنے ہین کہ انسان کامل گو واصل حق ہے مگر عالم کثرت مین آنیکے سبب اِسکے اُس ذاتی اتحاد

مین فرق آگیا ہے جو پہلے تہا اسلئے اپنے ہمزبان کی جدائی اُسکے حق مین موجب بے نوائی ہے۔ مثنوی کے بعض مطبوعہ نسخون مین یہ شعر ۵ بالب دمساز خود گر جفتمے ۞ ہمچو نے من گفتنیہا گفتمے ۞ سر پنہانست اندر زیر و بم فاش اگر گویم جہان برہم زنم کے بعد اور اس شعر سے جسکی ہم شرح کر رہے ہین متصل ہے۔ اس صورت مین انسان کامل کی زبان سے شعر کے یہ معنے ہوے کہ مین اگر اپنے دمساز سے ملا رہتا تو بہت سے اسرار بیان کرتا مگر افسوس مین اُس سے جدا ہون اور جو شخص اپنے ہمراز و ہمزبان سے جدا ہو جاتا ہے وہ اپنا بھید کسی سے نہین کہتا۔ اگرچہ اُسکے دلمین ہزارون اسرار ہون بعض نسخون مین **بینوا** کی جگہ بے زبان بھی دیکھا گیا ہے یعنے ہمزبان اور محرم اسرار سے جُدا ہو جانے والا گویا گونگا ہے۔ اگرچہ اُسکے دلمین ہزارون اسرار ہون مگر زبان کو قفل لگجاتا ہے۔

	چونکہ گل رفت و گلستان در گذشت	**نشنوی زین پس ز بلبل سرگذشت**
ترجمہ	جب گلستان ہو گیا وقف خزان	کون بلبل کی سُنے گا داستان

شرح۔ گذشتہ مطلب کی توضیح ہے بطریق تمثیل۔ یعنی جب بہار گل کا موسم جاتا رہا اور باغ اُجڑ گیا تو بلبل کی داستان کوئی نہین سُنتا۔ کیونکہ مفارقت گل کے باعث گلستان مین بلبل کا وجود ہی نہین رہتا اسیطرح گلستان معرفت کے بلبل (عارفان کامل) محرم اسرار کے نہونے سے بالکل خاموش رہتے ہین کم سمجھ آدمی اسرار کو معلوم نہین کر سکتے۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ **گل** سے طالب بافہم اور **گلستان** سے زمانہ طلب و مجاہدہ اور بلبل سے مرشد کامل مراد ہو یعنے جب طالب بافہم اور زمانہ طلب جاتا رہا تو مرشد کامل کم فہمون اور مجاہدہ سے بھاگنے والون کے روبرو اسرار بیان نہین کر سکتا۔ کیونکہ نافہم لوگ اُسکے ہمزبان نہین ہو سکتے **گل** سے مرتبۂ وحدت **گلستان** سے طالب بلبل سے مقولہ طالب مراد لیا جائے تو بھی درست ہے۔ اسصورت مین شعر کا یہ مطلب ہے کہ جب مرتبۂ وحدت جاتا رہا اور طالب اس مرتبہ کے زوال کسی باعث کیا گذرا ہو گیا۔ تو اُسکے مقولے سُننے کے قابل نہین رہتے۔ کیونکہ اب اُسکی وہ حالت نہین رہی جو پہلے تہی جسطرح موسم گل کے گزر جانے کے بعد بلبل کو گل کی داستان یاد نہین رہتی اسیطرح **مقامات** چھن جانے کے بعد طالب کو اُسکا ادراک نہین رہتا

	چونکہ گل رفت و گلستان شد خراب	**بوئے گل را از کہ جوئیم از گلاب**
ترجمہ	جب گلستان ہو گیا بالکل خراب	گُل کی خوشبو دے نہین سکتا گلاب

شرح پہلے شعر کی طرح یہ شعر بھی مضمون گذشتہ کی تمثیل ہے۔ یعنے جب موسم گل نہ رہا اور گلستان خراب اور اُجڑ گیا ہو تو گل کی خوشبو کسی اور چیز سے حاصل ہونی ناممکن ہے۔ اسیطرح جب محرم اسرار اور طالب بافہم اور زمانہ

مجاہد جاتا رہا تو گل معرفت کی خوشبو حاصل نہین ہو سکتی کیونکہ عرفان کا مرتبہ بلا وسیلہ کامل میسر نہین ہوتا
اور انسان کامل نامحرمون مین اظہار اسرار کر نہین سکتا۔ یا یہ معنے ہین کہ جب مقام وحدت ہو گیا اور طالب
کی حالت خراب و برباد ہو گئی تو گل معرفت کی خوشبو جاتی رہی جسطرح بوئے گل کا لطف گل کے کسی
دوسری چیز سے حاصل نہین ہوتا اسیطرح گل معرفت کی خوشبو جبتک مقام وحدت حاصل نہو کیسے
میسر نہین آتی از کہ جوئیم سوال ہے اور گلاب اسکا جواب۔ بطریق استفہام انکاری۔ یعنے یا عین
پھول نہ رہے تو پھولون کی خوشبو کس چیز سے حاصل ہو سکتی ہے۔ کیا گلاب سے ؟ ہرگز نہین!
گلاب یعنی عرق گل خوشبو دار سہی مگر جو لطیف اور تازگی بخش خوشبو گل مین ہے وہ گلاب مین نہین ہے بعض قلمی
نسخون مین گلاب (بجسر کاف فارسی) دیکھا گیا ہے۔ اسصورت مین یہ معنے ہوے کہ جب باغ مین گل
نہ رہا تو بوئے گل کارے یا کپڑے سے حاصل نہین ہوتی بلکہ یہ پھول کی خوشبو پھول ہی سے آتی ہے۔

	جملہ معشوقست و عاشق پردہ	زندہ معشوقست و عاشق مردہ
ترجمہ	ہین یہ سب معشوق عاشق ہے حجاب	زندہ ہے معشوق عاشق نقش آب

شرح۔ جملہ سے مراد جملہ ممکنات و موجودات ہین اور ممکنات چونکہ صرف اعتباری اور محض وہمی ہین اسیلئے
بالکل ہیچ اور لاشی ہین آیۂ کل من علیہا فان (جو روئے زمین پر ہے وہ فانی ہے) سے صاف ظاہر ہے
کہ موجود برحق وہی ہے۔ اور ممکنات چونکہ فنا ہو کر اُس سے ملجاتے ہین اسیلئے گویا متحد بالذات ہین اس سے
یہ سمجھ لینا کہ خالق و مخلوق ملکر ایک شئی ہو گئی ہے سمجھ کی غلطی ہے بلکہ ہماری مراد اس اتحاد سے وصال حقیقی اور مرتبہ
عرفان ہے اس سے ظاہر ہو گیا کہ جملہ ممکنات معشوق ہین اور عاشق ذات حق کا پردہ ہے جسمین شاہد حقیقی جلوہ گر
ہے اگر یہ پردہ حائل نہو تو تجلی ذات سے تمام عالم درہم و برہم ہو جائے۔ بس تو عاشق ذات معشوق ہی ہے
(کیونکہ منجملہ ممکنات ہے) اور عاشق بھی (کیونکہ فنا فی الذات ہے) اسی سیلیے معشوق زندہ یعنی لا الہ الا
ہو الحی القیوم ہے۔ اور عاشق مردہ یعنے فانی ہے۔
نیز یہ بھی ممکن ہے کہ پردہ سے حجاب ظاہری مراد ہو (جسکو ہم وہمی اعتباری یا اپنے محاورے مین دھوکے
کی ٹٹی کہہ سکتے ہین) یعنے باعتبار اتحاد جملہ ممکنات معشوق ہین۔ عاشق ہونے کی صفت کسی پر صادق نہین
آتی۔ لوگ جن کاملین کو عاشقان الٰہی کہتے ہین یہ ظاہر بینون کے حق مین پردہ یا دھوکے کی ٹٹی ہے حقیقت پر
غور کیا جائے تو عاشق متحد بالذات اور عین معشوق ہے وہی اپنے وجود حقیقی کے ساتھ موجود ہے اور ہیگا
باقی تمام معدوم ہین **حاصل مطلب** یہ ہے کہ اولیائے کرام کو صفائے باطن کے سبب ہر شئی مین اُسی کا
جلوہ نظر آتا ہے اسیلئے اُنکے نزدیک تمام موجودات و ممکنات عین ذات ہین مگر چونکہ تجلی ذات کی طاقت ہر شخص

نہین رکھتا اسنے عاشق (انسان کامل) کو اپنا پردہ بنالیا ہے اور عاشق کے جمیع اوصاف و افعال معشوق کی طرف منسوب ہین آیت مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا کسی بشر کی یہ شان نہین کہ اس سے کلام کرے۔ ہان یہ ہوسکتا ہے کہ وحی اُتارے یا پردہ سے بات کرے۔ یا رسول بھیجے صاف واضح ہے کہ انسان کامل اُسکا آلہ ہے۔ عاشق بلحاظ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرجاؤ مرنے سے پہلے) فانی ہے۔ اور معشوق اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ نتیجہ یہ کہ جب عاشق جزئیۃ اور تعین کی قید سے نکلکر فنا ہوگیا۔ تو گویا اسنے مرتبۂ عینیت حاصل کرلیا۔ اور یہ بات ثابت ہوگئی کہ زندہ معشوقست و عاشق مردۂ نکتہ بعض صوفیائے کرام ہمہ اوست کے قائل ہیں۔ اُنکے نزدیک تمام موجودات عین ذات ہین۔ مولانا قدس سرہ کا یہ شعر اسی مطلب کی طرف اشارہ کررہا ہے لیکن خاکسار شارح کے نزدیک ہمہ اوست کا مطلب سمجھنا اور اُسکا سمجھانا نہایت مشکل اور سخت دشوار کام ہے اسلیئے شعر کے وہ معنے لیے جائین جو ہم اس حکایت مین لکھتے ہین تو بہت آسانی ہوجائے بعض محققین کا قول ہے کہ مولانا قدس سرہ نے جب یہ ارشاد فرمایا کہ کم فہمون کے سامنے اظہار اسرار ممنوع ہے تو مولانا حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ کو نہایت قلق ہوا۔ اُنکی تسلی کے لیے مولانا قدس سرہ نے اُسوقت یہ شعر فرمایا جملہ معشوق ست اے اہغرہ۔ جملہ معشوق مین اضافت مقلوب ہے۔ یعنے اے حسام الدین حق سبحانہٗ تعالےٰ تمام موجودات و ممکنات کا مطلوب اور ہر چیز مین جلوہ نما ہے مگر نظر نہین آتا۔ کیونکہ ممکنات خود اُسپر پردہ ڈالے ہوے ہین یعنے وہ اُنہین ممکنات مین چھپا ہوا ہے۔ باطن کی آنکھ کھلی ہوی اور دل کا آئینہ صاف ہو تو طالب تجلی خاص سے محروم نہین رہ سکتا مشاہدہ نہونے سے طالب کو مغموم نہونا چاہیئے ہمت اور طلب صادق شرط ہے ایک نہ ایک دن مطلوب مل ہی جائیگا من جدّ وجد (جسنے ڈہونڈہا اُسنے پایا)

	چون نباشد عشق را پروائے او		او چو مرغے ماند بے پروائے او
ترجمہ	عشق کو عاشق کی گر پروا نہو		طاقت پرواز اُسسے اصلا نہو

شرح۔ لفظ عشق بمعنے معشوق اور پروا بمعنے تعلق اور ضمیر او عاشق کی طرف راجع ہے۔ یعنی اگر معشوق حقیقی کو اپنے عاشق کی پروا اور اُس سے تعلق نہوتا تو عاشق مرغ بے پر کیطرح عاجز ہوکر رہجاتا اور گلستان وصال تک ہرگز نہ پہنچ سکتا بلکہ عالم وجود ہی مین نہ آتا جسکی بدقسمتی پر افسوس کرنا پڑتا۔ مگر بمقتضائے کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًا الی آخرہٖ معشوق کو عاشق کی پروا اور اُس سے تعلق ضرور ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کو مخلوق سے جو کچھ تعلق ہے اُسکے اظہار کی ضرورت نہین مطلب یہ کہ معشوق خود انسان کامل کا عاشق ہے۔ اگر لفظ عشق اپنے مصدری معنون مین رہے تو مطلب یہ ہوگا کہ عشق کو عاشق کی پروا اور اُس سے تعلق ضرور

ہے۔ عاشق اگر نہوتا تو عشق کا وجود غیر ممکن تہا۔ کیونکہ فعل بلا فاعل اور صفت بلا موصوف محال بات ہے۔ یہ
تو ثابت ہو گیا کہ عشق کو عاشق کی پرواہ ہے۔ اب آگے چلیئے۔ عشق معشوق حقیقی سے بھی تعلق رکھتا ہے۔ کیونکہ
عشق فعل متعدی ہے جو بلا مفعول تمام نہین ہوتا۔ اسی تعلق کے باعث عشق کو عاشق کی پرواہوی اور منجملہ مکنات
عشق نے انسان کامل کو عاشق ذات بنا دیا۔ اگر معشوق یا عشق کو عاشق کی پروا نہوتی تو وہ بیچارہ بے پر ہوتا
حالانکہ ایسا نہین ہے عاشق یعنے انسان کامل اپنے باطنی پرون سے کنگرۂ عرش وصال حقیقی تک
اُڑ جاتا ہے۔

	پر و بال ما کمند عشق اوست	موکشانش میکشد تا کوے دوست
ترجمہ	ہے کمندِ عشق گویا پر و بال	کھینچ لیجاتی ہے سوئے ذوالجلال

شرح۔ لفظ پر و بال سے ادراک اسرار اور خیالات عشق حقیقی اور ما سے انسان کامل مراد ہے۔ یعنی انسان کامل کا ادراک اور اسکے سچے خیالات بام عشق حقیقی تک پہنچنے کے لیئے بمنزلۂ کمند ہین۔ یہی خیالات اسکو کوئی دوست تک کھینچکر لیجاتے ہین۔ سچ ہے ع من درین ایوان بنے پرم ببال خویشتن۔

	من چگویم ہوش دارم پیش و پس	چون نباشد نور یارم پیش و پس
ترجمہ	کسطرح ہوتا مجھے مقدور کار	آگے پیچھے گر نہوتا نور یار

شرح۔ یعنی اگر نور الٰہی میرا معاون اور میرے آگے پیچھے نہوتا تو مین بیہوش اور بے شعور رہتا کیا مین ایسی حالت مین یہ کہہ سکتا تہا کہ مجھے آگے پیچھے کی کچھ خبر ہے؟ ہرگز نہین! غرض یہ کہ نور الٰہی تمام جہات مین طاری اور تمام موجودات مین ساری ہے اور ذات حق ہر جگہ اور ہر چیز مین مشہود ہوتی ہے۔ اسی نور نے تمام عالم کو اہل شعور بنا دیا ہے۔ اور یہ شعور اسلیئے دیا گیا ہے۔ کہ ہر چیز مین اُسکے جلوے کا مشاہدہ کرسکے اس مسئلہ کو صوفیہ کرام شہود کہتے ہین۔ اُنکے نزدیک جو شخص کثرت مین مشاہدۂ وحدت نہین کرسکتا وہ بے شعور اور بیہوش ہے۔ گویا ابہی عدم سے وجود ہی مین نہین آیا۔

	نور او در یمن و یسر و تحت و فوق	بر سر و در گردنم چون تاج و طوق
ترجمہ	نور اُسکا داہنے بائین تحت و فوق	ہے سر و گردن مین بشکل تاج و طوق

شرح۔ یعنی اُسکا نور میرے تمام اطراف اور جمیع اعضا مین طاری ہے مطلب یہ کہ انسان کامل کے روبرو تمام عالم ایک آئینہ کے مانند ہے جسمین ہر لحظہ شاہد حقیقی کا نور یا اُسکا جلوہ نظر آتا ہے مگر اس آئینہ خانہ مین ایک قد آدم آئینہ لگا ہوا ہے جو ایک بیچون وچگون کے جمال کا پورا مظہر ہے اس آئینہ کا نام انسان کامل ہے اور لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم کے یہی معنے ہین جو ہمنے بیان کردیئے۔

عشق خواہد کین سخن بیرون بود — آئینہ غماز نبود چون بود

ترجمہ: عشق کہتا ہے کہ کہل جائے یہ راز — کیون رہے آئینہ غمازی سے باز

شرح۔ این سخن کا اشارہ جملہ معشوقیت کیجانب ہے یعنے عشق حقیقی کا راز جو خالق و مخلوق کے مابین ہے منشایہ تہا کہ باہمی معشوقیت ومحبت کی شہرت ہو جائے کیونکہ عشق مشہور ہوئے بغیر رہ نہین سکتا سو وحدت مین کثرت کی شہرت ہوگئی کیونکہ تمام موجودات جلوۂ ذات کا آئینہ ہین اور آئینے کا کام غمازی یعنے خبر دینا ہے اب کثرت مین سر وحدت چہپ نہین سکتا۔ یہ بہی ممکن ہے کہ این سخن سے توحید مراد ہو۔ اور عشق بمعنی معشوق لیا جائے اسصورت مین شعر کا مطلب یہ ہے کہ معشوق حقیقی کی یہ مرضی تہی کہ توحید مشہور ہو جائے سو ہو گئی کیونکہ جمیع ممکنات جو متحد بالذات ہین اُسکے جمال جہان آرا کا آئینہ ہین اور یہ نہین ہو سکتا کہ آئینہ غماز یعنے مخبر نہو۔ آئینہ ممکنات اس بات کی خبر دے رہا ہے کہ سر وحدت کثرت مین اور جمال حق آئینہ خلق مین جلوہ افگن ہے۔

آئنت دانی چرا غماز نیست — زانکہ زنگار از رخش ممتاز نیست

ترجمہ: تیرے دل کا آئینہ بیہودہ ہے — دیکہلے اندہا ہے زنگ آلودہ ہے

شرح۔ پہلے شعر سے یہ شبہ پیدا ہوتا تہا کہ آئینہ دل ہر انسان کے بغل مین موجود ہے۔ پہر سر وحدت ظاہر نہونے کے کیا معنے؟ مولانا اسکے جواب مین فرماتے ہین کہ اے مخاطب تجہے کچہ معلوم بہی ہے کہ تیرے دلکا آئینہ اسرار کیون نہین ظاہر کرتا اسکا سبب یہ ہے کہ اس آئینہ کے مُنہ سے زنگ نہین چہٹا اور یہ صاف ظاہر ہے کہ زنگ آلودہ آئینے مین جب آدمی کا چہرہ ہی نظر نہین آتا تو اسرار معرفت جو نہایت باریک ہین کیونکر محسوس ہو سکتے ہین۔ بعض نسخون مین آئنہ جانت بہی ہے۔

آئینہ کز زنگ و آلایش جداست — پر شعاع نور خورشید خداست

ترجمہ: زنگ جسکے آئینہ سے ہے جدا — جلوہ گر ہے اسمین خورشید خدا

شرح۔ آلائش سے تعلقات دنیوی مراد ہین۔ یعنی جس شخص کا آئینہ دل تعلقات دنیوی سے پاک ہے وہ نور خورشید خدا کی شعاعون سے پُر اور تجلیات معرفت سے منور ہے۔ ایسا دل انبیائے عظام اور اولیائے کرام کا ہوتا ہے۔ بعض نسخون مین از زنگ آلایش ہے مگر مطلب دونونکا ایک ہے

رو تو زنگار از رخ او پاک کن — بعد ازان آن نور را ادراک کن

ترجمہ: زنگ اگر آئینہ سے معدوم ہو — نور باطن خود بخود معلوم ہو

شرح۔ یعنے اے مخاطب اپنے آئینہ دلمین اسرار ظاہر نہونے کی ہمسے شکایت نکر۔ بلکہ اسکی تدبیر یہ ہے کہ پہلے

اس آئینے سے زنگ کو چھپا دیا۔ اسکے بعد دیکھے چونکہ نور معرفت کو وجود معلوم ہوتے ہیں

	این حقیقت را شنو از گوش دل		**تا برون آئی بکلی ز آب و گل**
ترجمہ	گوش دل سے یہ حکایت سُن ذرا		آب و گل کی خاصیت سے باہر آ

شرح۔ این حقیقت سے عشق حقیقی اور آب و گل سے قیدِ وجود عارضی مراد ہے۔ یعنی اگر تو عشق حقیقی کی حقیقت گوش دل سے سنے گا تو قیدِ وجود عارضی سے رہائی پاکر مرتبۂ فنا فی اللہ حاصل کرلیگا اور انسان کامل بنجائیگا ورنہ تجہین انسانیت برائے نام ہے یہ بہی ممکن ہے کہ این حقیقت کا اشارہ بادشاہ اور کنیزک کی حکایت کیجانب ہو جو عنقریب شروع ہونیوالی ہے۔ چونکہ اس حکایت مین سراسر اسرار معرفت درج ہین اسلیے اُسکے گوش دل کے ساتہ سننے سے سامع حسب استعداد اسرار معلوم کرسکتا ہے۔

	فہم اگر دارید جان را رہ دہید		**بعد ازان باشوق پا در رہ نہید**
ترجمہ	جان کو دو راہ۔ دلمین دم بدم		عشق کے رستہ مین پہر رکہو قدم

شرح۔ لفظ جان سے عشق حقیقی اور رہ سے (جو دوسرے مصرع مین ہے) راہ سلوک مراد ہے۔ یعنی پہلے عشق حقیقی کو دلمین رستہ دو پہر راہِ سلوک مین قدم رکہو۔ کیونکہ جب تک عشق نہو گا ہمت کا قدم مطلوب کیجانب سے ہرگز نہ اُٹہہ سکیگا۔

حکایت۔ عاشق شدن بادشاہ بر کنیزک و خریدن او آن کنیزک را و بیمار شدن کنیزک و درمان بیماری او

ترجمہ ایک بادشاہ کا کنیزک پر عاشق ہونا اور اُسکو خرید لینا کنیزک کا بیمار ہوجانا اور اُسکا معالجہ کرانا

شرح۔ اکثر شارحین نے اس داستان کو دیباجہ سے ربط دینے مین مختلف قول لکہے ہین۔ لیکن چونکہ یہ پہلی داستان اور ابتدائی قصہ ہے اسلیے ماقبل سے ربط دینے کی کوئی ضرورت معلوم نہین ہوتی۔ تاہم یہ قول سب سے اچہا ہے کہ یہ حکایت **رو تو زنگار از رخ او پاک کن** الے آخرہ سے مربوط ہے۔ یعنی دل کو بواسطۂ مرشد کامل تعلقات دنیوی سے اسطرح پاک کرنا چاہیئے جسطرح بادشاہ نے اُس کنیزک کو بذریعۂ طبیب غیبی رنج و مصیبت سے نجات دلوائی تہی۔

	بشنوید اے دوستان این داستان		**خود حقیقت نقد حالِ ماستان**
ترجمہ	آؤ سُن لو دوستو یہ داستان		سربسر اپنی حقیقت کا بیان

شرح۔ یعنے اے دوستو اس داستان کو گوش دل سے سنو یہ ہمارے یعنے سالکان راہِ معرفت کے نقد حال کی پوری حقیقت ہے۔ کیونکہ اس حکایت مین باعتبار ظاہر **اول** بادشاہ **دوم** کنیزک **سوم** زرگر **چہارم** طبیبان عی **پنجم** طبیب غیبی کا ذکر ہے۔ مگر مولانا قدس سرہ کا قاعدہ ہے کہ ظاہری حکایتین صرف سمجہانیکے لیے فرمایا کرتے ہین اور مقصود خاص وہی باطنی معنے ہوتے ہین جنکو اسرار و معرفت کا خلاصہ کہنا چاہیئے۔ چنانچہ بادشاہ سے روح

اور کنیزک سے عقل جزئی اور زرگر سے نفس امارہ یا دنیا مراد لیتے اور طبیبان مدعی سے قوائے جسمانی اور طبیب غیبی سے مرشد کامل۔ یا جذبات الٰہی مراد ہین **فائدہ** صوفیہ کے نزدیک عقل کی دو قسمین ہین۔ اوّل عقل کُلّی۔ جو انبیائے عظام اور اولیائے کرام کو عطا کیجاتی ہے۔ اس عقل کا کام مشاہدۂ حق کے سوا اور کچھ نہین ہوتا دوم عقل جزئی جو دنیا پر بہی مائل رہے۔ یہ عقل عام لوگون کو دیجاتی ہے۔ اس تمہید کے بعد حکایت کا باطنی مطلب یہ ہے کہ سلطان روح کنیزک (یعنی عقل جزئی) پر جو مملوک روح ہے اسلیئے عاشق ہوا کہ یہ عقل دنیا طلبی کو چھوڑکر کمالات معنوی حاصل کرے۔ کیونکہ اسمین تحصیل کمالات کا مادہ موجود ہے۔ مگر یہ کنیزک (عقل جزئی) زندگر (یعنی دنیا یا نفس امارہ) کی عاشق نکلی۔ کیونکہ عقل جزئی لذائذ نفسانیہ اور امور دنیاوی پر مرتی ہے۔ ناچار سلطان روح نے کنیزک کو دنیا طلبی کا مریض پاکر طبیبان مدعی (قوائے جسمانی) کی طرف رجوع کیا۔ مگر چونکہ اس مرض کا ازالہ بلا وسیلۂ مرشد کامل یا جذبات الٰہی ناممکن تہا اسلیئے ظاہری طبیبون سے کچھ نہو سکا اور کنیزک کی بیماری بڑہتی گئی۔ کیونکہ یہ طبیبان مدعی (یعنے قوائے جسمانی) خود لذائذ نفسانیہ پر مٹے ہوے ہین۔ انجام کار سلطان روح کو مرشد کامل ملگیا۔ اور اُسنے کنیزک کا مرض (دنیا طلبی) تشخیص کرکے زندگر (یعنی نفس امارہ) کو مار ڈالا۔ اور کنیزک یعنے عقل جزئی خالص سلطان روح کی مملوک ہوگئی یعنے مرض دنیوی چھوڑکر معنوی کمالات حاصل کرنے لگی **نکتہ** یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ سالک جھوٹے اور مصنوعی مرشدون کی صحبت سے ہمیشہ الگ رہے اور مرشد کامل کو تلاش کرکے سچے عقیدے سے اُسکی خدمت کرتا رہے۔ ضرور کامیاب ہوگا۔ اس تقریر سے شعر کے معنے اچھی طرح معلوم ہوگئے۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ یہ بادشاہ و کنیزک کی داستان شاہنامہ کا قصہ یا امیر حمزہ کی داستان نہین ہے بلکہ سالک کے نقد حال کا تذکرہ ہے۔ یعنے اسرار بیان کیے گئے ہین۔

	نقد حال خویش را گر پے بریم	**ہم ز دنیا ہم ز عقبےٰ بر خوریم**
ترجمہ	علم ہو اپنی حقیقت کا اگر	ہم رہین دونون جہان مین بہرہ ور

شرح - یعنی اگر ہم اپنی حقیقت حال کو معلوم کرلین اور ہمپر یہ ظاہر ہوجائے کہ انسان کسلیئے پیدا ہوا ہے تو دنیا مین بہی فائدہ مین ہین اور عقبیٰ مین بہی کیونکہ بمقتضائے مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ٥ (یعنے جن و انسان کو صرف اپنی عبادت ہی کے لیے پیدا کیا ہے) جن و انسان کی آفرینش محض عبادت الٰہی کے لیے ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ عابد و زاہد کی توقیر دنیا مین بہی ہوتی ہے اور عقبیٰ مین بہی ہوگی۔

	بود شاہے در زمانے پیش ازین	**ملک دنیا بودش و ہم ملک دین**
ترجمہ	تہا گذشتہ عہد مین اِک بادشاہ	عادل و دنیا پناہ و دین پناہ

شرح - یعنے بادشاہ جسطرح دنیوی شان و شوکت رکہتا تہا اُسیطرح دین کا حامی اور اپنی شریعت کا پابند تہا۔

	اتفاقاً شاہ روزے شد سوار	با خواص خویش از بہر شکار
ترجمہ	اتفاقاً ایک دن ہوکر سوار	لیکے خاصون کو گیا بہر شکار

شرح۔ اس شعر کے ظاہری معنے تو بالکل واضح ہین البتہ باطنی طور پر یہ مطلب ہے کہ سلطان روح جو سعادات دارین کا مالک ہے جسم خاکی کی حکومت سے پہلے ایک دن اپنے مصاحبون اور خواصون (قوت علمی و عملی) کو ہمراہ لیے فرس عزیمت و ہمت پر سوار ہوکر شکار (تحصیل مراتب عرفان) کے لیئے نکلا۔ اور چارون طرف شکار ڈہونڈنے لگا۔

	بہر صیدے میشد او بر کوہ و دشت	ناگہان در دام عشق او صید گشت
ترجمہ	ڈہونڈتا پہرتا ہتا وہ جنگل مین صید	ہوگیا خود عشق کے پہندے مین قید
	یک کنیزک دید شہ بر شاہراہ	شد غلام آن کنیزک جان شاہ
ترجمہ	اک کنیزک دیکہکر وہ ذو الکرام	بنگیا عشق کنیزک کا غلام

شرح۔ یعنی سلطان روح عقل جزئی پر عاشق ہوگیا۔ کیونکہ وہ اکتساب معرفت کی صفت رکہتی تہی جو سراپا حسن ہے۔

	مرغ جانش در قفس چون می طپید	داد مال و آن کنیزک را خرید
ترجمہ	مرغ جان کو بیقراری تہی کمال	مول اسکو لے لیا کچھہ دیکے مال

شرح۔ شعر کے ظاہری معنے ظاہر ہین اور باطنی طریقے پر قفس سے جسم خاکی اور مال سے تذکرہ عہد روز میثاق مراد ہے یعنے چونکہ سلطان روح جسم خاکی مین کنیزک (عقل جزئی) کے عشق سے بیقرار ہوگیا تہا کیونکہ اس عقل سے اکتساب معرفت مقصود تہا اسلیے اس کنیزک کو تذکرہ روز میثاق کے بدلے خرید لیا۔ یعنی روح نے عقل کو وہ وعدہ یاد دلایا جو ازل مین توحید حقیقی اور خدا پرستی کے متعلق لیا گیا تہا۔ اور اس یاد دہانی کی اسلیئے ضرورت ہوئی کہ روح بلا امداد عقل اکتساب معرفت نہین کرسکتی تہی۔ یہ بات یاد رہے کہ روح بادشاہ بدن اور عقل کی مالک ہے۔ کیونکہ جبتک کسی جسم مین روح نہوگی عقل سے بہی بے نصیب ہوگا مثلاً پتہرون کو دیکہہ لیجے چونکہ انمین روح نہین اسلیئے عقل ہی نہین۔ لہذا اکتساب معرفت نہین کرسکتے۔ روح انسانی اسی لیئے عقل پر عاشق ہے کہ عقل اکتساب معرفت کرسکتی ہے۔

	چون خرید او را و برخوردار شد	آن کنیزک از قضا بیمار شد
ترجمہ	عیش اڑائے بادشہ نے چند روز	ہوگئی بیمار پہر وہ دلفروز

شرح۔ یعنے جب روح نے عقل کو خرید لیا اور اس سے اکتساب معرفت کے متعلق نفع حاصل کرنا چاہا تو اتفاقاً وہ کنیزک بیمار نکلی۔ کیونکہ وہ تو نفس امارہ کی عاشق تہی۔ شعر کے ظاہری معنے خود ظاہر ہین۔

	آن یکے خر داشت پالانش نبود	یافت پالان گرگ خر را در ربود
ترجمہ	تہا کسیکے گہر گدہا۔ پالان نہ تہا	جب ملا پالان گدہا جاتا رہا

شرح پہلے شعر کے مضمون کی توضیح ہے بطریق تمثیل - ظاہری معنے یہ ہین کہ بادشاہ کو جب عشق تہا تو کنیزک پاس نہ تہی اور جب کنیزک ملگئی تو اوسکی بیماری کی سبب عشق جاتا رہا - گدہا ہے تو پالان نہین اور پالان ہے تو گدہا نہین جب کوزہ تہا تو پانی نہ ملا اور جب پانی ملا تو کوزہ ٹوٹ گیا - اور باطنی مطلب یہ ہے کہ سلطان روح (بعد حصول خلعت جسم) کمالات عرفان کے حاصل کرنے کا شایق تہا مگر اسوقت اوسکے پاس عقل نہ تہی جسکے ذریعہ سے کمال حاصل کرتا اور جب (بعد زمانہ بلوغ) عقل نصیب ہوئی تو اکتساب کمالات کا شوق جاتا رہا کیونکہ عقل عشق نفس امارہ کے باعث دنیا طلبی کی مریض نکلی - دانت تہے تو چنے نہ تہے - اور چنے ہوے تو دانت ندارد ہین

	کوزہ بودش آب می نامد بدست	آب راچون یافت خود کوزہ شکست	
ترجمہ	پاس جب پیالہ تہا پانی دور تہا	ملگیا پانی تو پیالہ چور تہا	

شرح مضمون سابق کی دوسری تمثیل ہے - یعنے سلطان روح ساغر شوق معرفت تو رکہتا تہا مگر خالی تہا اسمین شراب عقل نہ تہی جس سے نشۂ عرفان حاصل ہو - مگر جسوقت یہ شراب ہاتہ لگ گئی تو ساغر ٹوٹ گیا - کیونکہ یہ شراب (عقل جزئی) عشق نفس امارہ کے سبب بالکل بے کیف پائی گئی -

	شہ طبیبان جمع کرد از چپ و راست	گفت جان ہر دو در دست شماست	
ترجمہ	شہ نے فرمایا طبیبون سے کہ ہان	ہے تمہارے ہاتہ مین دونو کی جان	

شرح یعنے بادشاہ نے طبیبون کو جمع کرکے یہ کہا کہ ہم دونون کی جان تمہارے ہاتہ مین ہے - کنیزک کی اسلیے کہ سخت بیمار ہے اور میری اسلئے کہ مریض عشق ہون طبیبون کے ہاتہ مین جان کا ہونا یاس و عاجزی کا کلمہ ہے جو مایوسی کی حالت مین مریض یا اوسکے وارثون کی زبان سے نکلجاتا ہے - ورنہ فی الواقع دیکہا جائے تو ہر متنفس کی جان خدا کے ہاتہ مین ہے - خواہ زندہ رکہے خواہ مار ڈالے - نیز معنوی طور پر شعر کے یہ معنے ہوے کہ روح عقل کو نفس امارہ کے مرض عشق مین مبتلا دیکہکر قوائے جسمانی سے یہ کہہ رہی ہے کہ میری اور عقل کی نجات تمہارے وسیلہ سے ہوسکتی ہے - تم عقل کو لذائذ نفسانیہ پر مبتلا ہونے سے پرہیز کا حکم دو - ورنہ عقل کی بیماری سے مین بھی مبتلائے مصیبت ہونگی - کیونکہ خدا کی نافرمانی اور دنیا طلبی سے روح معذب ہوتی ہے

۱۴۱	جان من سہلست جان جانم اوست	دردمند و خستہ ام درمانم اوست	
ترجمہ	میری جان کیا شئے ہے جانان جان ہے	دردمند خستہ کا درمان ہے	

شرح چونکہ بادشاہ نے کنیزک کے ساتہ اپنی جان کو بہی شامل کر دیا تہا اس سے یہ شبہہ پیدا ہوتا تہا کہ اوسے عاشق ہوکر جان بہت پیاری تہی - حالانکہ یہ مذہب عشاق کے بالکل برخلاف ہے - اس شعر مین بادشاہ نے اس اعتراض کا جواب دیا ہے - مطلب یہ کہ میری جان نہایت سبک اور بیقدر اور نکمی چیز ہے مجہے اپنے جان کے جاتے

رہنے کا کچھ غم نہین ہان کنیزک جو میری جان کی جان (یعنے روح الروح) ہے کسیطرح بچ جائے۔ کیونکہ مین اُسکے عشق سے دردمند اور خستہ دل ہون۔ اُسکا علاج میرا علاج اور اُسکی صحت میری صحت ہے۔

	ہر کہ درمان کرد مرجان مرا	بر دگنج و دُرّ و مرجان مرا
ترجمہ	دفع کردیگا جو میری جان کا رنج	اُسکو مین انعام دونگا دُرّ و گنج

شرح پہلے مصرع مین یا تو لفظ جان بمعنے روح ہے جس سے مراد کنیزک ہے یا مرجان (بمعنے مونگا) سارا ایک لفظ ہے اس صورت مین ممکن ہے کہ مرجان کنیزک کا نام ہوگا۔ یعنے روح کا قول ہے کہ جو طبیب عقل کا علاج کریگا وہ مستحق انعام۔ بیکران ہوگا۔ بعض نسخون مین بر دگنج دُر اضافت کے ساتھ ہے۔

	جملہ گفتندش کہ جانبازی کنیم	فہم گرد آریم وانبازی کنیم
ترجمہ	بادشہ سے یون لگے کہنے حکیم	جان لڑادینگے کہ ہم سب ہین فہیم

شرح یعنے ہم کنیزک کے علاج مین اپنی جان لڑادینگے اور اپنی عقل اور ہوش و حواس کو جمع اور ایکدوسرے کو باہمی مشورے مین شریک کرکے معالجہ کرینگے (گرد آوردن بمعنے جمع کردن ہے) بعض نسخون مین فہم کردارم بہی دیکہا گیا ہے۔ یعنے ہم سب عقیل اور فہم کردار ہین کنیزک کا معالجہ سمجہ بوجہکر کرینگے۔

	ہر یکے از ما مسیح عالمیست	ہر الم را در کف ما مرہمیست
ترجمہ	ہم مین سے ہر ایک ہے رشک مسیح	ہر مرض کی چارہ سازی ہے صحیح

شرح۔ چونکہ یہ تمام طبیب جھوٹے مدعی تہے اسلیئے انکی زبان سے ایسے دعوے کے کلمے نکلے جو سچونکی شان کے لایق نہین۔ اپنی زبان سے اپنے آپ کو مسیح عالم کہنا بہت بڑا دعوی ہے جو شنائے خود بخود گفتن نزیبد مرد عاقل را کا مصداق ہے۔ صوفیون کے خیالات ایسے دعوون سے پاک ہوتے ہین۔

	گر خدا خواہد نگفتند از بطر	پس خدا بنمود شان عجز بشر
ترجمہ	انشاء اللہ سے رہے سب بیخبر	حق نے دکہلایا اُنہین عجز بشر

شرح۔ لفظ بطر خوشی و تکبر و سرگشتگی و بدبختی۔ کئی معنون مین مستعمل ہے۔ یہان سب معنے درست ہوسکتے ہین۔ یعنی طبیبان مدعی نے وعدۂ بادشاہ (بر دگنج و دُرّ و مرجان مرا) کی خوشی یا ہر یکے از ما مسیح عالمیست کے تکبر یا اپنی بدبختی کے باعث لفظ انشاء اللہ نہ کہا۔ اُنکو یون کہنا چاہیئے تہا کہ انشاء اللہ ہم کنیزک کے علاج مین جانبازی کرینگے اور خدا نے چاہا تو وہ تندرست ہوجائیگی۔ اسلیئے اللہ تعالےٰ نے انپر اُنکا عجز ظاہر کردیا۔ کہ اُنکے علاج سے کنیزک اور زیادہ بیمار ہوتی گئی۔ یہان سے معلوم ہوگیا کہ کسی ایسے فعل پر جسکے کرنیکا ارادہ ہو انشاء اللہ نہ کہنا مذموم ہے۔ اور یہ بہی ظاہر ہوگیا کہ قوائے جسمانی جو خود لذائذ نفسانیہ پر مبتلا ہین عقل کا علاج

نہین کرسکتے۔

	ترک استثنا مرادم قسوتے ست	نے نہین گفتن کہ عارض حالتے ست
ترجمہ	ترک استثنا قساوت دل کی ہے	جسکا کہنا عارضی حالت سی ہے

شرح لفظ **استثنا** کے معنے انشاء اللہ کہنے کے ہین اور مطلب شعر یہ ہے کہ ترک **استثناء** (یعنی کسی کام پر انشاء اللہ زبان سے نہ کہنا) گو مذموم ہے لیکن مین اس کی مذمت نہین کرتا بلکہ ترک **استثناء** سے میری مراد قساوت قلب اور سختی دل ہے اور مین اسی کی مذمت کرتا ہون۔ کیونکہ قساوت دل سے غفلت پیدا ہوتی ہے جو خدا کا نام تک نہین لینے دیتی۔ دوسرے مصرع مین اضراب اور پہلے مصرع کے مضمون کی ترقی ہے یعنے ترک استثناء سے میری مراد قساوت قلب ہی نہین جسکی مین مذمت کرتا ہون بلکہ جسطرح ترک استثنائے قلبی مذموم ہے اسطرح فقط زبان سے کہنا بھی اچھا نہین کیونکہ صرف زبانی جمع خرچ ایک عارضی حالت ہے جسکو دل سے کچھ علاقہ نہین۔ اس سبب اس حدیث کے معنے **اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ بَلْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ** (یعنے اللہ تعالے تمھارے صورتون اور عملون کو نہین دیکھتا بلکہ دلون اور نیتون پر نظر رکھتا ہے) اچھی طرح ظاہر ہوگئے اس شعر کے دوسرے معنے یہ بھی ہوسکتے ہین کہ مصرع ثانی کو مفید ترقی مضمون مصرع اول نہ سمجھا جائے بلکہ لفظ **نے** سے مراد کی نفی مدنظر ہو۔ اس صورت مین لفظ **ترک** گفتن سے پہلے محذوف بالقرینہ ماننا پڑیگا۔ یعنے ترک استثناء کی مذمت سے میری مراد سختی دل ہے نہ کہ ترک گفتن۔ کیونکہ زبان سے انشاء اللہ نہ کہنا مذموم نہین ہے ترکیب لفظی کا فرق نہو تو دونو معنونکا حاصل ایک ہے **نکتہ** یہان سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ انشاء اللہ دل اور زبان دونو یا فقط دل سے کہنا چاہیے صرف زبان کا اعتبار نہین کیونکہ اللہ تعالے منافقون کے اُن مقولون کی مذمت فرماتا ہے جو صرف زبان سے ادا ہون اور دل اُنسے بے بہرہ رہے قرآن شریف کی آیت ہے **یَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِہِمْ مَا لَیْسَ فِیْ قُلُوْبِہِمْ** یعنے منافق زبان سے ایسی باتین کہتے ہین جو اُنکے دلونمین نہین ہوتین۔

	اے بسا ناوردہ استثنا بگفت	جان او با جان استثناست جفت
ترجمہ	منہ سے استثنا بہت کہتے نہین	دور مقصد سے مگر رہتے نہین

شرح پہلے شعر کے دوسرے مصرع کی مدلل توضیح ہے۔ یعنی فقط زبان سے انشاء اللہ کہنا ایک عارضی اور ناقابل اعتبار بات ہے اسلیے قلبی استثنا چاہیے کیونکہ بہت سے اہل اللہ جنکا دل خدا کے ساتھ مشغول ہے کسی کام پر زبان سے تو انشاء اللہ نہین کہتے لیکن اُنکی روح مقصود استثناء کے ساتھ متعلق رہتی ہے **جان استثنا** سے مقصود **استثناء** (یعنے تفویض امور بجناب الٰہی) مراد ہے نیز شعر کے یہ معنے بھی

ہو سکتے ہین کہ لفظ لبا سے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہین اور یہ لفظ تعظیماً آپ کی نسبت کہا گیا ہے اور تعظیم ہی کے باعث صراحتاً آپکا نام مبارک نہین لیا گیا۔ اس صورت مین یہ شعر اُس قصہ کی طرف اشارہ ہے کہ کفار قریش نے امتحان صداقت کے لیے آپ سے **اصحاب کہف** اور ذوالقرنین کا حال پوچھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ **غداً اجیبکم** یعنے کل جواب دونگا مگر چونکہ زبان مبارک سے لفظ انشاء اللہ نہ کہا تہا اسلیے وحی چند روز تک منقطع رہی اور پہر یہ آیت نازل ہوئی **وَلَا تَقُولَنَّ لِشَیْءٍ اِنِّی فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰہُ ط** یعنے اے محمد بغیر انشاء اللہ کہے ہرگز نہ کہہ کسی چیز اور کسی کام کو کہ مین کل کرونگا مولانا کی غرض یہ ہے کہ اگرچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے **غداً اجیبکم** کے ساتہ زبانی انشاء اللہ نہین فرمایا تہا مگر آپکا دل مقصود استثنا کے ساتہ ہر وقت متعلق تہا۔ اسلیئے زبانی استثناء کی ضرورت نہوئی۔ لیکن یہان یہ شبہہ پیدا ہوتا ہے کہ جب زبانی انشاء اللہ کہنا غیر ضروری ٹہرا تو نزول وحی مین تاخیر کیون ہوئی۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اگرچہ ترک استثناء قولی جائز تہا مگر شان پیمبری اس بات کی مقتضی تہی کہ اللہ کا نام دل اور زبان دونون سے لیا جاتا **حسنات الابرار سیئات المقربین** (جو نیکون کی نزدیک نیکیان وہ مقربان بارگاہِ الٰہی کے نزدیک بدیان ہین) یا یہ جواب ہے کہ ترک استثناء زبانی اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے جائز تہا۔ بعد مین ممنوع ہو گیا۔ یا یہ جواب ہے کہ وحی کا چندروز کے لیے موقوف ہونا اُمت کے غافل لوگون کی تنبیہ کے لیے تہا تاکہ انہین معلوم ہو جائے کہ جب ترک استثناء زبانی کے باعث خاتم المرسلین سے چندروز کے لیے وحی منقطع ہوگئی تو اگر امتی ترک استثنا کرینگے تو انسے خدا کی بہت سی برکتین منقطع ہو جائینگی۔ اور بلا انشاء اللہ کہے اُنکے اکثر کام ناتمام رہینگے۔

	ہر چہ کردند از علاج و از دوا	گشت رنج افزون و حاجت ناروا
ترجمہ	اُن طبیبون نے کیا جو کچہہ علاج	اُس سے بگڑا اور لونڈی کا مزاج

شرح۔ شعر کے ظاہری معنے ظاہر ہین اور باطنی طور پر یہ مطلب ہے کہ قوائے جسمانی نے (جو خود مبتلائے لذائذ نفسانی تہے) عقل کو اپنی مرضی کی دوا دی جس سے صحت کی جگہ اُسکا مرض (دنیا طلبی) اور بڑہتا گیا۔

	آن کنیزک از مرض چون موی شد	چشم شہ از اشک خون چون جوی شد
ترجمہ	یعنے لونڈی سوکہ کر تنکا ہوئی	روتے روتے چشم شہ دریا ہوئی

شرح۔ یعنے کنیزک عقل مرض دنیا طلبی کے سبب قریب الزوال ہو گئی کیونکہ دنیا طلبی سے عقل جاتی رہتی ہے اور روح پر صدمہ ہوتا ہے

	از قضا سرکنگبین صفرا فزود	روغن بادام خشکی مے نمود
ترجمہ	آگیا سرکہ سے صفرا سامنے	کی یبوست روغنِ بادام نے

شرح۔ سرکنگبین۔ مرکب از سرکہ و انگبین جسکو سکنجبین کہتے ہین یہ دوا طبیبون کے نزدیک دافع صفرا ہے اور روغن بادام اعضا اور دماغ مین تری پیدا کرتا ہے۔ لیکن ہر دوا چونکہ حکم الٰہی کی پابند ہے اسلیے کبھی تو اپنا وہی اثر دکھاتی ہے جو طبیبون کے تجربہ مین آچکا ہے اور کبھی اُسکے برعکس۔ چونکہ کنیزک کے مقدر مین ہنوز صحت نہ تھی اسلیے سکنجبین نے صفرا بڑہا دیا اور روغن بادام سے خشکی ہونے لگی۔ مؤثر حقیقی جو چاہے سو کرے۔

از ہلیلہ قبض شد اطلاق رفت — **آب آتش را مدد شد ہمچو نفت**

ترجمہ: بڑہگیا مسہل دوا دینے سے قبض — اور پانی سے حرارت ہائے نبض

شرح ہلیلہ ایک دوا ہے جسکو ہندی مین ہڑ کہتے ہین اور **نفت** ایک قسم کا آتشگیر روغن ہے جو زمین سے نکلتا ہے جسکو مٹی کا تیل کہنا چاہیئے۔ نیز تجربے سے ثابت ہوچکا ہے کہ ہلیلہ تلین کرتی ہے۔ دست لاتی ہے۔ مگر کنیزک کو اُلٹا قبض ہوگیا اور ہلیلہ سے **اطلاق** یعنے دست لانیکا اثر جاتا رہا۔ دوسرے مصرع مین **آتش** سے حرارت جسم مراد ہے یعنے کنیزک کی حرارت (تپ) اسقدر بڑہگئی کہ خالص پانی یا دوا کا پانی اُسکی آتش یعنی حرارت کا مددگار ہوگیا۔ مطلب یہ کہ پانی نے اور زیادہ آگ بھڑکا دی جیساکہ مٹی کا تیل آگ پر پڑکر اُسے اور زیادہ بھڑکا دیتا ہے خلاصہ یہ کہ ساری دواؤنکی تاثیر اُلٹی ہوی۔ اور کنیزک کا حال ع درد مند عشق را دارو بجز دیدار نیست۔ کا مصداق ہوگیا۔

سستی دل شد فزون و خواب کم — **چشم پر سوز و دل پر درد و غم**

ترجمہ: ہوگئی ضعفِ درون سے نیند کم — آنکھ تھی پر سوز دل پر درد و غم

شرح۔ بعض نسخون مین **چشم پر سوز**۔ کی جگہ **سوزش چشم** دیکھا گیا ہے مطلب ایک ہے اور شعر کے ظاہری معنے خود عیان ہین۔ ہان باطنی طور پر یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ کثرت دنیا طلبی سے عقل معاد سست ہوجاتی ہے۔ اور افکار دنیوی نیند اُڑا دیتے ہین۔ دل حرص دنیا سے پر درد و غم رہتا ہے اور انجام کار کثرت محنت سے حرارت لاحق ہو جاتی ہے اور آنکھین جلنے لگتی ہین۔ کیونکہ دنیا کی محبت تمام مصیبتون اور گناہونکی جڑ ہے۔

شربت و ادویہ و اسباب او — **از طبیبان ریخت یکسر آب رُو**

ترجمہ: جو دوا کی اُسکے حق مین سم ہوئی — رونق روے نگارین کم ہوئی

شرح اگر دوسرے مصرع مین لفظ **آب رو** کو اضافت کے ساتھ کہا جائے تو یہ معنے ہونگے۔ کہ شربت اور دواؤن اور اُنکے سامانون نے طبیبون کے ہاتھ سے کنیزک کے چہرہ کی رونق کھودی۔ کیونکہ وہ تختہ مشق طبیبان بنگئی تھی۔ اور اگر بلا اضافت سمجھا جاے تو یہ مطلب ہے کہ دواؤن نے تاثیر نہ کرنے کے باعث بادشاہ کے نزدیک طبیبون کی آبرو بگاڑدی۔ کیونکہ اُنہون نے جو مسیحائی عالم کا دعوی کیا تھا وہ ٹوٹ گیا۔

عاجز شدن طبیبان از معالجہ کنیزک و ظاہر شدن بر بادشاہ و روی آوردن او بدرگاہ بادشاہ حقیقی

ترجمہ۔ طبیبونکا کنیزک کے علاج سے عاجز آنا اور بادشاہ کا اس عاجزی کو معلوم کرکے بادشاہ حقیقی کی طرف رجوع کرنا

شہ چو عجز آن طبیبان را بدید　　پا برہنہ جانب مسجد دوید

ترجمہ　جا شہنشاہی سے ہوا جب حال غیر　　سوئے مسجد شاہ دوڑا ننگے پیر

رفت در مسجد سوی محراب شد　　سجدہ گاہ از اشک شہ پر آب شد

ترجمہ　عجز سے سجدے کیے با درد و آہ　　آنسوؤن سے تر ہوئی سب سجدہ گاہ

شرح دونو شعرون کے معنے ظاہر ہین اور باطنی مطلب یہ ہے کہ جبتک سالک قبلۂ ہوائی سے قبلۂ حقیقی کیطرف رجوع نہین کرتا مرشد کامل کا ملنا اور اُسکے ارشادات سے بہرہ یاب ہونا محال ہے چنانچہ بادشاہ نے جب طبیبان مدعی کو چھوڑکر اللہ تعالے کی طرف رجوع کیا تو اُسے طبیب غیبی ملگیا۔ اور اُسکے معالجہ سے کنیزک صحت یاب ہوگئی (یہ قصہ عنقریب آنیوالا ہے) ہان ان شعرون سے ایک اور بات نکلتی ہے۔ وہ یہہ کہ کسی ایسی مشکل کیوقت آدمی پر فرض ہے کہ تمام ظاہری وسیلون کو چھوڑکر دل و جان سے اللہ تعالے کی طرف متوجہ ہوجاے اور زبان سے بارگاہ بے نیاز مین عجز و انکسار کرے۔ اسی مطلب کیطرف مولانا آیندہ شعرونمین اشارہ فرماتے ہین

چون بخویش آمد ز غرقاب فنا　　خوش زبان بکشاد در مدح و ثنا

ترجمہ　اپنے آپے مین جب آیا مرزبان　　یون ہوا تعریف حق مین تر زبان

شرح غرقاب سے آب عمیق اور فنا سے عالم محویت مراد ہے۔ یہ حالت سخت مصیبت مین دل سے دعا کرنے کے وقت ہوتی ہے۔ اور ایسی حالت کی دعا اکثر قبول ہوجاتی ہے۔

کاے کمینہ بخششت ملک جہان　　من چگویم چون تو میدانی نہان

ترجمہ　اے خدا بخشندۂ ملک جہان　　اے علیم آشکارا و نہان

شرح اس شعر سے ثنائے الٰہی اور مناجات شروع ہوئی ہے۔ اور کمینہ بمعنے کمتر ہے۔ اور دوسرا مصرع اِنَّہٗ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ (بالتحقیق اللہ چھپی ہوئی باتون کو جانتا ہے) کی تفسیر ہے۔

لیک گفتی گرچہ میدانم سرت　　زود ہم پیدا کنش بر ظاہرت

ترجمہ　گرچہ ہے تو واقفِ سر بالضرور　　حکم ہے ہمکو دعا کا یا غفور

شرح یعنے اے آلہ العالمین جبکہ تو خود پوشیدہ باتونکو جانتا ہے میرے عرض کرنے کی کچھ ضرورت نہین لیکن تو نے دعا کرنے کا بھی حکم دیا ہے اسی لیے حدیث شریف مین آیا ہے اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ (دعا عبادت کا مغز ہے) اور قرآن مجید مین موجود ہے وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیۡۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (اے بندو رب تمہارا حکم کرتا ہے کہ مجھے دعا مانگو۔ مین قبول کرونگا۔) مجیب الدعوات کی بارگاہ سے کوئی سائل محروم نہین پھرتا۔

	حال ما و این طبیبان سربسر	پیش لطف عام تو باشد ہدر
ترجمہ	حالت بیمار مین گو ہیچ ہے	روبرو تیرے کرم کے ہیچ ہے

شرح- یہان لفظ حال سے تدبیر مراد ہے اور ہدر لاشئی اور بیکار چیز کو کہتے ہین یعنے ہماری تدبیر جسکو ہم بیمار کے حق مین مہربانی سمجھے ہوے ہین تیری مہربانی کے سامنے بالکل بیکار ہے کیونکہ جبتک تیری مہربانی نہوگی ہماری مہربانی یعنے تدبیر سے بیمار کو ہرگز صحت نہین ہوسکتی-

	ای ہمیشہ حاجت ما را پناہ	بار دیگر ما غلط کردیم راہ
ترجمہ	اے پناہِ حاجت اے مولے العطا	بار دیگر ہوگئی ہمسے خطا

شرح پناہ حاجت سے قاضی الحاجات مراد ہے اور لفظ بار دیگر بمعنے مکرر ہے یعنے اے قاضی الحاجات ہم بار بار خطائین کرتے ہین تو ہمارے گناہون کو معاف کر اور ہماری حالت پر رحم فرما اور کنیزک کو صحت دے نکتہ یہان سے دو باتین نکلتی ہین ایک تو یہ کہ آدمی چاہے کیسا ہی متقی اور گناہون سے بچا ہوا ہو مگر اُسکو جناب الہٰی مین ہر وقت اپنی خطاؤنکا اقرار کرنا چاہیئے کیونکہ یہ اقرار عجز و انکسار اور بندہ ہونے کی علامت ہے دوسرے یہ کہ جب اپنے یا کسی غیر کے لیے دعا مانگے- تو پہلے سچے دل سے استغفار کرے تاکہ دعا جلد قبول ہو- بادشاہ اگرچہ دیندار تہا کیونکہ مولانا اُسکی نسبت ملک دنیا بودش و ہم ملک دین فرما چکے ہین- مگر یہ ممکن ہے کہ اس سے گناہ صادر ہوے ہون اسلئے کہ دیندار کو معصوم ہونا ضروری نہین ہے چنانچہ منجملہ اور گناہون کے ایک گناہ یہ بہی ہے کہ اسنے شافی مطلق کو چہوڑ کر طبیبان مدعی سے چارہ جوئی کی بعض محققین نے بار دیگر کو عدد معین یعنے دوسری دفعہ یا دوسری مرتبہ کے معنون مین لیا ہے اور بادشاہ کے ذمّہ دو خطائین لگائی ہین- اول خطا کنیزک پر عاشق ہونا- دوسری خطا طبیبان مدعی کی طرف رجوع کرنا- مگر یہ معنے نادرست ہین کیونکہ مولانا قدس سرہ ایک جگہ اپنی مثنوی مین فرماتے ہین کہ مشاہدۂ حق عورتون مین مردونکی نسبت کامل درجہ کا ہے اس لحاظ سے کنیزک کا عشق خطا کیسی عین صواب تہا- اور بعض شارحین کا یہ قول ہے کہ بادشاہ کی پہلی خطا تو یہ ہے کہ طبیبون کی طرف رجوع کیا اور دوسری خطا یہ کہ کنیزک کی صحت کے لیے دعا مانگی- حالانکہ وہ جانتا تہا کہ اللہ تعالےٰ علام الغیوب اور دانائے اسرار ہے- اس قول پر یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ جب قرآن و حدیث مین اجازت موجود ہے تو دعا مانگنا خطا کیون ٹہیرا- اسکا جواب یہ ہے کہ دعا کی اجازت سہی مگر عاشقان الٰہی جنکا مذہب تسلیم و رضا ہے دعا کو اپنی مصیبت کے سپر ہرگز نہین بناتے جو چیز عام مومنین کے لیے جائز ہے وہ مقربین کے لیے ممنوع ہے یعض قلمی نسخون مین یہ شعر لیک گفتی گرچہ میدانم سرت الے آخرہ اس شعر کے اے ہمیشہ حاجت ما را پناہ کے بعد واقع ہے اس صورت مین خود مولانا قدس سرہ کے کلام سے یہ بات

ظاہر ہوتی ہے کہ بادشاہ کی پہلی خطا طبیبون کی طرف رجوع کرنا ہے اور دوسری خطا کنیزک کے لیے دعا مانگنی۔ کیونکہ مصرعہ لیک گفتی اے آخرہ مین کلمہ لیک بمعنے لیکن حرف استدراک ہے۔ بادشاہ اپنی خطا کا عذر اسطرح کرتا ہے کہ اے قاضی الحاجات بیشے کنیزک کے لئے جو دعا مانگی یہ میری دوسری خطا ہے لیکن تونے خود دعا مانگنے کا حکم دیا ہے اسلیئے مجھے اس خطا پر جرأت ہوگئی۔ یہ ذرا باریک بات ہے غور سے سمجھنی چاہیے

	چون برآورد از میان جان خروش	اندر آمد بحر بخشایش بجوش
ترجمہ	بادشہ کے دل سے جب نکلا خروش	آگیا دریائے بخشایش مین جوش

شرح۔ میان جان سے تہ دل خروش سے گریہ و فریاد بخشائش سے رحمت الٰہی مراد ہے اور نتیجہ یہ ہے کہ بادشاہ کی دعا قبول ہوگئی قرآن مجید مین آیت موجود ہے اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ ؁ رخدا کیسوا اور کوئی ایسا نہین جو بیقرار کی دعا قبول کرے۔

	درمیان گریہ خوابش در ربود	دید در خواب او کہ پیرے رو نمود
ترجمہ	روتے روتے سوگیا وہ اہل درد	خواب مین دیکھا کہ ہے اک پیر مرد

شرح۔ پیر سے مراد بزرگ ہے اور یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ سچے خواب مین بشارت دینے والا کوئی نہ کوئی بزرگ صورت ہوا کرتا ہے جسکو ملہم من اللہ کہتے ہین۔

	گفت ای شہ مژدہ حاجاتت رواست	گر غریبے آیدت فردا ز ماست
ترجمہ	کہہ رہا ہے تو مرادین پائیگا	اک مسافر کل ہمارا آئیگا

شرح گفت کا لفظی فاعل پیر ہے مگر معنوی طور پر یہ مژدہ خدا کی طرف سے ہے۔ یعنے اے بادشاہ تیری حاجت ضرور روا ہوگی اور ایک مسافر جو تیرے پاس کل آئیگا وہ ہمارا یعنے خدا کا بھیجا ہوا ہوگا۔

	چونکہ آید او حکیم حاذق ست	صادقش دان کو امین و صادق ست
ترجمہ	وہ مسافر ہے بڑا حاذق حکیم	ہے امانت دار حق صادق۔ حکیم

شرح۔ خواب مین نظر آنیوالا بزرگ بادشاہ سے کہہ رہا ہے کہ کل جو ایک مسافر تیرے پاس آئیگا وہ کوئی معمولی مسافر یا سائل نہین ہے بلکہ حاذق اور دانا حکیم ہے جو کچھ وہ کہیگا سچ ہوکر رہیگا۔ کیونکہ وہ امین ہے طبیبان مدعی کی طرح خیانت پیشہ نہین ہے۔ چونکہ بادشاہ طبیبان مدعی سے بدظن اور کنیزک کی صحت سے مایوس ہوگیا تھا اسلیے اس بزرگ نے خواب مین اُس طبیب غیبی کی تعریف کی تاکہ بادشاہ معالجۂ کنیزک کے لیے اُس سے رجوع کرے اور اُسے طبیبان مدعی کے زمرہ مین سے نہ سمجھے۔ کیونکہ دودھ کا جلا چھاچھ کو پھونک پھونک کر پیتا ہے۔

	در علاجش سحر مطلق را ببین		در مزاجش قدرت حق را ببین
ترجمہ	سحر مطلق ہے علاج اُس شخص کا		قدرت حق ہے مزاج اُس شخص کا

شرح سحر یعنی جادو کی دو قسمین ہین **اول** سحر مقید۔ جو خاص خاص اجسام عنصریہ اور اجرام فلکیہ وغیرہا کی تاثیر سے پیدا ہوتا ہے **دوم** سحر مطلق جو صرف اسمائے الٓہیہ کے اثر سے ہویدا ہوتا ہے اسکو **سحر حلال** بھی کہتے ہین اور **کرامت** بھی دوسرے مصرع مین **مزاج** بمعنے ذات سے الہام ربانی مراد ہے۔ جو بالصیغہ اسم فاعل مُظہر **افعال** ہے۔ اور یہ پہلے ہی معلوم ہوچکا ہے کہ انسان کامل کے تمام افعال حق کیطرف منسوب ہین کیونکہ حدیث قدسی کے یہ الفاظ ہین **لَایَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعَہٗ وَبَصَرَہٗ وَیَدَہٗ وَلِسَانَہٗ فَبِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ وَبِیْ یَبْطِشُ وَبِیْ یَنْطِقُ** (یعنی اللہ تعالے فرماتا ہے کہ جب کوئی بندہ میرا مقرب ہو جاتا ہے تو مین اُسکو اپنا دوست بنالیتا ہون اور جسوقت مینے دوست بنالیا تو مین اُسکی سماعت۔ بصارت۔ ہاتھ اور زبان بنجاتا ہون۔ وہ میرے ہی سماعت سے سُنتا ہے اور میری ہی بصارت سے دیکھتا ہے اور میرے ہی ہاتھہ سے پکڑتا ہے اور میری ہی زبان سے بولتا ہے) اس تمہید کے بعد شعر کا یہ مطلب ہوا کہ اے بادشاہ تو اُسکے علاج میں تاثیرات اسماے الٓہی دیکھے گا جو ہر مرض کی دوا ہین اور کنیزک کے تندرست ہونے مین تجھے اُسکی کرامت دکھائی دیگی۔ جو فی الواقع باعث حیرت ہوگی۔ اور اُسکی ذات مین قدرت حق نظر آئیگی۔ کہ کیونکر در پردۂ طبابت اپنا کام کر رہی ہے

	خفتہ بود آن خواب دید آگاہ شد		گشتہ مملوکِ کنیزک شاہ شد
ترجمہ	دیکھکر یہ خواب شاہِ دوستکام		جاگ اُٹھا بنکر کنیزک کا غلام

شرح لفظ **آگاہ** سے مراد بیدار ہے۔ اور **گشتن** کے دو معنے ہین رہونا اور پہرنا چنانچہ مولانا ایک جگہ مثنوی مین فرماتے ہین **ع** چون از وگشتی ہمہ چیز از تو گشت ✤ چون از وگشتی ہر چیز از تو گشت ✤ یعنے جب تو خدا کا ہوگیا تمام چیزیں تیری ہوگئین اور جب اُس سے پہر گیا ساری چیزیں تجھسے پہر گئین لفظ **شد** جو دوسرے مصرع کے آخر مین ہے لفظ **گشتہ** کی تفسیر ہے یعنے یہ بتا رہا ہے کہ یہان **گشتہ** بمعنے **شد** ہے **برگشتہ** کے معنوں مین نہیں اسلیے لفظ **شد** زائد سمجھا جائیگا جسکو معنوں سے کچھہ غرض نہین۔ اور خلاصہ مصرع یہ ہوگا کہ **شاہ مملوک کنیزک گشت** یعنے جب خواب سے آنکھہ کھلی تو مژدہ صحت کے باعث اسقدر خوش ہوا کہ کنیزک کا غلام بنگیا۔ یعنی بادشاہ کی طبیعت جو بیماری کے سبب ہٹ گئی تھی پہر کنیزک پر مائل ہوگئی یا یہ معنے ہیں کہ بادشاہ خواب دیکھکر اسطرح چونک پڑا گویا کنیزک کا غلام تھا اور یہ قاعدہ ہے کہ غلام آقا کے خوف سے سوتے سوتے چونک پڑتے ہین۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ **گشتہ** بمعنے **شد** ہو اور شد اپنے معنوں میں رہے یعنے بادشاہ جو کنیزک کا غلام بنا ہوا تھا اس بشارت پہر بادشاہ ہوگیا مطلب یہ کہ اُسکی بیماری کے سبب جو امور سلطنت کی طرف سے بادشاہ کی طبیعت مین سُستی اور بے پروائی آگئی تھی وہ جاتی رہی بعض قلمی نسخون مین **گشتہ مملوک و کنیزک شاہ شد** عطف کے

ساتھ ہے اسصورت مین مطلب یہ ہے کہ خواب کی صداقت پر یقین کرکے بادشاہ مملوک یعنے عاشق ہوگیا اور کنیزک بادشاہ یعنے معشوق بنگئی اور بادشاہ کے دل میں وہی عشق پیدا ہوگیا جو کنیزک کی بیماری سے پہلے تہا۔

چون رسید آن وعدہ گاہ و روز شد — آفتاب از شرق اختر سوز شد

ترجمہ: جب ہوا وہ وقت اور آئی سحر — ہوگیا مشرق سے سورج جلوہ گر

بود اندر منظرہ شہ منتظر — تا ببیند آنچہ بنمودند سر

ترجمہ: تہا جہروکون مین سمت دین منتظر — تاعیان شب کی بشارت کا ہو سر

شرح- منظرہ بمعنے جائے نظر دریچۂ بلند سیرگاہ- جہروکا جو شاہی محلوںمین ضرور ہوتا ہے۔

دید شخصے کاملے پر مایۂ — آفتابے درمیان سایۂ

ترجمہ: شخص کامل شاہ کو آیا نظر — ابر مین سورج تہا گویا مستتر

شرح یعنے صبح اُٹھکر بادشاہ نے اُسی کامل اور پرمایہ شخص کو دیکہا جسکی بشارت خواب مین ہوگئی تہی۔ مایہ سے حکمت الٰہی اور کرامت مراد ہے۔ اور دوسرے مصرع کے دو معنے ہوسکتے ہیں **اول** یہ کہ **آفتاب** سے آفتابِ فلکی (سورج) اور سایہ سے ابر مراد ہو۔ یعنے بادشاہ نے دور سے اُس شخصکو اسطرح دیکہا جسطرح کوئی آفتاب کو ابر مین دیکہتا ہے ایسی حالت مین گو آفتاب تو نظر نہین آتا مگر ابر مین سے اُسکے انوار کی جہلک ضرور دکہائی دیتی ہے علےٰ ہذا القیاس وہ شخص فاصلہ کے سبب گو بادشاہ کو ابہی اچہی طرح نظر نہین آیا تہا مگر اُسکے نور کا جلوہ دور سے محسوس ہو رہا تہا۔
دوم یہ کہ **آفتاب** سے احدیت ذات حق مع اسما و صفات اور سایہ سے تعین خاص (یعنی طبیب حاذق) مراد ہے یعنے وہ طبیب حاذق کوئی انسان نہ تہا بلکہ اس تعین خاص میں احدیت ذات مع اسما و صفات جلوہ گر تہی۔ کیونکہ وہ مقامِ فنا فی اللہ اور بقا باللہ طے کیے ہوے تہا۔ آیندہ شعر اسی دوسرے معنے کی تائید کرتا ہے۔

میرسید از دور مانند ہلال — نیست بود و ہست بر شکل خیال

ترجمہ: تہا نمایان دور سے شکل ہلال — نیستی ہستی مین مانند خیال

شرح چونکہ بادشاہ اُسکا منتظر اور اُسکی ملاقات کا شایق تہا اسلیے آنے والے کو ہلال سے تشبیہ دیگئی یا یہ کہ وہ کثرت ریاضت کے باعث لاغر اندام تہا اسلیے ہلال کہا۔ یا یہ کہ جسطرح ہلال کی روشنی رفتہ رفتہ بڑہتی ہے اسیطرح جسقدر وہ بادشاہ کے قریب ہوتا جاتا تہا اسکے انوار کی جہلک زیادہ ہوتی جاتی تہی۔ اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ طبیب غیبی باعتبار فنا فی اللہ نیست تہا اور باعتبار بقا باللہ ہست تہا۔ یا یہ کہیے کہ باعتبار ترک وجود عارضی فنا فی الذات تہا اسلیے نیست تہا مگر چونکہ طبابت کے لئے **ظل بشریت** میں آگیا تہا اسلیے ہست تہا اس ہستی و نیستی کی مثال خیال ہے کہ خیال کرنے والے کے نزدیک تو اُسکا وجود ہوتا ہے۔ مگر فی الواقع کچہ بہی نہین ہوتا۔

	نیست وش باشد خیال اندر جہان		تو جہانے بر خیالے بین روان
ترجمہ	نیست ہین بالکل خیالات جہان		ہے جہان نقشِ خیالی پر روان

شرح یہ شعر بطور نصیحت مولانا کا مقولہ ہے۔ یعنے اے مخاطب خیال عالم موجودات مین کالعدم ہے مگر افسوس سارا جہان اسی خیال پر جو سونے والے کے خواب کے برابر ہے کاربند ہو رہا ہے اور ہر شخص ذات باقی کو چھوڑ کر اپنے اپنے خیالات کا عاشق ہو رہا ہے حالانکہ تمام خیالات فانی ہین اس صورت مین روان بمعنے رونده ہے بعض نسخون مین پر خیالی بھی دیکھا گیا ہے یعنے اے مخاطب اچھی طرح دیکھ سارا جہان خیال سے پر ہے ایسا ایک بھی نہ نکلیگا جو فانی خیالات کے عشق سے خالی ہو اسصورت مین روان زود اور فی الحال کے معنون مین ہے۔

	بر خیالے صلح شان و جنگ شان		بر خیالے نام شان و ننگ شان
ترجمہ	اُنکی صلح و جنگ ہے بالکل خیال		اور نام و ننگ ہے بالکل خیال

شرح یعنے اہل عالم کے تمام معاملات خیال پر مبنی ہین کبھی کسی چیز کو برا خیال کرکے آپسمین لڑ مرے اور کبھی اچھا جانکر صلح کر لی۔ اُنکے خیال مین دنیا کی ناموری بہت اچھی ہے اسلیے اُسکے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہین۔ اور فقیری و مسکینی برے اوصاف ہین اسلیے اُسکو باعث ننگ و عار جانتے ہین **فائدہ** خیال کئی معنون مین مستعمل ہے **اول** دلمین کسی صورت کا تصور کرنا خواہ وہ صورت جسمی ہو یا معنوی **دوم** وہ چیز جو خواب مین نظر آتی ہے **سوم** وہ صورت جو کھیتون مین جانورون کے ڈرانے کے لیے نصب کیجاتی ہے **چہارم** عالم مثال جسکو عالم برزخ بھی کہتے ہین اور جو عالم ارواح و عالم اجسام کے مابین ہے۔ گزشتہ شعر و نیز خیال کے دوسرے معنے لیے گئے ہین۔

	آن خیالاتے کہ دامِ اولیاست		عکس مہرویانِ بستانِ خداست
ترجمہ	جن خیالون مین پھنسے ہین اولیا		ہین وہ بالکل عکسِ علمِ انبیا

شرح دامِ اولیا کی اضافت لامی ہے یعنے برائے اولیا عکس بمعنے پر تو مہرویان سے صور علمیہ یا اسرار معرفت اور بستان خدا سے انبیا علیہم السلام یا جذبات الٰہی مراد ہین۔ یہ شعر گویا ایک سوال مخفی کا جواب ہے معترض یہ شبہ کرتا تھا کہ اولیاء اللہ کے حالات بھی تو خیالات ہی پر مبنی ہین کیونکہ تصوف خیالات کے پاک و صاف کرنیکا نام ہے اور جبکہ خیالات کالعدم اور بمنزلہ خواب ٹھیرے تو اولیاء اللہ اور عام لوگون کے خیالات مین کیا فرق ہوا۔ مولانا اسکے جواب مین فرماتے ہین کہ وہ خیالات جنہون نے اولیاء اللہ کو دامِ عشق حقیقی مین پھنسا دیا ہے انبیا علیہم السلام کی صور علمیہ یا جذبات الٰہی کے اسرار کا پر تو ہین اسلیے کہ اولیاء جذبات الٰہی اور انبیا علیہم السلام کے تابع ہین اُنکو عشق حقیقی اسی رستہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اسرار معرفت خیالی باتین نہین ہین۔ ایک بڑے ولی کا قول ہے

گر بچشم عاشقان بینی جمالِ خویشتن ہمچو من آشفتہ گردی در خیالِ خویشتن

	آن خیالے را کہ شہ در خواب دید	در رخ مہمان ہمی آمد پدید
ترجمہ	شاہ نے جو خواب مین دیکھے تھے شب	تھے رُخ مہمان مین وہ آثار سب

شرح۔ تصورات خیالی یعنے خواب کی دو قسمین ہین۔ خلاف واقع۔ اور مطابق واقع۔ پہلا خیال ایسا ہے جیسا بلّی کے خواب مین چھیچھڑے البتہ دوسرے خیال کا نام کشف ہے چنانچہ آیۂ کریمہ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوْلَہُ الرُّؤْیَا بِالْحَقِّ (بالتحقیق خدا نے اپنے رسول کا خواب سچا کر دیا) سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فتح مکہ سے پہلے مسجد حرام مین داخل ہونے اور ارکان حج ادا کرنیکے متعلق جو خواب دیکھا تھا وہ مطابق واقع یعنے کشف تھا۔ اس تمہید کے بعد شعر کا یہ مطلب ہے کہ بادشاہ نے خواب مین جو کچھ دیکھا تھا وہ طبیب غیبی کی ذات مین موجود تہا اس سے ظاہر ہے کہ بادشاہ کا خواب کشف تہا۔

	نور حق ظاہر بود اندر ولی	نیک بین باشی اگر اہل دلی
ترجمہ	اولیا مین نور حق ہے بالیقین	دیکھہ سکتا ہے مگر ہر نیک بین

شرح یعنے ولی کامل فنا فی اللہ اور بقا باللہ کا مرتبہ حاصل کرنیکے بعد آئینہ ذات حق بنجاتا ہے۔ مگر ذات ولی مین نور حق اُسی باطنی آنکھہ والے کو نظر آتا ہے جسپر غفلت کا پردہ نہ پڑا ہو۔

	آن ولیِّ حق کہ پیدا شد ز دور	از سراپایش ہمین میریخت نور
ترجمہ	نور چشم شاہ تھا جب دور تھا	پاس جب آیا سراپا نور تھا
	شہ بجای حاجبان در پیش رفت	پیش آن مہمان غیب خویش رفت
ترجمہ	شہ نے کی تعظیم دربان کی طرح	دیکھکر مرغوب مہمان کی طرح

شرح بادشاہ کا دربانونکیطرح استقبال کو جانا اُسکے ادب کو ظاہر کر رہا ہے جسکا بیان آیندہ آنیوالا ہے بعض نسخون مین درپیش رفت کی جگہ فاپیش رفت دیکھا گیا ہے فاپیش لغت مین بمعنے فراپیش ہے مراد وہی مہمان کا استقبال ہے جو بادشاہ نے خلوص دل سے کیا تہا۔

	ضیف غیبی را چو استقبال کرد	چون شکر گوئی کہ پیوست او بورد
ترجمہ	کر کے استقبال شاہ باخبر	یون ملا مہمان سے جیسے گلشکر

شرح یعنے بادشاہ طبیب غیبی سے بڑی خندہ پیشانی اور شیرین زبانی کے ساتہ ملا اس ملاقات کی مثال شکر اور ورد کی ہے کہ دونو باہم ملکر یکجان ہو جاتے ہین نکتہ اسمین یہ اشارہ ہے کہ طبیب غیبی نے ملتے ہی بادشاہ کو جذبات الٰہی کیطرف کھینچکر اپنا سا کر لیا یعنے بحر وحدت مین غرق کر دیا جسطرح شکر اور ورد کے ملنے سے دوئی جاتی رہتی ہے۔ اور دونون کا ایک نام (گلقند) ہو جاتا ہے اسیطرح اُن دونون سے دوئی غائب ہو گئی۔ اور ایک جان دو قالب بنگئے چنانچہ

آیندہ شعر بھی معنون کی تائید کر رہا ہے۔

ہر دو بحرے آشنا آموختہ — ہر دو جان بے دوختن بر دوختہ

ترجمہ: ہر دو دریائے مطالب مل گئے — بنکے یک جان و دو قالب مل گئے

شرح۔ آشنا بمعنے شناو شناوری دونو طرح مستعمل ہے۔ یہان دوسرے معنے (مصدری) مراد ہین یعنی طبیب اور بادشاہ گویا شناوری سیکھے ہوے دو دریا تھے بادشاہ دریائے علوم ظاہری تھا اور طبیب دریائے علوم باطنی مگر چونکہ شناوری (تیراکی) سیکھے ہوے تھے دونو ملکر ایک ہو گئے۔ یا یہ معنے ہین کہ اُن دونون کی روحین بلا ارتباط ظاہری چونکہ باہم مربوط ازل اور ایکدوسرے کی دوست تھین اسلیے عالم ظاہری مین ملتی ہے ایک کی ایک ہو گئین۔ حدیث شریف موجود ہے **اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَۃٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْہَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاکَرَ مِنْہَا اخْتَلَفَ** (یعنے روحین محفوظ لشکرون کی مانند ہین اور لشکر والون کا قاعدہ ہے کہ جسکو پہچان لیتے ہین اُس سے ملجاتے ہین اور جسکو نہین پہچانتے اُس سے الگ رہتے ہین) ہر دو جان مین اضافت مقلوب ہے یعنے چونکہ دونون کی روحین بلا ارتباط ظاہری ازل مین مربوط تھین اسلیے عالم ظاہری مین بھی ملگئین۔

آن یکے چون تشنہ وان دیگر چو آب — آن یکے مخمور وان دیگر شراب

ترجمہ: ایک پیاسا دوسرا مانند آب — ایک مےکش دوسرا شکل شراب

شرح۔ بادشاہ گویا پیاسا یا مخمور تھا اور طبیب غیبی پانی۔ یا شراب یعنے جسطرح پیاسے کو پانی کی چاہت اور مخمور کو شراب کی محبت ہوتی ہے اسیطرح بادشاہ کو طبیب کی محبت ہو گئی۔ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ لوگون پر اہل اللہ سے دلی محبت رکھنی فرض ہے۔ یا طبیب غیبی کو پیاسا اور مخمور اور بادشاہ کو پانی اور شراب کہا گیا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ اہل اللہ سالکان راہِ خدا کے خواہان ہوا کرتے ہین جسطرح پیاسا پانی کا جویان ہوتا ہے۔ یا یہ سمجھیے کہ دونو ایک دوسرے کے حق مین پیاسے اور ایک دوسرے کے حق مین پانی کا حکم رکھتے تھے۔ اسصورت مین یہ شعر اُن دونون کی باہمی اتحاد کی تمثیل ہے۔ آیندہ شعر پہلے معنون کی تائید کر رہا ہے

گفت معشوقم تو بودستے نہ آن — لیک کار از صبر خیزد در جہان

ترجمہ: شہ نے فرمایا کہ تو محبوب ہے — صبر لیکن کام مین مطلوب ہے

شرح یعنے بادشاہ نے حسن عقیدت اور غایت ارادت کے باعث یہ کہا کہ اے حکیم حاذق کنیزک میری معشوق نہین بلکہ مطلوب دلی تو ہے۔ لیکن دنیا عالم اسباب ہے یہان بات مین سے بات پیدا ہوتی ہے صبر کیئے بغیر مطلوب حاصل نہین ہو سکتا۔ یہان کا ہر کام دیر طلب ہے۔ اگر مین کنیزک پر عاشق نہوتا تو تجھ جیسے کامل شخص سے ہرگز ملاقات نصیب نہوتی اس شعر مین اشارہ ہے کہ طالب مرشد کامل پر سچا عقیدہ رکھے اور مرشد کے روبرو اپنے تمام اقوال و

افعال مین ادب ولحاظ کو ہاتھ سے نجانے دے

اے مرا چون مصطفیٰ من چون عمر	از برائے خدمتت بندم کمر
ترجمہ تو برنگ مصطفیٰ مین ہون عمر	باندھ لی ہے تیری خدمت کو کمر

شرح۔ یہ شعر بھی بادشاہ کا مقولہ ہے۔ یعنے اے طبیب غیبی اور مرشد کامل تو حسب مضمون حدیث اَلعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ (علماء پیغمبرون کے وارث ہین) مصطفیٰ کا قایم مقام ہے اور مین باعتبار حسن ارادت وفرمانبری گویا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قائم مقام ہون۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تخصیص اسلیے ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبری مین بزمرۂ دیگر صحابہ بہت مشہور تھے۔ بعض محققین نے تخصیص عمرؓ کی یہ وجہ بھی لکھی ہے کہ ہر قطب زمان اور امام عالم کے دو وزیر ہوتے ہین۔ ایک دہنی طرف کا دوسرا بائین طرف کا چنانچہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے بھی دو وزیر تھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وزیر یمین اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ وزیر یسار۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ قطب زمان اور امام عالم ہوے۔ اور حضرت عمرؓ وزیر یمین بنے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وزیر یسار۔ علے ہذا القیاس یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہیگا۔ اس صورت مین ممکن ہے کہ طبیب غیبی قطب زمان ہو۔ اور بادشاہ وزیر یسار ہو۔ کیونکہ اُسنے اپنے آپ کو حضرت عمر کا قایم مقام کہا ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

درخواستن توفیق رعایت ادب و وخامت بے ادبی

ترجمہ خدا سے توفیق رعایت ادب کی درخواست اور بے ادبی کی برائی

شرح۔ چونکہ بادشاہ طبیب غیبی کی تعظیم وادب کے سبب اپنے مطلوب پر کامیاب ہوگیا تھا۔ اسلیے مولانا ادب کی خوبیان اور بے ادبی کی مذمت بیان فرماتے ہین اور تمام سالکان راہ معرفت کے لیے اللہ تعالےٰ سے ادب کی توفیق چاہتے ہین۔

از خدا خواہیم توفیق ادب	بے ادب محروم ماند از لطف رب
ترجمہ حق سے ہین ہم سائل شان ادب	بے ادب سے دور رہتی ہے لطف رب

شرح۔ **ادب**۔ حد ہر چیز کی نگاہداشت۔ اور دانش اور طور پسندیدہ کو کہتے ہین۔ نیز علوم عربیہ (صرف نحو وغیرہ) کا نام بھی ادب ہے لیکن یہان پہلے معنے مراد ہین۔ صوفیہ کے نزدیک۔ ادب کی کئی قسمین ہین (اول) **ادب شریعت** یعنے حدود شرع شریف پر قایم رہنا (دوم) **ادب خدمت** یعنے بندہ کا خدا کی محکوم کا حاکم کی۔ غلام کا مولی کی اولاد کا مان باپ کی خدمت مین مبالغہ کرنا (سوم) **ادب طریقت**۔ مثلاً طہارت دل۔ اور حفظ اوقات اور وفائے عہد۔ اور مراعات اسرار۔ اسکا نام ادب خواص بھی ہے (چہارم) **ادب معرفت** یعنے اپنے اور حقیقت

و تعالیٰ کے حقوق مین امتیاز کرنا۔ اسکو ادبِ حق بھی کہتے ہین۔ یہ ادب خصوصیت کیساتھ اولیاءاللہ کا حصہ ہے۔
سالک پر سب سے پہلے یہ فرض ہے کہ **ادب شریعت** کا پابند رہے ورنہ ادب طریقت و معرفت سے ضرور محروم رہیگا کیونکہ جتنے ادب کے مرتبۂ اول (ادب شریعت) کو چھوڑ دیا وہ دیگر مراتب پر کیونکر ترقی کرسکتا ہے مصرع ثانی کا یہی مطلب ہے کہ جو شخص ادب شریعت نہ کریگا۔ وہ **لطفِ رب** (یعنے ادب طریقت و معرفت) سے محروم رہیگا۔

	بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد	**بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد**
ترجمہ۔	بے ادب تنہا نہین ہے آپ خوار	بلکہ عالم سوز ہے وہ نابکار

شرح یعنے بے ادب کی برائی اُسی کی ذات تک نہین رہتی بلکہ مخلوق کو بھی ضرر پہنچاتی ہے چنانچہ آیندہ شعرون مین اس مضمون کی چند مثالین مفصل طور پر بیان کی گئین ہین۔

	مائدہ از آسمان در میرسید	**بے شرا و بیع بے گفت و شنید**
ترجمہ	آسمان سے آرہا تھا مائدہ	بے مشقت تھا سراسر فائدہ

شرح۔ یہان مائدہ سے **من وسلوی** مراد ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم (بنی اسرائیل) پر اُترتا تھا اور جسکی نسبت یہ آیت ہے **وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى** (ہمنے ابر کو اُنکا سائبان بنایا اور اُنپر منّ وسلوی اُتارا) منّ ترنجبین۔ یا شہد۔ یا شیرخشت کی قسم مین سے کوئی میٹھی چیز ہوتی ہے اور سلوی ایک پرند کا نام ہے جسکو عربی مین **سمانے** اور ہندی مین بٹیر کہتے ہین حضرت موسیٰ کی قوم پر کھانے کے لیے ترنجبین اور بھنی ہوئی بٹیرین نازل ہوتی تہین۔ یعنے میٹھا سلونا دونو کھانے آتے تھے اس من وسلوی کے نازل ہونیکا باعث یہ تھا کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے عرض کیا تھا کہ ہم اگر معاش سے بے فکر ہو جائین تو دل لگاکر خدا کی عبادت کرین چنانچہ حضرت موسیٰؑ نے دعا کی اور اُنکی دعا قبول ہوگئی۔ من وسلوی آسمان سے اُترنے لگا اور وہ ایک عرصہ تک کھاتے رہے مگر بعض بے ادبون کے سبب وہ نعمت تمام قوم سے چھن گئی جسکا بیان آیندہ شعر مین ہے

	درمیان قوم موسیٰ چند کس	**بے ادب گفتند کو سیر و عدس**
ترجمہ	قوم موسیٰ مین سے تھے جو بے شعور	مانگ بیٹھے ہے کہان لہسن مسور

شرح لفظ **بے ادب** لفظ **چند کس** کا بدل ہے اور اس شعر مین اس آیت کی طرف اشارہ ہے **وَإِذْ قُلْتُمْ يٰمُوسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ** الی آخرہ یعنے بعض بے ادبون نے حضرت موسیٰ سے یہ کہا کہ ہم روز کے روز ایک طرح کے کھانے (من وسلوی) پر صبر نہین کرسکتے تو اپنے خدا سے دعا کر کہ ہمارے لیے زمین مین سے ساگ پات اور کھیرا ککڑی اور گیہون اور مسور اور لہسن پیاز پیدا کرے (بے ادبونکا یہ قول ترک ادب **طریقت**

تہا یعنے عدم مراعات اسرار الٰہی۔ وہ اُس بھید کو ہر گز نہ سمجھہ سکے جو منّ وسلوی کے نازل کرنے مین تہا اُنھون نے ایسی نعمت کو جو خدا کیطرف سے گہر بیٹھے ملتی تہی لہسن پیاز کے مقابلہ مین حقیر سمجہا اسلیے من وسلوی منقطع ہوگیا۔

	منقطع شد خوان ونان از آسمان	ماند رنج زرع وبیل ودا سمان
ترجمہ	ہوگیا موقوف خوان آسمان	رہگیا محنت مشقت مین جہان

شرح۔ خوان ونان سے وہی منّ وسلوی مراد ہے جسکا ذکر ہوچکا۔ بیل بمعنے بیلچہ ہے اور داسمان بمعنے درانتی یعنے من وسلوی کا اُترنا موقوف ہوگیا اور بونے جوتنے کہیت کہاد بیلچے درانتی اور بینے پکانے کی محنت لوگونپر باقی رہگئی کیونکہ جب بعض بے ادبون نے منّ وسلوی کو حقیر سمجہکر گیہون مسور اور لہسن پیاز وغیرہ مانگے تو اللہ تعالے کا یہ حکم ہوا اِهْبِطُوا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ (اے بنی اسرائیل تم شہر مین چلے جاؤ۔ وہان تمکو جو تمنے مانگا ہے وہ ملجائیگا) چنانچہ وہ سب شہر مین چلے گئے۔ اور محنت مزدوری کرنے لگے پیٹ بھرنے کے لیے کھیت کیا اور کدال پہاوڑے کی مشقت اُٹہانی پڑی۔ آیت کریمہ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ کے یہی معنے ہین کہ اُنپر ذلت اور محتاجی کی مار پڑی۔ اسمین بے ادب اور بد لوگون کے ساتہ نیکون کی بہی شامت آگئی۔ یہ ظاہر ہے کہ گستاخی چند آدمیون نے کی تہی مگر اُنکے گناہ مین بے قصور بہی پکڑے گئے۔ عذاب الٰہی کا یہی قاعدہ ہے کہ جب نازل ہوتا ہے تو نیک وبد سب کو سنگوا لیتا ہے اس سے بلکہ آتش دہہ آفاق زد کے معنے بالکل واضح ہوگئے

	باز عیسے چون شفاعت کرد حق	خوان فرستاد وغنیمت بر طبق
ترجمہ	پہر سفارش حضرت عیسے نے کی	نعمت حق غیب سے آنے لگی

شرح یہ اُس قصہ کی طرف اشارہ ہے جو سورۂ مائدہ مین ہے وَاِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (یعنے جب حواریون نے عیسٰی سے یہ کہا کہ کیا تیرا خدا اتنی طاقت رکھتا ہے کہ ہمپر آسمان سے کہانے کا خوان نازل کرسکے تو عیسٰے نے یہ جواب دیا کہ اگر تم ایمان دار ہو تو خدا سے ڈرو) کیونکہ ایسا سوال کرنا بے ادبی مین داخل ہے۔ گویا تم خدا کا امتحان لیتے ہو۔ حالانکہ مخلوق خالق کا امتحان نہین لے سکتی۔ لیکن حواریون نے پہر اصرار کیا اور یہ کہا کہ ہم خدا کا امتحان لینا نہین چاہتے بلکہ اس سے یہ غرض ہے کہ ہم معاش سے فارغ ہوجائین اور اطمینان سے خدا کی عبادت کرین اور اے عیسے تیری صداقت ہمپر اچہی طرح ظاہر ہوجاے۔ یہ سُنکر حضرت عیسٰے نے دعا کی اور آسمان سے کہانے کا خوان اُترنے لگا

	مائدہ از آسمان شد عائدہ	چونکہ گفت انزل علینا مائدہ
ترجمہ	آسمان سے پہر کے اُترا مائدہ	جب کہا انزل علینا مائدہ

شرح یعنے حضرت عیسٰے کی دعا سے پہر خوان اُترنے لگا جسمین پانچ روٹیان ایک مچہلی کچہ سرکہ۔ کچہ شہد۔ اور بعض کا بیان

ہوتی تھیں ایک روٹی پر روغن زیتون ہوتا تہا دوسری پر شہد تیسری پر روغن زرد۔ چوتھی پر پنیر پانچوین پر بھنا ہوا گوشت اور مچھلیاں
ہوتی تہین۔ اِن سے تمام قوم کا پیٹ بھر جاتا تہا اور سب چیزین اُسیطرح باقی رہتی تہین لفظ **عائدہ** کے یہ معنے نہین
کہ حضرت عیسےٰ کی قوم پر دوسری بار خوان اُترا تہا۔ بلکہ یہ معنے ہین کہ پہلے قوم موسیٰ پر نازل ہوا تہا پہر قوم عیسےٰ پر
یہ خوان برابر ایکمدت تک اُترتا رہا۔ پہر موقوف ہوگیا جسکی وجہ مولانا آیندہ شعرون مین بیان فرماتے ہین۔

	بازگستاخان ادب بگذاشتند	**چون گدایان زلّہا برداشتند**
ترجمہ	چھوڑ بیٹھے پہر ادب گستاخ کار	زلہ سنگوانے لگے غفلت شعار

شرح زلّہ بچا کھچا کہانا جو دسترخوان سے اُٹھا لیتے ہین یعنے قوم عیسےٰ کے بعض بے ادبون نے یہ ترک ادب کیا کہ حرص کے مارے فقیرون کی طرح آج کا بچا ہوا کہانا کل کے لیے اُٹھا کر رکہنے لگے خدا پر توکل نہ کیا اُسکی رزاقی سے بدظن ہوگئے۔ حالانکہ حضرت عیسےٰ نے خدا کے حکم سے اسکی ممانعت کردی تہی۔ اس ترک ادب کا نتیجہ یہ ہوا کہ خوان منقطع ہوگیا۔ اور غیبی ضیافت کا سامان بالکل اُٹھ گیا۔

	کرد عیسےٰ لابہ ایشان را کہ این	**دائم ست وگم نگردد از زمین**
ترجمہ	چاپلوسی سے مسیحا نے کہا	یہ زمین پر آب ہمیشہ کو رہا

شرح۔ یعنے جب بے ادب تنبیہ اور ممانعت سے باز نہ رہے تو حضرت عیسےٰ نے منت و سماجت سے سمجھایا کہ یہ خوان ہمیشہ نازل ہوتا رہیگا۔ تم خدا سے بدگمان نہو اور آج کا بچا ہوا کل کے لئے جمع نکرو۔ ورنہ اس ترک ادب سے خدا کا عذاب نازل ہوگا۔ لابہ تملق۔ چاپلوسی۔ خوشامد عجز و اخلاص کے معنون مین مستعمل ہے۔ بعض نسخون مین کم نگردد ہے

	بدگمانی کردن و حرص آوری	**کفر باشد نزد خوان مہتری**
ترجمہ	ہے یہ حرص و بدگمانی سخت عیب	یعنے ناشکری ہے نزد خوان غیب

شرح یعنے خدا سے بدگمانی کرنی اور حرص کے مارے آج کا کہانا کل کے لئے اُٹھا رکہنا کفران نعمت ہے۔ اس خوان الہی کے پاس بیٹھکر ایسا کفران تمہارے لیے باعث وبال ہے کفر سے کفران نعمت۔ اور **خوان مہتری** سے مائدہ مراد ہے جو آسمان سے نازل ہوتا تہا۔ یہ شعر حضرت عیسےٰ کا مقولہ ہے جو قوم کی نصیحت کے لیے تہا

	زان گدارویان نادیدہ ز آز	**آن در رحمت بر ایشان شد فراز**
ترجمہ	باعث حرص گدارویان چند	باب رحمت ہوگیا عالم سے بند

شرح گدارو اُس شخص کو کہتے ہین جسکے چہرے سے بھیک مانگنے کے آثار نمایان ہون یعنے صورت سوال اور **نادیدہ** یعنے مفلس و حریص جسکو اُردو کے محاورے مین نظر آیا اور ندیدہ بولتے ہین۔ چونکہ اُس قوم مین مانگنے کی عادت تہی اسلیے اُن کو گدارو اور ندیدہ کہا گیا اور بچے کھچے ٹکڑے جمع کرنیکا یہی سبب تہا کہ وہ

بھٹک سکتے تھے۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ اُن بعض بے ادبوں فقیروں اور مفلسوں کے سبب جو فی الواقع
فقیر نہ تھے کیونکہ اُنپر گھر بیٹھے مائدہ اُترتا تھا بلکہ حرص و طمع کے سبب فقیر تھے رحمت کا دروازہ ساری قوم پر بند
ہوگیا جسکی شرح آیندہ شعر مین ہے فراز بمعنے کشادہ شدہ و بستہ شدہ دونو طرح آیا ہے یہان دوسرے معنے مراد ہین

	نان و خوان از آسمان شد منقطع	بعد ازان زان خوان نشد کس منتفع
ترجمہ	آسمان سے پھر نہ اُترا مائدہ	پھر کسی کو بھی نہ پہنچا فائدہ

شرح حضرت عیسےٰ کی قوم کے بعض بے ادبون نے ٹکڑے جمع کرنے شروع کیے تھے جسکا نتیجہ یہ ہوا
کہ مائدہ منقطع ہوگیا۔ اور بدون کے سبب بیچارے نیک بھی اُس نعمت الٰہی سے محروم رہے۔ اللہ تعالےٰ
نے مائدہ نازل کرنے سے پہلے یہ وعدہ لیا تہا فمن یکفر بعد منکم فانی اعذبہ الٰے آخرہ یعنے جو شخص مائدہ
نازل ہونے کے بعد کفران نعمت کریگا تو مین اُسپر ایسا عذاب بھیجونگا جو جہان والون مین سے کسی پر نہ بھیجا ہوگا
چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ کفران نعمت کے سبب خوان اُترنا بند ہوگیا۔ اور نہی آدمی سور کی صورت مین مسخ کیے گئے۔ اور
طرح طرح کے عذابون مین مُبتلا ہوے شریرون اور بے ادبون کے باعث صالحین نے بھی تکلیفین اُٹھائین اور
نعمت الٰہی سے محروم رہے۔ حدیث شریف کا مضمون ہے کہ اگر بنی اسرائیل کے لوگ بے ادبی اور نافرمانی نہ کرتے
تو مائدہ قیامت تک آسمان سے نازل ہوتا رہتا کسیکو محنت مشقت اور پیسنے پکانے کی زحمت نہ اُٹھانی پڑتی۔ بلکہ آتش
در ہمہ آفاق زد کے معنے اب اور بھی اچھی طرح ظاہر ہو گئے۔ حضرت عیسیٰ کی قوم نے یہ ترک ادب شریعت
کیا تھا کہ خدا و رسول کا کہنا نہ مانا۔ اور ٹکڑے جمع کرنے لگے انجام کار بتلائے عذاب ہوے۔ آلٰہی تو تمام عالم کو ادب
کی توفیق دے اور اپنے عذاب سے اپنی پناہ مین رکھہ

	ابر ناید از پئے منع زکات	وز زنا اُفتد وبا اندر جہات
ترجمہ	ابر رُکتا ہے جو رُکتی ہے زکات	اور زنا سے ہے وبائے شش جہات

شرح۔ مال و دولت خدا کی امانت اور بہت بڑی نعمت ہے اسلیے مالدار و نپر فرض ہے کہ شکر نعمت ادا کرین اور
زکات نکالکر محتاجون کی دعائین لین۔ زکات نہ دینا کفران نعمت ہے اور اسکا نتیجہ یہ ہے کہ جسطرح بنی اسرائیل پر
کفران نعمت کے باعث مائدہ اُترنا موقوف ہوگیا تہا۔ اسیطرح زکات نہ دینے کے سبب ابر منقطع ہوجاتا ہے علی ہذا القیاس
زنا بھی کفران نعمت ہے۔ کیونکہ جب اللہ تعالےٰ نے حلال عورتین عنایت فرمائی ہین تو زنا کرنا گویا اس نعمت کو
حقیر سمجھنا ہے۔ یا یہ سمجھیے کہ وہ پانی جو انسان کے پیدا ہونیکا مادہ ہے خدا کی نعمت ہے اور اسکا حرام کے رستے
ضایع کردینا کفران نعمت ہے اس سبب سے اللہ تعالےٰ وبا نازل کرتا ہے اور ہزارون آدمی مرجاتے ہین
نکتہ زناکار چونکہ نطفہ کو ضایع کرکے انسانی پیدایش کو کم کردیتے ہین اسلیئے اللہ تعالےٰ کا عذاب اُنکے گناہ کے

مطابق آتا ہے - یعنے اللہ تعالے دبا بھیجکر آدمیون کو کم کر دیتا ہے اور یہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طفیل ہے کہ اس اُمت کی صورتین مسخ نہین ہوتین - مذکورۂ بالا دونون گناہون مین ترک ادب شریعت ہے کہ چند بے ادب مرتکب ہوتے ہین اور تمام مخلوق پر قحط اور وبا کی مصیبت آجاتی ہے -

	ہر چہ آید بر تو از ظلمات غم	آن ز بیباکی و گستاخی ست ہم
ترجمہ	تجھپہ چھا جاتے ہین جو ظلمات غم	تیری گستاخی ہے یہ اے پُر ستم

شرح یہ اُس آیت کی طرف اشارہ ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ - اللہ کسی قوم کی حالت کو نہین بدلتا جبتک قوم اپنی حالت کو خود نہ بدلے / یعنے عذاب الٰہی اُسیوقت نازل ہوتا ہے جبکہ نیکیان چھوڑکر عذاب کے لایق گناہ کیے جاتے ہین - اور ترک ادب شریعت ہوتا ہے یہ شعر اس آیت کا ترجمہ بھی ہوسکتا ہے مَا اَصَابَکُمْ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ (یعنے جو مصیبت تمپر پڑتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھون کی کمائی ہوئی ہے

	ہر کہ گستاخی کند در راہِ دوست	رہزن مردان شد و نامرد اوست
ترجمہ	راہِ حق مین جو کہ ہے گستاخ کار	رہزن مردان ہے نامردی شعار

شرح - راہِ دوست سے مرضی الٰہی مراد ہے اور گستاخی کرنے سے اُسکے احکام پر عمل نہ کرنا مقصود ہے گستاخ کو رہزن مردان اسلیے کہا کہ اُسکے سبب نیک لوگ بھی (جو مردان خدا ہین) بلاؤن مین مبتلا ہو جاتے ہین اور گستاخ آدمی کو نامرد کہنے کا باعث ظاہر ہے کیونکہ جو شخص احکام الٰہی کا مطیع نہین ہے وہ گویا سُست ہے خدا کے کام سے جی چراتا ہے - اور کام سے جی چرانا نامردونکا شیوہ ہے -

	از ادب پر نور گشتہ این فلک	وز ادب معصوم و پاک آمد ملک
ترجمہ	ہان ادب ہی سے ہین نورانی فلک	پاک ادب ہی کی بدولت ہین ملک

شرح یعنے آسمان ادب خدمت کے سبب (کہ خدا کے حکم سے بلا ستون قایم ہے اور اُسیکے حکم سے گردش کرتا ہے) چاند سورج اور ستارون سے منور کیا گیا ہے - یا یہ نور یعنے فرشتون کی رہنے کی جگہ ہے - بخلاف زمین کے اگرچہ یہ بھی خدا کے حکم سے قایم ہے مگر بے ادب ہے کیونکہ انسان جو خلیفۂ الٰہی ہوکر تمام مخلوقات سے زیادہ نافرمان ہے اسی زمین یعنے خاک سے پیدا ہوا ہے - اسلیے زمین کو پستی اور ظلمت دیگئی اور آسمان کو رفعت اور نور عطا ہوا - یہ بھی ممکن ہے کہ نور سے عرفان اور فلک سے عارف کا دل مراد ہو - دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ فرشتے ادب خدمت کے باعث معصوم اور پاک ہین یہ اُس آیت کی طرف اشارہ ہے لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَا اَمَرَہُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ (یعنے فرشتے خدا کے حکم کی نافرمانی نہین کرتے بلکہ وہی کرتے ہین جو اُنکو حکم ہوتا ہے) یا فرشتونکا معصوم ہونا اس آیت سے نکلتا ہے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ (جب ہمنے فرشتون کو آدم

کے لیے سجدہ کرنیکا حکم دیا تو سوائے شیطان کے سب سجدے مین گر پڑے ۔ اسی لیے فرشتے معصوم رہے
اور شیطان راندۂ درگاہ ہوگیا۔

	بُد ز گستاخی کسوف آفتاب	شد عزازیلے ز جرأت رو باب
ترجمہ	ہے گناہون سے کسوف آفتاب	اور گستاخی سے شیطان رو باب

شرح علم ہیئت مین کسوف و خسوف (سورج گہن اور چاند گہن) کی یہ وجہ لکھی ہے کہ چاند کا نور آفتاب کے انعکاس
سے ہے اور انعکاس مقابلے پر منحصر ہے جسقدر باہم مقابلہ ہوگا اُسیقدر انعکاس اور چاند مین نور ہوگا۔ اسی لیے
جب چاند اور سورج کے مابین معمولی گردش کے سبب زمین حائل ہوجاتی ہے تو انعکاس جاتا رہتا ہے اور چاند
گہن ہوجاتا ہے۔ پھر اُن دونون مین جسقدر فاصلہ ہوتا جاتا ہے اُسیقدر مقابلے اور انعکاس کے باعث چاند
کا نور بڑھتا جاتا ہے۔ اور سورج گہن کا یہ سبب ہے کہ معمولی گردش کے سبب چاند سورج کے سامنے آجاتا ہے
چونکہ چاند مین ذاتی نور نہین ہے اسلیے باہم اجتماع اور چاند کے آڑے آنے سے سورج کی روشنی نظرون تک
نہین پہنچتی۔ اسی کا نام سورج گہن ہے۔ علم الافلاک کے جاننے والون کا قول ہے کہ سورج اور چاند کا اجتماع
اٹھائیسوین تاریخ قمری پر منحصر ہے اسلیئے سورج گہن جب کبھی ہوگا اٹھائیسوین کو ہوگا لیکن حدیث شریف سے اسکے
خلاف ثابت ہوا ہے کیونکہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ (ابراہیم) کی وفات کے دن سورج گہن ہوا
تہا۔ حالانکہ اُس دن آٹھوین یا دسوین تاریخ تہی۔ بہرحال بعض شارحین نے شعر کا مطلب یہ لکھا ہے کہ آفتاب اپنی ہی
گستاخی کے سبب گہن مین آتا ہے اور آفتاب کی گستاخی یہ ہے کہ جب وہ دائرہ تقاطع پر پہنچتا ہے تو چاند گہن ہوجاتا
ہے تو گویا آفتاب کا دائرہ تقاطع پر پہنچنا اور چاند کا نور چھین لینا گستاخی ہے اسکی سزا یہ ملتی ہے کہ خود آفتاب
بھی گہن کی بلا مین مبتلا ہوکر اپنا نور کھو بیٹھتا ہے۔ مگر یہ معنے بالکل غلط ہین کیونکہ آفتاب ایک تو حکم الٰہی کا پابند
دوسرے غیر مکلف پھر گستاخی کے کیا معنے ہوے۔ نیز بعض شارحین نے آفتاب کی گستاخی کے یہ معنے لکھے ہین
کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ ننگے بدن بیٹھے اپنی چادر سی رہے تھے۔ دہوپ کی شدت سے آپ کو تکلیف
ہوئی اور آپ نے آفتاب کیجانب نگاہ کی اُسیوقت سورج گہن ہوگیا۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ معنے بہی ٹھیک نہین
معلوم ہوتے۔ کیونکہ اول تو یہ روایت درجہ ثبوت کو نہین پہنچی دوسرے آفتاب حکم الٰہی کا پابند اور غیر مکلف ہے
اسکی طرف کسی قسم کی گستاخی منسوب نہین ہوسکتی اسلیئے گستاخی کو آدمیون ہی کی طرف نسبت کیا جائے تو معنے
درست ہونگے۔ اسصورت مین شعر کا یہ مطلب ہوگا کہ آدمیون کی گستاخی کے سبب آفتاب کا نور چھن جاتا ہے حالانکہ
آفتاب بالکل بے گناہ ہے مگر بے ادبون کے باعث اسپر بھی مصیبت آجاتی ہے اسوقت بلکہ آتش زد ہمہ آفاق زد کے
معنے اس شعر سے چسپان ہوگئے۔ اب اتنی بات رہگئی کہ آدمیون کی کونسی گستاخی کے سبب آفتاب کو گہن ہوجاتا ہے

اسکا جواب یہ ہے کہ گستاخی سے آدمیون کے گناہ مراد ہین۔ کیونکہ گناہ ظلمانی اور تاریک چیز ہین۔ اور اطاعت روشن اور نورانی ہوتی ہے چنانچہ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا یُخْرِجُہُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَوْلِیَاءُھُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَھُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمَاتِ قرآن مجید کی آیت ہے جسکے یہ معنے ہین کہ اللہ ایمان والونکا دوست ہے۔ اُنکو اندہیرون سے نور کیطرف لے آتا ہے اور کافرون کے دوست اُنکے بت ہین جو اُنکو نور سے اندہیرونکی طرف لیجاتے ہین مفسرین نے ظلمات سے کفر اور گناہ اور نور سے ایمان اور اطاعت مراد لی ہے۔ اور یہ ہمیشہ کا قاعدہ ہے کہ بعض اوقات گناہونکا اندہیرا گناہ کرنیوالے کی ذات تک رہتا ہے۔ آگے نہین بڑہتا۔ مثلاً مشاہدہ سے ظاہر ہے کہ گناہگار کا چہرہ بے نور اور بد رونق ہوتا ہے اور اُسکے دل کی سیاہی کے باعث اُسے خدا و رسول اور شریعت کا بتایا ہوا سیدہا رستہ نہین سوجہتا۔ اُسکا دل رحم سے خالی اور ستم اور حق تلفیون سے بہرا ہوا ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات گناہون کی شامت گناہگار کی ذات تک نہین رہتی بلکہ اُس سے آگے بڑہکر خاص و عام سب کو گہیر لیتی ہے۔ مثلاً قحط۔ وبا کسوف۔ خسوف۔ یہ گناہون کے سبب واقع ہوتے ہین جنکا اثر گنہگار کی ذات سے آگے بڑہکر تمام خاص و عام تک پہنچ جاتا ہے اور یہ بات بہی ظاہر ہے کہ آئینہ جسقدر صاف ہوگا اُسی قدر عیب زیادہ دکہائیگا۔ بس توجسطرح داغ سفید کپڑے پر الگ پہچانا جاتا ہے۔ اسیطرح گناہون کی تاریکی کا اثر بہ نسبت دیگر اجرام فلکیہ کے چاند سورج پر زیادہ پڑتا ہے۔ اسی کا نام کسوف و خسوف ہے۔ اور اس سے بندون کی تنبیہ مقصود ہے کہ اپنے گناہون کی تاریکی کا متعدی اثر دیکہکر توبہ اور اطاعت خدا و رسول کی طرف رجوع کرین چنانچہ کسوف و خسوف کے وقت اسی لیے نماز کا حکم ہے۔ یہ معنے جو ہمنے بیان کیے مولانا قدس سرہ کا الہام ہے جسپر کسیطرح کا اعتراض نہین ہوسکتا وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ یہان یہ بہی ہوسکتا ہے کہ کسوف سے گناہ اور آفتاب سے دل مراد ہو۔ اسوقت یہ معنے ہونگے کہ گناہون سے دل سیاہ ہوجاتا ہے۔ دوسرے مصرع مین **رو تاب شدن** بمعنے خجل شدن ہے **حاصل مطلب** یہ ہے کہ ترک ادب شریعت یعنے آدمیون کے گناہون کے سبب چاند سورج کو گہن ہوجاتا ہے بقول حافظ شیراز ؎ گناہ میکنی و برزمین نمیدانی ٭ کہ ماہ بر فلک از شومی گنہ گیرد ٭ اور اسے ترک ادب شریعت یعنے حضرت آدم کو سجدہ نہ کرنیکے باعث شیطان ہمیشہ کے لیے خجالت زدہ اور راندۂ درگاہ اور ملعون ہوگیا۔

	ہر کہ گستاخی کند اندر طریق	گردد اندر وادی حیرت غریق	
ترجمہ	راہ حق مین ہے جو گستاخ اے رفیق	وادی حیرت مین ہوتا ہے غریق	

شرح۔ طریق سے یا تو وہی راہ دوست مراد ہے جو پہلے کسی شعر مین گزر چکا ہے یا طریق سے ادب خدمت ادب شریعت ادب طریقت۔ ادب معرفت مراد ہین جنکی تفصیل مع مثالون کے ہم ابہی بیان کر آئے ہین۔ اور دوسرے مصرع مین غریق وادی حیرت سے اس آیت کی طرف اشارہ ہے کَالَّذِی اسْتَھْوَتْہُ الشَّیَاطِیْنُ فِی الْاَرْضِ حَیْرَانَ

یعنے کافر وںکی طرح پرے درجہ کے بے ادب ہین، ایسی مثال ہے جیسا کہ شیطان نے کسی شخص کو ایسی بن یا جنگل مین بھٹکایا ہو جہان وہ حیران ہے۔

	حال شاہ ومیہمان گو برتمام	زانکہ پایانی ندارد این کلام
ترجمہ	حال شاہ ومیہمان کہدے تمام	انتہا رکہتا نہین ہے یہ کلام

شرح۔ این کلام سے ادب اور بے ادبی کا بیان مقصود ہے جسکی انتہا نہین کیونکہ غور کرنے سے ہزارون مثالین ایسی ملینگی کہ باادب اپنے مطالب پر کامیاب ہوے ہین۔ اور بے ادب ہمیشہ خدا کی مہربانیون سے محروم رہے ہین۔

ملاقات بادشاہ با طبیب الٰہی کہ در خوابش نمودہ بود و بشارت بقدوم او دادہ شدہ بود

ترجمہ بادشاہ کی اُس طبیب غیبی سے ملاقات جسکو خواب مین دیکہا تہا اور جسکی آنے کی بشارت دیگئی تھی۔

شرح۔ یہان سے مولانا قدس سرہ نے پہر اصل قصے۔ یعنے بادشاہ اور طبیب غیبی کی ملاقات کی طرف رجوع کیا ہے۔

	شہ چو پیش میہمان خویش رفت	شاہ بود و لیک بس درویش رفت
ترجمہ	بادشہ پیش طبیب دستگیر	یون گیا جسطرح جاتے ہین فقیر
	دست بکشاد و کنارانش گرفت	ہمچو عشق اندر دل و جانش گرفت
ترجمہ	ہمکناری سے بڑہایا شان کو	جان و دل مین رکہہ لیا مہمان کو

شرح۔ پہلے شعر مین بس درویش رفت کے یہ معنے ہین کہ بادشاہ طبیب غیبی کیخدمت مین ازبس درویشانہ صفت بناکر گیا۔ یعنے نہایت انکسار۔ تواضع اور عاجزی سے پیش آیا اور کنارانش گرفت سے پہلے لفظ در حسب قرینہ محذوف ہے یعنے بادشاہ نے ہاتہہ پہیلائے۔ اور اُسکو بغل مین لیا۔ اس سے مصافحہ اور معانقہ مراد ہے۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ بادشاہ نے اُسکو عشق کی طرح دل وجان مین رکہہ لیا یعنے نہایت محبت واخلاص سے پیش آیا مولانا قدس سرہ ادب کی خوبی اور بے ادبی کی برائی ابہی ابہی بیان فرماچکے ہین بلکہ دونکو مضرت پہنچنے کی چند مثالین دیکر اس شعر مین یہ جتایا گیا ہے کہ دیکہو مرشد کامل کا ادب کرنیوالا بادشاہ، اپنے ارادہ مین کامیاب ہوا یا یہ معنے ہین کہ جسطرح خواب مین بشارت ہونیکے سبب طبیب کا عشق بادشاہ کے دل و جان مین خون کیطرح دوڑ گیا تہا اسی طرح اُسکی ذات بہی دل و جان مین سرایت کرگئی کیونکہ انتہا درجہ کا عشق یہی ہے کہ معشوق کا وجود عاشق کے دل و جان مین عشق کی طرح سما جائے اور ہر طرف اُسی کا جلوہ نظر آئے۔

	دست و پیشانیش بوسیدن گرفت	وز مقام و راہ پرسیدن گرفت
ترجمہ	دست و پیشانی کو بوسے دیکے شاہ	پوچہہ کیف مقام و حال راہ

شرح مہمان کے ہاتہہ اور پیشانی کو بوسہ دینا اس زمانے کی تعظیمی رسم اور رستے کا حال پوچہنا حسن اخلاق پر مبنی تہا۔

	پرسش پرسان می کشیدش تا بصدر	گفت گنجے یافتم آما بصبر
ترجمہ	لیگیا تا صدر اور پہر یہ کہا	صبر سے ملتا ہے گنج بے بہا

شرح۔ صدر سے یا تو صدر مقام مراد ہے جو بادشاہون اور امیرون کے لیے مخصوص ہوتا ہے یا صدر بمعنے سینہ ہے۔ یعنے بادشاہ نے اُسے اپنے سینہ سے لگالیا یا رستے کا حال پوچہتے پوچہتے اُسکو صدر مقام تک لیگیا اور یہ کہا کہ مینے صبر کے سبب خزانہ پایا ہے گنج سے ذات با طبیب کی ملاقات اور صبر سے کنیزک کی بیماری پر صبر کرنا مقصود ہے یا صبر بمعنے تاخیر و مدت ہے یعنے مینے بڑی مدت مین ایک خزانہ پایا ہے۔

	صبر تلخ آمد ولیکن عاقبت	میوۂ شیرین دہد پر منفعت
ترجمہ	صبر کڑوا ہے مگر انجام کار	اسکا پہل میٹہا ہے اے غفلت شعار

شرح۔ یہ شعر مولانا کا مقولہ ہے اور میوۂ شیرین سے امداد آلہی مراد ہے۔ خدا نے وعدہ کیا ہے کہ مین صبر کرنے والون کے ساتہ ہون۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْن۔

	گفت اے نور حق و دفع حرج	معنی اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجْ
ترجمہ	پہر کہا اے نور حق دفع حرج	مطلب اَلصَّبر مفتاح الفرج

شرح یہ بادشاہ کا قول ہے اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجِ حدیث ہے جسکا یہ مطلب ہے کہ صبر کرنے سے مشکل کام آسان اور تمام عقدے حل ہوجاتے ہین۔ چونکہ صبر اور مُرشد کامل دونون کے وسیلہ سے کشود کار ہوتا ہے اور سالک کو بڑے بڑے درجے حاصل ہوسکتے ہین اسلیئے بادشاہ نے طبیب غیبی کو صبر سے تشبیہ دی ہے

	اے لقائے تو جواب ہر سوال	مشکل از تو حل شود بے قیل و قال
ترجمہ	ہے ترا ملنا جواب ہر سوال	مشکلین ہوتی ہین حل بے قیل و قال

شرح۔ چونکہ بادشاہ کو اس طبیب کے حاذق اور کامل ہونیکی بشارت خواب مین دیگئی تہی اسلیئے اپنی مطلب براری کا یورا یقین طبیب کی ملاقات سے پہلے ہوچکا تہا اور ملاقات کرتے ہی علم الیقین عین الیقین ہوگیا۔ اس لحاظ سے بادشاہ طبیب سے کہتا ہے کہ تیری ملاقات ہی ہر سوال کا جواب ہے۔ مجھے سوال اور قیل و قال کی کچہ ضرورت نہین۔

	ترجمانِ ہر چہ مارا در دلست	دستگیر ہر کہ پایش در گلست
ترجمہ	ترجمان اُسکا ہے جو کچہ دل مین ہے	دستگیر اُسکا ہے جو مشکل مین ہے

شرح۔ یعنے جو کچہ میرے دلمین ہے (کنیزک کی صحت) تو اُس سے خوب واقف ہے اور جسکا پانو کیچڑ مین ہے (یعنی کنیزک جو بیماری کی دلدل مین پہنسی ہوی ہے) تو اُسکے حال سے اچہی طرح آگاہ ہے حاجت بیان نہین۔ کیونکہ تو طبیب غیبی اور خدا کا بہیجا ہوا ہے۔ جسنے تجہے مریض کے گہر کا رستہ بتایا ہے۔ اُسنے مریض کا حال بہی بتادیا ہوگا بعض

نسخون مین ترجمانئے و دستگیرے بیائے مجہول اور بعض مین ترجمانی و دستگیری بیائے معروف بہی دیکہا گیا ہے
پہلی صورت مین یائے تعظیم ہے اور دوسری صورت مین یائے علامت مخاطب۔

	مرحبا یا مرتضےٰ یا مجتبےٰ	اِن تغب جاء القضا ضاق الفضا
ترجمہ	مرحبا اے مرتضےٰ اے مجتبےٰ	تو نہ آجاتا تو آجاتی قضا

شرح۔ لفظ مرتضےٰ بمعنے پسندیدہ اور مجتبےٰ بمعنے برگزیدہ ہے یعنے بادشاہ نے کہا کہ اے پسندیدہ حق و برگزیدہ خالق مطلق خوش آمدی اگر تو مجہے غائب ہتا تو میری یا کنیزک کی موت آجاتی اور ہمپر ہمارے مقصود کا میدان تنگ ہوجاتا

	انت مولے القوم من لا یشتہی	قد ردے ۔ کلا لئن لم ینتہ
ترجمہ	تو ہے مولائے گروہِ سینہ چاک	جو نچاہے گا تجہے ہوگا ہلاک

شرح۔ ردٰی بفتح اول و فتح ہمزہ فاسد و ملون شدن و تباہ گشتن کے معنون مین ہے اور ردی صیغہ ماضی ہے من لا یشتہی شرطیہ ہے اور قد ردی اسکی جزا ہے۔ علی ہذا القیاس کلا لئن لم ینتہ جملہ شرطیہ ہے۔ مگر اس مصرع مین اسکی جزا محذوف ہے۔ اور قرآن مجید مین مذکور ہے۔ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے جو ابو جہل کی شان مین اتری ہے کلا لئن لم ینتہ لنسفعا بالناصیۃ یعنے قسم ہے ابوجہل اگر ہمارے رسول کو ایذا دینے سے باز نرہا تو ہم اسکو پیشانی کے بل گہسیٹ کر جہنم مین ڈالدینگے۔ اس تمہید کے بعد شعر کا مطلب سنئے۔ بادشاہ طبیب غیبی سے کہتا ہے کہ تو قوم کا سردار ہے۔ جو شخص تجہے نہ چاہیگا۔ وہ تباہ ہوگا۔ اور قسم ہے حق کی جو تیری بے ادبی سے باز نہ رہیگا اُسکو ہم پیشانی کے بل گہسیٹینگے۔ اور سزا دینگے نکتہ ان شعرون مین اشارہ ہے کہ سالک مرشد کامل سے اس ارادت و ادب اور تعظیم کے ساتہ پیش آئے جسطرح یہ بادشاہ آیا۔ نیز صحیح حدیث مین ہے کہ اللہ اور فرشتے رحمت بہیجتے ہین اور تمام آسمان اور زمین والے یہانتک کہ چیونٹیان اور مچہلیان اُن لوگون کے حق مین دعائے خیر کرتے ہین جو دوسرون کو نیکیان سکہاتے ہین اور سیدہا رستہ بتاتے ہین۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جب نیکون اور کاملون سے خدا اور فرشتون اور جانورون کو محبت ہے تو آدمیون کو بدرجہ اولٰے ہونی چاہیئے۔ یہی باعث تہا کہ بادشاہ نے طبیب غیبی سے اسقدر تواضع اور دلی محبت کا اظہار کیا اور اسی عقیدت و محبت کے باعث اپنے مطلب یہ کامیاب ہوا۔ اس کامیابی کا ذکر عنقریب آنیوالا ہے۔

	چون گذشت آن مجلس و خوان کرم	دست او بگرفت و برد اندر حرم
ترجمہ	اُٹھ گیا مجلس سے جب خوان کرم	لیگیا سلطان اُسے سوئے حرم

شرح۔ بادشاہ کی زبانی تواضع کو خوان کرم اسلیئے کہا ہے کہ ظاہری مدارات اور کریمانہ اخلاق کہانا کہلانے سے ہی زیادہ مہمان کو محظوظ کرسکتے ہین بشرطیکہ زبانی تواضع سچے دل سے ہو ورنہ زبانی جمع خرچ محض بیفائدہ ہے

اور زبان سے دل کا موافق ہونا منافقونکا کام ہے۔ اللہ تعالے تمام مسلمانون کو خوئے نفاق سے محفوظ رکھے۔

	بردن بادشاہ طبیب غیبی را بر سر بیمار
ترجمہ	بادشاہ کا طبیب غیبی کو بیمار کے پاس لیجانا

شرح۔ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ طالب مرشد کامل سے اپنے کسی باطنی مرض کو نہ چھپائے۔ تاکہ مرشد اس مرض کے علاج مین جلد کامیاب ہو۔ اور مریض کو شفا حاصل ہو جائے۔ مریض طبیب سے حال چھپا کر تندرست نہین ہو سکتا۔

	قصۂ رنجور و رنجوری بخواند	بعد ازان در پیش رنجورش نشاند
ترجمہ	قصے سب کہکر مریض زار کے	جا بٹھایا سامنے بیمار کے

شرح۔ یعنے پہلے بیمار اور بیماری کا حال اور طبیبان مدعی کے معالجے سے مرض بڑھ جانے کا ذکر کیا اور پھر تشخیص کے لیے طبیب غیبی کو کنیزک کے پاس جا بٹھایا۔

	رنگ روی و نبض و قارورہ بدید	ہم علاماتش ہم اسبابش شنید
ترجمہ	دیکھکر چہرے سے حالات مرض	سُنکے اسباب و علامات مرض

شرح۔ علامات مرض کی اُن علامتونکو کہتے ہین۔ جنسے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ مریض کو فلانے مرض مین مبتلا ہے۔ مثلاً پیشاب کا زیادہ زرد ہونا صفراوی بخار کی علامت ہے اور پیشاب کا بار بار آنا ضعف مثانہ کی۔ اور اسباب اُن سببون کا نام ہے جن سے مرض پیدا ہوتا ہے مثلاً میدہ کہانے سے پیٹ مین گرانی اور کثرت شراب خواری سے پھیپھڑے اور جگر مین ناسور پیدا ہو جاتے ہین۔ حدیث شریف مین ہے اِنَّ لِلّٰہِ عِبَادًا یَعرِفُونَ اَحوَالَ النَّاسِ بِالتَّوَسُّمِ یعنے خدا کے بہت سے بندے ایسے ہین جو لوگونکا حال اسباب و علامات سے معلوم کر لیتے ہین

	گفت ہر دارو کہ ایشان کردہ اند	آن عمارت نیست ویران کردہ اند
ترجمہ	یون کہا پہلون نے کی ہے جو دوا	فی المثل تھی وہ عمارت زر ہوا

شرح۔ ایشان کی ضمیر طبیبان مدعی کی طرف راجع ہے۔ یعنے طبیب غیبی نے کہا کہ اُنہون نے جو کچہ دوا دارو کی تہی۔ اُسنے بنایا نہین بلکہ بگاڑ دیا۔ کیونکہ اُنکو مرض کی تشخیص کا ملکہ نہ تہا۔ بغیر سمجھے بوجھے علاج کرتے رہے اس سے بجائے صحت کنیزک کے مرض مین ترقی ہوتی گئی اس شعر مین اشارہ ہے کہ جھوٹا اور غیر کامل مرشد جو کچہ ارشاد کرتا ہے وہ فی الواقع گمراہی ہے۔ یا یہ معنے ہین کہ علاج جسمانی امراض روحانی کو دفع نہین کر سکتا۔

	بے خبر بودند از حال درون	اَستَعِیذُ اللّٰہَ مِمَّا یَفتَرُونَ
ترجمہ	کب خبر تھی اُنکو سیدھی راہ کی	اُنکی باتون سے پناہ اللہ کی

شرح طبیبان مدعی کی نسبت طبیب غیبی کا مقولہ ہے یعنے وہ کنیزک کے دلی حال اور باطنی مرض سے بیخبر تھے اور

اور انہوں نے روحانی مرض کو جسمانی قرار دیکر جو معالجہ شروع کر دیا تھا یہ اُنکا افترا تھا۔ اکثر طبیبوں کا یہ بھی قاعدہ ہوتا ہے کہ جب مریض اچھا نہیں ہوتا تو اپنی تشخیص یا علاج کی خطا نہیں بتاتے بلکہ مریض پر دوا نہ پینے یا بدپرہیزی کا بہتان لگا دیتے ہیں۔ یہاں افترا کے یہ معنے درست ہو سکتے ہیں۔ یعنے کنیزک پر بداحتیاطی کا الزام اُنکا افترا تھا

	دید رنج و کشف شد بروی نہفت	لیک پنہاں کرد با سلطاں نگفت
ترجمہ	ہو گیا حال مریضہ سب عیاں	لیکن اُسنے شاہ سے رکھا نہاں

شرح۔ یعنے کنیزک کا پوشیدہ مرض (عشق زرگر) طبیب غیبی نے معلوم کر لیا مگر اُسے بادشاہ سے چھپائے رکھا کیونکہ بادشاہ کو اس سے رنج ہوتا۔ نکتہ یہاں سے دو باتیں نکلتی ہیں اوّل یہ کہ مرشد کامل و عارف باللہ کسی کو اپنے ہاتھ یا زبان سے ایذا نہیں پہنچاتے۔ جبتک خدا کا حکم نہو دوم یہ کہ اگر مرشد کو اپنے طالب کا کوئی عیب معلوم ہو جائے تو اسکو طالب پر بھی ظاہر نہ کرے بلکہ مخفی طور پر اُسکے دفعیہ کی کوشش کرتا ہے۔

	بخش از صفرا و از سودا نبود	بوئے ہر ہیزم پدید آید ز دود
ترجمہ	تھا غلط صفرا و سودا کا خیال	ہر دھوئیں سے ہے عیاں لکڑی کا حال

شرح۔ صفرا۔ سودا۔ بلغم۔ خون۔ یہ چار خلط ہیں جنمیں سے کسی خلط کی زیادتی یا کمی کے باعث کوئی نہ کوئی بیماری لاحق ہو جاتی ہے۔ کنیزک کسی خلط کے سبب بیمار نہ تھی بلکہ وہ روحانی مرض یعنے عشق میں مبتلا تھی اسی لیے طبیبان مدعی تشخیص مرض نہ کر سکے۔ اگر خلط کے سبب کوئی بیماری ہوتی تو چہرے کے رنگ یا نبض یا قارورہ سے معلوم ہو سکتی تھی جسطرح دھوئیں سے لکڑی کا حال معلوم ہو جاتا ہے۔ اگر دھوئیں میں خوشبو ہے تو معلوم ہو جائیگا کہ کہیں صندل یا عود کی لکڑی جل رہی ہے اور اگر بدبو ہے تو ظاہر ہو گا کہ کہیں چیڑ کی لکڑیاں سلگ رہی ہیں۔

	دید از زاریش کو زار دل ست	تن خوش ست و او گرفتار دل ست
ترجمہ۔	دیکھکر سمجھا کہ ہے چاہت سے سُست	دلگرفتہ ہے مگر ہے تندرست

شرح۔ زار دل بمعنے مریض قلب یعنے عاشق۔ علی ہذا القیاس گرفتار دل جو دل لگی کے سبب اپنے دل کے پھندے میں گرفتار ہو۔ کسیکو چاہتا ہو۔ جسکا دل کسی پر مبتلا ہو

	عاشقی پیداست از زاریٔ دل	نیست بیماری چو بیماریٔ دل
ترجمہ	عشق کی غماز ہے زاریٔ دل	لادوا ہوتی ہے بیماریٔ دل

شرح۔ یعنے طبیب غیبی نے جب جسمانی مرض کی کوئی علامت نہ پائی تو معلوم کر لیا کہ کنیزک کی بیماری یعنے عشق میں گرفتار ہے۔ اور دلکی بیماری (مرض روحانی) کا علاج نہایت مشکل ہے۔ کیونکہ جسمی بیماریاں محسوس ہو سکتی ہیں۔ اور روحانی مرض نظر نہیں آتے۔ جبتک کوئی ولی یا مرشد کامل تشخیص نہ کرے۔

علتِ عاشق ز علتہا جدا است | عشق اصطرلاب اسرار خدا است

ترجمہ: عشق ساری علتون سے ہے جدا | ہے یہ اصطرلاب اسرار خدا

شرح - اصطرلاب منجمون کے ایک ایسے آلہ کو کہتے ہین جسکے ذریعہ سے آفتاب اور ستارونکی بلندی اور گردش وغیرہ کا حال معلوم کیا جاتا ہے - یعنے عاشق کی بیماری (چونکہ مرض روحانی ہے) تمام جسمانی بیماریون سے علیحدہ ہے یہ اور ہین اور وہ اور - اُنکا علاج طبیبان مدعی سے ہوسکتا ہے - اسکا نہین ہوسکتا جسمانی بیماریون مین قوت زائل ہوجاتی ہے اور مرض عشق الٰہی مین بڑھ جاتی ہے ٭ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ جسطرح آفتاب کا حال اور ستارونکی گردش اصطرلاب سے معلوم ہوجاتی ہے - اسیطرح انوار ذاتی اور اسرار الٰہی عشق کی میزان سے ظاہر ہوجاتے ہین عشق سے مراد عشق حقیقی ہے - جو معشوق حقیقی تک پہنچانے کا سچا وسیلہ ہے -

عاشقی گزین سر و گزان سر ست | عاقبت ما را بدان شہ رہبر ست

ترجمہ: کوئی ہو عشق حقیقت - یا مجاز | رہنما ہے سوے شاہ بے نیاز

شرح - لفظ سر بفتح سین فکر و خیال و میل و خواہش کئی معنون مین مستعمل ہے - یہان یہ سب معنے درست ہوسکتے ہین زین کا اشارہ عشق مجازی کی طرف ہے اور زان کا عشق حقیقی کی طرف - یعنے عشقبازی خواہ اس (مجاز) کے خیال سے ہو خواہ اُس (حقیقت) کے خیال سے - انجام کار اُس شہنشاہ حقیقی کی طرف رہبر ہے عشق حقیقی کا رہبر ہوتا تو ظاہر ہے اور مجازی اسلیئے رہبر ہے کہ اَلْمَجَازُ قَنْطَرَۃُ الْحَقِیْقَۃِ یعنے عشق مجازی عشق حقیقی کا پل ہے بعض نسخون مین بدان سر رہبر اور بعض مین بدا نسو رہبر بھی دیکھا گیا ہے - ان صورتون مین سر سے مراد سر وحدت اور بدا نسو سے جانب تجلیات الٰہی مراد ہے -

ہرچہ گویم عشق را شرح و بیان | چون بعشق آیم خجل باشم ازان

ترجمہ: کرچکا ہون مین مجازی کا بیان | ہون حقیقی سے مگر خجلت نشان

شرح پہلے مصرع مین عشق اپنے مصدری معنون مین ہے - اور دوسرے مین بمعنے معشوق یعنے مین عشق کی شرح تو بہت کچھ کرتا ہون لیکن جب معشوق حقیقی کی شرح کرنی چاہتا ہون تو مجھے اُس سے یعنے معشوق حقیقی سے شرم آتی ہے - کیونکہ میری زبان اس قابل نہین کہ اُسکے جلال و جمال کا ذکر کرسکے - یہ بھی ممکن ہے کہ دونو جگہ عشق اپنی مصدری معنون مین لیا جائے اور پہلے سے عشق مجازی - دوسرے سے عشق حقیقی مراد ہو یعنے مین عشق مجازی کی شرح تو بہت کچھ کرسکتا ہون مگر عشق حقیقی کا بیان کرتے ہوے خجل ہونا پڑتا ہے کیونکہ یہ چھوٹا مُنہ اور بڑی بات ہے یا یہ معنے ہین کہ مینے عاشقی سے پہلے عشق کی جو کچھ شرح کی اُس سے عاشقی کے بعد شرمندگی اُٹھائی - کیونکہ عاشق ہونیکے بعد یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ عشق الٰہی جو مخزن اسرار اور از قسم کیفیات ہے

شرح کرنے کی قابل نہین - **فائدہ** مولانا کا قاعدہ ہے کہ اکثر ماضی کو بمعنے مضارع اور مضارع کو بمعنے ماضی استعمال
کیونکہ اہل باطن معانی کے مقابل الفاظ کی پابندی کو ضروری نہین سمجھتے - اسی قاعدہ سے اس شعر مین لفظ گویم اور آیم
بمعنے گفتم و آمدم ہے - اور اس قاعدے کی بہت سی مثالین مثنوی مین موجود ہین -

	گرچہ تفسیر زبان روشن گرست	**لیک عشق بے زبان روشن ترست**
ترجمہ	صاف گو کہتی ہے تفسیر زبان	لیک عشق بے زبان ہے خود عیان

شرح یعنے اگرچہ زبان سے کسی چیز کا بیان کرنا کہنے والے کے مطلب کو ظاہر کر دیتا ہے مگر عشق حقیقی با وصف بے زبانی خود بخود روشن ہے کیونکہ عشق حال عاشق کو دوسرون پر بیان کئے بغیر نہین رہ سکتا اور زبان حال زبان مقال سے سچی ہے - یا یہ معنے ہین کہ معشوق بے زبان یعنے شاہد حقیقی کا جلوہ جمیع ممکنات مین ظاہر ہے حاجت بیان نہین کہتا بقول شخصے - جدہر دیکھتا ہون - اودہر تو ہی تو ہے -

	چون قلم اندر نوشتن میشتافت	**چون بعشق آمد قلم بر خود شگافت**
ترجمہ	لکھدیئے گو کلک نے لاکھون ورق	عشق کی تحریر سے ہے سینہ شق

شرح - اس شعر کے کئی معنے ہو سکتے ہین - **اول** یہ کہ ہرچند قلم تحریر کے میدان مین دوڑتا ہے لیکن جب عشق حقیقی کی شرح یا معشوق حقیقی کی حالت لکھنے کا ارادہ کرتا ہے تو شگافتہ ہو جاتا ہے یعنے پھٹ جاتا ہے - لکھنے کے کام کا نہین رہتا - یا یون کہیئے کہ لکھہ ہی نہین سکتا - کیونکہ اسرار عشق اور انوار ذات کو احاطہ تحریر مین لانا غیر ممکن ہے
دوم یہ کہ قلم سے عقل اور نوشتن سے ادراک مراد ہے - عقل کو قلم اسلیئے کہا گیا کہ جسطرح عقل تمام اشیاء کے ادراک پر قادر ہے - اسیطرح قلم تمام الفاظ کی تصویر یعنے تحریر پر قدرت رکہتا ہے جس سے ادراک کو بہت بڑی مدد ملتی ہے - اسصورت مین شعر کے یہ معنے ہوے کہ عقل دیگر اشیاء کا ادراک کرتے کرتے جب عشق تک پہنچی تو بیکار ہوگئی - اور یہ قاعدہ ہے کہ جب عشق کی نوبت آتی ہے تو عقل بالکل بیکار ہو جاتی ہے -

سوم یہ کہ قلم سے قلم اعلے مراد لیا جائے جسکی شان مین **اول ما خلق اللہ القلم** آیا ہے اور جسکو عرف مین لوح و قلم کہتے ہین - اور عشق یعنے معشوق سے حقیقت محمدیہ مراد ہو کیونکہ بعض صحیح روایتون مین یہ لفظ موجود ہین **اول ما خلق اللہ القلم فقال لہ اکتب فکتب ما کان وما یکون ثم قال لہ اکتب لا الہ الا اللہ فکتبہا ثم قال لہ اکتب محمد رسول اللہ فلم یقدر یکتبہا لانہ مظہر اسرار العشق** - یعنے سب سے پہلے اللہ تعالے نے قلم کو پیدا کر کے یہ حکم دیا کہ لکھہ - پس قلم نے گزشتہ اور آیندہ تمام حالات لکھدیئے پھر حکم ہوا کہ لکھہ لا الہ الا اللہ قلم نے لکھدیا - پھر حکم ہوا کہ لکھہ محمد رسول اللہ - قلم اس کے لکھنے پر قادر نہوا کیونکہ آنحضرت علیہ وسلم کامل طور پر مظہر اسرار عشق الہی ہین - زبان قلم مین اتنی طاقت نہ تہی کہ ایسے محبوب خاص اور معشوق حقیقی کا نام لے سکتی -

	چون سخن در وصف این حالت رسید		ہم قلم بشکست وہم کاغذ بدرید
ترجمہ	فکر وصفِ عشق سے چھوٹا قلم		پہٹ گیا کاغذ وہین ٹوٹا قلم

شرح - اینحالت کا اشارہ شرح عشق اور ذکر معشوق دونو نکیطرف ہوسکتا ہے یعنے جب عارف کامل حالات عشق لکھتے لکھتے اسرار عشق حقیقی اور جلوۂ ذات معشوق کی شرح تک پہنچا تو اُسنے قلم بہی توڑ ڈالا اور کاغذ بہی پہاڑ پہینکا کیونکہ قلم اسرار لکھنے کی طاقت نہین رکھتا - اور کاغذ مین ایسے مضامین سما نہین سکتے - یا یہ معنے ہین کہ جب عشق حقیقی اور جلوۂ شاہد معنوی کی شرح لکھنے کا وقت آیا تو قلم خود بخود ٹوٹ گیا اور کاغذ آپ ہی آپ پھٹ گیا - لفظ شکست - ودرید متعدی اور لازم دونو معنون مین صحیح ہے -

	عقل در شرحش چو خر در گل بخفت		شرح عشق و عاشقی ہم عشق گفت
ترجمہ	عقل ہے یان جیسے دلدل مین گدہا		عشق خود شارح بنا ہے عشق کا

شرح - یعنے عشق اپنی شرح آپ کرتا ہے عقل معاش جو تہوڑی بہت ہر شخص مین ہے وہانتک نہین پہنچ سکتی - یہان عقل کی مثال ایسی ہے گویا عاجز رہگیا یہ تو گدہا دلدل مین پھنسنے کی وجہ سے - غرضیکہ عشق کی صفت جس شخص مین ہوگی خود بخود ظاہر ہو جائیگی - مثل مشہور ہے ع کہ عشق و مشک را نتوان نہفتن - یہ مطلب اُس صورت مین ہے کہ دوسرے مصرع مین لفظ عشق سے دونون جگہ مصدری معنے مراد لیے جائین - اور اگر صرف پہلا عشق بمعنے معشوق ہے تو یہ مطلب ہوا کہ ذات معشوق حقیقی اور اُسکے ممکنات پہ عاشق ہونے یا ممکنات کے اُسپر عاشق ہونے کی شرح عشق ہی بیان کرسکتا ہے - یہان عقل انسانی عاجز ہے کیونکہ عقل کہہ رہی ہے کہ وحدت کا کثرت مین موجود ہونا محال عقلی ہے - اور اگر دونون جگہ عشق بمعنے معشوق ہے تو شعر کے یہ معنے ہونگے کہ ذات حق اور اُسکے ممکنات پر عاشق ہونے کی شرح خود ذات حق نے بیان کی ہے چنانچہ یہ مضمون حدیث کُنتُ کَنزاً مخفیاً سے ظاہر ہے جسکے معنے شروع مثنوی مین ہم بیان کرچکے ہین - نیز ایک حدیث مین خاتم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین لَا اُحصِی ثناءً علیک یعنے اے خدا مین تعریف ہرگز نہین بیان کرسکتا - اس سے خود یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جب حبیب رب العالمین اسکی ثنا سے معترف بعجز ہین تو عقل بیچاری کیا کرسکتی ہے سُبحانَ رَبِّکَ رَبِّ العِزَّۃِ عَمّا یَصِفُونَ وَسَلامٌ عَلَے المُرسَلِینَ وَالحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العالَمِین -

	آفتاب آمد دلیل آفتاب		گر دلیلت باید از وی رو متاب
ترجمہ	ہے دلیل آفتاب آپ آفتاب		مُنہ نہ پہیر اس سے کہ تا ہو نکتہ یاب

شرح - پہلے شعر کی توضیح ہے بطریق تمثیل - یعنے جسطرح ثبوت آفتاب فلک کے لئے دلیل کی حاجت نہین بلکہ اسکا وجود خود بدیہی طور پر اُسکے ثبوت کی دلیل ہے اسیطرح آفتاب عشق کی دلیل خود آفتاب عشق ہے یا یہ معنے ہین کہ پہلے آفتاب سے

مرشد کامل۔ دوسرے سے عشق حقیقی مراد لیا جائے۔ یعنے مرشد آفتاب عشق حقیقی کیطرف رہبر ہے۔ اگر تجکو رہبر چاہیئے تو مرشد کامل سے مُنہ نہ پھیر۔ اور اُسکی جستجو اور خدمت سے ہرگز غافل نرہ۔

	از وی ار سایہ نشانے میدہد	شمس ہر دم نور جانے میدہد
ترجمہ	آفتاب چرخ سے ہے سایہ نشان	آفتاب عشق نور افزائے جان

شرح۔ سایہ کی تعریف یہ ہے اَلظِّلُّ ضَوْءٌ ثَانِی مُضِیٌٔ بِالذَّاتِ اَوْ بِالْوَاسِطَۃِ یعنے سایہ ہر روشن چیز کی بالواسطہ یا بلاواسطہ دوسری روشنی کو کہتے ہیں۔ مثلاً دہوپ آفتاب کی بلاواسطہ اور چھانو آفتاب کی بالواسطہ روشنی ہے۔ ان معنون سے ہم دہوپ اور چھانو دونون کو سایہ کہہ سکتے ہیں صوفیہ کے نزدیک مخلوقات و ممکنات کو بھی سایہ کہتے ہیں کیونکہ یہ بھی نور ذات احدیت کا بلاواسطہ سایہ ہے۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ شمس فلکی کا سایہ شمس کے وجود کی علامت ہے اور سایہ یعنے دہوپ یا چھانو سے آفتاب کے وجود کا پتا ملتا ہے۔ لیکن یہ شمس اور سایہ دونو غائب اور فنا ہونیوالی چیزین ہین البتہ آفتاب عشق حقیقی بلاخوف فنا و زوال ہر وقت روح کو روشن اور قلب کو منور کرتا رہتا ہے۔ وَفِیْ ذٰلِکَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ رجا ہیئے کہ رغبت کرنیوالے اسی عشق حقیقی کی طرف راغب ہون ٭ نکتہ مولانا شمس الدین تبریزیؒ مولانا قدس سرہ صاحب مثنوی کے مرشد ہین برین لحاظ اگر شمس سے شمس الدین تبریزی مراد لیئے جایئن تو بھی شعر کے معنے درست ہین کیونکہ شمس تبریز کا ذکر عنقریب آنیوالا ہے

	سایہ خواب آرد ترا ہمچون سمر	چون برآید شمس انشق القمر
ترجمہ	سایہ خواب آور ہے شکل داستان	چھپ گیا سورج سے ہے ماہ آسمان

شرح۔ ہم ابھی لکھہ چکے ہین کہ صوفیون کی اصطلاح مین مخلوقات کو سایہ کہتے ہین یہان سایہ کے یہی معنے ہین اور قمر سے ہستی موہوم مراد ہے ہستی کو قمر اسلیئے کہا کہ جسطرح قمر ذاتی نور نہین رکھتا بلکہ آفتاب سے حاصل کرتا ہے اسیطرح ہستی بھی ذاتی نہین ہے بلکہ ذات حق کا فیضان ہے مطلب یہ کہ اے شخص مخلوقات اور ممکنات کا تعلق تجکو اسطرح خواب غفلت مین ڈالتا ہے جسطرح سونیوالے کو قصے کہانیان لیکن جب آفتاب عشق حقیقی نکل آتا ہے یا مرشد کامل میسر ہو جاتا ہے تو وہ نیند اُڑ جاتی ہے ہستی موہوم غائب ہو کر فنا فی الذات کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ اے شخص تو اپنی زندگی کو مخلوقات کے تعلق مین وقف نہ کر۔ بلکہ خالق کا بندہ ہو کر رہ۔ ورنہ تجہپر آفتاب عشق حقیقی کا نور جلوہ گر نہو گا۔ اور خواب غفلت سے کبھی بیداری نصیب نہو گی۔

	خود غریبے در جہان چون شمس نیست	شمس جان باقیست کورا امس نیست
ترجمہ	آفتاب چرخ کو کب ہے بقا	شمس جان باقی ہے بے نقص و فنا

شرح۔ لفظ امس دیروز گزشتہ کے معنون مین ہے جس سے مراد فنا ہے یعنے جہان مین کوئی چیز آفتاب کے مانند

سفر مین نہین رہتی یہ مسافر دن بھر گردش مین رہکر شب کو غائب ہوجاتا ہے۔ آفتاب حقیقت سے اسکو کچھ مناسبت نہین کیونکہ ذات حق جسکا عشق دل وجان کو پر نور کردیتا ہے ایسا شمس ہے جسکو نہ تو فنا ہے اور نہ گردش زمانہ سے کسیطرح کا نقصان پہنچتا ہے۔ ہر وقت حاضر وناظر ہے۔ امس۔ دیروز۔ گزری ہوی کل۔

	شمس در خارج اگرچہ ہست فرد	مثل او ہم میتوان تصویر کرد
ترجمہ	شمس گو خارج مین یکتا ہے مگر	ذہن مین ہین سو مثالین مستتر
شرح	لیکن آن شمسے کہ شد ہستش اثیر	نیستش در ذہن ودر خارج نظیر
ترجمہ	شمس جان جو ہے دلون مین مستتر	ذہن وخارج مین نہین رکھتا نظیر

شرح یہ دو نو شعر قطعہ بند ہین۔ دوسرے شعر مین لفظ اثیر بمعنے بلند ہے جس سے آسمان مراد ہے شمس کو منطقیون نے کلی مانا ہے اور اسکی یہ تعریف کی ہے اَلشَّمسُ مَفہُومٌ کُلّیٌ مُنحَصِرٌ فِی الخَارِجِ فِی فَردٍ وَاحِدٍ یعنے آفتاب مفہوم کلی ہے اگرچہ خارج مین منحصر بفرد واحد نظر آتا ہے۔ مطلب اشعار یہ ہے کہ آفتاب اگرچہ سارے جہان مین ایک ہے مگر اسکے مانند اور آفتاب بھی تصور مین آسکتے ہین لیکن وہ آفتاب ذات کہ آسمان جسکا تابع فرمان ہے نہ ذہن مین اپنا ثانی رکھتا ہے نہ خارج مین۔ قرآن مجید کی آیت ہے لَیسَ کَمِثلِہٖ شَیءٌ یعنے خدا کے مانند کوئی چیز نہین۔ بعض نسخون مین شمس جان کو خارج آمد از اثیر دیکھا گیا ہے اور مطلب دونون کا ایک ہے۔

	در تصور ذات او را گنج کو	تا درآید در تصور مثل او
ترجمہ	ہے تصور ذات یکتا کا محال	آسکے کیونکر تصور مین مثال

شرح یعنے اسکی ذات تصور مین نہین سماسکتی اسلیئے اسکے مثل اور مانند کا تصور بھی غیر ممکن ہے۔ فائدہ جس چیز کا وجود خارج مین نہین ہوتا اسکا تصور کسیطرح ذہن مین نہین آسکتا۔ چونکہ آفتاب کا وجود خارج مین پایا جاتا ہے اسلیئے اسکا یا اسکے مثل ومانند کا تصور بھی ممکن ہے۔ بخلاف عنقا جو مشہور پرند ہے چونکہ اسکا وجود خارج مین نہین پایا جاتا اسلیئے ذہن اسکے یا اسکی نظیر ومانند کے تصور سے عاجز ہے یہ دوسری بات ہے کہ کسی فرضی شکل کو عنقا تصور کرلیا جائے۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ مولانا نے اس شعر مین مثلیت کے اعتراض کو رفع کیا ہے معترض یون کہتا تھا کہ آفتاب ذات کو آفتاب فلکی سے کیا مناسبت ہے۔ مولانا نے بقا وفنا کے عنوان سے ہر دو آفتاب کا فرق بیان کردیا ہے۔ تشبیہ آفتاب فقط سمجھانیکے لیے ہے۔

	شمس تبریزی کہ نور مطلق است	آفتابست وز انوار حق است
ترجمہ	شمس تبریزی ہے گو یا نور حق	آفتاب حق سراپا نور حق

شرح۔ مولانا کا قاعدہ ہے کہ اکثر ایک لفظ کے باعث ایک مطلب کو چھوڑ کر دوسرے مطلب کی طرف

اکثر رجوع کر جاتے ہین۔ چونکہ لفظ شمس۔ ذات حق آفتاب عشق حقیقی شمس فلکی اور مولانا شمس الدین تبریزی کے مرادی معنون ہین مشترک تہا اسلیئے شمس کے تین معنے بیان کرنے کے بعد چوتہے معنے شمس الدین تبریزی کی طرف رجوع کیا گیا۔ یعنے شمس الدین تبریزی (مرشد مولانا روم) کہ ہستی موہوم کے ترک اور فنافی الذات ہونیکے سبب تمام کثافتون سے ممتاز ہو کر روح کی طرف لطیف ہو گئے ہین اور محض نور ہی نور رہگئے ہین آفتاب عرفان ہین اور سالکان راہِ خدا کی رہبری کے لیئے خدا کا نور ہین۔

	چون حدیث روی شمس الدین رسید	شمس چارم آسمان سر درکشید
ترجمہ	شمس دین کی آگئی ہے داستان	منفعل ہے شمس چارم آسمان

شرح۔ یعنے جب شمس الدین تبریزی کا ذکر آگیا تو آفتاب فلکی نے خجالت سے مُنہ ڈہانک لیا کیونکہ یہ آفتاب صرف دنیا کی موجودہ چیزون کو روشن کرسکتا ہے اور شمس تبریزی اسرار الٰہی کے روشن کرنیوالے ہین دونون مین زمین آسمان کا فرق ہے۔ حدیث شریف مین یہ لفظ موجود ہین اِنَّ لِلّٰہِ عِبَادًا قُلُوْبُھُمْ اَنْوَرُ مِنَ الشَّمْسِ یعنے بہت سے خدا کے بندے ایسے ہین جنکے دل آفتاب سے زیادہ روشن ہین۔ چارم آسمان بطور اضافت مقلوب یعنے آسمان چہارم

	واجب آمد چونکہ بردم نام او	شرح کردن رمزے از انعام او
ترجمہ	فرض ہے جب آگیا ہے نامِ شمس	کچھہ نہ کچھہ تحریر ہو انعامِ شمس

شرح۔ یعنے جب شمس الدین تبریزی کا نام میری زبان پر آگیا تو مُجھکو واجب ہے کہ اُنکے انعامات کا تھوڑا سا ذکر کردن۔ انعام سے مراد توحید اور عرفان کی تعلیم ہے نکتہ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ اگر کسی جگہ مرشد کامل کا نام زبان پر آجائے تو اُسکے اوصاف ضرور بیان کرنے چاہئین تاکہ دیگر سامعین بھی فیض حاصل کرسکین

	این نفس جان دامنم برتافتہ	بوئے پیراہانِ یوسف یافتہ
ترجمہ	دامنِ جان ہو گیا طوقِ گلو	پائی ہے پیراہنِ یوسف کی بو

شرح۔ اس شعر کے معنے کئی طرح ہو سکتے ہین۔ اوّل یہ کہ برتافتہ حسب محاورہ بمعنے برداشتہ ہے اِسصورت مین شعر کا یہ مطلب ہے کہ اسوقت یعنے جبکہ مرشد کامل شمس الدین تبریزی کا نام میری زبان پر آگیا ہے روح نے میرے جسم سے تعلق کا دامن اُٹھا لیا ہے یعنے مُرشد برحق کے نام لینے سے اسقدر مسرت حاصل ہوئی ہے کہ روح بدن سے نکلی جاتی ہے شادیمرگ ہوا چاہتا ہون جان مرشد کے نام پر قربان ہونیوالی ہے گویا مُرشد کا نام میری روح کے حقمین حضرت یوسف کے پیراہن کی خوشبو ہو گیا جسطرح بوے پیراہن سے حضرت یعقوب علیہ السلام وصال یوسف کے لیے بیقرار ہو گئے تہے اسیطرح میری روح مرشد کی ملاقات کے لیئے بیقرار ہے دوم یہ کہ تافتن بمعنے چمکنے یا روشن ہونیکے معنون مین لیا جائے اور جان دامن مین اضافت مقلوب قرار دیجائے اِسصورت مین یہ معنے

ہے کہ اسوقت تذکرہ مرشد کے سبب میری روح کا دامن چمک اٹھا ہے اور جان مین اسطرح روشنی پیدا ہوئی ہے جسطرح بوئے پیراہن یوسف ؑ سے حضرت یعقوب علیہ السلام کے دماغ مین روشنی پیدا ہو کر باعث نور بصارت ہو گئی تھی۔ یہ دو نو معنے اُس صورت مین ہین کہ جان سے روح مراد لیجائے۔ سوم یہ کہ جان سے مراد مولانا حضرت حسام الدین ہین۔ چنانچہ مولانا قدس سرہ اُنکی نسبت مثنوی کے دیباچہ مین فرما چکے ہین اَنْتَ مَکَانَ الرُّوحِ مِنْ جَسَدِی اے حسام الدین تو میرے بدن مین روح کے مانند ہے۔ اسوقت تا فتن۔ ملنے اور پکڑنے کے معنون مین ہوگا۔ مطلب یہ کہ مرشد کا نام سُنکر حسام الدین نے میرا دامن پکڑ لیا اور انکا ذکر مبارک سننے کے لیئے ایسے بیقرار ہوئے جسطرح یعقوب ؑ بوئے پیرہن یوسف ؑ سے ہوئے تھے۔ اور با صرار تمام یہ کہا۔ کز برائے حق صحبت سالہا۔ الیٰ آخرہ یہ معنے پہلے دونوں معنون سے اچھے ہین۔ اور ہمنے انہین کو پسند کیا ہے آیندہ شعر سے آخر داستان تک مولانا قدس سرہ اور حسام الدین ؒ کے سوال و جواب ہین۔

	کز برائے حق صحبت سالہا		باز گو رمزے ازان خوش حالہا
ترجمہ	یعنے کرکے پچھلی صحبت کا خیال		مجھسے کچھ فرمایئے مُرشد کا حال

شرح۔ یہ شعر مولانا حسام الدین کا مقولہ ہے جو مولانا قدس سرہ کا دامن پکڑ کے یہ کہہ رہے ہین کہ آپ کو مولانا شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے برسون کے حق صحبت کی قسم۔ حضرت شمس تبریز کے حالات مین سے کچھ نہ کچھ ضرور ارشاد فرمایئے لفظ خوش حالہا مین اضافت مقلوب ہے۔ اور اگر پہلے شعر مین جان سے مراد روح ہے تو گویا یہ تمام گفتگو مولانا قدس سرہ اور اُنکی روح کے مابین ہو رہی ہے اور شعر کا یہ مطلب ہے کہ مولانا کی روح نے قسم دیگر اُسنے کہا کہ مجھے اپنے مرشد کامل کے کچھ حالات سُنایئے کیونکہ توحید و عرفان کے ذکر سے عارف کی روح تازہ ہوتی ہے۔

	تا زمین و آسمان خندان شود	-	عقل و روح و دیدہ صد چندان شود
ترجمہ۔	تا زمین و آسمان کو ہو فتوح		تا بڑھے صد چند چشم و عقل و روح

شرح۔ یہ شعر باز گو رمزے ازان خوشحالہا کی علت ہے۔ یعنے مولانا حسام الدین یا روح مولانا قدس سرہ مولانا شمس الدین تبریزی کے حالات سننے پر اسلیئے مصر ہے کہ زمینِ جسم خاکی اور آسمانِ قلب کو تر و تازگی اور شادمانی اور صفائی حاصل ہو۔ عقل معاد اور روح اور دیدہ حق بین اپنی عمدہ حالت مین اب سے سو مرتبہ زیادہ ترقی کر جائے اور یہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ ذِکْرُ الْاَوْلِیَاءِ حِکْمَۃٌ لِّلْقُلُوْبِ وَکُفَّارَۃٌ لِّلذُّنُوْبِ۔ اولیاء اللہ کا ذکر دلون کے لیئے حکمت ہے اور گناہون کے لیئے کفارہ۔ سبحان اللہ جن لوگونکا ذکر ایسا مرتبہ بلند رکھتا ہے کہ گناہونکا کفارہ بنجاتا ہے اُنکی زیارت اور محبت کیسے بلند مرتبے کی ہوگی۔

[illegible]

ترجمہ: یون کہا جیسے کہ اے دور از حبیب — جسطرح بیمار ہے دور از طبیب

شرح یہ شعر مولانا کا مقولہ اور مولانا حسام الدین یا روح کے سوال کا جواب ہے مولانا فرماتے ہین کہ یعنے حسام الدین یا اپنی روح سے اس سوال کے جواب مین کہا کہ اے حبیب سے دور اُفتادہ اور اے طبیب روحانی کے علاج سے بے نصیب تو مجھے مولانا شمس الدین کے حالات بیان کرنے کی تکلیف نہ دے۔ کیونکہ وہ فنافی الذات اور صاحب مقامات ہین۔ اُنکے اسرار بیان کرنے کے لایق نہین۔ حبیب اور طبیب سے شمس تبریزی مراد ہین

لَا تُکَلِّفْنِیْ فَاِنِّیْ فِی الْفَنَا — کَلَّتْ اَفْہَامِیْ فَلَا اُحْصِیْ ثَنَا

ترجمہ: کچھہ نہ کہہ مجھسے کہ ہون مین تو فنا — اور فانی کر نہین سکتا ثنا

شرح۔ لفظ کل بالفتح وتشدید لام بمعنے کند شدن زبان ہے اور افہام مصدر ہے بمعنے سمجھانا مطلب یہ کہ اے حسام الدین مین مقام فنا مین ہون یعنے شمس الدین تبریزی (جنکو مرتبۂ لقا باللہ حاصل ہے) کی مدح کے سامنے بالکل ہیچ اور لاشیٔ ہون۔ اور میری زبان تفہیم بالکل کند ہے (کیونکہ فانی کلام نہین کر سکتا) اسلیئے مولانا شمس الدین تبریزی کی ثنا جو سراپا مدح ہین میری زبان سے غیر ممکن ہے۔ اس شعر کے دوسرے معنے یہ بھی ہو سکتے ہین کہ جب مولانا حسام الدین یا مولانا قدس سرہ کی روح مولانا شمس الدین تبریزی کے حالات سننے پر مصر ہوی تو مولانا قدس سرہ نے یہ جواب دیا کہ اے حبیب اور طبیب (ذات الٰہی) سے دور اُفتادہ تو شمس تبریزی کے حالات کے پردہ مین ذات الٰہی کے اسرار معلوم کرنے چاہتا ہے کیونکہ شمس تبریزی فنافی الذات ہین اور اُنکے افعال واوصاف بعینہٖ افعال واوصاف الٰہی ہین۔ اور ثنائے الٰہی غیر ممکن ہے کیونکہ پیغمبر آخر الزمان نے خود فرمایا ہے لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ ۔ اے اللہ مین تیری ثنا بیان نہین کر سکتا جیسی کہ تو نے اپنی ثنا آپ کی ہے۔ اسصورت مین گویا یہ شعر بطور گریز ہے جسمین مرشد کی تعریف سے ثنائے الٰہی کیطرف رجوع کیا گیا ہے۔ یا تضمین ہے کہ خدا کی ثناء سے مرشد کی مدح اور مرشد کی مدح سے خدا کی ثنا نکلتی ہے۔

کُلُّ شَیْءٍ قَالَہٗ غَیْرُ الْمُفِیْقِ — اِنْ تَکَلَّفَ اَوْ تَصَلَّفَ لَا یَلِیْقُ

ترجمہ: جو کہے بیہوش اکثر نادرست — گو تکلف ہی کرے پر نادرست

شرح۔ لفظ غیر المفیق بمعنے بیہوش۔ اور تصلّف بمعنے لاف زدن ہے۔ یعنے جسطرح بیہوش آدمی کا مقولہ خواہ وہ تکلف سے کہے یا لاف زنی کرے کسی لایق نہین ہوتا اسیطرح میری مدح شمس الدین تبریزی کے مدایح کے لایق نہین۔ یا یہ کہ مجھے وہ الفاظ نہین ملتے جو ذات الٰہی کی ثناء کے قابل ہون۔

	هرچه گوید ... چون بود	چون تکلف ... نالایق نمود
ترجمہ	جب موافق ہی نہین ہے اُسکا قول	سخت نالایق ہین سارے ادل قول

شرح پہلے شعر کی توضیح ہے یعنے بیہوش آدمی جو کچہ کہتا ہے چونکہ وہ واقع کے مطابق نہین ہوتا۔ ایسلیے اُسکی مثال ایسی ہے جیسا کوئی شخص تکلف اور بناوٹ سے کوئی بات کہے اور وہ کہنے یا سُننے کے لایق نہو نبود اور نمود صیغہ ہائے ماضی بمعنے مستقبل ہین خدا کی ثنا اور مُرشد کی مدح کا بہی یہی حال ہے۔

	من چگویم یک رگم ہشیار نیست	شرح آن یار کہ اورا یار نیست
ترجمہ	کیا کہون بیہوشی ایک اک رگ مین ہے	حال اُسکا جو یگانہ جگ مین ہے

شرح لفظ یک رگ سے چہوٹے سے چہوٹا عضو مقصود ہے یعنے چونکہ مین مقام فنا مین ہون اسلیئے میرے کسی عضو مین حس و حرکت باقی نہین رہی اسلیئے خدا کی ثنا اور اپنے مرشد شمس الدین تبریزی کی مدح نہین کر سکتا پہلا یار بمعنی دوست اور دوسرا یار بمعنی نظیر و مانند ہے اور ان دونون سے ذات الٰہی اور شمس تبریزی دونو مراد ہوسکتے ہین اللہ تعالےٰ کا بےنظیر و بےمانند ہونا تو ظاہر ہے مگر شمس تبریزی کو بےمانند اسلیئے کہا کہ وہ مصنف مثنوی کے مرشد اور قطب الاقطاب اور فرد الافراد اور اپنے زمانہ مین بےنظیر عارفِ کامل تہے۔

	خود ثنا گفتن ز من ترک ثناست	کین دلیل ہستی و ہستی خطاست
ترجمہ	ہین ثنا مین معنی ترک ثنا	کیونکہ یہ ہستی ہے ہستی ہے فنا

شرح یعنے خدا کی ثنا۔ اور مُرشد کی مدح کرنی نہ کرنے کے برابر ہے کیونکہ کسی شئی یا کسی فعل کا کرنا اُسکو نیستی سے ہستی مین لانا ہے اور ہستی بالکل موہوم اور صوفیہ کے نزدیک بہر حال لایق ترک ہے خلاصہ یہ کہ ع خاموشی از ثنائے تو حدِ ثنائے تست ؀

	شرح این ہجران و این خون جگر	این زمان بگذار تا وقتِ دِگر
ترجمہ	شرح حالِ فرقت و خونِ جگر	چہوڑ دے اسوقت تا وقتِ دِگر

شرح یعنی اے حسام الدین اِس جدائی اور خونِ جگر کی شرح جو فراق مرتبۂ غیب یا شمس تبریزی کی مفارقت مین حاصل ہے۔ اسوقت نہ پوچہہ بلکہ کسی اور وقت پر موقوف رکہہ نکتہ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ مرشدِ کامل مقامات اور اسرار کا اظہار بلا اصرارِ طالبِ صادق ہرگز نہ کرے۔ کیونکہ ہر شخص کا ظرف اِس قابل نہین ہوتا۔ کہ اُسمین اسرارِ الٰہی سما سکین۔ مگر طالبِ صادق کا فرض ہے کہ مُرشد سے وقتاً فوقتاً حالات پوچہکر فایدہ حاصل کرتا رہے چنانچہ مولانا روم اور مولانا حسام الدین کا یہی حال تہا۔ یا الٰہی تو ہمین مُرشدِ کامل کی تلاش کی توفیق اور رہبر حق کے احکام کی تعمیل کا شوق عنایت فرما اور ہمین ہمارے مطالب مین کامیاب کر۔

	قَالَ اَطْعِمْنِیْ فَاِنِّیْ جَائِعٌ	فَاعْتَجِلْ فَالْوَقْتُ سَیْفٌ قَاطِعٌ
ترجمہ۔	یہ کہا سُنکر کہ کہانا دیجیے	وقت ہے تلوار جلدی کیجیے

شرح۔ لفظ قال کا فاعل روح مولانا اور حسام الدین دونو ہو سکتے ہین یعنے مولانا قدس سرہ کا جواب (ابن زمان بگزار تا وقت دگر) سُنکر مولانا کی روح یا حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہا کہ مجھے کہانا کہلایئے مین بہوک کیحالت مین ہون۔ کیونکہ علم اور ذکر الٰہی روح کی غذا ہے اور عارفان الٰہی ہمیشہ نئی تجلیون اور معرفت حق کے بھوکے رہتے ہین دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ خدا کی ثنا اور مُرشد کی مدح سنانے مین جلدی کیجے اسلیئے کہ وقت شمشیر بُران کے مانند بہت جلد گزرنیوالی چیز ہے۔ موت وحیات کا کچھ اعتبار نہین۔ لہذا نیک کامونمین جلدی کرنی چاہیئے ع اے ز فرصت بیخبر در ہرچہ باشی زود باش

	صوفی ابن الوقت باشد اے رفیق	نیست فردا گفتن از شرط طریق
ترجمہ	صوفی ابن الوقت ہین سُن لے رفیق	آج کل کرنا نہین شرط طریق

شرح ابن الوقت اُس شخص کو کہتے ہین جو پابندی کے ساتہ اوقات کا ایسا لحاظ رکھے جیسے لایق بیٹا باپ کا لحاظ رکھتا ہے اسکی طاعت عبادت ادائے حقوق کسب معاش بوجہ حلال توجہ مراقبہ غرضیکہ تمام دینی اور دنیوی کام اپنے مقررہ وقت پر ہون اسکو ابن الحال بہی کہتے ہین اور ابو الوقت وہ ہے جو بلا لحاظ اوقات ہردم وہرلحظہ مشغول عبادت و ذکر الٰہی رہے۔ اور وقت پر ایسا حاکم ہو جیسا باپ بیٹے پر۔ ابن الوقت ماضی ومستقبل کو چھوڑ کر صرف زمانۂ حال پر نظر رکھتا ہے اور ابو الوقت زمانہ کی قید سے آزاد ہے وہ اپنے مجاہدہ کی طاقت سے ماضی ومستقبل کو حال بنا لیتا ہے۔ چونکہ ابو الوقت ہونا نہایت مشکل ہے اسلیے کم از کم صوفی کو ابن الوقت بننا ضرور چاہیئے۔ صوفی کے لغوی معنے صوف پوش کے ہین۔ صوف پشمینہ کو کہتے ہین چونکہ صوفی تارک الدنیا ہوتے ہین اسلیئے اکثر انکا لباس کمل کا ہوتا ہے۔ اور اصطلاح مین تصوف دل کو ماسوے اللہ سے پاک وصاف رکھنے کا نام ہے۔ اور آدمی کا دل غیر اللہ سے اُسیوقت پاک وصاف ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے مین ابن الوقت ہونے کی صفت پیدا کرے یعنے وقت کا لحاظ رکھے اُسکا کوئی وقت ذکر الٰہی سے خالی نہ جائے۔ یہ شعر روح کا مقولہ ہے جو مولانا قدس سرہ سے ہمکلام ہو رہی ہے یعنے روح مولانا سے یہ کہتی ہے کہ اے مولانائے رومی تم تو اپنے آپ کو ابن الوقت کہتے ہو۔ تمہارا وقت تو خالص ذکر الٰہی کے لیے ہے پہر یہ کہکر کہ (ابن زمان بگزار تا وقت دگر) ذکر الٰہی کو جو ہر وقت زبان پر جاری رکھنے کی چیز ہے آج سے کل پر چھوڑنا شرط طریقت کے خلاف ہے کیونکہ آج کا کام کل پر موقوف رکھنا ابن الوقت کی شان نہین ہوتی۔ مجھے ثنائے الٰہی یا مدح مُرشد کامل کہ جو مشتمل ثنائے الٰہی ہے اسیوقت سُنایئے۔ علیٰ ہذا القیاس یہ شعر مولانا حسام الدین کا مقولہ بہی ہو سکتا ہے۔

	تو جگر خود مرد صوفی نیستی		نقد را از نسیه خیزد نیستی
ترجمہ	تو مگر صوفی نہین اے ہوشیار		نیستی ہے نقد کو دینا اُدہار

شرح - یہ شعر بھی روح کا مقولہ ہے جو مولانا قدس سرہ سے مخاطب ہو کر یہ کہتی ہے کہ شاید آپ صوفی آدمی نہین ہین کہ این زمان بگذار تا وقت دگر فرما کر ذکر الہی کو کسی اور وقت پر ٹالتے ہین۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ نقد کو قرض دینے سے نیستی حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ ہستی موہوم کا اعتبار نہین یہ بات ممکن ہے کہ وصول ہونے سے پہلے قرض لینے یا دینے والا مرجائیگا۔ یا دونون دنیائے ناپائدار سے چل بسین۔ اسیطرح انسانی ہستی جو خاص ذکر الہی کے لئے ہے بمنزلۂ نقد ہے اسکو بہر حال عبادت الہی مین مشغول کہنا چاہیئے کل کی اُمید پر آج کچھ نہ کرنا گویا نقد ہستی کو قرض مین دینا اور اُسکو نیستی سے بدل ڈالنا ہے جو اہل تصوف کی شان سے بعید ہے۔ اسیطرح یہ شعر مولانا حسام الدین کا مقولہ بھی ہوسکتا ہے۔ مگر اسصورت مین یہ اعتراض وارد ہوگا کہ مولانا حسام الدین کا مُرید اور طالب صادق ہو کر اپنے مُرشد کامل مولانا رومی سے یہ کہنا تو مگر خود مرد صوفی نیستی ایک قسم کا ترک ادب ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ شریعت وطریقت کے متعلق مرشد کیخدمت مین کچھ عرض کرنا ترک ادب نہین ہے بلکہ ایسے موقع پر خاموش رہنا ترک ادب شریعت یا طریقت ہے۔ مرشد اور پیر معصوم نہین ہوا کرتے۔ عین طریقت یہ ہے کہ جسطرح مُرشد طالب کا خیرخواہ اور اُسکا ہر حال مین رہبر ہے اسیطرح طالبِ صادق پر بھی فرض ہے کہ انسانی خطا اور بشری لغزش پر مُرشد کو متنبہ کرتا ہے یا یہ جواب ہے کہ جس راز کو حسام الدین مفصل پوچھنا چاہتے تھے وہ ظاہر طور پر قابل شرح نہ تھا اسلیئے مولانا قدس سرہ نے بتانے سے اغماض کیا اور مولانا حسام الدین نے اس چشم پوشی کو اپنے گمان مین تصوف کی شان کے خلاف سمجھکر۔ تو مگر خود مرد صوفی نیستی کہدیا۔ اور سب سے اچھا جواب یہ ہے کہ یہ اور اس سے اگلا دو شعر بطور جملہ معترضہ ہین۔ نہ ہم انکو روح کا مقولہ کہتے ہین نہ مولانا حسام الدین کا بلکہ انکو مولانا قدس سرہ کا مقولہ کہنا چاہیئے جو عام صوفیون کی نصیحت کے لیے ہے اور جسکا مضمون **فاعجل فالوقت سیف قاطع** سے نکلا ہے

	گفتمش پوشیدہ خوشتر سرِ یار		خود تو در ضمنِ حکایت گوش دار
ترجمہ	یون کہا مینے کہ تجھپر سرِ یار		بات کے پردے مین ہوگا آشکار

شرح یہ شعر قَالَ اَطْعِمْنِی فَاِنِّی جَائِعٌ کا جواب ہے مولانا فرماتے ہین کہ مینے روح یا حسام الدین سے یہ کہا کہ بیشک صوفی کو ابن الوقت ہونا چاہیئے۔ مگر لحاظ اور تقاضائے وقت یہی ہے کہ اللہ تعالے کے اسرار اور مُرشد کامل شمس الدین تبریزی کے حالات در پردۂ حکایت پوشیدہ طور پر کہے جائین تاکہ نا اہل کم استعداد جو سخنے وحدت الوجود کے مخالف ہین اہل تصوف پر معترض نہون۔ کیونکہ صوفیون کا مذہب یہ ہے ۵

کہ بچشمانِ دلِ مبین جز دوست   ہرچہ بینی بدانکہ مظہر اوست

	خوشتر آن باشد کہ سر دلبران	گفتہ آید در حدیث دیگران
ترجمہ	ہے یہی بہتر کہ سر مستتر	ہو عیان تو دوسرون پر ڈہالکر

شرح - اسکا اور اس سے پہلے شعر کا مطلب ایک ہے - مگر یہان اتنا جتا دینا ضرور ہے کہ مولانا قدس سرہ نے مولانا شمس الدین تبریزی کا ذکر اپنی مثنوی مین کئی جگہ ضمناً اور اشارتاہی کیا ہے جسکی تشریح عنقریب معلوم ہو جائیگی

	گفت مکشوف و برہنہ بے غلول	باز گو رنجم مدہ اے بو الفضول
ترجمہ	پہر کہا اُسنے کہ کہہ وصاف صاف	رنج کیون دیتے ہو گستاخی معاف

شرح - روح - یا مولانا حسام الدین کا مقولہ ہے - یعنے خوشتر آن باشد کہ سر دلبران الٰے آخرہ مولانا قدس سرہٗ کا جواب سُنکر روح یا حسام الدین نے پہر اصرار کے ساتہ یہ کہا کہ سر وحدت یا مولانا شمس الدین تبریزی کا کُہلا کہلا اور مفصل حال بے کم وکاست بیان فرمایئے اور مجہے شوق یا انتظاری تکلیف نہ دیجئے بے غلول بے خیانت یعنے بلا کم وکاست نکتہ اگر اس شعر کو روح کا مقولہ کہا جائے تو بو الفضول بحسب اصطلاح بمعنے زیادہ گو ہے اور اگر مولانا حسام الدین کا مقولہ قرار دیا جایے تو لغوی معنون کے اعتبار سے بحالت جمع بمعنے ابو الفضل ہے - اسصورت مین ترک ادب کا اعتراض مولانا حسام الدین پر نہین ہو سکتا -

	پردہ بردار و برہنہ گو کہ من	می نگنجم با صنم در پیرہن ۲
ترجمہ	چہید دیجئے پردۂ اسرار مین	کب سماؤنگا لباس یار مین

شرح یہ شعر گذشتہ شعر کے ہم معنے ہے - یعنے روح مولانا حسام الدین کا قول ہے کہ اے مرشد کامل مولانا رومی اسرار وحدت کا پردہ اُٹہا دیجئے اور شمس تبریزی کا حال جو کچہ کہنا ہے آشکارا طور پر بیان فرمایئے کیونکہ مین اپنے معشوق حقیقی (ذات الٰہی) یا معشوق مجازی (مرشد کامل یعنے شمس تبریزی) کے ساتہ ایک پیرہن مین نہین سما سکتا - یعنے اسرار معلوم نہین کر سکتا یا در پردہ بہید کی باتین سننے کی طاقت اور سمجہ نہین رکہتا - سر وحدت اور ذکر عرفان امر حق ہے حق کو کہولکر بیان کرنا چاہیئے - کیونکہ پیغمبر دنیا مین صرف اظہار حق کے لیے آئے تہے قرآن مجید کی آیت ہے وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ یعنے رسول غیب کی باتون مین بخل یا خیانت نہین کرتا مطلب یہ کہ وہ حق کو چہپا نہین رکہتا - طریقت شریعت کی فرع ہے اور صوفی رسولون کے پیرو - اسلیئے لازم ہے کہ سر وحدت آشکار طور سے ظاہر کیا جائے - مولانا قدس سرہ آیندہ شعر مین اسکا جواب دیتے ہین - اور یہ فرماتے ہین کہ

	گفتم ار عریان شود او در عیان	نے تو مانی نے کنارت نے میان
ترجمہ	پہر کہا مینے اگر ہو وہ عیان	تیری کیا ہستی ہے مٹجائے جہان

شرح۔ یعنے اے حسام الدین اگر وحدت در کثرت کا راز یا شمس تبریزی کا بھید بے پردہ ہوکر ظاہر ہوجائے تو فی الفور تیری ہلاکت کا باعث ہونہ تو رہے۔ نہ تیری بغل نہ کمر مطلب یہ کہ اجسام خاکی بالکل فنا ہوجائین۔ کیونکہ وحدت کا راز جبتک قل ھو اللہ احد کا قائل خود ظاہر نہ ہو معلوم نہین ہوسکتا علےٰ ہذا القیاس شمس تبریزی کا بھید سرِ وحدتِ مطلقہ ہے اور ذات احد یا سرِ وحدت کا ظہور اس آیت کا مقتضی ہے کُلُّ شَیْءٍ ہالِکٌ اِلّا وَجْہَہٗ یعنے سوائے ذات خدا کے ہر چیز فانی اور ہلاک ہونیوالی ہے۔

	آرزو میخواہ لیک اندازہ خواہ		بر نتابد کوہ را یک برگ کاہ	
ترجمہ	آرزو حسب لیاقت چاہیئے		گہاس اُٹھائے کوہ کا طاقت چاہیئے	

شرح یعنے اے حسام الدین آدمی کو چاہیئے کہ اپنے حوصلے کے موافق کسی چیز کی آرزو کرے جسطرح گہاس کا ایک تنکا پہاڑ کے اُٹھانے کی طاقت نہین رکھتا اسیطرح انسان کی بہی یہ مجال نہین کہ سرِ وحدت کو بے پردہ معلوم کرسکے۔ واللہ اعلم باسرارہ۔

	آفتابی کز وی این عالم فروخت		اندکے گر پیش آید جملہ سوخت	
ترجمہ	فی المثل گر آفتاب آسمان		آگے آجائے تو جل جائے جہان	

شرح۔ مضمون جواب کی توضیح ہے بطریق تمثیل۔ اور فروخت افروخت کا مخفف یعنے اگر آفتاب فلکی جس سے سارا جہان منور رہے تہوڑا سا آگے آجائے تو تمام عالم کو جلا ڈالے اور اسکی تیزی اور گرمی کی تاب کسی متنفس کو نہو علےٰ ہذا القیاس اظہار سرِ وحدت کی تاب جسکو جلوۂ آفتاب حقیقت کہنا چاہیئے کسطرح ہوسکتی ہے۔ کیونکہ آفتاب فلکی آفتابِ حقیقی کے روبرو بالکل بے حقیقت ہے ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

	تا نگردد خون دل و جانِ جہان		لب بدوز و دیدہ بر بند این زمان	
ترجمہ	تا نہو عالم کا قصہ مختصر		بند کر بس دیدہ و لب سب کر	

شرح۔ یعنے اے حسام الدین کشف اسرار وحدت کے سوال سے لبونکو سی لے اور آنکھین بند کرکے سوچ کہ تو نے کیسا مشکل سوال کیا تہا جس سے جہان کے دل و جان کا خون ہوجانا (ہلاک ہونا) متصور ہے اسلیئے کہ اسرار کا اظہار بلا تجلی ذات ناممکن ہے اور تجلی باعث ہلاک عالم۔ **فائدہ** حضرت موسیٰ علیہ السلام سے انکی قوم نے جلوۂ الٰہی کے بے پردہ دیکھنے کا سوال کیا تہا۔ مگر چونکہ یہ سوال ادب اور اُنکے حوصلے یا طاقت بشری سے خارج تہا اسلیئے اُنپر بجلی گرائی گئی اور بہت سے آدمی ہلاک ہوئے۔ غرضیکہ انسان جو آفتاب کی زیادہ تیزی اور بجلی کی تہوڑے سے صدمہ سے ہلاک ہوجاتا ہے وہ آفتابِ حقیقت کے مشاہدے اور سرِ وحدت کی اظہار کی تاب کیونکر لاسکتا ہے۔ قوم حضرت موسےٰ علیہ السلام پر بجلی گرنیکا قصہ قرآنمجید (سورہ بقر) مین موجود ہے وَاِذْ قُلْتُمْ

یموسیٰ لن نؤمن لک حتیٰ نری اللہ جہرۃً فاخذتکم الصّٰعقۃ - یعنے جب موسےٰ کی قوم نے یہ کہا کہ ہم جب تک خدا کو بے پردہ نہ دیکھ لینگے تجھپر ہرگز ایمان نہ لاینگے تو اُنپر بجلی گر پڑی - اس شعر کے دوسرے معنے یہ بھی ہوسکتے ہین کہ اے حسام الدین جب تک کثرت ریاضت اور مجاہدہ کے باعث تمام عالم کے دل و جان کا خون ہو جائے تو اظہار سرّ وحدت کے سوال سے خاموش رہ اور کشف اسرار سے چشم پوشی کر جس وقت دل و جان عالم کا خون ہو جائیگا اور اہل عالم مرتبۂ فنا کے بعد مرتبۂ بقا حاصل کر لینگے - اُنپر ایسے مخفی اسرار خود ظاہر ہو جائینگے - سچ ہے ع . تا نہ بینم رُخِ تو روح رسیدن ندہم -

	بیش ازین آشوب و خونریزی مجو	بیش ازین از شمس تبریزی مگو
ترجمہ	اس سے بڑھکر اور خونریزی نڈھونڈھ	اور راز شمس تبریزی نڈھونڈھ

شرح لفظ بیش ازین اور بیش ازین کا اشارہ خوشتر آن باشد کہ سرّ دلبران کی طرف ہے - یعنے اے حسام الدین مینے اسرار وحدت اور حالات شمس تبریز جا بجا در پردۂ حکایت بیان کیے ہین اس سے بھی اہل دل کا آشوب و فریاد - اور اہل عرفان کی خونریزی (ترک ہستی و نفس کشی) یقینی امر ہے - اس سے زیادہ سرّ وحدت کا اظہار بہت زیادہ آشوب اور خونریزی کا باعث ہوگا - تو ایسا سوال نکر جو باعث ہلاک عالم ہو - اور شمس الدین تبریزی کا نام بار بار نہ لے ورنہ مجھے پھر جوش آجائیگا - اور خدا جانے وحدۃ الوجود کے متعلق کیا کچھ کہہ اُٹھونگا نکتہ جو لوگ منصور کے سولی دیے جانے سے واقف ہین وہ خوب جانتے ہین کہ الحق سرّ وحدت کا اظہار خونریزی کا باعث ہے اگر منصور خاموش رہتا تو سولی نہ دیا جاتا - یہ سزا اُس کمظرف غمّاز کو ملتی ہے جسکے دل مین معشوق کے راز نہین سما سکتے -

	این ندارد آخر از آغاز گو	رو تمامِ آن حکایت باز گو
ترجمہ	انتہا اسکی نہین خاموش رہ	اس حکایت کا تتمہ جلد کہہ

شرح یعنے اے حسام الدین اسرار معرفت اور اوصاف مُرشد (مولانا شمس الدین تبریزی) نامتناہی ہین انکو چھوڑ کر طبیب غیبی اور بادشاہ کی باقی رہی ہوئی حکایت سُنا دے تاکہ اہل بصیرت کو معلوم ہو جائے کہ اس قصہ مین در پردہ شمس تبریزی کا ذکر ہے نکتہ اگر طبیب غیبی سے مولانا شمس الدین تبریزی اور سلطان سے مولانا رومی قدس سرّہ اور طبیبان مدعی سے مصنوعی اور مکار صوفی مراد لیے جائین تو یہ ساری حکایت بمقتضائے رخود تو در ضمن حکایت گوش دار) گویا مولانا شمس الدین کے اظہار کرامت کے ذکر مین لکھی گئی ہے -

	خلوت طلبیدن طبیب از بادشاہ جہت دریافت مرض کنیزک
ترجمہ	کنیزک کا مرض معلوم کرنے کے لیے طبیب غیبی کا بادشاہ سے طالب خلوت ہونا

شرح - اس مین کا اشارہ حقیقت مرض کنیزک کی طرف ہے اور [illegible]
اور لفظ دردن سے صاف ظاہر ہے کہ مُرشد کامل نے صفائی باطن سے بادشاہ کا منشا معلوم کرلیا تہا۔

	گفت ای شہ خلوتے کن خانہ را	دور کن ہم خویش وہم بیگانہ را
ترجمہ	یون کہا خلوت سرا ہو گہر ضرور	اپنے بیگانے رہین سب دور دور

شرح - یعنے طبیب غیبی نے بادشاہ کا منشا معلوم کرکے یہ حکم دیا کہ اس گہر کو خلوتکدہ بنانا چاہیئے جسمین اپنا بیگانہ کوئی نہ رہے نکتہ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ مُرشد کامل سالک کی استعداد اور شوق کا امتحان کرکے پہلے اُسے خلوت مین بیٹھنے کی تعلیم دے تاکہ اُسکا دل تمام دنیوی تعلقات سے یکسو ہو کر صرف اُسی ایک کا گہر ہوجائے جو ایمان والون کے ٹوٹے ہوے دلو نمین رہتا ہے۔ پہلے مصرع مین خانہ سے دل مراد ہے اور دوسرے مین خویش و بیگانہ سے ماسوی اللہ ہان یہ بہی ممکن ہے کہ **خویش** سے ذات بادشاہ مراد لیجائے یعنے اے بادشاہ اِس گہر کو بیگانون سے خالی کردے۔ اور تو بہی الگ ہوجا اسصورت مین بیگانہ سے تعلقات دنیوی اور دور کردن خویش سے ترک ہستی یعنے اختیاری موت مراد ہوگی کیونکہ طالب جبتک اپنے ظاہر و باطن کو ماسوی اللہ خالی نہ کریگا۔ اُسکی باطنی بیماریان دفع نہین ہوسکتین۔

	کس ندارد گوش در دہلیز ہا	تا بپرسم از کنیزک چیز ہا
ترجمہ	سب کے سب باہر رہین دہلیز سے	تاکہ مین واقف ہون بعضی چیز سے

شرح - اس شعر مین قاعدہ ارشاد کیطرف اشارہ ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ مُرشد سالک کے باطنی مرض ایسے مخفی طور پر معلوم کرے کہ کسیکو کانون کان خبر نہو۔ ورنہ سالک کی پردہ دری ہوگی کیونکہ باطنی مرض گناہون اور بُری عادتون کا نام ہے ہان سالک مرشد سے اپنی کوئی بُری عادت پوشیدہ نہ رکہے۔ کیلئے کہ مریض طبیب سے بیماری کو چہپا کر صحت یاب نہین ہوسکتا۔ دوسرے مصرع مین چیز ہا سے اُسی باطنی بیماری کے اسباب و علامات اور لتے پتے مراد ہین جو کنیزک مین تہی۔

	خانہ خالی کرد شاہ وشد برون	تا بپرسد از کنیزک او فسون
ترجمہ	گہر سے باہر ہوگیا شاہِ فہیم	پوچہہ لے تا راز لونڈی سے حکیم

شرح - فسون بضمتین بمعنے افسون۔ یعنے منتر سحر اور افسون مین اتنا فرق ہے کہ افسون مین کلمات کفر نہین ہوتے اور سحر مین ہوتے ہین۔ یہان فسون سے مطلق کلمات مراد ہین۔ جو طبیب غیبی نے کنیزک سے پوچہے ہین اور جنکا مفصل تذکرہ آیندہ شعرون مین ہے۔ بعض نسخون مین از فسون دیکہا گیا ہے اسصورت مین یہ معنے ہین کہ بادشاہ گہر خالی کرکے اسلیئے باہر چلاگیا کہ طبیب غیبی اپنے منتر یعنے مؤثر تقریر کے ذریعہ سے کنیزک کی زبانی اُسکا حال پوچہے

کیونکہ شاید وہ کسی شرم کے باعث زرگر عاشق ہونے کا قصہ بادشاہ کے روبرو بیان نہ کرسکتی۔

	خانہ خالی ماند ویک دیّار نے		جز طبیب وجز ہمان بیمار نے
ترجمہ	الغرض کوئی نہ پہٹکا پہر قریب		یا وہ تھی کہیا رگئی یا وہ طبیب

شرح بیان سے یہ بات نکلتی ہے کہ کسی سخت باطنی بیماری کے معلوم کرنے کے لیے مرشد کو چاہیئے کہ سالک کا حال نہایت ترحم کے ساتھ خلوت مین سُنے البتہ خفیف مرضون کی واسطے خلوت ضروری نہین بلکہ سالک کو عقیدت کے ساتھ مرشد کامل کے حلقہ مین بیٹھنا ایسی بیماری کے دفعیہ کے لیے کافی ہے۔

	نرم نرمک گفت شہر تو کجا ست		کہ علاج اہل ہر شہرے جدا است
ترجمہ	پہر کہا مسکن بتا اے خوش مزاج		ہے جدا ہر شہر والے کا علاج

شرح۔ لفظ نرمک مین کاف ترحم کے لیے ہے یعنے طبیب نے بہت آہستہ آہستہ دہیمی دہیمی آواز سے پوچہا کہ اے کنیزک تیرا وطن کہان ہے تو کون سے شہر کی رہنے والی ہے۔

	وندران شہر از قرابت کیستت		خویشی و پیوستگی با چیستت
ترجمہ	کس سے ہے اُس شہر مین دلبستگی		اور کس سے خویشی و پیوستگی ۲۲

شرح یعنے تیرے شہر مین تیری قرابت اور کنبے قبیلے والے کون لوگ ہین وہان تجھے ذاتی تعلق اور دلبستگی کس چیز سے ہے نکتہ اِن شعرون مین آداب مرشد کیطرف اشارہ ہے یعنے جسطرح جسمانی طبیبون کے نزدیک ہر شہر کے باشندونکا علاج بمقتضائے اختلاف آب وہوا جدا جدا ہے اسیطرح روحانی بیماریون کا معالجہ بھی الگ الگ ہے روحانی طبیبون کا فرض ہے کہ ہر شہر اور ہر شخص کا معنوی علاج نئے طریقے سے کرین۔ حدیث شریف مین وارد ہے۔ **اَلنَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ** یعنے آدمیون کی بہی ایسی ہی مختلف کانین ہین جیسی سونے اور چاندی کی بعض آدمیونکو تہوڑے سے بتانے مین پوری استعداد حاصل ہوجاتی ہے۔ اور بعض کو بہت سے بتانے مین کچھ بہی نہین آتا اسلیئے مرشد کو لازم ہے کہ طالب کے مرتبہ حال کو معلوم کرے جس سے اسکی استعداد اور قابلیت و عدم قابلیت ظاہر ہوجائے۔ اور پہر اسکو اسی کے مرتبہ کے لایق ارشاد و تلقین کرتا رہے۔

	دست بر نبضش نہاد و یک بیک		باز مے پرسید از جور فلک
ترجمہ	ہاتھ رکھکر نبض پر وہ مہربان		پوچہتا جاتا تہا جور آسمان

شرح۔ لفظ یک بیک دوسرے مصرع سے متعلق ہے یعنے کنیزک کی نبض پر ہاتھ رکھا اور اُسپر آسمانی صدمے جسقدر گزرے تہے ایک ایک کرکے پوچھے چونکہ لونڈی غلام اپنے اصلی وطن اور عزیز و اقارب سے جدا ہوکر ہمیشہ نئے آقا کے ہاتون بکتے اور دن رات مولے کی خدمت کے لیے بے زبان جانورون کی طرح حاضر رہتے ہین اسلیئے انہیں

آسمانی صدمے نسبتاً زیادہ پڑتے ہین۔ گویا طبیب غیبی نے کنیزک سے یہ پوچھا کہ تو لونڈی ہوکر کہان کہان بکی
کون کون سی آقاؤن کی خدمت مین رہی تونے اپنے عزیز و اقارب کو کس کس شہر مین چھوڑا بادشاہ نے تجھے کب خریدا
تیرے ابتدائے مرض کی تاریخ کونسی ہے طبیبان مدعی نے معالجے مین تجھے کیا کیا تکلیفین دین۔

	چون کسے را خار در پایش خلد	پائے خود را بر سر زانو نہد
ترجمہ	خار سے جسوقت دُکہہ دیتا ہے پانوٗ	آدمی زانو پہ رکہہ لیتا ہے پانوٗ
	وز سر سوزن ہمیجوید سرش	ور نیابد میکند بالب ترش
ترجمہ	ڈہونڈتا ہے سیلکے سوزن ہر کہین	لب سے تر کرتا ہے جب ملتا نہین
	خار در پا شد چنین دشوار یاب	خار در دل چون بود وادہ جواب
ترجمہ	خار پا ہے اسقدر دشوار یاب	خار دل کیونکر نکلے دیجیے جواب

شرح۔ یہ تینون شعر قطعہ بند مولانا قدس سرہ کا مقولہ ہین۔ انہین حضور نے ایک اعتراض کا جواب دیا ہے معترض
یہ کہتا تہا کہ طبیب غیبی یعنے مُرشد کامل کو سالک کے امراض باطنی صفائی قلب اور تائید الٰہی کے باعث خود بخود معلوم ہوکر
فوراً زائل ہوجانے چاہئین۔ پوچھنے اور تدبیر کرنے کی کیا ضرورت ہے مولانا اسکا جواب ایک تمثیل مین دیتے ہین یعنے
جب کسی کے پانو مین کانٹا چبہہ جاتا ہے تو وہ اپنے پانو کو زانو پر رکہہ لیتا ہے اور سوئی لیکر کانٹے کو ڈہونڈتا ہے
مگر جب نہین ملتا تو اُس جگہہ کو جہان کانٹا چبہا ہے لب سے تر کرلیتا ہے تاکہ اچھی طرح نظر آئے اور آسانی سے نکلے
پس جبکہ پانو کا کانٹا ایسا دشوار یاب ہے اور ان دقتون سے نکلتا ہے تو دل کا کانٹا یعنی اخلاق ذمیمہ اور عشق ماسوے
اللہ بلا تجسس تمام اور تفحص مالا کلام کیونکر نکل سکتا ہے اور واقعی بات یہ ہے کہ اکثر ہولناک جسمانی امراض کا دفع
ہوجانا آسان ہے مگر بعض اخلاق ذمیمہ کا دل سے زائل ہونا نہایت مشکل ہے۔ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹلجاتا ہے
مگر عادت نہین بدلتی سخت حیرت اس بات پر ہے کہ بعض عادتین بظاہر اچھی معلوم ہوتی ہین مگر فی الواقع نہایت
مذموم ہین۔ مثلاً تواضع اور انکسار جو صرف دوسرون پر سبقت لیجانے اور خلق کو اپنے اخلاق کے مطیع کرنے کی غرض سے
ہو اس طرح کی تواضع حقیقی تواضع نہین ہے بلکہ حُبّ جاہ ہے اسیطرح توکّل جو صوفیون کے لیئے سب سے اعلےٰ درجہ
کی صفت ہے اگر عُجب اور تکبر کے ارادہ سے ہو تو سب سے زیادہ مذموم ہے۔ ایسے اخلاق ذمیمہ کا زائل ہونا چوری
اور قمار بازی وغیرہ سے زیادہ مشکل ہے۔ کیونکہ یہ صفتین ظاہر و باطن دونو طرح بُری ہین انکو آدمی آسانی سے چھوڑ
سکتا ہے اسیلئے بعض بزرگون نے اپنے مُریدون کو حکم دے رکہا تہا کہ گانوگنوین مین سے بہیک مانگ کر لایا
کرین اور محتاجون کو دیدیا کرین تاکہ لوگون مین طامع مشہور رہین اور اُنکے دلون مین توکل کے ساتہ عُجب نہ سما جائے
اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا خار دل سے اخلاق ذمیمہ اور حُبّ دنیا مراد ہے جو بُری

مشکل سے دلکو چھوڑتی ہے مطلب یہ کہ گو مرشد کامل سے امراض باطنی مخفی نہین ہے کیونکہ بتائید غیبی مرض اور اعراض سے بخوبی واقف ہے لیکن بعض مرضون کی تشخیص باعتبار صفات بعض اوقات مشکل ہو جاتی ہے۔ دیکھہ لو جس شخص کے پانوین کانٹا چُبھا ہوا ہے وہ اپنی حالت اور کانٹے کی ماہیت کو خوب جانتا ہے مگر اُسکو بلا دقت تمام نکال نہین سکتا۔

	خار دل را گر بدیدی ہر خسے	کے غمان را دست بودے بر کسے
ترجمہ	دیکھہ پاتا ہر بشر گر خار دل	کوئی دنیا مین نہ رہتا زار دِل

شرح۔ اس شعر مین مولانا ایک اور اعتراض کا جواب دیتے ہین۔ معترض کا یہ قول تہا کہ مریض کا حال اور ماہیت مرض دریافت کرنے کے بعد غیر کامل طبیب بہی کسی بیماری کا علاج کرسکتا ہے اسصورت مین طبیب غیبی کی شرط غیر ضروری ہے۔ کیونکہ پوچہنے سے دوسرے کی دلی حالات ہر کس وناکس کو معلوم ہو جاتے ہین۔ اسکا جواب یہ ہے کہ معترض نے باطنی امراض کو ظاہری امراض پر قیاس کرلیا ہے۔ اگر باطنی امراض کو ہر شخص معلوم کرلیا کرے تو سارے جہا نمین کوئی شخص روحانی بیماریون مین مُبتلا نہ رہے۔ حالانکہ اس سے پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ طبیبان مدعی کبیر کے واقعی مرض کو معلوم نہ کرسکے۔ اور اُنکا علاج بالکل ناسودمند رہا۔

	کس بزیر دُمِ خر خاری نہد	خر نداند دفع آن بر می جہد
ترجمہ	گر دمِ خر مین چبہودے کوئی خار	بے زبان کودیگا دُکہہ سے بار بار
	خر ز بہر دفع خار از سوز و درد	جُفتہ می انداخت صد جا زخم کرد
ترجمہ	لوٹتا ہے باعث رنج و محن	اس سے ہوگا اور زخمی سب بدن

شرح۔ جُفتہ انداختن بمعنے لگد کردن۔ یعنے ہاتہ پانو مارنا۔ لوٹنا۔ لفظ جُفتہ بالضم۔ چاہ وکوہ وسوراخ و سرین و کفل آدمی کئی معنون مین مستعمل ہے مگر یہان سب سے پہلے معنے مراد ہین۔ یعنے ہاتہ پانو مارنا لوٹنا۔

	آن لگد کے دفع خارِ او کند	حاذقے باید کہ مرکز تند
ترجمہ	لوٹنے سے کب نکل سکتا ہے خار	چاہیئے اسکے لیئے دانا ہے کار

شرح۔ یہان مرکز سے جائے قرارِ خار مراد ہے اور تنیدن بمعنے توجہ والتفات۔ اور حاذق بمعنے دانا و عقلمند

	بر جہد وان خار محکم تر کند	عاقلے باید کہ خارے بر کند
ترجمہ	گاڑتا ہے اور کانٹا لوٹ کر	چاہیئے اسکے لیے بالغ نظر

شرح۔ یہ شعر پہلے شعر کی توضیح ہے اور چارون شعر بطور قطعہ بند ہین۔ انہین مولانا قدس سرہ نے (خار دِل را گر بدیدے ہر خسے) کے مضمون کی توضیح کی ہے بطریق تمثیل۔ یعنے مثلاً کسی شخص نے گدہے کی دُم کے نیچے

کانٹا چبھو دیا چونکہ گدہا کانٹا نکالنا نہین جانتا اسلیئے تکلیف کیحالت مین لوٹنے اور کودنے اچھلنے کے سوا اُس
بیچارہ سے اور کیا ہوسکتا ہے۔ کانٹا نکالنا تو درکنار اس لوٹنے سے اُسکا بدن اور چند جگہ سے زخمی ہو جاتا ہے
بس تو معلوم ہوا کہ کانٹا نکالنے کے لیے کوئی عقلمند شخص ہونا چاہیئے۔ ورنہ گدہے کے لوٹنے سے کانٹا اور زیادہ
اُسکے بدن مین گڑتا جائے گا اِس تمثیل کا خلاصہ یہ ہوا کہ جسطرح گدہا کانٹا نکالنے پر قادر نہین اسیطرح طبیبان مدعی کنیزک
کے دل سے عشق زرگر کا کانٹا۔ اور مکار صوفی جنکو فیلسوفی کہنا چاہیئے سالک کے دل سے اخلاق ذمیمہ اور محبت
ماسوی اللہ کا کانٹا نکالنے پر قدرت نہین رکہتے۔ بلکہ ایسے نا اہلون کی اُلٹی تدبیرون سے سالکون کے دلمین
حُبِّ دنیا اور زیادہ محکم اور راسخ ہو جاتی ہے طبیبان مدعی مریض کا خون اور مکار صوفی مکر کا گناہ اپنے ذمہ
لیتے ہین ۔ بارالہٰی تو تمام مسلمانون کو شیطان کے مکر سے محفوظ رکہہ

	آن حکیم خارچین اُستاد بود		دست میزد جا بجا مے آزمود	
ترجمہ	وہ حکیم خار چین اُستاد تہا		کانٹے چننے کا ہنر سب یاد تہا	

شرح یعنے وہ طبیب غیبی اپنے فن کا اُستاد کامل تہا کہ نکالنے کی نیت سے کنیزک کے بدن مین کانٹے کو ٹٹول رہا تہا۔ اور باطنی مرض کی تشخیص کے لیے یہ معلوم کرنا چاہتا تہا کہ اسکے دل مین عشق حقیقی کا کانٹا ہے یا عشق مجازی کا یہ حکیم طبیبان مدعی کیطرح ناتجربہ کار نہ تہا جنہون نے کنیزک کے دل کے کانٹے کو نہ ٹٹولا اور جسمانی مرض کا علاج کرتے رہے۔ یہانتک کہ وہ سوکہہ کر کانٹا ہو گئی۔

	زان کنیزک بر طریق راستان		باز می پرسید حال و داستان	
ترجمہ	یعنے لونڈی سے بطرز راستان		پوچہتا جاتا تہا ساری داستان	

شرح بعض نسخون مین حال دوستان دیکہا گیا ہے۔ یعنے طبیب غیبی کنیزک سے اُسکے چاہیتون اور دوستونکا حال پوچہتا تہا۔ حدیث شریف مین یہ لفظ موجود ہین اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُخَالِلُ یعنے آدمی اپنے دوست کے طریقہ پر ہوتا ہے اسلیئے ہر شخص ہمیشہ اس بات پر غور کرتا رہے کہ مین کس شخص سے دوستی کرتا ہون نیکونکا دوست نیک ہے۔ اور بدکارونکا بد۔ ہر شخص مین اُسکے دوستون کے اخلاق و عادات کا نمونہ ضرور ہوتا ہے دوستون کے حال پوچہنے سے طبیب غیبی کا یہ منشا تہا کہ اُن کیحالت سے فی الجملہ کنیزک کی حالت معلوم ہو جائیگی۔ لیکن اس نسخہ کے اعتبار سے لفظ دوستان قافیہ داستان نہین ہو سکتا اسلیئے یہ تاویل کرنی پڑیگی کہ لفظ دوست الگ ہے اور آن حرف ضمیر جدا ہے جو کنیزک کیجانب راجع ہے۔

	با حکیم او قصہا میگفت فاش		از مقام و خواجگان و خیلتاش	
ترجمہ	کہدیا لونڈی نے اُس سے فاش فاش		حال شہر و خواجگان و خیلتاش	

شرح - اصطلاح مین ایک آقا کے چند غلام اور ایک امیر کے چند نوکر باہم خیلتاش کہلاتے ہین بعض نسخون مین شہرتاش ہے بمعنے ہمشہر و ہموطن

	سوی قصہ گفتنش میداد گوش	سوے نبض و جستنش میداشت ہوش
ترجمہ	جانب افسانہ تہے سامع کے گوش	اور سوے حرکتِ رگ گوش ہوش

شرح یعنے طبیب غیبی بظاہر اُسکے قصے سُن رہا تہا مگر درپردہ نبض کی حرکت سے اُسکا دلی اور واقعی مرض معلوم کرنا چاہتا تہا - جو انجام کار اُسے معلوم ہو گیا -

	تاکہ نبض از نامِ کہ گردد جہان	او بود مقصود جانش در جہان
ترجمہ	تا ہو جنبان نبض جسکے نام سے	کام ہے لونڈی کو اُس خوش کام سے

شرح یعنے نبض دیکہنے اور کنیزک کے ہموطنون اور ہمشہرون کے حالات سُننے سے طبیب غیبی یہ نتیجہ نکالنا چاہتا تہا کہ دیکہین اس بیمار محبت کی نبض کسکے ذکر یا نام سے حرکت کرتی ہے - کیونکہ اِنَّ العَاشِقَ یَتَغَیَّرُ بِذِکرِ المَعشُوقِ یعنے معشوق کے ذکر سے عاشق کیحالت دگرگون ہو جاتی ہے لفظ جہان بکسر جیم اول مصرع مین بمعنے جہندہ ہے - اور دوسرے مین بمعنے عالم -

	داستان شہر او را بر شمرد	بعد ازان شہرِ دگر را نام برد
ترجمہ	پہلے اُسکے شہر کا کرکے بیان	چھیڑدی شہرِ دگر کی داستان

شرح یعنے اول کنیزک سے خاص اُسی کے شہر کا حال پوچہا - کیونکہ ہر شخص کے تعلقات اپنے شہر والون سے زیادہ ہوتے ہین - پہر اور شہرون کا قصہ چھیڑا -

	گفت چون بیرون شدی از شہر خویش	در کدامی شہر بودستی تو بیش
ترجمہ	یہ کہا تو شہر اپنا چھوڑ کر	کونسی جا رہ پڑی ہتی بیشتر

شرح - یعنے تو اپنے شہر سے نکلکر زیادہ کون سے شہر مین رہی ہے - یہ اسلیئے پوچہا کہ وطن یا قاست اکثر بود و باش رکہنے سے وطن اصلی کا قایم مقام ہو جاتا ہے - اور تعلقات بڑہجاتے ہین - اسصورت مین بیش بمعنے اکثر ہے بعض نسخون مین پیش بمعنے پیشتر ہے یعنے تو اپنی گہر سے نکلکر سب سے پہلے کون سے شہر مین رہی -

	نام شہرے بر دو زان ہم در گذشت	رنگ روی نبض او دیگر نگشت
ترجمہ	نام شہرون کے لیے پایا نہ کچھ	فرق رنگ و نبض آیا نہ کچھ

شرح کلمہ دیگر نگشت مرکب ہے بمعنے متغیر نشد - یعنے حکیم نے اکثر شہرون کے نام لیے مگر کنیزک کی نبض اور چہرہ کا رنگ متغیر نہوا - کیونکہ اب تک اُسکے معشوق کے شہر کا نام نہین لیا گیا -

خواجگان و شہرہا را یک بیک — باز گفت از جائے و از نان و نمک

ترجمہ: شہریون شہرون کی حالت یک بیک — اُسنے سب پوچھی مع نان و نمک

شرح یعنے کنیزک نے اکثر شہرون اور شہر کے رئیسون کا الگ الگ حال مع مقام بود و باش اور طرز معاشرت وغیرہ اچھی طرح بتا دیا۔ یا یہ معنے ہین کہ طبیب نے اکثر شہرون اور شہر والون اور اُنکی طرز معاشرت کے حالات پوچھے۔ اسصورت مین گفت بمعنے پُرسید ہوگا۔

شہر شہر و خانہ خانہ قصہ کرد — نے رگش جنبید و نے رخ گشت زرد

ترجمہ: کرلیا معلوم حالِ غرب و شرق — کچھ نہ آیا نبض و رنگ رُخ مین فرق

شرح رگ سے مراد نبض ہے۔ اور چہرہ کا زرد ہوجانا عاشقی کی علامت ہے جسکو طبیب غیبی بہت دیر سے ٹٹول رہا ہے

نبض او بر حال خود بُد بے گزند — تا بپرسید از سمرقندِ چو قند

ترجمہ: نام وہ ہر شہر کا لیتا گیا — اتنے مین ذکر سمرقند آگیا

شرح سمرقند ایک شہر کا نام ہے اور ترکیب مین سمرقند موصوف ہے اور لفظ چو قند صفت مرکب

آہ سردے بر کشید آن ماہ روے — آب از چشمش روان شد ہمچو جوی

ترجمہ: سُنتے ہی لونڈی نے کھینچی آہ سرد — پھوٹ کر رونے لگی با رنج و درد

شرح کنیزک کے ٹھنڈی آہ بھرنے اور آبدیدہ ہونیکا یہ سبب تہا کہ اُسکا معشوق زرگر سمرقند ہی کا رہنے والا تہا

گفت بازرگانم آنجا آورید — خواجۂ زرگر دران شہرم خرید

ترجمہ: یہ کہا وہان لاکے اک تاجر نے ساتھ — بیچ ڈالا مجکو اک زرگر کے ہاتھ

در بر خود داشت شش ماہ و فروخت — چون بگفت این ز آتش غم بر فروخت

ترجمہ: چھ مہینے اُسنے رکھا اپنے پاس — یہ کہا اور ہوگئی کہکر اُداس

نبض جست و روی سرخش زرد شد — کز سمرقندیؔ زرگر فرد شد

ترجمہ: نبض جنباں ہوگئی اور رنگ زرد — کیونکہ تہی زرگر سے وہ بادرد فرد

شرح۔ سمرقندی زرگر مین اضافت صفت بجانب موصوف ہے بمعنے زرگر سمرقندی اور فرد بمعنے جدا۔ سمرقند کی وجہ تسمیہ بعض کتابون مین ہمنے یہ دیکھی ہے کہ شَمَر بفتح شین معجمہ سکندر کی کسی لونڈی کا نام تہا۔ وہ ایکبار بیمار ہوکر تبدیل آب وہوا کے لیے وہان آئے جہان اب سمرقند آباد ہے اُسکی صحت کے بعد یادگار قایم رکھنے کے لیے سکندر نے اُسی جگہ ایک شہر بسایا اور اُسکا نام شمر کند رکہا۔ کند اضلاع ماوراءالنہر مین قریہ کو کہتے ہین۔ اور سمرقند شمر کند کا معرّب ہے۔ یہ تو ظاہری لفظی تحقیق تہی معنوی طور پر سمرقند سے بلدۂ طبیعت انسانیہ مراد ہے

اور زرگر سے طلبِ دنیا۔ یعنے جب طبیب غیبی نے طبیعت انسانیہ کا جسمین دنیا طلبی آباد ہے ذکر کیا تو عقل جزئی کی رگ محبت کو فوراً حرکت ہوی۔ کیونکہ یہ اسپر ہزار جان سے عاشق اور اسکے فراق مین بیتاب اور اسکی محبت مین دیوانہ ہے

	چون زرنجور آن حکیم این راز یافت	اصل آن رنج و بلا را باز یافت
ترجمہ	سنکے یہ باتین جب اُس بیمار سے	ہوگیا واقف طبیب آزار سے

شرح۔ رنج وبلا سے کنیزک کی بیماری اور صدمہ جدائی اور اسکے اصل سے زرگر کا عشق مراد ہے۔ یعنے طبیب نے بیماری کی جڑ کو پالیا۔

	گفت کوئی او کدامست و گذر	او سرپل گفت و کوئے غاتفر
ترجمہ	یہ کہا اُسکا محلہ ہے کدہر	بولی وہ پُل پر ہے کوئی غاتفر

شرح۔ غاتفر ترکستان کے ایک شہر کا نام ہے جہان کے حسین مشہور ہین۔ اور سمرقند کے ایک محلہ کا نام ہے جہان کنیزک کا معشوق زرگر رہتا تہا۔ نکتہ۔ یہ پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ زرگر سے محبت دنیا مُراد ہے اور کنیزک نے اُسکا پتا سرپُل پر بتایا ہے اسلیئے حسب مضمون حدیث شریف الدُّنیا قنطرۃٌ فاعبُروہا ولا تعمُروہا (دنیا ایک پل کے مانند ہے اور پل گزرنے کے لیئے ہوتا ہے گھر بنانے کے لئے نہین ہوتا) دوسرے مصرع مین لفظ پل نہایت بلیغ اور بہت دور کی بات ہے۔

	گفت آنگہ آن حکیم با صواب	آن کنیزک را کہ رستی از عذاب
ترجمہ	اُسنے فرمایا کہ اے نیکو صفات	تونے پائی اب بلاؤن سے نجات
	گفت دانستم کہ رنجت چیست زود	در علاجت سحر ہا خواہم نمود
ترجمہ	دُکھ ترا جاتا رہیگا جلد تر	ہے مرے نسخے مین جادو کا اثر

شرح گفت کا فاعل وہی طبیب غیبی ہے جو پہلے شعر مین ہے۔ اور لفظ زود دوسرے مصرع سے متعلق ہے اور سحر سے مراد سریع التاثیر معالجہ ہے۔

	شاد باش و ایمن و فارغ کہ من	آن کنم با تو کہ باران با چمن
ترجمہ	شاد و فارغ رہ تو بے رنج و محن	مین ہون تیرے واسطے ابر چمن

شرح۔ اس شعر مین حسب قاعدۂ اطباء بیمار کو تسلّی دیگئی ہے۔ اور اسبات کے اشارہ ہے کہ مُرشد کامل کو طالب سے شفقت اور ترحم کے ساتہ پیش آنا چاہیئے۔ مریض اچہا ہو یا نہو۔ لیکن طبیب پر فرض ہے کہ اسکی تسلی کرتا رہے کیونکہ حسن اخلاق سے مریض کو نصف شفا حاصل ہوجاتی ہے۔

	من غمِ تو میخورم تو غم مخور	بر تو من مشفق ترم از صد پدر
ترجمہ	مین ترا غمخوار ہون تو غم نہ کر	میری غمخواری پہ قربان صد پدر

شرح- باپ جسمانی زندگی اور ظاہری تعلیم کا باعث ہے اور مُرشد روحانی زندگی و رباطنی تعلیم کا اسیلئے مُرشد کو سو باپون سے زیادہ مشفق کہا گیا ہے۔

	ہان وہان این راز را باکس مگوئی	گرچہ شاہ از تو کند بس جستجوی
ترجمہ	ہان مگر یہ راز پوشیدہ رہے	تو نہ کہیو شاہ گو تجھسے کہے

شرح- طبیب غیبی نہایت تاکید کے ساتھ کنیزک سے کہتا ہے کہ خبردار اور پھر خبردار یہ راز (عشق زرگر) ہرگز کسی پر ظاہر نہو بادشاہ اگرچہ تیرا محرم راز ہے مگر اس بھید کو اُس سے بھی چھپانا چاہیئے۔ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ سالک اخلاق ذمیمہ یا اپنی کسی بُری عادت کو مُرشد کامل کے سوا اور کسی پر ظاہر نہ کرے نہ کسی دوست سے کہے نہ دشمن سے کیونکہ غیر شخص اُسکے مرض کی دوا نہین ہوسکتا پھر خواہ مخواہ کسیکو اپنے گناہ کا گواہ بنانا سراسر خطاکاری ہے

	چونکہ اسرارت نہان در دل شود	آن مرادت زودتر حاصل شود
ترجمہ	راز جو رہتا ہے دل مین مستتر	اُس سے ملتی ہین مرادین زود تر

شرح- یہ شعر مولانا کا مقولہ ہے جسکا پہلا مصرع بعض نسخون مین اسطرح دیکھا گیا ہے **گورخانۂ راز تو چون دِل شود**۔ گورخانہ بمعنے قبر ہے اسوقت شعر کا یہ مطلب ہوگا کہ جسطرح مُردے کو قبر سے نکالنا ناجائز ہے۔ اسیطرح اپنے راز کو دل سے باہر کردینا غیر مناسب ہے۔ یہ نسخہ اِس قول کے مطابق ہے **قلوبُ الاَحرارِ قبورُ الاَسرار** یعنے نیکون اور دنیا سے آزاد لوگون کے دل بھید چھپانے کے لیے بمنزلۂ قبر ہوتے ہین۔

	گفت پیغمبر ہر آنکو سر نہفت	زود گردد با مراد خویش جفت
ترجمہ	ہے یہ قول شافع یوم التناد	راز کا اخفا ہے تحصیل مراد

شرح- بعض محققین نے اس مضمون کے مطابق اول یہ حدیث نقل کی ہے مَنْ کَتَمَ سِرَّہٗ حَصَلَ اَمْرُہٗ جسنے اپنا بھید چھپایا اسکا مطلب حاصل ہوگیا دوم یہ مَنْ سَتَرَ سِرَّہٗ تَقَارَنَ مَعَ مُرَادِہٖ بھید چھپانیوالے کو اُسکی مراد ملجاتی ہے۔ سوم یہ اِسْتَعِیْنُوْا عَلٰی اِنْجَاحِ الْحَوَائِجِ بِالْکِتْمَانِ اپنے حاجتون کے پورا ہونیکے لیئے اخفائے راز سے مدد مانگو۔

	دانہا اندر زمین پنہان شود	بعد ازان سر سبزی بستان شود
ترجمہ	بیج رہ رہکر زمینون مین نہان	ہوتے ہین اک دن بہار بوستان

شرح- اسی طرح اخفائے راز سے ایک دن اُمیدون کے باغ مین بہار آجاتی ہے۔ اور نخل آرزو پھل لاتا ہے۔

پرورش کے یافتندے زیر کان	زرّ و نقرہ گر نبودندے نہان	
رائگان تھی صورت ریگ روان	نقرہ و زر گر نہ چھپتے زیر کان	ترجمہ

شرح۔ ان دونون شعرون مین اخفاے راز کی خوبی کو بطور تمثیل بیان کیا ہے یعنے دانے اور تخم اول زمین مین پنہان ہوتے ہین پھر سرسبز درخت بنجاتے ہین اور سونا چاندی کان مین چھپکر پرورش پاتے ہین اسلیئے عزیز ہوجاتے ہین۔ اگر یہ چیزین پوشیدہ نہ رہین تو ہر کوئی اُٹھا لیجاے نہ تخم کی قیمت ہو نہ سونے چاندی کی عزت علیٰ ہذالقیاس قدر و قیمت اور عزت اسی بھید کی ہے۔ جو پوشیدہ ہے۔

کرد آن رنجور را ایمن ز بیم ۲	وعدہا و لطفہاے آن حکیم	
وہ مرض سے ہوگئی بے خوف و بیم	کیا تسلی بخش تہا لطفِ حکیم	ترجمہ

شرح۔ یہان سے یہ نکلتا ہے کہ طبیب مریض کو اور مرشد طالب کو اس ترحم کے ساتھ تسلی دے کہ اسکو اپنی جسمانی یا روحانی مرض کے دفع ہو جانے کا یقین ہو جاے۔

وعدہا باشد مجازی تاسہ گیر ۲	وعدہا باشد حقیقی دلپذیر	
جھوٹے وعدے باعث رنج و گزند	سچے وعدے ہین ہمیشہ دلپسند	ترجمہ

شرح تاسہ یعنی اندوہ و ملال و اضطراب و بیقراری تاسہ گیر بمعنے آورندہ ملال و بیقراری و اندوہ۔ یہان سے آخر تک مولانا کا مقولہ ہے۔

وعدہ نااہل شد رنج روان ۲	وعدۂ اہل کرم گنج روان ۲	
وعدۂ نا اہل ہے رنج روان	وعدہ فیاضون کے ہین گنج روان	ترجمہ

شرح۔ گنجِ روان گنج قارون کا نام ہے لیکن یہان بمعنے گنج عمیق ہے۔ یعنے اہل کرم (اللہ تعالےٰ انبیاء اولیاء اور صدیقین) کا وعدہ گنج روان کے مانند ہے کیونکہ اہل کرم ہمیشہ اپنے وعدے کو پورا کرتے ہین۔ انکا وعدہ گویا خزانہ سونے چاندی کی برابر ہے۔ اور نااہل و نالایق (شیطان نفس امارہ۔ اور کاذبین) کا وعدہ جان کے لیئے باعث رنج ہوتا ہے۔ کیونکہ نالایقون کا شیوہ ہے کہ وعدہ کر کے کبھی پورا نہین کرتے اس شعر مین اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدتُّكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ یعنے قیامت کے دن جبکہ جنتی جنت مین اور دوزخی دوزخ مین داخل ہو جاینگے تو شیطان دوزخیون سے کہیگا کہ اللہ تعالےٰ نے اگر تم ایمان لے آتے تمہین جنت مین داخل کرنے کا سچا وعدہ کر لیا تہا۔ مگر افسوس تم ایمان نہ لائے اور مینے جو کچھ دوامِ دنیا اور قیامِ لذاتِ فانیہ اور خفت معاصی وغیرہ کے متعلق تمسے وعدہ کیا تہا اُسکے خلاف کیا مگر تمنے میرے وعدے کو سچا جانا اور سخت عذاب مین مبتلا ہوے۔ اب وعدۂ نااہل شد

رنج روان کے مطلب بالکل واضح ہوگیا۔

وعدہ را باید وفا کردن تمام	ورنخواہی کردہ باشی سرد و خام
ترجمہ: فرض ہے انساں پہ وعدے کی وفا	ورنہ ہوگا شیوۂ اہل جفا

شرح۔ لفظ تمام یا تو وعدہ سے متعلق ہے یعنے تمام وعدونکو پورا کرنا چاہیئے یا وفا کردن کی تاکید ہے یعنی وعدے کو پورے طور پر وفا کرنا لازم ہے اس شعر مین وعدہ سے وہ عہد مراد ہے جو بروز میثاق تمام روحون سے لیا گیا تہا۔ کیونکہ شریعت طریقت حقیقت معرفت سب اسی وعدہ مین داخل ہین جسقدر اوامر و نواہی شرع شریف مین وارد ہین ہم اُنکے کرنے نہ کرنے کا وعدہ میثاق کے دن کر آئے ہین۔ اب اگر وفا نہ کرینگے تو یہ ثابت ہوگا کہ ہمنے سچا وعدہ نہین کیا تہا وعدہ کی وفا تَخَلَّقُوا بِاَخلَاقِ اللّٰہِ کے تحت مین داخل ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ اپنے حقمین آپ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخلِفُ المِیعَاد۔ بالتحقیق اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہین کرتا اور قرآن مجید مین ہے یَا اَیُّہَا الَّذِینَ اٰمَنُوا اَوفُوا بِالعُقُودِ۔ اے ایمان والو اپنے وعدے پورے کیا کرو اَوفُوا صیغۂ امر ہے اس سے وفائے وعدہ کی فرضیت ثابت ہوتی ہے نیز حضرت اسمعیل علیہ السلام کی مدح مین یہ آیت وارد ہے۔ اِنَّہٗ کَانَ صَادِقَ الوَعدِ وَکَانَ رَسُولاً نَّبِیًّا یعنے ہمارا رسول اسمعیل وعدہ کا سچا تہا۔ ایفائے وعدہ کے متعلق ایک اور آیت ہے جسکے معنے پر غور کرنے سے دل ہلجاتا ہے وہ یہ ہے اَوفُوا بِالعَہدِ اِنَّ العَہدَ کَانَ مَسئُولاً یعنے اپنے وعدے اور اقرار پورے کیا کرو کیونکہ قیامت کے دن جہان دیگر اعمال کا حساب لیا جائیگا وہان عہد کے پورا کرنے نہ کرنے کی بابت بہی سوال کیا جائیگا۔ اسیلئے انسان پر لازم ہے کہ وعدہ کرنے مین احتیاط کرے اور وعدہ کر لینے کے بعد اُسکے پورا کرنے کو فرض عین سمجہے ہان یہ بہی لازم ہے کہ اسکا کوئی وعدہ خلافِ شرع نہو۔

	در یافتن آن طبیب الٰہی رنج کنیزک را و بشاہ وا نمودن
ترجمہ	اُس طبیب الٰہی کا کنیزک کی بیماری کو معلوم کر لینا اور بادشاہ سے ظاہر کرنا

شرح۔ یہان یہ شبہ ہوتا ہے کہ طبیب غیبی یا مرشد کامل نے کنیزک یا سالک کے بعض اخلاق ذمیمہ کو معلوم کرکے اُنکا اظہار بادشاہ یعنے دوسرے شخص پر کیون کر دیا۔ حالانکہ طبیب نے خود کنیزک سے بتاکید کہہ دیا تہا رہان دہان این راز را باکس مگوی ٭ گرچہ شاہ از تو کند بس جستجوی

اسکا جواب یہ ہے کہ طبیب غیبی بلا مشورۂ بادشاہ کنیزک کے علاج پر قادر نہین ہوسکتا تہا کیونکہ زرگر کو خلعت وانعام کا لالچ دیکر سمرقند سے بُلانا اور کنیزک سے اُسکا نکاح کرنا جسکا مفصل ذکر عنقریب آنیوالا ہے بادشاہ کی مرضی پر موقوف تہا۔ علاوہ ازین طبیب نے بادشاہ سے کنیزک کا بہت تہوڑا سا حال کنایتاً کہا تہا جس سے اُسکی

پردہ دری مقصود نہتی کیونکہ مولانا رح خود فرماتے ہین - ع شاہ را زان ہمشہ آگاہ کرد ؛ نکتہ بہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ اگر مرشد طالب کے کسی باطنی مرض کے علاج پر خود اچھی طرح قادر نہو تو دوسرے سے مدد لے سکتا ہے بشرطیکہ وہ دیگر شخص محرم راز اور واقف اسرار ہو - اور جو کسیکی پردہ دری کو گناہِ عظیم سمجھے -

	آن حکیم مہربان چون راز یافت	صورت رنج کنیزک باز یافت
ترجمہ	الغرض جب وہ طبیب چارہ ساز	کر گیا معلوم بیماری کا راز
	بعد ازان برخاست عزم شاہ کرد	شاہ را زان ہمشہ آگاہ کرد
ترجمہ	اوٹھ گیا اور بادشہ سے یہ کہا	کہل گیا حال مرض مجھ پر شہا
	شاہ گفت اکنون بگو تدبیر چیست	در چنین غم موجب تاخیر چیست
ترجمہ	شہ نے فرمایا کہ ہے تدبیر کیا	اب تدارک چاہیئے تاخیر کیا
	گفت تدبیر آن بود کان مرد را	حاضر آریم از پئے این درد را
ترجمہ	یون کہا اس نے کہ اُس زرگر کو اب	کیجیئے دربار مین جلدی طلب

شرح - دوسرے مصرع مین حذف مضاف ہے - یعنے از پے دفع این درد - اور لفظ را علامت اضافت قایم مقام مضاف ہے - یعنے دفع مرض کنیزک کے لئے زرگر کو بلانا چاہیئے -

	قاصدے بفرست کا خبارش کند	طالب این فضل وایثارش کند
ترجمہ	بھیجیئے قاصد کہ پہونچائے خبر	یعنے تیرے واسطے ہے مال و زر

شرح یعنے اے بادشاہ اسکی تدبیر ہے کہ تو سمرقندی زرگر کے پاس اِس مضمون کا قاصد بہیج کہ ہمارے بادشاہ نے تیری اُستادی اور کاریگری کی تعریف سُنی ہے وہ تجہسے تاج وطوق اور خانگی ظروف و زیور بنوانے چاہتا ہے اور تیرے کمال کی قدردانی کے صلہ مین یہ نقد و خلعت بطور نذرانہ پیشگی مرحمت فرما کر تجہے اپنے دار الریاست مین طلب کیا ہے - جلدی چل - کیونکہ تاخیر مین آفت آجاتی ہے

	مرد زرگر را بخوان زان شہر دور	با زر و خلعت بدہ او را غرور
ترجمہ	مرد زرگر کو شہ با فرّو زیب	مال سے خلعت سے زر سے دی فریب

شرح شہر دور سے مراد سمرقند ہے - اور غرور بمعنے فریب کیونکہ طالبان دنیا مال و زر کے دہوکے مین بہت جلد آجاتے ہین - اور دنیا سراسر اسباب غرور ہے -

	چون بہ بیند سیم و زر آن بینوا	بہر زر گردد ز خان و مان جدا
ترجمہ	سیم و زر کی سُن کے مرد بینوا	خانمان و شہر سے ہوگا جُدا

شرح خان مخفف خانہ ہے۔ اور مان بمعنے رخت و اسباب۔ عموماً خان و مان سے گھر بار مراد ہوتا ہے۔

	زر خرد را والہ و شیدا کند	خاصہ مفلس را کہ خوش رسوا کند
ترجمہ	عقل کھو دیتی ہے حرصِ مال و زر	بے نوا ہونا ہے رسوا خاصکر

شرح خرد سے پہلے حذف مضاف ہے یعنے یونتو زر کی محبت عموماً اہل خرد کو بھی دیوانہ اور بے عقل کر دیتی ہے مگر مفلس آدمی کو خصوصیت کے ساتھ اچھی طرح رسوا کرتی ہے۔ کیونکہ مفلس شدت حاجت کیسبب حلال و حرام مین تمیز نہین کرتا۔ دیکھلو چوری قمار بازی گداگری وغیرہ افلاس کا نتیجہ ہے یہ اور اسکے بعد کا شعر مولانا کا مقولہ ہے

	زر اگرچہ عقل می آرد و لیک	مرد عاقل باید او را نیک نیک
ترجمہ	زر سے گو ہوتی ہے عقل و معرفت	ہے مگر یہ مرد عاقل کی صفت

شرح۔ یہ ایک اعتراض کا جواب ہے۔ معترض کہتا تھا کہ زر سے تو گئی ہوی عقل آجاتی ہے اور اکثر دولتمندونکو عقلمند دیکھا گیا ہے۔ پھر ع زر خرد را والہ و شیدا کند۔ کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ مولانا جواب مین ارشاد فرماتے ہین کہ زر اگرچہ آدمی کو عقلمند بنا دیتا ہے مگر اُسکے حاصل کرنیکے لیے نہایت عقلمند شخص ہونا چاہیئے جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی احتیاط رکھے اور حلال و حرام کو جُدا جُدا سمجھے۔ اور اپنی کمائی کو تمام مکروہات اور مشتبہ چیزون سے آلودہ ہونے دے لفظ نیک نیک بمعنے بیا بسیا ترکیب مین لفظ عاقل سے متعلق ہے

	فرستادن بادشاہ رسولان را بسمرقند در طلب آن زرگر ۷
ترجمہ۔	طلب زرگر مین بادشاہ کا قاصدون کو سمرقند بھیجنا

	چونکہ سلطان از حکیم آن را شنید	پند او را از دل و از جان گزید
ترجمہ	شاہ نے سُنکر یہ بند سودمند	اُنکی باتون سے کیا دل سے پسند

شرح پہلے مصرع مین ضمیر آنرا تدبیر کیطرف راجع ہے اور دوسرے مصرع مین پند سے طبیب کا حکم یا ہدایت مراد ہے جو زرگر کے بلانے کی بابت کی تہی۔

	گفت فرمان ترا فرمان کنم	ہرچہ گوئی آنچنان کن آن کنم
ترجمہ	اور کہا بندہ ہون مین اے پُر شعور	جو کہے گا تو کرونگا بالضرور

شرح پہلے مصرع مین لفظ فرمان جو دوسری جگہ واقع ہے یا تو فرمانبری کے معنون مین ہے یعنے بادشاہ نے طبیب سے یہ کہا کہ مین تیرے حکم کی فرمانبری کرونگا یا یہ معنے ہین کہ مین تیرے حکم کو اپنا حکم خیال کرونگا اور اُسکی تعمیل مین قاصدون سے ایسی ہی کوشش کراؤنگا جیسی عموماً اپنے حکم کی تعمیل مین سعی کراتا ہون نکتہ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ سالک کا فرض ہے مرشد کے احکام کی تعمیل اپنے لیے فرض عین سمجھے۔ اور حتی الامکان اُنکو

بجالائے۔ ورنہ راہ حق سے محروم رہیگا اور ریاضت رایگان جائے گی

	بس فرستاد آنطرف یکدو رسول	حاذقان وکافیان وبس عدول
ترجمہ	بھیجے اسکے بعد دو اک نامہ بر	عاقل و دانائے کار و معتبر

شرح یعنے بادشاہ کے دونو قاصد نہایت عقلمند پیغام رسانی مین پورے۔ راستگو امین اور سچے تھے مطلب یہ کہ پیغامبرون کی تمام صفتین اُنمین موجود تہین۔

	تا سمرقند آمدند آن دو امیر	پیش آن زرگر ز شاہنشہ بشیر
ترجمہ	شہر زرگر مین گئے باعزت و جاہ	اور کہا دیکر بشارتہائے شاہ

شرح لفظ بشیر بمعنے بشارت دہندہ ترکیب مین لفظ آمدند سے حال واقع ہے۔ اور لفظ امیر سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ دونو قاصد معمولی پیامبر نہ تھے بلکہ بادشاہ کے منتخب شدہ مصاحب تھے مطلب یہ کہ وہ دونو قاصد بادشاہ کی طرف خوشخبری لیکر زرگر کے پاس سمرقند مین پہنچے۔ اور یہ پیام دیا

	کای لطیف اُستاد کامل معرفت	فاش اندر شہرہا از توصفت
ترجمہ	اے ہنرمند اُستاد زرگری	شہرۂ عالم ہے تیری برتری

شرح۔ لطیف اُستاد مین اضافت مقلوب ہے یعنے اے باریک کام بنانے والے اُستاد اور اے اپنے کام سے پورے ماہر تیری اُستادی شہرۂ آفاق ہے۔ یہ تعریف اور خوشامدانہ الفاظ زرگر کی تسخیر کے لیے تھے کیونکہ اکثر بیوقوف اور دنیا پرست اپنی تعریف سے خوش اور خوشامد سے موم ہوجاتے ہین۔

	نک فلان شہ از برای زرگری	اختیارت کرد زیرا مہتری
ترجمہ	زرگری تیری پسند شاہ ہے	کیونکہ تو اس فن مین عالیجاہ ہے

شرح۔ لفظ نک اینک کا مخفف ہے اور زیرا مہتری۔ اختیارت کرد کی علت ہے۔ یعنے اسوقت فلان بادشاہ نے تجھے زرگری کے لیے اس سبب سے منتخب کیا ہے کہ تو اپنے کام کا اُستاد اور اپنے ہم پیشہ یا اپنی قوم کا سردار ہے زرگر کو سردار کہنا خوشامدانہ بات ہے۔

	اینک این خلعت بگیر و زر و سیم	چون بیائی خاصہ باشی و ندیم
ترجمہ	دیکھہ یہ خلعت ہے یہ زر ہے یہ سیم	چل کے تو دربار مین ہوگا ندیم

شرح۔ یعنے اے زرگر اسوقت تو یہی مال و خلعت قبول کرلے جب تو بادشاہ کے پاس جائیگا تو اس سے زیادہ عزت ہوگی بادشاہ کا خاص مصاحب اور ندیم بنجائیگا دنیاداروں اور زر پرستونکا مقصود چونکہ تحصیل زر اور اسکی اُمید ہے اسلیے زرگر دہوکا کہا گیا اور ساتھ ہولیا۔

	مرد مال و خلعت بسیار دید	غرّہ شد - از شہر و فرزندان برید
ترجمہ	مرد زرگر نے جو دیکھا مال و زر	چل پڑا اسمار سے تعلق چھوڑ کر

شرح - یعنے زرگر مال و خلعت دیکھکر دہوکا کہا گیا - اور اپنے شہر اور عیال و اطفال سے جدا ہونے پر مجبور ہوا وہ یہ نہ سمجہا کہ زر کی محبت موت کا سامان ہے -

	اندر آمد شادمان در راہِ مرد	بیخبر کان شاہ قصد جانش کرد
ترجمہ	شاد و خرم کر رہا تھا قطع راہ	کیا خبر تھی جان کا لیوا ہے شاہ
	اسپ تازی بر نشست و شاد تاخت	خونبہائے خویش را خلعت شناخت
ترجمہ	اسپ تازی زیر ران باعز و شان	اور خلعت خونبہا تھا بے گمان

شرح - پہلے مصرع مین لفظ بر اسپ سے پہلے باعتبار قرینہ محذوف ہے اور دوسرا مصرع مقولۂ مولانا ہے مطلب یہ کہ بادشاہ نے خلعت وغیرہ کا فریب دیکر زر کو ہلاک کرنیکے لیے بُلایا تہا اور یہ سب سامان بطور پیشگی گویا اُسکے خون کی دیت تہی مگر زرگر جو حقیقت حال سے بے خبر تہا اور جسکو زر پرستی نے خارج از عقل کر رکہا تہا اُس دیت کو خلعت سمجہا نکتہ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ دنیا اور اُسکے آرایشی سامانون کی محبت کا انجام ہلاکت ہے سچ ہے ع دنیا ہیچ ست و کار دنیا ہمہ ہیچ -

	اے شدہ اندر سفر با صد رضا	خود بپائے خویش تا سوء القضا
ترجمہ	اے مسافر تو سفر مین با رضا	اپنے پیرون سے گیا سوئے قضا

شرح مولانا کا مقولہ ہے جس سے اہل دنیا کی تنبیہ مقصود ہے یعنے اے شخص تو جو راحت اور تحصیل زر کی اُمید پر خوشی خوشی سفر کرتا پہرتا ہے اسکو ایسا سمجہ گویا اپنے پانو سے موت کے مُنہ مین جاتا ہے پہر موت بہی کیسی - بُری موت جسکو سوء خاتمہ کہتے ہین - نعوذ باللہ منہا نکتہ تحصیل زر کی اُمید پر سفر کرنیوالا اگر بحالت مسافرت مر گیا تو ظاہر ہے کہ صوفیون کے نزدیک اُسنے بہت بُری موت پائی اور اگرچہ کہا کما کے گہر چلا آیا تو گویا اُسنے غفلت کا سامان جمع کیا جو اہل اللہ کے نزدیک موت سے کم نہین - حدیث مین یہ لفظ موجود ہین الدنیا وما فیہا ملعون الا ذکر اللہ وما والاہ یعنے اینا اور اُسکی تمام چیزین ملعون ہین مگر ذکر الٰہی اور جو شے اُسکی مدد گار ہے اِس سے مستثنے ہے -

	در خیالش عزّ و مال و سرودی	گفت عزرائیل رو آری بری
ترجمہ	وہ خیال عزت و دولت سے شاد	موت کہتی تہی کہ چل - آئی مراد

شرح اس شعر کے معنے دو طرح ہو سکتے ہین اوّل یہ کہ خیال بمعنے دل ہے اور گفت خیال سے متعلق ہے

یعنے ملک الموت نے زرگر کے دلمین یہ بات ڈالدی ہتی کہ ہان ہان تو چلا چل بادشاہ کے دربار سے عزت ومال وسروری ضرور حاصل کریگا۔ مطلب یہ کہ ملک الموت نے زرگر کی موت کے سامان عزت ومال وسروری کی صورت مین اسکے روبرو پیش کیے جن پر وہ فریفتہ ہوگیا۔ دوم یہ کہ زرگر کے خیال مین تو یہ سفر عزت ومال وسروری حاصل ہونے کا وسیلہ تہا اور ملک الموت بطور استہزا یہ کہہ رہا تہا کہ ہان تو ذرا چل تو سہی۔ دیکھہ کیسی عزت وسروری حاصل ہوتی ہے یعنے تجہے کچہہ بہی حاصل نہوگا بلکہ لینے کے دینے پڑجاینگے جان مفت مین جاتی رہیگی۔ دونو صورتون مین لفظ بری بمعنے حاصل کنی ہے

	چون رسید از راہ آنمرد غریب	اندر آوردش بہ پیش شہ طبیب
ترجمہ	گرچکا جب قطع رہ مرد غریب	اسکو پیش شاہ لے آیا طبیب
	پیش شاہنشاہ بردش خوش بناز	تا بسوزد بر سر شمع طراز ۷
ترجمہ	لے گیا دربار مین باعزّ و ناز	تاکہ ہو پروانۂ شمع طراز

شرح طراز حدود ترکستان مین ایک شہر کا نام ہے جہان کے مرد وعورت نہایت خوبصورت ہوتے ہین یہان شمع طراز سے وہی کنیزک مراد ہے یعنے طبیب غیبی نہایت خوشی اور عزت کے ساتہ زرگر کو بادشاہ کے پاس لیگیا۔ اور اس سے فی الواقع اسکی عزت مقصود نہ تہی۔ بلکہ یہ مطلب تہا کہ وہ پروانہ کیطرح اس شمع طراز کے سر کا صدقہ ہو جائے۔ لفظ بسوزد جو شمع کی مناسبت کے لیئے ہے یہان بمیرد کے معنون مین ہے۔

	شاہ دید اورا بسے تعظیم کرد ۷	مخزن زر را بدو تسلیم کرد ۷
ترجمہ	شہ نے زرگر کی بہت تعظیم کی	اور کلید زر اوسے تسلیم کی
	پس بفرمودش کہ بر سازد ز زر	از سوار و طوق و خلخال و کمر ۷
ترجمہ	پھر یہ فرمایا گھڑے وہ پر ہنر	سونے کی پازیب کنگن طوق زر

شرح یعنے شاہ نے سونیکا خزانہ سونپ کر زرگر سے یہ کہا کہ سرکار کے لیے سونیکے کنگن۔ گلوبند۔ پازیب اور پٹکے بنائے۔ یہ گویا زرگر کے لیے دل لگی کا سامان تہا تاکہ وہ گہبرا نہ جائے

	ہم ز انواع اوانی بے عدد	کاندران در بزم شاہنشہ سزد
ترجمہ	نیز ہون سونے کے برتن بیشمار	لایق بزم شہنشاہِ دیار

شرح۔ اوانی عربی لفظ اور انا کی جمع ہے۔ انا ظرف اور برتن کو کہتے ہین یعنے بادشاہ نے زیور کے علاوہ زرگر کو سونیکے برتن بنانیکا بہی حکم دیا۔ چونکہ زرگر کو مال وزر کا فریب دیکر بلایا تہا اسلیے اُس سے وہی کام لیا گیا جو زر پرستون کو دامِ فریب مین پہنسا کر انجام کار ہلاک کر ڈالتا ہے۔

زرگرفت آمود و شد مشغول کا ‖ بیخبر از حالت این کار زار ۲

ترجمہ لیکے زر وہ ہوگیا مشغول کار ‖ کیا خبر نہی اُسکو ہے کیا کار زار

شرح کارزار یا تو لفظ مرکب ہے بمعنے جنگ۔ یعنے زرگر اس بات سے بیخبر تہا کہ یہ ظاہری صلح درپردہ جنگ ہے اور یہ سونا میرے لیے ہمیشہ قبر مین سونیکا سامان ہے یا یہ سمجہیے کہ کار الگ لفظ ہے اور زار الگ یعنے زرگر اپنے کار زبون کے نتیجہ سے بیخبر تہا۔ اسوقت کار زار مین اضافت توصیفی ہوگی۔

پس حکیمش گفت کاے سلطان مہ ‖ آن کنیزک را باین خواجہ بدہ

ترجمہ پہر طبیب غیب نے شہ سے کہا ‖ وہ کنیزک بخشدے اسکو سہا

شرح لفظ سلطان موصوف ہے اور مہ بکسر میم بمعنے مہتر و عالیشان اُسکی صفت یعنے اے شاہ اس کنیزک کو بطور نکاح یا ہبہ اس زرگر کے حوالے کر

تا کنیزک در وصالش خوش شود ‖ آب وصلش دفع آن آتش شود

ترجمہ تا کنیزک کامیاب وصل ہو ‖ دفع نار حرص آب وصل ہو

شرح آتش سے کنیزک کی عشق کی آگ مراد ہے اور لفظ دفع مصدر ہے بمعنے اسم فاعل یعنے دفع کنندہ۔

شہ بدو بخشید آن مہروئی را ‖ جفت کرد آن ہر دو صحبت جوئی را

ترجمہ بادشہ نے عقد اُنکا کردیا ‖ دو نو مشتاقون کو اک جا کردیا

شرح۔ یعنے بادشاہ نے بطور ہبہ یا نکاح کنیزک اُن دونونکو ہمصحبت کردیا۔ کنیزک کا صحبت جوئے زرگر ہونا تو ظاہر ہے کیونکہ وہ اُسپر عاشق تہی مگر زرگر کے صحبت جو ہونے کی یہ وجہ ہے کہ معشوق گو بظاہر عاشق سے پہلوتہی کیا کرے مگر تہ دل سے اُسکی مصاحبت کو ضرور پسند کرتا ہے ظاہری تنفر و اعماض کو صرف معشوقانہ انداز سمجہنا چاہیئے۔ جو عموماً معشوقون کی شان ہے

مدت شش ماہ میراندند کام ۲ ‖ تا بصحت آمد آن دختر تمام

ترجمہ چہہ مہینے تک رہے بس شاد کام ‖ ہوگئی لونڈی کو پہر صحت تمام

شرح۔ لفظ تمام صحت سے متعلق ہے۔ یعنے چہہ ماہ تک دونو ہمصحبت رہے اور اس سے کنیزک کو صحت تمام حاصل ہوگئی۔ کیونکہ وصال اُسکے مرض کی دوا تہا۔ لفظ شش ماہ سے اسطرف اشارہ ہے کہ اگر مرشد کامل سالک کے دل سے اخلاق ذمیمہ اور تعلقات ماسوی اللہ کے زائل کرنے کی بتدریج کوشش کریگا تو ضرور کامیابی ہوگی۔ صوفیون کا کام مشکل اور خدا کی راہ مین قدم رکہنا نہایت کٹہن ہے اسلیئے اسمین سچے رہبر اور مرشد کامل کی ضرورت ہے اسکے ساتہ استقلال اور تامل اور تحمل بہی شرط ہے مُرشد شفیق ہونا چاہیئے اور طالب مستعد

	ترجمہ
بعد از ان از بہر او شربت بساخت	تا بخورد و پیش دختر میگداخت
پہر اُسے دی ایسی اک شربت کی قسم	دمبدم گہلنے لگا زرگر کا جسم

شرح۔ یعنے چہہ ماہ کا بہلا وا دیکر طبیب نے زرگر کے لیئے ایسا شربت بنا دیا جسکے پینے سے اُسکا بدن روز بروز گہلتا گیا اور قوت اعضا سلب ہونے لگی۔

	ترجمہ
چونکہ زشت و ناخوش و رُخ زرد شد	اندک اندک در دلِ او سرد شد
ہو گیا بد شکل جب وُہ بے تمیز	بجھگئی سب آتش عشق کنیز

شرح یعنے شربت کے اثر سے زرگر لاغر نقیہ بدصورت اور زرد رو ہو تا گیا۔ اسلیئے کنیزک کے دل سے اُسکا عشق کم ہو گیا۔ اور محبت کی آگ ٹہنڈی پڑگئی۔ کیونکہ کنیزک کو مجازی عشق تہا وُہ اُسکی صورت پر مٹی ہوی تہی۔ اُدہر صورت بگڑی اِدہر عشق چمپت ہوا۔

	ترجمہ
چون ز رنجوری جمال او نماند	جان دختر در وبال او نماند
جب مرض نے کھو دیا حسن و جمال	ٹل گیا جانِ کنیزک سے وبال

شرح۔ وبال سے وہی عشق مجازی مراد ہے۔ جو کنیزک کو زرگر کے حسن و جمال اور ظاہری صورت سے تہا کیونکہ صورت کا عشق وبال جان ہوتا ہے۔

	ترجمہ
عشقہائے کز پئے رنگی بود	عشق نبود عاقبت ننگے بود
جس کیلئے عشق شکل و رنگ ہے	سچ تو یہ ہے عشق کیا ہے ننگ ہے

شرح یعنے جو عشق رنگ و پا درظاہری صورت سے تعلق رکھتا ہے وہ درحقیقت عشق نہین ہوتا۔ بلکہ اُسکا نام صورت پرستی ہے جسکا انجام کار حسن ظاہری کے زوال کے بعد آدمی کو حسرت اور خجالت اُٹہانی پڑتی ہے اور جو اہل معنے کے نزدیک سراسر ننگ و عیب ہے نکتہ عشق صورت صرف بلحاظ صورت پرستی مذموم ہے اور اس لحاظ سے کہ صورت مظہر شان الٰہی ہے اور عشق مظہر سے نہین ہے بلکہ اُس حقیقت سے ہے جو اس مظہر مین ظاہر ہے مستحسن ہے اس عشق کو ننگ وحسرت نہین کہتے۔ ایسے عشق کی دو صورتین ہین **اوّل** یہ کہ عاشق کو بلاقید و تعین کسی خاص صورت کے ہر صورت مین مشاہدۂ حق حاصل ہو۔ لیکن اسحالت مین یہ ضرور ہوتا ہے۔ کہ کیفیت مشاہدہ بعض خاص صورتون مین نسبت بعض دیگر صورتون کی اعلےٰ اور کامل درجہ کی ہوتی ہے چنانچہ عورتون مین بہ نسبت مردون کی مشاہدہ کامل درجہ کا ہے ایسا عشق ہر ایک کامل شخص کو بھی نصیب نہین ہوتا بلکہ یہ کامل ترین کا حصہ ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ازواج مطہرات کو دوست رکہنا اور یہ فرمانا **حبب الیّ من امور دنیا کم النساء** (یعنے مجھے دنیا کی تمام چیزون مین عورتین بہت پسند ہین) اسی قبیل سے تہا۔ **دوم** یہ کہ عاشق قید و تعین رکہتا کسی خاص صورت مین مشاہدۂ حق کرے۔ یہ عشق اگرچہ عشق

حق ہے مگر اہل اللہ کے نزدیک ادنے درجہ کا ہے

	کاشکے آن ننگ بودے یکسری	تا نرفتی بروی این بدداوری	
ترجمہ	کاشکے وہ ننگ ہوتا یکسری	تا نہوتی اسپہ یہ بدداوری	

شرح۔ اس شعر کے معنے محققین نے مختلف طور پر بیان کیے ہین۔ مگر کوئی مطلب خدشہ سے خالی نہین معلوم ہوتا چنانچہ معنے **اوّل** یہ ہین۔ کہ کاشکے وہ ننگ یعنے عشق مجازی جو کنیزک کو زرگر سے تہا **یکسری** یعنے پائدار اور زوال ہوتا تاکہ کنیزک کی جان پر وہ بدداوری یعنے محبت زرگر کے سرد ہوجانے کا ستم نہ ڈھیتا ان معنون مین یہ خرابی ہے کہ عشق زرگر خود ننگ تہا اگر جاتا رہا تو کنیزک پر ستم ہونیکے کیا معنے ہین بلکہ یہ تو عین عدل اور سراسر خوبی ہے کیونکہ عشق مجازی مذموم صفت ہے جسکا زائل ہوجانا سر بسر حسن ہے۔ **دوسرے** معنے یہ ہین کہ کاشکے وہ ننگ یعنے عشق مجازی پائدار ہوتا تاکہ زرگر کی جان پر ستم نہوتا یعنے اُسکے قتل کی تدبیر کیجاتی۔ کیونکہ طبیب کو معلوم ہوگیا تہا کہ زرگر کے رنگ روپ کم ہونے سے کنیزک کا عشق کم ہوتا جاتا ہے۔ اسلیئے زرگر کو ہلاک کرکے ہمیشہ کے لیے کنیزک کو اُسکے عشق کی بیماری سے نجات دلائی گئی۔ اگر یہ عشق پائدار ہوتا تو ہرگز زرگر کے ہلاک کرنے کی تدبیر کیجاتی۔

پہلے معنون مین ضمیر وی کنیزک کی طرف راجع ہے اور دوسرے معنون مین زرگر کی طرف۔ مگر ان معنون مین یہ خرابی ہے کہ زرگر کا ہلاک کرنا خدا کے حکم سے تہا جسکو مولانا قدس سرہ نے حضرت خضر کی کشتی توڑنیسے مشابہت دی ہے پس تو طبیب غیبی کے فعل کو جو خدا کے حکم سے تہا بدداوری کہنا سراسر خلاف ہے **تیسرے** معنے یہ ہین کہ **یکسری** بمعنے تمام وکمال ہے۔ یعنے کاشکے عشق مجازی بالکل ننگ اور قابل زوال ہوتا۔ نہ بادشاہ کے عشق کو پائداری ہوتی نہ کنیزک کے۔ یعنے جسطرح کنیزک کا عشق مرض زرگر سے زائل ہوگیا ہے۔ اسیطرح بادشاہ کا عشق مرض کنیزک سے زائل ہوجاتا۔ تاکہ زرگر پر ظلم نہوتا۔ مگر ان معنون مین بھی وہی خرابی ہے جو دوسرے معنون مین بیان ہوی۔ یعنے زرگر کا قتل بحکم الٰہی تہا۔ اسکو بدداوری نہین کہہ سکتے۔ **چوتہے** معنے یہ ہین کہ کاشکے یہ ننگ یعنے عشق صورت یکسری ہوتا دُوسری نہوتا یعنے یہ بات نہوتی کہ بادشاہ کنیزک پر عاشق ہوتا اور کنیزک زرگر پر۔ بلکہ یا تو بادشاہ کنیزک کو چاہتا اور کنیزک زرگر سے کچھ تعلق نہ رکھتی۔ یا کنیزک زرگر سے عشق رکھتی اور بادشاہ سے بالکل الگ رہتی۔ اسکا نتیجہ یہ ہوتا کہ زرگر پر ستم نہ کیا جاتا لیکن ان معنون مین بھی وہی خرابی ہے۔ جو تیسرے معنون مین ہے۔ **پانچوین** معنے یہ ہین کہ اگر عشق صورت ننگ یکسری یعنے ہر کس وناکس کے نزدیک باعث ننگ ہوتا تو کوئی کسی پر عاشق نہوتا۔ یہانتک کہ کنیزک بھی زرگر سے کچھ علاقہ نہ رکھتی اور اُس بیچارے پر ظلم نہ کیا جاتا۔ لیکن یہ معنے بھی تیسرے معنونکی خرابی سے خالی نہین۔ **چھٹے** معنے یہ ہین کہ کاشکے یہ ننگ یعنے عشق مجازی یکسری یعنے ایک طریقہ کا ہوتا مطلب یہ کہ جسطرح کنیزک صورت زرگر کی عاشق تہی اسیطرح بادشاہ صورت کنیزک کا عاشق ہوتا حالانکہ بادشاہ صورت کا عاشق نہتا بلکہ اُس حقیقت کا عاشق تہا

جو صورت کنیزک مین ظاہر تہی۔ کیونکہ عورتون مین مشاہدہ حقیقت کامل درجہ کا ہوتا ہے) تو زرگر پر ستم ہوتا۔ اسلیئے کہ
زرگر کا قتل کرنا الہام کی روسے تہا اور بحالت مین کہ بادشاہ زرگر کی طرح خود گرفتار صورت ہوتا تو اُسے الہام کا مرتبہ
نصیب نہوتا اور نہ طبیب غیبی اُسکا معالج بنتا کیونکہ طبیب قطب زمانہ تہا ایسے قطب کو عاشقان مجازی کے علاج سے
سروکار نہین ہوتا مگر ان معنون مین یہ خرابی ہے کہ بادشاہ کو جو عارف اور عاشق حقیقی تہا عاشق مجازی ہونے کی بددعا
دیگئی ہے۔ اور یہ بددعا صرف اس غرض سے ہے کہ ایک واجب القتل زرگر قتل سے بچ جائے۔ کیونکہ اُسکا قتل
بحکم الہی تہا۔ **ساتوین** معنے یہ ہین کہ کاشکے اگر عشق مجازی ننگ بحیری را ایک طرف کا ننگ) یعنے فقط دنیا مین باعث
ذلت و رسوائی ہوتا عقبے مین اسکا حساب وکتاب نہ لیا جاتا۔ تو قیامت کے دن عاشق مجازی کی جان پر ستم نہ ٹوٹتا
اسصورت مین ضمیر آن جو پہلے مصرع مین ہے عشق مجازی کی طرف اور ضمیر **وے** جو دوسرے مصرع مین ہے عاشق
مجازی کی طرف راجع ہے لیکن ان معنون مین یہ خرابی ہے کہ عشق مجازی اگر اُس سے تجاوز نہ کیا جائے باعث گناہ ہے۔
اور قیامت کے دن اگر گنہگارون کو اُنکے گناہونکے سبب عذاب کیا گیا تو اُسکو بدداوری یعنے ظلم وستم سے تعبیر کرنا
بے ادبی بلکہ کفر ہے **آٹھوین** معنے یہ ہین کہ ننگ بمعنے عیب ہے اور بحیری بمعنے سراپا۔ اور ضمیر آن زرگر کیطرف راجع ہے
یعنے کاشکے وہ زرگر سراپا عیب اور سخت بدصورت ہوتا۔ تاکہ کنیزک اُسکی صورت پر عاشق نہوتی اور وہ کمبخت ہلاکت
سے بچ جاتا۔ ان معنون مین یہ خرابی ہے کہ زرگر کے قتل کو جو بحکم الہی تہا اُسکی بدصورتی بہی روک نہین سکتی تہی کیونکہ حکم الہی
کو خوبصورتی اور بدصورتی سے کچہ سروکار نہین **نوین** معنے جو تمام مذکورہ بالا خرابیون سے الگ اور ہر قسم کے
اعتراض سے بچے ہوے ہین۔ یہ ہین کہ اول مصرع مین **آن ننگ** بمعنے عشق صورت ہے اور **بحیری** بمعنے
پائدار۔ اور دوسرے مصرع مین ضمیر **وی** عشق ہی کیجانب راجع ہے اور بدداوری بمعنے ظلم وستم۔ اس صورت مین
شعر کا یہ مطلب ہوا کہ کاشکے وہ ننگ یعنے عشق صورت پائدار ہوتا یعنے عشق مجازی سے متجاوز ہوکر عشق حقیقی بنجاتا
تاکہ عاشق مجازی کی طرف سے عشق کی جان پر ستم نہ ٹوٹتا۔ کیونکہ عاشق مجازی نے عشق کو اُن معنون مین استعمال
کیا ہے۔ جنکے لیئے وہ موضوع نہ تہا۔ عشق ایک بڑی نیک صفت تہی جسکو عاشق مجازی نے مذموم بنا دیا اور یہ ظلم
ہے کہ اچہی چیز کو برا کردینا اُسکی جان پر ستم توڑنا ہے۔ اسی صورت مین اگر ضمیر وے عاشق کی طرف راجع ہو
اور بدداوری سے ستم فراق مراد لیا جائے تو بہی معنے صحیح ہین اسوقت یہ مطلب ہوگا کہ اگر عشق مجازی پائدار ہوتا یعنے
مجازی سے حقیقی بنجاتا تو عاشق ہمیشہ کے لیے ستم فراق سے بچ جاتا۔ یہ شعر مثنوی شریف کے معجز نما اشعار مین سے
ہے جسکے حل کرنے مین بڑے بڑے علما اور صوفیون کے قدم پہسلگئے ہین۔ ہمنے جسقدر معنے بیان لکہے ہین سبکو
نہایت تامل اور فکر کی نظر سے دیکہنا چاہیئے۔ آخری معنے تمام معنون سے بہتر اور نہایت دلچسپ ہین۔

یا اللہ العالمین صورت کی محبت کے پہندے سے نکالکر عشق حقیقی کے رستہ پر لگادے تاکہ ہمین اپنی حقیقت کا حال معلوم ہوجائے

خون دوید از چشم ہمچون جوئے او — دشمن جان وی آمد روئے او

ترجمہ: بجریٔہ خون چشم گریان ہوگئی — اُسکی صورت دُشمن جان ہوگئی

شرح مصرع دوم مولانا کا مقولہ ہے اور ہمچون جوئی بحالت ترکیب چشم کی صفت ہے یعنے اپنی بیماری کے سبب جسمین اُسے مرجانیکا گمان تہا یا حالت مرض مین یا یاد وطن اور فراق اہل وعیال یا اپنی عاشق کنیزک کی سردمہری کے باعث زرگر کی چشم دریا بار سے خون ٹپکنے لگا۔ اور اُسکا چہرہ یعنے ظاہری حسن وجمال اُسکی جان کا دشمن ہوگیا اگر وہ خوبصورت نہوتا تو کنیزک عاشق نہوتی۔ اور اُسکے ہلاک کرنیکی تدبیر نہ کیجاتی۔

دشمن طاؤس آمد پرّ او — اے بسا شہ را بکشتہ فرّ او

ترجمہ: دشمن طاؤس ہے خود اُسکا پر — بادشاہونکا ہے قاتل رعب و فر

شرح یعنے طاؤس اپنے پر کی خوشنمائی کے باعث مارا جاتا ہے اور بہت سے مغرور بادشاہ اپنے دبدبہ اور شوکت کے سبب قتل کئے جاتے ہین۔ مطلب یہ کہ بسا اوقات خوبصورتی اور خوشنمائی دُشمن جان بنجاتی ہے چنانچہ زرگر کا حال اسکی گواہی دے رہا ہے۔ یہ شعر پہلے شعر کے مضمون کی توضیح ہے بطریق تمثیل۔

چونکہ زرگر از مرض بدحال شد — در گدازش شخص او چون نال شد

ترجمہ: جب تغیر ہوگیا زرگر کا حال — یہ کہازاری سے ہوکر بشکل نال

شرح شخص بمعنے وجود یعنے جسم۔ اور نال بمعنے ریشہ۔ مطلب یہ کہ زرگر کا بدن سوکہہ سوکہہ کر ریشہ کے مانند ہوگیا۔

گفت آن آہو منم کز ناف من — ریخت آن صیاد خون صاف من

ترجمہ: مین ہون وہ آہو کہ نافے کے لیے — مجکو اُس صیاد نے صدمے دیئے

شرح۔ یہان سے یہ چند شعر مقولہ زرگر اور وہ متحسرانہ کلمات ہین جو مرض الموت مین اُسکی زبان سے نکلے تہے یعنے مین وہ مظلوم ہرن ہون کہ صرف نافی کے لالچ یعنے حسن کے سبب سے ہلاک کیا گیا ہون۔ حالانکہ یہ مجہپر سراسر ظلم ہے

اے من آن روباہِ صحرا کز کمین — سر بریدندم برائے پوستین

ترجمہ: مین ہون وہ روباہ صیاد کمین — مارتا ہے مجکو بہر پوستین

شرح۔ ملک روس مین ایک قسم کی لومڑی ہوتی ہے جسکو صرف اسلیئے ہلاک کیا جاتا ہے کہ اُسکی پوستین نہایت نرم و نازک خوبصورت اور قیمتی ہوتی ہے۔ چنانچہ مولانا نظامی سکندرنامہ مین فرماتے ہین۔ شنیدم کہ روباہے در ملک روس خود آرائے باشد بشکل عروس ٭ یہ شعر پہلے شعر کے قریب المعنے ہے۔

اے من آن پیلے کہ زخم پیلبان — ریخت خونم از برائے استخوان

ترجمہ: مین وہ ہون ہاتہی کہ زخم پیلبان — خون مرا کرتا ہے بہرِ استخوان

شرح - ہاتھی دانت قیمتی چیز ہوتی ہے - بلکہ بعض موقع پر اسکی ہڈیان بھی دانتون کے بہاؤ بکجاتی ہین مطلب وہی ہے جو پہلے شعر کا تہا - یعنے صد حیف مین اپنے قیمتی حسن وجمال کے سبب ہلاک کیا گیا ہون -

	آنکہ کشتستم پئے مادونِ من ۷	مے نداند کہ نخسپد خونِ من ۲
ترجمہ	مارڈالا ہے مجھے بہرِ جمال	خون مرا لیکن نہو گا پائے مال

شرح مادون بمعنے کمتر وکم رتبہ جس سے زرگر نے اپنا حسن وجمال مراد لیا ہے - کیونکہ حُسن وجمال جان سے نہایت کم رُتبہ کی چیز ہے - مطلب یہ کہ جس شخص نے مجکو اُس چیز کے لالچ سے مارا ہے جو مجھہ سے نہایت کم رتبہ کی ہے - کیا وہ یہ نہین جانتا کہ میرا خون ہرگز نہ چھپ سکیگا - بالفرض قاتل دنیا مین قصاص سے بچگیا مگر عقبےٰ مین حاکم حقیقی سے چھپکر کہان جائیگا - خون تو سر چڑہکر بولتا ہے -

	بر منست امروز و فردا بر وست	خون چون من کس چنین ضایع کیست
ترجمہ	آج مجھپر ہے تو کل اُسپر ضرور	کب بجل ہوتا ہے خون بے قصور

شرح - یعنے آج قتل کی تکلیف مجکو ہوی ہے - کل انتقام کی تکلیف قاتل ہو گی اور مجہ جیسے مظلوم صاحب حسن وجمال کا خون ضایع نجائے گا بلکہ اگر اس آخر وقت مین بہی زرگر یہ لاف وگزاف اور تکبر چھوڑکر توبہ اور طریق عجز اختیار کرتا تو مقبول بندون مین سے ہو جاتا - چونکہ اُسکا قتل الہام کی رو سے تہا اسلیے قیامت کے دن قاتل سے قصاص کی اُمید رکھنی سراسر لاف زنی ہے -

	گرچہ دیوار افگند سایہ دراز	باز گردد سوئی او آن سایہ باز
ترجمہ	سایۂ دیوار ہو دور از زمیں	لیکن آجاتا ہے ہر پھر کر وہین

شرح - یعنے اگرچہ دن نکلتے وقت دیوار کا سایہ دراز اور دیوار سے دور پڑتا ہے مگر دوپہر کو وہی سایہ اُسی دیوار کی طرف آجاتا ہے - مطلب یہ کہ اچھے بُرے کام کا نتیجہ گو بالفعل نہی مگر کسی نہ کسی وقت ضرور کرنیوالے کو ملجائیگا علے ہذا القیاس قاتل کو میرے خون ناحق کی سزا ضرور ملیگی -

	این جہان کوہست و فعل ماندا	سوئی ما آید ندا ہا را صدا
ترجمہ	ہے جہان کوہ و ندا افعال خلق	سوئے خلق آتے ہین سب اعمالِ خلق

شرح - یہ شعر زرگر اور مولانا قدس سرہ دونونکا مقولہ ہوسکتا ہے یعنے عالم دنیا ایک پہاڑ کی اور ہمارے افعال واعمال اُس پہاڑ مین آواز کے مانند ہین پہاڑ مین ہم جسطرح کی ندا کرینگے بعینہٖ وہی ندا اُلٹ کر ہمارے کانون تک آئیگی - بقول شخصے ع ہے گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سُنے - مطلب یہ کہ جیسے ہمارے افعال ہونگے اُنکی ویسی ہی جزا و سزا ہمکو ملیگی قرآن مجید مین موجود ہے اَلْیَوْمَ تُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ یعنے آج کے

ہر نفس کو اُسکی کمائی کا بدلہ دیا جائیگا اور کسی پر ظلم نہو گا۔

این بگفت ورفت دردم زیر خاک
آن کنیزک شد ز درد و رنج پاک

ترجمہ
کہکے یہ زرگر اُسی دم مر گیا
پاک لونڈی کو الم سے کر گیا

شرح۔ بعض نسخون مین ز رنج عشق پاک اور بعض مین ز عشق و رنج پاک دیکھا گیا ہے مطلب سب کا ایک ہے۔ یعنے چونکہ زرگر کا عشق کنیزک کے دل سے اُسکی بیماری کے سبب رفتہ رفتہ کم ہوگیا تہا اسیلئے اُسکے مرجانے سے بالکل جاتا رہا اس عشق کے جاتے رہنے کی علت یہ اگلا شعر ہے۔

زانکہ عشق مردگان پایندہ نیست
زانکہ مُردہ سوی ما آیندہ نیست

ترجمہ
مُردے کی اُلفت کا ہے کیا اعتبار
مُردہ کب آتا ہے پہر کر بار بار

شرح۔ یعنے فنا ہونیوالی چیزون کا عشق پائدار نہین ہوتا۔ کیونکہ فانی اور معدوم ہونیوالی چیز واپس ہوکر ہمارے پاس نہین آتی۔ اسی لیے فانی کی محبت بہی فنا ہوجاتی ہے۔ مثلاً ایک شخص کا ایسا چاہیتا بیٹا مر گیا جو اُسکے نزدیک تمام عالم سے زیادہ محبوب تہا۔ باپ کو چند روز تو اُسکی جُدائی کا قلق رہیگا۔ مگر رفتہ رفتہ مرنیوالے کا عشق بالکل فراموش اور نیست و نابود ہوجائے گا۔

عشق زندہ در روان و در بصر
ہر دمی باشد ز غنچہ تازہ تر

ترجمہ
عشق زندہ سے ہے خوش جان و بصر
ہے جو غنچے سے زیادہ تازہ تر

شرح۔ زندہ سے حی القیوم یعنے ذات حق روان سے باطن۔ اور بصر سے ظاہر مراد ہے مطلب یہ کہ اللہ تعالے کا عشق ظاہر و باطن دونون کو تر و تازہ کردیتا ہے۔ یہ عشق روح کے لیے باعث سرور اور آنکہون کے لیئے موجب نور ہے۔ کیونکہ یہ عشق اللہ نور السموات والارض کا ہے۔

عشق آن زندہ گزین کو باقیست
وز شراب جانفزایت ساقیست

ترجمہ
عشق اُسکا کر نہین جسکو فنا
تجکو دیتا ہے شراب جان فزا

شرح شراب جانفزا سے وہ ظاہری و باطنی نعمتین مراد ہین۔ جنکے ذریعہ سے جسمانی و روحانی زندگی قایم رہتی ہے

عشق آن بگزین کہ جملہ انبیا
یافتند از عشق او کار و کیا

ترجمہ
عشق سے اللہ کے بے اشتباہ
انبیا کرتے ہین کار پادشاہ

شرح۔ صاحب برہان قاطع نے کار گیا بکسر رائے مہملہ و کاف فارسی کو بمعنے بادشاہ و وزیر و کار فرما لکہا ہے نیز چارون عنصر و نیز ان مین سے کسی عنصر کو بہی کار گیا کہا ہے۔ صاحب فرہنگ جہانگیری کا بہی یہی قول ہے جسنے کار گیا کو بمعنے بادشاہ و کار فرما ہونے کی سند مین مولوی معنوی کا یہی شعر جسکی ہم شرح لکہہ رہے ہین پیش کیا ہے لیکن صاحب برہان اُسے

مؤلف جہانگیری دونوں نے غلطی کی ہے۔ کیونکہ کیا بجز مخفف گیاہ کے فارسی میں اور کوئی معنے نہیں رکھتا۔ دوسرے یہ کہ مولوی معنوی کے شعر میں کار کیا۔ بمعنے بادشاہ و کار فرما لیا جائے تو شعر کے معنے نہیں بنتے۔ اسکی صحیح تحقیق یہ ہے کہ کیا لفظ کے کا مزید علیہ ہے اور کے بمعنے خداوند و مالک ہے۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ لفظ کیا بکاف عربی ہے اور کار و کیا میں ترکیب اضافی ہے۔ اس لفظ کو مفرد خیال کرنے والے سخت غلطی پر ہیں۔ کار کیا بمعنے کار بادشاہ ہے یعنے سلطنت علیٰ ہذا القیاس جب کار کیا کو بمعنے عنصر لیا جائیگا تو کار سے کہ متعلق بہ عنصر باشد کے معنوں میں ہوگا نہ فقط بمعنے عنصر البتہ کار کیا بسکون رائے مہملہ و کاف عربی بمعنے بادشاہ و عنصر ہو سکتا ہے کیونکہ اس حالت میں اضافت مقلوب ماننی پڑیگی۔ یعنے کیائے کار بعضے خداوند کار۔ چنانچہ دہ کیا بمعنے مالک دہ اہل ہن کا محاورہ ہے اور اسمیں اضافت مقلوب ہے مطلب شعر یہ ہے کہ اس معشوق حقیقی کا عشق اختیار کر جسکی محبت کے باعث انبیاء نے باوجود ترک دنیا وہ مرتبہ پایا ہے جو بادشاہ کو حاصل ہوتا ہے اور وہ کام کیا ہے جو بادشاہ کرتے ہیں کیونکہ انبیا اسیطرح اپنی امت کے نگہبان رہے ہیں جسطرح ایک عادل اور خداترس بادشاہ اپنی رعیت کا بادشاہ صرف ملک دنیا کا مالک ہوتا ہے اور انبیا ملک دنیا و عقبے دونوں کے حاکم ہیں۔ مثنوی کے تمام نسخوں میں کار دکیا واو عاطفہ کے ساتھ دیکھا گیا ہے۔ مگر یہ معنوی اعتبار سے غلط اور کاتبوں کا تصرف ہے۔

	تو مگو ما را بدان شہ بار نیست	با کریمان کارہا دشوار نیست
ترجمہ	یہ نہ کہہ اس شاہ تک کیونکر ہو بار	کب کریموں پر ہے مشکل کوئی کار

شرح یعنے تو یہ کہکر کہ اس بادشاہ حقیقی تک ہماری رسائی نہیں ہو سکتی اپنی ہمت نہ توڑ اور راہ طلب نہ چھوڑ کیونکہ کریموں کے ساتھ کسیکو کوئی کام پڑتا ہے تو اسمیں کسیطرح کی دقت اور دشواری نہیں ہوتی۔ قرآن مجید میں موجود ہے فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ تم میرا ذکر کروگے تو میں تمکو یاد رکھونگا اور حدیث قدسی میں یہ لفظ موجود ہیں مَنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا وَمَنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا وَمَنْ أَتَانِي مَشْيًا أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً یعنے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص بالشت بھر میری طرف بڑھتا ہے میں اسکیطرف ایک گز بڑھ جاتا ہوں اور جو ایک گز بڑھتا ہے میں دو گز تک سبقت کرتا ہوں۔ اور جو میرے پاس آہستہ آہستہ چلکر آتا ہے میں اسکیطرف دوڑکر آتا ہوں ✓

	دربیان آنکہ کشتن مرد زرگر باشارۂ الٰہی بود نہ بخیال باطل
ترجمہ	اس بات کا ذکر کہ زرگر کا مار ڈالنا خدا کے حکم سے تھا نہ کہ خیال باطل سے

شرح۔ شروع حکایت میں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ زرگر سے نفس امارہ یا حب دنیا مراد ہے اور حکیم سے مرشد کامل چونکہ سالک کے دل سے محبت دنیا کا زائل کرنا مرشد پر فرض ہے اسلیئے زرگر کا ہلاک کرنا خدا کے حکم سے تھا جیسا کہ

حضرت خضر نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کے ساتہ سفر کرتے ہوے بالہام ربانی ایک نابالغ لڑکے کو قتل کردیا تہا۔ اِس قصّہ کو ہم آگے چلکر بیان کرینگے

	کشتن آن مرد بر دست حکیم	نے پئے اُمید بود و نے زبیم
ترجمہ	مردِ زرگر کی ہلاکت سے اے فہیم	نے پے اُمید تہی نے بھرِ بیم

شرح۔ یہان کُشتن بمعنے ہلاک شدن بطور مجاز مصدر لازم ہے یعنے حکیم کے ہاتہ سے زرگر کا ہلاک ہونا نہ تو اسلیئے تہا کہ اُسکو بادشاہ سے کسیقدر انعام کی اُمید تہی اور نہ اسلیئے تہا کہ وہ بادشاہ سے کسیطرح کا خوف رکھتا تہا یہ تو محض حکم خدا کی تعمیل تہی کامل صوفی دنیا کی طمع یا اہل دنیا کے خوف سے کوئی کام نہین کرتے بلکہ ایسے لوگ ہمیشہ صرف خدا کی رضا کے طالب رہتے ہین۔

	آن نکشتش از برائے طبع شاہ	تا نیامد امر و الہام از آلہ ۲
ترجمہ	قتل تہا اُسکا نہ بہرِ طبع شاہ	بلکہ تہا یہ امر و الہام آلہ

شرح۔ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ قتل زرگر بیشک از روے الہام تہا۔ اِس الہام کو وحی اسلیے کہا گیا ہے کہ الہام الولی کوحی النبی یعنے ولی کا الہام نبی کی وحی کے برابر ہوتا ہے۔ گو ولی کا کوئی فعل ظاہر مین خلاف شرع معلوم ہو مگر باطن مین بالکل شریعت کے مطابق ہوگا اِسکی مثال آیندہ شعر مین ہے۔

	آن پسر را کش خضر ببرید حلق ۲	سرّ آنرا در نیابد عام خلق ۲
ترجمہ	خضر نے کاٹا تہا جس بچے کا حلق	راز اُسکا کب سمجہ سکتی ہے خلق

شرح یعنے زرگر کا مار ڈالنا اگرچہ ظاہر مین بُرا معلوم ہوتا تہا کیونکہ اِسکے لیے کوئی شرعی وجہ قایم نہین ہوی تہی مگر چونکہ یہ قتل حسب الہام الٰہی تہا اسلیئے فی الواقع بُرا نہ تہا۔ اسکی مثال حضرت خضر کا قصہ ہے اُنکا ایک نابالغ لڑکے کو مار ڈالنا اُس زمانے کے پیغمبر (حضرت موسیٰ علیہ السلام) کو بُرا معلوم ہوا۔ مگر انجام کار ظاہر ہوگیا کہ خضرؑ کا فعل حکم الٰہی کی تعمیل پر مبنی تہا حضرت خضرؑ کا قصہ مختصر طور پر یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام فرعون کے ڈوبنے کے بعد بنی اسرائیلیون کے ایک مجمع مین بیٹھے ہوے وعظ فرما رہے تہے اُنہین سے ایک سردار نے کہا کہ اے موسےٰ کلیم اللہ کیا دنیا مین اب کوئی ایسا ہے جو آپ سے زیادہ علم و عقل رکہتا ہو حضرت موسےٰ نے جواب دیا کہ مین نہین جانتا کوئی ہے یا نہین اتنے مین حضرت جبرئیل تشریف لائے اور یہ کہا کہ اللہ تعالےٰ کا حکم ہے کہ جسجگہ دو دریا بہتے ہین یعنے مجمع البحرین مین ہمارے ایک خاص بندے (خضر علیہ السلام) کی صحبت مین رہکر اُس سے کچہ سیکہو۔ کیونکہ خضر حسب مضمون وَعَلَّمْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا علم لدُنّی رکہتے تہے حضرت موسیٰ محنت سفر اور سخت تکلیفین اُٹہا کر خضر سے ملے اور اُنسے کچہ سیکہنا چاہا۔ آیت ہَلْ اَتَّبِعُکَ عَلٰٓی اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا یعنے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے خضر کیا مین اس شرط پر تیرے ساتہ رہ سکتا ہون

کہ تو اپنے اُس علم مین سے جو تجکو دیا گیا ہے مجھے کچہ سکہائے اور میری رہبری کرے اسی کیطرف اشارہ کرتی ہے خضرؑ
نے فرمایا کہ تم میرے اُن فعلون کو دیکہکر جو بظاہر تمہاری شریعت کے خلاف ہونگے مجھسے باز پرس کروگے اور میرے
کامون پر تمسے ہرگز صبر نہو سکیگا۔ بلکہ ہمیشہ اعتراض کرتے رہوگے موسے علیہ السلام نے کہا کہ مین کسی کام مین تمہاری
نافرمانی نہ کرونگا۔ اور تمہارے ہر فعل پر انشاء اللہ تعالے صبر کرتا رہونگا خضر نے جواب دیا کہ اچہا اگر تم میرے ساتہ رہنا
چاہتے ہو تو مجھسے کسی چیز کی بابت سوال نہ کرنا جبتک مین خود اظہار اسرار نکرون۔ جب دونون طرف سے اقرار و مدار
ہوچکے تو دونو ایک کشتی مین سوار ہوکر چلے۔ حضرت خضر نے تھوڑی دور چلکر بلا وجہ اُس کشتی کو توڑ دیا حضرت موسے سے
صبر نہو سکا اور یہ فرمایا کہ اے خضر تمنے اس کشتی کو شاید اسلیئے توڑا ہے کہ اسکے بیٹھنے والے دریا مین ڈوب جائین
خضر نے جواب دیا کہ مین تو پہلے ہی کہتا تہا کہ تمسے میرے فعلون پر صبر نہو سکیگا اور تم اعتراض کرتے رہوگے موسےؑ
نے بھول چوک کا عذر کیا اور دونون آگے بڑہے۔ راستہ مین ایک نابالغ لڑکا ملا۔ خضرؑ نے اُس لڑکے کو قتل کردیا
چونکہ اس قتل کا کوئی سبب شرعی ظاہر نہ تہا۔ اسلیئے حضرت موسے نے بہر معترض ہوکر حضرت خضرؑ سے فرمایا کہ مین
تمہارے اس معصوم اور بے گناہ لڑکے کے قتل کردینے کو برا جانتا ہون خضر نے کہا کہ مین تمکو تاکید کے ساتہ
صبر کرنے کی ہدایت کرچکا ہون مگر تمسے صبر نہین ہوسکتا۔ موسےؑ نے جواب دیا کہ اگر مین تمسے اب کسی بات کا سوال
کرون تو مجھے اپنی مصاحبت سے جدا کردینا۔ اس اقرار کے بعد دونون ایک بستی مین پہنچے۔ اور وہان والون سے
کہانا مانگا۔ بستی والون نے کہانا دینے سے انکار کردیا۔ خضر نے اُس بستی مین ایک جھکی ہوی دیوار دیکھی جو گرنیکو
تہی اُسے نئے سرے سے بنا دیا حضرت موسے نے فرمایا کہ تم چاہتے تو اس دیوار کو مزدوری لیکر بناتے۔
حضر نے کہا **هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ** یعنے اے موسے اب مین تمکو اپنے ساتہ نہین رکھہ سکتا۔ البتہ عنقریب کشتی توڑنے
لڑکے کو قتل کردینے اور بستی والون کی دیوار بنا دینے کا باطنی سبب تمسے بیان کردونگا۔ کشتی توڑنیکا یہ سبب تہا کہ
اُس ملک کا ظالم بادشاہ سالم کشتیونکو بیگار مین پکڑ لیتا تہا۔ مینے اُسکو توڑ کر معیوب کردیا۔ کیونکہ وہ کشتی مسکینونکی تہی
اگر سالم ہوتی تو بادشاہ پکڑ لیتا۔ اور بیچارے مسکین مزدوری کرکے پیٹ نہ پال سکتے۔ اور لڑکے کو مار ڈالنے
کی یہ وجہ تہی کہ اُسکے ماں باپ مومن تہے وہ خود اگر زندہ رہتا تو بہت بڑا شقی ہوتا اور والدین کو کافر بنا لیتا۔ اسلیئے
اُسکا قتل اُسکے والدین کے حق مین نہایت مفید ہوا اور باوجود انکار ضیافت بستی والون کی دیوار بنا دینے کی یہ علت
تہی کہ اُسکے نیچے دو یتیم بچون کا خزانہ تہا۔ اگر وہ دیوار گر پڑتی تو لوگ اُس خزانہ کو لوٹ لیتے اور اللہ کو یہ منظور تہا
کہ وہ دونو جوان ہوکر اپنے خزانہ کے آپ مالک بنین۔ آخر مین خضر نے اتنا اور فرمایا کہ **وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ اَمْرِي** اے
موسےؑ مینے انمین سے کوئی فعل اپنی طرف سے نہین کیا۔ بلکہ خدا کے حکم سے ایسا ہوا ہے **فائدہ** حضرت موسےؑ
اور خضرؑ کا قصہ سورہ کہف مین ہے۔ کہتے ہین خضرؑ نے جس لڑکے کو قتل کردیا تہا اللہ تعالے نے بطور نعم البدل اُسکے

والدین کو ایک نیکبخت لڑکی دی جسکی اولاد سے کئی پیغمبر پیدا ہوئے بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اُس بستی کا نام انطاکیہ ہے جسکے رہنے والون نے ان دونو پیغمبرون کو کہانا دینے سے انکار کیا تہا۔ اُنکا دستور تہا کہ اپنے گانو کا دروازہ شام سے بند کرکے صبح تک کسیکے لیے نہین کہولتے تہے۔ چونکہ حضرت خضرؑ و موسٰیؑ رات کے وقت پہنچے تہے اسلیئے حسب دستور اُنکے لیے بہی دروازہ نہ کہلا۔ اُنہون نے کہا کہ اگر دروازہ نہین کہولتے تو ہمین کچہ کہانا دو کیونکہ ہم مسافر ہین۔ مگر گانو والون نے کہانا دینے سے بہی انکار کیا۔ یہ دونو رات بہر گانو کے باہر بہوکے پڑے رہے صبح کو خضرؑ نے ایک جہکی ہوی دیوار کی مرمت کردی سورہ کہف مین یہ آیت ہے **حَتّٰی اِذَا اَتَیَا اَہْلَ قَرْیَۃِ اسْتَطْعَمَا اَہْلَھَا فَاَبَوْا اَنْ یُّضَیِّفُوْہُمَا** یعنے حضرت موسٰے و خضرؑ نے ایک گانو مین پہنچکر گانو والون سے کہانا مانگا مگر اُنہون نے ضیافت دینے سے انکار کیا **لطیفہ**۔ اس آیت مین لفظ ابو صیغہ جمع غائب اباء بمعنے انکار کردن سے مشتق ہے جسوقت یہ آیت نازل ہوی انطاکیہ کے لوگ یہ سمجہکر کہ آیت قرآنی کی معرفت پیغمبرون کے کہانا نہ دینے کی بابت انطاکیہ والون کی بدنامی قیامت تک باقی رہیگی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کیخدمت مین آئے اور عرض کیا کہ لفظ اَبَوْ کو اَتَوْ سے بدل دیجیئے۔ ایک نقطہ کے فرق مین ہماری بدنامی نیکنامی سے مبدل ہوجائیگی اور اس صورت مین **اَتَوْا اَنْ یُّضَیِّفُوْہُمَا** کے یہ معنے ہوجائینگے کہ انطاکیہ والے اُن دونو پیغمبرون کے پاس ضیافت کا سامان لیکر آئے۔ کیونکہ اَتَوْ صیغہ جمع **اتیان** سے مشتق ہے بمعنے آنا۔ لیکن چونکہ رسالت کا کام امانت کا ہے اور رسول خدا کے کلام مین سے ایک حرف کیا ایک زیر و زبر اور ایک نقطہ کو بہی نہین بدل سکتا اسلیئے انطاکیہ والے ناکامیابی کے ساتہ واپس ہوے۔ یہ لطیفہ خاکسار **شارح** نے ایک زبردست عالم سے سُنا ہے گو اسوقت تک کسی تفسیر مین نظر سے نہین گزرا **الحاصل** خضرؑ و موسٰیؑ کے قصے سے یہ بات نکلتی ہے کہ سالک کو مرشد کے کامون پر صبر کرنا لازم ہے نیز سالک کسی بات پر معترض ہو تو مرشد اُسکو سمجہاتا رہے اور کم از کم تین بار معذور سمجہکر فیضان صحبت سے جدا نہ کرے۔ **حضرت موسٰے اور خضر۔ مین فرق مرتبہ**۔ یہان یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت موسٰیؑ نبی مرسل اولو العزم پیغمبر صاحب کتاب و معجزات ہین اور خضرؑ کی نبوت اختلافی ہے۔ پہر حضرت موسٰیؑ کو خضرؑ سے بعض علوم حاصل کرنے کی ہدایت کیون کیگئی اور وہ بطور طالب العلم خضرؑ کو تلاش کرکے اُنکے ہمراہ کیون رہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ علم کی دو قسمین ہین۔ ایک کُلّی دوسری جزئی۔ رسولون اور اولو العزم پیغمبرون کو علم کُلّی دیا جاتا ہے۔ اور دوسرے درجہ کے نبیون کو علم جزئی **وَعَلَّمْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا** کے یہی معنے ہین کہ ہمنے خضر کو بعض جزئیات کا علم عنایت فرمایا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ فضیلت جزئی فضیلت کُلّی سے بڑہ نہین سکتی یعنے حضرت موسٰے کو بعض جزئیات کا علم نہوتا اُنکے مرتبہ کو خضر کے مرتبہ سے گہٹا نہین سکتا۔ مثلاً فرض کیجئے کہ زید تمام زبانون اور جمیع علوم کا جامع عالم ہے مگر فارسی نہین جانتا۔ اور خالد صرف فارسی

جاننے کے سوا اور کسی عسلم مین دخل نہین رکہتا اس صورت مین خالد کی فضیلت زید کی فضیلت سے بڑہ جائیگی تو کیا اُس سے کسی قسم کی نسبت ہی نہین رہتی۔ یا یہ جواب ہے کہ حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت سے پہلے ایک زمانے اور ایک وقت مین مختلف شریعتون کا رواج مذہبی طور پر جائز تہا۔ اولو العزم رسول کی شریعت اور ہوتی تہی اور اُسی وقت کے نبی کی اور نبی اُسوقت کے رسول کی رسالت کے توقائل ہوتے تہے مگر اُنکی شریعت کی پابندی اُنپر لازم نہ تہی۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رسالت خضر کے لئے نہ تہی اسلیئے ممکن ہے کہ خضر کو بعض ایسی باتون کا علم دیا گیا تہا جن سے حضرت موسٰے بیخبر تہے مگر فضیلت کلی حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی کے لیئے تہی۔

	انکہ از حق یابد او وحی و خطاب	**ہرچہ فرماید بود عین صواب**
ترجمہ	جانب حق سے جسے آئے خطاب	وہ کہے جو کچہ وہ ہے عین صواب

شرح۔ یعنے نبی از روئے وحی اور ولی از روئے الہام جو کچہ کرتے یا کہتے ہین وہ ٹہیک اور واجب العمل ہوتا ہے کیونکہ وحی اور الہام حکم خداوندی ہے۔ اِس لحاظ سے خضر کا نابالغ لڑکے کو اور طبیب غیبی کا زرگر کو قتل کردینا بالکل بجا اور عین صواب تہا۔

	انکہ جان بخشد اگر بکشد رواست	**نائبست و دست او دست خداست**
ترجمہ	مارے گر جان بخش تو ہے یہ روا	ہات ہر نائب کا ہے دستِ خدا

شرح اس شعر کے معنے دوطرح ہوسکتے ہین۔ **اوّل** یہ کہ بخشد اور بکشد کا فاعل خدا ہے جو جلانے اور مار ڈالنے کا مالک ہے۔ چونکہ خدا ہاتہ مین تلوار لیکر کسی کو نہین مارتا اسلیئے اُسنے اپنے نائب یعنے صاحب شریعت کو حسب مصلحت قصاص وغیرہ کے موقعون پر مجرم کے مار ڈالنے کی اجازت دی ہے اور بعض صورتون مین قتل کو واجب یا مباح کر دیا ہے فعل الحکیم لایخلو عن الحکمۃ اِس لحاظ سے بکشد کا حقیقی فاعل تو خدا ہی ہے۔ مگر مجازی فاعل اُسکا نائب یعنے صاحب شریعت ہے۔ اِس تقریر سے واضح ہوگیا کہ لفظ **نائب است** مین فعل ناقص یعنے است کا اسم لفظ **بکشد** کی ضمیر ہے جو فاعل مجازی کی طرف راجع ہے اور مطلب شعر یہ ہے کہ وہ خدا جو مُردہ مین جان ڈالتا ہے اگر کسی زندہ کو مار ڈالے یعنے اپنے حکم سے اپنے کسی نائب کے ہاتون قتل کرادے تو یہ قتل بالکل بجا ہے کیونکہ مارنیوالا یعنے فاعل مجازی خدا کا نائب ہے اور چونکہ اُسنے خدا کے حکم سے مارا ہے اسلیئے اُسکا ہاتہ گویا خدا کا ہاتہ ہے اور یہ پہلے کئی جگہ معلوم ہوچکا ہے کہ نائب خدا کے تمام افعال و اقوال خدا ہی کی طرف منسوب ہوتے ہین اسکی دلیل کے لیئے قرآن مجید مین موجود ہے۔ **وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى** جنگ بدر مین رسول مقبول صلعم کے خاک کی ایک مُٹہی پہینکنے سے تمام کافر اندہے ہوگئے تہے اللہ تعالٰے نے رسول کے اس فعل کو اپنی ذات کی طرف منسوب کیا ہے۔ یعنے اے رسول وہ خاک کی مُٹہی تو نے نہین پہینکی بلکہ اللہ نے پہینکی تہی۔ دوسری آیت

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ہے یعنے اے رسول جو تجھسے بیعت کرتے ہین وہ گویا خدا سے بیعت کرتے ہین **دوسرے** معنے یہ ہین کہ جان سے معرفت مراد ہے اور بخشد وبکشد کا فاعل انسان کامل ہے مطلب یہ کہ جو شخص مردہ مین جان ڈالتا ہے یعنے لوگون کے دلِ مُردہ کو ذکر آلہی کی تعلیم سے زندہ کر دیتا ہے اگر وہ مار بھی ڈالے یعنے سالک کے وجود عارضی کو مٹا دے تو یہ بالکل درست ہے کیونکہ انسان کامل خدا کا نائب ہے اُسکے تمام افعال واقوال وحی یا الہام کے ذریعہ سے ہوتے ہین۔

	ہمچو اسمٰعیل پیشش سر بنہ	شاد وخندان پیش تیغش جان بدہ
ترجمہ	شکل اسمعیل کہنا اُسکا مان	شاد خندان کرحوالے اپنی جان

شرح۔ یعنے اے شخص تو نائب خدا کی (خواہ وہ نبی ہو یا ولی یا مُرشد کامل) اسطرح اطاعت کر جسطرح حضرت اسمٰعیل نے نائب خدا یعنے اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی اطاعت کی۔ کیونکہ جس شخص کے لیے جان آفرین نے قتل ہوجانا مشروع کر دیا ہے۔ اُسپر فرض ہے کہ اپنی جان نائب خدا کے روبرو پیش کر دے تاکہ اُسے ہمیشہ کی شادمانی نصیب ہو اسلیے کہ حکم الٰہی کی تعمیل مین اپنی جان دیدینی حیات جاودانی کا سبب ہے۔ قرآن مجید مین یہ آیت موجود ہے **وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوۃٌ یَّا اُولِی الْاَلْبَابِ** یعنے تمہارے لیئے قصاص مین بہت بڑی زندگی ہے اسکے معنے اکثر مفسرین یہ لکھتے ہین کہ جب کسی خونی کو قصاص مین قتل کیا گیا تو اُسکی شرارت اور جرأت قتل سے خلق خدا محفوظ ہو گئی۔ اور خونی آدمی کا خوف جو عموماً دلون مین ہوا کرتا ہے بالکل جاتا رہا۔ گویا مخلوق کو بہت بڑی زندگی حاصل ہوئی لیکن بعض نکتہ فہم مفسرین نے آیت مذکورہ کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اے عقلمندو تمہارے لیے قصاص مین یعنے حکم الٰہی سے قتل ہوجانے مین ہمیشہ کی زندگی اور نجات ابدی پوشیدہ ہے۔ کیونکہ اطاعت الٰہی سے روحانی اور ہمیشہ کی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ مثنوی شریف کے مناسب مقام یہی دوسرے معنے ہین۔ اس شعر کا پہلا مصرع اس آیت کی طرف اشارہ کرتا ہے **قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ** الیٰ آخرہ یعنے ابراہیم نے اپنے بیٹے سے کہا کہ مین خواب مین یہ دیکھتا ہون کہ تجھے ذبح کر رہا ہون۔ اب تیری مرضی کیا ہے۔ بیٹے نے جواب دیا کہ اے باپ تجھے جس چیز کا حکم دیا گیا ہے وہ کر ڈال۔ یہ سُنکر باپ نے ذبح کرنے کے لیے بیٹے کو پیشانی کے بل زمین پر لٹایا اور گلے پر چھری رکھی۔ اسوقت غیب سے ندا آئی کہ اے ابراہیم یہ فقط تیرا اور تیرے بیٹے کا امتحان تھا اب اس لڑکے کے بدلے ہم تجھے ذبح کرنیکے لیے یہ دُنبہ دیتے ہین۔ **حاصل مطلب** یہ ہے کہ شادمانی اور خوشی سے نائب خدا کے روبرو اپنی جان حاضر کر دینے کے سبب حضرت اسمٰعیل کو حیات جاودانی حاصل ہو گئی اسیطرح اگر زرگر خوشی سے اپنی جان دیدیتا تو ہمیشہ کی زندگی کا مالک ہو جاتا۔ اور چونکہ نائب خدا مقتول کو خدا کے حکم سے قتل کرتا ہے اسلیئے اُسکا فعل بالکل بجا ہوتا ہے۔ **فائدہ** علمائے ظاہر کا قول ہے کہ **ذبیح** حضرت اسمٰعیل

علیہ السلام تھے مگر اہل کشف نے حضرت اسحاق کو ذبیح کہا ہے اور یہی قول ابن مسعودؓ اور حضرت علیؓ کا ہے۔ اور توریت مین بھی حضرت اسحق ہی کے ذبیح ہونیکی تصریح کیگئی ہے۔

	تا بماند جانت خندان تا ابد	ہمچو جان پاکِ احمد با احد
ترجمہ	خوش رہے تا جان تیری تا ابد	جیسے جانِ پاکِ احمد با احد

شرح۔ یہ شعر پہلے شعر کے مضمون کا نتیجہ ہے یعنے تو اپنی جان کو خوشی سے تیغ حکم مرشد کامل کے حوالے کر دے اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ تیری روح ہمیشہ شاد وخرم رہیگی۔ اور تجھے ہمیشہ کی زندگی لجائیگی اور جسطرح حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی روح پاک وصال شاہد حقیقی سے ہمیشہ خرم وشادمان ہے اسیطرح تعمیل حکم الٰہی کے باعث تیری روح کو بھی ہمیشہ فرحت حاصل ہوا کریگی۔

	عاشقان جام فرح آنگہ کشند	کہ بدست خویش خوبانشان کشند
ترجمہ	عاشقون کو فرحی ہوتی ہے جب	قتل کر دیتے ہین محبوبان رب

شرح۔ پہلے مصرع مین کشند بفتح کاف ہے مشتق از کشیدن اور دوسرے مین بضم کاف مشتق از کشتن یعنے عاشقان الٰہی روحانی مسرت کی شراب کا جام اُسوقت پیتے ہین جبکہ معشوقان الٰہی یعنے خدا کے سچے نائب انکو اپنے ہاتھ سے مار ڈالتے ہین اور وہ تعمیل حکم الٰہی کے لیے گردن جھکا کر خوشی خوشی اپنی جان دیدیتے ہین۔ کیونکہ اسوقت سے انکو حیات ابدی حاصل ہوجاتی ہے کُشند کے یا تو یہ معنے ہین کہ خدا کے نائب قصاص وغیرہ مین انکو جان سے مار ڈالتے ہین۔ یا یہ معنے ہین کہ انکو ترک وجود عارضی اور نفس کشی کی تعلیم دیتے ہین۔

	شاہ آن خون از پئے شہوت نکرد	تو رہا کن بدگمانی و نبرد
ترجمہ	قتل زرگر کا پے شہوت نہتا	بدگمانی شاہ سے چھوڑ اے فتا

شرح۔ یعنے بادشاہ نے زرگر کا خون شہوت نفسانی یا لذت جسمانی کے لیئے نہین کیا تھا۔ بلکہ یہ جو کچھ ہوا الہام الٰہی سے ہوا۔ شاہ کی نسبت بدگمانی نہ چاہیئے۔

	تو گمان کردی کہ کرد آلودگی	در صفا غش کے ہلد پالودگی
ترجمہ	تو سمجھتا ہے کہ کی آلودگی	چھوڑتی ہے میل کب پالودگی

شرح۔ آلودگی یعنے گناہ۔ غش بالکسر وبالفتح بمعنے کدورت یعنے میل کچیل۔ پالودگی۔ صفائی۔ یعنے تو یہ گمان کرتا ہوگا کہ قتل زرگر کے باعث بادشاہ نے گناہ کیا۔ مگر یہ سراسر بدگمانی ہے۔ بلکہ شاہ اس تہمت سے پاک وصاف تھا۔ کیونکہ اہل اللہ کے دل گناہون کی کدورت سے صاف ہوا کرتے ہین۔ دوسرے مصرع کے لفظی معنے یہ ہین کہ صاف چیز مین صفائی کدورت اور میل کو ہرگز نہین چھوڑتی اور باطنی مطلب یہ ہے کہ چونکہ بادشاہ

کا دل گناہون کی کدورت سے صاف تہا اسلیئے صاف دل مین اپنی فطری صفائی نے گناہ کی کدورت کو باقی نہین رکہا
تہا۔ اسی لیئے قتل زرگر نے اُسکے صاف و پاک دامن کو گناہ کے دہبے سے آلودہ نہین کیا۔

	بگزراز ظنّ خطا اے بدگمان	اِنّ بعضَ الظّنِّ اِثمٌ را بخوان
ترجمہ	ہے یہ تیرا ظنّ بد بالکل خطا	اِنّ بَعضَ الظّنِّ اِثمٌ پڑہ ذرا

شرح۔ دوسرا مصرع قرآن مجید کی آیت کا ٹکڑا ہے اور پوری آیت یہ ہے۔ یَا اَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا اجتَنِبُوا کَثِیرًا مِنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعضَ الظَّنِّ اِثمٌ ؕ اے ایمان والو بہت گمانون سے پرہیز کرو۔ کیونکہ بعض گمان (جو خلاف واقع ہو) گناہ کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے۔ مطلب شعر یہ ہے کہ اے مخاطب تو بادشاہ کی نسبت یہ گمان نکر کہ قتل زرگر مین خطا کا مرتکب ہوا ہے۔ بدگمانی سراسر گناہ ہے۔ کیونکہ تو اسرار آلہی کو نہین جانتا۔ اور نہ تجہے ابتک یہ معلوم نہین ہوا کہ خاصان خدا کے بعض افعال جو ظاہر مین خلاف معلوم ہوتے ہین وہ در باطن بالکل درست اور سراسر حکم الٰہی کی تعمیل کے دائرے مین ہین۔

	بہر آنست این ریاضت وین جفا	تا برآرد کورہ از نقرہ جُفا
ترجمہ	اسلیئے ہے یہ ریاض یوم ولیل	تا کہ بہٹی سے چہٹے چاندی کا میل

شرح۔ کورہ یعنی بھٹی اور جُفا بالضم جیم سونے چاندی کا میل یعنے جسطرح بہٹی میل کو دور کردیتی ہے۔ اسیطرح ریاضت اور مجاہدہ نفس کی بہٹی اسلیئے موضوع ہے کہ یاد الٰہی سے زر خالص کو دلمین رکہکر حب دنیا کی کدورت اور محبت ماسوی اللہ کے میل کچیل کو الگ کردے۔ بادشاہ چونکہ ریاضت و نفس کشی کی منزلین طے کیے ہوے تہا اسلیئے اُسکی نسبت یہ خیال کرنا کہ زرگر کا قتل کسی نفسانی خواہش پر مبنی تہا سراسر بدگمانی ہے۔

	بہر آنست امتحانِ نیک وبد	تا بجوشد بر سر آرد زر زبد
ترجمہ	اسلیے ہے امتحان نیک و بد	تا جدا ہو زرِ خالص سے زَبَد

شرح۔ زَبَد بفتحتین کفِ آب وکف شیر۔ وکفِ سیم وزر گداختہ۔ یعنے جرک زرو سیم اگلی ہوی سونے چاندی کا میل۔ یہ شعر گذشتہ مطلب کی توضیح ہے۔ یعنے جسطرح لوگ اچہے بُرے سونے کا امتحان کرتے ہین اور اُسکو کُہٹالی مین ڈالکر تاؤ دیدیتے ہین۔ اور اس ترکیب سے خالص سونا تہ مین بیٹہہ جاتا ہے اور جہاگ یعنے میل کچیل اوپر آجاتا ہے۔ اسیطرح انسان کی نیک و بد خصلتونکا امتحان پابندی شریعت اور مجاہدہ و ریاضت سے لیا جاتا ہے۔ اور یہ امتحان اسلیئے ہے کہ ریاضت کا تاؤ اوصاف نورانیہ کو صفات ظلمانیہ سے جدا کردے۔ اور انسان مین صرف اوصاف نورانیہ باقی رہجائین۔ بادشاہ چونکہ پابند شریعت و طریقت تہا اسلیئے اُسکی نسبت ظلمانی صفت یعنے قتل ناحق کا گمان موجب گناہ ہے۔ دوسرے مصرع مین بجوشد فعل لازم ہے اور زر اسکا فاعل یعنے امتحان نیک و بد اسلیئے ہے کہ سونا

تا کہا کر میل کچیل کو اودیرے آئے۔

	گر نبودے کارش الہام الٰہ	او سگے بودے درانندہ نہ شاہ
ترجمہ	گر نہ وہ حکم آلہی مانتا	مین سگ درّندہ اُسکو جانتا

شرح۔ شاہ یہان بمعنے خلیفۂ برحق ہے۔ اِسی لیے رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے اذا بویع بالخلیفتین فاقتلوا ثانیہما یعنے جب دو خلیفون کے ہاتھہ پر بیعت کیجائے تو دوسرے کو قتل کر دو کیونکہ خلیفۂ برحق نہین ہوسکتا اگر حق پر ہوتا تو پہلے ہی کی اطاعت کرتا۔ دوسری حدیث یہ ہے کہ اِنْ عَدَلَ فَہُوَ خلیفۃُ رسولِ اللہِ وَاِنْ جارَ فَہُوَ خلیفۃُ الشیطٰن۔ یعنے اگر شاہ وقت عادل ہے تو رسول اللہ صلعم کا خلیفہ ہے اور اگر ظالم ہے تو خلیفۂ شیطان ہے مولانا قدس سرہ فرماتے ہین کہ وہ بادشاہ خلیفۂ برحق یعنے خلیفۂ رسول اللہ اور نائب الٰہی تھا اُسنے جو کچھ کیا الہام سے کیا۔ اگر اُسکے افعال الہامی نہوتے تو وہ خلیفۂ رسول اللہ نہ ہوتا بلکہ مین اُسے لذائذ نفسانیہ کا پابند مردم آزار خونریز اور سگ درندہ کہتا اور ایسے ظالم کی ہرگز مدح نہ کرتا۔

	پاک بود از شہوت و حرص و ہوا	نیک کرد او لیک نیک بد نما
ترجمہ	بادشہ حرص و ہوس سے پاک تھا	ظاہرا نیکی تھی اُسکی بد نما

شرح۔ نیکِ بد نما۔ وہ نیک فعل جو بظاہر بُرا معلوم ہوتا ہو لیکن فی الواقع نیک ہو۔ چنانچہ قتل زرگر جو باعتبار ظاہر بُرا تھا اور باعتبار باطن رضائے الٰہی کے مطابق اور الہام پر مبنی تھا

	گر خضر در بحر کشتی را شکست	صد درستی در شکستِ خضر ہست
ترجمہ	خضر نے توڑی تھی گو کشتی مگر	تھی درستی توڑنے مین مستتر

شرح گو حضرت خضر نے ظاہر مین بلا وجہ کشتی توڑ دی تھی مگر باطناً اِسمین بہت سی مصلحتین پوشیدہ تھین مثلاً اول اُس بادشاہ کو جو کشتیان بیگار مین پکڑ لیتا تھا غصب کے گناہ سے بچانا۔ دوم۔ اُن مسکینون کو جو مالکان کشتی تھے بیگار سے محفوظ رکھنا سوم مسکینون کے مال یعنے کشتی کا مالکون کے قبضہ مین بدستور رہنا چہارم حضرت موسےٰ کا یہ تماشا دیکھکر حیران ہوجانا وغیرہ۔

	وہم موسےٰ با ہمہ نور و ہنر	شد ازان محجوب تو بے پر مپر
ترجمہ	وہم موسےٰ رہگیا با وصف نور	تو نہ بے پر کی اُڑا اے پر قصور

شرح یعنے جبکہ حضرت موسےٰ کا خیال باوجود نور رسالت و علم شریعت کشتی توڑنے کے متعلق خضر کی مصلحت تک نہ پہنچا پس تو اے مخاطب تو بے پر کیون اُڑتا ہے اور بادشاہ کی نسبت یہ بدگمانی کیون کرتا ہے کہ اُسنے خواہش نفسانی کے سبب زرگر کو ہلاک کر ڈالا بلکہ ہم بار بار کہہ چکے ہین کہ خضر کی طرح بادشاہ کا یہ فعل بھی الہام الٰہی پر مبنی تھا بے پر

پریدن۔ کار محال و بیفائدہ کردن کے معنون مین ہے۔ یعنے بیکار اور غیر ممکن کام مین سعی کرنا۔

آن گل سرخ ست تو خونش مخوان ‏|‏ مست عقل ست او تو مجنونش مدان

ترجمہ: تہا گلِ سرخ اُسکو غافل خون نہ کہہ ‏|‏ مست عقل و ہوش کو مجنون نہ کہہ

شرح۔ یعنے زرگر کا خون مباح ہونے مین گویا سرخ رنگ کا پھول تہا مطلب یہ کہ جسطرح پہول توڑنا مباح ہے بادشاہ کے لیے یہ خونریزی بہی مباح تہی۔ یا یہ معنے ہین کہ زرگر کا خون رونق باغ معرفت کے لیے بمنزلۂ گل سرخ تہا۔ بعض محققین نے گِل سرخ بکسر کاف فارسی لکہا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ بعض قسم کی مٹی سرخ رنگ کی ہوتی ہے اسصورت مین یہ مطلب ہوا کہ جسطرح مٹی کے پامال کرنے سے کسی طرح کا گناہ نہین ہوتا اسیطرح زرگر کے خون کرنے سے بادشاہ مجرم نہین ٹہیر سکتا۔ کیونکہ وہ حکم الٰہی اور اشارۂ غیبی پر عمل کرنیکے لیے مجبور تہا۔ دوسرے مصرع کے یہ معنے ہین کہ بادشاہ مست شراب عقل یا عاشق عقل یعنے کامل عقل تہا۔ اگر عقیل نہوتا تو قتل زرگر کے متعلق الہام الٰہی کے معنے ہرگز اُسکی سمجہ مین نہ آتے

گر بدے خون مسلمان کام او ‏|‏ کافرم گر بردمے من نام او

ترجمہ: قتل اہل دین جو ہوتا اُسکا کام ‏|‏ کوئی کافر لب پہ لاتا اُسکا نام

شرح۔ یعنے اگر یہ بادشاہ ظالم مردم آزار اور خونریز ہوتا تو تعریف کرنے کی کیا معنے ہین تو ایسے شخص کا کبھی نام بہی نہ لیتا۔ حالانکہ مین اُسکی مدح مین ع ملک دنیا بود شش و ہم ملک دین۔ وغیرہ بہت سے تعریفی کلمے لکہہ چکا ہون۔ یہ شعر مولانا قدس سرہ کا مقولہ ہے اور نام سے مراد مدح ہے

مے بلرزد عرش از مدح شقی ‏|‏ بدگمان گردد ز مدحش متقی

ترجمہ: عرش کو تہراتی ہے مدح شقی ‏|‏ بدگمان ہوتے ہین جس سے متقی

شرح۔ یعنے اگر بادشاہ ظالم و خونریز یا فاسق و فاجر ہوتا تو مین ہرگز اُسکی مدح نکرتا۔ کیونکہ حدیث شریف مین موجود ہے اِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ غَضِبَ الرَّبُّ وَاهْتَزَّ لَهُ الْعَرْشُ۔ یعنے جب فاسق کی مدح کیجاتی ہے تو اللہ تعالےٰ غضبناک ہوجاتا ہے اور عرش الٰہی کانپ اُٹہتا ہے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ فاسق کی مدح کرنے سے لوگ مدح کرنیوالے کو طماع۔ دین فروش۔ یا ممدوح کا ہمرنگ سمجہکر اُس سے بدگمان ہوجاتے ہین خواہ وہ کیسا ہی پرہیزگار کیون نہو۔ نیک لوگونکی نگاہ مین ایسے بہاٹ کی عزت نہین رہتی۔

شاہ بود و شاہ بس آگاہ بود ‏|‏ خاصہ بود و خاصۂ اللہ بود

ترجمہ: شاہ تہا وہ شاہِ دل آگاہ تہا ‏|‏ خاص مین سے خاصۂ اللہ تہا

شرح۔ یعنے یہ بادشاہ جسکی حکایت لکھی گئی ہے خلیفہ برحق اور واقف اسرار اور خاصان الٰہی مین سے تہا اُسکی

نسبت قتل ناحق کا الزام سراسر گناہ ہے۔ خاصہ فارسی محاورہ مین اُس چیز کو کہتے ہین جو امیرون اور خاص آدمیون کی لائق ہو۔ خاصہ بود سے یہ شبہ ہوتا تہا کہ شاید بادشاہ دنیا کے معمولی خاص لوگون مین سے ہو۔ مگر خاصہ اللہ بود نے اس شبہ کو دفع کر دیا ہے۔

	آن کسی را کش چنین شاہے کشد	سوئے تخت و بہترین جاہے کشد
ترجمہ	مارتا ہے جسکو ایسا بادشاہ	مرحمت کرتا ہے اُسکو تخت و جاہ

شرح۔ پہلے مصرع مین کشد کُشتن سے اور دوسرے مین کشد کشیدن سے مشتق ہے۔ یعنے جس کسیکو ایسا عارف وعادل بادشاہ قتل کر دے اُسکے زہے نصیب کیونکہ عارف اور ولی کا کوئی فعل بلا الہام نہین ہوتا بس تو ایسی صورت مین قاتل ومقتول دونو ثواب کے مستحق ہین قاتل نے حکم آلہی کی تعمیل کی۔ اور مقتول نے ضمن تعمیل مین جان تک دیدی۔ اسیلئے بمقتضاے ولکم فی القصاص حیوۃ مقتول کو ابدی زندگانی ملی۔ اور قاتل نے اُسکو روحانی بادشاہت کے تخت اور نہایت بلند مرتبہ تک پہنچا دیا۔

	نیم جان بستاند و صد جان دہد	انچہ در وہمت نیاید آن دہد
ترجمہ	دیکے جانین نیم جان لیتا ہے وُہ	جو نہ آئے وہم مین دیتا ہے وُہ

شرح۔ یعنے ایسا عارف بادشاہ جسکو اہل اللہ اور مُرشد کامل کہنا چاہیئے۔ آدہی جان لیکر سو جانین دیتا ہے بلکہ ایسا کچہ عنایت فرماتا ہے جو کسیکے وہم وگمان مین بہی نہین آسکتا۔ جان کے لینے سے یا تو قتل ظاہری مراد ہے اِس صورت مین مقتول کا قتل سے پہلے نیم جان ہونا خود ظاہر ہے اور سو جان دینے سے وہی حیات جاودانی مقصود ہے جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے یا یہ مطلب ہے کہ مُرشد کامل طالب کے نفس آمارہ کو جو بمنزلہ نصف جان ہے قتل کرکے اُسکو بہت سی اضافی روحین مرحمت فرما دیتا ہے۔ مثلاً روحِ معرفت روحِ کرامت روحِ تجلّی روحِ مشاہدہ وغیرہم۔ بلکہ مُرشد وہ چیز عطا کرتا ہے جسکی شان مین یہ حدیث موجود ہے **مَا لَا عَیْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ** یعنے ایمان والون اور خدا کے رستہ پر چلنے والون کو ایسی چیز دیجائیگی جو کسی آنکہہ نے نہین دیکہی اور کسی کان نے نہین سُنی اور کسی بشر کے دلمین اُسکا تصور تک نہین آتا یہ چیز جنت روحانی یعنے دیدار آلہی ہے۔ خدا تمام مومنین کو نصیب کرے۔

	قہر خاصے از براے لطف عام	شرع میدارد روا بگزار گام
ترجمہ	ایک کا خون بہر آرام جہان	شرع مین جائز ہے آگے چل میان

شرح۔ یعنے کسی خاص شخص پر آسایش عام کے لیے قہر کرنا شرعًا جائز ہے حدیث شریف اور فقہ مین بالتصریح مذکور ہے کہ اگر کوئی خلیفۂ وقت کسی مصلحت یا سیاست کے لیے بعض سرکشون یا چورون کو جان سے مار ڈالے تو جائز ہے

چنانچہ رسول مقبول نے عرنیین کو جو اونٹ چرالیگئے تہے ہات پانو کاٹنے آنکھین پھوڑنے اور گڑہے مین ڈالنے کا حکم فرمایا تہا اور وہ ناشدنی سخت عذاب دیے جانیکے بعد ہلاک کیے گئے تہے۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے سابق دلیل کے مطابق بادشاہ نے زرگر کو الہام آلہی سے قتل کیا تہا اگر کوئی معترض اسکو تسلیم نہ کرے تو یون سہی کہ خلیفۂ وقت کو دفع ضرر عام کے لیئے کسی خاص شخص کا مار ڈالنا جائز ہے شاید بادشاہ نے اسلئے مارا ہو کہ صحت عام صحت بادشاہ پر اور صحت بادشاہ صحت کنیزک پر اور صحت کنیزک قتل زرگر پر موقوف تہی اسیلئے بادشاہ قتل زرگر سے گنہگار نہین ہوا بعض شارحین نے لکہا ہے کہ مولانا قدس سرہ۔ بود شاہے در زمانے پیش ازین۔ فرماکر اشارہ کر گئے ہین کہ یہ بادشاہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے پہلے تہا شاید اُس زمانے کی شریعت مین صحت بادشاہ کے لیے کسی بیگناہ کو قتل کرنا جائز ہو۔ ورنہ زرگر بالکل بے گناہ تہا کیونکہ عشق مجازی اوّل تو جرم ہی نہین اور اگر اسکو جرم فرض کرلیا جائے تو کنیزک زرگر پر عاشق تہی نکہ زرگر کنیز پر مجرم کو چھوڑ کر بیگناہ کو مار ڈالنا ہرگز قرین انصاف نہین ہے مولانا بحر العلوم کی رائے بہی یہی ہے کہ بادشاہ مذکور پیغمبر آخر الزمان سے پہلے تہا کیلیئے کہ اُنہون نے بہی بود شاہے در زمانے پیش ازین کو اپنے مدعا کی لیے دلیل قرار دیا ہے۔ لیکن خاکسار شارح کے نزدیک یہ رائے درست نہین کیونکہ اس بادشاہ نے طبیب غیبی سے ملاقات کرتے وقت ایک شعر پڑہا ہے جسکو مولانا بحر العلوم نے بہی مقولۂ بادشاہ مان لیا ہے وہ شعر یہ ہے۔ اے مرا چون مصطفٰے من چون عمر۔ از برائے خدمتت بندم کمر۔ اس شعر سے صاف ظاہر ہے کہ یہ بادشاہ رسول مقبول صلعم کے زمانہ کے بعد ہوا ہے اور زرگر کے قتل کرنے کی وہی وجہ ہے جو ہم اوپر لکہہ گئے ہین۔

گر ندیدے سود او در قہر او | کے شدے آن لطفِ مطلق قہر جو

ترجمہ گر ہوتا قہر مین کچھہ سود و بہر | بادشاہ ہرگز نہ کرتا اسپہ قہر

شرح یعنے اگر بادشاہ زرگر پر قہر کرنے اور اُسکے مار ڈالنے مین اُسکا فائدہ نہ دیکہتا تو لطف مطلق اور نائب خدا ہوکر قہر خدا کو نہ ڈہونڈہتا کیونکہ بیگناہ کا قتل قہر الٰہی ہوتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ لطفِ مطلق کیسکے لیئے قہر کو پسند نہین کرتا۔ بلکہ وہ سب کچہ حکم خدا کے مطابق کرتا ہے۔ نائب خدا کے ہاتہ سے قتل ہوجانے مین مقتول کے فائدہ کا ذکر پہلے ہوچکا ہے **نکتہ** خدا کے قہر مین رحمت پوشیدہ ہوتی ہے۔ کیونکہ قہر بندونکو گناہ سے پاک کرنیکے لیے آتا ہے اسیطرح نائب خدا کے قہر مین بہی رحمت مخفی ہوتی ہے۔ اور مقتول و معذب کے گناہ معاف ہوجاتے ہین۔

طفل مے لرزد زنیش احتجام | مادر مشفق دران غم شادکام

ترجمہ کانپتا ہے بچہ نشتر سے مگر | مادر مشفق ہے اُس سے شادتر

شرح ۔ احتجام اُسترہ زدن بر عضوے برائے خون کشیدن (یعنے پچہنے لگانا) یعنے بچہ تو نوک نشتر یا اُسترے کی دہار سے ڈرتا ہے لرز جاتا ہے۔ مگر اُسکی ماں خوش ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ خوب جانتی ہے۔ کہ بچہ کی صحت اسی مین ہے۔ اسیطرح سالک تو نشتر

ریاضت سے ڈرتا ہے لیکن مرشد کامل جو مان سے زیادہ شفیق ہے اسکے نتیجہ کے لحاظ سے خوش ہوتا ہے یا یہ معنے ہین کہ قتل نفس امارہ بظاہر برا معلوم ہوتا ہے۔ مگر اسکا انجام اچھا ہے۔ علے ہذا القیاس بادشاہ کا زرگر کو قتل کرنا ظاہر مین کوئی دلیل نہین رکہتا اسلیے برا لگتا مگر باطن مین بہت سی مصلحتون پر مبنی تہا۔ یہ شعر مضمون سابق کی تمثیل ہے بطریق تشریح۔

	تو قیاس از خویش میگیری ولیک	دور دور افتادہ بنگر تو نیک
ترجمہ	سچ تو ہے تیرا قیاس اے پر قصور	راستی سے ہے جدا اور حق سے دور

شرح۔ یعنے تجکو طبیب غیبی یا بادشاہ عارف کے فعل سے اسلیئے حیرت ہے کہ تو انکے افعال کو اپنے افعال پر قیاس کرتا ہے حالانکہ یہ قیاس غلط ہے غور کرکے دیکھہ کہ تو نزدیکان خدا کے حالات اور اسرار معلوم کرنے سے بہت دور پڑا ہوا ہے اے ظاہر پرست تجھے اعتراض کے سوا اور کچہ نہین آتا۔

	پیشتر آ تا بگویم قصہ	بو کہ یابی از بیانم حصہ
ترجمہ	آسنا دون پیشتر قصہ تجھے	معرفت کا تا ملے حصہ تجھے

شرح یعنے مین محقق و مبطل عارف و غیر عارف کے حالات کے متعلق پہلے ایک حکایت لکہتا ہون اسکے بعد شاید تیری سمجہ مین آجائے کہ زرگر کا قتل ناحق پر مبنی تہا۔ یا یہ معنے ہین کہ اس حکایت کے آگے مین ایک اور حکایت لکھتا ہون اس سے شاید تجکو میرے بیان سے معرفت کا کوئی حصہ ملجائے اور تو بادشاہ پر معترض نہو۔ بو بود کا مخفف ہے بمعنے شاید۔

حکایت مرد بقال و روغن ریختن طوطی در دکان

ترجمہ: حکایت مرد بقال کی اور اسکی دکان مین طوطی کے روغن گرانے کی

شرح اس حکایت مین بطور مثال اہل باطن اور اہل ظاہر کا فرق بیان کیا گیا ہے اور گذشتہ حکایت سے اسکو ربط ہے کہ زرگر کا قتل اہل ظاہر کے نزدیک برا اور اہل باطن کے نزدیک اچھا تہا جبتک دونون مین اچھی طرح فرق نہ معلوم ہو مخاطب ایسی باریک بات کو ہرگز نہین سمجہ سکتا۔ لہذا بطور حکایت و مثال سمجہایا جاتا ہے۔

	بود بقالے مر اورا طوطئے	خوش نوائے سبز و گویا طوطئے
ترجمہ	ایک طوطی تہا کسی بقال کا	سبز رنگ و خوش نوا و خوش نما
	بر دکان بودے نگہبان دکان	نکتہ گفتے با ہمہ سوداگران
ترجمہ	اسکا پیشہ حفظ اسباب دکان	اسکا شیوہ نکتہ با سوداگران

شرح یعنے طوطی مالک کی غیبت مین دکان کا محافظ تہا مثلاً غیر شخص کی دکان مین داخل ہوتے چیخ اٹھتا تہا۔ اور سودا لینے والون سے میٹھی میٹھی باتین کیا کرتا تہا سوداگر بمعنے خریدنے والا اور بیچنے والا دونو طرح ہے یہان پہلے معنے مراد ہین اور گذشتہ شعر مین لفظ سبز بمعنے خوش رنگ ہے۔

	در خطاب آدمی ناطق شدی	در نوائے طوطیان حاذق شدی
ترجمہ	بولنے والون کو دیتا تہا جواب	تہا نوائے طوطیان مین نکتہ یاب

شرح - یعنے طوطی آدمی کے جواب مین بولنے والا - اور انواع طوطی کے ترنم مین نہایت دانا تہا۔

	خواجہ روزے سوئے خانہ رفتہ بود	بر دُکان طوطی نگہبانی نمود
ترجمہ	ایک دن خواجہ گیا سوے مکان	کرکے طوطی کو دُکان کا پاسبان
	گربۂ برجست ناگہ بر دُکان ۲	بہر موشے طوطیک از بیم جان
ترجمہ	بلّی اک چوہے پہ کودی ناگہان	ہوگیا طوطی کو اُس سے خوف جان
	جست از صدر دکان سوی گریخت	شیشہای روغن بادام ریخت
ترجمہ	بہاگ کر اُس مرغ بے ہنگام نے	شیشے پہینکے روغن بادام کے

شرح - یہ شعر قطعہ بند ہین - یعنے ایسے وقت مین جبکہ بقال اپنے گہر گیا ہوا تہا - ایک بلّی دُکان پر کودی طوطی اس خوف سے کہ کہین بلّی مجکو نہ کہا جائے - صدر دوکان سے بہاگ کر ایک کونہین جا چھپا - اور روغن بادام کے چند شیشے جو اُس کونے مین رکہے ہوے تہے گرادیے یعنے اپنی جان کی حفاظت کے لیے دوسرے کا نقصان کیا اور انجام کار مالک کے ہاتہ سے مار کہائی سخت مولانا قدس سرہ نے تمثیلاً یہ اشارہ اُن لوگون کی طرف کیا ہے جو اپنے خیال فاسد کے مطابق مرشد کامل بنے بیٹہے ہین اور اپنے فائدے کے لیے ناواقفون کو مُرید بنا کر روغن شریعت و طریقت کے نازک شیشے توڑتے پہرتے ہین ایسے دین فروش صوفی مالک حقیقی کے ہاتہہ ضرور اکدن سزا پائینگے جملہ طوطیک از بیم جان جست بر صدر دکان کے متعلق ہے۔

	از سوی خانہ بیامد خواجہ اش	بر دُکان بنشست فارغ شاد و خوش	۷
ترجمہ	اتنے مین وہ خواجۂ آزاد دل	آگیا اپنی دکان پر شاد دِل	

شرح - بعض نسخون مین بر دوکان بنشست فارغ خواجہ وش ہے - اسصورت مین پہلے مصرع مین لفظ **خواجہ** بمعنے مالک طوطی اور دوسرے مین بمعنے مالک دُکان ہے۔

	دید پر روغن دُکان و جاش چرب	بر سرش زد گشت طوطی کل ز ضرب
ترجمہ	دیکہکر پر روغن اُسنے اپنی جا	مار کر طوطی کو گنجا کر دیا

شرح - یعنے بقال نے جابجا دُکان مین روغن گرا ہوا پایا اور اپنے بیٹہنے کی جگہ تر دیکہی - اسلیے طوطی کو غصہ مین سر کے بل دے مارا یا کوئی چیز اُٹہا کر اُسکے سر پر مار دی اس صدمہ سے طوطی گنگ یا سر سے گنجا ہوگیا - کل بالفتح و سکون لام وہ شخص جسکے سر پر بال نہ ہون نیز بالفتح و تشدید لام بمعنے گنگ و کند شد ان زبان پہلی صورت مین یہ لفظ ترکی ہے اور دوسری مین عربی

بعض نسخون مین جاش کی جگہ جامہ آیا ہے جو حسب اقتضائے حال نہایت مناسب ہے۔

روز کے چندین سخن کوتاہ کرد — مرد بقال از ندامت آہ کرد

ترجمہ: گنگ طوطی ہو گیا تا چند روز — آہ کے بقال نے با درد و سوز

شرح۔ یعنے صدمۂ ضرب سے طوطی گویا چند روز تک گنگ رہا اس سبب سے بقال کو رنج ہی ہوا اور اپنے کیے پر ندامت بھی

ریش میکند ید و میگفت اے دریغ — کآفتاب نعمتم آمد بہ میغ

ترجمہ: اور کہا افسوس ہو کسطرح صبر — ہے مری دولت کا سورج زیر ابر

شرح۔ طوطی کو آفتاب نعمت اسلیئے کہا کہ اُسکے بولتے وقت لوگون کا ہجوم ہو جاتا تہا اور اس ہجوم مین سودے کی بکری اچھی ہو جاتی تہی۔ اور یہ ظاہر ہے کہ گاہکونکا ہجوم دُکاندار کے لیے نعمت خداداد ہے۔

دست من بشکستہ بودے آن زمان — چون زدم من بر سر آن خوش زبان

ترجمہ: ہاتہہ میرے ٹوٹ جاتے اُس گھڑی — مارینے اُسکو کیون ماری کڑی

ہدیہا میداد ہر درویش را — تا بیابد نطق مرغ خویش را

ترجمہ: صدقے کرتا تہا بہت سا مال و زر — تاکہ گرم نطق ہو وُہ جانور

شرح ہدیہ۔ بمعنے صدقہ۔ اور یابد بمعنے شنود ہے اور پہلے شعر مین چون بمعنے چرا ہے۔ اِس شعر مین اشارہ ہے کہ جس شخص کا طوطی روح یاد خدا سے غافل ہو وُہ غضب الٰہی مین ہے اسلیئے اُسکو صدقہ دینا چاہیئے۔ حدیث شریف مین ہے الصَّدَقَۃُ تُطْفِیُٔ غَضَبَ الرَّبِّ (صدقہ غضب الٰہی کی آگ کو بجہا دیتا ہے) یاد خدا سے غافل رہنے کا صدقہ کثرت سے نفلونکا ادا کرنا ہے۔ کیونکہ عبادت غضب الٰہی کو کم کر دیتی ہے۔

بعد سہ روز و سہ شب حیران و زار — بر دکان بنشستہ بد نومید وار

ترجمہ: تین دن تک ہو کے وہ حیران و زار — کہولکر بیٹہا دُکان نومید وار

شرح لفظ بعد سے یا تو انتہائے غایت مراد ہے یعنے بقال تین دن اور تین رات تک طوطی کے غم مین بعالم حیرانی و ناامیدی دُکان پر بیٹہا رہا یا یہ کہ تین روز بعد دکان کہولی مگر اُسکی حیرانی و نا اُمیدی اُسوقت تک وُہی ہی جو پہلے تہی۔

با ہزاران غصہ و غم گشت جفت — کاے عجب این مرغ کے آید بگفت

ترجمہ: کہہ رہا تہا کہا کے غصے سر بسر — دیکھیئے بولے گا کب یہ جانور

می نمود آن مرغ را ہر گون شگفت — وز تعجب لب بدندان می گرفت

ترجمہ: تہا تعجب اُسکو حال مرغ سے — کاٹتا تہا لب مقال مرغ سے

شرح۔ لفظ را بمعنے برائے اور گون مخفف گونہ بمعنے نوع یعنے بقال طوطی کے بنو لنے پر تعجب کرتا تہا۔

ناله باشد کاندر آید در سخن	... گفت هر گونه سخن	
تاکہ ہو گرم سخن وُہ مرغ سرد	ہر طرح کی باتین کرتا تہا وُہ مرد	ترجمہ

شرح پہلے مصرع مین لفظ در بمعنے باب ہے اور دوسرے مین لفظ اندر برائے تحسین کلام زائد ہے۔

چشم او را با صور میکرد جفت	بر امید آنکه مرغ آید بگفت	
اُسکی آنکہین صورتون کی سامنے	لین بہت اُوس مرد دشمن کام نے	ترجمہ

شرح یعنے بقال طوطی کی آنکہین آدمیون کے چہرون کی طرف کیے دیتا تہا تاکہ وُہ عادت کے مطابق صورتین دیکھکر کچہ بول اُٹہے۔ طوطی صورت دیکھکر بسا اوقات بولنا شروع کر دیتا ہے۔ مگر یہ طوطی پہر بہی خاموش رہا۔

با سر بے مو چو پشت طاس و طشت	ناگہانے جولقیے میگذشت	
شکل کاسہ تہا صفاچٹ جسکا سر	اک قلندر کا ہوا ناگہ گزر	ترجمہ

شرح جولقی بمعنے ژندہ پوش یعنی پُرانی گدڑی پہننے والا قلندر۔ جو بال نہ رکہتا ہو۔ چار ابرو کا صفایا کرانے والا جولق اور جوال بواو معدولہ معرب گوال ہے جوال بمعنے گون جسمین غلہ وغیرہ بہر کر گدہے یا خچر پر لادتے ہین نیز جوال بمعنے گدڑی اور ایک سخت اور موٹی قسم کا کپڑا (مثلاً کمل) جو فقیرون کا پہناوا ہے لفظ طاس یہان بمعنے کاسۂ گہڑی ہے اور طشت بمعنے لگن ایک برتن کا نام ہے۔ قلندر کے سر کو گول ہونے مین طاس یعنے کاسۂ گہڑی سے اور بے مو ہونے مین طشت سے تشبیہ دیگئی ہے۔ بعض نسخون مین جوالقی بر میگذشت ہے۔ دونو نکے معنے ایک ہین۔

بانگ بر وے زد بگفتش در عیان	طوطی اندر گفت آمد در زمان	ترجمہ
دے جواب راست اے مرد	دیکھکر اسکو کہا طوطی نے یون	
تو مگر از شیشہ روغن ریختی	گر چہ اے کل با کلان آمیختی	ترجمہ
شیشے روغن کے گرائے ہین تُہین	بال اوڑ گئے تیرے ... تُہین	

شرح دونو شعر قطعہ بند ہین۔ در زمان بمعنے فی الفور اور در عیان سے مراد حضور مردم ہے بعض نسخون مین در عیان کی جگہ کاے فلان دیکہا ہے۔ مطلب یہ کہ طوطی نے اُس کمل پوش کو دیکھکر یہ کہا کہ اے گنجے تجہے کیا مصیبت پڑی کہ گنجو نمین جا ملا شاید تو نے بہی میری طرح روغن کے شیشے گرائے ہین اور اس تقصیر پر تجکو تیرے آقا نے مار مار کے گنجا کر دیا ہے۔

کو چو خود پنداشت صاحب دلق را	از قیاسش خندہ آمد خلق را	
سمجہا اپنا سا وہ صاحب دلق کو	اک تعجب اِس سے آیا خلق کو	ترجمہ

شرح یعنے طوطی کی باتون سے لوگون کو اسلیئے ہنسی آئی کہ اُسنے کمل پوش کو اپنا جیسا خیال کیا۔ یہی حال ظاہر پرستونکا ہے کہ بلا واقفیت اسرار اولیاء اللہ اور خاصان خدا کو اپنے نفس پر قیاس کر لیتے ہین حالانکہ انکا قیاس بالکل غلط ہوتا ہے ع
چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ حکایت یہانتک تمام ہوگئی اور نتیجہ یہ نکلا کہ اگر اہل ظاہر اہل باطن کو اپنے رنگ کا سمجہ بیٹہین تو یہ فہم کا قصور ہے۔ غور سے دیکہا جائے تو اِن دونون مین بہت بڑا فرق ہے چنانچہ آیندہ شعرون مین اُس فرق کو بطور تمثیل

بیان کیا گیا ہے جو اہل ظاہر اور اہل باطن مین موجود ہے۔

	کار پاکان را قیاس از خود مگیر		گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر
ترجمہ	اولیا کچہ اور ہین اے خردہ گیر		گرچہ ہے لکھنے مین یکسان شیر و شیر

شرح۔ شیر بیائے مجہول درندۂ مشہور و بیائے معروف بمعنے حلیب یعنے دودہ اگرچہ باعتبار صورت و تحریر دونو حرف یکسان ہین مگر باعتبار معنے و سیرت تفاوت عظیم رکہتے ہین۔ یعنے ع شیر آن باشد کہ مردم میدرد ٭ شیر آن باشد کہ مردم میخورد شیر اُسکو کہتے ہین جو آدمیونکو بہاڑ کہاتا ہے اور شیر اُسکا نام ہے جسے آدمی کہاتے پیتے ہین بعض نسخون مین سیر و شیر بہی دیکہا گیا ہے۔ سیر لہسن کو کہتے ہین جو صورت و تحریر مین شیر کا ہمشکل ہے چونکہ نقطے کسی حرف کا جز نہین ہوتے اسلیئے ع عاقلان در پئے نقط نزوند ٭

	جملہ عالم زین سبب گمراہ شد		کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد
ترجمہ	اس سبب سے اک جہان گمراہ ہے		کم کوئی ابدال سے آگاہ ہے

شرح۔ ابدال اولیاء اللہ کا ایک ایسا گروہ ہے جنکے وجود سے زمین و آسمان قایم ہین۔ یہ تمام عالم مین ستر آدمی ہین جنمین سے چالیس ملک شام مین رہتے ہین۔ اور بیس دیگر ملکون مین۔ ایک مرتا ہے تو اُسکے بدلے دوسرا قایم ہو جاتا ہے۔ اسی لیئے انکا نام ابدال ہے۔ اور ستر کی گنتی ہمیشہ پوری رہتی ہے۔ مطلب شعر یہ ہے کہ تمام جہان اولیاء اللہ کو اپنے نفس پر قیاس کرنے اور ابدال حق کو نہ پہچاننے کے باعث گمراہ ہوا ہے۔ اگر اہل عالم اولیاء اللہ کو اپنے نفس سے بہتر سمجہکر اور ابدال حق کو اچھی طرح پہچانکر اُنسے دین و دنیا کے فائدے اور معرفت کا سبق حاصل کرتے تو ہرگز گمراہ نہوتے۔

	ہمسری با انبیا برداشتند		اولیا را ہمچو خود پنداشتند
ترجمہ	انبیا سے ہمسری کرنے لگے		اولیا پر برتری کرنے لگے
	گفتہ اینک ما بشر ایشان بشر		ما و ایشان بستۂ خوابیم و خور
ترجمہ	یون کہا یہ بہی بشر ہم بہی بشر		ہم بہی ہین یہ بہی بقید خواب و خور
	این ندانستند ایشان از عمے		ہست فرقے درمیان بے منتہے
ترجمہ	اندہے ہین سے یہ بجا نا واہ وا		ہم مین اُنمین فرق ہے بے انتہا

شرح یعنے اہل عالم انبیا کی ہمسری اور اولیا کو اپنے نفس پر قیاس کرنیکے سبب گمراہ ہو گئے ہین چنانچہ کفار انبیا علیہم السلام کو خطاب کر کے کہا کرتے تہے مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا (یعنے اے نبوت کے مدعیو۔ تم بہی ہمارے ہی طرح کے ایک بشر ہو۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت کفار کا مقولہ ہے کہ مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ اس رسول کو کیا ہو گیا کہ کہانا کہاتا ہے اور بازارونمین چلتا پہرتا ہے افسوس کفار نے انبیا کی ظاہری حالت اور انسانی

صورت کو تو اپنے نفس پر قیاس کرلیا مگر یہ نہ سمجھے ... ان کے باطنی فرق کو معلوم نہ کر سکے جو آمین اور ان میں بے انتہا

درجہ کا تہا۔ چنانچہ ایک بہت بڑے فرق کی مثال یہ ہے کہ کفار شیطانی وسوسونکی تابع ہوتے ہین اور انبیاء رحمانی وحیونکی

پیروی کرتے ہین۔ وعلےٰ ہٰذا القیاس (عمےٰ بمعنے کوری و نابینائی)

	ہر دو گون زنبور خوردند از محل	لیک شد زین نیش وزان دیگر عسل
ترجمہ	اک رس لیتے ہین دو نون مکھیان	ڈنک اِس سے شہد ہے اُس سے عیان
	ہر دو گون آہو گیا خوردند و آب	زین یکے سرگین شد وزان مشک ناب
ترجمہ	ایک ہے دو آہو ون کی خورد و آب	اِسمین ہے سرگین اُسمین مشک ناب
	ہر دو نے خوردند از یک آبخور	آن یکے خالی وآن پُر از شکر
ترجمہ	دو نو نکو ملتا ہے اک پانی مگر	ایک سنے خالی ہے اک ہے پُر شکر
	صد ہزاران اینچنین اشباہ بین	فرق شان ہفتاد سالہ راہ بین
ترجمہ	اور لاکھون چیزین ہین ایسکی مثال	فرق ہے دو نون مین تا ہفتاد سال

شرح۔ ان شعرون مین اہل ظاہر اور اہل باطن کے فرق کو بطور تشبیہ بیان کیا گیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ کفار اور عوام کا انبیا اور اولیاء کو اپنے نفس پر قیاس کرنا صریح غلطی ہے (گون مخفف گونہ اور محل بمعنے محل واحد ہے) یعنے دو نو طرح کی مکھیون نے ایک ہی جگہ سے کہایا پیا ہے۔ پانی پر بیٹھنے اور ہر قسم کے پھول کا رس لینے مین دونو برابر ہین۔ لیکن انجام کار ایک سے صرف نیش پیدا ہوا اور دوسری سے شہد۔ اور دو نو طرح کی نے ایک ہی پانی سے پیدا ہوی ہے۔ لیکن ایک خالی ہے اور ایک میٹھا رس کہتی ہے۔ اسیطرح اور بہت سی چیزین ہین۔ جو باعتبار صورت ایک دوسرے کی مشابہ ہین مگر باعتبار معنے اُنمین بہت بڑا فرق ہے جسکو مولانا قدس سرہ نے بطور مبالغہ ستر برس کی راہ کا فرق بتایا ہے علےٰ ہٰذا القیاس انبیاء اور کفار یا اولیاء اور عوام کی ظاہری صورت اور کہانا پینا یکسان سہی مگر باطنی حالت مین بہت تفاوت ہے۔ جسطرح ایک ہرن صرف مینگنیان دیتا ہے اور دوسرا نافہ حالانکہ خوراک ایکسان ہے۔

	این خورد گردد پلیدی زو جدا	وان خورد گردد ہمہ نورِ خدا
ترجمہ	اُسنے جو کہایا نجاست ہو گیا	اُسکا کہایا بنگیا نورِ خدا
	این خورد زاید ہمہ بخل و حسد	وان خورد گردد ہمہ نورِ احد
ترجمہ	اُسنے جو کہایا ہوا بخل و حسد	اُسنے جو کہایا ہوا نورِ احد
	این زمین پاک وآن شورست و بد	این فرشتہ پاک وآن دیوست و دد
ترجمہ	یہ زمینِ پاک ہے وہ شور دید	یہ فرشتہ ہے تو وہ ہے دیو و دد

شرح - یعنے جو کھانا کفار اور اشقیا کھاتے ہین وہی انبیاء اور اولیاء کو ملتا ہے لیکن کفار وغیرہ کا کھانا صرف نجاست اور انبیاء وغیرہ کا محض نور احدیت پیدا کرتا ہے۔ کفار کے حق مین اُنکا کھانا گناہون کی طاقت اور بخل وحسد کو اور انبیاء کے حق مین نور احد کو زیادہ کرتا ہے۔ انبیاء اور اولیاء کا وجود مبارک پاک اور اُگانے والی زمین یا فرشتونکی مانند سراسر فائدہ رسان ہے اور کفار و اشقیاء کا وجود زمین شور یا شیطان اور درندون کی طرح محض نقصان پہنچانے والا ہے۔

	ہر دو صورت گر بہم ماند رواست	آب تلخ و آب شیرین را صفاست
ترجمہ	تلخ و شیرین آب کی صورت ہے ایک	کیونکہ دونو صاف ہین اے مرد نیک
	جز کہ صاحب ذوق کہ شناسد بیاب	او شناسد آب خوش از شورہ آب
ترجمہ	چکھنے والا جانتا ہے برملا	آب شور و آب شیرین کا مزا
	جز کہ صاحب ذوق کہ شناسد طعوم	شہد را ناخوردہ کے داند ز موم
ترجمہ	چکھنے والا جانتا ہے سب طعوم	غیر کو کب ہے تمیز شہد و موم

شرح - یعنے انبیاء و اولیا اگر ظاہری صورت مین اشقیا سے مشابہ ہون تو کچھہ مضائقہ نہین۔ باطنی اوصاف کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ اِسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ میٹھا اور کھاری پانی کہ ظاہر مین تو دونو صاف معلوم ہوتے ہین مگر صاحب ذوق اور چکھنے والا خوب جانتا ہے کہ میٹھے اور کھاری مین کسقدر فرق ہے۔ تیسرے شعر مین **کے داند** بمعنے تمیز کُند ہے اور لفظ شہد را ترکیب مین از موم کے متعلق ہے اور ناخوردہ بمعنے ناچشیدہ ہے۔ یعنے جس شخص نے شہد نہ چکھا ہو وُہ شہد اور موم مین تمیز نہین کرسکتا۔ یا اُسے جُدا نہین کرسکتا۔ بلکہ اسکی تمیز اُسی کو ہے جو ہر طرح کے مزے چکھہ چکا ہو۔ علے ہذا القیاس انبیاء اور اولیاء کی ذات مین تمیز کرنا عوام کا کام نہین ہے۔

	سحر را با معجزہ کردہ قیاس	ہر دو را بر مکر بنہادہ اساس
ترجمہ	سمجھکے سحر و معجزہ کو ایک سے	مکر سمجھا کافرون نے حیف ہے

شرح - یعنے کفار نے جادو کو معجزے پر قیاس کرکے دونونکو مکر و فریب پر مبنی سمجھا نبیون کو جادوگر بتایا حق و باطل مین تمیز نہ کی حالانکہ دونون مین فرقِ عظیم تھا **نکتہ** جادو اُس چیز کو کہتے ہین جسکا ظہور جادوگر کی ہمت اور ارادہ سے ہو اور جو صرف خیال مین کوئی عجیب صورت پیدا کردے اور واقع مین کچھ نہو۔ اور معجزہ اُسکا نام ہے جو کسی پیغمبر کی ہمت و ارادہ سے ظاہر نہو بلکہ اُسکا ظہور حکم اور ارادۂ الٰہی پر موقوف ہو۔ اور حس سے واقع اور خارج مین ایسے عجائبات ظاہر ہون جو طاقت بشری سے خارج ہین۔ حضرت موسےٰ کے مقابلہ مین جادوگرون کی نسبت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے **حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى** - یعنے اُن جادوگرون کی رسیان اور لاٹھیان موسےٰ کے خیال مین سانپ کیطرح دوڑتی معلوم ہوتی تھین مگر فی الواقع سانپ نہ تھین جادوگرون نے اپنے ارادہ اور ہمت سے بامداد سحر لوگونکی نظرون

خذها ولا تخف یعنے جب موسے نے اپنے عصا کو گرادیا اور وہ حکم الٰہی سے سانپ بنکر دوڑنے لگا تو خدا نے حکم دیا کہ اے موسے اس سانپ کو پکڑ اور خوف نہ کر ہم اسکو پھر عصا بنا دینگے۔ لفظ لا تخف سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت موسے عصا کو سانپ کیصورت مین دیکھکر ڈر گئے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ معجزہ حکم الٰہی سے تھا اور عصا فی الواقع سانپ بنگیا تھا اگر وہ فی الواقع سانپ نہوتا اور حضرت موسے اپنی ہمت اور ارادہ سے ایسا کرتے تو انکو خوف ہرگز نہ معلوم ہوتا جیسا کہ فرعونی جادوگرون کو اپنی رسیون اور عصاؤن کے سانپونکی صورت بدل لینے سے کچھ خوف معلوم نہین ہوا تھا آیندہ شعرونکا یہی مطلب ہے

ساحران با موسی از استیزہ را ۔ برگرفتہ چون عصائے او عصا

ترجمہ: ساحرون نے ازرہ جادوگری ۔ کی عصائے موسی سے ہمسری

زین عصا تا آن عصا فرقی ست ژرف ۔ زین عمل تا آن عمل راہے شگرف

ترجمہ: وہ عصے تھے اور یہ کچھ اور تھا ۔ اُنمین اسمین فرق تھا بلے انتہا

لعنۃ اللہ این عمل را در قفا ۔ رحمۃ اللہ آن عمل را در وفا

ترجمہ: اس عمل پر لعنتِ اللہ ہے ۔ اُس عمل پر رحمت اللہ ہے

شرح۔ پہلے شعر مین لفظ استیزہ بمعنے جنگ و عناد ہے اور لفظ را قایم مقام لفظ برائے۔ اور دوسرے مین ژرف بمعنے عمیق اور شگرف بمعنے عجیب و بزرگ اور راہ سے مراد فاصلہ ہے یعنے جادوگرون نے حضرت موسے کے ساتھ مقابلہ کرنیکے لیے عصائے موسی کی مانند عصا ایک سانپ بنا تو دیے مگر اُس عصا اور ان عصاؤن مین بہت فرق تھا اور اُس کام اور اِس کام مین بہت بڑا فاصلہ تھا۔ جادوگرون کا سحر باطل تھا اور موسے کا عصا معجزہ حق (اس فرق کی شرح اوپر ہوچکی ہے) تیسرے شعر مین لفظ را قائم مقام اضافت اور قفا بمعنے انتہا مضاف اور لفظ عمل مضاف الیہ ہے علیٰ ہذا القیاس ترکیب مصرع دیگر مطلب یہ ہے کہ انتہائے عمل سحر باعث لعنت خدا اور وفائے عمل معجزہ موجب رحمت الٰہی ہے اور اسمین شک نہین کہ انتہائے سحر اگر جادوگر بلا توبہ مرجائے موجب کفر اور کفر باعث لعنت ہے۔ اور انبیا کے معجزے جو باعث ہدایت عالم اور جنکے ضمن مین تبلیغ احکام الٰہی کی وفا یعنے اُنکا پورا کرنا متصور ہے موجب رحمت ہین

کافران اندر مری بوزینہ طبع ۔ آفتی آمد درون سینہ طبع

ترجمہ: ہمسری مین ہین شقی بندر کی شکل ۔ آفت سینہ ہے حبّ جاہ دا کل

شرح۔ مری کوشش لڑائی اور کسی کے ساتھ مرتبہ مین برابری کرنی۔ یعنے کفار اور اشقیا انبیاء اور اولیا کے ساتھ لڑائی اور برابری کا دعوی کرنے مین بندر کی خاصیت رکھتے ہین۔ بندر کی بعض حرکتین گو انسانی حرکات سے مشابہت رکھتی ہین مگر فی الواقع دونومین بہت بڑا فرق ہے۔ کافرون مین بوزینہ طبعی اسلیئے ہوتی ہے کہ انکے

سینون مین دنیوی جاہ ومال کی طمع موجب آفت ہوگئی ہے جبکا وبال انپر ضرور آئیگا فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا یعنے کفار کے دلون مین باطنی بیماری ہے جبکو اللہ اور ترقی دیگا۔ لفظ طمع بفتح اول وسکون میم و بفتحتین دونو طرح صحیح ہے۔

	ہرچہ مردم میکند بوزینہ ہم	آن کند کز مرد بیند دم بدم
ترجمہ	کرتا ہے بندر بھی گو انسان کی نقل	نقل کو کیا چاہیئے ہے شرط عقل
	او گمان بردہ کہ من کردم چو او	فرق را کے بیند آن استیزہ جو
ترجمہ	اور سمجھتا ہے کہ مین انسان ہون	لیکن اسکا فرق کیا جانے وہ دون
	این کند از امر وآن بہر ستیز	بر سر استیزہ رویان خاک بیز
ترجمہ	کام اسکا طاعت اور اسکا جدال	جنگ پر داز دن کے سر پر خاک ڈال

شرح یعنے بندر جو کچھ آدمی کو کرتے دیکھتا ہے وہی کرنے لگتا ہے اور اپنے گمان مین اپنی اور انسانی حرکتون کو مساوی جانتا ہے مگر اسکا گمان غلط ہے۔ کیونکہ وہ اپنی مطلق حیوانیت کے سبب اُس فرق کو نہین سمجھ سکتا جو خالق کائنات نے انسان اور حیوان مین رکھا ہے۔ اسیطرح بوزینہ طبع کفار ذات انبیاء کو اپنی یا اپنی ذات کو انبیا کی برابر خیال کرتے ہین انہین کفار کی شان مین یہ آیت آئی ہے اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ یہ لوگ جانورون کے مانند بلکہ اس سے بھی زیادہ گمراہ ہین۔ دوسرے شعر مین۔ استیزہ جو اور استیزہ خو دونو طرح درست ہے۔ تیسرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ انسان کامل ہر فعل حکم الٰہی کی تعمیل کے لیئے کرتا ہے اور بندر جنگ وعناد کے لیئے۔ اےمخاطب تو عناد کرنے والون کے سر پر خاک ڈالدے اور اُنسے کچھ علاقہ نرکھہ بلکہ اُس باطنی فرق کو دیکھہ جو انسان وحیوان۔ انبیاؑ واشقیاء اور خواص وعوام مین پایا جاتا ہے۔

	آن منافق با موافق در نماز	از پئے استیزہ آید نے نیاز
ترجمہ	مومنون کے ساتھ کافر کی نماز	ہے بری نیت سے نے بہر نیاز
	در نماز وروزہ وحج وزکات	با منافق مومنان در برد ومات
ترجمہ	ہے نماز وروزہ وحج وزکات	اُنکے حق مین برد اسکے حق مین مات
	مومنان را برد باشد عاقبت	با منافق مات اندر آخرت
ترجمہ	مومنون کو برد ہے انجام کار	اور منافق کے لیئے آخر ہے ہار

شرح۔ یعنے منافق مومن کے ساتھ فقط جنگ وعناد کی نیت سے نماز مین شریک ہوجاتا ہے۔ تاکہ بہکا سکے مسلمانون مین فساد اور اُنکی عبادت مین خلل ڈالے یا نماز کے حرکات وسکنات کے متعلق کوئی عیب نکالکر مسلمانونکی

[illegible]

خدا کے سامنے عاجزی کرنیکے لیئے نماز نہین پڑہا کرتا۔ قرآن مجید مین ہے وَاِذَا قَامُوا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوا کُسَالٰی یعنے منافق بے رغبتی اور بددلی کے ساتہ نماز مین کہڑے ہوتے ہین اگرچہ ظاہری حرکات وسکنات مین مومن ومنافق کی نماز وروزہ اورحج وزکات یکسان معلوم ہوتے ہین مگر باطن مین فرق عظیم ہے مومن کو انجام کار ان عبادتون کے صلے مین برد (جنت) اور منافق کو مات (دوزخ) حاصل ہوتی ہے مومن چونکہ خالص نیت سے عبادتون مین جانبازی کرتا ہے اسلیئے میدان محشر مین بازی جیت جاتا ہے۔ اور منافق کا باطن چونکہ خلاف ظاہر ہوتا ہے۔ اسلیئے اس ٹیڑہی چال کے سبب انجام کار ہار جاتا ہے۔ برد اصطلاح شطرنج مین جیت کو اور مات ہار کو کہتے ہین۔ یہ بہی ممکن ہے کہ پہلے شعر مین لفظ منافق سے ابوجہل اور موافق سے رسول مقبول مراد ہون۔ جنکی شان مین یہ آیت ہے اَرَاَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی عَبْدًا اِذَا صَلّٰی یعنے اے مخاطب کیا تو نے اس شخص کو دیکہا ہے جو ہمارے خاص بندے (محمد) کو نماز سے منع کرتا ہے مفصل قصہ تفسیرون مین درج ہے۔

اگرچہ ہر دو بر سر یک بازیند	لیک باہم مروزی و رازیند
ترجمہ — اگرچہ دونو ہین اک بازی کے سر	مروزی ہے ایک اک رازی مگر

شرح۔ یعنے اگرچہ مومن منافق بساط دنیا پر بظاہر ایک ہی بازی (ادائے عبادات ظاہری) مین شریک معلوم ہوتے ہین۔ مگر درباطن ان دونون مین اتنا فرق ہے جتنا مروزی اور رازی مین۔ مرو خراسان کے اور رے بلاد دیلم یعنے عراق کے ایک شہر کا نام ہے۔ رازی منسوب بسوئے رے۔ ان دونو شہرون مین بڑی دور کا فاصلہ ہے بعض نسخون مین مروزی کی جگہ مرغزی ہے۔ مرغز فارس مین ایک مشہور قصبہ کا نام ہے۔

ہر یکے سوئے مقام خود رود	ہر یکے بر وفق نام خود رود
ترجمہ — اسکا جنت اسکا دوزخ ہے مقام	ہر ٹہکانے کا نشان دیتا ہے نام

شرح یعنے مومن اپنے مقام (جنت) اور منافق اپنے مقام (دوزخ) مین اپنے نام کے موافق جانیکے لیے تیار ہے کیونکہ مومن کا دوسرا نام سعید ہے۔ اور منافق کا شقی اَلْمُؤْمِنُ سَعِیْدٌ وَّالْمُنَافِقُ شَقِیٌّ۔ اور قرآن مجید کی آیت ہے فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّۃِ۔ یعنے شقی دوزخ مین ہونگے۔ اور سعید جنت مین

مومنش خوانند جانش خوش شود	ور منافق تند و پر آتش شود
ترجمہ — خوش ہو مومن گر کوئی مومن کہے	اور منافق تند پر آتش رہے

شرح۔ مومنش کی ضمیر مومن کی طرف اور باعتبار عطف منافقش کی ضمیر محذوف منافق کی طرف راجع ہے۔ یعنے اگر مومن کو کوئی شخص مومن کہکے پکارے تو وہ برا نہین مانتا بلکہ خوش ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ اسکا واقعی نام ہے۔ اور جو

منافق کو کوئی منافق کہدے تو وہ اپنے اِس حقیقی نام سے جلجاتا ہے۔ کیونکہ منافق بظاہر مدعی ایمان ہوتا ہے تو باطن مین اپنی صفتِ نفاق سے خوب واقف ہے۔

نام آن محبوب از ذات وی است ۔ نام این مبغوض ز آفات وی است

ترجمہ: اُسکی فطرت سے ہے پیارا اُسکا نام ۔ کرتے ہین بدنام اِسکو اِسکے کام

شرح۔ یعنے مومن کا نام اُسکی ذات (فطرتی اور ازلی ایمان) کے سبب محبوب۔ اور منافق کا نام اُسکی آفات (خصائل نفاق) کے باعث مکروہ ہے الفاظ اور حروف کو اِسمین دخل نہین۔ اور یہ محبوبیت و کراہت اسدرجہ تک ہے کہ خود مومن اپنے نام سے خوش اور خود منافق اپنے نام سے ناراض ہے۔

میم و واو و میم و نون تشریف نیست ۔ لفظ مومن جز پئے تعریف نیست

ترجمہ: میم و واو و میم نون کب ہین عزیز ۔ لفظ مومن ہے فقط بہر تمیز

شرح۔ یعنے مومن کے چار حرف کسیکی بزرگی (علٰے ہذا القیاس منافق کے پانچ حرف کسیکے بدبختی) کی دلیل یا سبب نہین ہوسکتے۔ بلکہ بزرگی و بدبختی اعمالِ صالحہ اور افعالِ قبیحہ سے تعلق رکھتی ہے۔ مومن تو صرف قوم یا فرقہ کی پہچان کے لیئے ہے۔ جیساکہ شیخ سید مغل پٹھان۔ اگر زید سید ہوکر سید المرسلین صلعم کی شریعت کا تابع نہین ہے تو ہرگز سید نہین ہوسکتا۔ اِسیطرح صرف مومن کا خطاب اختیار کرلینا کامل ایمان کی علامت نہین ہے جبتک افعال ایمان والون کے سے نہون۔ یہی سبب ہے کہ اگر مومن کامل کو کوئی شخص منافق کا خطاب دے تو اُسے رنج نہین ہوتا کیونکہ لفظ منافق (جبتک نفاق کے معنے نپائے جائین) کسی مومن کو منافق نہین بناسکتا۔ اسیطرح کوئی شخص منافق کو مومن کہکے پکارے تو لفظ مومن مین اتنی طاقت نہین کہ منافق کو مومن بنادے

گر منافق خوانیش این نام دون ۔ ہمچو کژدم مے خلد در اندرون

ترجمہ: گر منافق کو منافق تو کہے ۔ نیش عقرب کی طرح دل مین رہے

گرنہ این نام اشتقاق دوزخ است ۔ پس چرا در وے مذاق دوزخ است

ترجمہ: نار سے مشتق ہے نامِ ناسزا ۔ اِسلیے ہے اِسمین دوزخ کا مزا

شرح۔ پہلے شعر مین ضمیر شین۔ منافق کی طرف ہے یعنے اگر منافق کو منافق کہدیا جائے تو یہ کمینہ نام اُسکے دل مین بچھو کیطرح ڈنگ مارتا ہے اور اُسے نہایت بُرا معلوم ہوتا ہے حالانکہ یہ نام اُسکا حقیقی اور واقعی نام ہے۔ اِسکا سبب یہ ہے کہ منافق کا نام دوزخ سے مشتق ہے۔ اِسی لیے وُہ اِس نام سے جلتا ہے۔ اگر یہ نام دوزخ سے مشتق نہین ہے تو اِسمین دوزخ کا مزہ کیون ہے یعنے منافق اِس سے جلتا کسلیئے ہے اُسکے جلنے اور غضبناک ہونے سے صاف ظاہر ہے کہ بمقتضائے کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ ضرور یہ نام دوزخ سے مشتق ہے۔

اشتقاق کہ ایک چیز کا دوسری چیز سے نکالنا مصدر ہے بمعنے مفعول - یعنے مشتق - اور اشتقاق دوزخ مین اضافت بمعنی ہے

	زشتی آن نام بد از حرف نیست		تلخی آن بحر از ظرف نیست
ترجمہ	یہ بدی اُسمین نہین ہے حرف سے		پانی کب ہوتا ہے کڑوا ظرف سے

شرح - یعنے منافق کے نام مین اِن پانچ حرفون کے سبب کوئی بُرائی نہین آئی بلکہ بُرائی اُسکی ذات مین پڑی ہوی ہے اسکی مثال ایسی ہے - جیسا دریائے شور کہ اُسکا پانی کسی برتن مین رکھنے سے تلخ نہین ہوتا بلکہ تلخی اُسکی ذات مین موجود ہے

	حرف ظرف آمد درو معنی چو آب		بحر معنی عندہٗ اُمّ الکتاب
ترجمہ	حرف شکل ظرف ہین معنی ہے آب		بحر معنی صاحبِ اُمّ الکتاب

شرح - پہلا مصرع گزشتہ شعر کے مصرعِ دیگر کی توضیح ہے - اور دوسرا مصرع ایک جدید فائدہ کے لئے ہے جس سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ اچھے بُرے افعال اور صفت ایمان و نفاق کا خالق اللہ تعالےٰ ہے حرف مومن و منافق مین نہ بھلائی ہے نہ بُرائی نیکی بدی کا تعلق معنون سے ہے - کیونکہ حرف برتن کی اور معنے پانی کی مانند ہین جسطرح برتن میٹھی پانی کو کھاری اور کھاری کو میٹھا نہین کرسکتا - اسیطرح حرف مومن و منافق رجبتک ایمان و نفاق کے معنے نپائے جائین) کسی کو مومن و منافق نہین بنا سکتا - اور ایمان و نفاق کی صفت کا پیدا کرنیوالا خدا ہے جسکے پاس اُمّ الکتاب یعنے لوح محفوظ ہے - دوسرے مصرع کے معنے کئی طرح ہین - **اوّل** یہ کہ بحر بمعنے مبتدا اور اُمّ الکتاب خبر - اور عندہٗ متعلق خبر ہے - یعنے دریائے معانی لوح محفوظ ہے جو خدا کے پاس ہے - مومن مین صفت ایمان اور منافق مین صفت نفاق اُسی دریا کا قطرہ ہے یعنے لوح محفوظ مین جس شخص کی نسبت مومن یا منافق ہونا لکھا گیا ہے وہ دنیا مین بھی مومن یا منافق ہے علےٰ ہذا القیاس دیگر صفتین بھی ہین **دوم** یہ کہ دریائے معانی وہ ذات پاک اللہ تعالےٰ ہے جسکے پاس لوح محفوظ ہے - **سوم** یہ کہ اہل دنیا ظاہر پرست اور صورت و الفاظ کے پیرو ہین اور دریائے معانی وہ انسان کامل ہے جو از روے کشف گویا لوح محفوظ کو دیکھ رہا ہے ایسے شخص کی خدمت مین رہکر اخلاق ذمیمہ کی اصلاح کرنی چاہیئے - یہ اِس آیت کیطرف اشارہ ہے **یَمْحُو اللّٰهُ مَا یَشَاءُ وَ یُثْبِتُ وَ عِنْدَهٗ اُمُّ الْکِتَابِ** اِس آیت کے معنے بعض صوفیہ نے یہ بتائے ہین کہ اللہ تعالےٰ نے مومنون کے لیے اہل شقاوت کے افعال محو اور اہل سعادت کے ثبت اور منافقون کے لیے اہل سعادت کے اعمال محو اور اہل شقاوت کے ثبت کر دیے ہین - اور لوحِ خداوندی تغیر و تبدل سے محفوظ ہے یعنے مومن منافق اور منافق مومن ہرگز نہو گا -

حاصل مطلب یہ کہ ایمان و نفاق کے معنے لوح محفوظ یا ذات باری کی طرف سے دلون مین ڈالے جاتے ہین اور خیر و شر کا خالق خدا ہے - مگر چونکہ بندونکو بھی تہوڑا بہت اختیار دیا گیا ہے اسلیئے حتی الامکان نیکیون کو حاصل کرنا چاہیئے -

	بحر تلخ و بحر شیرین در جہان		در میان شان برزخ لا یبغیان
ترجمہ	بحر تلخ و بحر شیرین ہین عیان		اور ہے دونون کے برزخ درمیان

شرح۔ گزشتہ مضمون کی تکمیل اور اس آیت کا اقتباس ہے مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ یعنے اللہ نے دو دریا ایک تلخ دوسرا شیرین باہم ملا دیے ہین سو دونو ساتھ ساتھ بہتے ہین مگر دونون کے مابین ایک قدرتی پردہ ہے جو ایک کو دوسرے پر غالب نہین ہونے دیتا۔ یعنے دریائے تلخ کی دہار شیرین مین اور شیرین کی تلخ مین نہین پڑتی صورت مین دونو ملے ہوے مگر سیرت اور مزہ مین جدا جدا ہین۔ اہل تفسیر نے لکہا ہے کہ اس سے دریائے فارس اور دریائے روم مراد ہین۔ جو بحر محیط مین جا کر ملگئے ہین۔ یہ آیت کے ظاہری معنے ہین اور باطنی طور پر دریائے تلخ سے اوصاف ذمیمہ (کفر و نفاق و معاصی) اور دریائے شیرین سے اوصاف حمیدہ (ایمان و اخلاص و طاعات) مراد ہین یعنے یہ دونو صفتین جہان مین موجود اور انہین انسانون مین پائی جاتی ہین جو باعتبار صورت یکسان ہین۔ مگر باعتبار معنے مومن و منافق اپنے اپنے آثار اور خواص سے الگ الگ پہچانے جاتے ہین۔ الغرض کفر و ایمان یکسان نہین ہوسکتا۔

	دان کہ این ہر دو ز یک اصلی روان	در گزر زین ہر دو تا معنے آن
ترجمہ	اصل دونون کی مریجان ایک ہے	در گزر دونون سے گر تو نیک ہے

شرح یعنے یہ دونو دریا (اوصاف ذمیمہ و حمیدہ) ایک جگہ اور ایک اصل (ذات باری) سے جاری ہوے ہین اگرچہ اوصاف ذمیمہ اسم مُضِل کا مظہر اور اوصاف حمیدہ اسم ہادی کا مظہر ہین اور یہ دونو اسم باعتبار معنے ایکدوسرے کے مخالف ہین۔ مگر فی الواقع دونون کی اصل وہی ایک ذات ہے۔ جو وحدہ لاشریک لہ ہے پس تو ایخاطب اُس اصل کا طالب ہونا چاہیئے جسکا نام شاہد وحدت ہے۔ یا یہ معنے ہین کہ ان دونون کی ایک ایک اصل الگ الگ ہے۔ چنانچہ اخلاق ذمیمہ کی اصل اسم مُضِل ہے اور اخلاق حمیدہ کی اسم ہادی لیکن یہ جدائی باعتبار معنے عین وحدت ہے کیونکہ مُضِل و ہادی فی الواقع ایک ہی ذات ہے اسلیئے معنے پر نگاہ رکہنی چاہیئے مصرع دوم کے لغوذ باللہ یہ معنے نہین کہ کفر و ایمان دونو سے الگ رہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ طالب کو چاہیئے کہ مُضِل اور ہادی یا خالق کفر و ایمان کو باعتبار اختلاف ہر دو مظہر جدا جدا نسمجہے۔ ورنہ شرک خفی لازم آجائے گا بلکہ ان دونو مظہرون کے اختلاف سے گزر کر اصل اور معنے کو معلوم کرے اور یہ سمجہے کہ مُضِل اور ہادی کے معنے کسکی ذات پر صادق آتے ہین۔ یہ معنے اُسی ایکذات پر صادق آئینگے جسکا اسم جلالی اللہ ہے۔ جبتک یہ معنے سمجہ مین نہ آئینگے شاہد وحدت اور حقیقی ایمان کا جلوہ نصیب نہوگا۔

	زر قلب و زر نیکو در عیار	بے محک ہرگز ندارد اعتبار
ترجمہ	سونا کہوٹا ہے کہ خالص مرد کار	بے محک رکہتا نہین کچہ اعتبار
	ہر کرا در جان خدا بنہد محک	ہر یقین را باز داند او ز شک
ترجمہ	مرحمت ہے غیب سے جنکو محک	جانتے ہین وہ یقین ہے یہ کہ شک

شرح۔ کفر و اوصاف ذمیمہ کہوٹے اور ایمان و اوصاف حمیدہ کہرے سونے کی مانند ہین لیکن کہوٹے کہرے کی پہچان

کے لئے کسوٹی چاہیئے۔ اسلیئے اللہ تعالےٰ نے مومن کو کسوٹی (نور قلب و فراست) دے رکھی ہے وہ اپنے دل سے فتوے لیکر گناہ اور شک کی چیزون پر عمل نہین کرتا بلکہ ہمیشہ نیکی و بدی مین امتیاز کرتا ہے اور کفار و فساق کو یہ باطنی کسوٹی نہین ملی اسلیئے وہ اعمال بد کو بھی نیک سمجھ لیتے ہین۔ محک درجان سے وجدان و عرفان اور یقین ذشک سے نیکی و بدی مراد ہے۔

	آنچہ گفت استفت قلبک مصطفا	آن کسے داند کہ پر بود از وفا
ترجمہ	معنے استفت قلبک لیے فتا	وہ سمجھ سکتا ہے جو ہو باوفا

شرح حدیث شریف ہے اِستفتِ قلبک وان افتاک المفتون یعنے اے شخص اپنے دل سے فتوی لیا کر اگرچہ مفتی فتوی دیا کرین چونکہ دل ہر شخص کا منصف ہوتا ہے اسلیئے قاضیِ دل وہی فتوی دیتا ہے جو عنداللہ درست ہو اس بنا پر خاکسار شارح قسم کھا کر کہتا ہے کہ تمام زمانے کی غیر قومین دل سے مذہب اسلام کو پسند کرتی ہین مگر حُبِّ مال و جاہ یا آبائی تقلید یا رسم و رواج کی پابندی یا دنیا کی شرم اُنہین ایمان نہین لانے دیتی دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اس حدیث کے معنے وہی سمجھتا ہے جو وفا یعنے ایمان رکھتا ہو۔ بعض نے وفا بمعنے تصوف لیا ہے۔ چونکہ اہل تصوف کا قلب صاف ہوتا ہے اسلیئے اُنکے دل کا فتوے زیادہ معتبر ہے۔

	در دہانِ زندہ خاشاک ار جہد	آنگہ آرام کہ بیرونش نہد
ترجمہ	مُنہ مین گر اک شخص کے پڑ جائے خاک	چین جب آئے کہ مُنہ ہو اس سے پاک
	در ہزاران لقمہ یک خاشاک خرد	چون در آید حسِّ زندہ پے ببرد
ترجمہ	ہو جو لقمون مین ذراسی کنکری	کار حس سے آدمی ہے پائے بری

شرح یعنے زندہ آدمی کے مُنہ مین اگر خاک وغیرہ یا نوالے مین کچھ کرکراہٹ یا کنکر آجاتا ہے تو بذریعہ حواسِ ظاہر فوراً اُسے معلوم ہو جاتا ہے اور نوالا تھوک کر مُنہ صاف کرنا پڑتا ہے۔ اسیطرح اُسپر فرض ہے کہ بذریعہ حواس باطن نفاقی خطرون اور شیطانی وسوسونکو معلوم کرکے اُنکا دفعیہ کرتا رہے۔

	حسِّ دنیا نردبانِ این جہان	حسِّ عقبےٰ نردبان آسمان
ترجمہ	دنیوی حس نردبان دنیا کی ہے	اُخروی حس نردبان عقبےٰ کی ہے
	صحت این حس بجوئید از طبیب	صحتِ آن حس بجوئید از حبیب
ترجمہ	اِسکی صحت کے لیے ہے ہر طبیب	اُسکی صحت کے لیے ہے ہر حبیب
	صحت این حس ز معموریِ تن	صحت آن حس ز تخریب بدن
ترجمہ	صحت اِس حس کی ہے معموریِ تن	صحت اُس حس کی ہے تخریب بدن

شرح یعنے حواس ظاہری دنیا کی چیزین معلوم کرنیکا ذریعہ ہین اور حواس باطن (عقل و معرفت) آسمان معنی اور بام عرفان تک پہنچنے کا زینہ۔ اُنکا علاج طبیب کرتا ہے اور اِنکا مُرشد کامل۔ وہ حواس کہانے پینے اور حفظ صحت بدن سے ٹھیک رہتے ہین اور یہ نفس کشی اور ترک ہستی سے

	شاہِ جان مر جسم را ویران کند	بعد ویرانیش آبادان کند
ترجمہ	جسم کو کرتا ہے ویران شاہِ جان	جان تازہ بخشتا ہے بعد ازان

شرح۔ یعنے شاہِ جان (اللہ تعالےٰ نے جو مالک جان ہے یا مُرشد کامل یا خود جان جو بادشاہ بدن ہے) سچے عاشقونکو ریاضتون مین مصروف کرکے اُنکے جسمون کو فانی کردیتا ہے اور اِسکے بعد مرتبۂ بقا باللہ تک پہنچادیتا ہے بعض نسخون مین راہِ جان ہے جس سے طریق عرفان مراد ہے۔

	اے خنک جانے کہ در عشق مآل	بذل کرد او خانمان و ملک و مال
ترجمہ	ہے وہ اچہا جو پئے عشق مآل	صرف کردے خانمان و ملک و مال

شرح۔ بعض نسخون مین (بہر عشقِ حال) دیکہا گیا ہے مگر دونو صورتون مین مراد عشق حقیقی ہے۔ عشق مآل عاقبت کا عشق۔ وہ عشق جس سے عاقبت پاک ہو۔ عشق حال سچا عشق جو قال سے تعلق نرکہے بلکہ سچون کے حسب حال ہو

	کرد ویران خانہ بہر گنج و زر	وز ہمان گنجش کند معمور تر
ترجمہ	کرکے ویران گہر کو بہر گنج و زر	گنج و زر سے پہر کرے معمور تر
شرح	آب را ببرید و جو را پاک کرد	بعد ازان در جو روان کرد آبِ جو
ترجمہ	بند باندہے صاف کرنے کے لیے	نہر مین پہر صاف پانی چہوڑ دے
	پوست را بشگافت پیکان را کشید	پوست تازہ بعد ازانش بر دمید
ترجمہ	پوست چیرے اور پیکان کہینچ لے	زخم تا بہر جائے تازہ پوست سے
	قلعہ ویران کرد و از کافر ستد	بعد ازان بر ساختش صد برج و سد
ترجمہ	ڈہادے لیکر قلعہ کو کفار سے	اور بنائے پہر نئے آثار سے

شرح۔ یعنے اللہ تعالےٰ عارفونکو فنا کے بعد مرتبۂ بقا عنایت فرماتا ہے اِسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنے گہر کو اسلیے ڈہائے کہ اُسکی بنیاد مین خزانہ گڑا ہوا ہے اور بعد خزانہ نکالنے کے پہلے سے اچہا تعمیر کردے یا پانی کو روک کر نہر کو کوڑے کرکٹ اور کیچڑ وغیرہ سے صاف کرے اور پہر اُسمین آبخورد (پینے کے لایق پانی) جاری کردے۔ یا کہال کو چیر کر پیکان نکال لے اور پہر تازہ جلد پیدا ہونیکے لیے مرہم پٹی کردے۔ یا کافرون سے قلعہ چہین کر ویران کردے اور پہر اُسمین نئے سرے سے برج اور فصیل بنائے۔ ان تمام صورتونکا انجام

[illegible] فنا فی اللہ کی انجام کار بقا باللہ ہو جاتا ہے۔

کار بیچون را کہ کیفیت نہد	اینکہ گفتم ہم ضرورت مید ہد
ترجمہ: ہو بیان کیا حالت افعال رب	کہدیا ہے کچہ ضرورت کے سبب

شرح۔ یعنے اللہ تعالے کے اس کام عطائے مرتبہ بقا کی کیفیت کسی سے بیان نہین ہوسکتی۔ وہ خود ہی جانتا ہے کہ فنا کر کے مرتبۂ بقا تک کیونکر واصل کر دیتا ہے۔ یہ راز قابل شرح نہین عقل صرف اسقدر بتا سکتی ہے کہ انسان شاید ریاضت و مجاہدہ کے باعث فانی ہوکر واصل ہو جاتا ہے مگر یہ قاعدہ کلیہ نہین ہے۔ گاہے ریاضت بیکار جاتی ہے اور گاہے بلا ریاضت مرتبۂ وصول حاصل ہو جاتا ہے لیکن چونکہ اکثر اوقات ریاضت خدا تک پہنچا دیتی ہے اسلیئے عارف کو اُسکے ارشاد و تلقین کی ضرورت ہے چنانچہ دوسرے مصرع کا یہی مطلب ہے کہ مینے جو مثنوی مین جا بجا مجاہدہ و ریاضت کی ترغیب دی ہے یہ لبطور ہدایت ضروری امر ہے ورنہ کوئی یہ نہین کہہ سکتا کہ ریاضت بالضرور اور قطعًا واصل الی اللہ ہے۔

گہ چنین بنماید و گہ ضدّ این	جز کہ حیرانی نباشد کار دین
ترجمہ: شان حق گاہے چنان گاہے چنین	غیر حیرانی نہین ہے کار دین

شرح۔ بنماید کا فاعل کار بیچون ہے یعنے اللہ کا کام کبھی تو اسطرح نظر آتا ہے کہ ریاضت اُس تک پہنچا دیتی ہے اور کبھی اسکے خلاف۔ یا کار بیچون سے مراد تجلی ہے جو کبھی رحمت کے پردہ مین ہے اور کبھی اُسکی ضد یعنے قہر کے پردہ مین اسلیئے اہل دین کو حیرت ہوتی ہے۔ کیونکہ نہ اُس تک پہنچنے کا کوئی طریقہ مقرر ہے اور نہ اُسکی تجلی ایکحالت پر رہتی ہے۔ کُلَّ یَوۡمٍ هُوَ فِی شَاۡنٍ وہ ہر وقت ایک نئی شان مین ہے۔

نے چنین حیران کہ پشتش سوے اوست	بل چنین حیران کہ غرق و مست دوست
ترجمہ: جس سے غفلت ہو یہ وہ حیرت نہین	بلکہ ہے یہ عشق رب العالمین

شرح۔ حیرت کی دو قسمین ہین اوّل محمودہ یا مقبولہ جو کثرت تجلیات یا مشاہدۂ وحدت در کثرت سے عارف کو حاصل ہوتی ہے۔ دوم مذمومہ یا مردودہ جو جہل و شک یا وسوسون کے ازدحام کے سبب عوام کے حصہ مین آتی ہے۔ اس تمہید کے بعد شعر کا یہ مطلب ہے کہ عارف کی حیرت اسطرح کی نہین ہوتی کہ اُسکی پشت ذات حق کیطرف ہو جائے۔ یعنے اُسے خدا سے غافل کردے (کیونکہ غافل کر دینے والی حیرت مردودہ ہے) بلکہ وہ مشاہدۂ تجلیات کے سبب حیرت مقبولہ کے عالم مین غرق دوست یعنے فنافی الذات ہو جاتا ہے۔

آن یکے را روئے او شد سوے دوست	وان یکے را روی او خود روی اوست
ترجمہ: ایک کا رُخ ہے ہمیشہ سوے دوست	ایک کا رُخ ہو گیا ہے روے دوست

شرح پہلے شعر مین معلوم ہوچکا ہے کہ حیرت مقبولہ دو سببون (کثرت تجلیات یا مشاہدۂ وحدت در کثرت) سے پیدا ہوتی ہے۔ اس سے واضح ہوگیا کہ عارف حیران کی دو قسمین ہین۔ ایک وہ جسکا مُنہ ہر وقت دوست (شاہد حقیقی) کیطرف ہے یعنے طرح طرح کی تجلیونکا مشاہدہ کرتا ہے۔ اسکو متوجہ الے اللہ اور روگردان از ماسواہ کہنا چاہیئے اور دوسرا وہ کہ اُسکو فانی الذات اور مشاہدۂ وحدت در کثرت کے باعث اپنا چہرہ چہرۂ محبوب بنکر نظر آتا ہے۔ کیونکہ فی الواقع فانی وہی ہے جسکے نزدیک بجز ذات واحد کے تمام عالم یہانتک کہ اُسکا جسم لاشئے اور بالکل ہیچ ہو۔ بعض نسخون مین اوستد کی جگہ اُفتد ہے مطلب دونونکا ایک ہے

	روئے ہر یک می نگر میدار پاس	بو کہ گردی تو ز خدمت رُو شناس
ترجمہ	دیکھہ مُنہ ایک ایک کا اور رکھہ نگاہ	تا کہ ملجائے بتجھے خدمت سے راہ

شرح۔ یعنے اے مخاطب حیران مقبول کی دونو قسمون مین سے ہر ایک کی طرف متوجہ ہو۔ اور دونونکا پاس ادب کر۔ (کیونکہ یہ دونون مقبول بارگاہ خداوندی ہین) شاید تو انکی خدمت سے بوئے معرفت کو پہچاننے لگے بعض نسخون مین رُو شناس ہے۔ یعنے مشہور در زمرۂ مقربان الٰہی۔

	فرق درمیان محقق و مدعی مبطل و حدیث النظر الے وجہ العالم عبادۃٌ
ترجمہ	سچے اور جھوٹے مدعی مین فرق اور اس حدیث کا ذکر کہ عالم کو دیکھنا عبادت ہے

	دیدن عالم عبادت این بود	فتح ابواب سعادت این بود
ترجمہ	دید اہل اللہ عبادت ہے بڑی	ہو میسر تو سعادت ہے بڑی
	چون بسے ابلیس آدم روی ہست	پس بہر دستے نباید داد دست
ترجمہ	ہین بہت ابلیس شکل آدمی	ایسون کی بیعت ہے بیشک گمرہی

شرح۔ آدم سے حقیقت آدم مراد ہے اور حقیقت آدم صوفیون کے نزدیک انسان کامل کے معنون مین ہے یعنے علمائے ظاہر و باطن کو صرف دیکھہ لینا ہی عبادت ہے مگر بہت سے مکار عالم و درویش جنکا باطن فی الواقع باطن ابلیس ہے (انسان یا مرشد کامل کیصورت بنائے پھرتے ہین اسلیئے بلا تجربۂ حال و تحقیق مقام بیعت کے یعنے ہر شخص کے ہاتھہ مین ہاتھہ نہ دینا چاہیئے۔ ایسے مکارون کا نام اہل تصوف نے شیاطین الانس (شیطان بصورت انسان) رکھا ہے افسوس آج کل کے اکثر بدعمل عالم اور درویش اسی قسم کے ہین۔ اللہ ایسے مکارون سے پناہ مین رکھے۔

	زانکہ صیاد آورد بانگ صفیر	تا فریبد مرغ را آن مرغ گیر
ترجمہ	مکر ہے صیاد کا بانگ صفیر	پھانستا ہے جانور وہ مرغ گیر

شرح۔ دنیا پرست حسب مقتضائے الدُنیا زورٌ اکثر کام مکر و فریب سے لیا کرتا ہے۔

	بشنوان مرغ بانگ جنس خویش	از ہوا آید بیاید دام و نیش
ترجمہ	جانکر اُسکو وہ بانگ جانور	دیکھتا ہے رنج دام و نیشتر

شرح یعنے مکارون سے اسلیے بیعت نہ کرنی چاہیئے کہ اُنکی مثال اُس صیاد کی سی ہے جو جانورون کی سی آواز بناکر اُنکو فریب دے اور گرفتار کرلے۔ زان سیہ اور نیش سے تکلیف و مصیبت مراد ہے۔ صفیر۔ طائرونکی آوازا ور وہ آواز جو طائرون کے بُلانے کے لیے ہوتی ہے۔ یہان دوسرے معنے مراد ہین۔ اسیطرح شیاطین الانس اولیاء اللہ کی صورت بناکر مخلوق کو اپنے دام فریب مین پہنسا لیتے ہین۔ اِنکے دام فریب سے ہمیشہ بچنا چاہیئے۔

	حرف درویشان بدزدد مرد دون	تا بخواند بر سلیمے زان فسون
ترجمہ	لفظ درویشون کے سُنکر مرد دون	سانپ کے کاٹے پہ پڑہتا ہے فسون
	کار مردان روشنی و گرمی ست	کار دونان حیلہ و بے شرمی ست
ترجمہ	روشنی گرمی یہ ہے مردونکا کام	بیحیائی حیلہ ہے فعل عوام

شرح سلیم صحیح وسالم۔ واحمق۔ و مارگزیدہ یہان تینون معنون مین درست ہے۔ یعنے مکار درویش اُس شخص کو جو عشق حقیقی کے مرض سے تندرست ہے یا بالکل بیوقوف ہے۔ یا اُس طالب کو جسے عشق کے سانپ نے کاٹ کہایا ہے اور وہ تریاقِ اعظم (مُرشد کامل) کی تلاش مین ہے۔ فریب دیتا ہے۔ اور اولیائے کرام کے ملفوظات یا عارفانہ کلمات اِدہر اُدہر سے جمع کرکے طالب کو سُناکر مال دنیوی حاصل کرلیتا ہے اولیاء حق کا کام عطائے روشنی قلب اور حرارت عشق حقیقی ہے۔ اور کمینونکا ناجائز حیلہ اور بے شرمی سے دنیا کما کہانا۔

	شیر پشمین از برائے گد کنند	بوسیلم را لقب احمد کنند
ترجمہ	شیر پشمین مانگنے کو ہے فقط	بُوسیلم کا لقب احمد۔ غلط
	بوسیلم را لقب کذاب ماند	مر محمد را اولوا الالباب ماند
ترجمہ	بوسیلم کا لقب کذاب ہے	اور محمد کا اُولو الالباب ہے
	آن شراب حق ختامش مشک ناب	بادہ را ختمش بود گند و عذاب
ترجمہ	اُس شراب حق پہ مُہر مشک ناب	اور اِس مُہرے کی عقبے ہے خراب

شرح یعنے مکار لوگونکی ایسی مثال ہے جیسے بعض لوگ اُون یا صوف وغیرہ کا شیر بھیک مانگنے کے لیئے بنالین یا بوسیلم کو احمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کہکے پکارین حالانکہ وہ فی الواقع شیر نہین ہوتا اور بوسیلم احمد نہین بن سکتا۔ بوسیلم زمانہ رسالت مین موجود تہا۔ ایکبار اُسنے آنحضرت سے عرض کیا کہ مین اِس شرط پر ایمان لاتا ہون کہ آپ اپنے بعد خلافت میرے نام لکہدین حضور نے اپنے ہاتہ کی لکڑی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ مین یہ لکڑی بہی تجہے نہین دیسکتا۔ بوسیلم اِسکے بعد

مدعیہ سورۃ کے پیچے وطن (یمامہ) مین چلا گیا۔ اور نبوت کا جہوٹا مدعی بن بیٹہا۔ اور یمامہ کا ایک قبیلہ (بنی حنیفہ) اسکی
جہوٹی نبوت کی تصدیق کرکے اسکا مُرید اور مُرتد ہوگیا۔ آخر کار بعد وفات حضرت صلعم جناب ابو بکر صدیق نے اسپر جہاد کیا
اس جنگ مین بہت سے حفاظ شہید ہوئے اور بوسیلم حضرت ابو بکر کے غلام (وحشی نام) کے ہاتہہ سے مارا گیا اور واصل
جہنم ہوا۔ بوسیلم کا نام مسیلمۂ کذاب بہی ہے اور لقب کذاب اُسکے نام کے ساتہ قیامت تک لازم ہوگیا ہے۔ جیسا کہ محمد
صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہ لقب اولوا الالباب (صاحب عقل و معرفت و علم لدنی) ان دونون مین بہت بڑا فرق ہے۔
کیونکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم بمنزلہ شراب حق ہین۔ اس شراب کے فیضان سے بیشمار طالبان حق سرمست وصال شاہ
حقیقی ہوگئے ہین اور تا حشر ہوتے رہینگے۔ اور اس شراب مین خالص مشک کی مُہر ہے۔ مُہر سے دہان مبارک رسول
مقبول اور مشک سے کلمات فیض آیات مراد ہین جنکی خوشبو دہان مبارک سے نکلکر مشتاقان حق کے دماغون کو معطر
کر رہی ہے۔ اور ابو مسیلم دنیوی شراب کے مانند ہے جسکو ام الخبائث (زنا یا کیون کی جڑ) کہتے ہین اور اُسکی مہر بد
انجام بدبو اور عذاب ہے وُہ اور اُسکے ہمصحبت عذاب ابدی مین گرفتار ہونیکے لیئے ہین۔ نیز ممکن ہے کہ شراب
حق سے اولیائے عظام و مُرشدان کامل اور بادہ سے شیاطین الانس اور مکار صوفی مراد ہون۔

داستان بادشاہ جہودان کہ نصرانیان را میکشت بہر تعصب ملت خود و حکایت آن استاد و شاگرد

ترجمہ۔ داستان یہودیون کے بادشاہ کی جو تعصب مذہب کے سبب نصرانیون کو قتل کرتا تہا اور حکایت ایک استاد اور اُسکے بہینگے شاگرد کی

شرح۔ وجہ مناسبت ماقبل سے یہ ہے کہ اس حکایت مین جہوٹون سے الگ رہنے کی تاکید کیگئی ہے۔

	بود شاہے در جہودان ظلم ساز	دشمن عیسے و نصرانی گداز
ترجمہ	ایک یہودی بادشاہ تہا کینہ جو	عیسیٰ و عیسے کی اُمت کا عدو
	عہد عیسے بود و نوبت آنِ او	جان موسے او و موسے جانِ او
ترجمہ	عہد عیسے مین تہا وُہ شہ حکمران	موسے و عیسے ہین دو تن ایک جان

شرح۔ نوبت وقت و مصیبت و مرتبہ و نقارہ و خیمہ۔ آن عربی مین وقت و ہنگام فارسی مین مال و ملکیت۔ اگر ضمیر
او بادشاہ کیطرف ہے تو نوبت آنِ او۔ مبتدا ہے اور عہد عیسے خبر مقدم یعنے اُس بادشاہ یہود کے مال و ملکیت کا
نقارہ عہد عیسےؑ مین بجتا تہا اور اگر عیسےؑ کیطرف ہے تو عہد عیسےؑ پہلی خبر ہے اور نوبت آنِ او دوسری اور
مبتدا (لفظ عہد آن شاہ) محذوف ہے۔ یعنے اس بادشاہ کا عہد عیسے کا عہد تہا اور عیسےؑ کے نقارۂ ملکیت
بجنے کا زمانہ تہا یعنے اُس زمانے مین بعثت عیسےؑ کا نقارہ بج رہا تہا۔ گو بمقتضائے حکمت الٰہی تغیر زمانہ کے سبب شرع
موسےؑ کے بعض احکام بدلگئے تہے مگر یہ ظاہری اختلاف حقیقی اختلاف نہ تہا بلکہ فی الواقع موسےؑ اور عیسےؑ باہم
ایکدوسرے کی جان تہے کیونکہ دونون مین روحانی اتحاد موجود تہا۔ رسالت مین شریک ہونیکے سبب انکا دوست اُنکا

دوست اور اُسکا منکر لعینہ اُنکا منکر ہے۔

	شاہِ احول کرد در راہِ خدا	آن دو دمساز خدائی را جدا
ترجمہ	شاہِ احول دونون کو سمجہا جُدا	اور وُہ دونون ایک تھے مرد خدا

شرح۔ احول۔ کژ چشم۔ بھینگا۔ جسے ایک کے دو دکھائی دین چونکہ اِن دونوں رسولوں کو جو خدا کے کام مین متحد اور ایک جان دو قالب تھے بادشاہ یہود اپنی کجفہمی سے باہم مخالف سمجھتا تہا اسلیئے اُسے احول کہا گیا۔ آئندہ شعرون مین ایک اُستاد اور اُسکے بھینگے شاگرد کی حکایت بطور مثال ہے جس سے اُستاد نے ایک شیشہ منگایا اور اُسے ایک کے دو نظر آئے۔

	گفت اُستاد احولے را کاندر آ	رو برو آر از وثاق آن شیشہ را
ترجمہ	بھینگا تہا شاگرد ایک اُستاد کا	یون کہا اُستاد نے وُہ شیشہ لا
	چون درونِ خانہ احول رفت زود	شیشہ پیش چشم او دو مے نمود
ترجمہ	کونے کونے چھان مارا اُسنے گھر	ایک کے دو شیشے آتے تھے نظر
	گفت احول زان دو شیشہ من کدام	پیش تو آرم بکن شرحے تمام
ترجمہ	ڈھونڈ کر شاگرد احول نے کہا	لاؤن مین دو شیشون مین سے کونسا
	گفت اُستاد آن دو شیشہ نیست رو	احولی بگزار و افزون بین مشو
ترجمہ	یہ کہا اُستاد نے وُہ دو نہین	احولی کو چھوڑ اے مرد دو بین
	گفت اے استا مرا طعنہ مزن	گفت اُستا زان دو یک را بر شکن
ترجمہ	بولا وُہ طعنہ کی عادت چھوڑ دے	بولا یہ اِک رہنے دے۔ اِک توڑ دے
	چون یکے بشکست ہر دو شد ز چشم	مرد احول گردد از میلان و خشم
ترجمہ	ایک جب ٹوٹا تو دونون گم ہوئے	آدمی ہوتا ہے احول خشم سے

شرح۔ یعنے جب شاگرد نے یہ کہا کہ اُستاد مجھے احول ہونیکا طعنہ نہ دے شیشے فی الواقع دو ہی ہین تو اُستاد نے جواب دیا کہ دو مین سے ایک کو توڑ ڈال چنانچہ شاگرد نے جب ایک توڑا تو دونو آنکھون کے آگے سے جاتے رہے کیونکہ فی الواقع شیشہ تو ایک ہی تہا وہی ٹوٹ گیا آخر مصرع مولانا کا مقولہ ہے یعنے آدمی چاہے احول نہو مگر تعصب اور حق سے پھر جانا اُسکو ضرور احول بنا دیتا ہے ایسی حالت مین حق نظر نہین آتا وثاق بمعنے بند و قید و خانہ

	شیشہ یک بود و بچشمش دو نمود	چون شکست آن شیشہ را۔ دیگر نبود
ترجمہ	دو نہتے شیشے وہان تو ایک تہا	جب وُہ ٹوٹا دوسرا جاتا رہا

شرح یہی حال شاہ یہود کا تہا جو در اصل احول نہ تہا مگر حق سے پھر جانیکے سبب اُسے حقیقت مُوسے و عیسے

جدا جدا دکہائی دیمی حالانکہ ایک ہی اسلیئے تکذیب عیسیٰؑ سے اُنکی تکذیب تو کیا ہوئی اور عیسیٰؑ کے دین پر رہتے عیسیٰؑ موسیٰؑ پر بھی ایمان نرہا۔ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ (ہم رسولوں میں سے کیسی تفریق نہین کرتے) سے ظاہر ہے کہ ایک رسول کی تکذیب گویا تمام رسولوں کی تکذیب ہے۔

	خشم و شہوت مرد را احول کند	ز استقامت روح را مبدل کند
ترجمہ	آدمی ہوتا ہے خواہش سے دوبین	راستی ہر روح مین رہتی نہین
	چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد	صد حجاب از دل بسوے دیدہ شد
ترجمہ	باغرض سے نور عرفان دور ہے	آنکہہ دل کے پردے سے مستور ہے
	چون دہد قاضی بدل رشوت قرار	کے شناسد ظالم از مظلوم زار
ترجمہ	قاضی صاحب کو ہو جب رشوت عزیز	ظالم و مظلوم کی ہو کیا تمیز

شرح۔ استقامت۔ راستی و امر واقعی۔ غرض۔ حیلہ یا حُبّ دنیا۔ ہنر معرفت۔ اور رشوت قاضی تمثیل مضمون سابق ہے۔

	شاہ از حقد جہودانہ چنان	گشت احول کالامان یا رب امان
ترجمہ	کینہ سے شاہِ یہودانِ زمان	ہو گیا احول الٰہی الامان
	صد ہزاران مومن مظلوم کشت	کہ پناہم دین موسیٰ را و پشت
ترجمہ	لاکہون مومن مارڈالے آہ آہ	کہکے۔ مین ہون دین موسیٰ کی پناہ

شرح۔ یعنے شاہ نے اِس خیال سے کہ مین دین موسیٰؑ کا پشت پناہ ہون لاکہون ایماندار عیسائی مارڈالے حالانکہ یہ دین موسیٰؑ کی حمایت نہین بلکہ تکذیب اور تخریب تہی اسکی وجہ اوپر لکہی گئی ہے۔

	حکایت وزیر بادشاہ و مکر او در تفریق ترسایان
ترجمہ	حکایت اُس بادشاہ کے وزیر کی اور نصاریٰ کے تین تفرقہ کرنے مین اُسکے مکر کی

	او وزیرے داشت ہنر عشوہ دہ	کو بر آب از مکر بربستی گرہ
ترجمہ	اِک وزیر اُس شاہ کا تہا عشوہ دہ	جو لگا دیتا تہا پانی مین گرہ
	گفت ترسایان پناہِ جان کنند	دین خود را از ملک پنہان کنند
ترجمہ	یہ کہا لیتے ہین۔ نصرانی پناہ	اپنے مذہب کو چہپا کر تجہسے۔ شاہ
	با ملک گفت اے شہِ اسرار جو	کم کش ایشانرا و دست از وے بشو
ترجمہ	اسلیئے بس اے شہِ نیکو صفات	دشمنون کے قتل سے دہو ڈال ہات

شرح۔ شہ اسرار جو سے مکار یا مکارون کا قدردان مراد لیا گیا ہے ورنہ شاہ کو اسرار معرفت سے کیا مطلب

	کم کش ایشان را کہ کشتن سود نیست	دین ندارد بو کہ مشک و عود نیست
ترجمہ	قتل کرنا انکا اب بے سود ہے	دین کوئی مشک ہے یا عود ہے

شرح - یعنے شاہ یہود کے ایک رہزن و مکار وزیر نے جسکا نام پولوس تہا اور جسکی انجیل مشہور ہے شاہ سے کہا کہ نصرانیون کو قتل کرنا چہوڑ دے کیونکہ انہون نے جان کے خوف سے اپنے دین کو چہپانا شروع کر دیا ہے۔ اور دین مشک یا عود نہین ہوتا کہ خود بخود ظاہر ہو جائے۔ بہت سے نصارے برائے نام یہود بنگئے ہین مگر فی الواقع نصارے ہی ہین۔ اب اگر باوجود اقرار یہودیت انکو مارا جائے تو بدنامی ہی ہے اور ظلم بہی اسلیئے قتل کی صلاح موقوف مین ایک ایسی تدبیر بتاؤنگا کہ تمام نصرانی خود آپسمین لڑ لڑ کے کٹ مرینگے۔ عشوہ دہ فریب دینے والا

	شاہ گفتش پس بگو تدبیر چیست	چارۂ این مکر و این تزویر چیست
ترجمہ	شاہ بولا اسکی ہے تدبیر کیا	چارۂ مکر و فن و تزویر کیا
	تا نماند در جہان نصرانیی	نے ہویدا دین و نے پنہانیی
ترجمہ	ایسی کچہ تدبیر کر مجہسے بیان	پاک کر دے جو نصارے سے جہان

شرح - مکر و تزویر سے نصرانیون کا مکر بظاہر یہود و در باطن نصرانی ہو تا مراد ہے جسکا ایسا علاج بادشاہ کو مطلوب ہے کہ سارے جہان مین کوئی نصرانی نہ آشکارا طور پر رہے نہ مخفی طور پر۔ ہویدا دین۔ وہ شخص جسکا دین آشکارا ہو

	گفت اے شہ گوش و دستم را ببر	بینیم بشگاف و لب در حکم مر
ترجمہ	یہ کہا سنئے کہ میرے کان ہاتہہ	کاٹ دے بینی و لب کے ساتہہ ساتہہ

شرح - وزیر نے یہ تدبیر بتائی کہ اے بادشاہ تو میرے کان اور ہاتہہ کاٹ ڈال۔ اور ناک اور ہونٹ چہید دے اگر لفظ درؔ۔ دریدن کا امر اور لفظ مرؔ امر یا مرؔ کا امر ہے تو یہ معنے ہین کہ میری ناک مین چہید کر اور ہونٹ کاٹ دے اور مذکورۂ بالا باتون کے لیئے حکم فرما دے۔ اور اگر درؔ حرف ظرف اور مرؔ بمعنے تلخ ہے تو یہ مطلب ہے کہ تو اپنے حکم تلخ و سخت کے پورا کرنے مین میری ناک اور ہونٹ کاٹ دے۔

	بعد ازان در زیر دار آور مرا	تا بخواہد یک شفاعت گر مرا
ترجمہ	بعد ازان سولی کا مجہکو حکم دے	پہر چہپالے ایک سفارش گر مجہے
	بر منادے گاہ کن این کار تو	بر سر راہے کہ باشد چارسو
ترجمہ	عام شارع مین سزا دے مجہکو تو	واقعہ مشہور ہو تا چار سو
	آنگہم از خود بران تا شہر دور	تا در اندازم در ایشان صد فتور
ترجمہ	پہر جلا وطنی کی دے مجہکو سزا	تا چہا دون مین نصارے کو مزا

شرح۔ مُنادے۔ جسکو آواز دیجائے۔ صیغہ اسم مفعول۔ نیز مصدر میمی بمعنے ندا یہان دوسرے معنے مراد ہین یعنے اعضا کاٹکر بہ مجہے سولی کے نیچے پہنچا دے اور ایک مصنوعی سفارش کرنیوالا کہڑا کر دے تاکہ مجہے چہڑا دے مگر اس کام کو شارع عام مین کرنا چاہیئے تاکہ عموماً یہ واقعہ مشہور ہو جائے اور پہر مجہے شہر بدر کر دے مین نصاریٰ کے ملک مین جاکر سینکڑون فتنے برپا کر دونگا یعنے نصرانیون سے یہ کہونگا کہ مین ظاہر مین یہودی اور باطن مین نصرانی تہا۔ بادشاہ یہودنے میرا حال معلوم کرکے ناک کان کاٹکر شہر بدر کر دیا ہے۔ مین عالم انجیل ہون۔ تمہین دینی تعلیم دینے آیا ہون۔ اس فریب سے بہت سے نصرانی میرے شاگردی کرینگے جسطرح ہبکاؤنگا بہک جاینگے تو

	چون شود آن قوم از من دین پذیر	کار ایشان سر بسر شورہ گیر
ترجمہ	مجہسے جب سیکہین گے وہ دین پروری	کام مین اُنکے پڑیگی ابتری
	درمیان شان فتنہ و شور افگنم	کاہنان خیرہ شوند اندر فنم
ترجمہ	ایسا فتنہ ایسا شر برپا کرون	کاہنون کی عقل ہو جس سے زبون

شرح۔ بعض نسخون مین کاہرمن حیران بماند در فنم ہے۔ اہرمن شیطانکو کہتے ہین۔ مطلب دونونکا ایک ہے

	آنچہ خواہم کرد با نصرانیان	آن نمی آید کنون اندر بیان
ترجمہ	فتنے جو برپا کرونگا مین وہان	جیسے اُنکا ہو نہین سکتا بیان
	چون شمارندم امین و رازدان	دام دیگرگون نہم در پیش شان
ترجمہ	جان لینگے جب وہ مجکو رازدان	جال پہیلاؤنگا پہر مین بے گمان
	وز حیل بفریبم ایشان راہمہ	واندر ایشان افگنم صد دمدمہ
ترجمہ	ایسا کچہ دونگا نصاریٰ کو فریب	جس سے ہو جائیگی زائل دین کے زیب

شرح۔ دمدمہ۔ چاپلوسی۔ فریب۔ مکر۔ حیلہ۔ یعنے مین رازدار بنکر نصاریٰ کو فریب دونگا۔ اور اُنہین لڑائی کرادونگا

	تا بدست خویش خون خویشتن	بر زمین ریزند کوتہ شد سخن
ترجمہ	اپنے ہاتہون سے کرینگے اپنا خون	ہے سخن کوتاہ آگے کیا کہون

شرح۔ یہ مکار وزیر ناک کان کٹوانے کے بعد نصاریٰ کے شہر مین جاکر انجیل کا عالم بنگیا۔ اور بہتونکو مرید کرلیا رفتہ رفتہ احکام انجیل کو خلط ملط کرکے اپنی تصنیف کردہ انجیل مریدون مین تقسیم کی جسکو اکثر نے تو قبول کیا مگر بعض نے رجوع خداداد عقل کی رہبری کے باعث اُسکی فریب سے واقف ہوگئے ستہے نمانا۔ ماننے اور نماننے والون مین جدال و قتال تک نوبت پہنچگئی۔ چونکہ اُسنے بعض فرقے کے شاگردون کو اور اور بعض کو اُسکے خلاف اور انجیل گہڑ کے دے رکہی تہی۔ اسلیئے باہم خوب لڑائیان اور کشت و خون ہوئے کیونکہ ہر فرقہ اپنی انجیل کو صادق اور غیر کو

[illegible]

انجیلین بین آخری فیصلے کے لیئے جمع ہو کر آیئن اور اُسوقت مجبور ہو کر مجھے فقط ایک ہی کی انجیل کی تصدیق کرنی پڑے
خودکشی کر لی۔ اور نصارے مین قیامت تک اختلاف کی بنا ڈال گیا۔ چنانچہ مولانا آیندہ یہی قصہ بیان کرتے ہین۔

	ملتبس اندیشیدن وزیر با نصارے و مکر او
ترجمہ	فریب سوچنا وزیر کا نصارے کے ساتھ اور مکر اُسکا

شرح۔ وزیر اُس تدبیر کو بادشاہ سے بیان کر رہا ہے جو اُسنے نصارے مین فتنہ اندازی کے لیے سوچی تہی یعنے اے بادشاہ جب تو مجھے شہر بدر کردیگا تو مین نصرانیون مین بلکر اپنے نصارے ہونے کا اقرار اور اُنسے تیری شکایت کرونگا کہ فلان بادشاہ یہود نے میرے نصرانی عقائد سے واقف ہو کر مجھے طرح طرح کے عذاب دئے اور شہر بدر کردیا اِس سے نصارے میری ہمدردی کرینگے اور چونکہ مین انجیل کا عالم ہون اسلیئے میرے مُرید ہو جائینگے آیندہ شعرونکا یہی مطلب ہے۔ اِسی لئے ہم آسان اور مشترح شعرونکی شرح غیر ضروری سمجھتے ہین۔

	پس بگویم من بسِر نصرانیم	**اے خدا اے رازدان مے دانیم**
ترجمہ	پھر کہونگا مین ہون نصرانی بسِر	اے خدا ہے تجکو بہید دِل کی خبر

شرح بسِر نصرانیم مین عطف بیان ہے اور بعض نسخون مین بسِر نصرانیم ہے یعنے مین در باطن نصرانی ہون۔

	شاہ واقف گشت از ایمانِ من	**وز تعصب کرد قصدِ جانِ من**
ترجمہ	حال سنکر شہ مرے ایمان کا	ہو گیا بے دین دشمن جان کا
	خواستم تا دین ز شہ پنہان کنم	**آنچہ دینِ اوست ظاہر آن کنم**
ترجمہ	مینے چاہا تہا کہ دین پنہان کرون	اُسکی ایک اِک بات پر ہان ہان کرون
	شاہ بوئے بُرد از اسرارِ من	**متہم شد پیش شہ گفتار من**
ترجمہ	کہل گیا شہ پر گر پوشیدہ حال	چل سکی ہرگز نہ میری قیل و قال
	گفت گفتِ تو چو در نان سوزن است	**از دلِ تو تا دلِ من روزن است**
ترجمہ	یہ کہا شہ نے کہ سُن اے حیلہ جو	ہے سوئی روٹی مین تیری گفتگو

شرح مکار وزیر کہہ رہا ہے کہ مین نصارے سے یہ کہونگا کہ جب بادشاہ یہود کو میرا در پردہ نصرانی ہونا معلوم ہو گیا۔ اور مینے اُسکی تردید کی تو اُسنے میری بات کو مُتّہم (بے اعتبار) جانکر یہ جواب دیا کہ تیرا قول ایسا ہے جیسے روٹی مین سوئی۔ ظاہر تو کچھ ہے اور باطن کچھ تیرے دلی عقیدے (نصرانیت) کو میرا دل خوب جانتا ہے دل را بدل رہیست۔ وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰٓی اَوْلِیَآئِہِمْ بیشک شیاطین اپنے دوستون کے دِلون مین

وسوسے ڈالتے ہین) کے یہی معنے ہین۔ گرچہ از دل تو تا دل من روزن ست سے نکلتے ہین۔

	گر نبودے جان عیسے چارہ ام	او جہودانہ بکردے پارہ ام
ترجمہ	گر نہوتی جانِ عیسے چارہ گر	قتل کرتا مجکو شاہِ بدسیر
	بہر عیسے جان سپارم سر دہم	صد ہزاران منتش بر جان نہم
ترجمہ	بہرِ عیسے جان و سر قربان ہین	میری جان پر اُسکے لاکہہ احسان ہین
	جان دریغم نیست از عیسے ولیک	واقفم از علم وینش نیک نیک
ترجمہ	بہرِ عیسے جان تک دینی صحیح	ہون مگر مین عالمِ دینِ مسیح

شرح۔ یعنے مین حضرت عیسے سے اپنی جان تک دریغ نکرتا۔ با اینہمہ زندگی کو اسلیئے غنیمت سمجہتا ہون کہ میرے ہلاک ہوجانے سے عیسے کا وُہ علمِ شریعت جسکا مین زبردست عالم ہون ضایع ہوجاتا۔ پہلے شعر مین جان عیسے سے اُنکی روحانی امداد اور جہودانہ بمعنے متعصبانہ ہے۔

	شکر یزدان را و عیسے را کہ ما	گشتہ ایم این دین حق را رہنما
ترجمہ	چاہیئے ہے شکر عیسے و خدا	ہم ہوئے اِس دینِ حق کے رہنما
	دور دور عیسی ست اے مردمان	بشنوید اسرار کیش او بجان
ترجمہ	دور دورِ عیسوی ہے دوستو	باتین اس مذہب کی تم دل سے سنو
	از جہودان و جہودی رستہ ایم	تا بزنار این میان را بستہ ایم
ترجمہ	ہے یہودیت سے یارب الحذر	جبسے یہ زنار ہے زیبِ کمر

شرح۔ جہودان۔ یہود۔ اور جہودی بیائے مصدری۔ یہودیت۔ دوسرے مصرع سے ظاہر ہے کہ اُس زمانہ کے نصارے زنار بند تہے۔ نکتہ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ بلا تصفیہ قلب علماکے خیالات بہی تاریک ہوتے ہین اُنکے اقوال سے دہوکا کہانا سچا ہیئے۔

	چون شمارند م امین و مقتدا	سر نہندم جملہ جویند اہتدا
ترجمہ	جان لین گے جب مجہے وُہ پیشوا	سب کے سب کرنے لگین گے اقتدا

شرح۔ یہانتک وزیر نے یہود سے اُس مکر کا بیان کیا ہے جو آیندہ وہ نصارے کے ساتہہ کرنیوالا ہے۔ اِس سے آگے مولانا فرماتے ہین۔

	چون وزیر آن مکر را بر شہ شمرد	از دلش اندیشہ را کلی ببرد
ترجمہ	جب وزیر پُر دغا نے یہ کہا	فکر دل سے شاہ کے جاتا رہا
	کرد باوے شاہ آن کارے کہ گفت	خلق حیران اندران راز نہفت
ترجمہ	شہ نے کاٹے اُسکے دست و گوش و لب	خلق حیران تہی کہ کیا اِسکا سبب

کرد رسوا ایش میان انجمن ٧ — تا که واقف شد ز حالش مرد و زن

ترجمہ کرکے رسوا روبرو سے انجمن — دیکھے تعذیرین میان مرد و زن

راند اورا جانب نصرانیان — کرد در دعوت شروع او بعد ازان

ترجمہ اسکو ہانکا جانب نصرانیان — دعوت دین اسنے کی من بعد ان

چون چنان دیدند ترسایان عیان — می شدند اندر غم او اشکبار

ترجمہ دیکھکر یہ حال ترسایان زار — اسکی حالت پر ہوے سب اشکبار

شرح بعض نسخوں مین یون ہیگفت با نصرانیان ہے یعنے وزیر نے اتنائے تدبیر مین جو بات شاہ یہود سے کہی تہی وہی نصارے سے جاکہی۔ یعنے عمل تدبیر کے موافق کیا۔ اور جو کہا تہا وہ کرد کہایا۔

حال عالم اینچنین ست اے پسر — از حسد می خیزد اینہا سر بسر

ترجمہ حال عالم کا یہی ہے اے پسر — ایسی تدبیرین حسد ہین سر بسر

شرح یعنے تمام عالم مین حسد پہیلا ہوا ہے اور ایسی شیطانی تدبیرین حسد ہی کے سبب بن پڑتی ہین

جمع آمدن نصاری و قبول کردن مکر وزیر و راز گفتن او با ایشان

ترجمہ نصارے کا جمع ہوکر وزیر کے مکر کو قبول کرنا اور وزیر کا اُنسے راز کہنا

صد ہزاران مرد ترسا سوئے او — اندک اندک جمع شد در کوئے او

ترجمہ جمع عیسائی ہزاردن ہو گئے — تہوڑے تہوڑے ہوکے لاکھون ہو گئے

شرح یعنے دین عیسوی سیکہنے کے لیے تہوڑے تہوڑے نصارے جمع ہوکر لاکھون وزیر مکار کے معتقد ہوگئے ترسا بمعنے نصارے رومی لفظ ہے۔

سر انگلیون و زنار و نماز — او بیان میکرد با ایشان بہ راز

ترجمہ نکتہ انجیل و زنار و نماز — اُنکو سمجہاتا تہا وہ مانند راز

شرح۔ انگلیون بالفتح و کاف فارسی مفتوح و یائے تحتانی معروف بمعنے انجیل عیسے علیہ السلام و نام کتاب مانی نقاش و نام جامۂ ہفت رنگ و ہر عجیب و غریب چیز۔ مگر یہان بمعنے انجیل ہے جسکی تعلیم وزیر مکار نصارے کو دیتا تہا

او بیان میکرد با ایشان فصیح — دائما ز اقوال و افعال مسیح

ترجمہ اور بیان کرتا تہا با حرف فصیح — دائما اقوال و افعال مسیح

او بظاہر واعظ احکام بود — لیک در باطن صفیر و دام بود

ترجمہ حسب ظاہر واعظ احکام تہا — اور باطن مین صفیر و دام تہا

شرح۔ صفیر جانورون کے بلانے کی آواز یعنے وزیر مکار کا وعظ در باطن صفیر الصیادے بلانے کی اور دام فریب تھا

	بہر این معنے صحابہ از رسول	ملتمس بودند مکر نفس غول
ترجمہ	ہے یہی باعث کہ اصحاب رسول	پوچھتے رہتے تھے مکر نفس غول
	کوچہ آمیزد ز اغراض نہان	در عبادتہا و در اخلاص جان
ترجمہ	یعنے کیا کیا ہین وہ اغراض نہان	ملکے کھو دیتی ہین جو اخلاص جان
	فضل ظاہر را نجستندے ازو	عیب باطن را بجستندے کہ گو
ترجمہ	فضل ظاہر کو نہ کچھ کہتے تھے وہ	عیب باطن پوچھتے رہتے تھے وہ

شرح۔ اسمعنے کا اشارہ خبث باطن اور مکر نفس امارہ کی طرف ہے غُول بمعنے جن و دیو۔ جو جنگل یا پہاڑ وغیرہ مین رہتا ہے اور مسافر کو رستے سے الگ کر کے ہلاک کر دیتا ہے۔ یعنے چونکہ خبث باطن اور نفس کا مکر یکایک معلوم نہین ہوتا اسلیے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم رسُول مقبول سے نفس سرکش کے مکر کی بابت سوال کیا کرتے تھے۔ اُسکی ماہیت پوچھا کرتے تھے اور یہ کہا کرتے تھے کہ اے حبیب الٰہی اُن پوشیدہ خود غرضیون اور مکر کا حال بیان فرمایئے جو عبادتون اور باطنی اخلاص سے ملکر اُنکو فاسد کر دیتے ہین۔ صحابہؓ ظاہری طور پر بزرگ بننے کے طریقے نہین پوچھتے تھے بلکہ اس بات کا سوال کیا کرتے تھے کہ باطنی عیب اور مکر نفس کیا چیز ہے۔ دوسرے شعر مین گو بکاف فارسی صیغہ امر ہے اخطاب صحابہ بطرف رسولؐ بعض نسخون مین کو بکاف عربی برائے استفہام ہے جیسا کہ اس مصرع مین۔ کو دوستے کہ جانِ مرا پرسشے کند + اور لفظ چہ برائے کثرت جیسا کہ اس مصرع مین۔ چہ شبہا نشستم دین ذکر گم + مطلب دونون کا ایک ہے تیسرے شعر کے پہلے مصرع مین نجستندے بنون نفی اور دوسرے مین بجستندے بیائے موحدہ حسب اقتضائے مقام نہایت درست ہے چنانچہ حذیفہؓ فرماتے ہین **كَانَ النَّاسُ يَسْئَلُونَ رَسُولَ اللّٰهِ صلعم مِنَ الْخَيْرِ وَاَسْاَلُهُ مِنَ الشَّرِّ مَخَافَةَ اَنْ يُدْرِكَنِي** یعنے اور آدمی تو رسُول اللہ سے بھلائیونکا سوال کیا کرتے تھے اور مین برائیون (مکر نفس) کی حقیقت پوچھتا رہتا اسلیے کہ کہین ایسا ہو۔ نفس کی برائی مجھ تک پہنچ جائے بعض محققین نے دونو مصرعون مین بجستندے بیائے موحدہ تحقیق کیا ہے۔ یعنے صحابہؓ فضل ظاہر اور عیب باطن دونو کی تعلیم رسُول اللہ سے پاتے تھے لیکن خاکسار شارح کے نزدیک پہلا نسخہ اچھا ہے۔ اگر حذیفہؓ کے واحد اور نجستندے کے صیغہ جمع ہونیکا اعتراض کیا جائے تو اسکا جواب ہم پہلے دیکھ چکے ہین کہ صحابہ سے مراد بعض صحابہ ہین۔

	مو بمو ذرہ بذرہ مکر نفس	مے شناسیدند چون گل از کرفس
ترجمہ	تھوڑا تھوڑا ذرہ ذرہ مکر نفس	جانتے تھے جسطرح گل۔ اور کرفس

شرح۔ کرفس۔ ایک قسم کی گھاس ہا اجوئن کے مانند ایک مصالح (اجمود) خوشبودار تیز ہوتی ہے یا بمعنے لہسن یعنے صحابہؓ کو خلاص

طاعت اور مکر نفس مین اسطرح امتیاز حاصل تھا جسطرح گُل اور کرفس مین۔ اور یہ امتیاز رسول مقبولؐ کی تعلیم سے حاصل ہوا تھا۔

	گفت زان فصلے حذیفہ با حسن	تا بدان شد وعظ و تذکیرش حسن
ترجمہ	کچھ حذیفہ نے کہا تھا اِسکا راز	وعظ تھا جس سے حسنؓ کا سرفراز

شرح۔ یعنے حضرت حذیفہؓ جلیل القدر صاحب اسرار صحابی اور سردار طائفہ اہل تصوف گزرے ہین۔ اُنہون نے جو اسرار مکر نفس رسول علیہ الصلوۃ سے معلوم کئے تھے اُنمین سے (ایک فصل) تھوڑے سے اسرار حضرت حسن بصریؒ (سرخیل گروہ اہل اللہ) کو تبادیئے تھے اسلیئے حسن بصریؒ کا وعظ نہایت باتاثیر ہوگیا تھا۔ مگر یہ معنے ٹھیک نہین معلوم ہوتے کیونکہ اہل حدیث نے تحقیق کرلیا ہے کہ حسن بصریؒ کی ملاقات حذیفہؓ سے نہین ہوی۔ اسلیئے حسن سے امام حسن رضی اللہ عنہ مراد ہین آیندہ شعر اسی دوسرے معنے کی تائید کر رہا ہے۔

	موشگافان صحابہ جملہ شان	خیرہ گشتندے دران وعظ و بیان
ترجمہ	نکتہ دان سارے صحابہ آپ کے	رہتے تھے حیران اُنکے وعظ سے

شرح۔ چونکہ امام حسنؓ نبیرہ رسولؐ اور صحابی ہین اسلیئے ممکن ہے کہ اُنکے وعظ مین بہت سے صحابہ جمع ہوکر اور اسرار مکر نفس کے متعلق آپکا وعظ سُنکر حیران رہجاتے ہون۔ لہذا اگر لفظ حسن سے حسن بصری مراد لیے جائین تو صحابہ کا اُنکے وعظ مین جمع ہونا قرین قیاس نہین ہے۔ واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب

	متابعت نصارے آن وزیر جہود را
ترجمہ	نصارے کا اُس یہودی وزیر کی اطاعت کرنا

	دل بدو دادند ترسایان تمام	خود چہ باشد قوت تقلید عام
ترجمہ	اُسپر ایمان لائے عیسائی تمام	شک نہین کمزور ہے تقلید عام

شرح۔ مصرع دوم مولانا کا مقولہ ہے یعنے عام آدمی کو امام بنالینا اور اُسکی تقلید کرنی کمزور اور ناقابل اعتبار ہے کیونکہ عوام حق و باطل مین تمیز نہین کرسکتے۔ پس تو بمقتضائے ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند۔ اس لحاظ سے نصارے نے ایسے شخص کی تقلید کی جو خود گمراہ تھا۔ یا یہ معنے ہین کہ عام آدمی (بلا شمول خاص) جو کسیکے مقلد بنجاتے ہین یہ تقلید قابل ترک ہے۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ عام (بلا تمیز حق و باطل) کسے گمراہ کو امام بنالین نکتہ یہان سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عام کو خاص اشخاص (مثلاً ائمہ اربعہ) کی تقلید کرنی جائز ہے۔ کیونکہ اول تو وُہ خود خاصان خدا مین سے ہین دوسرے یہ کہ عام آدمیون سے قطع نظر لاکھون خواص بھی اُنکے مقلد ہین۔

	اندرون سینہ مہرش کاشتند	نائب عیسیش مے پنداشتند
ترجمہ	ساتھ اُلفت کے سبب رہنے لگے	نائب عیسے اُسے کہنے لگے

او بُدِ دجال یک چشم لعین | اے خدا فریاد رس نعم المعین

ترجمہ: تہا وہ کافر ایک دجال لعین | تجہے سے ہے فریاد اے نعم المعین

شرح - یعنے وزیر مکار ظاہر مین عالم اور باطن مین کانا دجال تہا۔ اے خدا اے سب سے اچہے مددگار تو ہماری فریاد کو پہنچ۔ اور ایسے شیاطین الانس کے مکر سے ہمیشہ کے لیئے محفوظ رکہہ دوسرے مصرع سے آخر داستان تک مولانا کا مقولہ ہے۔ اِن اشعار مین شیطان کے مکرون سے پناہ مانگی ہے۔

صد ہزاران دام و دانہ ست اے خدا | ما چو مرغان حریص بے نوا

ترجمہ: دام ہین رستے مین لاکہون اے خدا | اور ہم مرغ حریص بے نوا

شرح - یعنے اے خدا ہم حریص اور بہوکے طائر کی اور مکر نفس و شیطان یا تعلقات دنیا دام و دانہ کے مانند ہین ہماری دنیوی گرفتاریان ہمین آسمان معرفت تک اُڑنے نہین دیتین۔ بلکہ دانہ کی حرص بلند پرواز طائر کو بہی نیچے اُتار لاتی ہے

دمبدم پابستۂ دام تو ایم | ہر یکے گر باز و سیمرغے شویم

ترجمہ: قید تیرے دام مین ہین بے نیاز | ہم کوئی سیمرغ ہو جائین کہ باز

شرح - یعنے ہم ہر وقت اُس دام حرص دنیوی کے پابند رہتے ہین جو تیرے حکم سے ہمارے امتحان کے لیے بچہا ہوا ہے۔ گو بالفرض ہم بلند پروازی مین باز۔ اور ندرت مین عنقا بنجائین۔ لیکن اِس دام سے آزاد نہین ہو سکتے

تو رہانی ہر دمے مارا و باز | سوئے دامے میرویم اے بے نیاز

ترجمہ: تو رہائی ہمکو دیتا ہے مگر | ہم گرے پڑتے ہین یارب دام پر

شرح - یعنے تو اگرچہ بار بار بچاتا ہے مگر حسب اقتضائے بشریت ہم پہر بہی کسی نہ کسی (نفس یا شیطان) کے دام مین آجاتے ہین

ما درین انبار گندم می کنیم | گندم جمع آمدہ گم مے کنیم

ترجمہ: ڈہیر ہم کرتے ہین گندم دمبدم | جمع جو کرتے ہین کہو دیتے ہین ہم

شرح - یعنے ہم اِس دنیوی زندگی مین۔ یا اعمالنامہ مین یا میزان الٰہی مین اپنے خیال کے مطابق گیہون (اعمال صالحہ) کا ذخیرہ جمع کر کے یہ اُمید رکہتے ہین کہ اُسکا ثواب ضرور ملیگا۔ مگر یہ ذخیرہ ضایع ہو جاتا ہے یعنے عجب و ریا و مکر کے سبب سارا ثواب جاتا رہتا ہے۔ اور شیطان جو بمنزلہ موش ہے ہمارے گیہون چرا لیجاتا ہے۔

مے بیندیشیم آخر ما بہوش | کاین خلل در گندم ست از مکر موش

ترجمہ: ہے ہماری عقل کا یہ احصل | موش نے ڈالا ہے گندم مین خلل

موش تا انبار ما حفرہ زدست | از فنش انبار ما ویران شدست

ترجمہ: موش کے رخنے سے نقصان ہوگیا | گیہونکا ڈہیر ویران ہوگیا

اول ایجان دفع شر موش کن ۔ وانگہ اندر جمع گندم جوش کن

ترجمہ: اول ایجان موش کو تو دفع کر ۔ اور پہر انبار گندم جمع کر

شرح ۔ ہوش سے عقل ۔ اور موش سے شیطان یا نفس بد مراد ہے ۔ حُفرہ بمعنے رخنہ فن بمعنے مکر اور جوش بمعنے محنت ہے ۔ یعنے جب ہم عقل سے سوچتے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک چوہا (شیطان) ہمارے غلہ کو نقصان پہنچاتا ہے جیسے اسنے انبار مین چہید کیا ہے (اعمال صالحہ مین ریا و مکر کو شامل کر دیا ہے) ہمارا خرمن ثواب برباد ہوگیا ہے ایجان اول مکر اور وسوسۂ شیطان کو دل سے دفع کر پہر غلہ جمع کرنیکا مضائقہ نہین بعض نسخون مین جوش کیجگہ کوش ہے

بشنو از اخبار آن صدر صدور ۔ لا صلوٰۃ تم الا بالحضور

ترجمہ: ہے یہ قول حضرت صدر صدور ۔ لا صلوٰۃ تم الا بالحضور

شرح ۔ صدر صدور بمعنے امیر الامراء و بالا نشین بالا نشینان ۔ یعنے رسول مقبول صلوٰۃ اللہ علیہ ۔ حدیث شریف مین ہے لا صلوٰۃ الا بحضور القلب (بلا حضور قلب نماز نہین ہوتی) اس سے علماء ظاہر نے کمال کی اور علمائے باطن نے وجود کی نفی مراد رکھی ہے ۔ بہر حال نماز کے لیے حضور ضروریات سے ہے جو ریاء و مکر کیحالت مین ہرگز حاصل نہین ہوتا ۔ اس شعر مین اگر تم بتائے فوقانیہ پڑہا جائے تو یہ معنے ہین کہ نماز بلا حضور قلب تمام نہین ہوتی ۔ لفظ صلوٰۃ موئنث سہی مگر بتاویل عبادت تم کی ضمیر اسکی طرف راجع ہوسکتی ہے ۔ اور اگر ثَمَّ بثائے مثلثہ (بمعنے آنجا) کہا جائے تو یہ مطلب ہے کہ اُسجگہ ۔ یعنے بارگاہ الٰہی مین نماز بلا حضور قلب ۔ قبول نہین ہوتی ۔

گرنہ موشے دزد در انبار ماست ۔ گندم اعمال چل سالہ کجاست

ترجمہ: گر الگ ہے موش اس انبار سے ۔ گندم اعمال گم ہے کسلئے

ریزہ ریزہ صدق ہر روزہ چرا ۔ جمع مے ناید درین انبار ما

ترجمہ: ریزہ ریزہ طاعت و صدق و صفا ۔ جمع کیون ہوتا نہین یہ کیا ہوا

شرح ۔ یعنے اگر ہمارے اعمال کو شیطان چرا نہین لیجاتا تو برسون کی نیکیون کا اثر اور عبادتون کا نور کہان چلا جاتا ہے تہوڑا تہوڑا سا صدق و اخلاص جمع ہو ہو کر خرمن قلب مین ڈہیر کیون نہین ہوجاتا ۔ کیونکہ یہ ممکن نہین کہ ہم خالص دل سے عبادت کرین اور اُسکے انوار و برکات موصل الے اللہ نہون ۔ حدیث شریف مین ہے انّ الشیطان یجری من الانسان مجری الدم (شیطان انسان کی ایک ایک رگ مین خون کی طرح دوڑتا ہے ۔

بس ستارۂ آتش از آہن جہید ۔ وین دل سوزندہ پذرفت و کشید

ترجمہ: نکلے آہن سے ستارے بیشمار ۔ اور دل نے رکھہ لیے سارے شرار

لیک در ظلمت یکے دزدے نہان ۔ مے نہد انگشت بر استارگان

ترجمہ: چور اک ظلمت مین ہے اپنے گرد و ہین ۔ ان شرار کو بجھاتا ہے لیکن

میکشد استارگان را یک بیک — تا نه فروزد چراغے از فلک

ترجمہ: وہ بجھا دیتا ہے شعلے یک بیک — تا نہ روشن دلمین ہو شمع فلک

شرح۔ اسمین مضمون سابق (شیطان اور اعمال صالحہ مین اسکی خلل اندازی) کی توضیح ہے ستارہ بمعنے شرارہ اور شرارۂ آتش سے انوار آتش عشق الٰہی (آہن سے۔ طاعات (جنکا بجالانا لوہے کے چنے چبانے سے کم نہین) دلِ سوزندہ سے جلا ہوا دِل ظلمت سے نفس امارہ (جو سراسر تاریک ہے) اور دزد سے شیطان مراد ہے یعنے اکثر انوار آتش عشق الٰہی طاعات الٰہی سے چمکتے ہین اور دل انکو قبول کرکے اپنی طرف کھینچا جاتا ہے۔ لیکن وسوسۂ شیطانی یا خود شیطان نفس امارہ مین چور کیطرح گھس بیٹھتا ہے اور ان چمکتے ہوے شرارونکو بجھا دیتا ہے۔ مطلب یہ کہ مکر اور وسوسۂ شیطانی سے کسی شخص پر انوار طاعات ظاہر نہین ہو سکتے۔ ورنہ انسان طاعات کے سبب عالم ملکوت تک پہنچ سکتا ہے حدیث مین ہے **لَوْلَا اَنَّ الشَّیَاطِیْنَ یَحُوْمُوْنَ عَلٰی اِبْنِ اٰدَمَ لَنَظَرَ اِلَی الْمَلَکُوْتِ** اگر شیاطین ابن آدم پر غلبہ نکیے رہتے تو اسکی نظر عالم ملکوت تک پہنچ جاتی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ شرارۂ آتش سے انوار جذبات الٰہی اور آہن سے حکم مرشد (جسکا ماننا ابتدا مین سخت مشکل ہے) ظلمت سے احکام بشریت و دزد سے افکار ماسوا اللہ مُراد رکھے جائین۔ یعنے اکثر انوار جذبات الٰہی ارشاد مُرشد کامل سے حاصل ہوتے ہین جنکو طالب صادق کا دِل قبول کرلیتا ہے لیکن طالب غیر صادق کی ظلمت بشریت مین افکار ماسوا کا ایک چور داخل ہوگیا ہے جو انوار جذبات کو اسکی نظرون کے سامنے آنے نہین دیتا۔ اور یہ سب اسلیے ہے کہ شیطان یا فکر ماسوے اللہ یہ نہین چاہتا کہ طالب کے دِل مین فلک (عالم علوی) سے انوار جذبات کا چراغ روشن ہو۔ بلکہ اسکا مطلب تو ظلمت اور گمراہی ہے بعض نسخون مین سوزندہ کی جگہ شوریدہ ہے۔ مطلب دونونکا ایک ہے

گر عنایاتت شود با ما مقیم — کے بود بیمے ازان دُزد لئیم

ترجمہ: ہمپہ ہو گر تیری رحمت سر بسر — ایسے خائن چور کا ہو کیا خطر

گر ہزاران دام باشد در قدم — چون توئی با ما نباشد ہیچ غم

ترجمہ: گو ہزارون دام ہین زیر قدم — تو ہمارا ہے تو پھر کیا ہمکو غم

در تمثیل عارف وحال او

ترجمہ: عارف باللہ کی تمثیل اور اسکا حال

ہر شبے از دام تن ارواح را — مے رہانی میکنی الواح را

ترجمہ: دام تن سے شب کو چھٹکر مُرغ روح — لے تری قدرت کہ پاتا ہے فتوح

شرح۔ لفظ میرہانی ارواح سے متعلق ہے اور میکنی بفتح الکاف مشتق از کندن یعنے اکھاڑنا تو ہر شب ارواح کو سوتے

مین تن سے جدا کر دیتا ہے اور الواح بدن کو کھود کر انمین سے روحون کو نکال لیتا ہے۔ یا یہ معنے ہین کہ الواح ذہن و عقل کا علاقہ سوتے وقت روح سے قطع کر دیتا ہے کیونکہ حالت خواب مین ذہنی معلومات مختلط ہوجاتے ہین اور بیداری کی وقت وہی معلومات پھر رجوع کر آتے ہین۔ نیکو نکو نیکیان اور بد و ن کو بدیان اسیطرح سوجھنے لگتی ہین جو خواب سے پہلے ذہن مین تہین یہ آیت اللہ یتوفی الانفس الی آخرہ کا اقتباس ہے جسکا مطلب آگے چلکر لکھا جائیگا۔ عارف کا حال ہر حال مین بالکل خواب کی حالت سے مشابہ ہے جو عنقریب بالتفصیل معلوم ہوگا۔

	می رہند ارواح ہر شب زین قفس	فارغان نے حاکم و محکوم کس
ترجمہ	چھٹکے روحین رات کو اِس دام سے	ہوکے فارغ رہتے ہین آرام سے
	شب ز زندان بیخبر زندانیان	شب ز دولت بیخبر سلطانیان
ترجمہ	شب کو قیدی قید سے ہین بیخبر	اور سلطانی پُراز خواب سحر
	نے غم و اندیشۂ سود و زیان	نے خیال این فلان و آن فلان
ترجمہ	فکر ہے سود و زیان کا ہر طرف	فکر ہے سارے جہان کا ہر طرف

شرح۔ یعنے شب کو سوتے وقت روحین قفس بدن سے جدا ہوکر تمام نفع و ضرر کے اندیشون اور زید و عمرو کے خیال سے فارغ ہوجاتی ہین۔ یہانتک کہ قیدی زندان کی حالت سے باوجود تکلیف و مصیبت بیخبر اور سلاطین بادشاہی اپنی خدمات سے غافل ہوجاتے ہین کیونکہ النوم اخت الموت نیند موت کی بہن ہے یہی حال عارف کا ہے جسکی تفصیل مع فرق خاص آیندہ اشعار مین ہے۔

	حال عارف این بود بیخواب ہم	گفت یزدان ہم رقود زین مرم
ترجمہ	ہے یہی بے خوابی عارف کا حال	ہم رقود دیکھہ قول ذو الجلال

شرح۔ مرم مخفف مرام۔ بمعنے مطلب و مراد۔ یعنے ہم جو کچھ اوپر کہہ چکے ہین۔ یہ عام لوگونکا حال تہا کہ بیداری مین انکے تمام تعلقات بدستور قایم رہتے ہین اور حالت خواب مین منقطع ہوجاتے ہین۔ لیکن عارف کامل کا عالم بیخوابی مین بہی وہی حال ہے جو عالم خواب مین ہوتا ہے۔ انکی روحین ہر وقت اور ہر عالم مین عالم ارواح کی سیر کرتی رہتی ہین اور انکا عمل ہوتا قبل ان تموتوا۔ پر ہے۔ اسی لیئے اللہ تعالےٰ نے اصحاب کہف کی نسبت فرمایا ہے وتحسبہم ایقاظا وہم رقود۔ یعنے ایمخاطب تو اصحب کہف کو بیدار خیال کریگا کیونکہ انکی آنکھین کھلی ہوی ہین مگر فی الواقع وہ سو رہے ہین۔ یعنے ماسوے اللہ سے غافل ہین۔ یا یہ کہ انکی روحین بدن کو چھوڑکر مشاہدۂ حق مین مستغرق ہین۔ یہی حال عارفان کامل کا ہے۔ کہ وہ ظاہر مین بیدار رہتے ہین مگر حقیقت مین سوتے ہین یعنے تعلقات دنیوی سے بالکل جدا ہین۔ انکا خواب بیداری ہے اور بیداری خواب ہے۔

	چون قلم در پنجہ تقلیب رب	خفتہ از احوال دنیا روز و شب	
	پنجۂ رب میں قلم ہے جسطرح	بے خبر دنیا سے ہیں وہ اس طرح	ترجمہ

شرح۔ یعنے عارفان کامل احوال دنیا سے ہر وقت غافل ہیں اور اُنکی مثال ایسی ہے جیسا قلم قدرت پنجۂ تقلیب رب میں۔ کہ وہ جسطرح اور جسطرف چاہتا ہے قلم کو پہیر دیتا ہے (تقلیب بازگردانیدن۔ وباز گونہ کردن وبدل کردن حرفے بحرفے) چنانچہ اصحاب کہف کی شان میں وارد ہے ونقلبھم ذات الیمین وذات الشمال (داہنی یا بائیں جس جانب چاہتے ہیں ہم اُنکو پہیر دیتے ہیں) مطلب یہ کہ عارفان کامل اور تارکان ہستی فانی اللہ تعالے کے ہاتہ میں اسطرح ہیں جسطرح مُردہ بدست زندہ۔ اُنکے تمام افعال وحرکات وسکنات اُسیکی طرف منسوب ہیں۔ اور تسلیم ورضا اُنکا خاص شیوہ ہے۔ بخلاف عوام۔ جو پنجۂ تقلیب رب سے توکسیطرح باہر نہیں ہو سکتے مگر اس قابل کاہیکو ہیں کہ اُنکے افعال اُدہر منسوب کیے جائیں یا وہ تسلیم ورضا کے پابند ہوکر رہیں۔

	فعل پندارد بجنبش از قلم	آنکہ او پنجہ نہ بیند در رقم	
	جانتا ہے خط کو وہ فعل قلم	ہاتہ ہے جس سے نہاں وقت رقم	ترجمہ

شرح۔ اِس شعر میں عارفان کامل اور عوام کے فرق کی تمثیل ہے۔ یعنے مثلاً ایک شخص دوسرے کی تحریر کو تو دیکہہ رہا ہے۔ مگر لکہنے والے کا ہاتہ اُسکو نظر نہیں آتا تو یہ کم فہم دیکھنے والا حرکت کے سبب تحریر کو قلم ہی کا فعل سمجھیگا۔ حالانکہ تحریر فے الواقع ہاتہ کا فعل ہے اور قلم صرف ایک واسطہ ہے یہی حال عارفون کا ہے کہ اُنکے افعال درحقیقت خدا کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ اور عوام کے نہیں ہوتے۔ لیکن لوگون کو یہ فرق نظر نہیں آتا

	تمثیل مرد عارف وتفسیر آیۂ اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا
ترجمہ	تمثیل مرد عارف کی اور تفسیر آیت اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا کی

اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا فیمسک التی قضے علیہا الموت ویرسل الاخری لی اجل مسمّی۔ یعنے اللہ تعالے قبض کرلیتا ہے جانوںکو اُنکی موت کے وقت اور قبض کرلیتا ہے اُن جانوںکو جنکی ابہی موت نہیں آئی۔ سوتے وقت پس جن جانون کو اُسنے موت کے وقت قبض کرلیا ہے وہ پہر کر نہیں آتین۔ اور جو نیند کے وقت قبض کیجاتی ہیں وہ پہر آجاتی ہیں۔ آدمی غور کرے تو اُسکی نیند ہی ایک تماشائے قدرت ہے کہ روح بدن سے نکلجاتی ہے۔ اور ظاہری علاقے سب منقطع ہوجاتے ہیں۔ مگر پہر بیدار ہونے ہی نئی زندگی ملجاتی ہے۔ سبحانہ ما اعظم شانہ۔

	خلق را ہم خواب حسی در ربود	شمۂ از حال عارف وانمود	
	خلق کو ہے خواب حسی کا گمان	یہین ہے کچہ حال عارف کا بیان	ترجمہ

اس شعر کے معنے دو طرح ہوسکتے ہین۔ اول یہ کہ خلق را۔ پہلے مصرع سے متعلق ہے اور لفظ را بمعنے برائے بحذف مضاف ہے (یعنے لفظ ارشاد محذوف ہے) اور در ربود کی ضمیر اُسکے فاعل خلق کیطرف راجع ہے اور ربود بمعنے معلوم کرد اس صورت مین شعر کے یہ معنے ہونگے۔ کہ اللہ تعالے نے اصحاب کہف کے قصہ مین ارشاد خلق کے لیے تہوڑا سا عارف کا حال بیان کردیا ہے۔ یعنے عارف ایسے ہوتے ہین جیسے کہ اصحاب کہف تہے کہ بظاہر بیدار معلوم ہوتے ہین۔ مگر فی الواقع سو رہے ہین یعنے ماسوے اللہ سے بالکل غافل ہین لیکن افسوس خلق نے اِسکو بہی خواب حسّی سمجہا۔ اور واقعی حال کو نہ جانا۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالے نے جب یہ چاہا کہ عوام پر عارف کا کچہ حال ظاہر کرے تو نیند کو مسلط کر کے تہوڑی دیر کے لیے اُنکو خودی سے بیخود کردیا تاکہ وہ معلوم کرلین کہ عارف ہر وقت اور ہر حال (خواب و بیداری) مین اسی طرح مستغرق اور دنیا سے غافل رہتے ہین۔ خوابِ حسّی۔ خواب ظاہری۔ یعنے ذکر الٰہی اور طاعات خداوندی سے ہمیشہ کی غفلت کو کہتے ہین۔

	رفتہ در صحراے بیچون جانِ شان	روح شان آسودہ و ابدان شان
ترجمہ	اُنکی جانین عالم برتر مین ہین	روح و تن آسودگی کے گہر مین ہین
	فارغان از حرص و اکباب و حصص	مرغ وار از دام جستہ در قفص
ترجمہ	گرنے پڑنے دوڑنے سے برکنار	دام سے آئے قفس مین مرغ وار

صحراے بیچون۔ عالم بے کیف۔ اکباب منہ کے بل گرنا۔ اور حصص دوڑ کر چلنا۔ یعنے سونیوالے (خواہ اصحاب کہف ہون یا عام مخلوق) حرصِ دنیوی اور بہاگ دوڑ سے بالکل فارغ ہین۔ اور دامِ تعلقات دنیوی سے چہوٹ کر قفس عالم بے کیف مین جا پڑے ہین۔ لیکن نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ

	تُرکِ روز آخر چو با زرّین سپر	ہندوے شب را بہ تیغ افگند سر
ترجمہ	تُرک روز آتا ہے جب لیکر سپر	ہندوے شب کا گرا دیتا ہے سر
	میل ہر جانے بسوے تن بود	ہر تنے از روح آبستن بود
ترجمہ	جان پہر آتی ہے سوے جسم زار	روح سے ہوتا ہے ہر تن زیر بار

یعنے جب سونیوالون کی رات گذر گئی اور دن نکل آیا۔ یا یہ کہیئے کہ جب دن نے (جسکو ترک سے اُسکے سفید رنگ ہونے مین تشبیہ دی ہے) آفتاب کی سپر اور اُسکے شعاعون کی تلوار لیکر ہندوئی شب کا سر کاٹ دیا۔ تو اُن سب سونے والون کی جانین اُنکے بدنون کی طرف چلی گئین۔ اور ہر بدن روح کا حامل ہوگیا۔ مگر انجام یہ ہوا کہ

	از صفیرے باز دام اندر کشی	جملہ را در دام و در داور کشی
ترجمہ	دے کے تو آواز پہیلاتا ہے دم	زیر دام آجاتے ہین روحین تمام

صفیر سے لفظ کن یعنے حکم خداوندی مراد ہے۔ چونکہ دام بچھاتے وقت صیاد جانورون کی سی آواز بناکر انکو فریب دیا کرتا ہے۔ ایسلئے دام کے مناسب سے یہان بہی وہی لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ یعنے الحیذا صبح ہوتے وقت پھر تو اپنے حکم سے جال بچہا دیتا ہے۔ اور سونے والون کو دامِ تعلقات اور تکالیف دینی و دنیوی کی طرف کہینچتا ہے۔ داور بمعنے حکم اور فیصلہ کنندہ مقدمات ہے۔ لیکن بیان بمعنے حکم ہے۔

	چونکہ نور صبحدم سر بر زند	کرگس زرین گردون پر زند
ترجمہ	جبکہ ظاہر ہوگیا نور سحر	کرگس گردون نے کہولے اپنے پر
	فالق الاصباح اسرافیل وار	جملہ را در صورت آرد زان دیار
ترجمہ	حکم رب فالق الاصباح سے	ملگئے سارے بدن ارواح سے

پہلے مضمون کی توضیح ہے۔ بطریق تمثیل۔ کرکس زرین آفتاب فالق الاصباح بمعنے شگافندۂ صبح یعنے اللہ تعالے صورت سے عالم صورت اور زان دیار سے عالم بے کیف مراد ہے

	روحہائے منبسط را تن کند	ہر تنے را باز آبستن کند
ترجمہ	تہی الگ جو روح تن سے ملگئی	صبح ہوتے ہی بدن سے ملگئی

شرح۔ منبسط بمعنے مجرد و جُدا۔ از تن۔ آبستن حاملہ۔ یعنے تو اُن روحون کو جو سوتے وقت بدن سے جُدا ہوگئی تہین متعلق بدن کردیتا ہے۔ اور ہر تن کو حامل روح بنا دیتا ہے۔ یا پہر اصلاح امور دنیویہ اور تکالیف شرعیہ کا بوجہ ڈالدیتا ہے یہ تیری وحدانیت اور قدرت کا ثبوت ہے مولانا نے آیت مذکورہ کی تفسیر مین یہانتک معنوی طور پر عارفان کامل کا حال بیان کیا ہے۔ یعنے جسطرح سونے والے رات کو بیخبر سو جاتے ہین اور صبح کو ہوشیار ہوکر اپنے کاروبار مین مشغول ہوجاتے ہین اسیطرح عارفان کامل ہر وقت مشاہدۂ تجلیات مین مستغرق ہوکر ماسوے اللہ سے غافل ہین۔ اور قید بشریت مین صرف ارشاد خلائق یعنے دینی کام کے لیے آجاتے ہین۔

	اسپ جانہا را کند عاری ز زین	سرّ النوم اخ الموت ست این
ترجمہ	زین سے ہوتا ہے خالی اسپ جان	سرّ النوم اخ الموت اسکو مان

شرح۔ یعنے اللہ تعالے اسپ جان (روح) اور زین بدن کے تعلق کو بوقت خواب جُدا کردیتا ہے۔ اور حدیث النوم اخ الموت کے یہی معنے ہین یعنے جسطرح موت سے تمام تعلقات منقطع ہوجاتے ہین اسیطرح نیند سے حدیث شریف مین ہے سأل سائل عن رسول اللہ صلعم ہل ینام اہل الجنۃ فقال النوم اخ الموت لاینام اہل الجنۃ ایک شخص نے رسول اللہ سے سوال کیا کہ اہل جنت کو نیند آیگی یا نہین آپنے فرمایا نیند کو موت کا بہائی سمجہنا چاہیئے ایسلئے اہل جنت پر خواب طاری نہوگا۔

ایک بہر آنکہ روز آید باز — بر نہد بر پاے شان بند دراز

ترجمہ: لیکن اُسکے پہر بلانے کے لیے — رسیان وہ باندہتا ہے پانو سے

تاکہ روزش واکشد زان مرغزار — وز چراگاہ آردش در زیر بار

ترجمہ: تاکہ اُس جنگل سے اُنکو ہیچ کر — زیر باغم کرے بارِ دِگر

شرح۔ یعنے اللہ تعالےٰ سوتے وقت اسپ روح کو بدن کے زین سے جُدا کر دیتا ہے۔ لیکن اسلیئے کہ اس اسپ کی اُنکو ضرورت ہوتے ہے اُسکو پابند کر رکہا ہے دام دراز سے مراد تعلقات ہین۔ اور یہ پابندی اسلیئے ہے کہ دنین اُسکو مرغزار سے کہینچکر اور چراگاہ سے واپس لاکر اُس سے کچہ کام لے۔ یعنے جسطرح گہوڑا پالنے والے اُسکے پانو مین ایک لمبی رسّی باندہ کر گہوڑے کو چراگاہ مین چہوڑ دیتے ہین اور جب چاہتے ہین رسّی کہینچکر اُسپر سواری کر لیتے ہین۔ اسیطرح اللہ تعالےٰ حالت خواب مین اسپ روح کو زین بدن سے جُدا کر دیتا ہے لیکن دونو مین علاقہ قایم رکہتا ہے یہ علاقہ حقیقی موت سے پہلے منقطع نہین ہوتا کیونکہ ابہی اُسکو روح اور بدن کے مجموعے سے دینی یا دنیوی کام لینے ہین۔ یہی حال اولیاء اللہ کا ہے کہ اُن کا عالم محویت مین مستغرق ہونا بمنزلہ خواب ہے لیکن ارشاد خلق کے لیئے اُنکو عالم بشریت مین آنے کی تکلیف دیگئی ہے (جو بمنزلہ بیداری ہے)

کاش چون اصحاب کہف آن روح را — حفظ کردی یا چو کشتی نوح را

ترجمہ: کاش رہتی حفظ خالق مین روح — شکل اہل غار و چون کشتی نوح

تا ازین طوفان بیداری و ہوش — وا رہیدے این ضمیر و چشم و گوش

ترجمہ: عقل کے طوفان سے تا پاتے نجات — قلب و چشم و گوش جملہ کائنات

شرح۔ یعنے کاشکے اللہ تعالےٰ یا تو روح کی حفاظت روحِ اصحابِ کہف کیطرح کرتا۔ یا کشتی نوح کی طرح (دوسرے مصرع مین را قایم مقام اضافت ہے)، تاکہ بعد استغراق طوفان بیداری اور طوفان عقل جزئی سے دل اور آنکہہ اور کانونکو نجات ملتی۔ یعنے اے رب جس شخص نے تیری محبت مین اپنی بشریت کو فنا کر دیا ہے (جیسا کہ اصحاب کہف نے) اُسکو پہر عالم بشریت مین نہ لا۔ بلکہ مشاہدۂ تجلیات مین ہمیشہ کی زندگی دے اور سفینۂ وجود عارضی کو طوفان ماسوے اللہ سے بچا اور اپنے عشق کی بیداری دیکر تمام دنیا سے غافل کر دے۔

اے بسا اصحاب کہف اندر جہان — پہلوے تو پیش تو ہست این زمان

ترجمہ: ہین بہت اصحاب کہف اب بہی مگر — تیری نظرون سے نہان ہین سربسر

شرح۔ یعنے اے مخاطب اگر اصحاب کہف کا قصہ سُنکر تو اُنکی ملاقات کا طالب ہے تو اب بہی بہت سے اصحاب کہف تیرے پہلو مین اور تیرے سامنے موجود ہین۔ مگر بصیرت چاہیئے۔ وہ ان ظاہری آنکہون سے نظر نہین آسکتے۔

غار با تو یار با تو در سرود	مهر بر چشمست و بر گوشت چه سود
ترجمہ: گارہے ہیں نغمہ تیرے یار غار	اندھے بہرے ہیں سے ہے تو ہر زہ کا

شرح۔ غار با تو۔ یار با تو کے بعد حرف عطف (واو) محذوف ہے۔ اور غار سے بطور استعارہ عارف مراد ہے اسلیے کہ وہ بھی غار کیطرح مقام وحدت اور امن میں ہے۔ یعنے اے مخاطب تو اصحاب کہف کو کیون ڈھونڈتا ہے بہت سے اصحاب کہف کے مرتبہ کے آدمی (یعنے عارف) تیرے یار ہین اور تجکو سرود وحدت سُنا رہے ہین مگر تو اُنکے سرود کو سُنتا نہین۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ غار سے پہلے حذفِ مضاف ہو یعنے اصحابِ غار اسوقت یہ معنے ہونگے کہ بہت سے اصحابِ کہف (عارفان کامل) تیرے یار غار ہین اور تجکو اپنا راگ سُنا رہے ہین مگر تیرے کانون پر مہر لگی ہوئی ہے جو تجھے نغمۂ حق سنائی نہین دیتا۔

باز دان کز چیست این رو پوشها	ختم حق بر چشمها و گوشها
ترجمہ: سوچ تو کیون ہین یہ تجسے مستتر	ہو گئی ہے مُہر چشم و گوش پر

شرح۔ خلاصہ یہ ہے کہ اے شخص اگر تو بینا ہو تو خلق مین مشاہدۂ حق کر سکتا ہے۔ اسی مناسبت کے لیے مولانا قصۂ لیلی نقل فرماتے ہین جسنے بادشاہ وقت کو ایک سوال کا عارفانہ جواب دیکر شرمندہ کر دیا تہا۔

سوال کردن خلیفہ از لیلی و جواب او

ترجمہ: بادشاہ وقت کا لیلی سے سوال اور لیلی کا جواب

گفت لیلے را خلیفہ کان توئی	کز تو مجنون شد پریشان و غوی
ترجمہ: ایک خلیفہ نے یہ لیلے سے کہا	قیس ہے شاید تجہی پر مبتلا
از دگر خوبان تو افزون نیستی	گفت خامش چون تو مجنون نیستی
ترجمہ: اور معشوقون سے تو افزون نہین	بولی وہ چپ رہ کہ تو مجنون نہین

شرح۔ یعنے خلیفۂ وقت نے لیلی سے یہ کہا کہ تیرے عشق مین مجنون کیسے دیوانہ ہو گیا کیا باعث حالانکہ تو اور حسینون سے کچہ زیادہ خوبصورت نہین ہے۔ لیلے نے جواب دیا کہ اے بادشاہ خاموش رہ۔ کیونکہ تو خود مجنون نہین ہے۔ ورنہ مجکو تمام حسینون سے بہتر جانتا۔ گویا مولانا قدس سرہ اُس شخص کو جواب دے رہے ہین جو اولیا کے وجود اور اُنکے مرتبۂ اصحاب کہف ہونیسے انکار کرے۔ مطلب یہ ہے کہ اولیائے کامل ہر وقت موجود ہین لیکن کور باطنون کو نہین دکھائی دیتے جسطرح خلیفہ کی آنکھون مین لیلے نہین جچی تھی۔ گم کردہ عقل۔

دیدۂ مجنون اگر بودے ترا	ہر دو عالم بیخطر بودے ترا
ترجمہ: دیدۂ مجنون اگر ملتا تجھے	بہتر از ہر دو جہان کہتا مجھے

	در طریق عشق بیداری بدست		باخودی تو لیک مجنون بیخودست
	عشق مین کہتی ہے بیداری ضرر	ترجمہ	تو ہے باخود اور مجنون بے خبر

شرح۔ لیک قائم مقام حرف عطف ہے۔ اور دوسرے مصرع مین بیداری سے دنیوی معاملات کی ہوشیاری اور اُنکی طرف متوجہ ہونا مراد ہے۔ جو طریق عشق مین نہایت مذموم ہے۔

	هست بیداریش از خوابش بتر		هر که بیدارست او در خواب تر
	اُنکی بیداری ہے بد تر خواب سے	ترجمہ	مست ہے بیدار یکسر خواب سے

شرح یعنے جو شخص دنیوی معاملات مین بیدار ہے۔ گو یا اُسکا خواب غفلت بہت بڑھگیا ہے وہ حقیقت سے زیادہ غافل ہے۔ دوسرے مصرع مین اس مضمون کو ترقی دیگئی ہے یعنے ایسے شخص کے بیداری خواب سے بھی بدتر ہے۔ کیونکہ وہ حالت خواب مین صرف حسنات سے محروم ہے۔ اور یہ حالت بیداری مین غفلت کے سبب حسنات سے تو محروم تھا ہی سیئات بھی جمع کر رہا ہے۔

	مست غفلت عین ہشیاریش ہے	شرح	هر که در خوابست بیداریش ہے
	مست غفلت کی ہے ہشیاری عزیز	ترجمہ	خواب والے کی ہے بیداری عزیز

شرح۔ یعنے جو شخص دنیوی معاملات سے غافل رہتے ہے وہ فی الواقع بیدار ہے اور اُسکی بیداری بہت اچھی ہے کیونکہ بظاہر مست غفلت ہے مگر درباطن ہشیار ہے اور اُسکی یہ غفلت جو عین ہشیاری ہے نہایت اچھی ہے۔

	هست بیداری چو دربندان ما		چون بحق بیدار نبود جان ما
	بلکہ چوکیدار وہ ان ن ہے	ترجمہ	جو نہو بیدار حق کیا جان ہے

شرح۔ دربند بمعنے قلعہ و بمعنے دروازہ لیکن یہان مجازاً بمعنے چوکیدار لیا گیا ہے۔ یعنے جب ہماری جان بیداری سے یہ لیے نہو بلکہ دنیا کے لیئے ہو۔ تو یہ بیداری ایسے ہی جیسے ہماری چوکیداروں کی بیداری جو صرف دنیا کے لیئے ہے۔ اکثر مالدار تہجد کے بہانہ سے رات کو جاگتے ہین ایسے لوگ ہال کے چوکیدار ہین۔

	وز زیان و سود و از خوف زوال		جان ہمہ روز از لگد کوب خیال
	دنیوی سود و زیان، خوفِ زوال	ترجمہ	جان کو ہر دم ہو جب فکر و خیال
	نے بسوے آسمان راہِ سفر	شرح	نے صفا میماندش نے لطف و فر
	جا نہین سکتی سوے عرش برین	ترجمہ	پھر صفائی نام کو رہتی نہین

شرح یعنے روح مین لگد کوب اور صدمات خیال اور اُمید سود و غم زیان اور خوف زوال دنیا کے سبب صفائی مدلطافت اور قوت باقی نہین رہتی اور نہ اسکو آسمان اور عالم ملکوت کی طرف رستہ ملتا ہے بلکہ وہ اسی عالم سفلی

مین نفس اور شیطان کے قبضہ مین پہنسکر دنیا مین عشق حقیقی اور رتبے عقبے مین درجات علیا سے محروم رہجاتی ہے انسان کو چاہیئے کہ دنیا کے خیالات فاسدہ کو رجو فی الواقع خواب وخیال ہین) ترک کرکے روح کی صفائی حاصل کرے

خفتہ آن باشد کہ او از ہر خیال
دارد اُمید و کند با او مقال

ترجمہ
خفتہ وُہ ہے جو ہو پابند خیال
رکہے اُمید اور اُس سے قیل وقال

شرح۔ یعنے خفتہ اور غافل عن اللہ جسکے ہم مذمت کرتے ہین وُہ ہے جو اپنے خیال سے کسی قسم کی اُمید رکہے اور خیال ہی سے باتین کرے جائے۔ یعنے اپنے خیالات کا ایک وجود مقرر کرے اور تمام عمر تصورات باطلہ مین ضایع کردے۔ اور عقبے کے عالی مرتبے حاصل کرنیسے محروم رہے

نے چنان کز خیال آید بحال
آن خیالش گردد او را صد وبال

ترجمہ
فکر باطل سے نہو یک دم بحال
اِک خیال اُسکے لیے ہون سو وبال

شرح۔ یعنے وُہ خفتہ ایسا خفتہ نہو کہ اپنے خیال باطل سی باز آجاے جو نکہ ایسے خیال سے باز آنیوالا اہل دِل کے نزدیک لایق تعریف ہے بلکہ ایسا خفتہ ہو کہ اُسکا خیال اُسکے لیے بہت سے وبال کا باعث ہوجائے

دیو را چون حور بیند او بخواب
پس ز شہوت ریزد او با دیو آب

ترجمہ
خواب مین شیطان کو سمجھے رشک حور
احتلام اِس سے ہو اُسکو بالضرور

چونکہ تخم نسل او در شورہ ریخت
او بخویش آمد خیال از وے گریخت

ترجمہ
ہوگیا جب تخم بالکل رائگان
کہل گئی آنکہہ اب وُہ جلوہ ہے کہان

ضعف سر بیند ازان وَتَنِ پلید
آہ ازان نقش پدید ناپدید

ترجمہ
اب تو سر مین ضعف ہے تن ہے پلید
حور کی سی شکل ہے اب نا پدید

شرح۔ ان شعرون مین اُس شخص کا حال بیان کیا گیا ہے جو اپنے خیالات باطلہ کے ساتہ غفلت کے نیند سو رہا ہے یعنے اِس شخص کو خواب مین شیطان حور کیصورت دکہائی دیتا ہے اور احتلام ہوجاتا ہے اور جب تخم نسل زمین شور مین جاتا دکہائی دیتا ہے۔ حالت خواب سے ہوش مین آجاتا ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ضعف سر اور ناپاکی بدن سے محفوظ نہین رہ سکتا علیٰ ہذا القیاس ایسے دیگر خیالات باطلہ کا نتیجہ برا ہوتا ہے اور چونکہ انکا کچہ وجود نہین اسلیے ترک کے قابل ہین مطلب یہ کہ دنیا ایک خواب وخیال ہے کیونکہ اسکی دولت لذت ثروت موت کے سبب زائل ہوجاتی ہے اور اُسکا عاشق جب حشر کے دن اُٹہایا جائیگا تو دنیا ایک قبیح صورت مین اُس سے ملاقات کریگی اور اُسکے بدن کو اپنی ناپاکی سے ملوث کردیگی۔ پہر اگر یہ شخص مومن ہے تو جب تک محبت دنیا کی ناپاکی دور نہو جائیگی عذاب نار مین گرفتار رہیگا۔ اور اگر کافر ہے تو عذاب مخلد کیا جائیگا۔ کیونکہ کافر کی ناپاکی کفر کے باعث سے انتہا ہوگئی ہے اور اُن لوگونکا

حال بہی جو جہوٹے اور مکار صوفیون کے کہنے مین آجاتے ہین۔ اُس احتلام والے کا سا ہے یعنے جب اُنکو ہوش آتا ہے تو اُسکے جہوٹ سے آگاہ ہوجاتے ہین۔ لیکن اُسکے فساد کے ناپاکی کو اپنی ذات سے دور نہین کرسکتے۔

مرغ بر بالا پران و سایہ اش — میدود بر خاک پران مرغ وش

ترجمہ: اڑرہا ہے جانور افلاک پر — دوڑتا ہے اُسکا سایہ خاک پر

ابلہے صیاد آن سایہ شود — مے دود چندانکہ بے مایہ شود

ترجمہ: احمق اُس سایہ کا کرتا ہے شکار — ہے مگر اس کام مین وہ ہرزہ کار

بیخبر کان عکس آن مرغ ہواست — بیخبر کہ اصل آن سایہ کجاست

ترجمہ: کیونکہ ہے وہ سایۂ مرغ ہوا — طائر پران کجا سایہ کجا

تیر اندازد بسوے سایہ او — ترکشش خالی شود در جستجو

ترجمہ: تیر سایہ پر لگائے بے مرام — اور ترکش ہوگیا خالی تمام

شرح۔ یہ شعر بطور تمثیل و توضیح صاحب خیالات باطلہ کی نسبت لکہے گئے ہین۔ اور انکا مطلب خود شرح ہے۔

ترکش عمرش تہی شد عمر رفت — از دویدن در شکار سایہ تفت

ترجمہ: عمر سب کہوئی گمان باطل ہوا — سعی بے حاصل سے کیا حاصل ہوا

شرح۔ یعنے جسطرح سایہ کا شکار کرنے والے کی عمر کا ترکش خالی ہوگیا۔ اور عمر برباد ہوگئی یا سایہ کے پیچہے دوڑنے سے کہلگئی۔ اسیطرح صاحب خیالات باطلہ کی تمام عمر ضایع ہوجاتی ہے اور اُسکو کچہہ حاصل نہین ہوتا۔

سایۂ یزدان چو باشد دایہ اش — وارہاند از خیال و سایہ اش

ترجمہ: سایۂ حق جسکے حق مین دایہ ہے — اُسکو کب فکر خیال و سایہ ہے

شرح۔ سایۂ یزدان۔ بمعنے ولی مرشد کامل اور دایہ سے مراد مربی ہے یعنے اولیاء اللہ اگر اُسکا مربی اور دایہ بنکر اُسکو شیر معرفت حق پلائین تو دنیادار اپنے خیال باطل اور سایہ لاحاصل سے باز رہ سکتا ہے۔ ولی کو سایہ اسیلئے کہا کہ جسطرح دایہ کا دودہ ممد حیات جسمانی ہے۔ اسیطرح ولی کا ارشاد اور افاضہ ممد حیات روحانی ہے اور خیال و سایہ سے ممکنات بہی مراد ہوسکتے ہین۔

در تحریص متابعت ولی مرشد

ترجمہ: ولی مرشد کے اتباع کی ترغیب کا ذکر

سایۂ یزدان بود بندہ خدا — مردہ این عالم و زندہ خدا

ترجمہ: بندۂ حق سایۂ حق ہے ضرور — ایک کا ہوکر دو عالم سے نفور

شرح۔ ولی کو اسیلئے سایۂ یزدان کہتے ہین کہ اُسنے اپنی بشریت اور وجود عارضی کو تجلیات آلہی کے سامنے۔ فنا کردیا ہے

اسلیئے ولی عالم دنیا کے اعتبار سے مُردہ ہے۔ اور عالم عقبے یا خدا کی نزدیک زندہ۔

	دامن او گیر زوتر بے گمان	تا رہے از آفتِ آخر زمان
ترجمہ	اُسکا دامن تہام لے تو بیگمان	تا نہ آئے آفت آخر زمان

شرح زوتر مخفف زودتر اور آخر زمان سے زمانۂ موت یا عالم عقبے مراد ہے۔

	کیف مدّ الظّل نقش اولیاست	کو دلیل نور خورشید خداست
ترجمہ	کیف مدّ الظّل کے معنے ہین جُدا	ہر ولی ہے نور خورشید خدا

شرح۔ حدیث شریف مین آیا ہے اِنَّ لِلْقُرْآنِ ظَہْرًا وَّ بَطْنًا یعنے قرآنمجید کے ظاہر معنے بہی ہین اور باطن بہی اللہ تعالےٰ سورۂ فرقان مین فرماتا ہے۔ اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ الآیہ۔ یعنے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم یا ایمخاطب کیا تو نے اپنے رب کے فعل کیطرف نہین دیکہا کہ اُسنے کیونکر سایہ کو دراز کیا اور اگر چاہتا تو اُسکو ساکن کر دیتا پہر اُس پر آفتاب کو دلیل ٹہرایا پہر پوشیدہ طور پر اپنی طرف کہیچ لیا۔ مفسرین نے لکہا ہے کہ سپیدی صبح سے طلوع آفتاب تک بحکم الٰہی سایہ تمام عالم مین پہیلا رہتا ہے۔ اور آفتاب اُسکے پہچاننے کی دلیل اور اُسکے سمجہنے کی ایک تمثیل ہے اگر آفتاب نہوتا تو ہرگز اُسکے شناخت نہوسکتی۔ طلوع شمس کے بعد وُہ سایہ اپنے مرکز اصلی (اللہ تعالےٰ) کی طرف مقبوض ہوجاتا ہے اور آفتاب کا سایہ باقی رہجاتا ہے۔ پہلا سایہ جسکی بابت قرآن مجید مین ذکر ہے وُہ سایہ ہے جو صبح صادق کے وقت سے شروع ہوجاتا ہے۔ یہ اِس آیت کے ظاہر معنے ہین۔ اور باطن معنے مولانا قدس سرہ نے بیان فرمائے ہین۔ یعنے کیف مدّ الظّل سے نقش اولیا مُراد ہے اور نقش کے معنے وجود اولیا یا ارشاد کے ہین۔ اسصورت مین آیۃ کے یہ معنے ہین کہ ایمخاطب تو اپنے رب کے قدرت کی طرف دیکہہ کہ اُسنے وجود اولیا یا ارشاد اولیا کو کیونکر جہان مین پہیلایا جو نور ذات الٰہی کا اِسطرح رہبر ہے جسطرح آفتاب سایۂ صبح صادق کا۔ ظہور صبح سے طلوع آفتاب تک کا سایہ اور زمانہ تمام زمانون سے بہتر ہے کیونکہ اسوقت نہ زیادہ روشنی ہوتی ہے نہ زیادہ تاریکی جنت مین ایسا سایہ ہمیشہ رہیگا اور آیت فِیْ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ کے یہی معنے ہین۔ بعض محققین نے ظل سے زمین کا سایہ یعنے رات کا اندہیرا مراد لیا ہے یعنے خدا نے رات کو زمین کا سایہ پہیلا کر عالم کو تاریک کر دیا مگر اِس تاریکی کو ہمیشگی نہین دی۔ بلکہ آفتاب کو روشن کر کے اُسکے پہچاننے کی دلیل قایم کر دی اشیائ اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہین اچہے سے بُرے اور گورے سے کالے کی شناخت جلد ہوجاتی ہے۔ یا سایہ سے زمانۂ فترت وجاہلیت اور آفتاب سے نور اسلام مُراد ہے۔ یعنے نبی آخر الزمان سے پہلے تمام زمانہ مین اندہیرا تہا لوگ ظلمت کفر وشرک سے گمراہ تہے اگر وہ غفلت ہمیشہ رہتی تو شاہد حقیقی کا نور ہرگز نہ چمکتا۔ اسلیئے آفتاب اسلام نے طلوع ہوکر مخلوق کی رہبری کی بعض کے نزدیک مدّ ظل سے حضرت رسالت پر سایۂ عصمت کا پہیلنا مُراد ہے اور آفتاب معرفت جو حضور کے قلب سے طلوع ہوا ہے اِسکی دلیل ہے واللہ اعلم بالصواب

اندرین وادی مرو بے این دلیل ‏ ‏ ‏ لا احب الآفلین گو چون خلیل

ترجمہ چل نہ اس رستہ مین اے دل بے دلیل ‏ ‏ ‏ لا احب الآفلین کہہ چون خلیل

شرح حضرت ابراہیم کا قصہ سورۂ انعام مین اسطرح ہے **فلما جن علیہ اللیل** الآیہ۔ یعنے جب رات ہوگئی تو حضرت ابراہیم نے ایک ستارہ دیکھا اور یہ کہا کہ میرا رب یہ ہے لیکن جب وہ غروب ہوگیا تو آپنے فرمایا کہ مین فنا ہونیوالے یا غایب ہونیوالی چیزون کو دوست نہین رکھتا۔ یہ آیت کے ظاہر معنے ہین۔ اور باطنی مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نے اپنے رب کا مشاہدہ مظہر کوکب یعنے ستارہ کے پردے مین کیا تھا۔ اور ہذا ربّی کا اشارہ ظاہر کی طرف تھا نہ کہ مظہر کیطرف اسلیئے آپنے بعد غروب ستارہ ظاہر طور پیر فرمادیا کہ مین مشاہدۂ رب کو کسی خاص مظہر کا مقید ہونا پسند نہین کرتا خلاصۂ شعر یہ ہے کہ وادی سلوک مین بدون مرشد کامل کے قدم نرکھہ اور اس وادی کے مظاہر مین اگر تو جلوۂ حق دیکھہ لے تو حضرت ابراہیم کی طرح لا احب الآفلین کہہ۔ اور کسی خاص مظہر کا مقید نہ رہ بلکہ جمیع مظاہر سے عبور کرکے ذات حق مین فانی ہوجا۔ یہان سے ترک عشق مجازی کی تاکید بہی نکلتی ہے۔

روز سایہ آفتابے را بیاب ‏ ‏ ‏ دامن شہ شمس تبریزی بتاب

ترجمہ سایہ سے ڈہونڈ آفتاب اے دوست کام ‏ ‏ ‏ چلکے دامن شمس تبریزی کا تہام

شرح سایہ سے مرشد کامل اور آفتاب سے آفتاب حقیقت مراد ہے۔ اور دوسرے مصرع مین لفظ آفتاب سے مدح شمس الدین تبریزی کی طرف انتقال کیا گیا ہے بتاب بمعنے بگیر

رہ ندانی جانب این سور و عرس ‏ ‏ ‏ از ضیاء الحق حسام الدین بپرس

ترجمہ راہ عرفان مردم حق بین سے پوچہہ ‏ ‏ ‏ چل ضیاء الحق حسام الدین سے پوچہہ

شرح سور بمعنے فرح یعنے نشاط عشق حقیقی اور عرس یعنے دولہن سے مولانا شمس الدین مراد ہین۔ کیونکہ الاولیاء عرایس اللہ مشہور مقولہ ہے مطلب شعر یہ ہے کہ اے مخاطب اگر تو عشق حقیقی یا شمس تبریزی تک پہنچنے کا رستہ نہین جانتا تو ضیاء الحق حسام الدین سے پوچہہ لے کیونکہ وہ محرم اولیا مین ولا یری العرائس الا المحارم اور دولہن کو وہی لوگ دیکہہ سکتے ہین جو محرم ہین مولانا قدس سرہ نے یہان شمس الدین تبریزی اور مولانا حسام الدین رح کا ذکر کیا ہے اور کسر نفس کے باعث اپنے ذات بابرکات کو چہوڑ کر اس طرف اشارہ فرمادیا ہے کہ بعد مولانا شمس الدین تبریزی رح کے مولانا حسام الدین رح خلیفہ ہین اگر طالب مولانا شمس الدین کو نپائے تو مولانا حسام الدین سے تصوف حاصل کرے اور انکو بہی نپائے تو اس مثنوی سے اصلاح باطن کی کوشش کرنی چاہیئے۔ خاکسار شارح مثنوی اس مقام پر بسلسلۂ بیعت روحانی یہ کہہ سکتا ہے کہ اگر مثنوی شریف بسبب دقائق و اسرار سمجہ مین نہ آتی ہو تو اس مختصر شرح سے طالب حق راہ سلوک معلوم کرے اور اس خاک قدم درویشان کے حق مین بقا بعد الفنا کے دعا کرے۔

ور حسد گیرد ترا در رہ گلو — در حسد ابلیس را باشد غلو

ترجمہ: چل دو دہر کو گو حسد پکڑے گلو — دیکھہ شیطان کو حسد مین ہے غلو

شرح۔ حسد بمعنے بدخواہی۔ و تمنائے زوال نعمت و فضیلت غیر غلو زیادتی و طغیانی یہ شعر پہلے شعر سے متعلق ہے۔ یعنے اے طالب اگرچہ حسد خدا کے رستہ مین تیرا گلو گیر ہو مگر تو اس راہ کو ضیاء الحق حسام الدین ہی سے پوچھہ کیونکہ حسد کرنا ابلیس کا طریقہ ہے جسکا نتیجہ سوائے محرومی کے اور کچہ نہین نکلتا۔

کو ز آدم ننگ دارد از حسد — با سعادت جنگ دارد از حسد

ترجمہ: اُسکو ہے ہر حسد آدم سے ننگ — اور سعادت سے ہے اُس حاسد کو جنگ

عقبۂ زین صعب تر در راہ نیست — اے خنک آن کش حسد ہمراہ نیست

ترجمہ: راہ حق مین ہے یہ گھاٹی سب سے بد — ہے وہی اچھا نہو جسمین حسد

این جسد خانۂ حسد آمد بدان — از حسد آلودہ باشد خاندان

ترجمہ: ہے حسد کا گھر جسد اے نکتہ دان — ہے ملوث اس سے سارا خاندان

شرح۔ یعنے جسد انسانی گویا حسد کا گھر ہے اسی سبب سے اس جسد کا تمام خاندان (مثلاً عقل و حواس و فکر) حسد مین ملوث ہین

خانمانہا از حسد گردد خراب — باز شاہی از حسد گردد غراب

ترجمہ: خانمان لاکھون حسد سے ہین خراب — باز شاہی اس سے ہوتا ہے غراب

شرح۔ غراب کوّے کو کہتے ہین مطلب یہ کہ حسد سے آدمی نہایت ذلیل اور ادنے مرتبہ کا ہو جاتا ہے۔

گر جسد خانۂ حسد باشد ولیک — آن جسد را پاک کرد اللہ نیک

ترجمہ: گو حسد کا گھر ہے انسان کا جسد — پاک کر دیتا ہے اللہ الصمد

شرح۔ لفظ نیک پاک کرد سے متعلق ہے۔ یعنے اگرچہ مطلقاً بدن انسانی حسد کا گھر ہے مگر بعض جسد کو اللہ تعالیٰ نے اس سے اچھی طرح پاک کر دیا ہے۔ اور وہ انبیا اور اولیا کے جسد ہین۔

طہّرا بیتی بیان پاکیست — گنج نورست ار طلسم خاکیست

ترجمہ: طہّرا بیتی ہے پاکی کا بیان — ہے خزانہ نور کا اسمین نہان

شرح۔ سورۂ بقر مین یہ آیت ہے وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِيَ۔ یعنے ہمنے ابراہیم اور اسمٰعیل ع کے ذمہ یہ کام کر دیا تہا کہ میرے گھر (کعبہ) کو پاک کرو۔ مولانا قدس سرہٗ باطنی طور پر اس آیہ کے یہ معنے کہتے ہین کہ ان دونون پیغمبرنکو یہ حکم ہوا تہا۔ کہ تم اپنے قلب کو (جو ایک قسم کا جسد اور بیت اللہ ہے) بُرے اخلاق مثلاً حسد تکبر اور بخل سے پاک کرو کیونکہ یہ جسد یعنے قلب نور الٰہی کا خزانہ ہے۔ اگرچہ خاک کا بنا ہوا ہے۔ لفظ ار بمعنے اگرچہ اور طلسم

چون کنی با بے حسد مکر و حسد ‏ — زان حسد دل را سیاہیہا رسد

ترجمہ: بے حسد سے تو جو رکھے گا حسد ‏ — دِل سیہ ہو جائے گا بے ریب و حد

خاک شو مردان حق را زیر پا ‏ — خاک بر سر کن حسد را ہمچو ما

ترجمہ: پائے مردانِ خدا مین خاک ہو ‏ — چھوڑ دے مکر و حسد کو پاک ہو

شرح۔ کیونکہ حسد کا انجام برا ہے جیسا کہ اُس وزیر پر تر وزیر کا ہوا اور پہلے شعر مین بے حسد سے مراد اولیا ہین۔

در بیان حسد کردن وزیر جہود۔

یہودی وزیر کے حسد کرنے کا ذکر

آن وزیرک کز حسد بودش نژاد ‏ — تا بباطل گوش و بینی باد داد

ترجمہ: ایک پتلا تہا حسد کا وہ وزیر ‏ — ناک کان اپنے دیے سب ناگریز

شرح۔ باد بمعنے برباد یعنے اُس وزیر نے یہانتک حسد کیا کہ خیال باطل یا مذہبی تعصب کے پیچھے اپنے کان ناک برباد کر دیئے پرائی شگون کو اپنی ناک کٹائے اور انجام کار خودکشی کی اور لاکہونکو گمراہ کر دیا۔

ہر کسے کو از حسد بینی کند ‏ — خویش را بے گوش و بے بینی کند

ترجمہ: حکم حق سے جو کوئی منکر ہوا ‏ — گوش و بینی دے کے وہ کافر ہوا

شرح۔ پہلے مصرع مین کند بفتح الکاف ہے اور دوسرے مین بضم الکاف۔ بینی کندن و بینی زدن بمعنے انکار کردن آیا ہے۔ یعنے جس شخص نے احکام انبیائے عظام اور ارشاد اولیائے کرام سے انکار کیا۔ گویا اُسنے اپنے کان ناک سب کاٹ دیئے۔ کیونکہ وہ کانون سے اُنکے احکام و ارشاد کو سننا نہین چاہتا اور ناک سے اُنکے کلمات طیبات کی خوشبو نہین لیتا

بینی آن باشد کہ او بوئے برد ‏ — بوئے او را جانب کوئے برد

ترجمہ: ناک وہ ہے جس مین آئے بوے حق ‏ — اور وہ بو لیجائے سوئے کوے حق

شرح یعنے ہماری مراد بینی سے یہ ظاہری ناک نہین ہے بلکہ وہ بینی ہے جو اہل حق کے کلمات طیبات کی خوشبو سے مستفیض ہوتی ہے اور یہ خوشبو اُس صاحب بینی کو کوچہ محبوب تک لیجاتی ہے اِس بینی کا نام اہل تصوف کے نزدیک معنوی بینی یا قوت شامہ قلبیہ ہے۔ یعنے دِل کی ایسی قوت جو بوے اسرار کو معلوم کر سکتی ہے۔

ہر کہ بویش نیست بے بینی بود ‏ — بوے آن بویست کو دینی بود

ترجمہ: جسمین یہ خوشبو نہو۔ بینی نہین ‏ — بو نہین بد بو ہے۔ جو دینی نہین

شرح۔ یعنے جس شخص کی معنوی بینی مین محبوب کے خوشبو نہین پہنچتی وہ گویا بے بینی ہے۔ کیونکہ بینی سے جو مقصود تہا وہ حاصل نہوا۔ بس تو ایسی بینی کا ہونا نہونا برابر ہے۔ اور یہ جو ہمنے کئی جگہ لفظ بو کہا ہے اِس سے ظاہری

عطر وغیرہ کی خوشبو مُراد نہین بلکہ دینی بو مراد ہے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ جس شخص کی معنوی بینی مین بوے دینی جا پہنچی وہ محبوب تک واصل ہو گیا۔ مگر اِس وصول کے لیے ایک شرط اور بھی ہے جسکا بیان اگلے شعر مین ہے

چونکہ بوے برد و شکر آن نکرد — کفر نعمت آمد و بینیش خورد

ترجمہ: کافر نعمت ہو جو لیکر یہ بو — ہے وہ اپنے گوش و بینی کا عدو

شرح۔ یعنے معنوی بینی تک بوے محبوب پہنچنے کے بعد اِس نعمت کا شکریہ ادا نہ کرنا کفران نعمت ہے اور ایسا کافر نعمت گویا نکٹا ہے۔ بینی خوردن یعنے بینی بریدہ شدن۔ یعنے کفران نعمت کے باعث اللہ تعالے اُسکی معنوی بینی کو چھین لیتا ہے۔ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْد۔ اگر تم شکر کرو گے تو مین نعمت کی زیادتی کرونگا اور اگر کفران نعمت کرو گے تو میرا عذاب بہت سخت ہے۔ نکتہ یہان سے یہ نکلتا ہے کہ عارف کامل کا فرض ہے کہ مرتبۂ عرفان حاصل ہونیکے بعد دوسرون کو صدق و اخلاص کے ساتھ خدا کا رستہ بتاوے۔ یہ بوے معرفت کا شکریہ ہے۔ اگر مکر و فریب سے کام لیگا تو ناک کٹ جائیگی۔ مرتبۂ عرفان سلب ہو جائیگا اور وہ حال ہو گا جو وزیر مکار کا ہوا

شکر کن مر شاکران را بندہ باش — پیش ایشان مُردہ شو پایندہ باش

ترجمہ: شکر کر اور شاکرون کا بندہ ہو — اُنکے آگے مر کے تو پایندہ ہو

شرح۔ یعنے اولیاء اللہ کا غلام رہ اور کمال تواضع سے اُنکے ساتھ پیش آ اور اُنکے روبرو مُردہ بنا رہ اپنے نفس کی کچھ ہستی نہ سمجھ یعنے فنافی الشیخ ہو جا اِس فنا کے بعد تجھکو مرتبۂ بقا حاصل ہو جائیگا۔

چون وزیر از رہزنی مایہ مساز — خلق را تو بر میاور از نماز

ترجمہ: رہزنی پیشہ نہ بن شکل وزیر — منع نیکی سے نہ کر اے دلپذیر

شرح۔ یعنے وزیر مکار کے طرح ڈاکا ڈالکر مال جمع نکر۔ یا یہ کہ رہزنی کو اپنی پونجی نہ بنا اور خلقت کے دکھانیکے لیے نماز نہ پڑھ۔ کیونکہ یہ مکر اور فریب ہے دوسرے مصرع کے معنے دو طرح ہو سکتے ہین اوّل یہ کہ بر میاور یعنے ادا کن ہے اور از حرف زائد یعنے خلقت کے دکھانیکے لیے نماز نہ پڑھ۔ دوم یہ کہ بر میاور بمعنے منع مکن ہے یعنے مخلوق کو نماز سے منع نہ کر۔ کیونکہ از راہ مکر دوسرون کو ادائے عبادت کی نصیحت کرنی اور خود عمل نہ کرنا گویا اُنکو منع کرنا ہے ایسی نصیحت کا اثر ہرگز نہین ہوتا۔ ناصح پر فرض ہے کہ خود عمل کرکے دوسرونکو نصیحت کرے۔

فہم کردن حاذقان نصاریٰ مکر وزیر را

ترجمہ: نصاریٰ کے دانا لوگون کا وزیر کے مکر کو پہچان لینا

ناصح دین گشتہ آن کافر وزیر — کردہ او از مکر در لوزینہ سیر

ترجمہ: ناصح دین تھا وزیر پر دغل — اور تھا حلوے مین لہسن یہ عمل

لوزینہ حلوائے لوز۔ سیر لہسن و سیر در لوزینہ کردن بمعنے بسیار مکر کردن۔ بڑا بھاری مکر کرنا۔

	ہر کہ صاحب ذوق بود از گفت او	لذتے میدید و تلخی جفت او
ترجمہ	جانتے تھے اہل ذوق و راستاران	اُسکی میٹھی باتون مین ہین تلخیان

شرح۔ یعنے جو شخص فضلاے مین سے صاحب ذوق اور حاذق تھا اُسے معلوم ہوگیا تھا کہ وزیر کا ظاہر کلام تو اچھا ہے مگر باطن مین بُرا ہے اسیطرح جھوٹے صوفی ظاہر مین تو خلقت کو طریق فنا و بقا تعلیم کرتے ہین مگر باطن مین اُنکا مقصود دنیا طلبی اور گمراہی ہے طالبان حاذق اسکو پہچان لیتے ہین۔

	نکتہا میگفت او آمیختہ	در جلاب و قند زہرے ریختہ
ترجمہ	اُسکا ہر نکتہ خدا کا قہر تھا	قند مین پوشیدہ گویا زہر تھا

شرح۔ یعنے وزیر کلمات حکمت مخلوط با غراض دنیا کہتا تھا گویا جلاب و قند مین زہر ملا رکھا تھا۔ یعنے ظاہر خلاف باطن تھا۔ جلاب بمعنے شربت جو قند اور گلاب سے بنتا ہے۔

	ہان مشو مغرور زان گفت نکو	زانکہ دارد صد بدی در زیر او
ترجمہ	گفتگوئے نیک سے دہوکا نہ کہا	ہوتی ہے بعضی بدی نیکی نما

شرح۔ یعنے مکارون کی نرم نرم اور بظاہر نیک باتون سے دہوکا نہ کہانا۔ کیونکہ یہ ظاہر کی نیک گفتگو بہت سے بدیان اپنے باطن مین لیے ہوے ہے۔ مکارونکا ظاہری قول باطن کے خلاف ہوتا ہے

	او چو باشد زشت گفتش زشت دان	ہرچہ گوید مُردہ آنرا نیست جان
ترجمہ	بد کہے جو کچھ وُہ بد ہے مہربان	قول مین مُردہ کے کب ہوتی ہے جان

شرح یعنے مقولہ کا اعتبار قائل کے اعتبار سے ہے یہ بُرا ہے تو وُہ بھی بُرا ہے اور یہ اچھا ہے تو وُہ بھی اچھا ہے دوسرے مصرع مین مُردہ سے وُہ شخص مراد ہے جسکا دل اوصاف ذمیمہ (کفر و نفاق کبر و مکر) سے تاریک اور مُردہ ہوگیا ہو۔ ایسے شخص کا قول بیشک مُردہ اور ناکارہ ہوگا

	گفت انسان پارۂ انسان بود	پارۂ از نان یقین دان نان بود
ترجمہ	قول انسان پارۂ انسان ہے	پارۂ نان مرد نادان نان ہے

شرح۔ یعنے انسان کا مقولہ گویا اُسکا ایک جزو ہے کیونکہ اُسی کے زبان سے نکلا ہے۔ اسلیئے جو حال انسان کا ہے ویسی اُسکے مقولہ کا اچھے کا قول اچھا ہوتا ہے بُرے کا بُرا دوسرا مصرع پہلے مصرع کی توضیح ہے بطریق تمثیل یعنے روٹی کا حال ایک ٹکڑے سے معلوم ہوجاتا ہے۔ جیسا روٹی کا ٹکڑا ہوگا ویسی ہی تمام روٹی ہوگی اسیطرح ہر انسان کے اقوال اُسکی نیکی بدی کی شناخت اور بُرائی بھلائی پہچاننے کی دلیل ہین

زان علی فرمود نقل جاہلان | بر مزابل همچو سبزه است اے فلان

ترجمہ — اسلئے ہے قول شاہِ لافتا | قولِ جاہل سبزہ ہے سرگین کا

شرح — حضرت علی نے فرمایا ہے نِعَمُ الجاہل کروضۃٍ فی مزبلۃٍ جاہل کی نعمتین ایسی ہین جیسا ناپاک جگہ مین سبزہ مزابل جمع مزبلہ جائے نجاست و سرگین وغیرہ چونکہ قول بھی ایک بہت بڑی نعمت ہے اسلئے مولانا قدس سرہ نے نعمت سے قول مراد لیا ہے۔ شعر مین نقل بمعنے قول ہے۔

بر چنان سبزه هر آنکو بر نشست | بر نجاست بی شکی بنشسته است

ترجمہ — جو نہین ہے ایسے سبزہ سے نفور | بیٹھ جاتا ہے نجاست پر ضرور

شرح — یعنے جو شخص ایسے سبزہ پر جا بیٹھا جسکے نیچے نجاست چھپی ہوئی ہے تو گویا وہ نجاست ہی پر بیٹھا ہے مطلب یہ ہے کہ جاہل شخص کا قول ایسا ہے جیسا سبزہ سرگین مین یعنے اسکا ظاہر و باطن ایکسان نہین ہے۔ پس جو شخص دہوکا کھا کر اس سبزہ پر بیٹھ گیا یعنے جاہل کے قول کا اعتبار کر لیا وہ گویا نجاست پر بیٹھ گیا۔ یعنے بجائے ہدایت کے گمراہی کے نجاست مین ملوث ہو گیا۔

بایدش خود را بشستن از حدث | تا نماز فرض او نبود عبث

ترجمہ — چاہیئے پہلے وضوئے مقتدا | تا نماز فرض ہو تیری ادا

شرح — یعنے اسکو چاہیئے کہ اپنے آپ کو گمراہی کے نجاست سے پاک کرے تاکہ اسکی نماز فرض (معرفت الٰہی) باطل نہو جائے۔ مطلب یہ کہ جاہل کے اقوال اور اسکے صحبت سے ہمیشہ پرہیز کرنا چاہیئے۔

ظاهرش میگفت در ره چست شو | ور اثر میگفت جان را سست شو

ترجمہ — ظاہرا کہتا تھا تم ہو جاؤ چست | اور منشا تھا کہ ہون سب دین سے سست

شرح — یعنے وزیر کا ظاہر کلام تو سامع سے یہ کہہ رہا تھا کہ طریق حق مین چست و چالاک رہو مگر کلام کا باطنی اثر یہ کہتا تھا کہ اے روح راہ سلوک بڑا مشکل رستہ ہے تو اس پہ نہ چل اور سستی اختیار کر بیکار محنت نہ اٹھا۔

ظاهر نقره گر اسپید است و نو | دست و جامه می سیه گردد ازو

ترجمہ — گرچہ چاندی ہے سفید اے رشک ماہ | ہاتھ اور کپڑے کو کرتی ہے سیاہ

شرح — نو بمعنے جدید یعنے کہرا یعنے بظاہر چاندی کیسی سفید اور کہری معلوم ہوتی ہے لیکن اسکے باطنی اثر سے ہاتھ اور کپڑا سیاہ ہوتا جاتا ہے یہی حال مکارون کے مقولہ کا ہے کہ ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ۔ یہ شعر پہلے مضمون کی تمثیل ہے

آتش ار چه سرخ رویست از شرر | تو ز فعل او سیه کاری نگر

ترجمہ — آگ گرچہ سرخ ہے آتی نظر | فعل ہے اسکا سیہ کاری مگر

شرح — یعنے آگ بظاہر انگارونکے سبب سرخ معلوم ہوتی ہے۔ مگر اے مخاطب تو اسکے افعال کی طرف دیکھہ کے۔

کہ کیسی سیہ کار ہے۔ اول سیہ کاری تو یہ ہے کہ خود دہوین کے ساتھ مخلوط ہے دوم یہ کہ جس چیز پر گرتی ہے اُسکو جلاکر خاک سیاہ کر دیتی ہے۔ یہ مضمون سابق کے دوسرے تمثیل ہے یعنے جہوٹے مدعیون کے افعال و اقوال بہی اسیطرح کے ہین جسطرح اگ کے فعل ہوتے ہین۔

	برق اگرچہ نور آید در نظر	لیک ہست از خاصیت دزد بصر
ترجمہ	برق گو ظاہر مین ہے نور نظر	ہے مگر گو خود دزد بصر

شرح۔ بجلی اگرچہ نور معلوم ہوتے ہی لیکن اُسکے خاصیت ہے کہ اُسکے طرف دیکہنے والیکو کچہ نظر نہین آتا بلکہ آنکہین بہی چکاچوند ہو جاتے ہین۔ اسیطرح جہوٹا شیخ جو نورانی ڈاڑہی ہے اور سفید کپڑون سے بظاہر منور نظر آتا ہے طالبان غیر حاذق کے آنکہون مین خاک ڈالکر اپنی غرض دنیوی حاصل کرلیتا ہے اُسی مضمون کی یہ تیسری تمثیل ہے۔

	ہر کہ بُد زان قوم صاحب ذوق بُد	گفت او در گردنِ او طوق بُد
ترجمہ	اُن مین جو نا آشنائے ذوق تہا	قول اُسکا اُسکے حق مین طوق تہا

شرح۔ یعنے نصارے مین جو شخص غیر آگاہ اور غیر صاحب ذوق تہا وزیر کا کہنا اُسکے گلے کا طوق ہو گیا تہا یعنے عوام نصارے اُسکا اتباع کرنے لگے تہے۔

	مدت شش سال در ہجران شاہ	شد وزیر اتباع عیسے را پناہ
ترجمہ	چہہ برس تک چہوڑ کر شہ کو وزیر	یون رہا عیسائیون کا دستگیر
شرح	دین و دل را کل بدو بسپرد خلق	پیش امر و نہی او می مرد خلق
ترجمہ	دین و دل سب اُسکو سونپا خلق نے	جو کہا اُسنے وُہ مانا خلق نے

شرح۔ یعنے عوام نصارے اُسکی غایت درجہ کی اطاعت کرتے تہے بادشاہ یہود سے الگ رہکر چہہ برس مین اُسنے تمام عوام نصرانیوں کو اپنا مُرید کر لیا تہا۔ اسکے بعد بادشاہ یہود نے وزیر کو ذیل کا پیغام بہیجا۔

پیغام شاہ پنہانی بسوی وزیر پر تزویر

ترجمہ: بادشاہ یہود کا پیغام خفیہ طور پر وزیر مکار کے نام

	درمیان شاہ و او پیغامہا	شاہ را پنہان بدو آرامہا
ترجمہ	شاہ مین اور اُسمین تہے خفیہ پیام	موجب تسکین شہ تہا اُسکا کام

شرح۔ یعنے شاہ جہود اور وزیر مکار کے مابین خفیہ خط و کتابت رہتے تہے اور چونکہ وزیر نے نصارے مین فتنہ و فساد ڈالنے کا اقرار کر لیا تہا اور اُسکے کوشش کر رہا تہا۔ اسیلئے بادشاہ کو تسلی تہی۔ بادشاہ کا یہ پیغام وزیر کیطرف ایسا ہے جیسا شیطان کا پیغام نفس اماره کیطرف ہوتا ہے۔

آخر الامر از برائے آن مراد ‏— تا دہد چون خاک ایشان را بباد

ترجمہ: آخر اس کارن کہ بر آئے مراد ‏— اور مٹی دشمنون کی ہوے برباد

پیش او بنوشت شہ کائے مقبلم ‏— وقت آمد زود فارغ کن دلم

ترجمہ: یہ لکہا شہ نے کہ اے مقبل وزیر ‏— آگیا ہے وقت اب ہو دستگیر

زانتظامت دیدہ و دل بر رہ ست ‏— زین غمم آزاد کن گر وقت ہست

ترجمہ: منتظر ہون مدتون سے شاد کر ‏— اور اس غم سے مجھے آزاد کر

شرح- یہ شعر قطعہ بند ہین یعنے آخر کا شاہ یہود نے اس خیال سے کہ نصارے برباد ہو جائین وزیر مکار کو جس سے درپردہ خط و کتابت ہوتی تہی۔ یہ لکہا کہ مین تیری کارروائی کا ہر وقت منتظر ہون۔ نصارے تیرے مطیع ہو گئے ہین۔ پہر فتنہ اندازی مین دیر کیون لگا رکہی ہے۔

گفت اینک اندرین فکرم شہا ‏— کافگنم در دین عیسے فتنہا

ترجمہ: بادشہ کو اُس نے یہ لکہا جواب ‏— کر رہا ہون دین عیسے کو خراب

شرح- یعنے وزیر نے جواب مین یہ لکہا کہ اے بادشاہ مین رات دن اسی کام مین لگا ہوا ہون کہ دین عیسوی مین فتنے ڈالون چنانچہ مین اپنے ارادہ مین جلد کامیاب ہونیوالا ہون۔

بیان دروازدہ سبط نصارے

ترجمہ: نصارے کے بارہ فرقونکا بیان

شرح- سبط فرزندزادہ و طائفہ فرزندان یعقوبؑ۔ یہان مطلق طائفہ مراد ہے بعض نسخون مین یہ سرخی نہین ہے

قوم عیسے را بد اندر دار و گیر ‏— حاکمان شان دہ امیر و دو امیر

ترجمہ: قوم عیسے مین برائے دار و گیر ‏— حاکمان وقت تہے بارہ امیر

شرح- نصارے مین ریاست و حکومت کرنیکے لیے بارہ امیر الگ الگ بارہ فرقون کے حاکم تہے۔ دار و گیر حکومت

ہر فریقے مر امیرے را تبع ‏— بندہ گشتہ میر خود را از طمع

ترجمہ: بندہ تہا ایک ایک کا اِک اک فریق ‏— اور طریق حرص تہا سب کا طریق

شرح- تبع بفتحتین پیروی۔ و پیرو و پیروان یہان بمعنے پیرو ہے۔ میر مخففا میر اور طمع سے امید اسباب دنیا مراد ہے

آن دہ و آن دو امیر و قوم شان ‏— گشتہ بندہ آن وزیر بے نشان

ترجمہ: ساری قومین اور وہ سارے امیر ‏— ہو گئے یکلخت محکوم وزیر

شرح- بے نشان ناشدنی۔ غارت ہونے کی قابل بددعا کا کلمہ ہے۔

اعتماد جملہ بر گفتار او — اقتدائے جملہ بر رفتار او

ترجمہ: اُسکی باتون پر تہا سب کو اعتماد — اور تہا اُسکے چلن پر اعتقاد

پیش او در وقت و ساعت ہر امیر — جان بدادے گر بدو گفتے کہ میر

ترجمہ: فوراً اُسکے آگے مرتا ہر امیر — جان دینے کو اگر کہتا وزیر

شرح۔ یہی حال اُس سالک کا ہوجاتا ہے جو مرشد کامل کے اقتدا نہین کرتا۔ یعنے اُسکے وجود کے بارہ امیر (حسد غضب غیبت حرص شہوت عجب عجلت کبر حقد تعصب طول امل بخل) ہو اُسکے بارہ فرقون (حواس خمسہ باطنہ حواس خمسہ ظاہرہ اور قوت علمی اور قوت نظری) پر حاکم ہوجاتے ہین۔ اور ان امیرون پر مع ان فرقون کے نفس امارہ غالب آجاتا ہے۔ اور سالک کو راہ سلوک سے گمراہ کردیتا ہے جسطرح اس وزیر نے نصارے کو گمراہ کردیا تہا۔

چونکہ بون کرد آن جہودک جملہ را — فتنہ انگیخت از مکر و دہا

ترجمہ: معتقد جب اُسنے سب کو کرلیا — دین عیسے مین سے کیسے فتنے بپا

شرح۔ دہا۔ زیرکی و جودت فکر یعنے فن و فریب۔ در جہودک مین کاف تحقیر ہے بمعنے ذلیل یہودی۔

تخلیط وزیر در احکام انجیل و مکر آن

ترجمہ: وزیر کا احکام انجیل کو خلط ملط کردینا اور اُسکا مکر

ساخت طومارے بنام ہر یکے — نقش ہر طومار دیگر مسلکے

ترجمہ: لکہے بارہ نامے ایک اک سے جدا — تہی الگ ہر ایک مین راہ جدا

شرح۔ طومار نامہ و صحیفہ۔ یعنے وزیر نے ہر فرقہ کے نام ایک صحیفہ الگ تصنیف کیا۔ درانحالیکہ ہر صحیفہ کا مضمون دوسرے صحیفہ سے جدا تہا۔ ایک صحیفہ مین جس چیز کو جائز لکہا تہا دوسرے مین اسی کو ناجائز بتایا تہا۔

حکمہائے ہر یکے نوع دگر — این خلاف آن ز پایان تا بسر

ترجمہ: سب مین تہا باہم تناقض صاف صاف — وہ خلاف اِسکے تہا یہ اُسکے خلاف

شرح توضیح مضمون سابق نکتہ فی الواقع ارباب تفرقہ کا یہی حال ہے کہ وہ اپنے مقتضائے نفس کی پیروی کرتے ہین اور طالبان حق کا یہ مقولہ ہے کہ لانفرق بین احد من رسلہ یعنے تمام رسولون اور ساری آسمانی کتابون کو سچا جانتے ہین۔ اور یہ ظاہری اختلاف مرتبون اور اختلاف زمانہ کے سبب سے ہے مثلاً ایک حدیث ہے کہ تناکحوا تناسلوا آپسمین نکاح کردیا کرو تاکہ تمہاری نسل بڑہے اور دوسری حدیث مین ہے خیر امتی بعد المائتین خفیف الحاذ قالوا ومن خفیف الحاذ یارسول اللہ قال من لااہل لہ ولاولد لہ یعنے میرے زمانے کے دوسو برس بعد میری امت مین سب سے بہتر وہ ہوگا جو ہلکی پیٹہ والا ہو صحابہ نے عرض کیا کہ ہلکی پیٹہ والا کون ہے حضور نے فرمایا جسکے اہل و

وعیال بچہ نہون اِس سے ظاہر ہے کہ اختلاف زمانہ سے احکام مین بھی اختلاف ہوجاتا ہے

در یکے راہ ریاضت را و جوع	رکن توبہ کردہ و شرط رجوع
ترجمہ: ایک مین لکھا ریاضت اور وجوع	شرط ہے توبہ کی اور رکن رجوع

شرح - یہان سے اُن مختلف صحیفون کے بعض مضامین کا بیان شروع ہوتا ہے - جو وزیر پاتزویر نے اُن بارہ فرقون کے نام لکھے تھے نکتہ مولانا قدس سرہ نے صحائف وزیر کے مضامین لکھنے مین بہت بڑا اعجاز کلام (الہام ربانی) دکھایا ہے یعنے اشعار مین ایسے الفاظ لائے ہین - جنکے دو معنے ہو سکتے ہین - ایک معنے سے نصیحت نکلتی ہے جو مولانا کا مقصود ہے اور اُسی شعر کے دوسرے معنون سے کجروی اور گمراہی پیدا ہوتی ہے جو وزیر پرتزویر کا مقصود تہا - چنانچہ اس شعر کے دو معنے ہین - اول یہ کہ ریاضت (مشقت بر نفس بسبب اعمال حسنہ) اور بہوک توبہ قبول ہونے کا رکن اور رجوع الی اللہ کی شرط ہے کیونکہ ریاضت اور بہوک سے قلب منور ہوتا ہے اور حظوظ نفسانی معدوم ہوجاتے ہین اسوقت توبہ سچے دل سے ہوگی اور غالبًا مقبول ہی ہوجائیگی - مطلب یہ کہ کسی حال مین سالک ریاضت کو نہ چہوڑے ورنہ حصول مقصود سے محروم رہیگا - یہ مولانا کا مقصود اور اس شعر کا صحیح مطلب ہے اور وزیر کا مطلب یہ ہے کہ ریاضت اور بہوک توبہ قبول ہونے کا رکن ہے لیکن چونکہ مکلف بہوک اور ریاضت کی طاقت نہین رکھتا - اسلیئے اُسکو چاہیئے کہ ایسے توبہ کرنیسے باز رہے - یہ مقصود غلط اور سراسر وزیر کا دہوکا ہے

در یکے گفتہ ریاضت سود نیست	اندرین رہ مخلصی جز جود نیست
ترجمہ: ایک مین لکھا ریاضت ہے غلط	مخلصی ہے جود سے تیری فقط

شرح - یہ شعر بھی پہلے شعر کی طرح دو معنے رکھتا ہے مولانا کا مطلب یہ ہے کہ ریاضت سخاوت بغیر کسی کام کی نہین کیونکہ جبتک حُبِّ مال و جاہ باقی ہے ریاضت نیکی حاصل کرنیکا ذریعہ نہین ہوسکتی کیونکہ وہ ریاضت بیکار ہے جو بلا جود و سخاوت ہو اللہ تعالےٰ قرآن مجید مین فرماتا ہے **لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون** - اسلیئے سالک کو چاہیئے کہ جود اختیار کرے - تاکہ رفتہ رفتہ حب دنیا دل سے جاتی رہی اور وزیر کا مقصود یہ ہے کہ ریاضت بالکل بیفائدہ چیز اور خواہ مخواہ کی مشقت ہے آدمی کو چاہیئے کہ اسکو ترک کرکے جود و بخشش اختیار کرے جیسا کہ اکثر فضول خرچ کرنیوالوں کی عادت ہے

در یکے گفتہ کہ جوع و جود تو	شرک باشد از تو با معبود تو
ترجمہ: ایک مین لکھا کہ جوع و جود ہے	شرک لازم آئیگا معبود سے
جز توکل جز کہ تسلیم تمام	در غم و راحت ہمہ مکرست و دام
ترجمہ: غیر تسلیم و توکل اے ہمام	رنج مین راحت مین ہے سب مکر و دام

شرح - حسب شعر سابق اسمین بھی دو احتمال ہین - اول (جو مولانا کا مطلب ہے) یہ ہے کہ وہ ریاضت و جود جسکا فاعل

اور مصدر تو اپنے آپ کو جانتا ہے۔ اسکو شرک سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ اسمین خودی بو پائی جاتی ہے۔ ریاضت وجود کا سبب
یا سبب کبر شرک خفی ہے۔ اسلیئے سالک کو چاہیئے کہ ریاضت وجود مین مشغول بحق اور متوکل بر حق رہے اور انکو بھی اپنے اور
اعمال کے ساتھ اللہ کو سونپ دے اور یہ سمجھے کہ یہ ریاضت وجود گویا لاشئے ہے۔ قبول کرنا نکرنا اُسکے اختیار مین ہے
آدمی پر توکل وتسلیم کی پابندی رخوشی ہو یا غم ہر حالت مین واجب ہے رنج وراحت مین توکل وتسلیم کو چھوڑکر جزع فزع
یا اسراف سے کام لیگا تو نفس کے مکر اور شیطان کے دام فریب کا شکار ہو جائے گا۔ اور وزیر کا یہ مطلب ہے کہ جب
ریاضت وجود شرک خفی ٹھیرے تو سالک کے لیے بجز تسلیم و توکل اور کوئی چارہ نہین رہا اسلیئے ریاضت وجود کو چھوڑ
کر صرف اللہ پر توکل کرنا چاہیئے۔ خواہ وہ غم مین رکھے یا راحت مین دوزخ مین جگہ دے یا بہشت مین مرشد توکل وتسلیم کے
سوا ریاضت وغیرہ کا رستہ بتائے تو یہ اُسکا مکر و فریب ہے۔

	در یکے گفتہ کہ واجب خدمت است	ورنہ اندیشۂ توکل تہمت است
ترجمہ	ایک مین لکھا کہ خدمت فرض جان	ورنہ تہمت ہے توکل کا گمان

شرح۔ اسکے بھی دو معنے ہین۔ مولانا کا مقصود یہ ہے کہ بندہ پر عبادت الٰہی واجب ہے۔ ورنہ بغیر عبادت کے توکل
کرنا ناجائز ٹھہریگا کیونکہ محض توکل بلا عبادت سے اُسپر زندیق اور ملحد ہونیکی تہمت لگ سکتی ہے۔ اور وزیر کا یہ مطلب ہے
کہ عبادت الٰہی واجب ہے اور چونکہ مخدوم پر خادم کی مزدوری لازم ہو جاتی ہے۔ اسلیئے بالکل ہمین مطمئن رہنا چاہیئے
کہ اللہ تعالے ہماری خدمت وعبادت کا صلہ ضرور دیگا۔ ورنہ خدمت کیحالت مین توکل کرنا تہمت یعنے غلط بیانی ہے خادم
کو قطعاً مزدوری ملنے کا اُمیدوار رہنا چاہیئے توکل کے کیا معنے۔

	در یکے گفتہ کہ امر و نہی ہاست	بہر کردن نیست شرح عجز ماست
ترجمہ	ایک مین لکھا کہ امر و نہی حق	عاجزی کا ہمکو دیتے ہین سبق
	قدرت حق را بدانیم آنزمان	تاکہ عجز خود بہ بینیم اندران
ترجمہ	قدرت وشان خدا مفہوم ہو	عجز اپنا گر ہمین معلوم ہو

شرح۔ دو احتمالون مین سے پہلا احتمال یعنے مولانا کا مطلب یہ ہے کہ شریعت مین جو اوامر ونواہی واقع ہین وہ
صرف عمل ہی کرنیکے لیئے نہین ہین۔ بلکہ ایک اور فائدے کے لیے بھی ہین وہ یہ ہے کہ جسوقت سالک اوامر ونواہی
بجا لائیگا تو اسکا قلب ضرور منور ہوگا اور صفائی قلب سے وہ اسبات کو ضرور جان لیگا کہ مین اوامر ونواہی کو کماحقہ
ادا نہین کر سکتا۔ اور اچھی طرح اُنکے بجا لانے سے عاجز ہون بس تو گویا احکامات شرعی ہمارے عجز کے شارح اور بیان
کرنیوالے ہین ایسا حدیث مین آیا ہے ماعبدناک حق عبادتک اے اللہ ہم کماحقہ تیری عبادت کرنیسے عاجز ہین اور
دوسرا احتمال یعنے وزیر کا مطلب یہ ہے کہ شرعی اوامر ونواہی عمل کرنیکے لیے نہین ہین۔ بلکہ یہ احکام خود بکار ہیگا

کہہ رہے ہین کہ اے بندو تم ہمارے بجالانے اور تکلیف شرعی اُٹھانے سے عاجز ہوا جسب قاعدہ تعرف الاشیاء باضدادہا۔ چیزین ضد سے پہچانی جاتی ہین اس ن اپنے آپ کو عاجز جانے گا تو خدا کو قادر سمجھے گا۔

	در یکے گفتہ کہ عجز خود مبین	کفر نعمت کردن ست آن عجز بین
ترجمہ	ایک مین لکھا کہ تو عاجز نہین	کفر نعمت جان ایسے اے مرد دین
	قدرت خود بین کہ این قدرت ازوست	قدرت خود نعمت او دان کہ ہوست
ترجمہ	تیری قدرت اُسکی قدرت ہے ضرور	تیری قدرت اُسکی نعمت ہے ضرور

شرح۔ اسکے بہی دو معنے ہین مولانا کا مطلب یہ ہے کہ ایمخاطب اپنے آپ کو عاجز مطلق نہ جان۔ کیونکہ یہ جبریہ کا مذہب ہے۔ بلکہ یہ سمجہ کہ حق سبحانہ وتعالے نے تجکو قدرت کی نعمت دی ہے اسکا شکر ادا کر۔ اپنے آپ کو محض عاجز سمجہنا کفران نعمت ہے۔ سالک پر فرض ہے کہ اپنی قدرت کے مطابق عبادت بجالائے اور وزیر کا یہ مقصد ہے کہ بندہ عاجز نہین ہے۔ بلکہ اللہ تعالے نے اُسکو قدرت دی ہے۔ تو اُسکو چاہیے کہ اپنے آپ کو اپنے افعال پر اسطرح قادر سمجھے جسطرح اللہ تعالے اپنے افعال پر قادر ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک مولانا کے مقصود کے مطابق جو تہے مصرع کے یہ معنے ہین کہ اپنے قدرت کو اُسکی نعمت سمجہ کیونکہ وُہ یعنے اللہ تعالے ہُو ہے۔ یعنے اُسکی صفت ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن ہے۔ اور جسکی ایسی صفتین ہون وُہ منعم حقیقی ہے اسکی نعمتون کا شکر ضرور بجالانا چاہیے۔
اور وزیر مطلب کے موافق ضمیر ہُو (یعنے ہمانست) قدرت حق کیطرف ہے۔ یعنے تیری قدرت بعینہ اسکی قدرت ہے۔

	در یکے گفتہ کزین دو در گزر	بُت بود ہر چہ بگنجد در نظر
ترجمہ	ایک مین لکھا کہ ان دونون کو چھوڑ	جو نظر مین ہے تری اُس بُت کو توڑ

شرح۔ اسکے بہی دو معنے ہین۔ مولانا کا یہ مطلب ہے کہ اس عجز وقدرت کے جہگڑے سے درگزر نہ اپنے آپ کو پورا عاجز جان نہ پورا قادر کیونکہ اپنی ذات کو عاجز اور بقدرت اللہ قادر جاننا بہی اثنینیت سے خالی نہین اگر تو ہمیشہ عجز وقدرت کے معنون پر نظر رکھیگا۔ تو وُہ تیرے حق مین گویا بُت ہو جائینگے۔ اور خدا سے غافل کر دینگے کیونکہ حدیث مین آیا ہے کُلُّ ما الہاک عن اللہ فہو صنمک (جو چیز تجکو خدا سے غافل کردے وُہ تیرے حقمین بُت ہے اور وزیر کا مقصود باطل یہ ہے کہ اے شخص تو اپنے آپ کو عاجز جان اور نہ قادر بلکہ سوفسطائی بنجا جنکا یہ مذہب ہے کہ حقیقۃ الاشیاء غیر ثابتہ (یعنے خارج اور واقع مین کوئی شے موجود نہین ہے) سب وہمی باتین ہین۔

	در یکے گفتہ ز عجز و قدرت	بگزری وہر چہ اندر فکرت
ترجمہ	ایک مین لکھا کہ اُنکے ذکر کو	چھوڑ دے دلمین نہ لا اس فکر کو
	از ہوائے خویش در ہر ملتے	گشتہ ہر قومے اسیر زلتے
ترجمہ	خواہشون سے ہین بہت مذہب تباہ	لاکہون قومین ہین اسیر صد گناہ

یہ دو تو شعر اکثر نسخون مین نہین ہین اس سے معلوم ہوا کہ الحاقی ہین ۔ اور اگر فی الواقع مثنوی کے ہین تو انکا وہی مطلب ہے جو پہلے شعر کا تہا یعنے مولانا فرماتے ہین کہ اے مخاطب عجز و قدرت کے جہگڑون اور ماسوا اللہ سے جو تیرے خیال مین آئے ۔ درگزر ورنہ شرک خفی لازم آجائیگا جو خلاف طریقت ہے کیونکہ ہر قوم نے اپنی خواہش پر عمل کرنے سے لغزش کہائی ہے ۔ کسی نے پتہرون کو یا بتونکو خدا بنالیا ہے اور کسی نے اپنی خیالی خواہشونکو اور وزیر کا یہ مطلب ہے کہ اے شخص عجز و قدرت اور ان دونون کے متعلق جسقدر شبہات تیرے ذہن مین پیدا ہون سب سے الگ رہ ۔ کیونکہ اپنے آپ کو عاجز سمجہنا جبریہ کا مذہب ہے اور قادر جاننا قدریہ کا ان دونو نے اپنی خواہش پر عمل کرنیسے لغزش کہائی ہے اسلیئے دونو مردود ہین ۔ بلکہ تو سوفسطائی بنجا نہ اپنے آپ کو عاجز سمجہ نہ قادر لا الی ہؤلاء و لا الی ہؤلاء ۔ نہ ادہر نہ ادہر ۔ یہ بلا کدہر

	در یکے گفتہ بکش این شمع را	کین نظر چون شمع آمد جمع را
ترجمہ	ایک مین لکہا یہ پہونک اس شمع کو	دیکہہ لے شمع نظر سے جمع کو
	از نظر چون بگذری واز خیال	کشتہ باشی نیم شب شمع وصال
ترجمہ	بند کیون کرتا ہے تو چشم دماغ	نیم شب مین کیون بجہاتا ہے چراغ

شرح ان شعرون کے بہی دو معنے ہین مولانا کا مطلب یہ ہے کہ اپنی شمع نظر کو ان چیزون سے جو ظاہر مین دکہائی دیتے ہین دور مت کر کیونکہ یہ سب چیزین مظاہر حق ہین ۔ اگر تو انکو اپنی نظرون سے دور کردیگا تو مشاہدۂ حق سے محروم رہیگا ۔ کیونکہ یہ نظر جماعت اولیاء اللہ کے لیے شمع کے مانند ہے اس سے راہ معرفت معلوم ہوتی ہے اور وزیر کا یہ مقصود ہے کہ چونکہ سب چیزین مظاہر حق ہین اسلیئے نظر کو ان سے دور نہ کرنا چاہیئے کیونکہ انکی رویت گویا رویت حق ہے بلکہ انکی پرستش کرنی چاہیئے کیونکہ یہ خدا تک پہنچا دیتی ہین

	در یکے گفتہ بکش باکے مدار	تا عوض بینی یکے را صد ہزار
ترجمہ	ایک مین لکہا بجہا دے ہرزہ کار	تاکہ بدلا ایک کا ہو سو ہزار
	کہ ز کشتن شمع جان افزون شود	لیلیت از صبر چون مجنون شود
ترجمہ	تاکہ نور جان افزون اس سے ہو	تیری لیلی تجہپہ مجنون اس سے ہو
	ترک دنیا ہر کہ کرد از زہد خویش	پیش آمد پیش او دنیا و بیش
ترجمہ	جو کریگا ترک دنیا کا بہت	اسکے آگے آئیگی دنیا بہت

شرح ۔ یہ تین شعر بہی دو معنے رکہتے ہین مولانا کا یہ مطلب ہے کہ اے شخص اپنے شمع نظر کو ان ظاہری چیزون کے دیکہنے سے باز رکہہ ۔ تاکہ اس ایک شمع نظر کے گل کرنے یعنے نظر کے روکنے کا عوض تجکو ہزار ہا بار ملے ۔ یعنے تجلیات متواترہ حق نصیب ہون مولانا ایک جگہہ مثنوی مین فرماتے ہین ۔

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند　　　گر نہ بینی سرّ حق بر ما بخند

کس لیئے کہ اس شمع نظر کے گل کرنے سے شمع روح روشن ہوجاتی ہے جسکی روشنی بہت زیادہ ہے مطلب یہ کہ جب آدمی ماسوے اللہ سے آنکھین بند کرلیتا ہے تو فی الواقع وصال حقیقی تک پہنچ جاتا ہے چوتھے مصرع کے یہ معنے ہین کہ ماسوے اللہ سے آنکھین بند کرنیکے باعث تو مرتبۂ عاشقی سے مرتبۂ معشوقی پر پہنچ جائیگا۔ اے مخاطب ظاہری چیزون کے نہ دیکھنے کے سبب شمع روح کے روشن ہونے اور کثرت تجلیات کی ایسی مثال ہے جیسے کہ دنیا اور زاہد کہ زاہد دنیا کو چھوڑتا جاتا ہے اور وہ زیادہ زیادہ اُسکے پاس آتی جاتی ہے۔ اور وزیر کا یہ مطلب ہے کہ ان مظاہر کو نہ دیکھ کیونکہ اس سے مشاہدۂ حق کی اُمید ہے۔ جو تیرے لیئے غیر ضروری بات ہے نیز دنیوی چیزون پر نظر نہ ڈالنے سے یہ فائدہ ہوگا کہ لوگ تارک الدنیا سمجھکر تیری طرف رجوع کرینگے اور نذر نیاز لائینگے۔ ایک نہ دیکھنے کی تکلیف اُٹھا کر ہزار طرح کے فائدے ہونگے۔ کہ دنیا کو از راہ مکر بہ نیت حصول دنیا چھوڑ دینا چاہیئے۔ اسصورت مین وہ ضرور حاصل ہوگی۔ اور بہت زیادہ ملیگی۔ یہ مطلب سراسر حقانیت سے دور اور مکر و فریب ہے۔

	در یکے گفتہ کہ انچت داد حق	بر تو شیرین کرد در ایجاد حق
ترجمہ	ایک مین لکھا کہ ہے جو داد حق	خاص ہے تیرے لیے ایجاد حق
	بر تو آسان کرد و خوش آنرا بگیر	خویشتن را در میفگن در زحیر
ترجمہ	تجھپہ جو آسان ہو کر اُس پہ عمل	رنج مین پڑتا ہے کیون لے پر خلل

شرح دو نو مصرعون مین سے مولانا کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جو کچھ تجکو دیا ہے اور عالم ایجاد مین تجہپر مباح کردیا ہے اُسپر راضی اور صابر رہ کیونکہ رضا بالقضائے حق واجب ہے۔ زیادہ طلبی نکر۔ اور اپنے آپ کو رنج اور مشقت زیادہ طلبی مین نڈال کیونکہ کسی کو تقدیر الٰہی سے زیادہ نہین ملسکتا۔ اور وزیر کا یہ مقصود ہے۔ کہ جو کچھ اللہ تعالےٰ نے ایجاد کیا ہے۔ اور تجہپر اُسکا حاصل کرنا آسان کردیا ہے اُسکو حاصل کر۔ اور اپنے آپ کو رنج ترک منہیات مین نہ ڈال اور جو چیز شریعت مین آسان ہو اُسکو اختیار کر۔ اور مشکل یعنے تکلیف کی چیز کو چھوڑدے۔ حالانکہ یہ مذہب اباحیہ کا ہے جو سراسر الحاد ہے زحیر بمعنے مرض پیچش مگر عرف و استعمال مین بمعنے ناخوش اور آزردہ و ناخوشی و آزردگی یہان یہی پچھلے معنے مراد ہین

	دیگے گفتہ کہ بگزار آن خود	کان قبول طبع تو رد ست و بد
ترجمہ	ایک مین لکھا ہے کہ خود رائی کو چھوڑ	رد قبول طبع ہے منہ اُس سے موڑ
	راہہائے مختلف آسان شدہ	ہر یکے را ملتے چون جان شدہ
ترجمہ	ہوگئی ہین اس سے راہین مختلف	کیونکہ ہین لوگونکی جاہین مختلف
	گر میسر کردن حق رہ بدے	ہر جہود و گبر زان آگہ بدے
ترجمہ	راہ حق ہوتی جو آسانی اگر	ہر یہود و گبر ہوتا باخبر

شرح - آن فارسی مین مال وملکیت کو کہتے ہین لیکن یہان بمعنے مقتضائے طبیعت ہے کیونکہ ہر شخص اپنی طبیعت
اختیار رکھتا ہے اس لحاظ سے اسکی طبیعت گویا اُسکی ملکیت ہے قبول بمعنے مقبول ہے اور رد بمعنے مردود -
مختلف راہون سے مختلف قومون کے جدا جدا طریقے مراد ہین ان شعرون کے بھی حسب سابق دو معنے ہین -
پہلے معنے جو مولانا کا مطلب ہے طریقت اور شریعت کے مطابق ہین اور وزیر کا مقصود سراسر الحاد ہے -
چنانچہ مولانا کا مطلب یہ ہے کہ اے شخص اپنے مقتضائے طبیعت اور خواہش نفسانی کو چھوڑ کیونکہ جو شے
مقتضائے طبیعت اور مقبول طبع ہے وہ مردود اور بری ہے بلکہ پابند شریعت رہ اسلیئے کہ طبیعت اباحت اشیا
اور خصومت کیطرف مائل ہے اور مقتضائے طبائع کے سبب مختلف اور ٹیڑہی راہین نفسون پر آسان ہو گئین ہین اور
ہر شخص اپنی طبع کے موافق اپنی ہوائی ملت کا پابند ہو گیا ہے - تیسرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ اگر کسی قوم یا شخص
کے لیئے تیسیر حق اللہ تعالے کا کسی مذہب پر چلنے کو آسان کر دینا اور اُسکا سامان مرحمت فرمانا مذہب حق ہو جاتا
تو ہر کافر اس مذہب حق سے آگاہ ہوتا حالانکہ کافر مذہب حق سے بیشتر آگاہ ہین مگر اُنہین اپنے مذہب پر چلنے کے
بڑے بڑے سامان عنایت ہوئے ہین - پس تو معلوم ہوا کہ بلا پابندی شرع جس چیز پر عمل کرنا آسان ہے وہ آسانی
مذہب حق کی دلیل نہین ہو سکتی - اور وزیر کا یہ مطلب ہے کہ اپنے مقتضائے طبیعت پر عمل نہ کر کیونکہ مقتضائے
طبیعت پر عمل کرنے سے مختلف راہین پیدا ہو گئی ہین قومون مین باہم جنگ وجدال جاری ہے تو بھی
مقتضائے طبیعت پر عمل کریگا تو جنگ وجدل مین مبتلا ہو جائیگا - پس تو اے مخاطب تو جم غفیر اور جماعت کثیر کا تابع ہو جا
جو وہ کرین وہ تو کر - اگرچہ فعل معصیت ہو - اور جس چیز کو وہ نہ کرین اُسنے تو بھی باز رہ - اگرچہ طاعت ہو - کیونکہ
مقتضائے طبع اور تیسیر حق اگر مذہب حق ہوتا تو ہر شخص مذہب حق سے آگاہ ہوتا حالانکہ مذہب حق سے ہر شخص آگاہ
نہین ہے اس سے معلوم ہوا کہ مقتضائے طبیعت مذہب حق نہین ہوتا بلکہ مذہب حق وہی ہے جسپر جماعت کثیر عمل
کر رہی ہے خواہ اُسکا اجتماع معصیت پر ہو یا طاعت پر -

ور یکے گفتہ میسّر آن بود - کہ حیات دل غذائے جان بود

ترجمہ - ایک مین لکھا کہ وہ آسان ہے - جو حیات دل غذائے جان ہے

ہر چہ ذوق طبع باشد چون گذشت - بر نیارد ہمچو شورہ ریع وکشت

ترجمہ - اور ذوق طبع جب جاتا رہا - لطف اس کھیتی کا سب جاتا رہا

جز پشیمانی نباشد ریع او - جز خسارت بیش نارد بیع او

ترجمہ - اب پشیمانی ہے اس کھیتی کا پہل - اس تجارت مین ہے نقصان وخلل

شرح - کشت بفتح کاف عربی ایک قسم کی گھاس کا نام ہے اگر کشت بکسر کاف پڑہا جائے تو قافیہ نا درست ہے

	آن میسر نبود اندر عاقبت	نام او باشد معسّر عاقبت
ترجمہ	اسکو کب کہتے ہین آسان باہنر	بلکہ اسکا نام ہے دشوار تر
	تو میّسر از معسّر باز دان	عاقبت بنگر جمال این و آن
ترجمہ	معنے آسان و مشکل کو سمجھہ	جانچ لے دونون کے حاصل کو سمجھہ

شرح - مولانا کا یہ مطلب ہے کہ وہ آسان چیز جسکا حاصل کرنا ضروری ہے عبادت اور ترک لذات نفسانیہ ہے
جو حیات دل اور غذائے روح ہے آسان چیز سے ذوق طبع یعنے لذات نفسانیہ مراد نہین ہین - کیونکہ لذت نفسانی
ایک فانی چیز ہے - اسکا لطف اُسیوقت تک ہے جبتک موجود ہے اور جسوقت یہ جاتی رہی . تو دو قسم کا نقصان
ہوا ایک اُسکا فنا ہونا دوسرے یہ کہ طبیعت بالکل کھی اور شور زمین کے مانند رہگئی جسمین محبت الٰہی کا تخم ہرگز باور
نہین ہوگا - (ضمیر بر نیارد طبیعت کیطرف راجع ہے) اور جب کہ یہ تخم باور نہوا تو زمین طبع مین سوائے پشیمانی کے اور
کوئی کھیتی پیدا نہوگی اور اس قسم کا معاملہ سوائے خسارہ عقبے کے اور کسی چیز کو مفید نہوگا جز خسارت بیش نارد بیعِ او
پہلے مصرع کی تبدیل ہے اور بیش و بیش دونو طرح معنے درست ہین - ریع افزونی مزروعات نیتجہ یہ نکلا کہ طبیعت لذات
نفسانی کے سبب کسی قابل نہین رہتی - اور انجام کار لذات نفسانیہ فانیہ کا ملنا ہی (جسکو آسان سمجھ رکھا تھا) بالکل
ناممکن ہوجاتا ہے - پانچوین شعر کا یہ مطلب ہے کہ اے شخص تو معسّر اور مُیَسّر یعنے مشکل اور آسان چیز مین تمیز
حاصل کر اور یہ سمجھ کہ ہماری مراد مشکل سے کیا ہے اور آسان سے کیا - عارفون کے نزدیک عبادت آسان ہے اور
لذات کا پابند ہونا مشکل یا یہ کہ دنیا کی ظاہری عسرت اور یسرت پر نجا - ممکن ہے کہ اکثر مال و دولت والے یاد الٰہی سے
غافل ہون اور اُنکا مآل عسرت کے ساتھ ہو اور بہت سے فقرا یاد الٰہی مین مشغول ہون اور انکا انجام یُسرت سے ہو
نیکی بدی کا اختیار خالق پر ہے اور وزیر کا مطلب یہ ہے کہ آسان چیز اُسکا نام ہے جسمین دل کی خوشی جانکی تازگی
ہو اور قوام بدن ہو - اور یہ بات لذت نفسانی سے حاصل ہوتی ہے - پس تو یہ چاہیئے کہ آدمی لذت نفسانی کو نچھوڑے
کیونکہ اگر اسکو چھوڑیگا تو طبیعت اور مزاج مین ضعف پیدا ہوجائیگا اور جب ضعف ہوگیا تو زمین طبع سے تر و تازگی کا
سبزہ ہرگز نہ اُگے گا - بلکہ پشیمانی حاصل ہوگی - اور آدمی یون کہیگا کہ مینے ناحق لذت نفسانی کو چھوڑا اس ترک لذت
اور انجام کار حسرت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جس چیز کا ملنا پہلے یُسر یعنے آسان تھا اب مُعَسّر یعنے مشکل ہوجائے گا
کیونکہ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین - یعنے جتنی مدت اُسنے لذات کو ترک کیا ہے وہ مدت واپس نہین آسکتی -
پانچوین شعر کا یہ مطلب ہے کہ اے شخص تو مُعَسّر اور معسّر مین تمیز کر یعنے جس چیز سے (مثلاً لذات نفسانی) بدنکو
تازگی اور جان و دل کو فرحت حاصل ہو اُسکو آسان سمجھ اور جو اسکے خلاف ہو اُسکو مشکل جان - وزیر بے وزیر کا یہ
مطلب طریقت کے خلاف شریعت سے جدا اور سراسر الحاد اور اُسکی بے ایمانی کی نشانی ہے -

	در یکے گفتہ کہ استاے طلب	عاقبت بینی نیابی در حسب
ترجمہ	ایک مین لکھا کہ ہو مُرشد طلب	عاقبت بینی نہین مال وحسب
	عاقبت دیدند ہر گون اُمتے	لاجرم گشتند اسیرِ زلتے
ترجمہ	عاقبت بے مُرشدون کے ہے خراب	مسلک انکا ہے راہ ناصواب
	عاقبت دیدن نباشد دست باف	ورنہ کے بودے بدینہا اختلاف
ترجمہ	عاقبت بینی نہین ہاتون کا کام	ورنہ سب دین ایک ہوتے اے ہمام

شرح۔ مولانا کا یہ مطلب ہے کہ اے سالک مُرشد کامل کو ڈھونڈ (خواہ رسول ہو یا اُسکا خلیفہ یا ولی) اور اپنے حسب ونسب (مال وخاندان) پر مغرور نہو۔ کیونکہ عاقبت بینی اور مشاہدۂ حق حسب ونسب سے حاصل نہین ہوتا جنھون نے بلا ارشادِ مُرشد عاقبت بینی چاہی وہ لغزش مین مبتلا ہو گئے۔ اور مقام مشاہدہ تک نہ پہنچے عاقبت بینی دست باف (اپنے ہاتھہ کا کام) یعنے آسان چیز نہین ہے۔ ورنہ دنیا کے مذہبون مین اختلاف نہوتا ہر شخص گھر بیٹھے عاقبت بین بنجاتا پیغمبرونکا آنا اور مذاہب کا اختلاف اسی لیے ہے کہ ہر شخص اپنے زمانہ کے موافق رسولون اور مرشدون کے ذریعہ سے عاقبت بین بنجائے۔ وزیر کا یہ مطلب ہے کہ کسی اُستاد ہنرمند کو طلب کر اور اُس سے دنیا کمانا سیکھہ کیونکہ عاقبت بینی یہی ہے کہ آدمی دنیا کمائے۔ دین کی بزرگی کچھہ عاقبت بینی نہین ہے اس صورت مین حسب معنے بزرگی دین ہے۔ بغیر دنیا کمائے دین درست نہین ہوسکتا جنھون نے بزرگی دین پر نگاہ رکھی وہ دولت دنیا سے محروم ہے۔ تو ہنرمند اُستادون کے کہنے پر عمل کر (خواہ طاعت ہو یا معصیت) عاقبت بینی (دنیا کمانا) کوئی آسان کام نہین ہے جو بلا امداد اُستاد خود حاصل ہو جائے اگر یہ کام آسان ہوتا تو اختلاف مذاہب نہ رہتا۔ کیونکہ یہ اختلاف اسی لیے ہے کہ جب لوگون کو دنیا کمانے مین دشواری ہوئی تو اُنھون نے نئے نئے مذہب ایجاد کر کے دین کے پردے مین دنیا کمانی شروع کر دی اور مختلف فرقے بنگئے۔ یہ اُس مکار وزیر کا فریب آمیز اور الحاد کی ترغیب دینے والا سبق ہے جو اُسنے نا فہم عیسائیون کو دیا تہا۔

	در یکے گفتہ کہ اُستا ہم توئی	زانکہ اُستا را شناسا ہم توئی
ترجمہ	ایک مین لکھا کہ خود مُرشد ہے تو	عارف مُرشد ہے تو عابد ہے تو
	مرد باش وسخرۂ مردان مشو	رو سر خود گیر وسرگردان مشو
ترجمہ	مرد بن اور بازی مردان نہو	چل پرے کمبخت سرگردان نہو

شرح۔ مولانا کا یہ مطلب ہے کہ اے مخاطب اگر تو کامل العقل اور کامل الادراک ہے تو تجکو اُستاد کی کچھہ حاجت نہین۔ بلکہ تو اس صورت مین اپنے وقت کا خود اُستاد ہے۔ کیونکہ تو اپنے فہم سے اُستاد حقیقی کو معلوم کر لیگا مثلاً اگر سارا جہان

کامل اساتذہ سے پُر ہو مگر تجکو اتنی تمیز نہین کہ حق و باطل مین فرق کر سکے تو اس سے کچھ فائدہ نہوگا۔ اور اگر تمام جہان مین کوئی اُستاد نہو لیکن تو اپنے ادراک سے یہ معلوم کر لے کہ اُستاد اور منعم حقیقی اللہ تعالیٰ ہے تو تیری عقل گو یا تیرے لیے مُرشد ہے۔ اور الرحمن علّم القرآن کے یہی معنے ہین مطلب یہ کہ عقلمند اپنے نفس کا آپ ہادی ہے پس اگر تجھین عقل ہے تو مردانگی اختیار کر۔ اور جھوٹے مشایخ کا مقلد نہ بن اور اُنکے اتباع سے قابل تضحیک خلایق اور رسوا نہو۔ مشہور ہے کہ شیخ فریدالدین صاحب عطار اور شیخ بہاء الدین صاحب نقشبند کسی کے مُرید نہ تہے۔ بلکہ انکو روحانی بیعت حضرت بایزید بسطامی سے تہی اور انکو شیخ عبدالخالق عجدوانی سے وزیر کا یہ مطلب ہے کہ اے شخص تو خود ہنرمند ہے۔ اگر ہنرمند نہوتا تو دوسرے ہنرمند کو کیونکر پہچان لیتا۔ پس جب تجھین اتنی عقل ہے تو مرد بن۔ اور جو کچھ تیری عقل مین آئے کر گزر۔ اُستاد کی تقلید کی کیا ضرورت ہے (خواہ نبی ہو یا ولی) اگر تو انکے تقلید کریگا تو پریشان ہوجائیگا۔ اور باوجود عقلمندی لوگ تیری بیوقوفی پر ہنسینگے۔ سخرہ بمعنے تمسخر و خوش طبعی و مسخرہ۔

	در یکے گفتہ کہ این جملہ توئی	مے بگنجد در میان ما دوئی	
ترجمہ	ایک مین لکھا کہ یہ سب کچھ ہے تو	ہو نہین سکتی دوئی کی گفتگو	

شرح یہ شعر اکثر نسخون مین نہین پایا جاتا۔ لیکن اسکا مطلب بہی دو طرح ہو سکتا ہے۔ مولانا کا مقصود یہ ہے کہ الحذا یہ تمام موجودات تیرے مظاہر ہین۔ اور انہین تو ہی نظر آتا ہے۔ کیونکہ اگر یہ تیرے مظاہر نمانے جائین تو ضرور ہے کہ کسی اور کے مظاہر ہونگے اور یہ شرک خفی اور دوئی ہے جسکا وجود اہل تصوف کے نزدیک باطل ہے۔ اور وزیر کا یہ مقصود ہے کہ الحذا یہ تمام موجودات عین حقیقت ذات ہین اگر عین حقیقت نمانے جائین تو دوئی لازم آتی ہے۔ یعنے تیرے وجود کی طرح انکا وجود بہی تسلیم کرنا پڑتا ہے یہ مقصود غلط ہے کیونکہ موجودات عین حقیقت ذات نہین ہو سکتے۔ ایسا عقیدہ سراسر الحاد ہے۔

	در یکے گفتہ کہ این جملہ یکیست	ہر کہ او دو بیند احول مردکیست	
ترجمہ	ایک مین لکھا کہ یہ سب ایک ہے	تو نہ بن احول کہ مطلب ایک ہے	

شرح اسکے بہی دو معنے ہین مولانا کا یہ مقصد ہے کہ یہ تمام موجودات ازل مین یعنے آفرینش سے پہلے ایک چیز یعنے لاشئے تہے البتہ عالم کثرت مین الہٰین تعین اور تعدد واقع ہوگیا ہے۔ اس مسئلہ کا نام اہل سلوک کے نزدیک وحدت وجود ہے اور وزیر کا یہ مقصود ہے کہ تمام موجودات اسحالت مین ہین حلال و حرام اور جائز و ناجائز مین کچھ فرق نہین فعل واجب اور ترک واجب الحیاں ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

	در یکے گفتہ کہ صد یک چون بود	این کہ اندیشد مگر مجنون بود	
ترجمہ	ایک مین لکھا کہ سو کیونکر ہون ایک	یہ تو ہے دیوانگی اے مرد نیک	

شرح - مولانا کا مطلب یہ ہے کہ خالق اور موجودات مین فرق اعتباری ضرور ہے یعنے سو چیزین ایک یعنے عین ذات ہرگز نہین ہوسکتین۔ اور وزیر کا یہ مطلب ہے کہ ذات اور موجودات مین فرق حقیقی ہے یعنے موجودات اُسکا مظہر نہین ہوسکتین۔ اور جب فرق حقیقی ٹھیرا تو سو چیزین ملکر ایک نہین ہوسکتین۔ کاف کدامیہ ہے اور مگر کے بعد آنکہ محذوف ہے الحمد للہ کہ ان مشکل شعرون کا حل جو دو طرح کے احتمالات رکھتے ہین ہمارے رائے ناقص کے موافق اچھی طرح ہوگیا فی الواقع یہ مولانا کا الہام ہے کہ وہ ایسے الفاظ لائے ہین جسنے دو طرح کے مطالب نکل سکین ایک صحیح بطور نصیحت تصوف اور دوسرے وزیر کے مقولے جو بالکل غلط اور خلاف واقع ہین۔ ان اشعار کے مطالب پر غور کرنے سے معلوم ہوجائیگا کہ مولانا کے مطالب ہرگز ایک دوسرے کے خلاف نہین ہین اور وزیر کے مطالب بالکل ایکدوسرے کی ضد ہین۔ چنانچہ مولانا قدس سرہ خود فرماتے ہین۔

	ہر یکے قولیست ضد یکدگر	چون یکے باشد بگو زہر و شکر
ترجمہ	ہین یہ سارے قول ضد یکدگر	ایک ہوسکتے ہین کب زہر و شکر
	در معانی اختلاف و در صور	روز و شب ہین خار و گل سنگ و گہر
ترجمہ	ظاہر و باطن مخالف سب کے سب	خار و گل سنگ و گہر یا روز و شب

شرح - یعنے وزیر کا ہر مقولہ ایکدوسیر کی ضد ہے۔ کیونکہ پہلے اسنے ریاضت و جوع کی تعریف کی۔ پہر اُسکی ہجو۔ بعدہ جود کی تعریف کی۔ پہر اُسکی ہجو علے ہذا القیاس۔ دوسرے مصرع سے مولانا نے بغرض نصیحت ایک اور مطلب کے طرف انتقال کیا ہے۔ زہر و شکر سے افعال حسنہ اور اعمال قبیحہ مراد ہین۔ یہ دونو صورت مین بہی مختلف ہین (مثلاً نماز اداکرنیکی اور صورت ہے۔ اور چوری کی اور) اور معنے یعنے تاثیر مین بہی مختلف ہین۔ اعمال حسنہ کی تاثیر نجات ہے۔ اور افعال قبیحہ کی ہلاک۔ چوتہا مصرع افعال حسنہ اور قبیحہ کی تمثیل ہے بطور توضیح یعنے برے اور بہلے افعال مین ایسا فرق ہے جیسا رات اور دن یا خار و گل یا پتہر اور گوہر مین

	تا ز زہر و از شکر در نگذری	کے تو از گلزار وحدت بر خوری
ترجمہ	زہر و شکر سے نہوگا گر نفور	تو رہے گا گلشن وحدت سے دور

شرح - یعنے ایمخاطب جبتک تو افعال اور اعیان کی مخالفت اور اس مخالفت کے متعلق مباحثون سے الگ نہوگا۔ اور اختلافی جہگڑون کو چہوڑکر اصل ذات واحد کو نہ معلوم کریگا۔ سیر وحدت تک ہرگز نہ پہنچیگا۔ اور تجکو ہرگز یہ معلوم نہوگا کہ مذل و معز اور محیے اور ممیت اور قابض اور باسط اور نافع اور ضار ایک ہے

	وحدت اندر وحدتست این مثنوی	از سمک رو تا سماک اے معنوی
ترجمہ	عین وحدت ہے یہ ساری مثنوی	اُڑ زمین سے عرش پر لے معنوی

شرح وحدت اندر وحدت لبطور مبالغہ ہے یعنے سر لبسبز کرد وحدت سمک بمعنے مچھلی اس سے مراد عالم پستی سے سماک بمعنے ستارہ اس سے مراد عالم علوی ہے۔ معنوی بمعنے طالب معنے۔ یعنے اے طالب اِس مثنوی پر عمل کرنے سے تو از عالم پستی تا عالم علوی وستہ وحدت ترقی کرسکتا ہے۔ فی الواقع مثنوی شریف ایسی ہی چیز ہے۔

دربیان آنکہ اختلاف درصورت روشن ست نہ در حقیقت

ترجمہ: اسبات کا ذکر کہ اختلاف ظاہر مین معلوم ہوتا ہے حقیقت مین نہین

این نمط زین نوع دہ طومار ودو	برنوشت آن دین عیسے را عدو
ترجمہ: اسطرح بارہ صحیفے لکھدیئے	دین عیسے کی عداوت کے لیے

شرح۔ اس شعر کے معنے دوطرح ہین اوّل یہ کہ وزیر نے اسیطرح کے باہم مخالف مضامین لکھے تھے۔ جنکا نمونہ ہمنے اوپر دکھایا ہے۔ اور اُنہین سے بعض کو نقل کیاہے۔ دوسرے یہ کہ زین نمط سے یہ مطلب ہے کہ وزیر نے اسطرح کے کچھ باہم مخالف مضامین لکھے تھے جنکو مثنوی مین تو نقل نہین کیا گیا۔ لیکن لبطور تشبیہ و تمثیل گزشتہ سولہ مقالو نمین بعض اصطلاحات صوفیہ افادۂ سالکین کے لیئے اپنی طرف سے درج کر دی ہین۔ مگر اسصورت مین اتنی بات اور زیادہ کرنی پڑیگی کہ مولانا کے مقولے ایک دوسرے کے مخالف نہین اور وزیر کے مقولے ایک دوسرے کی ضد ہے۔

او ز یکرنگی عیسے بو نداشت	وز مزاج خم عیسے خو نداشت
ترجمہ: واقف یکرنگی عیسیٰ نہتا	خم عیسے کو کبھی دیکھا نہ تہا

شرح۔ یعنے وزیر یہ نجانتا تہا کہ حضرت عیسےٰ اور موسےٰ باہم یکرنگی رکھتے ہین۔ اگر مذاہب کے اتحاد حقیقی سے واقف ہوتا۔ تو ہرگز لوگونکے گمراہ کرنے کا فکر نہ کرتا۔ اور اگر خم عیسے کی عادت سے واقف ہوتا تو معلوم کرلیتا کہ اُسمین وہی رنگ ہے جو حضرت موسےٰ کے خم مین تہا۔ اور جسمین خدا کے پاک بندے رنگے جاتے ہین۔ اسی رنگ کا نام صبغۃ اللہ ہے۔ قرآن مجید مین ہے۔ صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغہ۔

جامۂ صدرنگ ازان خم صفا	سادہ ویکرنگ بودے چون ضیا
ترجمہ: جامۂ صدرنگ اُس سے۔ باصفا	ہوتے تھے یکرنگ مانند ضیا

شرح۔ جامۂ صدرنگ سے مختلف عقیدے والے لوگ اور خم عیسے سے مذہب عیسے علیہ السلام مراد ہے یا جامۂ صدرنگ سے وہ شخص مراد ہے جو مختلف صفات ذمیمہ اور اغراض دنیامین ملوث ہو حاصل یہ کہ لوگ مذہب عیسے کے اتباع سے یکرنگی (رنگ وحدت) اور دنیا کی اغراض مختلفہ سے سادگی حاصل کرتے تھے اور اُنکے قلب روشن قابل تجلی ذات ہو جاتے تھے۔ بعض نسخون مین ضیا کے جگہہ صبا دیکھا ہے۔ یعنے ایسے پاک ہوجاتے تھے جسطرح صبا کہ ہرطرح کے رنگ سے پاک ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ یہ شعر حضرت عیسےٰ کے مشہور معجزہ کی طرف اشارہ ہے

یعنے ایکبار آپ کپڑے رنگنے والون کی طرف گزرے جن کے پاس مختلف رنگائی کے کپڑون کا ڈہیر تہا۔ عیسےٰ نے سارے کپڑے ایک مٹکے مین ڈالدئیے۔ رنگریز انکو نہایت رنج ہوا کیونکہ اُنکا مقصود یہ تہا کہ سارے کپڑے ایک ہی رنگ مین رنگے جائین۔ عیسےٰ نے اُنکی گہبراہٹ کو دیکہکر فرمایا کہ ایک ایک رنگ کا نام لیتے جاؤ۔ جس رنگ کا نام لیکر کپڑا نکالنا چاہوگی اُسی رنگ کا نکلے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ لوگ یہ معجزہ دیکہکر ایمان لے آئے بعض نے انہین کو حوارین کہا ہے لیکن مولانا کے اس شعر سے یہ معجزہ نہین نکلتا۔ کیونکہ معجزہ تو یہ تہا کہ ایک رنگ یعنے سفید کپڑے سو رنگ کے ہوکر نکلے۔ اور شعر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سو رنگ کے کپڑے ایک رنگ ہوکر برآمد ہوئے۔ اسلیئے وہی معنے ٹہیک ہین جو ہمنے اوپر بیان کیئے۔ البتہ اثبات معجزہ کے لیے شعر مین تعقید مانی جائے تو معنے درست ہو جائینگے۔ مثلاً یون کہا جائے کہ گشتے فعل ناقص سادہ و یکرنگ اُسکا اسم اور جامۂ صد رنگ اُسکی خبر ہے۔ یعنے جامۂ سادہ و یکرنگ خم عیسےٰ کی تاثیر سے جامۂ صد رنگ ہو جاتے تہے

	نیست یکرنگی کزو خیزد ملال	بل مثال ماہی و آب زلال
ترجمہ	یہ نہین یکرنگی رنج و ملال	بلکہ ہے چون ماہی و آب زلال

شرح۔ یعنے رنگ وحدت ایسا رنگ نہین ہے کہ رنگ دنیا کیطرح اُسمین رنج یا مشقت اُٹہانی پڑے بلکہ اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ مچہلی اور پانی جسطرح مچہلی پانی مین خوش رہتی ہے اُسیطرح طالب جب مقام تفرقہ اور خیالات اور اختلافات دنیوی سے نکلکر غریق بحر وحدت ہو جاتا ہے تو نہایت خوش رہتا ہے

	گرچہ در خشکی ہزاران رنگہاست	ماہیان را بایبوست جنگہاست
ترجمہ	گرچہ ہین خشکی مین ظاہر لاکہہ رنگ	ہے یبوست سے مگر ماہی کو جنگ

شرح۔ یعنے اگرچہ دنیا مین طرح طرح کے نقش اور قسم قسم کی صورتین موجود ہین۔ لیکن ماہی بحر وحدت خشکی کو ناپسند کرتی ہے

	کیست ماہی چیست دریا در مثل	تا بدان ماند خدا عز و جل
ترجمہ	کون مچہلی کیا ہے دریا فے المثل	تا ہون مانند شہ عز و جل

شرح۔ یعنے اے مخاطب مچہلی بیچاری کون ہوتی ہے اور دریا کیا چیز ہے کہ تشبیہ مین انبیا و اولیا مچہلی کے اور خدائے عز و جل دریا کے مانند ہو سکے۔ تو کہین مچہلی کو عین اولیا و انبیا اور دریا کو عین ذات نسمجہیو بلکہ ہمنے ماہی و زلال کی مثال سمجہانے کے لیے بیان کی ہے۔

	صد ہزاران بحر و ماہی در وجود	سجدہ آرد پیش آن دریائے جود
ترجمہ	صد ہزاران بحر و ماہی کی مثال	سجدہ مین ہین پیش رب ذو الجلال

شرح۔ یعنے دریا اس قابل نہین کہ ذات احدیت کو اُس سے تشبیہ دیجائے کیونکہ لاکہون دریا اور مچہلیان عالم وجود مین

اُس دریائے جود کے سامنے سجدے مین ہین اور اسکی تسبیح کررہی ہین۔ وَاِن مِّن شَیْئٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ کے یہی معنے ہین۔

چند باران عطا باران شدہ	تابدان آن بحر دُر افشان شدہ
ترجمہ: مدتون ابر عطا باران رہا	اسلیئے دریا گہر افشان رہا

شرح۔ یعنے دریا کی عطا اللہ تعالےٰ کی عطا پر موقوف ہے اگر قطرۂ نیسان نہ برسے تو بحر دُر افشان نہین ہوسکتا بس تو ہم کیونکر ذات حق کو دریا سے تشبیہ دیسکتے ہین۔ پہلا باران بمعنے بارش اور دوسرا اسم فاعل ہے۔

چند خورشید کرم افروختہ	تاکہ برّ و بحر جُود آموختہ
ترجمہ: مدتون چمکا ہے خورشید کرم	جس سے سیکھا ہے سخاوت دشت و یم

شرح۔ پہاڑ و زمین پتہر اور لعل دریا مین موتی۔ کہیت مین غلہ پیدا ہونیکے لیئے آفتاب کی حرارت ہی ضروری ہے بحر و بر کی عطا و بخشش گو آفتاب پر موقوف ہے۔ مگر آفتاب کا نکلنا اور چہپنا اللہ تعالےٰ کے اختیار اور حکم مین ہے۔ پہر جب بات ہے تو ہم اللہ کو دریا وغیرہ سے کسطرح تشبیہ دیسکتے ہین۔ اُسی پہلے مضمون کی تائید ہے اور اِن دونو شعرون سے یہ ہی نکلتا ہے کہ گو ظاہر مین ہمکو عطائے آفتاب اور جود دریا کی صورت الگ الگ نظر آتی ہے مگر فی الواقع دونو کی حقیقت ایک ہے۔ کیونکہ دونو ایک ہی ذات پاک سے فیض حاصل کرتے ہین۔ بعض نسخون مین تاکہ ابر و بحر ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ابر کا وجود حرارت آفتاب پر اور دریا کا جوا بر نیسان پر منحصر ہے اور یہ سب حکم الٰہی کے تابع ہین اسلیئے گو صورت مین اختلاف ہے مگر حقیقت سب کی ایک ہے

چند خورشید کرم تابان شدہ	تابدان آن ذرّہ سرگردان شدہ
ترجمہ: مدتون تابان رہا ہے مہر جود	ذرّہ کو حاصل ہوئی جس سے نمود

شرح۔ ذرہ کا چمکنا آفتاب پر اور آفتاب کا طلوع حکم الٰہی پر موقوف ہے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ گو اِن دونون مین ظاہری اختلاف ہے۔ مگر حقیقت مین ایک ہین۔ ذرہ کا سرگردان ہونا بمعنے اُڑنا ہے۔

پرتو دانش زدہ بر ماؤ طین	تاشدہ دانہ پذیرندہ زمین
ترجمہ: آب و گل مین ہے وہ ظاہر بالیقین	جس سے ہے دانہ پذیرندہ زمین

شرح۔ یعنے ذاتِ حق مظہر آب و گل مین ظاہر ہوئی ہے (کیونکہ جمیع موجودات اُسکے مظاہر ہین) اس سبب سے زمین نے دانہ اور روئیدگی کو قبول کیا مطلب یہ کہ روئیدگی اللہ تعالےٰ کا فعل ہے جو مظہر زمین مین ظاہر ہوا مظہر یعنے زمین کا فعل نہین ہے۔ زدہ بمعنے اُفتادہ ہے اور یہ شعر اتحاد حقیقی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ بعض نسخون مین ذاتش کی جگہ دانش ہے۔ یعنے ذات حق کی دانش کا پرتو آب و گل پر پڑا ہے۔ یعنے اللہ تعالےٰ اپنے اسم علیم (نامے از نامہائے الٰہی) کے ساتہ اِس مظہر مین ظاہر ہوا اور زمین مین بقدر وسعت دانائی پیدا ہوگئی

کہ اُسنے دانہ کو قبول کرلیا۔

خاک امین و ہر چہ در وے کاشتی ‖ بے خیانت جنس آن بر داشتی

ترجمہ: ہے زمین گویا امین اے مردِ دین ‖ ہے وُہ حاصل بوئے گا جو بالیقین

این امانت زان عنایت یافتہ ست ‖ کافتاب عدل بر وے تافتہ ست

ترجمہ: یہ عنایت ہے جناب عدل کی ‖ روشنی ہے آفتاب عدل کی

شرح - یعنے خاک - امانت دار ہے کیونکہ جو کچھہ تو اسمین بوتا ہے بے نقصان وخیانت (بلکہ مع زیادت) حاصل کرلیتا ہے - یہ امانت اسلیئے زمین کو حاصل ہوئی کہ آفتاب عدل (اللہ تعالے) نے اسم عدل کے ساتہ اسمین ظہور کیا ہے مطلب یہ کہ فی الواقع زمین اور بیج تو ذات حق متحد ہے گو ظاہر مین مختلف معلوم ہو - (عدل کو امانت لازم ہے)

تا نشان حق نیاید نوبہار ‖ خاک سرہا را نسازد آشکار

ترجمہ: گر نشان حق نہ پائے نوبہار ‖ خاک بھیدون کو کرے کب آشکار

شرح - یعنے جب تک حسن حق یا اثر اسم عدل و لطیف نوبہار (فصل بیع) مین ظاہر ہو زمین اپنے اسرار مکنونہ یار دس نبات کو ہر گز آشکارا نہ کرے - اس سے معلوم ہوا کہ تمام آثار اور اسرار موجودات و مصنوعات مین اللہ تعالے ہی کی طرف سے ہین اور اُسکے اسماء حُسنے کا مظہر ہین - قرآن مجید مین ہے - سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ - ہم اُنکو اپنی قدرت کی نشانیان دکھائینگے - جہان مین اور اُنکے نفسون مین یعنے تمام اشیا ہمارے اسماء کا مظہر ہین دوسری آیت ہے فَانْظُرْ إِلَىٰ آثَارِ رَحْمَتِ اللَّهِ كَيْفَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اسکے معنے شعر کے مطابق ہین - دوسرے مصرع مین سِر بکسر سین اور سَر بفتح سین دونون طرح درست ہے

آن جوادے کہ جمادے را بداد ‖ این خبرہا این امانت وین سداد

ترجمہ: وہی ہے اِس بیجان کو اُسنے یہ خبر ‖ یہ امانت یہ اطاعت اے بشر

شرح - جماد بالفتح و بالکسر سخت زمین اور بیجان چیز کو کہتے ہین - خبر بمعنے دانائی و سداد بمعنے استقامت و استحکام یعنے اللہ تعالے ایسا جواد ہے کہ اُسنے زمین کو دانائی اور امانت اور استقامت عطا فرمائی ہے - سداد اور استقامت سے اطاعت حکم خدا اور اُس اطاعت مین استحکام مراد ہے -

آن جماد از لطف چون جان میشود ‖ زمہریر از قہر پنہان میشود

ترجمہ: جان اِس بیجان کو دیتا ہے خبیر ‖ قہر سے چھپتا ہے اُسکے زمہریر

شرح - جان - بمعنے صاحب جان - بحذف مضاف - یعنے ذیروح - اور زمہریر بمعنے سرمائے سخت - یعنے اللہ تعالے کے لطف و انعام سے زمین فصل ربیع مین ذیروح کے مانند ہو جاتی ہے یعنے ذات حق کا ظہور اسم لطیف یا اسم منعم کے

ساتھ اِس مظہر مین ہوتا ہے۔ اور سرما جو ربیع کا دشمن ہے پنہان ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اُسوقت سرما کے حق مین ظہور ذات
حق اسم قہار کے ساتھ ہو جاتا ہے۔

	آن جمادے گشت از فضلش لطیف	کُلّ شیٔ مِن ظریف ہُو ظریف
ترجمہ	فضل سے اُسکے ہے ہر بیجان لطیف	یعنے ہے بیمثل کی ہر شے ظریف

شرح۔ ظریف بظاء مہملہ و بظاء معجمہ دونو طرح درست ہے طریف۔ بمعنے غریب و نادر و ظریف بمعنے زیرک و دانا یعنے
بیمثل ذات کی بنائی ہوئی ہر چیز بیمثل اور نادر ہے یا یہ کہ دانا اور عالم الغیب کے بنائی ہوئی ہر شئے دانا ہے۔ چنانچہ
پرتو دانش زدہ بر ماء و طین سے ظاہر ہے۔ جمادے۔ افسردہ یخ بستہ و غیر ذی روح غرضکہ ہر شئے مظہر الٰہی ہونیکے
باعث حقیقت مین متحد ہے۔ ظاہری اختلاف کا اعتبار نہین۔

	ہر جمادے را کند فضلش خبیر	عاقلان را کردہ قہر او ضریر
ترجمہ	فضل سے اُسکے ہین بیجان باخبر	اور عاقل قہر سے ہین کور و کر

شرح۔ کیونکہ اگر جمادے بین باخبر ہوتے۔ اور دانائی کا مادہ نہو تو یسبح لہ ما فی السموات وَ ما فِی الارض کے معنے
درست نہین ہوتے۔ تسبیح بلا دانائی و عقل غیر ممکن ہے۔ دوسرے مصرع مین بیان قدرت ہے۔ یعنے جمادی کا
تو یہ حال کہ باوجود غیر ذی روح ہونیکے خبیر اور امانت دار ہین اور بعض عقلاء کا یہ نقشہ کہ گویا متحجر ہین۔ پتھر بنگئے ہین
اور قہر خدا نے اُنکو دلی نابینا کر کے چاہِ ضلالت مین ڈالدیا ہے۔ چنانچہ کفار اور مشائین فلاسفہ اِسی قبیل کے ہین
ایسے انسان کو اہل تصوف محجوب کہتے ہین جو جمادات سے بدتر ہے

	جان و دِل را طاقت اینجوش نیست	با کہ گویم در جہان یک گوش نیست
ترجمہ	جان کو طاقت نہین اِس جوش کی	کہنے والے کو ہے حاجت گوش کی

شرح۔ اینجوش کا اشارہ ادراک ذات اور اسرار حقیقت کی طرف ہے یعنے مین اسرار معرفت کس سے کہون کوئی
کان سننے والا نہین ہے۔ کیونکہ جن کانون سے (امور دنیاوی) سُنے جاتے ہین وہ صرف گوشت کے ٹکڑے ہین اور جن کانون سے
اُمور معنوی سُنے جائین (گوشہائے دِل) وُہ بہت کم اور نادر ہین والنادر کالمعدوم۔

	ہر کجا گوشے بُد از وے چشم گشت	ہر کجا سنگے بد از و یشم گشت
ترجمہ	کان اُسکے لطف سے ہین رشک چشم	پتھر اُسکے فضل سے ہین شکل یشم

شرح۔ یعنے جہان معنوی کان تھے وُہ لطف و عنایت الٰہی سے آنکھہ بنگئے۔ اور جس جگہہ پتھر تھے وہ یشم اور لعل
و جواہر ہو گئے۔ مطلب یہ کہ جو لوگ مرتبۂ گوش مین تھے (یعنے اسرار معرفت سُنتے تھے) وہ توفیق الٰہی سے مرتبۂ
چشم یعنے رویت و مشاہدہ مین پہنچگئے ہین۔ اور جس شخص کا دِل پتھر کا تھا وُہ اُنکی اعانت سے یشم بنگیا یعنے منور

اور صاف ہو گیا اس سے معلوم ہوا کہ تمام حیوانات اور نباتات وجمادات مین آثار لطف الٰہی ظاہر ہین۔ اور یہ سب اسکے مظہر ہین۔ یشم سنگ قیمتی مائل بسبزی۔

	کیمیا سازے ست چہ بود کیمیا	معجزہ بخشے ست چہ بود سیمیا
ترجمہ	اسکی صنعت سے ہے لا شے کیمیا	معجزون کے آگے کیا ہے سیمیا

شرح۔ یعنے ایمخاطب اگر بطور تشبیہ وتمثیل تو یون کہے کہ اللہ تعالےٰ کی صنعت ایسی ہے۔ جیسے صنعت کیمیا تو ہم یہ کہتے ہین کہ کیمیا کیا چیز ہے۔ اسکی قدر کچہ تیرے ہی نزدیک ہوگی اللہ کے نزدیک کچہ نہین اسلئے تشبیہ عبث ہے۔ کیونکہ کیمیا گر تانبے کو سونا کر دیتا ہے اور اللہ تعالےٰ پتہر یعنے کفار کو ہدایت کے باعث اکسیر بنا دیتا ہے اور انبیا کو معجزے اور اولیا کو کرامت عطا فرماتا ہے جسکے سامنے سیمیا کی کچہ حقیقت نہین۔ سیمیا علم طلسم جسکے ذریعے سے روح کو دوسرے کے بدن مین ڈال سکتے ہین مجازاً بمعنے سحر وجادو۔

	این ثنا گفتن ز من ترک ثناست	کین دلیل ہستی و ہستی خطاست
ترجمہ	ہے مری تعریف خود ترک ثنا	کیونکہ یہ ہستی ہے۔ ہستی ہے فنا

شرح۔ اس شعر کی شرح مولانا شمس الدین تبریزی کی مدح مین مفصل طور پر گذر چکی ہے وہان دیکھ لیجے۔

	پیش ہست او بباید نیست بود	چیست ہستی پیش او کور وکبود
ترجمہ	اسکے آگے چاہیئے ترک وجود	کیونکہ ہستی ہے تری کور وکبود

شرح۔ یعنے اللہ تعالےٰ کی ہستی کے سامنے اپنی یا ماسوے کی ہستی کو لاشے اور نابود سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ ہستی گویا کور چشم اور سراسر ظلمت ہے یعنے اپنے وجود عارضی کو ہست سمجھنا مرتبہ مشاہدہ تک نہین پہنچنے دیتا طالب اور شاہد حقیقی مین ظلمت کیطرح حائل ہو جاتا ہے اسلئے خیال ہستی کو چہوڑکر مرتبۂ فنا فی اللہ حاصل کرنیکی کوشش کرنی چاہیئے

	گر نبودے کور ازو بگداختے	گرمی خورشید را بشناختے
ترجمہ	انکہین پگہلتین گر اس بے دید کو	دیکہہ سکتی گرمی خورشید کو

شرح۔ یعنے اگر ہماری ہستی شپر کیطرح کور چشم نہوتی تو آفتاب وحدت کے تجلی کو ضرور پہچانتی۔ اور اسکی محبت مین گہلجاتی۔ چونکہ ہستی سے صاحب ہستی مراد ہے اسلئے بطور مفہوم مخالف ان اشعار سے یہ نکلتا ہے۔ کہ جو شخص اسکی محبت مین نہین گہلتا۔ وہ کور باطن اور سراسر ظلمت ہے۔

	ور نبودے او کبود از تعزیت	کے فسردے ہمچو یخ این ناحیت
ترجمہ	تعزیت سے گر نہوتی یہہ کبود	کسلیئے افسردہ رہتی اسے ودود

شرح۔ اس شعر مین ہستی کے سراسر ظلمت اور کبود ہونیکا سبب تعزیت بیان کیا گیا ہے۔ اور بات ہی ٹہیک ہے کیونکہ

تعزیت اور ماتم مین آدمی اکثر سیاہ لباس پہنتا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر ہستی موہوم تعزیت فوت مشاہدۂ حق کے سبب کبود اور سراسر ظلمت نہوتی تو یہ ناحیہ حکمنات بخ کیطرح افسردہ نہوتا۔ بلکہ مرتبۂ فنافی اللہ کیطرف ترقی کرجاتا اور اسکو خسارہ نہوتا جیسا کہ اُس وزیر کو ہوا۔

دربیان خسارت وزیر درین خدعہ ومکر

ترجمہ: اس مکر اور فریب دینے مین وزیر کے نقصان اُٹھانے کا بیان

ہمچو شہ نادان وغافل بُد وزیر — پنجہ مے زد با قدیم ناگزیر

ترجمہ: شکل شہ نادان وغافل تہا وزیر — عازم جنگ خدائے ناگزیر

شرح۔ پنجہ زدن بمعنے جنگ ومخالفت کرنا ناگزیر بمعنے لازم الاتباع۔ یعنے وزیر یہ چاہتا تہا کہ عیسٰے کے دین کو مٹائے مگر اللہ تعالےٰ نے جو قدیم اور ازلی اور لازم الاتباع ہے اُس دین کو پسند کرلیا تہا۔ تو گویا وزیر کا یہ سوچنا اُسکے ساتہ جنگ کرنا تہا۔

ناگزیر جملہ کان حیّ وقدیر — لایزال ولم یزل فرد وبصیر

ترجمہ: بادشاہ انس وجان۔ حیّ وقدیر — لایزال ولم یزل فرد وبصیر

شرح۔ یعنے اللہ تعالےٰ جملہ موجودات کے لیے لازم الاتباع ہے۔ کیونکہ وُہ حیّ وقدیر ہے لایزال ہے لم یزل ہے فرد وبصیر ہے اور جسمین ایسی صفتین ہون وُہ بیشک لازم الاتباع ہے کان حیّ وقدیر مین کاف تعلیلیہ ہے

باچنان قادر خدائے کز عدم — صد چو عالم ہست گرداند بدم

ترجمہ: جنگ۔ اور پہر ایسے قادر سے۔ کہ جو — ہست کردے اِک دم مین نیست کو

شرح یعنے وزیر نے ایسی خدائے قادر کی مخالفت کی جو اس عالم کے مانند سو عالم ایکدم پیدا کرسکتا ہے

صد چو عالم در نظر پیدا کند — چونکہ چشمت را بخود بینا کند

ترجمہ: ایسے عالم سیکڑون پیدا کرے — تیری آنکھون کو اگر بینا کرے

شرح۔ کیونکہ جب اللہ تعالےٰ انکھین کہولدیتا ہے تو عارف کو عالم ملکوت جبروت لاہوت سب نظر آجاتے ہین

گر جہان پیشت بزرگ وبے بنیست — پیش قدرت ذرۂ میدان کہ نیست

ترجمہ: ہے جہان گو تیری نظرون مین عظیم — کم ہے ذرہ سے نگر پیش کریم

شرح۔ بے بن بے انتہا وبے نہایت طویل وعریض بعض نسخون مین بے ستے ثائے مثلثہ ہے اسصورت مین ثنے ثانی کا امالہ اور مخفف ہے یعنے اگرچہ سارا جہان تیرے نزدیک عظیم الشان اور لاثانی ہے۔ اور بعض نسخون مین بے بنیست بہی ہے اسوقت ثنے امالہ ثنا ہے۔ یعنے گو سارا جہان قابل تعریف ہے مگر فی الواقع لاشے ہے

	اینجہان خود حبس جانہائے شماست	ہین دوید آنسو کہ صحرائے شماست
ترجمہ	یہ جہان ہے قید خانہ جان کا	دوڑ جاؤ سوے دشت پر فضا

شرح یعنے عالم دنیا تمہاری ارواح کا محبس ہے۔ یعنے روح قید وجود ظلمانی مین مقید ہے۔ اس قید خانہ کو چھوڑ کر اُس پر فضا جنگل مین چلو جو اولیا و انبیاء کا تفرج گاہ ہے۔ اس جنگل کا نام صحرائے عشق حقیقی ہے۔

	اینجہان محدود وآن خود بیحد است	نقش و صورت پیش آن معنے سد است
ترجمہ	یہ جہان محدود۔ وہ بے ردک ہے	نقش و صورت اُسکے آگے ردک ہے

شرح۔ یعنے عالم دنیا محدود ہے کیونکہ فانی ہے۔ اور عالم حقیقت غیر محدود ہے۔ کیونکہ باقی ہے پس تو عالم فانی سے چلکر عالم باقی کی سیر کرنی چاہیئے۔ مگر افسوس نقش و صورت یعنے سامان ظاہری اس عالم کے اُن حقیقی معنون کے معلوم کرنے مین سد راہ اور مانع ہین مطلب یہ کہ جس شخص نے اس عالم فساد کے نقش صورت اور ظاہری سامان سے تعلق رکھا۔ وہ عالم بقا سے محروم رہا۔ اور جسنے اپنے وجود موہوم کو ترک کرکے ماسوے اللہ سے علاقہ منقطع کردیا وہ اُس عالم تک پہنچ گیا۔

	صد ہزاران نیزۂ فرعون را	درشکست آن موسی بایک عصا
ترجمہ	توڑ ڈالے نیزے سب فرعون کے	موسیٰ بایک عصا نے دیکھ لے

شرح۔ موسیٰ بایک عصا کی اضافت توصیفی ہے اور وصف ترکیبی نے گویا اس سارے کلمہ کو ایک کردیا ہے یہان سے پھر بیان قدرت حق شروع ہے۔

	صد ہزاران طب جالینوس بود	پیش عیسےٰ و دمش افسوس بود
ترجمہ	گرچہ زور طب جالینوس تہا	روبرو عیسےٰ کے سب افسوس تہا
	صد ہزاران دفتر اشعار بود	پیش حرف اُمیئے اش عار بود
ترجمہ	گرچہ لاکہون دفتر اشعار تہے	روبرو اُمّی کے ننگ و عار تہے

شرح۔ یہ معجزۂ خاتم الانبیا کی طرف اشارہ ہے اور اُمیئے کی دوسری یے بڑے وحدت ہے اور اش ضمیر یعنی اللہ تعالےٰ کی طرف راجع ہے۔ یعنے اللہ تعالےٰ کے پیدا کیے ہوے ایک اُمّی رسول کی بات کے آگے فصحائے عرب اور بلغائے حجاز کے دفتر اشعار باعث عار و ننگ تہے فائدہ حضرت موسےٰؑ کے زمانہ مین سحر کا بہت زور تہا اسلیئے انکو ویسا ہی سحر نما اور مبطل سحر معجزہ (عصا) دیا گیا اور عیسےٰؑ کے زمانہ مین علم طب کی کثرت تہی انہین اندہے کو بینا اور کوڑہی کو اچہا مُردہ کو زندہ کرنے کا معجزہ دیا گیا تہا۔ خاتم الانبیاء کے عہد مین فصاحت و بلاغت و اشعار کی بہت دہوم تہی چنانچہ سبعہ معلقہ یعنے سات قصیدے خانہ کعبہ مین لٹکائے گئے تہے اسلیئے آپ کو

قرآن شریف بطور معجزہ عنایت ہوا۔ اُمی اور ان پڑہ ہونا آپ کے حق مین بہت بڑا معجزہ ہے۔ پہلے شعر مین افسوس بمعنے بازی و مستخر ہے۔ یعنے معجزات عیسٰے کے روبرو طب جالینوس ایک کہیل سا تہا۔

	با چنان غالب خداوندے کسے	چون نمیرد۔ گر نباشد او خسے
ترجمہ	روبروئے آن خداوندے جلیل	جو نہو فانی وہ ہے مرد ذلیل

شرح۔ کسی دوسرے مصرع سے متعلق ہے یعنے ایسے غالب خداوند کی محبت اور اطاعت مین کوئی اپنے آپ کو کیونکر فنا نہ کر دیگا۔ نہین بلکہ ضرور کریگا۔ بشرطیکہ فنا کرنیوالا ذلیل اور دنی الطبع نہو گا۔

	بس دل چون کوہ را انگیخت او	مرغ زیرک با دو پا آویخت او
ترجمہ	دل بہت سے کر دیے انگیختہ	مرغ زیرک کو کیا آویختہ

شرح۔ یعنے بہت سے دل جو کمال عقل اور قوت علم کے سبب پہاڑ کیطرح قوی تہے اللہ تعالےٰ نے اُنکو اکہاڑ دیا اور پرکاہ کیطرح علم و عقل سے خالی ہو کر حضیض کفر مین جا پڑے جسطرح نصارے باوجود دعوے علم و عقل وزیر پرتزویر کے کہنے مین آگئے۔ اور وزیر باوجود علم و عقل باعث گمراہی مخلوق ہوا۔ جو اُسکے لیے سراسر خسارہ ہے۔ دوسرا مصرع پہلے کی تمثیل ہے یعنے مُرغ زیرک باوجود اِس زیرکی کے کہ دام مین مشکل سے پہنستا ہے مگر دیکہیے کہ اُسکے حکم سے دونو پانوٴ کے بل شکنجے مین لٹکایا جاتا ہے۔ بعض نے مُرغ زیرک سے شیطان مُراد لیا ہے۔ جو بقید لعنت ہے اور بعض نے طوطی۔ کہ باوجود اِس دانائی اور عقل اور گفتگو کے شکار اور مقید ہو جاتا ہے۔ بعض نے مرغ زیرک سے دانشمند لوگ مراد لیے ہین اور دو پا سے فکر و عقل یعنے دانشمند لوگ ہی عقل و فکر کے مقید ہین اُنسے باہر نہین نکل سکتے اور چونکہ عقل و فکر مین فتور اور خطا کا احتمال ہے اسلیے اُنسے راہ راست معلوم نہین ہو سکتی۔ جیساکہ وزیر اور مریدوں کو نہ معلوم ہوی اور عاقبت الامر خسارہ اُٹہایا۔ بعض نے کہا ہے کہ مرغ زیرک خاص ایک جانور کا نام ہے جو دونو پانو سے شاخون مین لٹکا رہتا ہے۔

	فہم و خاطر تیز کردن نیست راہ	جز شکستہ مے نگیرد فضل شاہ
ترجمہ	کام کچہ دیتا نہین علم خطیر	دِل شکستو نکا ہے خالق دستگیر

شرح۔ فہم و خاطر سے علم و کمال مراد ہین۔ یعنے علم و کمال طریقۂ وصول اِلے اللہ نہین ہے۔ بلکہ سلطان کون و مکان کا فضل انکسار اور ترک وجود سے حاصل ہوتا ہے۔ حدیث قدسی ہے انا عند منکسرۃ القلوب لاجلی مین اُن لوگون کے پاس ہون جنکا دِل میری محبت مین ٹوٹا ہوا ہے۔ مطلب یہ کہ جو شخص محض عقل پر اعتماد کرے وہ گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے۔ جیساکہ وُہ وزیر گمراہ اور دوسرون کو گمراہ کرنے والا تہا۔

	اے بسا گنج آگنان و کنج کاو	کان خیال اندیش را شد ریش گاو
ترجمہ	علم والے سیکڑون طامع ہوے	اُس خیال اندیش کے تابع ہوے

گنج آگنان اسم فاعل ترکیبی واگنان مشتق از اگندن بمعنے بہرنا۔ کنج کاؤین کاو مشتق از کاویدن بمعنے کہودنا۔ اور ریش گاؤ شدن ضرب المثل ہے اُس شخص کے لیے جوکسی ذلیل اور دنی شخص کا تابع ہو ریش گاؤ ابلہ احمق خام طمع مسخرہ یعنے ایمخاطب بہت سے ایسے شخص جو خزانے بہرنے والے اور خزانہ حاصل کرنے کے لیے زمین کے کونے کہودنے والے تہے اُس خیال اندیش یعنے وزیر پر تزور کے تابع ہو گئے خزانہ بہرنے اور زمین کہودنے والون سے نصاری مُراد ہین جنہون نے اپنے دل کے خزانون مین حضرت عیسی کی تصدیق بہر رکہی تہی اور اسیکی تلاش رکہتے تہے لیکن پہر بہی وزیر پُرتزویر کے تابع ہو گئے نیز یہ معنے بہی ہین کہ بہت سے علم و کمال کی دولت جمع کرنیوالے اہل دنیا کے تابع ہو جاتے ہین مقصود یہ ہے کہ علم و کمال سے راہ معرفت نہین ملتی بلکہ اِس سے اکثر دین کا خسارہ متصور ہے۔ بعض نسخون مین گُنج آگنانِ گنج گاؤ بہی ہے یعنے بہت سے لوگ زمین کے کونے گنج گاؤ سے بہرنیوالے ہین۔ گنج گاؤ جمشید کے ایک خزانہ کا نام ہے۔

گاؤ کہ بود تا تو ریش او شوی — **خاک چہ بود تا حشیش او شوی**

ترجمہ: مسخرہ بنتا ہے کیون تو اے عقیل — کیون زمین کی گہاس ہوتا ہے ذلیل

شرح۔ یعنے اے شخص تو ذلیل اور دنی چیز کا تابع کیون ہوتا ہے تو تو انسان ہے اور تجہمین قوت روحانی موجود ہے۔ بس تو عالم سفلی کو چہوڑکر عالم علوی کی طرف ترقی کر۔ اور ذلیل چیز کو نہ دیکہہ حشیش گہاس کو کہتے ہین۔

زر و نقرہ چیست تا مفتون شوی — **چیست صورت تا چنین مجنون شوی**

ترجمہ: نقرہ و زر پہ ہے مفتون کسلیئے — اچہی صورت کا ہے مجنون کسلیئے

شرح۔ یعنے زر و نقرہ اور اچہی صورت عالم سفلی مین داخل ہین انکا اتباع نکر اور اُنپر عاشق نہو۔

این سرا و باغ تو زندان تست — **ملک و مال تو بلائے جان تست**

ترجمہ: یہ سرا یہ باغ اک زندان ہے — مال و دولت سب بلائے جان ہے

شرح۔ اِسلئے کہ یہ سب اللہ سے غافل کرنیوالی چیزین ہین اور غفلت وبال جان کا سبب ہے اور ملک و مال کے محبت سے آدمی گویا مسخ ہو جاتا ہے۔ اور دنیا کی محبت تمام بُرائیون کی جڑ ہے۔

آن جماعت را کہ ایزد مسخ کرد — **آیت تصویرشان را نسخ کرد**

ترجمہ: ہو چکی ہیں مسخ پہلے جو امم — آیتین اُنکی ہین مصحف مین رقم

چون زنے از کار بد شد روی زرد — **مسخ کرد او را خدا و زہرہ کرد**

ترجمہ: سچ تو یہ ہے اک زن بدکار کا — حکم حق سے زہرہ بنا مسخ تہا

شرح۔ مسخ اور نسخ کے معنے۔ زہرہ اور ہاروت کا سچا قصہ آئندہ شعر کی شرح مین درج کیا گیا ہے۔

	عورتے را زہرہ کردن مسخ بود	خاک وگل گشتن چہ باشد اے عنود
ترجمہ	زہرہ بنجانا جب اُسکا مسخ تہا	خاک وگل ہونا ہے کیا جلدی بتا

شرح - یہ تین شعر بطور قطعہ بن ہین مسخ ایک صورت کا دوسری صورت مین بدلدینا جو پہلی صورت سے بدتر ہو جیسا کہ یہود اپنے گناہون کے سبب خنزیر اور بندر کی صورت مین مسخ کیے گئے تہے چنانچہ آیت وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ اسکی طرف اشارہ ہے اور نسخ ایک چیز کو کسی ایسی چیز کے بدلے مین زائل کردینا جو پہلی چیز سے بہتر ہو۔ چنانچہ نسخ بعض آیات و احکام الٰہی۔ و بمعنے کتاب نوشتن اس شعر مین نسخ کے دونو معنے مراد ہو سکتے ہین۔ اور شعر کا یہ مطلب ہے کہ جن قومون کو اللہ تعالےٰ نے مسخ کیا ہے اُنکی اصلی صورت کا نشان تک دور کردیا ہے اور اُنکی ماہیت بالکل بدلدی ہے۔ یا یہ کہ مسخ شدہ قومون کی حالت اور کیفیت کی آیت اپنے کلام مین لکہدی ہے تاکہ اُس سے اور قومونکو عبرت ہو اور اُن گناہون سے بچین جنکے باعث وُہ مسخ کیے گئے تہے آیت بمعنے نشان و تصویر یعنے حالت مسخ کی دوسری مثال وہ عورت ہے جسکو اللہ تعالےٰ نے مسخ کرکے زُہرہ کردیا۔ یہ اُس عورت کے طرف اشارہ ہے جسپر ہاروت ماروت عاشق ہوے اور یہ اُنسے اسم اعظم سیکہہ کر آسمان پر چلی گئی۔ لیکن بسبب شومی اعمال ستارۂ زہرہ کی صورت مین مسخ کیگئی محققین کے نزدیک یہ قصہ بالکل غلط ہے کیونکہ زہرہ ستارہ ہاروت ماروت کے قصہ سے پہلے ہی موجود تہا۔ اسقدر صحیح ہے کہ ہاروت ماروت تعلیم سحر کیلیے بہیجے گئے تہے اور اس سے بندگان خدا کا امتحان منظور تہا۔ مگر چونکہ عوام شعرا مین زہرہ اور ہاروت ماروت کا قصہ حسب تفصیل سابق مشہور ہے اسلیے مولانا قدس سرہ نے اُسی طرح نقلکر دیا۔ آپ کا قاعدہ ہے کہ اکثر قصے نقلکر کے اُس سے صحیح نتیجے نکالتے ہین۔ تیسرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ جب عورت کا زہرہ کردینا (باوجودیکہ وہ ظاہر مین اسقدر بلند مرتبہ ہو گئی ہے) ایک قسم کا مسخ ہے تو کیا اے انسان سرکش تیرا مٹی اور خاک ہو جانا (عالم روحانی سے عالم جسمانی کیطرف رجوع کرنا) مسخ نہین ہے بلکہ ضرور ہے یاے شخص تو اس سے پہلے عالم ملکوت و جبروت کے رہنے والون کے لیے باعث رشک تہا۔ وہان سے مرتبہ آب و گل مین آکر گویا مسخ ہو گیا ہے اس مسخ کو مسخ معنوی کہتے ہین۔ نکتہ یہان سے یہ بہی نکلتا ہے کہ آدمی کی حالت پر افسوس ہے کہ عورت تو (خواہ مسخ ہی ہو کر سہی) اس بلند مرتبہ پر پہنچگئی اور مرد باوجود مردانگی مسخ ہو کر بہی اسی عالم سفلی مین رہا

	روح مے پرد سوے چرخ برین	سوے آب و گل شدی در اسفلین
ترجمہ	روح اُڑتی ہے سوے چرخ برین	اور تجہے ہر وقت میل اسفلین +

شرح - یعنے تیری روح تو عالم علوی کیطرف مائل ہے۔ کیونکہ بمقتضائے قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ إِلَىٰ أَصْلِهِ روح کا ہر وقت یہی قصد ہے کہ عالم الٰہی کیطرف ترقی کرجائے مگر وہ جسم کی ظلمانی قید مین ہے۔ باایہمہ المخاطب

افسوس تو نے مقتضائے روح کو چھوڑ کر خواہش نفس کو اختیار ۔ اور عالم سفلی کو پسند کرلیا انجام کار جسطرح وزیر عالم سفلی کو اختیار کرکے خسارہ مین پڑا اسطرح تو بہی خسارہ اُٹھائیگا

	خویشتن را مسخ کردی زین سفول		زان وجودے کہ بُداں رشک عقول
ترجمہ	ہو گیا ہے مسخ تو اے بو الفضول		اُس حقیقت سے کہ تہی رشک عقول

شرح سُفول بضمتین ۔ بمعنے پستی اور عقول بمعنے فرشتگان اور وجود سے حقیقت انسانی مراد ہے ۔ **فائدہ** اگر کوئی شخص آئینہ مین اپنا مُنہ دیکھکر یہ کہے کہ مین مسخ نہین ہوا تو ہم یہ کہینگے ہماری مراد مسخ سے مسخ صورت نہین بلکہ مسخ سیرت ہے ۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم (یعنے آدمی کو اچھی صورت مین پیدا کیا ہے) کی تفسیر مین لکہا ہے ۔ کہ یعنے انسان مین حقایق لاہوتیہ ۔ اور جبروتیہ اور ملکوتیہ اور ناسوتیہ سب جمع کر دیئے تہے جسکے سبب وہ محسود ملائک تہا ۔ لیکن اسنے سب کو چھوڑکر حقیقت ناسوتیہ کو پسند کیا اور عالم سفلی مین جا پڑا ۔ جسکو مسخ معنوی اور مسخ سیرت کہتے ہین

	پس بتر زین مسخ کردن چون بود		پیش آن مسخ این نہایت دون بود
ترجمہ	کوئی مسخ اِس مسخ سے بدتر نہین		مسخ سیرت ہے بشر کا بد ترین

شرح ۔ یعنے جہان مین اِس مسخ سیرت سے بدتر اور مسخ کونسا ہوگا ۔ کیونکہ اُس مسخ صورت کے مقابل یہ مسخ ۔ یعنے مسخ سیرت نہایت درجہ کا بُرا اور ذلیل ہے دوسرے مصرعہ کے معنے یہ ہین کہ اُس عورت کے مسخ کے مقابل یہ مسخ نہایت ہی ذلیل درجہ کا ہے ۔ کیونکہ اُسمین عالم سفلی سے عالم علوی کیطرف ترقی ہے اور اِس مسخ مین اُسکا عکس

	اسپ ہمت سوے آخر تاختی		آدمِ مسجود را نشناختی
ترجمہ	تو حقیقت اپنی گر کچھ جانتا		آدمِ مسجود کو پہچانتا

شرح ایمخاطب تو نے اسپ ہمت دوسریطرف دوڑایا اور عالم سفلی یا دنیا کو پسند کیا ۔ اور حضرت آدم مسجود ملایک کی حقیقت کو نہ پہچانا کہ فرشتون نے اُنکو تارک دنیا اور مظہر ذات سمجھکر سجدہ کیا تہا نہ کہ آب و گِل سمجھکر اسلیئے تجھے بہی اُنہی عالم علوی کی طرف چلنا اور اپنے آپ کو حقیقت مظہر ذات بنانا اور باپ کے قدم بقدم رہنا لازم ہے یہ پستی باعث شرف اور عالم علوی کے ہمپلہ نہین ہوسکتی ۔ چنانچہ مولانا خود فرماتے ہین ۔

	آخر آدم زادۂ اے ناخلف		چند پنداری تو پستی را شرف
ترجمہ	تو تو آدم زادہ ہے اے ناخلف		کیسلئے کہتا ہے پستی کو شرف

شرح ۔ یعنے اے غافل تو الولد سرٌ لابیہ (بیٹا باپ کا نمونہ ہوتا ہے) کے معنون سے غافل ہے ورنہ عالم سفلی کو عالم علوی خیال نہ کرتا ۔ نیک بیٹا وہی ہے جو نیکیوں مین باپ کے قدم بقدم ہو ۔ باپ کے مخالف اور اُسکے بدنام کرنیوالے بیٹے کو ناخلف اور نالایق کہتے ہین ۔

	چند گوئی من بگیرم عالمی	این جہان را پُر کنم از خود ہمی
ترجمہ	کیون یہ کہتا ہے کہ لیونگا جہان	پُر کرونگی اُسکو میری عز و شان

شرح۔ ازخود۔ یعنے از حکومت وسلطنت خود یہان سے عالم سفلی کے مذمت شروع ہوی ہے۔

	گر جہان پر برف گردد سربسر	تاب خور بگدازدش در یک نظر
ترجمہ	برف سے پُر ہو جو عالم سر بسر	اُسکو پگلا دے گی سورج کی نظر

شرح۔ یعنے جسطرح برف کو آفتاب تہوڑی دیر مین پگلا دیتا ہے اُسی طرح آفتاب قہر الٰہی ایک لمحہ مین دولت متکبرین کو زائل کر دیتا ہے جسکے بہروسے پر وہ خدا کو بہول گئے ہین۔

	وزر او و وزر چون او صد ہزار	نیست گرداند خدا از یک شرار
ترجمہ	دفتر عصیان مٹا دیتا ہے وُہ	ایک شعلے سے جلا دیتا ہے دہ

شرح۔ یعنے اللہ تعالے وزیر کا اور وزیر جیسے لاکہہ گناہگارون کا یعنے اُسکے تابعین نصاریٰ کا گناہ ایک ذرہ عفو سے نابود کر سکتا ہے شرار یعنے ذرہ۔

	عین آن تخییل را حکمت کند	عین آن زہراب را شربت کند
ترجمہ	چاہے تو تخییل کو حکمت کرے	اور آپ زہر کو شربت کرے

شرح۔ یعنے اللہ تعالے اگر چاہتا تو وزیر کے اُن خیالات فاسدہ کو عین حکمت کر دیتا اور اُس سم قاتل کو عین شربت بنا دیتا۔ مگر اُسکو یہ منظور نہ تہا۔

	در خرابی گنجہا پنہان کند	خار را گل جسمہا را جان کند
ترجمہ	گنج کرتا ہے خرابی مین پنہان	خار کو گل جسم کو کرتا ہے جان
	آن گمان انگیز را سازد یقین	مہر ہا رویاند از اسباب کین
ترجمہ	بدگمانون کو دلاتا ہے یقین	مہر پیدا کرتے ہین اسباب کین

شرح۔ یعنے اگر وُہ چاہتا تو اُس گمان انگیز۔ یعنے وزیر افترا پرداز کو عین یقین بنا دیتا۔ یعنے اُسکو یقین کرا دیتا کہ دین موسے کی طرح دین عیسےٰ بہی حق ہے اور فی الواقع یہ دونو متحد ہین۔ اور اُسنے جو کینے کے اسباب یعنے صحیفے تیار کئے تہے اُنکے برخلاف نصاریٰ مین باہم محبت پہیلتی۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کے کام مناسبت اسباب پر موقوف نہین ہین وُہ اچہے سے بُرا اور بُرے سے اچہا کر سکتا ہے چنانچہ پہلے اور آیندہ شعر مین اُسکی مثال موجود ہے

	پرورد در آتش ابراہیم را	ایمنی روح سازد بیم را
ترجمہ	آگ مین پالا ہے ابراہیم کو	ایمنی جان کیا ہے بیم کو

شرح۔ دیکھو حضرت ابراہیم کو آگ مین رکھکر تمام ضررون سے محفوظ رکھا۔ حالانکہ آگ ایسی چیز نہین کہ آدمین رہکر اُس کے ضرر سے محفوظ رہے۔ اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالےٰ خوف کو باعث بیخوفی بنادیتا ہے۔ جسطرح گناہگار کا خوف عذاب سے بیخوفی اور دوزخ سے نجات کا سبب ہے۔

از سبب سازیش من سودائیم	وز سبب سوزیش سوفسطائیم
ترجمہ اس سبب سازی کا مین سودائی ہون	اور سبب سوزی سے سوفسطائی بن رہا ہون

شرح۔ سوفسطائی کے لغوی معنے صاحب علم باطل کے ہین کیونکہ لغت یونانی مین سوف بمعنے علم اور اسطا بمعنے باطل ہے۔ سوفسطائی یونان مین ایک فرقہ تہا۔ جو حقایق اشیا کا منکر ہے وہ یہ کہتے ہین کہ حقیقت مین کوئی شئے کچہ ہی نہین ہے۔ اور جو کچہ موجود ہے اور کسی حِس کے ذریعہ سے محسوس ہوتا ہے وہ سب وہم وخیال ہے اور پہر یہ وہم وخیال بہی وہم وخیال ہے۔ اس فرقہ کے تین گروہ ہین **اول عنادیہ**۔ انکا مذہب وہی ہے جو ہمنے اوپر بیان کیا **دوسرے** عندیہ وہ یہ کہتے ہین کہ حقایق اشیا اعتبارات عقلیہ کے تابع ہین یعنے اگر عقل جوہر کو عرض خیال کرے تو وہ عرض ہی ہے اور عرض کو جوہر مانے تو وہ جوہر ہے۔ اور قدیم کو حادث جانے تو حادث ہے اور حادث کو قدیم کہے تو قدیم ہے **تیسرے** لاادریہ یہ اشیا کے ثبوت مین شک کہتے ہین اور پہر اس شک مین بہی شک ہے اور اُس شک مین بہی شک ہے علےٰ ہذا القیاس غرضیکہ یہ تینون فرقے ثبوت اشیا مین حیران ہین مولانا قدس سرہ نے اپنے نفس کو سوفسطائی سے فقط اسباب کی حیرت مین تشبیہ دی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے بعض افعال مقتضائے اسباب اور وسائط کے موافق ہین مثلاً سبزہ کا پیدا ہونا مینہہ کے سبب اور بچے کا پیدا ہونا ماں باپ کے سبب کیونکہ سبزہ اور بچہ پیدا ہونے اور اُسکے نشو ونما اور تصویر بننے اور ایسے تنگ جگہہ مین رہنے کی کیفیت گو ہماری سمجہ مین نہین آتی لیکن ظاہر طور پر تو باران اور ماں باپ ہی اسکے سبب معلوم ہوتے ہین) اور بعض افعال مقتضائے اسباب اور وسائط کے مخالف ہین مثلاً حضرت ابراہیم کا آگ مین محفوظ رہنا۔ اور عصائے موسوی کا سانپ بنجانا معاذاللہ مولانا کا یہ مطلب نہین ہے کہ مین فی الواقع سوفسطائی ہون۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ مین بدین باعث کہ اللہ تعالےٰ بعض موقعون پر جہان مسببات کا کوئی ظاہری سبب نہین ہوتا۔ کوئی نہ کوئی سبب قایم کردیتا ہے۔ دیوانہ ہوگیا ہون یعنے عقل مین یہ بات نہین آتی کہ یہ سبب کدہر سے قایم ہوگیا۔ اور بدین باعث کہ بعض موقعون پر مسببات خلاف اسباب ظاہر ہوتے ہین حیران ہوگیا ہون کہ یہ کیونکر ہوگیا سبب سازی سے ظہور مسبب حسب اقتضائے سبب اور سبب سوزی سے ظہور مسبب خلاف سبب مراد ہے۔ کیونکہ جب مسبب خلاف سبب ظاہر ہوا تو گویا سبب کو جلا دیا گیا ہے اور معدوم کردیا گیا ہے ورنہ مسبب ضرور سبب کے موافق ہوتا یعنے آگ حضرت ابراہیم کو زندہ نچہوڑتی۔

از سبب سازیش سرگردان شدم | وز سبب سوزیش ہم حیران شدم

ترجمہ: اس سبب سازی سے سرگرداں ہوں میں | اور سبب سوزی بھی حیران ہوں میں

شرح: پہلے شعر کی توضیح ہے۔ اور بالکل وہی معنے ہیں جو ہم نے اوپر بیان کیے ہیں۔ لہٰذا مکرر شرح کی ضرورت نہیں

دیگر مکر کردن وزیر در خلوت نشستن و شور افگندن در قوم نصاریٰ

ترجمہ: وزیر کا دوسرا مکر گانٹھنا اور خلوت میں بیٹھنا اور قوم نصاریٰ میں شور و غل ڈال دینا

چون وزیر ماکر بد اعتقاد | دین عیسیٰ را بدل کرد از فساد

ترجمہ: جب وزیر پُر شر و بد اعتقاد | ڈال بیٹھا دین عیسیٰ میں فساد

مکر دیگر آن وزیر از خود بہ بست | وعظ را بگذاشت در خلوت نشست

ترجمہ: مکر اک گانٹھا نیا از بہر کین | وعظ کو چھوڑا ہوا خلوت نشین

در مریدان در فگند از شوق سوز | بود در خلوت چہل پنجاہ روز

ترجمہ: یہاں مریدوں میں پڑا اک شور و سوز | وہاں رہا خلوت میں وہ چالیس روز

خلق دیوانہ شدند از شوق او | از فراق حال و قال و ذوق او

ترجمہ: ہو گئی دیوانہ خلقت شوق سے | ہجر حال و قال و ذکر و ذوق سے

لابہ و زاری ہمی کردند و او | از ریاضت گشتہ در خلوت دوتو

ترجمہ: اِسطرف مخلوق سب فرقت سے زار | اُسطرف وہ بدعمل خلوت سے زار

شرح: دوتو۔ دوہرا۔ یعنی ضعیف و منحنی اس سے یہ نکلتا ہے کہ سالک کسی شخص کے خلوت نشینی اور ضعف سے دھوکا نکھائے بلکہ تجربہ کے بعد بیعت کرے۔ ورنہ اسطرح دھوکا کھائیگا جسطرح وزیر کے مریدوں نے کھایا۔

گفت ایشان بے تو ما را نیست نور | بے عصاکش چون بود احوال کور

ترجمہ: کہتے تھے۔ بے نور جینا ہے وبال | بے عصاکش ہے بُرا اندھے کا حال

از سر اکرام و از بہر خدا | بیش ازین ما را مدار از خود جدا

ترجمہ: ہمیں کر اکرام از بہر خدا | اور اپنے سے نہ رکھ ہم کو جدا

ما چو طفلانیم و ما را دایہ تو | بر سر ما گستران آن سایہ تو

ترجمہ: طفل ہیں ہم ہم کو مثل دایہ رکھ | رحم کر سر پر ہمارے سایہ رکھ

گفت جانم از محبان دور نیست | لیک بیرون آمدن دستور نیست

ترجمہ: وہ یہ بولا ہے تے میں کب دور ہوں | لیک خلوت سے نکلنا ہے زبون

شرح یعنے اذن خداوندی نہین ہے بعض نسخون مین۔ گفت بے تو جملہ پر شرم و شور ہے اس قصہ سے مولانا کا مطلب یہ ہے کہ سالک مرشد سے دور نرہے اور اسکی صحبت کو غنیمت جانے۔

آن امیران در شفاعت آمدند ۔۔۔ وان مریدان در ضراعت آمدند

ترجمہ: اُن امیرون نے شفاعت کی بہت ۔۔۔ اُن مریدون کی ضراعت کی بہت

شرح۔ ضراعت بمعنے رازی۔ اور بعض نسخون مین ضراعت کی جگہ شناعت بہی ہے یعنے مرید اپنے نفس کی برائی اور قصور کا اعتراف کرتے ہوے آئے۔

کین چہ بدبختی ست ما را اے کریم ۔۔۔ از دل و دین ماندہ ما بے تو یتیم

ترجمہ: یعنے یہ بدقسمتی ہے اے کریم ۔۔۔ رہگئے ہم دین سے تجہہ بن یتیم

تو بہانہ میکنی و ما ز درد ۔۔۔ میزنیم از سوز دل دمہاے سرد

ترجمہ: دہان بہانے اور یہان ہے دلمین درد ۔۔۔ سوز پنہان سے ہے لب پر آہ سرد

ما بگفتار خوشت خو کردہ ایم ۔۔۔ ما ز شیر حکمت تو خوردہ ایم

ترجمہ: خوگر گفتار ہین ہم سر بسر ۔۔۔ شیر حکمت سے ہین تیرے بہرہ ور

اللہ اللہ این جفا با ما مکن ۔۔۔ لطف کن امروز را فردا مکن

ترجمہ: ڈر خدا سے یہ جفا اصلا نہ کر ۔۔۔ مہر کر امروز کو فردا نکر

مے دہد دل مر ترا کین بیدلان ۔۔۔ بے تو گردند آخر از بے حاصلان

ترجمہ: چاہتا ہے تو؟ کہ یہ بیدل تمام ۔۔۔ تیری فرقت مین رہین ناشاد کام

شرح مے دہد دل مر ترا۔ جملۂ استفہامیہ ہے۔ یعنے کیا تیرا دل چاہتا ہے کہ یہ بے دل مسلوب العقل تیرے مرید تیرے فراق مین ایک بیحاصل اور بیفائدہ چیز ہوکر رہجائین نہ دنیا کے رہین نہ دین کے اے استاد ہماری دستگیری کر۔

جملہ در خشکی چو ماہی مے طپند ۔۔۔ آب را بکشا ز جو بر دار بند

ترجمہ: ماہی بے آب ہین ہم سر بسر ۔۔۔ بند جو کہول اور ہمین سیراب کر

شرح۔ یعنے اپنی نہر معرفت سے بند کہولکر آب حکمت تشنگان شوق کو پلا اور پیاسون کو سیر کر۔

اے کہ چون تو در زمانہ نیست کس ۔۔۔ اللہ اللہ خلق را فریاد رس

ترجمہ: کوئی تجہسا اب زمانہ مین نہین ۔۔۔ خلق کی فریاد سن اے مرد دین

شرح۔ دونو جگہ اللہ اللہ کے یہ معنے ہین کہ اے استاد خدا سے ڈر۔ خدا سے ڈر اور ہمین اپنی صحبت سے دور نہ کر خلق اللہ کی فریاد کو پہنچ۔ اور ہمین اپنے جمال اور ملاقات سے مسرور فرما۔

دفع کردن وزیر مریدان واتباع خودرا

ترجمہ وزیر کا اپنے مریدون اور شاگردونکو دفع کرنا ٹالدیا

شرح۔ اِس داستان مین مولانا قدس سرہٗ نے تصوف کے بڑے باریک مسائل تحریر کیئے ہین گو وزیر کی زبان سے نکلے ہین

گفت ہان اے سخرگان گفتگو ۔ وعظ وگفتار زبان وگوش جو

ترجمہ اُسنے یہ بولا وزیر زشت خو ۔ سُنتے ہو؟ اے عاشقان گفتگو

شرح۔ یعنے اے مغلوبین قیل وقال۔ اور ایسے وعظ کے سننے والو جو کہنے والے کی زبان اور سننے والے کے کان سے تعلق رکھتا ہے مطلب کہ اے ظاہری اور لفظی وعظ کے طالبو سنو۔

پنبہ اندر گوش حسّ دُون کنید ۔ بند حس از چشم خود بیرون کنید

ترجمہ پنبہ اِن کانون کے اندر چاہیئے ۔ قید حس آنکھون کے سے باہر چاہیئے۔

شرح۔ یعنے کان مین جو ایک حسّ ذلیل ہے۔ روئی ٹھونس لو اور باطن کے کان کھولکر کلمات اہل اللہ سُننے کیلئے مستعد رہو حس ظاہری کی قید یعنے کانو نپر نگاہ نہ رکھو۔ یعنے یہ نسمجھو کہ ظاہری ہی کانون سے کچھ سُنا جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ حواس ظاہرہ معطل کرکے حواس باطنہ سے کام لو۔

پنبۂ آن گوش سر گوش سرست ۔ تا نگردد این کر آن باطن کرست

ترجمہ پنبہ گوش سر کا ہے خود گوش سر ۔ کر نہو ظاہر تو بہر باطن ہے کر

شرح۔ یعنے اِن ظاہری کانو نمین روئی ٹھونسنا ہی گویا باطنی کان ہین جبتک یہ ظاہری کان بہرے نہونگے۔ باطن کے کان بہرے رہینگے۔ مطلب یہ کہ حواس سر کو معطل کرنا عین حسّ قلب ہے۔ بعض نسخون مین تا نگردد این گران باطن کرست ہے۔

بے حس و بے گوش و بےفکرت شوید ۔ تا خطاب ارجعی را بشنوید

ترجمہ بے حس وبے فکر رہ اے مدعی ۔ سُن سکے تو تا خطاب ارجعی

شرح۔ یعنے بیحس اور بے فکر و بے گوش ہو کر نفس مطمئنہ بنجاؤ۔ اسوقت تم خطاب ارجعی کو سنوگے یہ اِس آیت کیطرف اشارہ ہے یاایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الٰی ربک راضیۃ مرضیہ یعنے نفس مطمئنہ واصل بحق ہوجاتا ہے۔

تا بگفت وگفتگوی بیداری دری ۔ تو زگفت خواب کے بوئی بری

ترجمہ ہے جو بیداری مین مصروف کلام ۔ گفتگوئے خواب سے ہے بے مرام

شرح۔ لفظ دری بائے بگفت کے اظہار معنے کے لیئے زائد ہے۔ یعنے جب تک تو عالم بیداری کی گفتگو مین مشغول ہے گفتگوئے خواب سے محروم ہے۔ اسیطرح جب تک تو حواس ظاہرہ کو معطل نہ کریگا ذوق باطنی سے محروم رہیگا۔ حواس باطن بمعنے حواس قلب ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حواس ظاہر نزول وحی کے وقت اسلیئے معطل ہوجاتے تھے کہ حواس باطن مصروف الی اللہ ہوتے تھے

	سیر بیرونست قول و فعل ما	سیر باطن هست بالای سما
ترجمہ	ہے یہ عالم سیر ظاہر کا مکان	سیر باطن کی جگہ ہے آسمان

شرح - یعنے ہمارے وہ قول و فعل جو ہمارے حواس ظاہری سے صادر ہوتے ہین - اِسی عالم دنیا تک کی سیر کر سکتے ہین - یعنے اُنکے مقبول ہوتے اور آسمان پر جانیکی اُمید نہین البتہ وُہ اقوال و افعال جو حواس باطنہ اور صدق دل سے صادر ہونگے ضرور آسمان تک پہنچ جائینگے - اور اُنہین مرتبۂ قبولیت حاصل ہوگا

	حس خشکے دید کز خشکی بزاد	موسیِ جان پائے در دریا نہاد
ترجمہ	حس ظاہر رہگیا خشکی مین یار	موسیِ جان ہو گیا دریا کے پار

شرح - لفظ خشکے اول بیائے مجہول و معروف - اور ثانی فقط بیائے معروف مصدری بمعنے یبوست ہے اور حس خشک سے مراد حس ظاہر ہے - اِسکو خشک اسلیئے کہا کہ خشک چیز یعنے مٹی سے بنا ہے - پہلے خشک مین اگر یائے معروف ہے تو نسبتی اور مجہول ہے تو زائد ہے - دید بمعنے دانست ہے یعنے حس ظاہر نے فقط اتنا معلوم کر لیا کہ مین خشکی سے پیدا ہوا ہون اور چونکہ اسکو عالم علوی کی خبر نہتی اسلیئے عالم سفلی ہی مین رہگیا - اور ترقی نہ کر سکا - بخلاف حس باطن یعنے روح کے کہ اُسنے بحر معنے مین قدم رکھا کیونکہ جنس اپنی ہمجنس کی طرف مائل رہتی ہے - جیسے حس ظاہر مٹی سے پیدا ہوا تہا اسلیئے مٹی ہی مین رہا اور حس باطن عالم علو سے مرحمت ہوا تہا اسلیئے اُسی کیطرف ترقی کر گیا - کیونکہ جسم کثیف ہے اور روح لطیف جانکو موسلے اسلیئے کہا کہ جب فرعون حضرت موسےٰ کے عقب مین آیا تو آپنے دریا پر عصا مارا - دریا خشک ہو گیا اور حضرت موسلے مع مومنین عبور کر گئے - اِس سے حضرت موسلے کے معجزے کی طرف بھی اشارہ ہو گیا بعض نسخون مین عیسی جان بھی آیا ہے اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ دریا کو بغیر کشتی عبور کرنا حضرت عیسلے کا بھی معجزہ تہا -

	سیر جسم خشک بر خشکی فتاد	سیر جان پا در دل دریا نہاد
ترجمہ	سیر جسم خشک خشکی تک رہی	سیر جانکو بحر سے ہے آگہی

شرح اِسکا مطلب پہلے شعر کی تقریر سے بالکل واضح ہو گیا ہے لہذا کسی شرح کی ضرورت نہین ہے -

	چونکہ عمر اندر رہِ خشکی گذشت	گاہ کوہ و گاہ صحرا گاہ دشت
ترجمہ	عمر خشکی مین گزاری سر بسر	گاہ کوہ و گاہ صحرا گاہ بر
	آبحیوان را کجا خواہی تو یافت	موج دریا را کجا خواہی شگافت
ترجمہ	چشمہ حیوان ملیگا تجکو خاک	موج دریا صاف کردیگی ہلاک

شرح رہِ خشکی سے عالم صورت - کوہ سے فکر محال صحرا سے طول آمال و دشت سے باطل خیال مراد ہے - یعنے جب عمر اسطرح اوران حالتون مین گزری تو تو آب حیوان عشق حقیقی اور موج دریائے معانی سے ہرگز نہین واقف ہو سکتا اسلیئے خلوت اور ریاضت ضروری ہے

موج خاکی وہم وفہم وفکر ماست ۔ موج آبی محو وسکرست وفناست

ترجمہ: موج خاکی وہم وفہم و فکر ہے ۔ موج آبی محو وسکر و ذکر ہے

شرح ۔ یعنے دریائے عالم سفلی کی موج وہم وفہم اور ہمارا فکر ہے یعنے مشاغل دنیا مین استغراق اور دنیا کمانے کا فکر اور دنیوی معاملہ فہمی اور نفع ونقصان کا وہم یہ سب امواج عالم ظاہری مین اور دریائے عالم معنے کی موج عشق حقیقی مین محو ہونا بادۂ عشق حقیقی کا نشہ اور فنا فی اللہ ہوجاتا ہے ۔ بعض نسخون مین بجائے محو کے صحو ہے صحو لغت مین بمعنے ہوشیاری ہے اور اصطلاح صوفیہ مین صفات بشریہ کے نابود کرنے کو صحو اور غلبہ حال کو سکر کہتے ہین ۔ دونونکا مطلب ایک ہے ۔

تا درین فکری ازان سکری تو دور ۔ تا ازین مستی ازان جامی نفور

ترجمہ: فکر والا سکر معنے سے ہے دور ۔ مست غفلت جام حق سے ہے نفور

شرح ۔ یعنے جبتک تو فکر دنیا مین محو ہے نشۂ وحدت سے دور ہے اور جبتک بادۂ غفلت سے مست ہے جام عشق حقیقی سے نفور ہے

گفتگوئے ظاہر آمد چون غبار ۔ مدتے خاموش کن ہین ہوشدار

ترجمہ: گفتگو ظاہر کی ہے شکل غبار ۔ تہوڑے دن خاموش رہ اے ہوشیار

شرح ۔ یعنے گفتگوئے ظاہر غبار کی طرح مشاہدۂ حق سے محروم رکھتی ہے کہنے سننے سے مشاہدۂ حق نصیب نہین ہوتا اسلیئے چند مدت خلوت مین بیٹھکر خاموش رہنا چاہیئے ۔ کیونکہ نطق امر عارض ہے اور سکوت اصل ہے

مکر کردن مریدان کہ خلوت را بشکن

ترجمہ: وزیر سے مریدونکا مکر کرنا کہ خلوت سے باہر نکل

جملہ گفتند اے حکیم رخنہ جو ۔ این فریب واین جفا با ما مگو

ترجمہ: بولے وہ سب اے حکیم رخنہ جو ۔ ہمسے کیون ہے مکر کی یہ گفتگو

شرح ۔ رخنہ بمعنے خلل ۔ یعنے جو دیدہ خلل درجماعت مریدون نے وزیر کو رخنہ جو اسلیئے کہا کہ اسکی خلوت نشینی سے انکی جمعیت مین خلل پڑگیا تہا ۔ اور یہ فریب وپرجفا اسلیئے کہ اسکی خلوت موجب ضرر تہی کیونکہ ہنوز تمام مرید مبتدی تہے جنہین استاد کی خلوت نشینی سے اپنی پریشانی کا اندیشہ اور اختلاف عقل کے سبب یہ خیال تہا کہ ہر شخص نیا مذہب اختیار کرلیگا ۔ یایون کہیئے کہ غلبۂ عشق اور صدمۂ فراق کے سبب استاد کی نسبت ایسے کلمے زبان سے نکلگئے کیونکہ عاشق معذور ہوتا ہے ۔ اور فراق مین معشوق کو پرجفا وپرستم کہدیا کرتا ہے ۔ اس سے انکا مقصد اپنے پیر کی توہین نہ تہی ۔

چون پذیرفتی تو مارا از ابتدا ۔ مرحمت کن ہمچنین تا انتہا

ترجمہ: ہم ترے مقبول تھے از ابتدا ۔ مہربانی ہمیہ کرتا انتہا

ضعف وعجز وفقر ما دانستۂ ۔ درد ما را ہم دوا دانستۂ

ترجمہ: ہے ہمارے ضعف سے تو باخبر ۔ تو دوائے درد ہے اے پر ہنر

چارپا را قدرِ طاقت بار نہ — بر ضعیفان قدر ہمت کار نہ

ترجمہ — جانور پر قدر طاقت بار رکھہ — عاجزون پر قدر ہمت کار رکھہ

شرح - یعنے اے اُستاد تو خوب جانتا ہے کہ ہم احکام انجیل کے سمجھنے مین عاجز ہین اور تیرے محتاج ہین تیرے فراق کی زیادہ طاقت نہین رکھتی - تو ہمپر اپنی جدائی کی مصیبت کا اتنا ہی بوجھہ رکھہ جتنا ہمسے اُٹھہ سکے

دانۂ ہر مرغ اندازۂ وے ست — طعمۂ ہر مرغ انجیرے کے ست

ترجمہ - دانۂ ہر مرغ ہے قدر طلب — طعمۂ ہر مرغ ہے انجیر کب

شرح - یعنے ہر مرغ کا دانہ اُسکی حیثیت اور اندازہ کی موافق ہے یہی باعث ہے کہ ہر جانور انجیر ہضم نہین کرسکتا اور ہر شخص صدمۂ فراق نہین اُٹھا سکتا

طفل را گر نان دہی بر جائے شیر — طفل مسکین را ازان نان مُردہ گیر

ترجمہ — دودہ کے بدلے جو روٹی کھائیگا — طفل مسکین دیکھنا مر جائے گا

چونکہ دندان ہا برآرد بعد ازان — ہم بخود گردد دلش جویائے نان

ترجمہ - ہان نکالیگا جو دندان بعد ازان — خود بخود ہو جائیگا جویائے نان

شرح - یعنے بچہ سے جوان کا اور مبتدی منتہی کا کام نہین ہو سکتا مطلب یہ کہ ہم بالفعل مبتدی ہین اسلئے تیری مفارقت کی برداشت نہین ہوسکتی - البتہ جب منتہی ہو جائینگے - تو تیری ضرورت نہ ہیگی - تو ہمین اپنے فیض محبت سے محروم نکر -

مرغ پر نارستہ چون پران شود — لقمۂ ہر گربۂ دران شود

ترجمہ — پر ابھی نکلے نہون جس مرغ کے — اُسکا اُڑ چلنا ہے بلّی کے لیئے

شرح اسیطرح مرید جب قبل حصول کمال مُرشد سے دور ہو جاتا ہے - تو اکثر گمراہ کرنیوالے اُسے شکار کر لیتے ہین -

چون برآرد پر بود پران بخود — بے تکلف بے صفیر نیک و بد

ترجمہ — پر نکالیگا تو خود اُڑ جائے گا — بے صفیر نیک و بد اُڑ جائے گا

شرح - یعنے جب مُرید کامل ہو جاتا ہے تو مُرشد سے خود بخود الگ ہو جاتا ہے اُسکی مثال ایسی ہے جیسا پردار مرغ کہ اُسکو اڑنے مین سیٹی یا اچھی - بُری آواز کی ضرورت نہین رہتی - اور وُہ بلی وغیرہ کا لقمہ بھی نہین بنتا -

دیو را نطق تو خامش میکند — گوش ما را گفت تو ہش میکند

ترجمہ — بند ہے شیطان تیرے قول سے — باخبر ہین کان تیرے قول سے

شرح - خامش مخفف خاموش مجازاً بمعنے دور - اور ہُش مخفف ہوش بمعنے صاحب ہوش یعنے باخبر - اور دیو سے شیطان یا نفس امارہ مراد ہے مطلب یہ کہ تیرے متبرک اقوال شیطان کو دور کرتے ہین - اور تیری گفتگو طالبان حقیقت کو اسرار سے آگاہ اور باخبر کر دیتی ہے -

گوش ما ہوش ست چون گویا توئی — خشک ما بحرست چون دریا توئی

ترجمہ — کان تیرے قول سے ہین باخبر — تیرے بحر فیض سے ہے خشک تر

شرح - یعنے ہماری طبیعت خشک تیرے دریائے فیض سے بحر معانی بنجاتی ہے۔ اور تیری باتو نسے ہمارے کانونکو اسرار معلوم ہوتے ہین

با تو مارا خاک بہتر از فلک — اے سماک از تو منور تا سمک

ترجمہ — تیرے ہوتے ہی زمین گویا فلک — آسمان ہے تجھسے روشن تا سمک

بے تو مارا بر فلک تاریکی ست — با توائے مہ این زمین تاری کی ست

ترجمہ — بے ترے یہ چرخ ہین تاریک سب — تیرے ہوتے یہ زمین تاری ہے کب

شرح - پہلے مصرع مین تاریکی ایک لفظ ہے اور دوسرے مین تاری بمعنے تاریک الگ لفظ ہے اور کے ست الگ یعنے بالفرض اگر ہم تیرے بغیر فلک پر چلے جائین۔ تب بھی ہماری نزدیک وہان تاریکی ہے۔ اور زمین تیرے وجود سے روشن ہے

با مہ روئے تو شب تاری کی ست — روز را بے روے تو تاریکی ست

ترجمہ — تیرے ہوتے ہے شب تاری کہان — تو نہو تو دن مین ہین تاریکیان

شرح - اِس شعر کے پہلے مصرع مین تاری جدا لفظ ہے اور دوسرے مین تاریکی ایک لفظ ہے۔

با تو بر خاک از فلک بردیم دست — با سماہا بے تو چون خاکیم پست

ترجمہ — تجھسے ہم افلاک پر ہین چیرہ دست — تو نہو تو آسمان پر بھی ہین پست

شرح - دست از کسے بردن بمعنے غالب شدن۔ یعنے باعتبار مرتبہ ہم آسمان پر غالب ہو گئے ہین

صورت رفعت بود افلاک را — معنی رفعت روان پاک را

ترجمہ — ظاہری رفعت ہے ان افلاک کو — معنوی رفعت ہے جان پاک کو

شرح - یعنے ہم اسلیئے باعتبار علو مرتبہ آسمان پر غالب ہین کہ آسمان کی رفعت صوری اور ظاہری ہے۔ اور ہماری معنوی رفعت حقیقی و واقعی۔ اور معنوی رفعت صوری سے بدرجہا بلند ہے۔ جسکے دلیل اِس شعر مین ہے

صورت رفعت برائے جسمہاست — جسمہا در پیش معنے اسمہاست

ترجمہ — ظاہری رفعت برائے جسم ہے — جسم خود معنے کے آگے اسم ہے

شرح - یعنے ظاہری رفعت اجسام کے لیے ہوتی ہے اور اجسام معنی اور حقیقت کے مقابلہ مین ایسے ہین جیسے اسماء مسمیات کے مقابلہ مین یعنے جسطرح مقصود اصلی اسم سے مسمے ہوتا ہے۔ اور مسمے کے روبرو اسم کی کچھ اصل نہین ہوتی اِسیطرح معنے کے روبرو جسم کی کچھ اصل نہین ہے۔ ظاہری رفعت اور بلندی مرتبہ فنا ہونے والی چیز ہے جسکو صرف اہل دنیا پسند کرتے ہین اور باطنی رفعت (معرفت اسرار الٰہی) اولیاء اللہ کا حصہ ہے اور بلند مرتبہ ہے جسکو نہ زوال ہے نہ فنا۔

الله الله یک نظر بر ما فگن | [illegible]

ترجمہ — الله الله ڈال ہمپر اک نظر | بڑھ گیا غم مت ہمین مایوس کر

شرح — یعنے خدا سے ڈر اور نظر کرم کر اس سے زیادہ ہمین نا اُمید نہ کر کیونکہ ہمارا غم بہت بڑھ گیا ہے۔

جواب گفتن وزیر کہ خلوت را نمے شکنم

ترجمہ — وزیر کا جواب دینا کہ مین خلوت سے نہین نکل سکتا

گفت حجتہائے خود کوتہ کنید | پند را در جان و در دل رہ کنید

ترجمہ — یہ کہا اُسنے کہ حجت چھوڑ دو | جو نصیحت مین کرون دل سے سنو

شرح — یعنے مجھسے معارضہ نکرو کیونکہ مریدونکا شیخ سے معاوضہ کرنا ناجائز ہے اور میری نصیحت کو جان و دل مین جگہ دو

گر امینم متہم نبود امین | گر بگویم آسمان را من زمین

ترجمہ — مجھپہ تہمت کیون ہے گر ہون مین امین | آسمان کو بہی اگر کہدون زمین

شرح — یعنے اگر مین تمہارے نزدیک امین اور سچا ہون تو مجکو فی الواقع سچا جانو۔ کیونکہ امین پر تہمت نہین لگاتے اگر مین آسمان کو زمین کہون۔ تمپر اسکی تصدیق لازم ہے۔ یہ پند اگرچہ وزیر کی زبان سے ہے لیکن فی الواقع مرید کو شیخ کے ساتہ ایسا ہی ہونا چاہیے

گر کمالم با کمال انکار چیست | ور نیم این زحمت و آزار چیست

ترجمہ — ہون اگر کامل تو پہر انکار کیا | اور ناقص ہون تو یہ آزار کیا

شرح — یعنے اگر مین کامل ہون تو میرا کہا مانو اور اگر ناقص ہون تو مجکو چہوڑ دو۔ اور تکلیف نہ دو۔ مین خلوت کو نہین توڑ سکتا۔

من نخواہم شد ازین خلوت برون | زانکہ مشغولم بحال اندرون

ترجمہ — کُنج خلوت سے نکلتا ہے زبون | مین صفائے قلب مین مشغول ہون

اعتراض کردن مریدان از خلوت وزیر بار دیگر

ترجمہ — مریدونکا وزیر کی خلوت پر دوسری بار اعتراض کرنا

جملہ گفتند اے وزیر انکار نیست | گفت ما چون گفتۂ اغیار نیست

ترجمہ — بولے وہ سب یہ نہین حجت کا طور | ہے ہمارا قول اور۔ اورونکا اور

شرح — یعنے ہم تیرے کلام اور کمال کے منکر نہین ہین اور نہ ہمارا یہ مقولہ جو تیرے حقمین کہا گیا ہے غیرون کے مقولہ کے مانند ہے کہ انکار پر مبنی ہو بلکہ یہ سب ہماری بیقراری کا اظہار ہے۔ پہلے شعر مین حال اندرون سے صفائی قلب مراد ہے۔

اشک دیدہ ست از فراق تو دوان | آہ آہست از میان جان روان

ترجمہ — اشک ہین تیری جدائی مین روان | آہ سوزان سے نکلی جاتی ہے جان

طفل با دایه نه استیزد ولیک — گرید او گرچه نه بد داند نه نیک

ترجمہ: دایہ سے لڑتا ہے بچہ اے عزیز — نیک و بد کی گو نہین اُسکو تمیز

شرح۔ یعنے اے وزیر تو ہماری دایہ اور ہمارا مربی ہے اور ہم تیرے بچے تو ہی خیال کر کہ لڑکا دایہ سے لڑتا نہین مگر اُسکی گود مین رہتا ہے اگرچہ اُسکو نیک و بد کی تمیز نہین۔ اسیطرح ہم بھی تیرے بچے ہین اور بچے کیطرح اسیلئے ہٹ کرتے ہین کہ شاید ہماری ضد مین کچھ ہمارا فائدہ ہو۔

ماچو چنگیم و تو زخمہ میزنی — زاری از ما نے تو زاری میکنی

ترجمہ: چنگ ہین ہم اور تو ہے زخمہ زن — ہم نہین ہین زار تو ہے نعرہ زن

شرح۔ اس شعر سے مولانا قدس سرہ نے بیان وحدت مطلق کی طرف انتقال کیا ہے چونکہ تمام موجودات مظاہر صفات حق ہین۔ اسیلئے ظاہر و مظہر اور شاہد و مشہود گویا واحد ہے۔ اور یہ وزیر کے مریدون کا مقولہ نہین بلکہ مولانا کی مناجات ہے شعر کا یہ مطلب ہے کہ ہم آلۂ ملاحظۂ صفات ہین۔ ہم مین تیری صفتین ظہور کیے ہوے ہین اور ہماری مثال ایسی ہے جیسا چنگ۔ یعنے جسطرح چنگ مین تمام اقسام کے نغمون کی استعداد ہے۔ مگر بلا مضراب وہ نغمے ظاہر نہین ہو سکتے اسیطرح ہم مین ارادہ و قدرت و افعال کے استعداد موجود ہے مگر جبتک تیری تحریک نہو وہ ارادے ہم سے ظاہر نہین ہو سکتے دوسرے مصرع مین زاری سے مراد آواز ہے۔ یعنے جسطرح چنگ سے بلا مضراب خود بخود آواز نہین نکلتی۔ اسیطرح فی الواقع ہماری آواز۔ ہماری زاری ہماری ذاتی آواز نہین ہے بلکہ حقیقت مین آواز کا پیدا کرنیوالا تو ہے۔

ماچو نائیم و نوا در ما ز تست — ماچو کوہیم و صدا در ما ز تست

ترجمہ: ہم ہین نے اور تو ہے مانند نوا — کوہ ہین ہم ہم مین ہے تیری صدا

شرح۔ نائے بمعنے نے۔ یعنے ہمارا تکلم تیرے اُس کلام کے اثر سے ہے جو تیری صفات ذاتیہ سے ہے اور جو حالات ہم مین موجود ہین تیری ہی طرف سے منعکس ہین جسطرح پہاڑ کی آواز جو آواز کرنے والے کیطرف پھر آتی ہے فی الواقع پہاڑ کی آواز نہین ہوتی۔ بلکہ اوس شخص کی ہوتی ہے تیرا وجود حقیقی ہے اور ہمارا وجود فانی اور وجود فانی مین جتنی حالتین اور صفتین پائی جاتی ہین تیرے ہی صفات کا عکس ہین۔ مثلاً ہم مین صفت غضب تیرے اسم جبار کا عکس ہے اور صفت رحم تیرے اسم رحیم کا و علے ہذا القیاس۔

ماچو شطرنجیم اندر برد و مات — برد و مات ما ز تست اے خوش صفات

ترجمہ: ہم مین ہے شطرنج کی سی برد و مات — تیری جانب سے ہے یہ اے خوش صفات

شرح۔ یعنے ہم صفت غالبیت اور مغلوبیت مین بازی شطرنج کی طرح ہین کبھی غالب ہین اور کبھی مغلوب اور یہ غالبیت و مغلوبیت تیری طرف سے ہے کیونکہ تو ہمارے افعال و اقوال و احوال کا خالق ہے قرآن مجید مین قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِندِ اللهِ

اور تعز من تشاء و تذل من تشاء موجود ہے یہ سب خدا کی طرف سے ہے اور وہ جسکو چاہتا ہے عزت دیتا ہے جسکو چاہتا ہے ذلت

ما کہ باشیم اے تو ما را جان جان — تا کہ ما باشیم با تو درمیان

ترجمہ — کون ہین ہم کچھ نہین اے جان جان — تو ہی تو ہے کون ہین ہم درمیان

جان جان روح الروح یعنے ممد حیات۔ یعنے ہماری کیا ہستی ہے کہ ایجاد افعال مین تیرے شریک ہو سکین

ما عدمہائیم وہستی ہائے ما — تو وجود مطلق فانی نما

ترجمہ — ہم عدم ہین اور ہستی ہے عدم — تو ہی تو موجود ہے اے ذی الکرم

شرح فانی نما بمعنے مظہر اشیائے فانیہ یعنے ہماری ہستی بالکل فانی ہے کیونکہ ہمارا وجود خارجی گو باعتبار ظاہر موجود ہے لیکن فی الحقیقت معدوم ہے اور تیرا وجود مطلق یعنے بلا قید فنا ہے اور تو اشیاء فانیہ کا مظہر ظاہر کرنیوالا ہے۔

ما ہمہ شیران ولے شیر علم — حملہ شان از باد باشد دمبدم

ترجمہ — شیر ہین ہم سب ولے شیر علم — ہے ہوا سے جسکو حرکت دمبدم

شرح۔ شیر علم۔ تصویر شیر۔ کہ ہیبت دشمن اور شگون غلبہ کے لیے جائے علم پر بھی دیتے ہین حملہ بمعنے حرکت و جنبش یعنے ہم شیر علم کے مانند ہین جسکو ہوا کے سبب جنبش ہوتی ہے۔ مطلب یہ کہ ہمارے حرکات و سکنات تیرے ہوائے ارادت پر موقوف ہین۔ جب تک تو شریک نہو ہم کچھ نہین کر سکتے۔

حملہ شان پیدا و ناپیدا ست باد — آنکہ ناپیداست از ما کم مباد

ترجمہ — حرکتین ظاہر ہوا ناپید ہے — یا الٰہی کم نہو ناپید شے

شرح۔ یعنے شیر علم کی حرکت تو محسوس ہوتی ہے۔ مگر ہوا جو فی الواقع اسکی محرک ہے بالکل ناپدید ہے۔ اسیطرح ہمارے حرکات و سکنات تو ظاہر ہین مگر محرک اصلی ناپدید ہے خدا کرے اس محرک کا عشق اور اسکی معرفت کا شوق ہمسے کم نہو

باد ما و بود ما از داد تست — ہستی ما جملہ از ایجاد تست

ترجمہ — یہ ہوا یہ بود تیری داد ہے — ہستی جملہ تری ایجاد ہے

شرح باد سے حرکت اور بود سے وجود اور ہستی سے حاصل وجود مراد ہے یعنے ہم موجود نہین ہین بلکہ موجود حق تو ہی ہے

لذت ہستی نمودی نیست را — عاشق خود کردہ بودی نیست را

ترجمہ — تو نے دی ہستی کی لذت نیست کو — اور بخشی اپنی الفت نیست کو

لذت انعام خود را وامگیر — نقل و بادہ و جام خود را وامگیر

ترجمہ — لذت انعام کو واپس نہ لے — نقل کو اور جام کو واپس نہ لے

شرح۔ یعنے تو نے عدم اضافی (انسان) کو ہستی کا ذائقہ چکھایا اور ازل مین اسکو اپنا عاشق بنالیا چنانچہ (الست بربکم قالوا بلٰی اسی عشق کیطرف اشارہ ہے) اب اپنے انعام کی لذت اس سے واپس نہ لے اور نقل معرفت اور بادہ محبت

اور کاسۂ حقیقت سے محروم نرکہہ شراب کے بعد ترش یا نمکین یا کباب وغیرہ کہانے کو نقل کہتے ہین۔

در بگیری کیست جست وجو کند — **نقش با نقاش چون نیرو کند**

ترجمہ: تو اگر لے لے تو واپس کون دے — نقش کیا نقاش سے طاقت کرے

شرح۔ یعنے اگر تو اپنے انعام کو چہین لے یا اُس سے محروم رکہے تو ایسا کون ہے جو تجہہ سے لے سکے۔ کیونکہ نقش یعنے انسان ہین۔ نقاش سے مقابلہ کرنیکی طاقت نہین ہے۔ یہ بیچارہ تو فقیر ہے جسطرح تونے قبل از استحقاق یعنے ازل مین اسکی پرورش کی ہے اسیطرح بعد استحقاق بہی اپنی نعمتون سے محروم نرکہہ۔

منگر اندر ما مکن در ما نظر — **اندر اکرام و سخائے خود نگر**

ترجمہ: کسلیے ستے ہے گناہون پر نظر — اپنے اکرام و سخا پر کر نظر

شرح۔ یعنے ہمارے خطاؤنکو ندیکہہ اپنی بخشش پر نظر رکہہ۔ ع بر ما منگر بر کرم خویش نگر۔

ما نبودیم و تقاضا ما نبود — **لطف تو ناگفتۂ ما را شنود**

ترجمہ: ہم نہ تہے کچہ اور تقاضا بہی نہ تہا — راز ناگفتہ کو تو نے سُن لیا

شرح۔ تقاضا سے طلب لسانی اور ناگفتۂ ما سے استعداد وجود مراد ہے۔ یعنے جب ہم صرف تیرے علم مین تہے اور اپنا ذاتی وجود نہ رکہتے تہے تو ہم مین طلب لسانی کی طاقت نتہی کیونکہ معدوم سے طلب ناممکن ہے۔ لیکن تیرا لطف ہماری استعداد وجود کو جانتا تہا یعنے اُسکو معلوم تہا کہ انسان اسکی استعداد رکہتا ہے کہ اُسکو وجود مین لایا جائے کیونکہ وہ اشرف المخلوقات ہونیوالا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مطلب یہ کہ جب تو وجود سے پہلے ہمپر مہربان تہا تو بعد ایجاد بہی مہربان رہ۔ کیونکہ ہم نہایت عاجز اور تیرے الطاف کے خوگر ہین۔

نقش باشد پیش نقاش و قلم — **عاجز و بستہ چو کودک در شکم**

ترجمہ: نقش صورت پیش نقاش و قلم — ہے مقید صورت طفل شکم

شرح۔ یعنے ہماری مثال ایسی ہے جیسے نقش کہ نقاش اور قلم کے سامنے عاجز اور مقید ہے جسطرح بچہ مان کے پیٹ مین۔ کہ اپنے بننے اور بگڑنے کا کچہ اختیار نہین رکہتا۔ مطلب یہ کہ انسان اگرچہ جزوی اختیارات رکہتا ہے مگر انسان کامل نے اپنے تمام اختیارات شاہ حقیقی کے سپرد کردیے ہین یا یہ کہ ہر متنفس کے افعال و حرکات اُسکے ارادہ پر موقوف ہین

پیش قدرت خلق جملہ بارگہ — **عاجزان چون پیش سوزن کارگہ**

ترجمہ: روبرو قدرت کے خلقِ بارگاہ — یونہی ہے جیسے پیش سوزن کارگاہ

شرح۔ کارگہ مخفف کارگاہ کام کرنیکا محل خصوصًا کپڑا بننے کی جگہ یہان کارگاہ سے وہ کپڑا جسپر پہول بوٹے بنائے جاتے ہین اور بارگاہ سے عالم مراد ہے یعنے تیری قدرت کے آگے مخلوق اور تمام عالم اسطرح عاجز ہے جسطرح

سوئی کے آگے کپڑا۔ سوئی جسطرح چاہے اُسکو بنائے یا بگاڑے۔

	گاہ نقش دیو گہ آدم کند	گاہ نقش شادی وگہ غم کند
ترجمہ	گاہ نقش دیو۔ گہ آدم کرے	گاہ نقش شادی وگہ غم کرے

شرح۔ یعنے اُس نقش کو کبھی نقش شیطان بنا دیتا ہے اور کبھی نقش آدم یعنے کبھی گمراہ کرتا ہے اور کبھی ہدایت دیتا ہے اور کبھی صفات انسانیہ عطا فرما کر روح کو خوش کر دیتا ہے اور کبھی صفات شیطانیہ دیکر مغموم بنا دیتا ہے۔

	دست نے تا دست جنباند بدفع	نطق نے تا دم زند از ضر و نفع
ترجمہ	کس مین طاقت ہے کرے جو اسکو دفع	کون دم مارے ضرر ہو یا ہو نفع

شرح۔ یعنے افراد مخلوق مین سے کسیکو یہ طاقت و اختیار نہین ہے کہ نقاش حقیقی کے نقوش مٹا دے اور نہ اتنی گویائی ہے کہ نفع و ضرر کی بابت کچھ دم مار سکے۔ بلکہ سب طرح کی طاقت اور ہر قسم کا اختیار خدا کو ہے۔

	تو ز قرآن باز خوان تفسیر بیت	گفت ایزد مارمیت اذ رمیت
ترجمہ	دیکھ لے قران مین تفسیر بیت	قول حق ہے مارمیت اذ رمیت

شرح یہ اس آیت کیطرف اشارہ ہے **فلم تقتلوہم ولکن اللہ قتلہم وما رمیت اذ رمیت** یہ آیت جنگ بدر مین نازل ہوی تہی جب کفار نے غلبہ کیا تو رسول مقبول نے اُنکی طرف کنکریون کی ایک مٹھی پہینکی جس سے وہ اندہے ہو کر جنگ سے باز رہے۔ مطلب یہ کہ اگر اے مخاطب تجکو ہمارے اشعار کی (جو عدم قدرت اور عجز کے باب مین ہین) شرح اور تفسیر دیکہنی منظور ہے تو اس آیت کو دیکھ اللہ تعالے نے رسول کی کنکریان پہینکنے کے فعل کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندہ کچھ نہین کر سکتا۔ بلکہ قادر مطلق اللہ تعالے ہے **نکتہ** اس آیت مین اول رسول سے فعل رمی کی نفی کیگئی پہر اذ رمیت سے اُسکا اثبات کیا گیا۔ پہر ولکن اللہ رمے سے نفی کی گئی اور صحابہ کی شان مین **فلم تقتلوہم ولکن اللہ قتلہم** آیا ہے یعنے اُنسے صرف اختیار قتل کی نفی کر کے اپنی طرف منسوب کیا ہے جسکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مراتب با عتبار خصوصیت مین رسول اللہ کا مرتبہ لے کے افعال کو اُنکی طرف منسوب نہ کرنے مین صحابہ سے زیادہ تہا۔ یہ نہایت باریک اور لطیف نکتہ ہے غور سے سمجھنا چاہیئے۔

	گر بپرانیم تیر آن کے ز ماست	ما کمان و تیر اندازش خداست
ترجمہ	تیر مین کب طاقت پرواز ہے	ہم کمان ہین اور وہ تیر انداز ہے

شرح یعنے ہمارے افعال و اقوال کی تیر جو ہمارے وجود کی کمان سے نکلے ہین یہ فی الحقیقت ہماری جانب سے نہین ہین کیونکہ ہم دست قدرت مین کمان کیطرح ہین اور تیر پہینکنے والا فی الواقع وہی ہے۔ ہم اک خفیف سا ظاہری وسیلہ ہین۔ اس شعر کے معنے پہلے شعر کے مطلب سے ملتے جلتے ہین۔

	این نہ جبر این معنی جبّاری ست	ذکر جباری برائے زاری ست
ترجمہ	جبر کب ہے یہ جبّاری کی شان	ہر زاری ذکر جباری کو جان

شرح - اِس شعر مین فرقۂ جبریہ اور قدریہ کا رد ہے - جبریہ کہتے ہین کہ بندہ کو اپنے افعال مین مطلق قدرت اور اختیار نہین ہے بلکہ خیر و شر اور بندہ کے جمیع حرکات و سکنات خاص افعال الٰہی ہین - بندہ ایک بوجہل پتھر کی مانند ہے - جو اپنے اختیار اور ارادہ سے متحرک نہین ہوتا - اور قدریہ کا مذہب اِسکے برعکس ہے وہ کہتے ہین کہ بندہ اپنے افعال کا خالق اور مختار کامل ہے اُسکو اللہ تعالےٰ کے مدد کی کچھ حاجت نہین - یہ دونو فرقے باطل پر ہین اور مذہب حق جو مولانا قدس سرہٗ اور تمام اہل سنت والجماعۃ کا ہے وُہ مذہب متوسط ہے جوان دونو کے مابین ہے - یعنے بندہ نہ تو بالکل مجبور ہے کہ اُسے پتھر سے تشبیہ دیجائے - اور نہ بالکل مختار ہے - کہ آپ اپنے افعال کا خالق ہو - بلکہ یون سمجھنا چاہیئے کہ خالق افعال اللہ تعالےٰ ہے اور کاسِب یعنے خیر و شر کا حاصل کرنیوالا بندہ ہے شعر کا مطلب یہ ہے کہ مولانا قدس سرہٗ کے سابق اشعار سے یہ معلوم ہوتا تہا کہ بندہ مجبور ہے کیونکہ اُنہون نے یہ فرمایا ہے کہ ہم گویا میت ہین اور جو افعال ہمسے صادر ہوتے ہین وُہ خالق کے افعال ہین اِس سے وہم ہوتا تہا کہ مولانا قدس سرہ نے فرقہ جبریہ کی تائید کی ہے - یہ شعر اس اعتراض کا جواب ہے یعنے ہمنے جو یہ کہا ہے کہ ہمارے افعال حق سبحانہ و تعالےٰ کے افعال ہین اور ہم گویا میت اور لاشئے ہین - اِس سے یہ مراد نہین کہ بندہ بالکل مجبور اور مسلوب الاختیار ہے - بلکہ ہمنے اللہ تعالےٰ کی جبّاری کے معنے بیان کیے ہین یعنے اللہ تعالےٰ افعال انسانی مین صفت جباریت کے ساتہ ظاہر ہوا ہے - جبّاری بمعنے جبر نقصان ہے - یعنے اصلاح امور و پُر کردن ہر شئے بچیزے کہ لایق آن باشد چونکہ عالم ارواح مین روحین بذات خود ارتکاب افعال کے لیے مستعد تہین اور اللہ تعالےٰ نے اپنے علم ازلی سے اِس استعداد کو جان لیا تہا اسلیئے انکو ایسے افعال سے پُر کردیا جنکی وہ لیاقت رکھتی تہین یعنے روح مومن کو افعال حسنہ سے اور روح کافر کو افعال سیئہ سے کیونکہ جبار اُسی کو کہتے ہین جسکی عطا مقتضائے اشیاء کے مطابق ہو بس تو جباری کے یہ معنے اختیار عبد کے منافی نہین ہین - نیز جبّار کے یہ معنے بہی ہوسکتے ہین کہ اُسنے اپنے بندونکو اوامر و نواہی کے بجالانے پر قادر و قاہر کردیا ہے - دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ جباری کا ذکر اسلیئے ہے کہ بندہ ہر فعل کے بجالانے کے وقت جناب باری مین اِس خوف سے زاری کرے کہ واللہ اعلم مقتضائے جبّاری اِس فعل کے متعلق طاعت ہے یا معصیت جباری کے یہ معنے نہین کہ خود معاصی مین گرفتار ہو کر اپنی معصیت کو اُسکی جبّاری کیطرف منسوب کردے - یہ مذہب خلاف سنت اور یہ عقیدہ قریب کفر ہے -

	زاری ما شد دلیل اضطرار	خجلت ما شد دلیل اختیار
ترجمہ	ہے تری زاری دلیل اضطرار	اور پشیمانی دلیل اختیار

شرح۔ یعنے ہماری زاری اور تضرع جو بعض افعال پر ہمسے صادر ہوتے ہیں یہ اثبات کی دلیل ہے کہ ہم مجبور اور مضطر ہین کیونکہ اگر ہمکو اپنے افعال پر اختیار ہوتا تو ہمسے ایسے گناہ نہوتے جنسے ہمکو زاری کرنی پڑتی لیکن اُنہی افعال قبیحہ سے ہماری خجلت اثبات کی دلیل ہے کہ ہمکو اپنے افعال پر اختیار ہی دیا گیا ہے۔ کیونکہ اگر اختیار نہوتا تو ہمکو خلق اور حق سے بُرے افعال پر خجالت کیون ہوتی۔ اِس سے معلوم ہوا کہ بندہ کو من وجہٖ اختیار ہی دیا گیا ہے۔

گر نبودے اختیار این شرم چیست ... وین دریغ و خجلت و آزرم چیست

ترجمہ: گر نہین مختار تو کیون شرم ہے ... کیون تجھے یہ خجلت و آزرم ہے

شرح توضیح سابق آزرم بمعنے غم و شرم کیونکہ اگر ہمکو اختیار نہوتا تو بیل اور گدہے اور دیگر جانورون کی طرح کسی گناہ سے شرم نہ آتی

زجر استادان بشاگردان چراست ... خاطر از تدبیرہا گردان چراست

ترجمہ: زجر اُستادان بشاگردان ہے کیون ... اور دل تدبیر کا خواہان ہے کیون

شرح یعنے اگر انسان کو اختیار نہوتا۔ تو اُستاد شاگرد پر مولے غلام پر خاوند بیوی پر کسی فعل معیوب کے باعث زجر نکر سکتا۔ اور آدمی کا دِل تدبیرون مین سرگردان نہ رہتا۔ حالانکہ بہت سے کام آدمی مشورۂ دل کے بعد کرتا ہے جو قابل کرنے کے دیکھا کیا اور جو نہ دیکھا نکیا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو جزوی اختیار دیا گیا ہے۔

ور تو گوئی غافلست از جبر او ... ماہ حق پنہان شد اندر ابر او

ترجمہ: یہ کہے گر تو کہ ہے بیشک وصف جبر ... یون نہان ہے ماہ جیسے زیر ابر

ہست این را خوش جواب ار بشنوی ... بگذری از کفر و در دین بگروی

ترجمہ: اِسکا سن لے یہ جواب اے بدشعار ... چھوڑکر تو کفر ہوگا دیندار

شرح یعنے ہم تو یہ کہتے ہین کہ آدمی کو جزوی اختیار دیا گیا ہے۔ لیکن اگر تو یہ اعتراض کرے کہ آدمی مختار نہین بلکہ بالکل مجبور ہے لیکن وہ جبر سے غافل ہے اور اِس بات کو جانتا نہین کہ ماہ حق یعنے کیفیت جبر الٰہی اُسکے افعال و اقوال مین پوشیدہ ہے تو ہم اُسکا جواب آیندہ شعرون مین دیتے ہین۔ جسکا سمجھنا منکر کو مومن بنادیگا۔

حسرت و زاری کہ در بیماریست ... وقت بیماری ہمہ بیداریست

ترجمہ: حسرت و زاری کہ بیماری مین ہے ... یہ بھی داخل تیری بیداری مین ہے

شرح۔ یعنے جسقدر حسرت و زاری بیماری کے وقت ہوتے ہی تندرستی کے وقت نہین ہوتی۔ اور بیماری کے وقت کی زاری گویا خواب غفلت سے بیداری ہے کیونکہ مصیبت کے وقت خدا زیادہ یاد آتا ہے اِس سے معلوم ہوا کہ اگر انسان مجبور ہوتا تو حسرت کے وقت بھی خدا سے غافل نہوتا۔ کیونکہ مجبور کو ہر حالت مین مجبور ہونا چاہیئے یہ کیا کہ خوشی کے زمانہ مین تو خدا سے غافل ہا اور بیماری یا مصیبت کیوقت زاری کرنے لگا۔

	آن زمان که میشوی بیمار تو	میکنی از جرم استغفار تو
ترجمہ	یعنے جب ہوتا ہے تو بیمار و زار	جرم سے کرتا ہے توبہ بار بار
	مینماید بر تو زشتی گنہ	میکنی نیّت که باز آیم بره
ترجمہ	تجہپہ کہلجاتی ہے زشتی گناہ	عہد کرتا ہے کہ لونگا نیک راہ
	عہد و پیمان میکنی که بعد ازین	جز که طاعت نبودم کار گزین
ترجمہ	بعد ازین یہ عہد یہ پیمان ہے	کار دین ہے اور میری جان ہے
	پس یقین گشت اینکه بیماری ترا	مے به بخشد ہوش و بیداری ترا
ترجمہ	پس ہوا ظاہر کہ بیماری تجہے	بخشتی ہے ہوش و بیداری تجہے

شرح - خلاصہ اشعار اور حاصل جواب یہ ہے کہ آدمی بیماری مین توبہ و استغفار اور یاد خدا زیادہ کرتا ہے اور غفلت سے بیدار رہتا ہے اور سرور مین غافل رہتا ہے پس اگر وہ مجبور ہوتا تو دونون حالتون مین یکسان رہتا اور ہر دم یاد خدا مین مصروف ہوتا کیونکہ مجبور کو سرور سے رجوع موجب غفلت ہے اکیا کام اور مجبور سے گناہی نہین ہا پہر توبہ سے کیا سروکار

	پس بدان این اصل را اے اصل جو	ہر کرا درد است او برد است بو
ترجمہ	جان رکھہ اِس اصل کو اے اصل جُو	دردِ دل سے آتی ہے کچہ اُسکی بو
	ہر که او بیدار تر پر درد تر	ہر که او آگاہ تر رخ زرد تر
ترجمہ	جو کہ ہے بیدار وُہ پر درد ہے	جو ہے آگاہ اُسکا چہرہ زرد ہے

شرح - پہلے شعر مین اصل اول بمعنے قاعدہ اور ثانی سے مراد ذات حق ہے - یہ دونو شعر تتمۂ جواب کے علاوہ ایک جدید فائدہ کے لئے ہین - یعنے اے انسان جب یہ معلوم ہوگیا کہ تو کلّی طور پر مجبور نہین بلکہ خدا کے اختیار دینے سے تہوڑی بہت قدرت بہی رکہتا ہے تو تجہپر اُس قادر مطلق کی معرفت حاصل کرنی فرض ہے اسیلئے اے حق کی تلاش کرنے والے اِس قاعدہ کو یاد رکہہ کہ جسکے دلمین عشق حقیقی کا درد ہے وہی بوئے معرفت حاصل کرسکتا ہے اور بیدار وہی ہے جو پُر درد ہو اور آگاہ حق وہی ہے جسکا چہرہ زرد ہو۔

	گر ز جبرش آگہی زاریت کو	جنبش زنجیر جبّاریت کو
ترجمہ	تو ہے گر مجبور تو زاری ہے کہا	جنبش زنجیر جبّار کی ہے کہا

شرح - یعنے اگر تو جبر خداوندی سے آگاہ ہے اور اپنے آپ کو مجبور جانتا ہے تو تیری زاری کہان گئی - کیونکہ زنجیر جباری کی حرکت یعنے علامت زاری ہے اسیلئے کہ جو شخص مجبور ہوتا ہے اُسکو سوائے زاری کے شادی و سرور سے مطلب نہین رہتا - یہان سے پہر مذہب جبریہ کا رد شروع ہوا ہے۔

بستہ در زنجیر زادی چون کند | چوب بشکستہ عمادی چون کند

ترجمہ: قید والے کی ہے آزادی زبون | ٹوٹی لکڑی کا نہین بنتا ستون

شرح۔ زادی مخفف آزادی۔ اور عمادی بمعنے کار عماد یعنے ٹوٹی ہوی لکڑی ستونکا کام نہین دیسکتی

کے اسیر حبس آزادی کند | کے گرفتار بلا شادی کند

ترجمہ: قید مین ہے جو وہ کب آزاد ہے | ہر گرفتار بلا ناشاد ہے

ور تو می بینی کہ پابت بستہ اند | بر تو سرہنگان شہ بنشستہ اند

ترجمہ: تو ہے گر پابستہ اے گم کردہ راہ | ہین معین تجھپہ سرہنگان شاہ

پس تو سرہنگی مکن با عاجزان | زانکہ نبود طبع و خوئے عاجز آن

ترجمہ: عاجزون پر کیون ہے سرہنگی ترا | عجز کا تجھہ مین نہین ہرگز پتا

شرح۔ یعنے اگر تو اپنے آپ کو مجبور اور عاجز اور پابستہ وبے اختیار سمجہتا ہے تو اپنے چھوٹون پر ظلم اور جبر کیون کرتا ہے کیونکہ عاجز عاجزون پر ظلم اور جبر نہین کیا کرتا یہ عاجز کی شان سے بالکل بعید ہے اس سے معلوم ہوا کہ تو عاجز اور مجبور نہین ہے۔ پہلے مصرع مین عاجزان جمع ہے اور دوسرے مین مفرد مع ضمیر۔ یہ دونو شعر قطعہ بند ہین۔

چون تو جبرا و نمی بینی مگو | ور ہمی بینی نشان دید گو

ترجمہ: تو نہین مجبور۔ تو خاموش رہ | اور اگر ناچار ہے تو ہے کہہ

شرح۔ یعنے اگر اے طالب تو اپنے آپ کو مجبور نہین جانتا۔ تو اپنی مجبوری کا اقرار نہ کر اور اگر جانتا ہے تو اسکی علامت دکہا۔ اور جبکہ کوئی علامت مجبور ہونیکی تجھمین نہین پائی جاتی تو تو کسیطرح مجبور نہین ہو سکتا۔

در ہر آن کاری کہ میلستت بدان | قدرت خود را ہمی بینی عیان

ترجمہ: جسکی رغبت ہے تجھے اے بے شعور | اسکے کرنے مین ہے تو قادر ضرور

در ہر آن کاری کہ میلت نیست و خواست | اندران جبری شوی کین از خداست

ترجمہ: اور تجھے جس فعل کی رغبت نہین | کہتا ہے مجبور ہون طاقت نہین

شرح۔ یعنے قائلان جبر اپنے جبر کو وسیلۂ ارتکاب معاصی جانتے ہین جس فعل کو جی چاہا کر گزرے اگرچہ معصیت ہو اور جسکو جی نچاہا ترک کردیا اگرچہ طاعت ہو۔

انبیا در کار دنیا جبری اند | کافران در کار عقبا جبری اند

ترجمہ: کار دنیا سے نبی مجبور ہین | کار عقبا سے شقی مجبور ہین

شرح۔ بطور موعظت فرماتے ہین کہ انبیا دنیا کے کامون مین اپنے نفس کو مجبور جانتے اور متوکل علے اللہ رہتے ہین

اپنی طرف سے معاملات دنیا مین سعی ہین کرتے اور کفار تو صرف کار دنیا مین اپنی سعی کرتے ہین اور کار ... ہین اپنا

نفس کو مجبور ظاہر کرتے ہین۔ بس تو آدمی کو انبیا کا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔

	انبیا را کار عقبےٰ اختیار	کافران را کار دنیا اختیار
ترجمہ	انبیا کو کار عقبےٰ ہے پسند	اشقیا کو کار دنیا ہے پسند
	زانکہ ہر مرغے بسوئے جنس خویش	میرود او در پس و جان پیش پیش
ترجمہ	کیونکہ ہر طائر کو میل جنس ہے	مومن و کافر کو میلِ جنس ہے

شرح مرغ سے ارادۂ نیک یا بد مراد ہے اور جان بمعنے روح یعنے ہر شخص کا نیک یا بد ارادہ پیچھے پیچھے رہتا ہے اور روح آگے آگے۔ چونکہ روح پہلے پیدا ہوئی ہے اور ارادہ پیچھے اسلیئے اگر روح کا مرکز سجین ہے تو ارادہ شقاوت اسکے پیچھے ہے اور اگر علیین ہے تو ارادہ سعادت کیونکہ حدیث مین آیا ہے السعید سعید فی الازل والشقی شقی فی الازل وکل میسر لما خلق لہ یعنے نیک اور بد ازل مین ہو چکے ہین دنیا مین نیکونکو نیک اور بدونکو بد کام آسان ہین

	کافران چون جنس سجین آمدند	سجن دنیا را خوش آئین آمدند
ترجمہ	کافرون کی جنس مین سجین ہے	سجن دنیا باعث تزئین ہے

شرح را بمعنے برائے اور خوش آئین بمعنے مناسب یعنے جنس اپنی جنس کی طرف مائل ہوتی ہے۔

	انبیا چون جنس علیین بدند	سوئے علیین بجان و دل شدند
ترجمہ	جنس علیین بنی ہین سربسر	سوے علیین ہے اُنکا سفر
	ایخدا بنما تو جانرا آن مقام	کاندرو بیحرف میروید کلام
ترجمہ	اے خدا جان کو دکہادے وُہ مقام	جسجگہ بے حرف ہوتا ہے کلام

شرح یعنے روح کو مقام علیین مین پہنچادے جہان خدا کا کلام بلا کیفیت حروف و آواز سنائی دیتا ہے

	این سخن پایان ندارد لیک ما	باز گوئیم آن تمامی قصہ را
ترجمہ	ایسی باتون کا نہین کچھ انتہا	کہنے دے قصہ کا باقی مدعا

	نومید کردن وزیر مریدانرا از نقض خلوت
ترجمہ	وزیر کا اپنے مریدون کو خلوت توڑنے سے نا اُمید کرنا

	آن وزیر از اندرون آواز داد	کاے مریدان از من این معلوم باد
ترجمہ	گوشۂ خلوت سے بولا بد صفات	اے مریدو یاد رکہنا میری بات

شرح باوجود اصرار مریدان وزیر مکار خلوت سے باہر نہ نکلا اور مریدونکو یہ جواب دیا کہ عیسےٰ کا حکم خلوت توڑنیکا نہین ہے

	کہ مرا عیسے چنین پیغام کرد	کز ہمہ یاران و خویشان باش فرد
ترجمہ	مجھکو پہنچا ہے یہ پیغام خدا	اپنے بیگانے سے رہ بالکل جدا
	روی بر دیوار کن تنہا نشین	وز وجودِ خویش ہم خلوت گزین
ترجمہ	رہ الگ سب سے تو اے تنہا نشین	اپنی ہستی سے بھی ہو خلوت گزین

شرح یعنے خلوت نشین ہوکر صفات بشریہ ترک کرکے صفات ملکیتہ حاصل کر خلوت زوجود بمعنے ترک وجود ہے۔

	بعد ازین دستوری گفتار نیست	بعد ازین با گفتگو ہم کار نیست
ترجمہ	بعد اسکے بولنا تک ہے حرام	گفتگو سے میں نہیں رکھونگا کام
	الوداع اید وستان من مردہ ام	رخت بر چارم فلک بر بردہ ام
ترجمہ	رخصت اے لوگو کہ میں تو مرگیا	اب گیا اور چرخ چارم پر گیا

شرح یعنے مرتبۂ موتوا قبل ان تموتوا حاصل کیا ہے۔ اور عالم فانی سے رحلت کرکے مرتبۂ عالی پر پہنچگیا ہوں چرخ چارم کی تخصیص مناسبت عیسے کے سبب سے ہے ورنہ اس سے مطلق مرتبۂ عالی مراد ہے **فائدہ** حضرت عیسے کا فلک چہارم پر ہونا مشہور بات ہے۔ مگر فی الواقع وہ آسمان دوم پر ہیں چنانچہ شب معراج رسول علیہ الصلوۃ نے اُنسے آسمان دوم پر ہی ملاقات کی ہے اور حضرت یحیے بھی یہیں ہیں۔ البتہ حضرت ادریس چارم فلک پر ہیں پھر مولانا کا یہ مصرع فرمانا کہ بر فراز آسمان چارمین یا تو وزیر کی زبان سے ہے یا یہ کہ مولانا نے شعر میں شاعروں کا مشہور مقولہ نقل کردیا ہے

	تا بزیر چرخ ناری چون حطب	من نسوزم در عنا و در عطب
ترجمہ	کیوں جلوں اس چرخ ناری کے تلے	آتش رنج و ہلاک و درد سے

شرح حطب لکڑی اور عطب ہلاکت۔ یعنے میں خلوت نشین ہوکر دنیوی مشقت اور محنت اور ہلاکت سے بچوں گا کیونکہ اہل دنیا کی دنیوی گرفتاری اُنکے لیئے گویا آگ ہے۔ یعنے میں اسلیئے آسمان پر جاتا ہوں تاکہ چرخ ناری کے نیچے ہوکر لکڑی کیطرح نجلوں

	پہلوی عیسے نشینم بعد ازین	بر فرازِ آسمانِ چارمین
ترجمہ	نزد عیسے جاؤنگا میں بعد ازین	اب ہے عزم آسمانِ چارمین
	وانگہانی آن امیران را بخواند	یک بیک تنہا بہر یک حرف راند
ترجمہ	پھر امیروں کو بلاکر اپنے پاس	کہہ گیا ایک ایک سے وہ بد اساس

شرح یک بیک لفظ خواند سے متعلق ہے یعنے ایک ایک امیر کو الگ الگ بلاکر سمجھایا اور سب کو دھوکا دیا۔ اس دھوکا دینے کا مفصل حال آئندہ داستان میں مذکور ہے

فریفتن وزیر امیران را ہر یک بنوعے وطریقے

ترجمہ — اُس مکار وزیر کا ہر امیر کو الگ الگ بلا کر جدا جدا طریق سے فریب دینا۔

گفت ہر یک را بدین عیسوی — نائب حق و خلیفہ من توئی

ترجمہ — یعنے ہر شان دین عیسوی — نائب حق اور خلیفہ ہے توئی

وان امیران دگر اتباع تو — کرد عیسے جملہ را اشیاع تو

ترجمہ — اور ہین تیرے سوا جتنی امیر — سب ہین تیرے بندہ فرمان پذیر

ہر امیرے کو کشد گردن بگیر — یا بکش یا خود ہمیدارش اسیر

ترجمہ — حکم سے تیرے ہو باہر جو امیر — جان سے مار اُسکو یا کر لے اسیر

لیک تا من زندہ ام این را مگو — تا نمیرم این ریاست را مجو

ترجمہ — لیک میری زندگی تک رہ خموش — اس ریاست کا نہ لانا دل مین جوش

تا نمیرم من تو این پیدا مکن — دعوی شاہی و استیلا مکن

ترجمہ — میرے جیتے جی یہ کام اصلا نہو — دعوی شاہی و استیلا نہو

اینک این طومار و احکام مسیح — یک بیک برخوان تو بر امت فصیح

ترجمہ — لے یہ ہین طومار و احکام مسیح — اُنکو پڑھیو سب پہ با نطق فصیح

شرح۔ لفظ فصیح ضمیر برخوان سے حال واقع ہوا ہے۔ اور اشیاع بمعنے انصار و مددگار ہے۔

ہر امیرے را چنین گفت او جدا — نیست نائب جز تو در دین خدا

ترجمہ — اِسطرح ایک اک کو سمجھایا جدا — ہے توئی تو نائب دین خدا

ہر یکے را کرد او یک یک عزیز — ہر چہ آنرا گفت این را گفت نیز

ترجمہ — اُسنے ایک اک کو خلیفہ کرلیا — جو کہا اُس سے وُہی اس سے کہا

ہر یکے را او یکے طومار داد — ہر یکے ضد دگر بود المراد

ترجمہ — اور دی ایک ایک کو ایک اِک کتاب — مختلف ہر ایک کی ہر فصل و باب

شرح۔ المراد بمعنی حاصل کلام۔ یا یہ کہ ہر طومار کا مضمون و مراد طومار دیگر کی ضد تہا اسوقت المراد بمعنے فی المراد ہوگا پہلے شعر مین عزیز بمعنے خلیفہ ہے۔ اور بعض نسخون مین ہر یکے را کرد اندر سر عزیز ہے۔

جملگی طومارہا بد مختلف — ہمچو شکل حرفہا۔ یا تا الف

ترجمہ — سب کے سب طومار تہے وُہ مختلف — مختلف ہین جسطرح بے سے تے الف

شرح - با تا الف حرفہا سے بدل واقع ہوا ہے جسکو عطف بیان کہنا چاہیئے یعنے الف - بے تے کے حرفون کی طرح سارے نامے مختلف تھے - یعنے اُن صحیفون مین اختلاف لفظی ہی تہا - اور معنوی بہی -

حکم این طومار ضد حکم آن ... پیش ازین کردیم این ضد را بیان

ترجمہ - حکم ہر طومار تہا باہم خلاف ... ذکر جسکا ہو چکا ہے صاف صاف

کشتن وزیر خود را در خلوت از مریدان

ترجمہ - وزیر کا مریدون سے الگ ہوکر خلوت مین اپنے آپ کو جان سے مار ڈالنا

بعد ازان چل روز دیگر در ببست ... خویش کشت و از وجود خود برست

ترجمہ - بیٹھکر خلوت مین پہر چالیس روز ... خودکشی سے مر گیا وہ کینہ توز

شرح - اس وزیر نے اپنے بادشاہ کی رضاجوئی کے لیے خودکشی کی جو شرعاً ممنوع ہے چونکہ اس مکار نے مجازی بادشاہ کی اطاعت کے لیئے حقیقی بادشاہ کی مخالفت کی اسلیئے گنہگار اور جہنمی ہوا - مگر یہان سے یہ نکلتا ہے کہ اگر سالک اپنے بادشاہ حقیقی کی رضاجوئی کے لیے نفس امارہ کو مار ڈالیگا تو اُسے ضرور وجود باقی مرحمت ہوگا

چونکہ خلق از مرگ او آگاہ شد ... بر سر گورش قیامتگاہ شد

ترجمہ - باخبر اس سے ہوے جس دم مرید ... ہو گیا مدفن پر اک محشر پدید

خلق چندان جمع شد بر گور او ... موکنان جامہ دران در شور او

ترجمہ - مجتمع مخلوق مدفن پر ہوی ... سوگ مین مرشد کی جامہ در ہوی

شرح - قیامتگاہ سے ہنگامۂ محشر - شور سے ماتم اور چندان بمعنے بسیار ہے موکندن بال کہسوٹنا - جامہ دریدن کپڑے پہاڑنا

کان عدد را ہم خدا داند شمرد ... از عرب وز ترک وز رومی و کرد

ترجمہ - نعرہ زن شیون کنان تہے سب کے سب ... ترکی و رومی و کُردی و عرب

خاک او کردند بر سرہای خویش ... درد او دیدند درمانہای خویش

ترجمہ - ڈالتے تہے غم سے اپنے سر مین خاک ... اور ہوے جاتے تہے ماتم مین ہلاک

شرح - ضمیر او گور کیطرف ہے اور لفظ خویش علاوہ اپنے مشہور معانی کے بمعنے خوش و خوب بہی آیا ہے اس شعر مین پہلا خویش بمعنے خود ہے اور دوسرا بمعنے خوش ورنہ قافیہ ناجائز ہوگا - کُرد ایران کے ایک ملک یا صحرانشین ایک فرقہ کا نام ہے یعنے اُسکی گور پر عرب ترک رومی کُرد اسقدر جمع ہوے جنکی گنتی خدا کو معلوم ہے -

آن خلایق بر سر گورش مہے ... کردہ خون را از دو چشم خود رہے

ترجمہ - قبر پر اُسکی رہے اک ماہ تک ... خون آنکھون سے بہایا راہ تک

مخفف ماہ ۔ بمعنے مہتیا ۔ درہ مخفف راہ مراد ابمعنے جاری ۔ اول مصرع مین یائے مجہول بجائے وحدت ہے اور دوم مین زائد

جملہ از درد فراقش در فغان — ہم شہان و ہم کہان ہم مہان

ترجمہ — درد ہجران سے تہے مرشد کے تباہ — سب بڑے چہوٹے فقیر و بادشاہ

بعد ماہے خلق گفتند اے مہان — از امیران کیست بر جایش نشان

ترجمہ — پہر امیرون سے یہ لوگون نے کہا — جانشین اب کون مرشد کا رہا

شرح ۔ خلق سے اُمت حضرت عیسے اور نشان سے خلیفہ اور جانشین مراد ہے ۔ جو مرشد کی علامت ہوتا ہے ۔

تا بجائے او شناسیمش امام — تا کہ کار ما ازو گردد تمام

ترجمہ — تا کہ ہم اُس شخص کو سمجہین امام — اور کار دین ہو با انتظام

سر ہمہ بر اختیار او نہیم — دست در دامان و دست او زنیم

ترجمہ — اُسکے آگے سر جہکائین سب مرید — اُسکے ہاتون عقد بیعت ہو جدید

شرح ۔ بعض نسخون مین دست در دامان و دست او دہیم ہے اور مطلب دونو نسخون کا ایک ہے

چونکہ شد خورشید و ما را کرد داغ — چارہ نبود بر مقامش جز چراغ

ترجمہ — مہر نے چہپکر دیا جب ہمکو داغ — روشنی ہو کس سے حاصل جز چراغ

شرح ۔ داغ کردن بمعنے داغ دادن ۔ یعنے جب مرشد چہپ گیا (وزیر مرگیا) اور ہمکو آتش فراق کا داغ دیگیا ۔ تو سوائے اِسکے کوئی چارہ نہین کہ ظلمت نفس دور کرنیکے لیے ہم کسی چراغ کو ڈہونڈین یعنے کوئی خلیفہ مقرر کرین ۔

چونکہ شد از پیش دیدہ روئے یار — نائبے باید ازو ما یادگار

ترجمہ — چہپ گیا پردے مین جبدم روئے یار — ہو کوئی تصویر اُسکی یادگار

چونکہ گل بگذشت و گلشن شد خراب — بوئے گل را از کہ جوئیم از گلاب

ترجمہ — جب نہو گل اور گلشن ہو خراب — گل کی خوشبو دے ہی دیتا ہے گلاب

شرح ۔ مطلب یہ کہ خلیفہ مین سے ہی مرشد کی موت کے بعد اُسکی بو آیا کرتی ہے ۔ اسیلئے ضرور کسیکو مرنیوالے کا خلیفہ مقرر کرنا چاہیے ۔ اِس شعر کی مفصل شرح گزرچکی ہے ۔ مگر حسب اقتضائے مقام وہان اور معنے تہے یہان اور مین

چون خدا اندر نیاید در عیان — نائب حقند این پیغمبران

ترجمہ — چونکہ بے پردہ نہین ہوتا خدا — کردیا نبیون کو اُسنے مقتدا

شرح ۔ یعنے چونکہ اللہ تعالے مخلوق پر ظاہر نہین ہوتا ۔ اسیلئے پیغمبرون کو اپنا نائب بناکر حکومت و اظہار اسرار قدرت کے لیئے بہیجتا ہے ۔ اِس قاعدہ سے نائب کا تقرر اور اُسکی اطاعت لازم ہے

نے غلط گفتم کہ نائب یا منوب ‖ گر دو پنداری قبیح آید نہ خوب

ترجمہ: یہ غلط ہے بلکہ نائب اور منوب ‖ انکو دو کہنا نہیں ہے قولِ خوب

شرح۔ یہان سے مولانا نے اسرار کا بیان شروع کیا ہے۔ یعنے مینے جو یہ کہا ہے کہ پیغمبر نائب حق ہین اور اس سے نائب اور منوب مین امتیاز اور فرق کا احتمال پیدا ہوتا ہے یہ بات غلط ہے۔ کیونکہ نائب اور منوب کو دو یعنے الگ الگ خیال کرنا قباحت بلکہ سخت قباحت ہے۔ نائب و منوب ایک ہین اور حق پیغمبر ان کی صورت مین ظاہر ہوتا ہے قرآن مجید مین ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ اور ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ۔ یعنے جو رسول کی اطاعت کرتے ہین وہ بالتحقیق خدا کی اطاعت کرتے ہین اور اے رسول جو تجھسے بیعت کرتے ہین وہ خدا سے بیعت کرتے ہین۔

نے دو باشد تا توئی صورت پرست ‖ پیش او یک گشت کز صورت برست

ترجمہ: یہ دوئی ہے اہل صورت کے لیے ‖ وحدت ارباب حقیقت کے لیے

شرح اس شعر مین لفظ نے سے پہلے شعر کے غلط ہونیکا انکار کیا گیا ہے۔ یعنے نائب و منوب کی دوئی کا بہمہ طور غلط ہونا درست نہین ہے بلکہ وہ صورت پرستون کے نزدیک دو ہین کیونکہ یہ لوگ تعین اور تشخص کیطرف نگاہ رکھتے ہین۔ اور جو صورت پرستی سے نجات پاکر نظر حقیقت سے دیکھتے ہین اُنکے نزدیک دونو ایک ہین نائب نیابت کرنیوالا اور منوب جسکی طرف سے نیابت کیجائے مثلاً پیغمبر اور اللہ تعالےٰ۔

چون بصورت بنگری چشم تو دوست ‖ تو بنورش در نگر کز چشم رُست

ترجمہ: تیری آنکھین دو ہین ظاہر مین مگر ‖ نور ان دونو کا ہے ایک اے بشر

شرح۔ مضمون سابق کی توضیح ہے بطریق تمثیل۔ یعنے جب تو باعتبار صورت دیکھیگا تو تجکو تیری آنکھین دو نظر آئیگی لیکن اگر شخص آنکھونکی روشنی کیطرف دیکھے جو آنکھون سے پیدا ہوتی ہے کہ وہ ایک ہی ہے رست بالظہار و اوصیغہ ماضی از رستن۔ بعض نسخون مین یہ شعر اسطرح ہے۔ چون بصورت بنگری چشمت دو ست ؛ تو بنورش در نگر کان یک تو ست تو۔ براو مجہول بمعنے پردہ و تہ۔ پہلی صورت مین رستن بمعنے اُگنا اور پیدا ہونا ہے۔

لاجرم چون بر یکے افتد بصر ‖ آن یکے باشد۔ دو ناید در نظر

ترجمہ: ایک شئے پر جب نظر پڑتی ہے یار ‖ وہ نہین آتین نظر وہ زینہار

شرح۔ چونکہ آنکھہ کا نور ایک ہے اسلیئے جب کسی واحد چیز پر نگاہ جائیگی تو ایک ہی نظر آئیگی۔ مطلب یہ کہ نور متعدد نہین ہوسکتا۔ اگر دونو آنکھون کے دو نور الگ الگ ہوتے تو ہر چیز دو ہوکر دکھائی دیتی۔

نور ہر دو چشم نتوان فرق کرد ‖ چونکہ بر نورش نظر انداخت مرد

ترجمہ: نور ہر دو چشم ہے بے امتیاز ‖ رکھہ نظر وحدت پہ تا کھلجائے راز

شرح - یعنے جب آدمی اپنے آنکھون کے نور پر نظر ڈالے تو دونو نکا نور ممتاز اور جدا نہین ہوتا - اسیطرح سے ہی نور ہے
اور انبیا اولیا بھی نور ہین - ایک نور دوسرے نور سے جدا نہین ہے

دربیان آنکہ جملہ پیغمبران برحق اندکہ لانفرق بین احدٍ من رسلہ

ترجمہ: اسبات کا ذکر کہ تمام پیغمبران برحق ہین اور ہم کسی مین تفریق نہین کرتے

ده چراغ ار حاضر آری در مکان	هر یکے باشد بصورت غیر آن
ترجمہ: گر جلاؤ دس بوقت شب چراغ	مختلف صورت مین ہونگے سب چراغ
فرق نتوان کرد نور هر یکے	چون بنورش روی آری بیشکے
ترجمہ: لیکن انکا نور بالکل ایک ہے	شک نہین کرتا جو مرد نیک ہے

شرح: اتحاد نور نائب و منوب کی توضیح ہے بطریق تمثیل اور بیشکے پہلے مصرع سے متعلق ہے-

اطلب المعنی من الفرقان و قل	لانفرق بین آحاد الرسل
ترجمہ: سن لے یہ فرمان حق ہے اے رجل	لانفرق بین احدٍ من رسل

شرح - یعنے اگر تجکو اتحاد نور کی دلیل چاہیئے تو قرآن مجید مین موجود ہے - لانفرق بین احدٍ من رسلہ اسکے ظاہری معنے یہ ہین کہ ہم رسولون مین فرق نہ کرینگے کہ ایک پر ایمان لائین اور ایک پر نہ لائین - اور باطنی مطلب یہ ہے کہ اگرچہ انبیا بحسب صورت و تعین مختلف ہین لیکن بحسب حقیقت ایک ہی نور ہین کے نور ہین - بعض نسخون مین لانفرق بین احد من رسل ہے اور یہ نسخہ پہلے سے اچھا ہے-

گر تو صد سیب و صد آبی بشمری	صد نماید یک شود چون بفشری
ترجمہ: صد انار و بہ کو توڑے گر کوئی	ایک ہوجائین نچوڑے گر کوئی

شرح - آبی - یعنے بہی مشہور پھل جسکو فارسی مین بہ اور اردو مین بہی کہتے ہین یعنے ظاہر مین بہت سے سیب اور بہی نظر آتے ہین مگر جب کہ آدمی انکو نچوڑ لیتا ہے تو سب ایک ہوجاتے ہین - یعنے باعتبار معنے واحد ہین

در معانی قسمت و اعداد نیست	در معانی تجزیه و افراد نیست
ترجمہ: قسمت و اعداد معنی مین نہین	تجزیہ افراد معنی مین نہین

شرح - کیونکہ تجزیہ اور اعداد صورت کا خاصہ ہے - تجزیہ ٹکڑے کرنے کو اور اعداد گنتی کو کہتے ہین-

اتحاد یار با یاران خوش است	پای معنی گیر صورت سرکش است
ترجمہ: اتحاد دوستان سے منہ نہ موڑ	طالب معنی ہو اور صورت کو چھوڑ

شرح - یعنے صورت اتحاد سے نفرت کرتی ہے اسلیئے تو معنے کی طلب کر کہ وصل حقیقی تک پہنچ جائے اور تجزیہ

وحدت کہلاتے ہے۔ صورت پرست ہمیشہ معنی سے محروم اور پریشان حال رہتا ہے۔

صورت سرکش گدازان کن بجز	تا بہ بینی زیر او وحدت چو گنج
ترجمہ: صورت سرکش کو غافل کر گداز	تاکہ ملجائے بجھے وحدت کا راز

شرح۔ یعنے صورت جو معنی سے سرکش او ر نافر ہے آتش عشق اور ریاضت باطنی سے گداز کر۔ تاکہ خزانہ وحدت ملجائے

ور تو نگدازی عنایتہائے او	خود گداز دا اے دلم مولاے او
ترجمہ: ورنہ رکھہ چشم عنایتہائے رب	جو بنادے گا وہ تیرے کام سب

شرح۔ یعنے اگر تمہین اتنی طاقت نہین کہ اپنے وجود کو آتش عشق اور ریاضت سے گداز کرسکے تو اسکی عنایتون سے توفیق کی خواستگاری کر اسکی عنایتین سب کچھ کرسکتے ہین۔ اس سے یہ ہی نکلتا ہے کہ معرفت فی الواقع ریاضت پر موقوف نہین جب تک عنایت حق شامل حال نہو۔ مولا۔ بمعنے غلام ہے۔

او نماید ہم بدلہا خویش را	او بدوزد خرقۂ درویش را
ترجمہ: ہے وہی جلوہ نما ہر خویش کا	بخیہ گر ہے خرقۂ درویش کا

شرح یہ اللہ کی عنایتون کا مختصر بیان ہے مگر انتہا درجہ کا ہے۔ یعنے وہ عارفون کے دلون مین اپنا جلوہ دکہاتا ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہے رأے قلبی ربی میرے دل نے اپنے خدا کو دیکہہ لیا ہے۔ اور حضرت علی کا قول ہے لا اعبد ربًا لم اراہ مین اُس خدا کی عبادت نہین کرتا جسکو مینے نہ دیکہا ہو۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ وہ عارف کے دل شکستہ کو۔ جو عالم کثرت کے کانٹون اور دنیا کی محبت سے پارہ پارہ ہوگیا ہے۔ اپنے رشتۂ عنایت و کرم سے سی دیتا ہے۔ خرقۂ درویش سے دل عارف مراد ہے

منبسط بودیم و یک جوہر ہمہ	بے سر و بے پا بدیم آن سر ہمہ
ترجمہ: حیف ہم تہے ایک جوہر سب کے سب	سوئے حق بے پا و بے سر سب کے سب

شرح۔ ان اشعار مین مرتبۂ روح کی طرف اشارہ ہے جس سے وحدت کا ثبوت ملتا ہے۔ یعنے ہم عالم ارواح مین خوش تہے کیونکہ سب کے سب جوہر فرد یعنے ایک شے تہے مطلب یہ کہ ہمارا ثبوت اور تعین فقط علم الٰہی مین تہا اور ہم علم الٰہی مین موجود ہونے کے وقت ظاہری اور جسمی ترکیب سے خالی اور بے سر و پا تہے آن سر بمعنے آنجانب یعنے علم الٰہی جو موجودات و غیر موجودات سب کا مخزن ہے۔

یک گہر بودیم ہمچون آفتاب	بے گرہ بودیم صافی ہمچو آب
ترجمہ: ایک گوہر تہے برنگ آفتاب	بے تعین بے گرہ مانند آب

شرح۔ یک گہر بمعنے جوہر فرد۔ یعنے ایک شیے اور بے گرہ بمعنے بے تعین اور بلا ترکیب جسمی۔

چون بصورت آمد آن نور سره | شد عدد چون سایہائے کنگره

ترجمہ: آگیا جب جسم مین نور سرہ | بنگیا چون سایہائے کنگرہ

شرح: سرہ بمعنے خالص و برگزیدہ نور سے مراد نور ذات حق ہے یا روح۔ یعنے روح جب صورت یعنے بدن مین آئی تو متعدد ہو گئی۔ ظاہر مین ٹکڑے ٹکڑے ہو کر الگ الگ نظر آنے لگی ۔ یعنے روح کے اعداد جسمون کے اعداد کے برابر ہو گئے اور اس تعدد ارواح کی ایسی مثال ہے۔ جیسے قلعہ کے کنگورونکا سایہ۔ کہ کنگورون کے سبب متعدد معلوم ہوتا ہے ورنہ سایہ اپنی ذات مین متعدد نہین ہے اس تشبیہ مین قلعہ کے کنگرہ سے جسم اور کنگرہ قلعہ سے روح مراد ہے۔ جسطرح سایہ اجزا اور اعداد سے کچہ سروکار نہین رکہتا اسیطرح روح اجزاء و اعداد سے بالکل پاک ہے

کنگرہ ویران کنید از منجنیق | تا رود فرق از میان این فریق

ترجمہ: کنگرے ڈہا دو جو لیکر منجنیق | رفع ہو جائے خلاف ہر فریق

شرح: منجنیق فلاخن جسمین بڑے بڑے پتہر رکہکے مار کر قلعہ کی دیوارونکو توڑ دیتے ہین۔ یعنے گو یا یعنے کنگرہ جسم کو ریاضت اور توحید کے منجنیق سے ویران کردو۔ تاکہ ذرہ کائنات سے فرق اور اختلاف جاتا رہے

در بیان آنکہ انبیا را گفتند تکلموا الناس علیٰ قدر عقولہم۔ زیراکہ آنچہ ندانند انکار کنند و آن انکار ایشانرا زیان دارد۔ قال علیہ السلام امرنا ان ننزل الناس منازلہم

ترجمہ: انبیا کو حکم الہی تہا کہ لوگون سے انکی عقلون کے موافق کلام کیا کرین کیونکہ لوگ جس چیز کو نہ جانینگے اسکا انکار کرینگے اور یہ انکار باعث نقصان ہوگا۔ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ ہم لوگون کو علے قدر مراتب رکہنے پر مامور ہوے ہین

شرح این را گفتمے من از مرے | لیک ترسم تا نہ لغزد خاطرے

ترجمہ: شرح اس وحدت کی کرتے خوب ہم | خوف ہے لیکن کہ پہسلین گے قدم

شرح: مری جانور کا تیز ہانکنا مجازاً بمعنے کوشش شعر مین مری بلحاظ قافیہ خاطرے بطور امالہ یائے مجہول کے ساتہ ہے یعنے میرا ارادہ تہا کہ سر وحدت کو کوشش کے ساتہ نہایت مشرح طور پر بیان کرتا مگر اسبات کا خوف ہے کہ کسیکے دل کا قدم راہ شریعت سے نہ پہسل جائے کیونکہ مسائل سر وحدت کا سمجہنا محل لغزش اقدام ہے۔ کند ذہن لوگ اسکو نہین سمجہ سکتے بلکہ اپنی نافہمی کے باعث الحاد مین مبتلا ہو جاتے ہین۔

نکتہا چون تیغ الماس ست تیز | گر نداری تو سپر واپس گریز

ترجمہ: نکتے ہین تلوار سے بہی تیز تر | بہاگ جا واپس۔ نہین ہے گر سپر

شرح: یعنے وہ نکتے جو وحدت سے متعلق ہین تلوار کے مانند تیز ہین۔ اے مخاطب اگر تیرے پاس عقل و فہم کے ڈہال نہین ہے تو اس تلوار کے سامنے سے بہاگ جا۔ اور ان نکتون کے سیکہنے کی جرأت نکر۔ تیغ الماس۔ تیغ آبدار۔

پیش این الماس بے اسپر میا — کز بریدن تیغ را نبود حیا

ترجمہ: اسکے آگے بے سپر ہرگز نہ آ — کاٹنے سے تیغ کو کب ہے حیا

شرح: یعنے اس تلوار کے سامنے بلا استعداد فہم نہ آ کیونکہ تلوار کا کام کاٹ دینا ہے اُسکو کاٹنے سے شرم نہین آتی۔ تو اگر بلا استعداد سرِ وحدت کو معلوم کیا چاہیگا تو ملحد ہو جائیگا۔

زین سبب من تیغ را کردم غلاف — تا کہ کژ خوانے نخواند بر خلاف

ترجمہ: کرلیا ہے تیغ کو سینے غلاف — تا کوئی کج خوان نہ سمجھے برخلاف

شرح: تیغ سے نکات وحدت کا ذکر اور کژ خوان سے نافہم مراد ہے۔ جو نکتوں کو سمجھ نہین سکتا۔

آمدیم اندر تمامی داستان — در وفاداری جمع راستان

ترجمہ: کہتے ہین اب ہم بقیہ داستان — وہ وفاداری جمع راستان

شرح: یعنے اب ہم وزیر کے بقیۂ داستانکو بیان کرتے ہین اور اُس مجمع راستان (مریدان وزیر) کی پوری حکایت لکھتے ہین۔ اُس گروہ کو مجمع راستان باعتبار اعتقاد وزیر کہا گیا ہے۔

کز پس این پیشوا بر خاستند — بر مقامش نائبے میخواستند

ترجمہ: اُسکے پیچھے پیشوا اُٹھے تمام — چاہتے تھے اُسکا ایک قائم مقام

منازعت کردن امرا با یکدیگر درباب ولیعہدی

ترجمہ: ولیعہدی کے باب مین امیرونکا باہمی تنازع

یک امیرے زان امیران پیش رفت — پیش آن قوم وفا اندیش رفت

ترجمہ: اُن امیرون مین سے آیا اک امیر — پیش آن قوم وفادار وزیر

گفت اینک نائب آن مرد من — نائب عیسے منم اندر زمن

ترجمہ: اور کہا قائم مقام اُسکا ہون مین — نائب حق نائب عیسے ہون مین

شرح: اینک بمعنے ببین این را فعل با فاعل محذوف ہے اور مطلب یہ ہے کہ بارہ مین سے ایک امیر نے نصرانیون سے یہ کہا کہ پولوس عیسے کا نائب تھا اور مین پولوس کا نائب ہون تو نتیجہ یہ نکلا کہ مین عیسے کا نائب ہون

اینک این طومار برہان منست — کین نیابت بعد ازو آن منست

ترجمہ: اے لو یہ طومار ہے حجت مری — شک نہین کچھ اب نیابت ہے مری

آن امیر دیگر آمد از کمین — دعوی او در خلافت بد ہمین

ترجمہ: اتنے مین اک آگیا دیگر امیر — مدعی اسکی خلافت کا سریر

از بغل او نیز طوماری نمود	تا برآمد هر دو را خشم و جحود
ترجمہ: ایک صحیفہ اُسنے بھی دکھلا دیا	دوسرے نے ایک کو جھوٹا کیا

شرح۔ آن بمعنے ملک نمود بمعنے ظاہر کرد و جحود بمعنے انکار ہے۔ مطلب کہ خلافت کے تمام جھوٹے مدعی ایک دوسرے کے منکر تھے۔

وان امیران دگر یک یک قطار	بر کشیده تیغهای آبدار
ترجمہ: ہر امیران دگر ہو کر قطار	کھینچ بیٹھے تیغہائے آبدار
هر یکی را تیغ و طوماری بدست	درهم افتادند چون پیلان مست
ترجمہ: اک صحیفہ اور اک خنجر بدست	لڑپڑے یون جسطرح پیلان مست
هر امیری داشت خیلی بیکران	تیغها بر کشیده آن زمان
ترجمہ: پاس تہا ہر ایک کے لشکر بہت	کھینچ لیے اک آن مین خنجر بہت
صد هزاران مرد ترسا کشته شد	تا ز سرهای بریده پشته شد
ترجمہ: سیکڑون عیسائی کشتہ ہو گئے	سر کٹے اتنے کہ پشتہ ہو گئے

شرح۔ خیل بمعنے سواران و اسپان۔ و پشتہ بمعنے ڈہیر۔ یعنے ہر امیر اپنا اپنا صحیفہ دکہا کر خلافت کا مدعی بنا اور جب دوسرون نے نمانا تو باہم سخت کشت و خون ہوا کشتون کے پشتے لگ گئے

خون روان شد همچو سیل از چپ و راست	کوه کوه اندر هوا زین گرد خاست
ترجمہ: دائین بائین ہوگیا دریائے خون	گرد پہنچی اُنکے تا گردون دون

شرح۔ کوہ کوہ۔ بمعنے بسیار بسیار یا مانند کوہ ہوا اُس خالی جگہ کا نام ہے جو زمین اور آسمان کے مابین ہے۔

تخمهای فتنها کو کشته بود	آفت سرهای ایشان گشته بود
ترجمہ: بیج جو فتنے کا ظالم بو گیا	اُنکے حق مین آفت جان ہو گیا
شرح: جوزها بشکست و آنکو مغز داشت	بعد کشتن روح پاک و نغز داشت
ترجمہ: جوز ٹوٹے ٹیک جسمین مغز تہا	بعد مرنیکے وہ پاک و نغز تہا

شرح۔ اس شعر مین آدمیون کے بدن کو جوز (اخروٹ) سے تشبیہ دیگئی ہے۔ یعنے اُس لڑائی مین بہت سے اخروٹ ٹوٹے (آدمی مرے) لیکن جس اخروٹ مین مغز (یعنے علیہ السلام پر ایمان یا عمل صالح) تہا قتل کے بعد اُسکی روح قید ظلمت جسمانی سے آزاد اور خواہش نفسانی سے پاک ہو گئی کیونکہ الدنیا سجن المومن وجنة الکافر اور جو شخص وزیر کے دام فریب مین آگیا تہا وہ پوسیدہ اور بے مغز جوز کی مانند لطافت روح سے محروم اور مشاہدۂ حق سے دور رہا۔

کشتن و مردن که بر نقش تن است	چون انار و سیب را بشکستن است
ہیچ ہے یہ مرنا جسمان کو چھوڑنا	ہے انار و سیب کا سا توڑنا

شرح - یعنے عمل اور موت جو نقش وجود پر طاری ہوتی ہے اُسکی مثل ایسی ہے جیسا انار و سیب کا توڑنا یہان سے انار
غرض موت کا حال مختصر طور پر بیان کرتے ہین جسطرح انار وغیرہ کو توڑنے سے اُسکے حسن و قبح کا حال کھلجاتا ہے
اسیطرح موت کے آنے سے (جو جسم کو توڑتی ہے) روح کا حال معلوم ہوجاتا ہے۔ کیونکہ موت سے جسم بالکل شکستہ
ہوجاتا ہے اور روح اپنے صفات حمیدہ یا ذمیمہ کے ساتھ باقی رہتی ہے اگر اوصاف حمیدہ کے ساتھ متصف ہے
تو قیمتی اور عمدہ ہے۔ اور اگر اوصاف ذمیمہ رکھتی ہے تو ناکارہ اور عالم ارواح مین رُسوا ہوتی ہے۔

	آنچہ شیرین ست آن شد ناردانگ	وانچہ پوسیدہ ست نبود غیر بانگ
ترجمہ	ہے جو شیرین اُسکا پانی ہے لطیف	اور نکما ہے ہوتا ہے کثیف

شرح نار دانگ - آب انار و خلاصۂ انار یعنے شیرین انار کا نتیجہ اچھا ہوتا ہے اور گلا ہوا انار کسیکام کا نہین بجز اسکے
کہ اُسکے توڑنے مین کچھ آواز پیدا ہو۔ یہی حالت روح کی ہے اگر لطیف اور متصف باوصاف حمیدہ ہے تو مقبول
ہے اور اگر کثیف اور متصف باوصاف ذمیمہ ہے تو مردود ہے

	آنچہ پر مغز ست چون مشک ست پاک	وانچہ پوسیدست نبود غیر خاک
ترجمہ	مشک کی مانند ہے پُر مغز و پاک	اور جو پوسیدہ ہے ہو جاتا ہے خاک
	آنچہ با معنے ست خود پیدا شود	وانچہ بیمعنے ست خود رسوا شود
ترجمہ	جو ہے با معنے وہ از خود ہے عیان	اور بے معنے کی ہین رسوائیان

شرح یعنے جسطرح پر مغز اخروٹ خود ظاہر ہوجاتا ہے اور بیمغز خود رسوا ہوتا ہے اسیطرح روح کا عالم ہے اگر متصف
باوصاف حمیدہ ہے تو اُسکے آثار نکلنے سے پہلے ظاہر ہوجاتے ہین اور اگر برعکس ہے تو پہلے ہی رُسوائی
ہوجاتی ہے فکلٌ میسرٌ لما خلق لہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جنتیون کے لیئے جنت کے اور دوزخیون کے لیے
دوزخ کی کام آسان کیے گئے ہین یعنے اعمال جنتی اور دوزخی کی علامت ہین

	رو بمعنے کوش اے صورت پرست	زانکہ معنے بر تن صورت پرست
ترجمہ	جہد معنی کے لیے کر اے بشر	کیونکہ صورت کے لیے معنے ہین پر

شرح - یعنے ریاضت اور طاعت صورت اور وجود انسان کے لیئے ایسی ہے جیسا جانور کے لیے پر آدمی ریاضت
کے سبب درجات عالیۂ عرفان تک پہنچ جاتا ہے۔ اور بام عرش معرفت تک اُڑ سکتا ہے۔

	ہمنشین اہل معنے باش تا	ہم عطا یابی و ہم باشی فتا
ترجمہ	اہل معنی کا رہا کر ہمنشین	تا عطائے رب ہو تجھپر بالیقین

شرح فتا یعنے جوانمرد و فتوت کے لغوی معنے سخا اور کرم کے ہین لیکن اہل تصوف کے نزدیک بڑے بُت کو توڑنے

یعنے نفس کشی کو کہتے ہین۔ کیونکہ نفس امارہ تمام بتون سے بڑا اور سب سے بُرا ہے جسکا بیان پہلے گذر چکا ہے۔

جان ہمیعنے درین تن بیخلاف ... ہست ہمچون تیغ چوبین در غلاف

ترجمہ: جان ہمیعنے بدن مین ہے خلاف ... کاٹھ کی تلوار ہے زیر غلاف

تا غلاف اندر بود باقیمت ست ... چون برون شد سوختن را آلت ست

ترجمہ: قیمتی ہے لبس دکھانے کے لیے ... ورنہ ایندھن ہے جلانے کے لیے

تیغ چوبین را مبر در کارزار ... بنگر اول تا نگردد کار زار

ترجمہ: تیغ چوبین سے بکر تو کارزار ... دیکھہ اول تا نہ بگڑے کاربار

شرح۔ پہلے مصرع مین کارزار یعنے جنگ سے میدان آخرت مراد ہے نیز حرب شیطان یا نفس امارہ بھی مراد ہوسکتا ہے یعنے لکڑی کی تلوار غلاف سے نکلکر جلانے کے قابل رہجاتی ہے جان ہمیعنے لکڑی کی تلوار ہے جو میدان آخرت مین ہرگز کام کی نہین

گر بود چوبین برو دیگر طلب ... ور بود الماس پیش آبا طرب

ترجمہ: ہے جو بین چھوڑ تیغ تیز لے ... اور اگر ہے تیز تو آ شوق سے

شرح۔ یعنے اگر تیری جان ہمیعنے ہے تو دوسری جان پیدا کر یعنے با معنے ہونے کی کوشش کر یا مرشد کامل کو ڈھونڈ جسکو بامعنے بنانیکی ترکیب یاد ہے۔ اور تو خود آگاہ معنی ہے تو معرکۂ عشق حقیقی مین ضرور کامیاب ہوگا۔ قدم شوق آگے بڑہا۔

تیغ در زرادخانۂ اولیاست ... دیدن ایشان شما را کیمیاست

ترجمہ: اولیا کے سیگزین مین ہے وہ تیغ ... دید جنکی کیمیا ہے بیدریغ

شرح۔ زرادخانہ سلح خانہ۔ یعنے وہ تیغ معنے جس سے شیطان اور نفس کا مقابلہ ہوسکے اولیا کے سلاح خانہ سے ملتی ہے سالک کو چاہیے کہ یہ تیغ وہین سے حاصل کرے جنکی زیارت اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہے

جملہ دانایان ہمین گفتہ ہمین ... ہست دانا رحمۃ للعالمین

ترجمہ: عالمونکا قول ہے بالیقین ... ہر ڈلی ہے رحمۃ للعالمین

شرح یعنے تمام علما کا یہی قول ہے کہ دانا شخص رحمۃ للعالمین ہوتا ہے حدیث شریف مین ہے العلماء مصابیح الارض و خلفاء الانبیاء علماء زمین کے چراغ اور انبیا کے خلیفہ ہین نتیجہ یہ ہے کہ مرشد کامل سے بہتر اور کوئی دانا نہین لہذا اُسکی طرف رجوع کرنا چاہیے وہ ضرور تیرے لیے باعث رحمت ہوگا۔

گر اناری میخری خندان بخر ... تا دہد خندہ ز دانۂ او خبر

ترجمہ: لے شگفتہ ہے اگر لینا انار ... حال ہو دانے کا جس سے آشکار

شرح انار سے مرشد اور خندان سے متصف باوصاف حمیدہ مراد ہے مرشد کو ایسے انار سے تشبیہ دیگئی ہے کہ جسطرح

یعنے تنا اور مرتبہ نقش

یہہ انار قوت دل کمی ہے اسیطرح مرشد قوت دل حقیقی ہے یعنے اگر تو مرشد کو ڈہونڈہتا ہے تو ایسی کو طلب کر جسمین اوصاف حمیدہ ظاہر ہون کیونکہ اوصاف ظاہر اوصاف باطن کی خبر دیتے ہین جیساکہ کہلا ہوا انار اپنے دانہ کی خبر دیتا ہے مطلب یہ کہ جہوٹے مدعیون کو اپنا مرشد نہ بنانا چاہیئے۔

	اے مبارک خندہ اش کو از دہان	مے نماید دل چو در از درج جان
ترجمہ	ہے مبارک اسکا خندہ کسقدر	راز دل جس سے عیان ہے جون گہر

شرح ضمیر شین انار کیطرف راجع ہے جس سے بطور استعارہ مرشد کامل مراد ہے اور ضمیر کو خندہ کی طرف ہے اور دل سے مراد سر قلبی ہے اور از درج جان بنماید کے متعلق ہے۔ یعنے اے مخاطب مرشد کامل کا خندہ (اتصاف باوصاف حمیدہ) نہایت مبارک ہے۔ کیونکہ یہ خندہ سر قلبی کو جو موتی کے مانند ہے۔ ظاہر کر دیتا ہے۔ یعنے مرشد کامل کے ظاہری اوصاف باطنی اوصاف کو ہویدا کر دیتے ہین۔

	نامبارک خندۂ آن لالہ بود	کز دہان او سواد دل نمود
ترجمہ	خندہ لالہ کا بلا شک ہے زبون	منہ سے ظاہر ہے سیاہی درون

شرح یعنے اس لالہ کا خندہ نہایت نامبارک ہے جسکے منہ سے اسکے دل کی سیاہی ظاہر ہوتی ہے مطلب یہ کہ جہوٹے مرشد اور مدعی کی طرف رجوع نہ کر۔ جسکے منہ کی سیاہی (اتصاف باوصاف ذمیمہ) اسکے دل کی سیاہی یعنے اوصاف ذمیمہ باطنی کی خبر دے رہی ہے۔

	نار خندان باغ را خندان کند	صحبت مردانت از مردان کند
ترجمہ	باغ ہے خندان جو خندان ہے انار	اہل کہین مردون سے تا ہو مرد کار

شرح۔ یعنے جسطرح شگفتہ انار تمام باغ کو شگفتہ کر دیتا ہے اسیطرح اہل اللہ کی صحبت اہل اللہ بنا دیتی ہے۔

	یکزمانے صحبتے با اولیا	بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
ترجمہ	اولیا سے ہو جو صحبت اک گہڑی	سو برس کی ہے عبادت سے بڑی

شرح۔ کیونکہ صد سالہ عبادت مین تصفیہ قلب اور عشق حقیقی کا حاصل ہونا یقینی اور ضروری بات نہین۔ البتہ صحبت اولیا بطور اظہار کرامت دم بہر میں پیدا کر سکتی ہے۔

	گر تو سنگ خارۂ و مرمر بدی	چون بصاحبدل رسی گوہر شدی
ترجمہ	سنگدل ہو کر جو مرمر بن گیا	ملکے صاحبدل سے گوہر بن گیا
	مہر پاکان درمیان جان نشان	دل منہ الا بمہر دلخوشان
ترجمہ	عشق رکہہ پاکون کا اہل دل سے مل	دلخوشون کو دے اگر دیتا ہے دل

شرح - دلخوش وہ ولی جو عشق حقیقی کی دُھن مین ہمیشہ مسرور رہتا ہے - اور جسکو ماسوی اللہ کا کبھی غم نہین ہوتا۔

کوئے نومیدی مرو اُمیدہاست
سوئے تاریکی مرو خورشیدہاست

ترجمہ
کوئی نومیدی نہ دیکھہ اُمید ہے
سوئے تاریکی نہ چل - خورشید ہے

شرح - یعنے مشاہدہ حق سے نااُمید نہو - کیونکہ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ موجود ہے اور ظلمۃ یعنے مُرشد ناکامل کیطرف نہ جا کیونکہ جہان مین مُرشد کامل بہی موجود ہین گو شپّر کو خرشید نہین نظر آتا۔

دِل ترا در کوئے اہل دِل کشد
تن ترا در حبس آب و گل کشد

ترجمہ
کھینچتا ہے دِل بسوئے اہل دِل
جذب تن ہے سوئے قید آب و گل

شرح - دِل سے صاحبدل یعنے ولی کامل مُراد ہے - یعنے مُرشد صاحبدل تجکو اہل اللہ اور اولیاء اللہ کیطرف کھینچیگا اور صاحب جسم یعنے مُرشد مدعی وغیر کامل قید آب و گل یعنے ظلمت کی طرف لیجائیگا - کیونکہ قلب طالب پر قلب مُرشد کا اثر ضرور ہوتا ہے - جیسا مُرشد کا دِل ہوتا ہے ویسا ہی طالب کا ہوجاتا ہے۔

ہین غذائے دِل بدہ از ہمدلے
رو بجو اقبال را از مقبلے

ترجمہ
جا غذائے دِل کو اہل دِل سے ڈہونڈ
چاہیئے اقبال تو مقبل سے ڈہونڈ

شرح - ہین امالہ ہان - کلمۂ تنبیہ بمعنے خبردار یا ہمدل بمعنے صاحبدل و مقبل بمعنے صاحب اقبال دونوں سے مُرشد کامل مُراد ہے

دست زن در ذیل صاحبدولتے
تا ز افضالش بیابی رفعتے

ترجمہ
دامن مردانِ دولت ہاتھ مین لے
رفعت و افضال حق سے کام لے

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

ترجمہ
نیک صحبت نیک کردے گی تجھے
بد بد و نین ایک کردیگی تجھے

شرح - طالح مرد بدکردار - ضدّ صالح - اور پہلے شعر مین صاحب دولت سے وہی مُرشد کامل مُراد ہے۔

نعت مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کہ در انجیل بود

ترجمہ
اسکا ذکر کہ محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت انجیل مین تہی

بود در انجیل نعت مصطفٰے
آن سر پیغمبران بحرِ صفا

ترجمہ
مصطفٰے کی نعت تہی انجیل مین
تہے سر پیغمبران تفضیل مین

بود ذکر حلیہا و شکل او
بود ذکر غزو و صوم و اکل او

ترجمہ
ذکر تہا سب در کے وضع و شکل کا
ذکر تہا صوم و غزا و اکل کا

شرح - غزو و غزوہ اور غزا - بمعنے جہاد ہے اور حلیہ ہا سے مراد صفات محمدی ہین جو انجیل مین درج تہین۔

طائفۂ نصرانیان بہر ثواب — چون رسیدندے بدان نام و [illegible]

ترجمہ: بعض عیسائی فقط بہر ثواب — دیکہتے احمد کا جب نام و خطاب

بوسہ دادندے بدان نام لطیف — رو نہادندے بدان وصف لطیف

ترجمہ: بوسہ نام پاک پر دیتے تہے وہ — وصف آنکہون سے لگا لیتے تہے وہ

اندرین فتنہ کہ گفتم آن گروہ — ایمن از فتنہ بدند وار شکوہ

ترجمہ: اس لڑائی مین کہ جسکا ذکر تہا — ہر شر اس فرقہ کا بے فکر تہا

ایمن از شر امیران و وزیر — در پناہ نام احمد مستجیر

ترجمہ: دور تہا شر وزیر پر گناہ — نام احمد ہو گیا انکی پناہ

نسل ایشان نیز ہم بسیار شد — نور احمد ناصر آمد یار شد

ترجمہ: انکی نسلین بہی ہوی ہین بے شمار — نور احمد ہو گیا سارونکا یار

شرح۔ شکوہ ترس و بیم و مستجیر پناہ جوئیندہ یعنے جو نام کے حاذق اور مومن نصرانی احمد کے نام کی پناہ مین آ گئے تہے نور احمدی انکا مددگار اور معین ہو گیا تہا اسلیئے وہ تمام فتنون سے محفوظ رہے۔

وان گروہ دیگر از نصرانیان — نام احمد داشتندے مستہان

ترجمہ: اور انکا تہا جو فرقہ دوسرا — جانتا تہا نام احمد کو برا

مستہان و خوار گشتند از فتن — از وزیر شوم رائے شوم فن

ترجمہ: ہو گئے وہ سب ذلیل آفات سے — اس وزیر فتنہ گر کی گہات سے

شرح۔ شوم رائے و شوم فن بمعنے بیوقوف و بدکردار اور مستہان بمعنے ذلیل ہے۔ اور فتن فتنہ کی جمع ہے۔

مستہان و خوار گشتند آن فریق — گشتہ محروم از خود و شرط طریق

ترجمہ: خوار و رسوا ہو گئے سب بے دلیل — زندگی سے ہاتہ دہو بیٹہے ذلیل

شرح۔ یعنے نام احمد کو ذلیل جاننے والے نصرانی ایکتو اپنی ذات سے محروم ہوے یعنے قتل کیئے گئے دوسرے شرط طریق سے محروم ہوے یعنے انکا دین مشتبہ اور مخبط ہو گیا۔ مخبط مشتبہ خلط ملط جسمین خبط ہو۔

ہم مخبط دین شان و حکم شان — از پے طومارہائے کژ بیان

ترجمہ: ہو گئے احکام دین ایسون کے خبط — کیونکہ نامون مین نہتا معنی کو ربط

نام احمد چون چنین یاری کند — تاکہ نورش چون نگہداری کند

ترجمہ: نام احمد کی تو این یاری کو دیکہ — نور احمد کی نگہداری کو دیکہ

لفظ نا علاوہ آپ کے بہت سے مضمون کی علیہ سے سینے ہی آتا ہے اور یہان تو یہی مقصود ہے سینے سبب نام احمد اور آپ کے
تعظیم انسی مددگار ہے تو اے مخاطب خبردار اُنکا نور کسقدر محافظت کرتا ہوگا یعنے وہ لوگ جنہون نے ایمان لاکر
آپکا نور دیکھا ہوگا کسقدر امن اور حفاظت مین ہونگے انکو دنیا مین بہی امن ملیگا اور حشر مین بہی۔

نامِ احمد چون حصارے شد حصین ۔۔۔ تا چہ باشد ذات آن روح الامین

ترجمہ: نام احمد جبکہ ہے ایسا حصار ۔۔۔ ذات کیا ہوگی سمجھ اے باوقار

شرح۔ یعنے جب آپکا نام ایسا مضبوط ہے تو آپ کی ذات کیسا حصار ہوگی یعنے آتش دوزخ سے مومنونکو بچالیگی۔

حکایت بادشاہ جہود دیگر کہ در ہلاکِ دینِ عیسے جہد کرد

ترجمہ: اِک دوسرے یہودی بادشاہ کی حکایت جو عیسوی دین کے مٹانے کی کوشش کرتا تھا

بعد ازین خونریز درمان ناپذیر ۔۔۔ کاندر افتاد از بلائے آن وزیر

ترجمہ: ہوچکا جب دور خونریزی تمام ۔۔۔ جسکا باعث تہا وزیر بدلعنتہ کام

یک شہ دیگر ز نسل آن جہود ۔۔۔ در ہلاک دین عیسے رو نمود

ترجمہ: نسل سے اُسکی ہوا اِک بادشاہ ۔۔۔ کرنے بیٹہا دین عیسے کو تباہ

شرح۔ خونریز۔ بمعنے خونریزی۔ و درمان ناپذیر بمعنے غیر قابل اصلاح پہلا شعر مبتدا ہے اور دوسرا خبر یعنے اُس مکار وزیر کی فتنہ انگیزی کے بعد اُسی شاہ یہود کی نسل سے ایک اور بادشاہ پیدا ہوا اور دین عیسے کی تباہی کی کوشش کرنے لگا

گر خبر خواہی ازین دیگر خروج ۔۔۔ سورہ بر خوان والسما ذات البروج

ترجمہ: پوچہہ لے ہمسے ہوا کب یہ خروج ۔۔۔ دیکہہ لے تو والسماء ذات البروج

شرح۔ خروج بمعنے بغاوت ہے اور یہ شعر اس آیت کی طرف اشارہ ہے قتل اصحاب الاخدود النار ذات الوقود الیٰ آخرہ یعنے لعنت کیے جائین آگ کی خندقون والے جبکہ وہ خندق پر بیٹہکر مومنون سے مرتد ہونیکی طالب تہے اور جو اُنکا کہا نہ مانتا تہا اُسکو آگ مین ڈالدیتے تہے۔ اور یہ سب شاہ یہود کے کہنے سے ہوتا تہا۔

سنت بد کز شہ اول بزاد ۔۔۔ این شہ دیگر قدم بر وے نہاد

ترجمہ: بد طریقہ اُسنے جو جاری کیا ۔۔۔ بانو اُسنے بہی اُسی پر پاؤں دہرایا

ہر کہ او بنہاد ناخوش سنتے ۔۔۔ سوئے او نفرین رود ہر ساعتے

ترجمہ: ہے یہ سچ جو بانی بدعت ہوا ۔۔۔ دمبدم وہ قابل نفرت ہوا

شرح۔ یہ اُس حدیث کے مضمون کی طرف اشارہ ہے من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا و اجر من عمل بہا الیٰ آخرہ۔ یعنے سنت حسنہ جاری کرنیوالے کو اُسکے جاری کرنے کا ثواب بہی ملیگا اور اُسپر عمل کرنے والونکا ثواب بہی حاصل ہوگا۔ مگر یہ بات نہوگی کہ اُس عمل کرنیوالون کے ثواب کے حصہ مین کچھ کمی آجائے علیٰ ہذا القیاس طریقہ بد

جاری کرنیوالے پر قیامت تک اُسکے جاری کرنیکا گناہ بہی ضرور ہوگا اور اُسپر عمل کرنیوالونکا گناہ بہی حالانکہ عمل کرنیوالون کے گناہون مین سے کچہ کم نہ کیا جائیگا۔ خدا کی پناہ

	زانکہ ہر چہ این کند زان شوم	زاولین جوید خدا بیش و کم
ترجمہ	کیونکہ یہ ثانی کریگا جو ستم	پوچہیگا اول سے رب ذی الکرم

شرح۔ یہ شعر اکثر مثنوی کے مطبوعہ نسخون مین نہین ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ یہ مقلد جب اُس برے سنت کے ایجاد کرنیوالیکی تقلید کریگا تو اس پر تو گناہ ہوہی گا مگر خدا اُس اول سے بہی اِس گناہ کا سوال کریگا۔ کیونکہ مقلد کو یہ رستہ اِسی موجد نے بتادیا ہے۔ مثلاً جہان مین جب سے قتل کا واقعہ یا خونریزی ہوتی ہے تو اسکا ایک گناہ قاتل پر بہی ہوتا ہے جسنے اول خونریزی کی بنا ڈالی ہے۔

	نیکوان رفتند سنتہا بماند	وز لئیمان ظلم و لعنتہا بماند
ترجمہ	چل بسے سب نیک سنت چہوڑکر	مر گئے بدکار لعنت چہوڑکر
	تا قیامت ہر کہ جنس آن بدان	در وجود آید شود رویش بدان
ترجمہ	حشر تک ہوگا جو پیدا بدعمل	جائیگا بدیون کی جانب بے خلل

شرح۔ اول۔ بدان۔ جمع بد۔ و ثانی بمعنے باآن۔ یعنے قیامت تک بدون کی جنس مین سے جو شخص ظاہر ہوگا۔ اسکی توجہ اُسی اول شخص کیطرف ہوگی جسنے پہلے بدی کو ایجاد کیا تہا اور بد آدمی اُسکی ایجاد پر عمل کریگا۔ اسلئے موجد عمل کرنیوالونکا گناہ بہی سمیٹتا رہیگا۔ ظلم و لعنت کبیرہ گناہ کے معنون مین ہے۔

	یک رگ ست این آب شیرین و آب شور	در خلایق میرود تا نفخ صور
ترجمہ	کہاری میٹہا پانی اک چشمہ سے ہے	دونونکی طغیانی اک چشمہ سے ہے

شرح۔ آب شیرین سے ہدایت و اہتدا اور صفات حمیدہ اور آب شور سے ضلالت و اضلال اور صفات ذمیمہ مراد ہین۔ یعنے ہدایت و ضلالت دونو ایک چشمہ ذات حق سبحانہ و تعالے کیطرف سے ہین اور یہ دونو چشمے تمام خلایق مین قیامت تک جاری و ساری رہینگے۔ کیونکہ مخلوق ان دونونکا مظہر ہے بعض آدمی خود ہی ہدایت پر ہین اور دوسرونکے بہی ہادی ہین۔ اور بعض خود ہی گمراہ ہین اور دوسرونکو بہی گمراہ کرتے ہین۔

	نیکوانرا ہست میراث از خوش آب	آنچہ میراث ست اورثنا الکتاب
ترجمہ	نیکونکو میراث ہے بیشک خوش آب	کیا ہے وہ میراث اورثنا الکتاب

شرح۔ یعنے نیکون کی میراث آب شیرین ہدایت و اہتدا ہے دوسرے مصرع مین آنچہ میراث ست سوال ہے اور ثنا الکتاب اُسکا جواب ہے یعنے بخاطب نیکون کی میراث کیا چیز ہے؟ اس آیت کا مضمون ہے ثم اورثنا الکتاب الذین

اصطفینا من عبادنا لِلے آخرہ یعنے ہمنے قرآن مجید کا وارث اُن لوگونکو کیاہے - جنکو برگزیدہ کرلیاہے وہ کتاب قرآن مجید ہے - حاصل یہ کہ نیکون کی میراث قرآن مجید ہے جو سرا سر ہدایت اور نور ہے -

	شد نیاز طالبان ار نیگری		شعلہا از گوہر پیغمبری	
ترجمہ	ہین نثار طالبانِ برتری		شعلہا ئے گوہر پیغمبری	

شرح - یعنے طالبان شاہد حقیقی اور اولیاء اللہ کا عجز و نیاز اور اُنکی زاری و تضرع گویا جوہر نبوت کی چمک ہے جو اُنکو انبیاء سے بطور میراث ملی ہے - بعض نسخون مین نیاز کیجگہ نثار ہے بمعنے افشاندن نقد و جنس بر فرق کسی بسبیل تصدق اسصورت مین یہ معنے ہونگے کہ اولیاء اللہ کو بہت سے کمالات جوہر نبوت کے صدقے مین ملے ہین - یعنے ہر اُمت نے اپنے زمانے کے پیغمبر سے کمالات حاصل کیئے ہین کیونکہ کسی ولی کو میراث ایمان بلا واسطت پیغمبر ہرگز نہین ملتی

	شعلہ ہا با گوہران گردان بود		شعلہ آنجانب رود ہم کان بود	
ترجمہ	شعلہ گوہر کا ہے گوہر کی طرف		اولیا ہین سب پیمبر کی طرف	

شرح - یہ قاعدہ ہے کہ چمک گوہر کے ساتھ گردش کرتی ہے جسطرف گوہر کا رُخ ہوگا - اُسیطرف چمک ہوگی اِسیطرح ولی کے کمالات جوہر نبوت کے ساتھ گردش کرتے ہین - جدہر جوہر نبوت کی توجہ ہوگی اودہر ہی کمالات ولی پہنچینگے (اور وُہ جانب - جانب عشق حقیقی ہے) کیونکہ اولیاء اللہ کے کمالات انبیا کے کمالات کے فرع ہین اور فرع ضرور اصل کی طرف رجوع کرتی ہے - دوسرے مصرع مین لفظ ہم شعلہ سے متعلق ہے - کان اصل مین کہ آن ہے اور ضمیر گوہر کیطرف راجع ہے - یہ بہی ممکن ہے کہ کان بمعنے معدن ایک لفظ ہے اور شعر کے معنے یہ ہین کہ کمالات اُسی جانب جاتے ہین جس جانب اُنکی کان ہے - یعنے کمالات بلا واسطہ حاصل نہین ہوے بلکہ سب ایک کان ایک جگہ اور ایک معدن سے نکالے گئے ہین - کان سے مراد کمال محمدی ہے جو معدن جمیع کمالات ہے تمام انبیا و اولیا کے کمالات کان محمدی سے ماخوذ ہین اور اِسی کان کی طرف رجوع کرتے ہین یعنے اُسکے اجزا ہین - اسصورت مین ہمکان بمعنے شریک کان ہے -

	نور روزن گرد خانہ مے دود		زانکہ خور برجے ببرجے میرود	
ترجمہ	نور روزن کا نہین یون ایک حال		کرتا ہے برجون مین سورج انتقال	

شرح - یعنے جسطرح آفتاب کا نور جو روزن سے گہر مین جاتا ہے اور بسبب حرکت آفتاب ایک جگہ نہین ٹہرتا بلکہ آفتاب کا تابع ہے جسطرف آفتاب پہرتا ہے اُسیطرف نور پہر جاتا ہے اِسیطرح نور قلب اولیا آفتاب نبوت کا تابع ہے - کیونکہ آفتاب اصل ہے اور نور فرع - یا یہ کہ جسطرح نور آفتاب کا تابع ہے اسیطرح ہر نبی اور ہر ولی کا کمال آفتاب کمال محمدی کا تابع ہے کیونکہ نور احمدی اور فیض محمدی کا انحصار ایکجگہ نہین ہے بلکہ تمام عالم مین پہیلا ہولہے -

	هر کرا با اختری پیوستگی ست	هم ورا با اختر خود همتگی ست
ترجمه	ہے علاقہ جسکو جس اختر کے ساتھہ	ساتھہ ساتھہ اُسکے ہے وُہ جیکے ساتھہ
	طالعش گر زهره باشد در طرب	میل کلی دارد و عشق و طلب
ترجمہ	جسکا طالع زہرہ ہو کے پر شعور	مائل عیش و طرب ہو گا ضرور
	ور بود مریخی و خونریز خو	جنگ و بهتان و خصومت جوید او
ترجمہ	اور اگر مریخ ہو اُسے نیک نام	اُسکو بہتان و خصومت سے ہے کام

شرح ہمتگی بمعنے ساتھ ساتھ دوڑنا۔ یعنے اتباع یہ شعر یک گرست این آب شیرین وآب شور کے متعلق ہے اور مطلب یہ جس شخص کو جس ستارے کے ساتھ علاقہ ہے اُسکو اُس ستارے کی تاثیرات کا اتباع ضروری ہے۔ مثلاً جس شخص کا ستارہ زہرہ ہے اُسکا میلان طرب وعشق اور طلب معشوق کی جانب ہوگا۔ اور جس کسیکا ستارہ مریخ ہے وہ جنگ و بہتان اور خصومت کو ڈھونڈیگا۔ اُسکو سعادت نہ حاصل ہوگی اور اسکو شقاوت پس توجسطرح ہر شخص کو کسی نہ کسی ستارہ سے علاقہ ہے اسیطرح ہر شخص کو آب شیرین یا آب شور سے تعلق ہے اور ہر شخص یا مظہر سعادت ہے یا شقاوت

نکتہ مولانا قدس سرہ ستارون کی تاثیر کے قایل نہین ہین۔ کیونکہ یہ مذہب نجومیونکا ہے لیکن چونکہ شاعرون مین تاثیرات سبع سیارہ بہت شہرت رکھتی ہے آپنے بھی اُنہی کے طریقہ کے موافق لکھدیا ہے جس سے مقصود فقط تمثیل وتفہیم ہے۔ چنانچہ آیندہ شعر سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مولانا کو معنوی ستارون کی تحقیق مقصود ہے۔

	اختران اند از ورائے اختران	کاحتراق ونحس نبود اندران
ترجمہ	اور بھی اختر ہین پراسے مردِ دین	احتراق ونحس کچھ جنمین نہین
	سائران در آسمانہائے دگر	غیر این هفت آسمان مشتهر
ترجمہ	آسمان اُنکے لیے کچھ اور ہین	ہے نئی گردش نرالے دور ہین
	راسخان در تاب انوار خدا	نے بہم پیوسته نے از هم جدا
ترجمہ	مستفید تاب انوار خدا	نے بہم پیوستہ ہین وہ نے جدا

شرح پہلے شعر مین احتراق بمعنے کم ہونا نور ہے اور اختران سے مراد انبیا ہین یعنے ان ظاہری اور آسمانی ستارون کے ماسوا اور معنوی ستارے بھی ہین کہ نہ اُنکا نور کم ہوتا ہے اور نہ وُہ نحس ہین یہ بھی ممکن ہے کہ اختران سے صحابہ اور اولیا مراد ہون۔ کیونکہ حدیث شریف ہے اصحابی کالنجوم بایّہم اقتدیتم اہتدیتم۔ میرے سارے صحابی ستارونکے مانند ہین انمین سے جسکی اقتدا کروگے تمہین سیدھا رستہ ملجائیگا دوسرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ یہ معنوی ستارے اِن ظاہری آسمان مین سیر نہین کرتے بلکہ انکے سیر کرنیکی آسمان اور ہین۔ یعنے آسمانہائے اسما وصفات حق تعالےٰ اور چونکہ یہ مشاہدہ حق کے سیر کرتے ہین اسلیے اُنکی سیر غیر متناہی ہے۔ تیسرے شعر کا خلاصہ

یہ ہے کہ یہ ستارے انوار خدا کی روشنی مین بیٹھ گئے ہین۔لیکن ذات حق سے نہ بہمہ وجوہ پیوستہ ہین کہ مثلاً اسکا جز
بنجائین۔کیونکہ بشر ہین اور نہ بہمہ وجوہ اُس سے جدا ہین کیونکہ اُنکو مرتبہ فنا فی اللہ کا حاصل ہے

هر که باشد طالع او زان نجوم ۔ نفس او کفار سوزد در رجوم

ترجمہ ۔ جسکے یہ طالع ہون ہے وُہ نیک روَ ۔ اور اُسکا نفس ہے کفار سوز

شرح ۔ پہلے مصرع مین لفظ متعلق محذوف ہے۔ یعنے جس شخص کا نصیب اُن معنوی ستارون سے کسی ستارہ کے ساتھ
متعلق ہو۔ یعنے جو شخص انبیاء و اولیا کا تابع ہو اُسکا نفس مطمئنہ کفار اشیاطین اور نفس آمارہ کو جلادیتا ہے رجوم وہ ستارے جنسے
شیاطین کو ہانکا جاتا ہے اور جنکو ٹوٹتے نظر آتے ہین۔مگر یہان مجازاً رجوم بمعنے رجم ہے یعنے ہانکنا دفع کرنا۔

خشم مریخی نباشد خشم او ۔ منقلب رو۔ غالب و مغلوب جو

ترجمہ ۔ اُسکا غصہ خشم مریخی ہے نہین ۔ انقلاب اُسمین نہین اے مرد دین

شرح ۔ یعنے جو شخص انبیا کا تابع ہے اُسکا غصہ اور غضب ایسا نہین ہوتا جیسا مریخ کا۔کیونکہ مریخ منقلب السیر ہے
کبھی سعد زہرہ پر غالب ہوکر محض ضرر پہنچاتا ہے اور کبھی اُس سے مغلوب ہوکر سعد بنجاتا ہے مطلب یہ کہ مریخ اپنے
ایک حالت غضب پر قایم نہین رہتا۔بخلاف تابعان انبیا علیہم السلام کے کہ اُنکا غضب اُس شخص پر جو قابل غضب الٰہی
ہے ہمیشہ مبذول رہتا ہے کیونکہ وُہ بدون سے بغض فی سبیل اللہ رکھتے ہین۔اُنکا غضب غضب الٰہی ہے اور انکی
رحمت رحمت الٰہی۔پھر جب تابعان انبیا کا غضب ایسا ہے تو انبیاء اور اولیاء کا غضب کیسا ہوگا۔طالب کو چاہیئے کہ
ان سبکے غضب سے پناہ مانگے اور انکی اطاعت کرتا رہے نعوذ باللہ من غضب اللہ و غضب رسولہ

نور غالب ایمن از کسف و غسق ۔ درمیان اصبعین نور حق

ترجمہ ۔ کسف سے ہے نور غالب کو امان ۔ نور حق کی انگلیون کے درمیان

شرح ۔ یعنے انبیاء اور اولیاء نور غالب ہین جو کم ہو جانے اور گہن اور ظلمت سے بالکل بیخوف ہین اور یہ نور حق کی دو
انگلیون (صفات جلالی و جمالی) کے بیچ مین ہین یعنے مشاہدۂ صفات جلالی و جمالی مین مستغرق ہین انبیاء اور اولیاء کو اختر
سے تشبیہ ہدایت اور راہنمائی کے مناسبت سے دیگئی ہے بعض نسخون مین کسف کیجگہ نقص ہے۔

حق فشاند آن نور را بر جان ہا ۔ مقبلان برداشتہ دامان ہا

ترجمہ ۔ حق نے جب اُس نور کو افشان کیا ۔ مقبلون نے اپنا دامن بھر لیا

شرح ۔ یعنے اللہ تعالے نے انبیاء کا نور ارواح پر تقسیم کیا اور مقبلون یا خوش نصیبون نے اپنے دامن اُٹھا کر
اُس نور کو دامن مین بھر لیا۔یعنے اُنکے فرمان پر نیک وہین ایمان لے آئین۔یہ بھی ممکن ہے کہ آن نور کا اشارہ
نور ذات حق کی طرف ہو۔چنانچہ حدیث شریف مین ہے۔ان اللہ تعالے خلق الخلق فی ظلمۃ ثم رش علیہم من نورہ

من اصابہ ذالک النور اہتدی ومن اخطاہ ضل عن سواء السبیل۔ یعنے اللہ تعالے نے مخلوق کو اندھیرے مین پیدا کیا پھر اسپر
اپنے نور کا جلوہ ڈالا پس جس شخص کو اِس نور کا کچھ حصہ ملگیا۔ وُہ ہدایت پر رہا اور جسکو نہ ملا وُہ گمراہ ہو گیا۔

	وان نثارِ نور ہر کو یافتہ	روے از غیر خدا بر تافتہ
ترجمہ	جسپہ وُہ نور خدا باران ہوا	ماسوائے اللہ سے وُہ روگردان ہوا

شرح۔ نثار نور کی اضافت۔ اضافت صفت بطرف موصوف ہے اور نثار مصدر ہے بمعنے مفعول یعنے نور منثور
مطلب یہ کہ خدا کے اس پھیلے ہوے نور مین سے جو انبیار کو بلا ہے جس شخص کو کچھ حصہ ملگیا۔ وُہ سب سے علیحدہ ہو کر خدا کا ہو رہا

	ہر کرا دامانِ عشقے نا بدہ	زان نثار نور بے بہرہ شدہ
ترجمہ	پاس جسکے عشق کا دامن نہ تھا	نور ریزدان سے وُہ بے بہرہ رہا

شرح یعنے جسکے پاس اُس نور کے سمیٹنے کو عشق حقیقی کا دامن نہین ہے وُہ محروم اور بالکل بے بہرہ ہے چونکہ کفار اِس نور سے
بے بہرہ تھے اسلئے انبیا علیہم السلام کے معجزون اور خدا کی آیتون پر ایمان نہ لاسکے۔

	جزو ہا را رو یہا سوے کل است	بلبلان را عشق بازی با گل است
ترجمہ	جزو کا منہ ہے ہمیشہ سوے کل	بلبلین رکھتی ہین دائم عشقِ گل

شرح۔ مضمون سابق کی دلیل ہے یعنے ارواحِ مومنین کے ایمان لانے اور کافرین کے منکر رہنے کا یہ سبب ہے
کہ جزو کل کیطرف اور بلبل گل کی طرف رجوع کرتا ہے۔ مومنین اور عشاق نورِ الہی کے ایک جزو ہین اور انبیا علیہم السلام
گویا سراپا نور ہین یا یہ کہیے کہ مومنین بلبل ہین اور انبیا گل ہین ریعنے مومنین انبیاء کے عاشق ہین اسلیے اس جزو نے
اُس کل کیطرف اور اس بلبل نے اُس گل کیطرف رجوع کیا۔ و علےٰ ہذا القیاس کفار ظلمت کے اجزا ہین اور اُسیکے عاشق
ہین۔ اسلیے اُسکیطرف راجع ہین

	گاو را رنگ از برون و مرد را	از درون جو رنگ سرخ و زرد را
ترجمہ	جانور کے رنگ کو باہر سے دیکھہ	آدمی کے رنگ کو اندر سے دیکھہ

شرح یعنے جسطرح تو جانور کے سرخ و زرد رنگ کو باہر سے معلوم کرلیتا ہے اسطرح آدمی کا رنگ باہر سے
نہین۔ بلکہ اندر سے معلوم ہوتا ہے ایمخاطب تو آدمی کے سرخ و زرد رنگ کو اندر سے ڈھونڈھ سرخ و زرد سے نیکی و بدی
مراد ہے مطلب یہ کہ فریب کی شکلین اور فتنون کے طریقے یا الوان طاعت و اقسام عبادت رخلاصہ یہ کہ ضلالت و ہدایت
وغیرہ باہر سے نہین معلوم ہوتے بلکہ انکا اختلاف اندر سے معلوم ہوتا ہے اور اسکے معلوم کرنے کی یہ ترکیب ہے کہ جسکا ظاہر
باطن کے موافق ہو وُہ نیک ہے اور سرخ رنگ رکھتا ہے اور جسکا ظاہر و باطن یکسان نہو وُہ بد ہے اور
زرد رنگ رکھتا ہے۔ نیکون کو اپنا ظاہر و باطن یکسان رکھنا چاہیئے۔

	مصرع اول	مصرع دوم
	رنگہائے نیک از خم صفاست	رنگ زشتان از سیہ آبہ جفاست
ترجمہ	آتا ہے خم صفا سے نیک رنگ	ظلم کی کیچڑ ہین سب بدیون کے ڈھنگ

شرح۔ یعنے افعال نیک قلب صاف کے خم سے نکلتے ہین اور افعال بد باطنی جفا کی کیچڑ سے صادر ہوتے ہین وہ افعال مومن کے ہین اور یہ کفار کے باطنی جفا سے کفر دنیا پرستی اور سیہ آبہ سے تاریکی دل مراد ہے سیہ آبہ کیچڑ کو کہتے ہین

	مصرع اول	مصرع دوم
	صبغة الله نام آن رنگ لطیف	لعنة الله بوئے این رنگ کثیف
ترجمہ	صبغة الله ہے وہ رنگ بس لطیف	لعنة الله ہے یہ رنگ بس کثیف

شرح۔ یعنے افعال حسنہ کا نام صبغة الله ہے یعنے یہ الله کا رنگ ہے جو مومنین پر چڑھا ہوا ہے اور افعال قبیحہ کی بو یعنے انکا ماحصل اور نتیجہ لعنة الله ہے۔ خدا اپنے رنگ مین رنگے اور لعنت کے ڈھنگ سے بچائے۔

	مصرع اول	مصرع دوم
	آنچہ از دریا بدریا مے رود	از ہمان جا کامد آنجا میرود
ترجمہ	آب دریا سوے دریا جائے گا	جسجگہ سے آرہا ہتا۔ جائیگا

شرح۔ یعنے اس مقولہ کا کہ جو پانی دریا سے آتا ہے وہ دریا ہی مین جاتا ہے یہ مطلب ہے کہ وہ جہان سے آتا ہی وہین جاتا ہے۔ قاعدہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے دریاؤن مین بڑے بڑے دریاؤن سے پانی آتا ہے اور پھر پھر کر وہ پانی انہی بڑے بڑے دریاؤن مین چلا جاتا ہے اسیطرح افعال نیک جو صبغة الله کا ایک جزو ہین اسکی طرف رجوع کرتے ہین۔ اور افعال بد جو لعنة الله کے ایک شاخ ہین لعنت کیطرف راجع ہین۔ یعنے نیک افعال کو الله قبول کرتا ہے کیونکہ یہ اسی کی توفیق سے صادر ہوتے ہین۔ اور افعال کو بد مردود کرتا ہے کیونکہ وہ بندہ کی جانب سے صادر ہوتے ہین۔ اہل سنت والجماعة کا یہی مذہب ہے کہ ما اصابک من حسنة فمن الله و ما اصابک من سیئة فمن نفسک نیکی خدا کیطرف سے پہنچتی ہے اور بدی اپنے نفس کیطرف سے

	مصرع اول	مصرع دوم
	از سر کہ سیلہائے تیز رو	وز تن ما جان عشق آمیز رو
ترجمہ	رل کہین دریا سے سیل تیز چل	اور بدن سے جان عشق آمیز چل

شرح۔ یعنے اے سیل سر کوہ سے بہت جلد نکل اور دریا سے رل۔ اور تن عشاق سے اے روح عشق آمیز نکل اور خدا سے رل۔ یہ معنے اس صورت مین ہین کہ لفظ رو دونو جگہ صیغہ امر فرض کیا جائے۔ بشکل دیگر نیز ممکن ہے کہ پہلے مصرع مین تیز رو اسم فاعل ترکیبی ہو۔ اور دوسرے مصرع مین رو صیغہ امر۔ اسوقت یہ مطلب ہوگا کہ اے جان عشق آمیز شوق ملاقات خدا مین تن عشاق سے اسطرح نکل جسطرح سر کوہ سے سیلہائے تیز رو نکلکر دریا مین ملجاتی ہین۔ پہلا مصرع دوسرے کی تمثیل ہے اور مقصود ترغیب عشق الہی ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ آدمی کو اس بات کی کوشش کرنی چاہیئے کہ اپنے قطرہ وجود فانی کو دریائے عشق حقیقی مین پہنچادے۔ یعنے ہر وقت خالق سے لو لگائے رہے

آتش افروختن بادشاہ و بت در پہلوئے او نہادن کہ ہر کہ سجود بت کند از آتش رہا یابد

ترجمہ بادشاہ کا آگ جلانا اور اُسکے پاس بُت رکھکر یہ حکم دینا کہ جو اِس بت کو سجدہ کریگا وہ آگ سے نجات پائیگا

آن جہود سگ ببین چہ رائے کرد ۔ پہلوئے آتش بتے بر پائے کرد

ترجمہ شاہ سگ طینت نے پھر ایسا کیا ۔ آگ کے پاس ایک بُت کو رکھدیا

کانکہ این بُت را سجود آرد برست ۔ ورنہ آرد در دل آتش نشست

ترجمہ اور کہا ہے اسکا ساجد کامیاب ۔ ورنہ وہ ہے اور آتش کا عذاب

چون سزاے آن بُتِ نفس او نداد ۔ از بت نفسش بتے دیگر بزاد

ترجمہ نفس کے بت کا وہ شیدا ہوگیا ۔ دوسرا بُت اُس سے پیدا ہوگیا

شرح یہان سے مولانا اسرار بیان کرتے ہین یعنے جبکہ اُس شاہ یہود نے اپنے بُت نفس کو سزا ندے اور نفس کُشی نکی تو اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اُسکے باطنی بت یعنے نفس نے ایک ظاہری بُت تراش لیا بعض نسخون مین نداد کی جگہ بداد ہے اسصورت مین سزا بمعنے سزاوار ہوگا یعنے چونکہ اُسنے اپنے بُت نفس کو اُسکے لایق خبرین دین اور اُسکی اطاعت کی تو نفس نے ایک اور بُت پیدا کرلیا معنوی طور پر شاہ یہود سے شیطان اور آگ سے آتش شہوت اور بُت سے مطالب نفس آمارہ مراد ہین۔ یعنے شیطان نے آتش شہوت روشن کرکے اُسکے پاس مطالب نفس آمارہ رکھدیے اور نفس سے یہ کہا کہ اگر تو مقتضائے طبیعت کے موافق عمل نہ کریگا تو آتش فراق سے جلجائیگا۔ طالب حق کو چاہیئے کہ ہمیشہ شیطان کی مخالفت کرتا ہے رھیا کہ مومنین نے اِس شاہ یہود کی مخالفت کی تھی کیونکہ مخالفت کے سبب وہ آتش نور اور رحمت بنجائیگی

مادر بُت ہا بتِ نفس شماست ۔ زانکہ آن بُت مار و این بُت اژدہاست

ترجمہ ہے بتون کی مان بُتِ نفس اے فتا ۔ کیونکہ وُہ بُت سانپ ہین یہ اژدہا

شرح نفس آمارہ ہمیشہ لذات نفسانیہ اور بدی مین گرفتار رہتا ہے اور اِسکا سب سے بڑا نتیجہ جو سب سے بڑا ہے ابنائے جنس پر تکبر ہے اور چونکہ انبیا علیہم السلام بھی ابنائے جنس کی صورت تشریف لائے ہین یعنے نفس اُنپر بھی تکبر کرنیکی ہدایت کرتا ہے۔ اور انبیار کی مخالفت اور بُت پرستی کی رغبت دلاتا ہے اِسلیئے نفس کو مادر بُت کہنا بجا ہے۔ کیونکہ نفس تمام برائیون اور جملہ گناہونکا مخزن ہے اور بُت سانپ کے مانند ہین اور بُت نفس اژدہا یعنے ظلم بتون سے بڑا ہے۔ خدا نفس کی شرارت اور بداعمالیون سے بچائے۔

آہن و سنگست نفس و بُت شرار ۔ آن شرار از آب میگردد قرار

ترجمہ سنگ و آہن نفس ہے بُت ہین شرار ۔ اُن شرارون کو ہے پانی سے قرار

شرح قرار اور فرار دوسرے مصرع مین دونو لفظ صحیح ہین مگر قرار مین بہ نسبت فرار کے معنے زیادہ واضح ہوجاتے ہین

	سنگ و آہن زاب کے ساکن شود	آدمی با این دو کے ایمن شود
ترجمہ	سنگ یا آہن ہو ساکن کسطرح	آدمی ہو ان سے ایمن کسطرح

شرح۔ ایمن بکسر المیم بمعنے بیخوف۔ یعنے نفس لوہا یا پتھر ہے اور بُت اُن شعلون کے مانند ہین جو اُس لوہے اور پتھر سے پیدا ہوتے ہین۔ شعلون کا قاعدہ ہے کہ پانی پڑنیسے بجھہ جاتے ہین۔ لیکن لوہا اور پتھر نہین بجھتا خواہ برسون پانی مین رہے۔ کیونکہ پانیمین پڑکر بھی آہن اور پتھر کے شرار سے اُنکے خوف مین اسطرح رہتے ہین جسطرح شہوت نفس مین اسلیئے بُت کا توڑ ڈالنا آسان ہے۔ مگر بُت نفس کا مارنا نہایت مشکل ہے۔ آدمی اِن دونو یعنے سنگ ہوا اور آہن ہوس کے ہوتے ہرگز گناہون سے بیخوف نہین رہ سکتا۔ نتیجہ یہ کہ جسطرح آہن و سنگ شعلون کے اصل ہین۔ اسیطرح نفس امّارہ کفر و معاصی دنیا طلبی اور بُت پرستی کی اصل ہے آب سے قدرے ہدایت مراد ہے اور بعض نسخون مین قرار کیجگہ فرار بھی دیکھا گیا ہے جسکی بابت ہم اوپر رائے ظاہر کر چکے ہین۔

	سنگ و آہن در درون دارند نار	آب را بر نارشان نبود گزار
ترجمہ	سنگ و آہن دلمین رکھتے ہین شرر	انمین پانی کا نہین ہوتا گزر
	زاب چون نار درون کشتہ شود	در درون سنگ و آہن کے رود
ترجمہ	آب سے آگ وہ کبھی بجھتی ہے کہین	سنگ و آہن مین پہنچتا ہی نہین

شرح۔ یعنے جسطرح پانی پتھر اور لوہے کے اُن شعلون کو نہین بجھا سکتا۔ جو اُنمین پنہان ہین اسیطرح آب قدرے ہدایت نفس امّارہ کے مخفی شعلون (لذات گناہ کے شرارون) کو نہین بجھا سکتا بلکہ انکا بجھانا دریائے رحمت الٰہی کا کام ہے مطلب یہ کہ نفس پرستی بُت پرستی سے بدتر ہے

	آہن و سنگ است اصل نار و دود	فعل ہر دو کفر ترسا و یہود
ترجمہ	سنگ اور آہن ہے اصل نار و دود	ہے اسی سے کفر ترسا و یہود

شرح۔ یعنے جسطرح آہن و سنگ آگ اور دھوین کی اصل ہے اسیطرح نفس امّارہ کفر و فسق کی اصل ہے اور یہود و نصارے کا کفر اسی آہن و سنگ کا فعل ہے۔ یعنے انکا کفر انکے مقتضائے نفس کے باعث ہے بعض نسخون مین اس شعر کی جگہ سنگ و آہن چشمۂ نار مدود و دو قطرہا شان کفر ترسا و جہود ہے مطلب دونو کا ایک ہے

	بُت سیاہ آبست در کوزہ نہان	نفس مر آب سیہ را چشمہ دان
ترجمہ	ہر صنم کوزہ مین کیچڑ ہے نہان	نفس ہے کیچڑ کا چشمہ بیر بجان
	آن بُت منحوت چون سیل سیاہ	نفس بنگر چشمۂ بر شاہراہ
ترجمہ	ہین تراشیدہ یہ بُت سیل سیاہ	نفس اسکا چشمہ ہے بر شاہراہ

شرح یعنے بت پیچھر میلے اور گدلے پانی کی سبیل ہے جسکی صفائی بھی ممکن ہے اور انقطاع بھی اور نفس تمہارا مین گدلے پانی کا ایک چشمہ ہے کہ جسکے نہ تو صفائی ممکن ہے اور نہ انقطاع متصور ہے۔ منحوت بمعنے تراشیدہ اس سے معلوم ہوا کہ نفس کی ~~بت پرستی~~ برائی بت پرستی سے بڑہی ہوی ہے ان شعرونمین نفس امارہ اور بت کے فرق کی دوسری تمثیل ہے۔

	بت درون کوزہ چون آب گدر	نفس شومت چشمہ آن اے مُصر
ترجمہ	بت ہے گویا کوزے مین آب گدر	نفس امارہ ہے چشمہ اے مُصر

شرح۔ گدر بمعنے مکدر۔ اور اے مصر بمعنے اے اصرار کنندہ بر مقتضائے نفس سے ہے یعنے اے خواہشات نفس پر عمل کرنیوالے تیرا نفس بت سے زیادہ بدتر ہے کیونکہ نفس گدلے پانی کا چشمہ ہے اور بت ایسا ہے جیسا ایک کوزہ مین گدلا پانی۔ کوزہ کا پانی تمام ہوجاتا ہے اور چشمہ کا پانی کم نہین ہوتا۔

	صد سبو را بشکند یکپارہ سنگ	واب چشمہ میرہاند بے درنگ
ترجمہ	سنگپارہ توڑدے گو سو سبو	پر اُچھل جاتا ہے اُس سے آب جو

شرح۔ میرہاند بمعنے آزاد میکند پہلے اشعار مین نفس کو چشمۂ سیاہ سے اور کفر و معاصی کو آب سیاہ سے اور جو کوزہ مین ہو تشبیہ دیگئی ہے اور اب اُسکے مناسب یہ ارشاد فرماتے ہین کہ سو ٹہلیون اور کوزون کو ایک چہوٹا سا پتہر توڑ سکتا ہے۔ لیکن چشمہ کے پانی کو روک نہین سکتا بلکہ آزاد کردیتا ہے یعنے پتہر اسپر اثر نہین کرتا نیز ممکن ہے کہ میرہاند بمعنے می جہاند ہو یعنے بجائے اسکے کہ پتہر آب چشمہ کو معدوم کرے اور اُسکو اچہالتا ہے۔ ان دونو شعرون کی تشبیہون کا خلاصہ یہ ہے کہ دفع معصیت کے لیے تہوڑی سی تدبیر کافی ہے۔ اور دفع شر نفس کے لیے تدبیر عظیم کی حاجت رہتی ہے۔

	آب خم و کوزہ گر فانی بود	آب چشمہ تازہ و باقی بود
ترجمہ	آب کوزہ آب خم کو ہے فنا	اور ہے چشمہ کے پانی کو بقا

شرح۔ اسیطرح نفس امارہ کی شرارت ہر وقت تازہ بتازہ نو بنو ہوتی ہے۔

	بت شکستن سہل باشد نیک سہل	سہل دیدن نفس را جہل ست جہل
ترجمہ	توڑنا بت کا بہت ہی سہل ہے	نفس کو آسان سمجہنا جہل ہے
	صورت نفس ار بجوئی اے پسر	قصۂ دوزخ بخوان با ہفت در
ترجمہ	نفس کی صورت یہی ہے اے پسر	دیکہہ حال دوزخ با ہفت در

شرح۔ یعنے حال دوزخ جاننے سے حال نفس معلوم ہوجاتا ہے کیونکہ دوزخ مین عذاب دینے والی چیزین گویا گناہونکی تصویرین ہین جو آگ اور سانپ اور بچہو کی صورت مین آگئی ہین اور اعمال شرارت نفس سے صادر ہوتے ہین

بس تو دوزخ کے حالات معلوم کرنیسے آدمی اپنے نفس کی حالت کا اندازہ اور اپنے اعمال کے جانچ کرسکتا ہے۔ دوسرے معنے یہ ہی ہو سکتے ہین کہ نفس امّارہ سات دروازون والے دوزخ کے ساتھ تشبیہ کامل رکھتا ہے۔ کیونکہ جسطرح سات دروازہ کی دوزخ کا کام مبتلائے عذاب کرنا ہے اسیطرح نفس سات اعضا سے افعال قبیحہ صادر کرا کے آدمی کو مبتلائے عذاب کر دیتا ہے۔ وہ سات اعضا یہ ہین اوّل دہن۔ جس سے آدمی جو کچھ چاہتا ہے کہہ بیٹھتا ہے۔ اور جو کچھ چاہتا ہے کہا لیتا ہے۔ دوم فرج جس سے زنا اور لواطت وغیرہ صادر ہوتے ہین تیسرے ہاتھہ جو قتل ناحق اور ایذائے مظلوم اور چوری وغیرہ کا مددگار ہے چوتھے پانوجکی رفتار اور چلنے پہرنے سے گناہ صادر ہوتے ہین پانچوین آنکہہ۔ جس سے غیر محرم عورتون کو بُری نگاہ دیکھا جاتا ہے چھٹے کان۔ جس سے غیبتین اور فساد کی باتین سُنی جاتی ہین ساتوین قلب جو تمام شرارتون اور گناہونکا مخزن ہے۔ یہ اُس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ کران جہنم لموعدہم اجمعین لہا سبعۃ ابواب۔ یعنے جہنم کے سات دروازے ہین انہی دروازون سے لوگ اُسمین داخل ہونگے اہل باطن نے اُن دروازون کی یہ تفصیل بیان کی ہے۔ حرص۔ شر۔ حسد۔ حقد۔ غضب۔ شہوت۔ کبر۔ یعنے لپسندونکے نزدیک دوزخ کے سات دروازے یہی ہین۔

	ہر نفس مکرے و در ہر مکر ازان	غرقہ صد فرعون با فرعونیان
ترجمہ	نفس کا ہے فعل مکر ہر زمان	غرق ہین جس سے بہت فرعونیان

شرح یعنے نفس امّارہ کا فعل ہر وقت مکر کرنا ہے اور ہر مکر مین بہت سے فرعون مع لشکرون کے غرق ہین یعنے نفس کے مکر نے ہزارون کو گمراہ کر کے تباہ کر دیا ہے۔

	در خدائے موسی و موسیٰ گریز	آب ایمان را ز فرعونی مریز
ترجمہ	رکھہ ہمیشہ رب موسے پر نظر	تیری فرعونی ہے ایمان کا ضرر

شرح خدائے موسے رب العالمین ہے اور موسے سے موسیٔ وقت یعنے خلیفہ اور نائب رسول مراد ہے اور فرعونی بمعنے طغیان و سرکشی ہے یعنے موسے کے خدا پر ایمان لا۔ ورنہ فرعونی سے آبروے ایمان جاتی رہے گی۔

	دست را اندر احد و احمد بزن	اے برادر وارہ از بوجہل تن
ترجمہ	حکم حق فرمان احمد کر قبول	رہ الگ بوجہل تن سے اے جہول

شرح یعنے خدا کے احکام اور حضرت احمد کے فرمان پر عمل کر اِس ترکیب سے تو ابی جہل تن یعنے نفس سرکش و کافر کے مکر سے نجات پا جائیگا۔ وارہ صیغہ امر از رہیدن بمعنے نجات یافتن۔

	آوردن بادشاہ جہود زنے را با طفل و انداختن او طفل را در آتش و سخن در آمدن طفل درمیان آتش
ترجمہ	بادشاہ یہود کا ایک بچہ والی عورت کو آگ کے سامنے لانا اور بچہ کا آگ مین ڈالنا اور آگ مین پڑ کر بچہ کا کلام کرنا

یک زنے با طفل آورد آن جہود   پیش آن بُت و آتش اندر شعلہ بود

ترجمہ: ایک بچہ والی کو وہ بے شعور   لایا اُس آتش کے اُس بت کے حضور

گفت اے زن پیش این بت سجدہ کن   ورنہ در آتش بسوزی بے سخن

ترجمہ: اور کہا اِس بت کو اے زن سجدہ کر   ورنہ آتش میں جلیگی سربسر

بود آن زن پاک دین و مومنہ   سجدۂ آن بُت نکرد آن موقنہ

ترجمہ: تھی وہ عورت پاک دین اور مومنہ   سجدہ کیوں کرنے لگی تھی موقنہ

طفل از و بستید و در آتش فگند   زن بترسید و دل از ایمان بکند

ترجمہ: آگ میں بچہ کو ڈالا چھین کر   ہوگئی ماں اِس ستم سے بر حذر

خواست تا او سجدہ آرد پیش بُت   بانگ زد آن طفل کانّی لم امت

ترجمہ: سجدہ کرنا چاہتی تھی خوش صفات   دی صدا بچے نے میں تو ہوں حیات

شرح۔ یعنے جب اُسکی ماں بُت کے سامنے سجدہ کرنے ہی کو تھی کہ لڑکے نے آگ میں سے آواز دی کہ اے ماں میں مرا نہیں ہوں بلکہ زندہ ہوں۔ موقنہ خدا کی وحدانیت کا یقین رکھنے والی۔

اندر آ مادر کہ من اینجا خوشم   گرچہ در صورت میان آتشم

ترجمہ: اندر آ اے ماں کہ میں ہوں خوش یہاں   گو بظاہر آگ کے ہوں درمیان

چشم بندست آتش از بہر حجیب   رحمتست این سر بر آورده ز جیب

ترجمہ: آگ کیسی ہے فسوں بہرِ حجاب   ہے کشادہ غیب سے رحمت کا باب

شرح۔ حجیب آلہ حجاب۔ چشم بند بمعنے افسون یعنے عوام کی آنکھوں کے حجاب کے لیئے یہ آگ ایک افسون ہے یعنے عوام کو آگ نظر آتی ہے اور جسطرح افسون آنکھوں پر پردہ ڈالدیتا ہے اسیطرح آگ نے عوام کے آنکھوں پر پردہ ڈالدیا ہے۔ اور رحمت کو اپنے اندر چھپا لیا ہے۔ مطلب یہ کہ آگ فی الواقع رحمت ہے جسنے گریبان غیب سے سر نکالا ہے۔ معتقدین وحدانیت کے حق میں یہ آگ باغ ہے۔

اندر آ مادر ببین برہان حق   تا ببینی عشرت خاصان حق

ترجمہ: اندر آ ماں دیکھ لے برہان حق   قدرت حق عشرت خاصان حق

شرح۔ یعنے لڑکے نے ماں کو آواز دیکر یہ کہا کہ تو بھی آگ میں چلی آ اور اللہ تعالےٰ کی قدرت کا تماشا دیکھ کہ اُسنے تمام شعلوں کو پھول اور آگ کو گلزار کر دیا ہے معنوی طور پر طفل سے مراد عقل ہے جب مادر طبیعت اور اُسکی مقتضا سے دور ہوگئی تو ترک تنعم ضرور ہوا۔ اور آتش فقر و فاقہ بھڑک اُٹھی اور اصحاب تمکین اُسکو لذت روحانی اور نعمت معنوی

حاصل ہو گئے۔ اور اُسنے اپنی مادر طبیعت کو بھی بزبان حال آتش فقر اور نار مجاہدہ کی طرف بلایا۔

اندر آ و آب بین آتش مثال ⁂ از جہانے کاتش ست آبش مثال

ترجمہ: اندر آ ہے آگ پانی کی مثال ⁂ اس جہان سے جسکا پانی ہے وبال

شرح۔ یعنے اے مادر یہان آ۔ اور اسکو آگ نہ سمجھ بلکہ یہ حقیقت مین پانی ہے اور صورت مین آگ اور اُس جہان سے کو چکر جسکا پانی صورت مین پانی اور حقیقت مین آگ ہے۔ دوسرے مصرع مین مثال آتش کے متعلق ہے یعنے کہ آتش مثال ست آب اور حقیقت یعنے جہود کے عیش وعشرت کیطرف نہ دیکھ کیونکہ وہ فی الواقع آگ ہے

اندر آ اسرار ابراہیم بین ⁂ کو در آتش یافت سرو و یاسمین

ترجمہ: اندر آکر دیکھ آثار خلیل ⁂ ہے شگفتہ آگ مین باغ جلیل

شرح۔ بعض نسخون مین سرو کیجگہ ورد ہے یعنے درخت گلاب یعنے آگ مین قدرت حق کا باغ کھلا ہوا ہے۔

مرگ مے دیدم گہ زادن ز تو ⁂ سخت خوفم بود افتادن ز تو

ترجمہ: جنتے دم اک موت آتی تھی نظر ⁂ سخت تر اسقاط کا تھا مجکو ڈر

شرح یعنے مین اپنی پیدایش کے وقت گو یا اپنی موت کو دیکھ رہا تھا۔ کیونکہ رحم نہایت تنگ جگہ تھی اسلیئے مجکو اپنا گلا گھٹ جانے اور اپنے ساقط ہونیکا بہت بڑا خوف تھا۔ بعض نسخون مین خوفم کی جگہ خویم ہی ہے یعنے ولادت کے وقت مین اسبات کو نہایت اچھا سمجھ رہا تھا کہ اس پیدا ہونیسے بیجان کا ساقط ہو جاؤن۔

چون بزادم رستم از زندان تنگ ⁂ در جہانے خوش ہوائے خوب رنگ

ترجمہ: چھٹ گیا جسوقت وہ زندان تنگ ⁂ ملگیا مجکو جہان خوب رنگ

شرح۔ یعنے بعد ولادت مین رحم کے قید خانہ سے رہائی پاکر وسیع ور فضا عالم مین آگیا لیکن اب میرے سیلئے آگ ایسا گلزار اور وسیع مقام ہو گیا ہے کہ دنیا کو اسکے مقابلہ مین رحم کے مانند تنگ سمجھ رہا ہون۔

اینجہان را چون رحم دیدم کنون ⁂ چون درین آتش بدیدم این سکون

ترجمہ: لیکن اس عالم مین فرحت ہے مجھے ⁂ اک سکون دل ملکوت ہے مجھے

اندرین آتش بدیدم عالمے ⁂ ذرہ ذرہ اندر و عیسے دمے

ترجمہ: آگ مین اے مان عجب عالم ہوا ⁂ ذرہ ذرہ اسکا عیسے دم ہوا

نک جہانے نیست شکل و ہست ذات ⁂ وین جہانے ہست شکل و بے ثبات

ترجمہ: وہ جہان موجود ہے فی حد ذات ⁂ یہ جہان ہے ہست لیکن بے ثبات

شرح۔ نک مخفف اینک۔ یعنے وہ جہان (عالم معنے) ظاہری صورت و شکل کے اعتبار سے تو نیست ہے مگر فی ذاتہ

موجود ہے اور یہ جہانِ دنیا باعتبار صورت تو ہست ہے مگر باعتبار معنے بالکل بے ثبات ہے عالم سے عالم حقیقت جدید دیت نو مراد ہے اور جیسے دم بمعنے زندگی بخش ہے۔

اندر آ مادر بحق مادری — بین کہ این آذر ندارد آزری

ترجمہ: اندر آ اے ماں بحق مادری — گم ہے اِس آتش سے وصفِ آذری

اندر آ مادر کہ اقبال آمدست — اندر آ مادر مدہ دولت ز دست

ترجمہ: اندر آ اے ماں کہ ہے تو بانصیب — اندر آ اے ماں یہ دولت ہے عجیب

قدرت آن سگ بدیدی اندر آ — تا بہ بینی قدرتِ فضل خدا

ترجمہ: دیکھ لی اُس سگ کی قدرت اندر آ — دیکھتی ہے گر تجھے شان خدا

من ز رحمت مے کشانم پائے تو — کز طرب خود نیستم پروائے تو

ترجمہ: محض شفقت سے بُلاتا ہون تجھے — ورنہ تیری کچھ نہین پروا مجھے

شرح۔ آذری بمعنے ناریت وحرارت سگ سے بادشاہ یہود اور رحمت بمعنے شفقت ہے یعنے مین صرف محبت کے باعث تجھے بُلاتا ہون ورنہ طرب معنوی کے سبب مجھے تیری کچھ پروا نہین ہے۔ بعض نسخون مین وز طرب ہے۔

اندر آ و دیگران را ہم بخوان — کاندر آتش شاہ بنہاست خوان

ترجمہ: اندر آ اور دوستون کو بھی بُلا — دعوت حق آگ مین ہے برملا

شرح۔ شاہ سے اللہ تعالےٰ اور خوان سے نعمت اُخروی اور حیات ابدی مراد ہے یعنے اے ماں اسلیے اِس آگ مین خوان نعمت رکھدیا ہے

اندر آئید اے مسلمانان ہمہ — غیر عذب دین عذابست آن ہمہ

ترجمہ: اندر آؤ اے مسلمانو چلو — آؤ خوانِ دین کے مہمانو چلو

اندر آئید ہمہ پروانہ وار — اندرین آتش کہ دارد صد بہار

ترجمہ: آؤ اِس آتش مین سب پروانہ وار — آگ مین ہے لطفِ صد فصل بہار

شرح۔ یعنے اے مسلمانو اِس آگ مین آجاؤ کیونکہ یہ آگ عذب (دین کا آب شیرین) ہے۔ اور دنیا کی وہ تمام چیزین جنمین تم مصروف ہو عذاب کا باعث ہین بعض نسخون مین آتش کیجگہ بہمن ہے اور بہمن فصل خزان کے ایک مہینے کا نام ہے

اندر آئید و نہ بینید اینچنین — سر گشتہ آتش گرم ما ہمین

ترجمہ: اندر آؤ حق سے ہے گر تمکو لاگ — حکم یزدانی سے ٹھنڈی ہے یہ آگ

شرح۔ یعنے اِس آگ کو فی الواقع آگ نہ سمجھو۔ اور بعض نسخون مین بہ بینید بھی ہے یعنے جو کچھ بینے اس آگ مین ظہور حق دیکھا ہے وہ تم بھی دیکھلو آتش مہین۔ ذلیل کرنے والی آگ۔ یعنے تکلیف رسان اور ایذا دینے والی۔

	اندر آئید اے ہمہ مست و خراب	اندر آئید اے ہمہ عین عتاب
ترجمہ	اندر آؤ ہو کے سب مست و خراب	اندر آؤ چہوڑ کر عین عتاب

شرح- خراب بمعنے بیخود اور مست۔ یہ لفظ آئید کے ضمیر فاعل سے حال ہے۔ اور عین عتاب سے شاہ جہود کی سخت خفگی اور ناراضی مراد ہے۔ جو مسلمانوں کے حق مین تہی۔

	اندر آئید اندرین بحرِ عمیق	تاکہ گردد روح صافی و رقیق
ترجمہ	اندر آجاؤ یہ ہے بحر عمیق	روح تا ہو جائے صافی و رقیق
	مادرش انداخت خود را اندرو	دست او بگرفت طفل مہر جو
ترجمہ	گر پڑی مان آگ مین سننے کے ساتہ	مہر سے بچہ نے پکڑا اُسکا ہاتہ
	اندر آمد مادر آن طفل خرد	اندر آتش کوئے دولت راہبرد
ترجمہ	گر کے اسمین چہوٹے سے بچہ کی مان	لیگئی بازی دولت بیگمان
	مادرش ہم زان نسق گفتن گرفت	دُرِّ وصفِ لطفِ حق سفتن گرفت
ترجمہ	ہوگئی بچہ سے مان بہی ہم زبان	وصف حق مین تر رہی بہ ہم زبان
	بانگ میزد درمیان آن گروہ	جان خلقان پر ہمے شد از شکوہ
ترجمہ	دیتی تہی آواز سوز و ساز سے	ہیبت حق تہی عیان آواز سے
	نعرہ میزد خلق را کاے مردمان	اندر آتش بنگرید این بوستان
ترجمہ	کہتی تہی لوگون سے یون اے مردمان	آؤ دیکہو آگ مین ہے بوستان

شرح- پہلے شعر مین بحرِ عمیق بمعنے رحمت الٰہی۔ رقیق بمعنے لطیف دوسرے مین دستگیری سے رہبری بطرف رحمت تیسرے مین دولت سے دولتِ دین۔ چوتہے مین زان نسق یعنے بطور طفل پانچوین مین بانگ میزد کا فاعل مادر طفل ہے اور شکوہ سے ہیبت حق و عظمت الٰہی مراد ہے۔ ایسے سہل شعرون کی شرح ہم دانستہ چہوڑ جاتے ہین

	انداختن مردمان خود را در آتش از سر ذوق
ترجمہ	آدمیون کا ذوق باطن کے سبب اپنے آپ کو آگ مین ڈالنا

	خلق خود را بعد ازان بیخویشتن	میفگندند اندر آتش مرد و زن
ترجمہ	خلق ہو کر بعد ازان بے خویشتن	آگ مین گرتے تہے ملکر مرد و زن
	بے مؤکل بے کشش از عشق دوست	زانکہ شیرین کردن ہر تلخ از وست
ترجمہ	بیکشش عشق خداوندی کی تہی	سہل ہر مشکل کو کرتا ہے وہی

مؤکل بکسر الکاف سپارندہ کار بدیگرے۔ مجازاً بمعنے سبب کیونکہ مؤکل وکیل کے لیے کاروبار کا سبب ہوتا ہے یعنے بلاکشش ظاہر لوگ آگ مین گرتے تھے۔ کیونکہ حبیب اپنے خالص بندون کے لیے کڑوے کو میٹھا جفا کو وفا محنت کو نعمت بنادیتا ہے۔ پہلے شعر مین مرد و زن خلق کا بدل واقع ہوا ہے۔

تاچنان شد کان عوانان خلق را — منع میکردند کاتش در میا

ترجمہ: پہنچی یہ نوبت کہ نوکر شاہ کے — خلق کو مانع ہوے اُس آگ سے

شرح۔ یعنے۔ یہانتک مخلوق آگ مین گری کہ بادشاہ کے مددگارون اور سپاہیون نے لوگونکو اُس آگ کے پاس آنے سے منع کردیا۔ آتش اصل مین در آتش ہے۔ اور عوان بتشدید الواو بمعنے سخت گیر و ظالم و سرہنگ لیکن یہان ضرورۃً شعر کے لیئے بالتخفیف لائے ہین۔ معنوی مطلب یہ ہے کہ حبیب اللہ تعالے کسیکو اپنی طاعت کیطرف کھینچ لیتا ہے تو نار ریاضت کی برداشت اُسپر آسان ہوجاتی ہے۔ اسوقت شیطان اور اُسکی اتباع اُس شخصکو اس آگ مین گرنیسے منع کرتے کرتے عاجز ہوجاتے ہین۔

آن یہودی شد سیہ روی و خجل — شد پشیمان زین سبب بیماردل

ترجمہ: وہ یہودی سیہ روے و خجل — ہوگیا اس واقعے سے منفعل

کاندر آتش خلق عاشق تر شدند — در فنائے جسم صادق تر شدند

ترجمہ: کیونکہ مخلوق آگ پر دلدادہ تہی — اور فنائے جسم پر آمادہ تہی

شرح۔ یہ شعر زین سبب سے متعلق ہے۔ بیماردل ضعیف القلب جسکا دل دنیا طلبی اور بری خواہشون کے لاعلاج مرض مین گرفتار ہو۔ اور محبت دنیا مین پہنسکر عشق حقیقی کی جانب سے سُست ہوگیا ہو

مکر شیطان ہم در و پیچید شکر — دیو خود را ہم سیہ رو دید شکر

ترجمہ: مکر شیطان خود رہا شیطان تک — خود سیہ رو ہوگیا بے شبہ و شک

شرح۔ یعنے بادشاہ جو شیاطین الانس مین سے تہا تشکر ہے اُسکا مکر اُسی کے طرف راجع ہوا اور اُسنے اپنے تئین آپ سیہ رو پایا۔ اور خدا کا مکر تمام کافرون کے مکر پر غالب آیا

آنچہ مے مالید بر روئے کسان — جمع شد در چہرۂ آن ناکسان

ترجمہ: جو سیاہی روئے مومن پر ملی — چہرۂ کافرین گویا جمع تہی

شرح یعنے جو مکر وہ غیرون اور مؤمنون کے لیے کررہے تھے اُسکا ضرر اُنہی کی طرف عائد ہوا کہ دنیا مین خراب اور عقبے مین عذاب الہی کے سزاوار ہوے۔ کسان۔ مومنین۔ اور ناکسان۔ عوان شاہ جہود۔ بعض نسخون مین جمع شد در چہرۂ آن ناکس آن ہے۔ اسصورت مین آن کا اشارہ اُس بادشاہ جہود کی جانب ہے۔ یہ نسخہ پہلے سے اچھا ہے۔

	آنکه میدرید جامۂ خلق چست	خود دریده آن او دوشان درست
ترجمہ	پھاڑتا تھا جامۂ مخلوق جو	اُسکے کپڑے پھٹ گئے خود دوستو

شرح- لفظ چست دوسرے مصرع سے متعلق ہے- یعنے جس شخص نے مخلوق کا جامۂ آبرو چاک کردیا لوگون کو ستایا خلق کو ایذا پہنچائی فی الفور اُسکا جامۂ آبرو پھٹ گیا- اور اُسکا درست ہو گیا- یعنے بُرائی کا وبال کرنیوالے کی طرف عائد ہو کر پشیمانی کا باعث ہوتا ہے جیسا کہ اُس شاہ یہود نے اپنے کیئے سے پشیمانی اور وبال آخرت مول لیا- آن بمعنے ملک سے مجازاً لباس مراد ہے- اور یہ قول بالکل سچ ہے کہ چاہ کن را چاہ در پیش-

کژ ماندن دہان آن شخص کہ نام پیغمبر را از تسخر بخواند

ترجمہ: ایک ایسے آدمی کا مُنہ ٹیڑھے کا ٹیڑھا رہجانا جسنے پیغمبر علیہ السلام کا نام تمسخر سے لیا تھا

	آن دہن کژ کرد و از تسخر بخواند	نام احمد را دہانش کژ بماند
ترجمہ	اُسکا مُنہ تیڑہے کا ٹیڑھا ہی رہا	نام احمد کو بُرا جسنے کہا

شرح- تسخر بمعنے تمسخر و استہزا اور آن سے مراد ایک شخص ہے یعنے ایک شخص نے ٹیڑھا مُنہ کر کے حضرت احمد کا نام نعوذ باللہ تمسخر سے لیا تھا- اسلیئے اُسکا مُنہ ٹیڑہے کا ٹیڑھا رہگیا-

	باز آمد کاے محمد عفو کن	اے ترا الطاف علم من لدن
ترجمہ	توبہ کی اور یہ کہا کیجیے معاف	تمکو علم من لدن ہے صاف صاف
	من ترا افسوس میکردم ز جہل	من بُدم افسوس را منسوب و اہل
ترجمہ	یہ تمسخر- محض میرا جہل تھا	سچ تو یہ ہے مین ہی اسکا اہل تھا

شرح- علم من لدن (علم لدنی وہ علم جو خدا کی طرف سے عطا کیا جائے) مبتدا ہے- اور الطاف خبر مقدم افسوس بمعنے طنز و تمسخر

	چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد	میلش اندر طعنۂ نیکان برد
ترجمہ	چاہتا ہے جسکی حق پردہ دری	کرتا رہتا ہے وہ نیکو نکی بدی
	ور خدا خواہد کہ پوشد عیب کس	کم زند در عیب معیوبان نفس
ترجمہ	اور ہوتا ہے وہ جنکا عیب پوش	رہتے ہین وہ عیب گوئی سے خموش

شرح- پردہ بمعنے ناموس ہے اور نیکان سے انبیاء خلفاء اولیا علماء صلحا مراد ہین- یعنے جب خدا کسیکی پردہ دری چاہتا ہے تو اُسکے دلمین نیک لوگون پر طعنہ زنی کی رغبت ڈالدیتا ہے اور جسکی پردہ پوشی منظور ہوتی ہے وہ نیکون سے قطع نظر معیبون اور عیبیون مین بھی عیب نہین نکالتا- **فائدہ** کسی پر پس پشت یا روبرو جھوٹا عیب لگانا تہمت اور بہتان ہے اور پس پشت سچا عیب لگانا غیبت ہے اور بغیر عیب دار بنانا دلشکنی مین داخل ہے- نعوذ باللہ منہا-

چون خدا خواہد کہ ما یاری کند | میل ما را جانب زاری کند

ترجمہ — جب خدا کی ہمسے یاری ہوتی ہے | تو ہمین توفیق زاری ہوتی ہے

شرح - زاری - بمعنے - بکا و تضرع و توفیق عفو تقصیر جیسا کہ اُس مسخرے شخص نے جناب رسول سے معافی چاہی تہی یاری میں اضافت مقلوب ہے - یعنے یاری ما ہماری یاری اور ہماری مدد -

اے خنک چشمے کہ او گریان اوست | وے ہمایون دل کہ او بریان اوست

ترجمہ — آنکھ ہے وہ جو کہ ہے گریان دوست | دل وہی ہے جو ہے بریان دوست

شرح - یعنے کیا مبارک وُہ آنکھہ ہے جو خوف خدا کے سبب روتی ہے - اور کیا مبارک وُہ دل ہے جو اُسکی محبت کی آگ مین جلتا ہے - الہٰی اپنے عاشقون کو چشم گریان اور دل بریان عطا فرما -

از پئے ہر گریہ آخر خندہ ایست | مرد آخربین مبارک بندہ ایست

ترجمہ — گریہ کا انجام آخر خندہ ہے | مرد آخربین مبارک بندہ ہے

شرح - کیونکہ خدا کے خوف سے گریہ کا انجام نجات اور خوشی ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا ہے لان ادمع دمعۃ من خشیۃ اللہ احب الی من ان اتصدق بالف دینار - خدا کے خوف سے ایک آنسو گرانا میرے نزدیک ہزار دینار صدقہ کرنے سے بہتر ہے - یہ حدیث خدا کے خوف سے رونے والونکے لیے نہایت درجہ کی بشارت ہے -

ہر کجا آب روان سبزہ بود | ہر کجا اشکے روان رحمت شود

ترجمہ — سبز ہو جاتی ہے پانی سے زمین | جسجگہ آنسو ہین رحمت ہے وہین

شرح - حضرت شعیب پر وحی نازل ہوئی تہی یا شعیب ہب لی من وقتک الخضوع ومن قلبک الخشوع ومن عینک الدموع - یعنے اے شعیب اپنے وقت مین سے خضوع اور اپنے دل سے خوف اور اپنی آنکھہ سے آنسو میرے لیئے وقف کر -

باش چون دولاب نالان چشم تر | تا ز صحن جانت بر روید خضر

ترجمہ — صورت دولاب رہ با چشم تر | صحن جان کا سبزہ تا آئے نظر

رحم خواہی رحم کن بر اشکبار | رحم خواہی بر ضعیفان رحمت آر

ترجمہ — رحم حق گر تجکو ہے مد نظر | مہربان ہو رحم مسکینون پہ کر

شرح - خضر سے سبزۂ ایمان و عرفان - اور اشکبار سے شکستہ دل فقیر مراد ہین - خضر بفتحتین بمعنے سبزی

عتاب کردن جہود آتش را کہ چرا نمیسوزی و جواب او

ترجمہ — بادشاہ یہود کا آگ پر غصہ کرنا کہ تو کیون نہین جلاتی اور اُسکا جواب دینا بادشاہ کو

شرح - بادشاہ یہود چونکہ ظاہری اسباب پر نظر رکہتا تہا اسلیئے آگ پر خفا ہوا - اور یہ نہ سمجہا کہ اللہ نے اُسکا اثر زائل کر دیا ہے

رو بآتش کرد شہ کای تند خو — آن جہان سوز طبیعی خوت کو

ترجمہ: جلکے شہ نے آگ سے پہر یہ کہا — تو تو عالم سوز تہی۔ یہ کیا ہوا

شرح: یعنے اے اگ تیری عادت مین رحم کب تہا۔ تو تو عالم سوز ہے اب وہ تیری طبیعت اور پہلی سی عادت کیا ہوی

چون نمیسوزی چہ شد خاصیتت — یا ز بخت ما دگر شد نیتت

ترجمہ: تو جلاتی کیون نہین کیا ہوگیا — بدلی ہے نیت کہین کیا ہوگیا

می نبخشائی تو بر آتش پرست — آنکہ نپرستد ترا چون او برست

ترجمہ: تجہسے کب چہوٹے مجوسی بیچ بتا — جو نپوجے تجکو وہ کیون بچ رہا

ہرگز ای آتش تو صابر نیستی — چون نسوزی چیست قادر نیستی

ترجمہ: تو جلانے سے کبہی صابر نہ تہی — اب یہ ہے گو یا کبہی قادر نہ تہی

چشم بندست ای عجب یا ہوش بند — چون نسوزاند چنین شعلہ بلند

ترجمہ: ہوش کچہہ پران ہین یا آنکہین ہین بند — ہوگئی ہے سرد یا نار بلند

شرح: نمیسوزی ہر شعر مین متعدی ہے۔ اور بخت سے شومی بخت مراد ہے۔ آخر شعر کا یہ مطلب ہے کہ شاہ یہود نے اگ سے یہ کہا کہ ان دونو مین سے ایک بات ضرور ہے یا تو یہ کہ ہماری آنکہون پر بند سحر ہے کہ تو تو مومنون کو جلا رہی ہے مگر ہم نہین دیکہہ سکتے یا یہ ہے کہ مومنون کی عقل و ہوش بند ہین کہ جلتے تو ضرور ہین مگر انکو اپنا جلنا معلوم نہین ہوتا یہ قضیہ مانعۃ الخلو ہے ممکن ہے کہ دونو باتین ہون۔

جادوئی کردت کسی یا سیمیاست — یا خلاف طبع تو از بخت ماست

ترجمہ: تجہپہ جادو کردیا ہے یا طلسم — یا ہماری تیرہ بختی کی ہے قسم

گفت آتش من ہمانا آتشم — اندر آتا تو ببینی تابشم

ترجمہ: اگ بولی مین تو ہون آتش وہی — اندر آ اور دیکہہ لے تابش وہی

طبع من دیگر نگشت و عنصرم — تیغ حقم ہم بدستوری برم

ترجمہ: ہے وہی خو طبع و عنصر مین مرے — تیغ حق ہون کاٹتی ہون حکم سے

شرح: پہلے شعر مین سیمیا بمعنے طلسم ہے اور آخر مین عنصر بمعنے اصل و جوہر یعنے آگ نے یہ کہا کہ مین بغیر حکم خدا ہرگز نہین جلا سکتی

بر در خرگہ سگان ترکمان — چاپلوسی کردہ پیش میہمان

ترجمہ: اپنے خیمے پر سگانِ ترکمان — میہمانون پر ہین بالکل مہربان

شرح: خرگاہ جائے خوشی اور خیمہ کلان کو کہتے ہین۔ خر بکسر خا بمعنے خوشی ہے اور خر بالفتح بمعنے کلان۔

	ور بجرگہ بگزرد بیگانہ رو	حملہ بینداز سگان شیرانہ او
ترجمہ	اور جو آئے اسطرف بیگانہ رو	حملہ کرتے ہین سگ شیرانہ خو

شرح ترکمان ترک کی ایک قوم ہے اِس قوم کے کتّے اجنبی اور غیر اجنبی مین اور کتون سے زیادہ تمیز کرتے ہین یعنے ترکمانون کے خیمہ کے دروازہ پر اُنکے کتے اُنکے پہچانتے اور دوستون کے آگے نہایت چاپلوسی کرتے ہین اور غیرون پر شیر کیطرح حملہ کر بیٹھے ہین یہی حال اگ کا ہے۔

	من زسگ کم نیستم در بندگی	کم زترکی نیست حق در زندگی
ترجمہ	کم نہین ہے سگ سے میری بندگی	کم نہین ترکی سے حق کی زندگی

شرح۔ یعنے مین اپنے مولائے حقیقی کی خدمت بجالانے مین کتے سے کم نہین ہون اُسکے دوست اور اجنبی کو خوب پہچانتی ہون۔ دوسرے مصرع مین زندگی بمعنے قوت ہے۔ یعنے اللہ تعالے اِسبات پر قادر ہے اور قوت رکھتا ہے کہ اگ مین ڈالکر دوستون کو بچائے اور دشمنون کو جلادے

	آتش طبعت اگر غمگین کند	سوز از امر ملیک دین کند
ترجمہ	آتش غم سے ہے تو غمگین اگر	یہ بھی امر شاہ دین ہے سر بسر
	آتش طبعت اگر شادی دہد	اندرو شادی ملیک دین نہد
ترجمہ	اور حاصل ہے اگر تجکو خوشی	اِس خوشی کو دلمین رکھتا ہے وہی
	چون کہ غم بینی تو استغفار کن	غم بامر خالق آمد کار کن
ترجمہ	بانده استغفار ہی سے غم مین دُہن	کیونکہ امر حق سے ہے غم کار کن
	چون بخواہد عین غم شادی شود	عین بند پائے آزادی شود
ترجمہ	غم کو وُہ چاہے تو اب شادی کرے	عین زنجیرون کو آزادی کرے

شرح۔ آتش دردنی کے متعلق بیان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے اےمخاطب اگر تیری آتش طبع فکر دنیا یا فکر عافیت کے سبب تجکو غمگین کردے تو یہ اندرونی سوزش اور غم کی جلن بادشاہ دین رخدا کے حکم سے ہے۔ اور اگر ذوق طاعت اور شوق عبادت سے تجکو خوشی حاصل ہو تو یہ بھی خدا کا عطیہ ہے تو غم کی حالمین استغفار کیا کرے کیونکہ غم خدا کے حکم سے تیرے کام بنانے کیلئے آیا ہے غم کیحالت مین جب تو استغفار کریگا تو رحمت نازل ہوگی اور سب بگڑے ہوے کام بنجائینگے۔ کیلئے کہ خدا جب چاہتا ہے عین غم کو شادی اور عین بند پا رقید و زنجیر، آزادی بنا دیتا ہے مطلب یہ کہ جسطرح آتش باطنی (آتش طبعیت) مین غمگین و شاد کرنیکے دو نو مادے موجود ہین۔ اسیطرح اِس آتش ظاہری مین بھی دو نو باتین موجود ہین کہ مومنون کے لیئے گلزار تہی اور کافرون کے حق مین نار۔

باد و خاک و آب و آتش بندہ اند — با من و تو مردہ با حق زندہ اند

ترجمہ: باد و خاک و آب و آتش بندہ ہین — مردہ ہین ظاہر مین لیکن زندہ ہین

شرح - یعنے یہ چارون چیزین خدا کے لونڈی غلام ہین اُسکے حکم کی مخالفت نہین کرتین گو ہماری تمہاری نظرون مین بیجان یا مردہ نظر آتی ہین مگر اللہ تعالے کے نزدیک زندہ ہین وَاِن مِن شَیٍٔ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمدِہٖ سے ظاہر ہے کہ تسبیح کرنا مردہ چیز کا کام نہین ـ مگر ان چیزون کی معنوی زندگی کا بھید عوام معلوم نہین ہو سکتا۔

پیش حق آتش ہمیشہ در قیام — ہمچو عاشق روز و شب بیجان مدام

ترجمہ: پیش حق ہے آگ کو ہر دم قیام — خدمت خالق کو حاضر ہے مدام

شرح - یعنے جسطرح عاشقان الٰہی خدمت و عبادت کے لیے ہر وقت مستعد اور تیار ہین اِسیطرح آگ باوصفیکہ ظاہر مین بیجان ہے مگر فی الواقع زندہ ہے اور حکم بجالانے کے لیے ہر دم تیار ہے۔

سنگ بر آہن زنی آتش جہد — ہم بامر حق قدم بیرون نہد

ترجمہ: سنگ و آہن پر اگر مارے بشر — حکم حق سے آگ ہوگی جلوہ گر

شرح یعنے پتھر مارنے سے جو آگ نکلتی ہے تو اِسکا سبب لوہے پر پتھر مارنا نہین ہے بلکہ یہ آگ امر الٰہی سے نکلتی ہے

آہن و سنگ ہوا بر ہم مزن — کین دو میزایند شکل مرد و زن

ترجمہ: لوہے پر سنگ ہوا ہرگز نہ مار — کیونکہ یہ جنتے ہین بچے بے شمار

شرح - چونکہ پچھلے شعر مین آہن و سنگ کا ذکر تہا اِسلیئے مولانا قدس سرہ آہن و سنگ کو نفس اور خواہشات نفسانی سے تشبیہ دیکر فرماتے ہین کہ سنگ ہوا و ہوس کو آہن نفس پر مت مار یعنے خواہشات کا اتباع مت کر کیونکہ اِن دونو کے ملنے سے ایک برا نتیجہ نکلتا ہے۔ یعنے جسطرح عورت و مرد کے ملنے سے بچہ پیدا ہوتا ہے اِسیطرح نفس اور ہوس کے ملنے سے فتنہ فسق اور معاصی پیدا ہوتے ہین۔

سنگ و آہن خود سبب آمد و لیک — تو بالاتر نگر اے مرد نیک

ترجمہ: سنگ و آہن خود سبب اسکا ہے لیک — دیکھہ اوپر کی طرف اے مرد نیک

شرح - یہ شعر سنگ بر آہن زنی آتش جہد کے متعلق ہے۔ یعنے سنگ و آہن گو ظاہر مین آگ کے پیدا ہونے کے لیے سبب بنگئے ہین ۔ مگر اے مخاطب تو مرتبۂ الوہیت کی طرف دیکھہ اور یہ سمجھہ کہ انہین یہ سببیت انکی ذات سے پیدا نہین ہوئی۔ بلکہ اور مخلوقات کی طرح یہ سببیت بھی مخلوق حق ہے اور سبب حقیقی اللہ تعالے ہے۔

کین سبب را آن سبب آورد پیش — بے سبب کے شد سبب ہرگز ز خویش

ترجمہ: اس سبب کا ہے سبب ارشاد رب — بے سبب کے ہو نہین سکتا سبب

	این سبب را آن سبب عامل کند	باز گاہے بے بر و عاطل کند
ترجمہ	اس سبب مین ہے موثر وہ سبب	سب سبب بیکار ہین بحکم رب

شرح - یعنے اللہ اِس ظاہری سبب کو اپنی قدرت سے عامل اور موثر کر دیتا ہے۔ اور پھر جسوقت چاہتا ہے اُسکی تاثیر چھین کر سبب کو بالکل معطل کر دیتا ہے مثلاً دوا بہت وقع اثر کرتی ہے۔ اور بعض مرتبہ غیر موثر ثابت ہوتی ہے۔ ظاہر پرست یہ جانتے ہین کہ دوا نے اچھا کیا حالانکہ موثر حقیقی اللہ تعالےٰ ہے اور آگ جو اکثر مرتبہ جلاتی ہے بعض مرتبہ اپنا اثر نہین کرتی جیسا ابراہیم اور شاہ یہود کے قصہ مین ہے یہ بتلانا اسلیئے تہا کہ موثر حقیقی اللہ تعالےٰ ہے وہ جب چاہے اثر دے اور جب چاہے چھین لے۔ لیکن سبب سے سبب ظاہری اور آن سبب سے اللہ تعالےٰ مراد ہے پہلے شعر مین کے بمعنے استفہام انکاری اور ز خویش بمعنے از جانب خود ہے۔

	وان سببہا کانبیا را رہبر ست	آن سببہا زین سببہا برتر ست
ترجمہ	جو سبب ہین انبیا کے راہبر	ظاہری اسباب سے ہین دور تر

شرح یعنے وہ اسباب جو انبیاء اور خلفاء اور اولیا کو شاہد حقیقی کی طرف رہبر ہین ان ظاہری اسباب سے عالی درجہ کے ہین۔ مثلاً عام آدمی آگ کی جلی ہوئی چیز کو دیکھکر فقط اتنا جان سکتا ہے کہ اسکو آگ نے جلایا ہے اور انبیا اور اولیا یہ جانتے ہین کہ آگ اسکے جلانے کا ایک ظاہری سبب بنگئی ہے ورنہ فی الحقیقت ذات حق آگ مین اپنے صفت ذی الجلال کے ساتہ ظاہر ہوئی ہے۔ وان سببہا سے اسما و صفات حق مراد ہین۔ جنکی تشریح پہلے ہو چکی ہے مطلب یہ کہ انبیا و اولیا تمام موجودات مین صفات حق کا مشاہدہ کرتے ہین اور عوام کی نظر ظاہری اسباب پر ہوتی ہے۔ اس نظر اور اُس نظر مین بہت بڑا فرق ہے۔

	این سبب را محرم آمد عقل ما	وان سببہا راست محرم انبیا
ترجمہ	اس سبب کو جانتا ہے ہر کوئی	اُس سبب سے محض واقف ہین نبی

شرح یعنے ہماری عقل ان ظاہری اسباب سے واقف ہے اور انبیا اُن معنوی اسباب سے ماہر ہین۔ کیونکہ وہ خوب جانتے ہین کہ ہر شے مین موثر حقیقی اللہ تعالےٰ ہے پانی مین غرق کرنے اور آگ مین جلا دینے اور روٹی مین پیٹ بہر دینے کی طاقت اُسی نے عنایت کر رکہی ہے ورنہ دیکہہ لیجے کہ مستسقے کا پیٹ پانی سے اور صاحب جوع الکلب وجوع البقر کا پیٹ کہانے سے کبھی نہین بہرتا۔

	این سبب چہ بود بتازی گو رسن	اندرین چہ این رسن آمد بفن
ترجمہ	ہے سبب کیا چیز تازی مین رسن	آئی ہے جو اس کنوین مین بہر فن

شرح - لفظ فن لغت مین بمعنے حال و نوع ہے۔ لیکن ہنر اور داؤ کے معنون مین مستعمل ہے۔ یہان یہی معنے مراد ہین۔

گردش چرخ این رسن را علت است	چرخ گردان را ندیدن زلت است
ترجمہ: گردش چرخ اُسکی علت ہے مگر	چرخ گردان پر نظر رکھہ اے بشر

شرح- یعنے اگر کوئی یہ کہے کہ سبب عربی لفظ ہے فارسی ہین اسکے کیا معنے ہین تو اُس سے کہدو کہ فارسی ہین سبب بمعنے رسن (یعنے ریسمان) ہے یہ رسن اِس دُنیا کے کنوین ہین صنعت الٰہی اور حکمت ربانی سے آئی ہے۔ یعنے اسباب ظاہری دنیا مین اسیلئے پیدا کیے گئے ہین کہ آدمی اُنکے بدولت اِس کنوین سے زندگی کا پانی حاصل کرے کیونکہ دنیا عالم اسباب ہے سبب موجود نہون تو آدمی کی زندگی مشکل ہو جاتی ہے۔ اور ان اسباب کے پیدا ہونے کی علت آسمان کی گردش ہے اسیلئے کہ گردش آسمان سے فصول اربعہ پیدا ہوتی ہین اور نموئے اشجار و اثمار اور روئیدگی غلہ وغیرہ جو انسانی زندگانی کے اسباب ہین اُنہی فصلون مین سے کسی فصل کے ساتھ متعلق ہین- لیکن چرخ گردان یعنے مدور فلک اور گردش دہندہ آسمان (اللہ تعالے) کو نہ دیکھنا اور اُسکو سبب حقیقی نجاننا بہت بڑی لغزش اور خطا ہے- مطلب یہ کہ آسمان کی گردش جس سے فصول اربعہ پیدا ہوئین اور اُنسے اسباب ظاہر ہوئے ارادۂ الٰہی کی تابع ہے پس تو سبب حقیقی اللہ تعالے ہے ان اشعار مین ستارہ پرستون اور دہریون کا رد ہے جو گردش فلک اور دورۂ کواکب کو مسببات دنیا کا سبب حقیقی قرار دیتے ہین- بعض نسخون مین گردش چرخہ رسن را علت است- یعنے جسطرح گھرنی رسن کی گردش کے لیئے علت ہے- اسیطرح ارادۂ الٰہی اسباب مین تاثیر عنایت کرنیکی علت ہے- اس صورت مین چرخ گردان باضافت توصیفی بمعنے چرخہ گھرنی) ہے اور پہلی صورت مین بلا اضافت بمعنے گردانندۂ فلک ہے۔

این رسنہائے سبب را در جہان	ہان وہان از چرخ سرگردان مدان
ترجمہ: ظاہری اسباب کو سُن رکھہ کے کان	فعل دَورِ آسمان ہرگز نہ جان
تا نمانی صفر و سرگردان چو چرخ	تا نسوزی تو ز بیمغزی چو مرخ
ترجمہ: ورنہ سرگردان رہیگا مثل چرخ	اور دوزخ مین جلے گا مثل مرخ

شرح رسن ہائے سبب مین اضافت بیانی ہے یعنے اِن رسیون کو جو اسباب ظاہری ہین آسمان کی طرف سے خیال نہ کر بلکہ یہ سب کچھہ اللہ کیطرف سے ہے آسمان کو سبب حقیقی خیال کریگا تو صفر یعنے معرفت سے خالی رہجائیگا اور اپنی بیوقوفی سے مرخ کیطرح دوزخ مین جلیگا- دوسرا شعر پہلے شعر کے دوسرے مصرع کی علت ہے مرخ ایک درخت کا نام ہے اور ایک قسم کی لکڑی ہے جو آگ کو جلد قبول کرلیتی ہے مثلاً چیڑ۔

باد آتش میشود از امر حق	ہر دو سرمست آمدند از خمر حق
ترجمہ: ہو ہوا آتش اگر ہو امر حق	کیونکہ یہ دونو ہین مست خمر حق

شرح- یعنے حکم خدا سے ہوا آگ بنجاتی ہے اور آگ ہوا ہو جاتی ہے اور دونو اپنی طبیعت و خاصیت کو چھوڑ دیتی ہین

آب حلم و آتش خشم اے پسر	هم ز حق بینی چو بجنائی نظر

ترجمہ: آب حلم اور آتش خشم اے پسر	حق کی جانب سے ہین گر آئے نظر

شرح- کیونکہ وُہ حلم مین اپنی صفت حلیم کے ساتھ ظاہر ہوا ہے۔ اور غضب مین صفت قہار کے ساتھ۔

گر نبودے واقف از حق جان باد	فرق چون کردے میان قوم عاد

ترجمہ: گر نہوتی واقفِ حق جان باد	فرق کب کرتی میان قوم عاد

شرح- یعنے اگر اللہ تعالے ہوا کو ادراک اور فہم باطنی عنایت نہ کرتا تو قوم عاد مین سے مومن اور کافر کے مابین فرق اور تمیز نہ کرسکتی بلکہ سب کو ہلاک کردیتی اس سے معلوم ہوا کہ ہر شئے اُسکے حکم مین ہے

قصہ ہلاک کردن عاد قوم ہود علیہ السلام را

ترجمہ: عاد قوم ہود علیہ السلام کو ہوا کے ہلاک کردینے کا قصہ

ہود گرد مومنان خطے کشید	نرم میشد باد کانجا میرسید

ترجمہ: گرد مردم ہود نے کھینچی لکیر	وہان ہوا جاتی تہی ہو کر دلپذیر

شرح- ہود علیہ السلام قوم عاد کیطرف رسول بناکر بھیجے گئے تہے جب قوم نے احکام الٰہی کو نہ مانا تو اللہ تعالے نے اُنکو ہوا کے عذاب مین مبتلا کرکے ہلاک کردیا۔ ایسی تند ہوا چلی کہ اُنکے مکانون کو اُکہاڑکر پھینکدیا مفصل قصہ قرآن مجید اور تفاسیر مین مذکور ہے۔ شعر کا یہ مطلب ہے کہ جب ہوا آنے کو ہوئی تو ہود نے مومنونکو ایک جگہ بٹہاکر اُنکے گرد حلقہ کھینچدیا۔ ہوا اُنکے پاس نہایت آہستگی سے آتی تہی اور ہلکی ہلکی چلتی تہی۔

هر که بیرون بود زان خط جملہ را	پارہ پارہ می شکست اندر ہوا

ترجمہ: اور جو بدبخت باہر خط سے ہتا	اُس ہوا سے پارہ پارہ ہوگیا

شرح- می شکست فعل لازم ہے اور پہلے مصرع مین لفظ جملہ را کے بعد ہلاک میکرد حسب قرینہ محذوف ہے۔

همچنین شیبان راعی میکشید	گرد بر گرد رمہ خطے پدید

ترجمہ: حضرت شیبان راعی اس نمط	کھینچتے تہے گردِ گلہ ایک خط

شرح- شیبان مشایخ صوفیہ مین سے ایک عارف باللہ کا نام ہے جو بکریان چرایا کرتے تہے۔ رمہ بھیڑ بکریونکا گلہ ریوڑ شیبان راعی کی بہت سی کرامتین کتابون مین درج ہین یہ بڑے صاحب عرفان صوفی تہے۔

چون بجمعہ میشد او وقت نماز	تا نیارد گرگ آنجا ترک تاز

ترجمہ: جاتے تہے جمعہ کو جب بہر نماز	بھیڑیے لاتے نہ تہے کچھ ترک تاز

شرح- پہلا مصرع میکشید سے متعلق ہے اور دوسرا تمام مضمون کی علت۔ ترک تاز بمعنے تاختن بر سبیل غارت۔

ہیچ گرگے در نرفتے اندر آن	گوسپندے ہم نگشتے زان نشان
ترجمہ بھیڑیا اندر نہ جاتا تہا کوئی	اور بکری باہر آتی ہی نہ تہی

شرح نگشتے بمعنے بیرون نگشتے یعنے کوئی بھیڑیا اس لکیر کے اندر نہ جاتا تہا اور کوئی بکری لکیر سے باہر نہ نکلتی تہی۔

باد حرص گرگ و حرص گوسپند	دائرہ مرد خدا را بود بند
ترجمہ تہی ہوا و حرص گرگ و گوسپند	اس خط شبان کے باعث سے بند

شرح را بمعنے از بسببیہ ہے۔ یعنے حرص گرگ اور حرص گوسپند کی ہوا بسبب دائرہ مرد خدا از شبان راعی کے بند تہی۔ نہ بھیڑیون کو اندر جانیکی حرص تہی۔ نہ بکریونکو باہر نکلنے کے یہی حال اولیاء اللہ کا ہے جو دائرۂ شریعت و طریقت مین بیٹہے ہوے ہین کہ نہ تو نفس امارہ کا بھیڑیا انکے پاس پہنچتا ہے اور نہ انکی قوت بہیمیہ دائرۂ شریعت سے خارج ہوتی ہے۔ وہ حصار خداوندی مین امن سے بیٹہے ہوے ہین۔

ہمچنین باد اجل بر عارفان	نرم و خوش ہمچون نسیم بوستان
ترجمہ ایسے ہی باد قضائے عارفان	ہوتی ہے مثل نسیم بوستان

شرح یعنے جسطرح مومنان حضرت ہود پر وہ ہوا خوش اور نرم ہوگئی تہی اسیطرح موت کی ہوا عارفون کے حق مین خوشگوار ہوجاتی ہے کیونکہ اولیاء اللہ مشاہدۂ حق مین مستغرق رہتے ہین اسیلئے موت کی تکلیف راحت سے بدلجاتی ہے بعض نسخون مین بوستان کیجگہ یوسفان ہے یعنے عارفون کے حق مین موت کی ہوا ایسی نسیم کے مانند ہے جو خوش بوئے پیراہن یوسف یعقوب علیہ السلام تک لیگئی تہی۔ یا اس نسیم کے مانند ہے جو معشوقون کے پیراہن کی خوشبو عاشقون کے دماغ تک پہنچاتی ہے مطلب یہ کہ موت کی ہوا عارفون کے لیے راحت رسان ہے۔

آتش ابراہیم را دندان نزد	چون گزیدۂ حق بود چونش گزد
ترجمہ آگ نے چھیڑا نہ ابراہیم کو	وہ جلے کیونکر جو خالص حق کا ہو

شرح۔ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے قلنا یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراہیم یعنے اے آگ ابراہیم پر سلامتی کے ساتہ ٹہنڈی ہوجا۔ اگر لفظ سلاما نہوتا تو آگ برف سے زیادہ ٹہنڈی ہوکر حضرت ابراہیم کو ہلاک کردیتی۔

آتش شہوت نسوزد اہل دین	باغیان را بردہ تا قعر زمین
ترجمہ نار شہوت سے جلے کب اہل دین	لیگئی غیرونکو تا قعر زمین

شرح۔ یعنے جسطرح واقعی آگ اس طفل اور ابراہیم کو جلا سکی اسیطرح آتش شہوت دینداروں کو نہین جلاسکتی۔ اور نافرمانون کو دوزخ تک پہنچاسکتی ہے۔ حضرت ابراہیم کے آگ مین ڈالے جانے کا قصہ تفسیرون مین مفصل طور پر درج ہے

موج دریا چون بامر حق بتاخت	اہل موسی را ز قبطی وا شناخت
ترجمہ موج دریا جب ہوئی گرم تاخت	کر لیا سبطی و قبطی کو شناخت

شرح - جب حضرت موسئے اپنے اتباع کو لیکر رود نیل مین سے گزرے تو قوم فرعون اُنکے تعاقب مین چلی مگر اتباع موسئے پار ہوگئے اور اُسی دریا مین اُسی جگہ اُسی ساعت قبطی ہلاک اور غرق ہوگئے - قبطی قوم فرعونکا نام ہے اور آیت واذ فرقنا بکم البحر اُسکیطرف اشارہ ہے - زیادہ تفصیل تفسیرون مین دیکھنی چاہیئے -

خاک - قارون را چو فرمان در رسید ۔ با زر و تختش بقعر خود کشید

ترجمہ ۔ حکم خالق سے زمین مین دہس گیا ۔ چھوڑ کر قارون گنج بے بہا

شرح - جب قارون نے حضرت موسئے کی نافرمانی کی اور زکوٰۃ نہ دی تو اللہ تعالےٰ نے اُسکو مع مال و اسباب کے زمین مین دہنسا دیا - آیت فخسفنا بہ الارض اُسکیطرف اشارہ ہے - خاک کشید کا فاعل ہے -

آب و گل چون از دم عیسیٰ چرید ۔ بال و پر بکشاد و مرغے شد پدید

ترجمہ ۔ آب و گل پر دم کیا عیسےٰ نے جب ۔ بنگئے طائر وہ پاکر حکم رب

شرح ۔ از دہانت چون بر آید حمد حق ۔ مرغ جنت سازدش رب الفلق

ترجمہ ۔ مُنہ سے جب نکلیگی حمد کبریا ۔ مُرغ جنت اُسکو کردیگا خدا

شرح - یعنے مٹی گارے نے جب دم عیسےٰ کو چرا - یعنے اُس سے مقارن ہوا - یا اُسکو حاصل کیا تو بال و پر کہولکر مُرغ کی طرح اُڑگیا - یہ اُس آیت کی طرف اشارہ ہے واذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر باذنی - اسیطرح جب تیری زبان سے خدا کی حمد نکلتی ہے تو اللہ تعالےٰ اُسکو طائر جنت بنا دیتا ہے -

ہست تسبیحت بجائے آب و گل ۔ مُرغ جنت شد ز نفخ صدق دل

ترجمہ ۔ ہے تری تسبیح شکل آب و گل ۔ مرغ کردیتا ہے جسکو صدق دل

شرح یعنے اے سالک اب انبیا علیہم السلام کے معجزے تو باقی نہین رہے اور تو بہی صاحب کرامت نہین معلوم ہوتا لیکن اگر وارث انبیا ہونا چاہتا ہے تو تسبیح کیا کر - تیری تسبیح بجائے آب و گل کے ہے - اور اُسکا طائر بنجانا تیرے صدق دل سے تسبیح خوان ہونے پر منحصر ہے - بلکہ یہ سمجہ کہ حضرت عیسے کا طائر دنیا کا جانور تہا اور یہ طائر تسبیح طائر جنت ہے

کوہ طور از نور موسئے شد برقص ۔ صوفی کامل شد و رست او ز نقص

ترجمہ ۔ طور نور حق سے ہو کر محو رقص ۔ صوفی کامل بنا بے عیب و نقص

شرح یعنے کوہ طور اُس نور کے سبب جو حضرت موسئے پر جلوہ افگن ہوا تہا - رقص کرنے لگا - اور کامل صوفی بنگیا کیونکہ وجد صوفیون کا فعل ہے - جو شدت اشتیاق مین اُنکو حال سے بے حال کردیتا ہے -

چہ عجب گر کوہ صوفی شد عزیز ۔ جسم موسے از کلوخے بود نیز

ترجمہ ۔ کیا عجب گر کوہ صوفی بنگیا ۔ جسم موسے کا بہی مٹی ہی سے تہا

شرح یعنے طور اگر صوفی باعزت ہوگیا تو کیا عجب ہے حضرت موسےٰ کا جسم بہی تو مٹی اور پانیکا بنا ہوا تہا جسطرح انکو نبوت اور رسالت سے عزت ملی اسیطرح طور کو تجلی ربّ العالمین کے سبب مرتبہ صوفیت حاصل ہوگیا۔ اس سارے قصہ کا یہ مطلب اور نتیجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جمادات کو بہی معنوی روح عطا فرمارکہی ہے اور یہ سب اسکے تابع فرمان ہین۔ افسوس ہے انسان کے حال پر کہ باوجود عقل و روح اور مشاہدۂ آیات انکی اطاعت سے غافل اور اسکی قدرت کا منکر ہے جیسا کہ یہ بادشاہ یہود منکر رہا۔ لفظ عزیز یا تو صوفی کی صفت ہے یا بمعنے اے عزیز ہے

طنز و انکار کردن بادشاہ جہود و قبول ناکردن نصیحت ناصحان را

ترجمہ: بادشاہ یہود کا خیر خواہون کی نصیحت کو نا ماننا اور طعن مارنا۔ اور انکار کرنا

	این عجائب دید آن شاہ جہود	جز کہ طنز و جز کہ انکارش نبود
ترجمہ	دیکہکر یہ معجزہ شاہ یہود	ہوگیا پہلے سے کچہ بڑہکر عنود

شرح یعنے باوجودیکہ شاہ یہود نے اتنا بڑا آگ کا معجزہ دیکہا مگر پہر بہی قدرت حق کا انکار ہی کرتا رہا۔ کیونکہ کافر اور منکر معجزہ کو سحر خیال کرتا ہے اور کسیطرح ایمان نہین لاتا۔ دوسرے مصرع مین کاف دونو جگہ زائد ہے جو مولانا کے کلام مین لفظ جز کے ساتہ اکثر زائد آتا ہے

	ناصحان گفتند از حد مگذران	مرکب استیزہ را چندین مران
ترجمہ	کہتے تہے ناصح بہت آگے نہ بڑہ	پہیرلے گہوڑا لڑائی پر نہ چڑہ
	بگذر از آتش مکن این فعل بد	بعد ازین آتش مزن در جان خود
ترجمہ	چہوڑدے یہ فعل بد کہنے کو مان	آگ مین کیون ڈالتا ہے اپنی جان
	ناصحان را دست بست و بند کرد	ظلم را پیوند در پیوند کرد
ترجمہ	ناصحونکو قید فورًا کردیا	ظلم پر یہ ظلم۔ ظالم نے کیا

شرح یعنے بادشاہ نے ناصحونکو قید کرکے ظلم پر ظلم کیا۔ پہلے شعر مین مگذران فعل کا مفعول محذوف ہے یعنے ناصحون نے یہ کہا کہ اے بادشاہ فساد و ظلم کو حد سے زیادہ نہ بڑہا مگر بادشاہ نے نہ مانا اور ناصحون کو قید کردیا

	بانگ آمد کار چون اینجا رسید	پائے دار اے سگ کہ قہر ما رسید
ترجمہ	غیب سے آئی پہر آواز غضب	ٹہیر او کتے کہ آیا قہر رب

شرح یعنے غیب سے بادشاہ کو یہ آواز آئی کہ اے سگ دنیا ٹہیر تو رہ ہمارا قہر آیا۔ اور آپ آیا۔

	بعد ازان آتش چہل گز بر فروخت	حلقہ گشت و آن جہودان را بسوخت
ترجمہ	تا چہل گز آگ روشن ہوگئی	ظالمون کی ٹولی۔ ایندہن ہوگئی

شرح قرآن مجید مین اس قصہ کے اختتام مین یہ آیت ہے فلہم عذاب جہنم ولہم عذاب الحریق - یعنے آگ مین جلانیوالون کے لیئے جو مومنون کو جلاتے تہے جہنم کا عذاب ہے اور جلنے کا - بیضاوی نے اسکے تفسیر مین لکہا ہے کہ وہ آگ انہی پر پلٹ پڑی اور آخر کار ان سب کو جلا دیا - آیندہ شعرون مین مولانا اسی طرف اشارہ فرماتے ہین

	بر جستن آتش چہل گز	
ترجمہ	آگ کا چالیس گز تک بلند ہونا	
	اصل ایشان بود آتش ز ابتدا	سوے اصل خویش رفتند انتہا
ترجمہ	چونکہ انکی آگ سے تہی ابتدا	آگ ہی اسیون کی ٹھیری انتہا

شرح - یعنے انکی روح ازل مین استعداد ناری رکہتی تہی اسلیئے اسیکی طرف راجع ہوگئی کل شی یرجع الی اصلہ -

	ہم ز آتش زادہ بودند آن فریق	جزوہا را سوے کل آمد طریق
ترجمہ	آگ سے پیدا ہوا تہا وہ فریق	سوے کل ہوتا ہے ہر جز کا طریق

شرح - چونکہ وہ آگ سے پیدا ہوے تہے یعنے شیاطین الانس تہے اسلیئے انکی طبیعت کو آگ مین جلانا زیادہ پسند تہا - اور اسی سبب سے انجام کار دنیا مین معجز نما آگ اور عقبے مین آتش دوزخ کی طرف رجوع کر گئے -

	ہم ز آتش زادہ بودند آن خسان	حرف میراندند از نار و دخان
ترجمہ	آگ سے تہی خلقت انکی بیگمان	تہا زبان پر ہر گھڑی نار و دخان
	آتشے بودند مومن سوز و بس	سوخت خود را آتش ایشان چو خس
ترجمہ	آگ تہے اور وہ بہی مومن سوز بس	آگ مین پہنکے گئے مانند خس
	آنکہ او بودست امہ ہاویہ	ہاویہ آمد مر اورا زاویہ
ترجمہ	سچ تو یہ ہے جسکی مان ہو ہاویہ	ہاویہ مین پائیگا وہ زاویہ

شرح ہاویہ دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقہ کا نام ہے یعنے جس شخص کی مان ہاویہ ہے (جیساکہ منافقون کافرون اور اس بادشاہ یہود کی) اسکو ہاویہ ہی کا گوشہ ملیگا - کافر کو اسلیئے ہاویہ کا بیٹا کہا گیا کہ اسکی کشش نے اسکو معاصی کے لیئے اسطرح پال رکہا ہے جسطرح مان بیٹے کو پالتی ہے - بعض نسخون مین آنکہ او بودست ام الہاویہ ہے - اسصورت مین کافر کو ہاویہ کی مان اسلیئے کہا گیا کیونکہ ہاویہ اسکے اعمال سیئہ کی تصویر ہے اور اعمال سیئہ چونکہ اس سے صادر ہوتے ہین - اسلیئے یہ گویا ہاویہ کی مان ٹہیرا پہلے شعر مین خودرا بمعنے نفس ایشان را ہے - یعنے انکی آگ نے انہی کو جلا دیا خسان ہے کمینے اور ذلیل دخان بمعنے دہوان - مومن سوز ایمان والون کو تکلیف دینے اور جیتے جی آگ مین جلانے والے - یہ تمام صفتین بادشاہ یہود اور اسکے مددگارون کی ہین -

	مادرِ فرزند جویانِ وے ست	اصلہا مر فرعہا را در پئے ست
ترجمہ	مادرِ فرزند جو یان اُسکی ہے	ساتھ اپنی فرع کے ہے اصل شئے

شرح - یعنے ماں فرزند کی جویاں رہتی ہے کیونکہ اصل شئے اپنی فرع کے ساتھ ساتھ ہے اسلیئے وہ یہود آگ کے یا آگ اُن یہودیون کی جویان تہی - اصلہا و فرعہا کی ضمیر شیئے کی طرف ہے -

	آب اندر حوض گر زندانی ست	باد نشفش میکند کار کانی ست
ترجمہ	حوض مین پانی اگر ہو لے قتا	اپنی جانب کہیچ لیتی ہے ہوا

شرح - ارکانی بمعنے عنصر و اصل یعنے پانی اگرچہ ایک حوض مین قید ہے مگر اُسکو ہوا اپنی طرف کہینچتی ہے - کیونکہ ہوا پانی کی اصل ہے وہ اسی سے پیدا ہوا تہا - اور اُسکی طرف کہنچ گیا قرآن مجید مین ہے فارسلنا الریاح لواقح فانزلنا من السماء ماءً یعنے ہمنے اس بہری ہوائین بہیجین اور پانی نازل کیا - یہ شعر پہلے مضمون کی تمثیل ہے -

	میرہاند میبرد تا معدنش	اندک اندک تا نہ بینی بردنش
ترجمہ	سوے معدن کہیچ لیتی ہے مگر	تہوڑا تہوڑا تا نہ کچہ آئے نظر

شرح - میرہاند بمعنے خلاص میدہد از زندان حوض یعنے ہوا اس پانی کو جو حوض مین مقید ہے نظرون سے بچاکر تہوڑا تہوڑا کرکے اپنی معدن کی طرف لیجاتی ہے - نتیجہ یہ کہ ہر چیز اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے -

	وین نفس جانہائے مارا ہمچنان	اندک اندک دزدد از حبس جہان
ترجمہ	سانس لیجاتی ہے روحونکو ہمین	اس جہان سے سوے ربّ العالمین
	تا الیہ یصعد اطیاب الکلم	صاعدا منّا الی حیث علم
ترجمہ	پاک کلمے تاکہ ہون مقبول حق	اور جائین سوے علم ما سبق

شرح یعنے جسطرح ہوا پانیکو اپنی طرف کہیچتی ہے اسطرح ہماری سانسین ہماری روحونکو قید جہان سے چہڑاکر اُسطرف کہینچتی ہین جو اُنکا مخزن ہے اگر روحین علیین سے تعلق رکہتی ہین تو سانسین اُنکو اُسطرف لیجاتی ہین اور اگر سجین سے علاقہ ہے تو اُسطرف کہیچ لیتی ہین پس تو لایق یہ ہے کہ کوئی سانس لہو و لعب اور معاصی مین ضایع نہو نہین تو خسر الدنیا و الآخرۃ کا مضمون صادق ہوگا - مطلب یہ کہ ہر سانس آدمی کو اُنہین اعمال پر مجبور کرتی ہے جنکی استعداد اُسکی روح رکہتی ہے - نیکو نکی روحون کو سانس نیکی کی طرف کہینچتی ہے اور اُنسے قولاً و عملاً نیکیان ہی صادر ہوتی ہین تاکہ اُنکے نیک کلمے اور نیک اعمال اللہ تعالٰے کی طرف صعود کر جائین (یعنے مقبول ہون) درجۂ اجابت پر جا چڑہین اور اُسجگہ پہنچ جائین جو اللہ تعالٰے نے اُنکے لیئے مقرر کی ہے (مثلاً علیین اور قرب الٰہی) اس سے معلوم ہوا کہ کلمۂ خبیثہ اور اعمال سیئہ صاعد نہین ہوتے بلکہ اسفل السافلین مین گر جاتے ہین اور بندہ کو بہی وہین پہنچا دیتے ہین اور اُنکی جگہ سجین ہے یہ مضمون اس سے اقتباس کیا ہے - الیہ یصعد الکلم الطیب و العمل الصالح یرفعہٗ یعنے کلمات طیبات

اور اعمال نیک اللہ تعالے کی طرف چڑھ جاتے ہین ... اطیاب الکلم کی اضافت توصیفی ہے یعنے صفت موصوف
کی طرف مضاف ہے۔ اور صاعدًا الصعد کا مفعول مطلق واقع ہوا ہے۔ **فائدہ** آدمی کی زبان سے جو کلمہ
صادر ہوتا ہے وُہ معدوم نہین ہوتا۔ بلکہ اُسکے نامۂ اعمال مین درج کیا جاتا ہے اور ہمیشہ باقی رہتا ہے۔ اگر نیک
کلمہ ہے تو مقبول ہے ورنہ مردود قرآنمجید مین ہے ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید آدمی جو لفظ زبان سے
نکالتا ہے اُسکے اوپر ایک نگہبان تیار رہتا ہے۔ اور اطیاب الکلم سے تسبیح وتہلیل وتوحید اور تلاوۃ قرآن مجید مراد ہے

	ترتقی انفاسُنا بالاتقا		**متحفاتٍ منا الے دار البقا**
ترجمہ	جاتے ہین کلمے بوجہ اتقا		تحفہ بن بنکر سوے دار البقا

شرح ہماری سانسین اتقا کے سبب اللہ تعالے کی طرف صعود کرتی ہین اور ہماری طرف سے تحفہ بنکر دار البقا کو
جاتی ہین۔ یا تحفہ لیجاتی ہین مطلب وہی ہے جو پچھلے شعر کا تھا کہ کلمات طیبات مقبول ہین اور غیر طیبات مردود
متحفا ترتقی سے حال واقع ہوا ہے اور متحف اتحاف بمعنے تحفہ فرستادن سے مشتق ہے اگر اسکو بفتح حائے حطی
پڑھین تو اسم مفعول ہے اور اگر بالکسر کہین تو اسم فاعل۔ یہان دونو صحیح ہین۔

	ثم یاتینا مکافات المقال		**ضعف ذاک رحمۃً من ذی الجلال**
ترجمہ	اور آتی ہے مکافاتِ مقال		دُگنی تگنی از جناب ذی الجلال

شرح۔ یعنے جب ہمارے انفاس اور اقوال نیک صعود کر جاتے ہین تو ہمارے پاس ہمارے مقال کی جزا
اللہ تعالے کی رحمت کے سبب دوچند آتی ہے۔ اللہ تعالے فرماتا ہے فاذکرونی اذکرکم یعنے تم میرا ذکر کروگے
تو مین تمہاری یاد کرونگا اور حدیث شریف مین ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ ان ذکرتمونی فی انفسکم اذکرکم فی نفسی
وان ذکرتمونی فی ملاء اذکرکم فی ملاء خیر منکم۔ یعنے اگر تم مجکو اپنے دلونمین یاد کروگے تو مین بھی تمکو اپنی ذات پاک مین
یاد کرونگا اور اگر تم جماعت مین میرا ذکر کروگے تو مین تمہارا ذکر اپنی جماعت مین کرونگا جو تمسے بہتر ہے یعنے فرشتونمین

	ثم یلجینا الے امثالھا		**کے ینال العبد مما نالھا**
ترجمہ	اُسکی پھر توفیق دیتا ہے وہی		پہنچے تا بندہ کو اجرِ بندگی

شرح۔ یعنے وہ رحمت جو انفاس اور کلمات طیبات کے سبب ہمپر نازل ہوتی ہے ہمکو پھر ویسی ہی انفاس
طیبات کے صادر کرنے پر مجبور اور مضطر کردیتی ہے یعنے وہ رحمت اس بات کا شوق دلاتی ہے کہ ہم پھر
ویسے ہی کلمات اپنے زبان سے نکالین اور یہ شوق اسلیئے ہے کہ بندہ اُس رحمت کو پھر حاصل کرے جسکو اس
سے پہلے حاصل کرچکا ہے۔ **فائدہ** خدا کی مہربانیونکا کیا ٹھکانا ہے کہ وہ صرف اپنی رحمتین نازل کرنے کے لیئے اپنے
بندون کے دلونکو بار بار نیکیون کی طرف پھیر دیتا ہے۔ ع الحذر قربان احسانت شوم۔

	ہکذا العروج و تنزل والما	ذا فلازالت علیہ قائما
ترجمہ	ہے یہ چڑہنا اور اُترنا دائمی	چاہیئے بندہ کو اسپر قائمی

شرح یعنے اسیطرح نیک بندون کے کلمات طیبات اللہ تعالےٰ کی طرف۔ اور اللہ تعالےٰ کے رحمت نیک بندونکی طرف ہمیشہ صعود اور نزول کرتی رہتی ہے۔ اور یہ صعود و نزول ایسی حالت ہے کہ انفاس اولیاء ہمیشہ اسحالت پر قایم رہتی ہین۔ ذا اسمائے اشارات مین سے ہے اور مشار الیہ مضمون مصرع اول ہے یعنے عروج و نزول بعض نسخون مین ذا فلازلت علیہ قائما ہے۔ یعنے ایمخاطب ان عربی اشعار کے نکتہ کو یاد رکہہ اور اسپر ہمیشہ قایم رہ۔

	پارسی گوئیم یعنے این کشش	زانطرف آمد کہ آمد این چشش
ترجمہ	فارسی کہتا ہون یعنے یہ کشش	وہان سے آئی ہے جہان سے یہ چشش

شرح۔ یعنے اب ہم مثنوی کے اشعار پہر فارسی مین کہتے ہین کیونکہ یہ کشش ہمارے فکر کو فارسی کی طرف کہینچ لیجانا اُسی۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے آئی ہے جسکی طرف سے یہ چاشنی (مذاق عربی) آئی تہی۔

	چشم ہر قومے بسوئے ماندہ است	کان طرف یک روز ذوقے راندہ است
ترجمہ	رہتی ہے اُس سمت چشم اشتیاق	جسطرف ہوتا ہے انسان کا مذاق

شرح یعنے ہر قوم و ہر شخص کی آنکہہ اور توجہ اُسطرف ضرور ہوجاتی ہے جسطرف اُسنے کم سے کم ایکدن دلچسپی حاصل کی ہے۔ مثلاً عاشق کی آنکہہ اپنے معشوق طرف ضرور ہوگی جس سے اُسنے ایک دن ملاقات کی ہو اور سوداگر کی آنکہہ ایسی تجارت کیجانب ضرور پڑیگی جس سے اُسنے ایکدن تہوڑا سا نفع اُٹہایا ہو علےٰ ہذا القیاس اسکی بہت سی مثالین موجود ہین۔ مولانا کا مطلب یہ ہے کہ نیکون کی آنکہہ نیکیون کی طرف اور بدونکی معاصی طرف ہوتی ہے کیونکہ ان دونو گروہون نے اپنے اپنے اعمال کا لطف حاصل کرلیا ہے اور دونو اپنے اپنے مذاق کی جانب متوجہ رہتے ہین

	ذوق جنس از جنس خود باشد یقین	ذوق جزو از کل خود باشد ببین
ترجمہ	جنس کو ہمجنس سے ہوتا ہے ربط	جزو کو کل سے ہے ہمیشہ ربط ضبط

شرح۔ دیکہہ لیجے مفسد کو فساد مین مزا آتا ہے کیونکہ اُسکی جنس ہے۔ اور نیکبخت کو عبادات مین کیفیت حاصل ہوتی ہے کیونکہ بدبخت اور مفسد فساد کا جزو ہے اور نیک طاعات و عبادات کا فائدہ آدمی تین قسم کے ہین ایک صالح اور نیک دوسرے بد اور مفسد یہ دونو قسمین اپنی اپنی جنس کیجانب مائل ہین۔ تیسری قسم اور ہے جو بظاہر نہ نیکیون کی جنس ہے نہ بدونکی۔ اسکا بیان آیندہ اشعار مین ہے یعنے وہ ایسے لوگ ہین جو بظاہر مین تو ایک جنس مین داخل ہین۔ مگر باطن مین دوسری جنس مین داخل ہونیکی صلاحیت رکہتے ہین۔ مثلاً ایک شخص مین صلاح و تقوے کی استعداد ہے تو یہ شخص تقوے ہی کی جنس مین سے ہوگا اگرچہ اُسکی صورت فاسقون کی سی ہو اور ایک شخص مین اغواء شیطان کا

مادہ موجود ہے تو یہ فسادی ہی کے جنس مین داخل ہے اگرچہ اسکی صورت زہاد کی سی ہو۔ پہلا شخص جو ظاہر مین نیکو نکے جنس کے خلاف ہے جب اپنی جنس یعنے نیکون سے ملیگا۔ تو انہی کی جنس ہو جائیگا۔ اور دوسرا شخص جو بظاہر بدون کے جنس کے خلاف ہے جب بدون سے ملیگا تو انہین مین کا ایک ہو جائیگا۔ کیونکہ الجنس للجنس یمیل۔ اسیطرف مولانا اشارہ فرماتے ہین اور اسی مطلب کی اور زیادہ توضیح آیندہ شعر مین کرتے ہین۔

	یا مگر آن قابل جنسے بود	چون بدو پیوست جنس او شود
ترجمہ	یا مگر اک جنس کے قابل ہو وہ	اور ہمجنسو نہین پھر شامل ہوئے

شرح یا حرف تردید ہے اسلیئے کہ پہلے مصرع ذوق خود از جنس خود باشد سے یہ بات ضمناً معلوم ہو چکی ہے کہ آدمی یا نیک ہوگا۔ وہ نیکون کی جنس ہے یا بد ہوگا وہ بدون کی جنس ہے۔ یا شاید وہ کسی اور جنس کے قابل ہوگا یعنے اسکی حقیقت اسکی ظاہری حالت سے معلوم نہوگی لیکن جب وہ۔ اپنی واقعی اور باطنی جنس سے ملجائیگا تو اسی جنس سے ملجائیگا اور اسی جنس کا ایک ہو جائیگا۔ چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم چونکہ انمین ہدایت کے استعداد موجود تھی رسول مقبول سے ملتے ہی ہدایت پاگئے اور کفار چونکہ انمین مادۂ کفر موجود تھا۔ معجزے دیکھکر بھی ایمان نہ لائے باوجودیکہ بعض رسول کے بہت قریب کے رشتہ دار تھے۔

	ہمچو آب و نان کہ جنس ما نبود	گشت جنس ما و اندر ما فزود
ترجمہ	آب و نان گو جنس انسانی نہین	ہوگئے ہمجنس لیکن بالیقین

شرح یہ تیسرے قسم کے آدمی کی خارجی مثال ہے۔ یعنے باوجودیکہ روٹی اور پانی انسانی جنس بطور ظاہر نہین ہے لیکن چونکہ اس سے جا ملی اسلیئے اسکی جنس ہوگئی۔ یہانتک کہ اسنے خون اور گوشت اور قوت انسان کو بڑہا دیا فائدہ یہان سے معلوم ہوا کہ گوشت آدمی کے جنس سے ہے جو نہایت قوت اور خون پیدا کرتا ہے اور اسکا کہانا جزو انسان بننے کے سبب شرعی فتوے کے علاوہ عقلی طور پر بھی جائز ہے۔

	نقش جنسیت ندارد آب و نان	ز اعتبار آخر آنرا جنس دان
ترجمہ	دور جنسیت سے ہے گو آب و نان	لیکن اک صورت سے انکو جنس جان

شرح۔ نقش سے صورتاً اور اعتبار آخر سے معنوی اعتبار مراد ہے جسکو قوت سمجھنا چاہیئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آب و نان انسان سے معنوی جنسیت رکھتے ہین اور ظاہر مین بالکل غیر جنس اور الگ ہین۔

	ور ز غیر جنس باشد ذوق ما	آن مگر مانند باشد جنس را
ترجمہ	ذوق غیر جنس کا اے پر شعور	جنس کر دیتا ہے اسکو بالضرور

شرح۔ پہلے مصرع کی خبر محذوف ہے۔ یعنے اگر بالکل غیر جنس سے ہمین دلچسپی ہو تو وہ دلچسپی قائم نہین رہتی۔ مگر صورت

ہیں کہ وہ غیر جنس ۔ مانند جنس بنگیا ہو ۔ خلاصہ یہ ہے کہ اہل ہر جنس اپنی جنس کی طرف مائل ہوتی ہے نہ کہ غیر کیطرف جیسا کہ صالح جنس صالح ہے اور طالح جنس طالح اگر ایک شئے ظاہر و معنے دونو باتون مین دوسری شئے کے موافق ہے تو وہ دونو حقیقی ہمجنس ہین اور اگر ایک دوسرے سے ظاہر مین ناموافق اور باطن مین موافق ہے تو بہی اُسکی جنس ہو جائیگی مثلاً انسان اور آب و نان اور اگر بظاہر موافق ہے اور باطن مین ناموافق تو اُسکا حکم وہ ہے جو مولانا اسگلے شعر مین فرماتے ہین ۔

	آنکہ مانند ست باشد عاریت	عاریت باقی نماند عاقبت
ترجمہ	جنس کے مانند ہے اک عاریت	عاریت ہوتی ہے فانی عاقبت

شرح یعنے جو جنس ایک جنس سے باطن مین ناموافق ہے مگر ظاہر مین مانند جنس ہے تو یہ مشابہت بطور عاریت ہے اور عاریت انجام کار باقی نہین رہتی اسکی مثال یہ ہے ۔ جو آیندہ شعر مین مذکور ہوی ہے ۔

	مرغ را گر ذوق آید از صفیر	چونکہ جنس خود نیابد شد نفیر
ترجمہ	شوق سے سنتا ہے گو طائر صفیر	لیک ناجنسون سے ہوتا ہے نفیر

شرح یعنے طائر صیاد سے جانور کی سی آواز سنکر اپنے ہمجنس طائر کی آواز کی کیفیت تو حاصل کر لیتا ہے اور گرفتار دام بلا ہو جاتا ہے مگر چونکہ یہ ظاہری آواز بطور عاریت تہی (کیونکہ واقعی جانور کی آواز نتہی) اس سبب سے انجام کار وہ مرغ گرفتار صیاد سے نفرت کرنے لگتا ہے یہی حال اُن لوگون کا ہے جو با وجود استعداد ہدایت بدون کی صحبت مین بیٹھتے ہین ۔ کیونکہ وہ بدونکو بظاہر اپنے جنس کا جان لیتے ہین مگر چونکہ فی الواقع ایسا نہین ہوتا انجام کار پہر ہدایت پر آجاتے ہین ۔ کیونکہ کل شئی یرجع الی اصلہ ۔

	تشنہ را گر ذوق آید از سراب	چون رسد در وے گریزد جوید آب
ترجمہ	پیاس مین ہوتا ہے گو ذوق سراب	بہاگتا پڑتا ہے لیکن سوئے آب

شرح ۔ اسی مضمون کی دوسری مثال ہے اور یہی حال طالبان صادق کا ہے کہ جہوٹے اور مدعی شیخ سے بہاگتے ہین ۔ سراب بمعنے ریت ۔ جسکو پیاسا مسافر دور سے پانی سمجہتا ہے اور آخر کار نفرت کر کے چلا جاتا ہے ۔

	مفلسان گر خوش شوند از زر قلب	لیک آن رسوا شود در دار ضرب
ترجمہ	خوش ہین مفلس قلب سکّے سے مگر	ہے اُسے ٹکسال مین ذلت کا ڈر

شرح ۔ کیونکہ کہوٹا روپیہ دار الضرب کی جنس مین نہین ہے اُسی مضمون کی تیسری مثال ہے ۔

	تا زر اندودیت از رہ نفگند	تا خیال کژ ترا چہ نفگند
ترجمہ	یہ ملمع سازی ہے ۔ راہِ ضلال	ڈالدیگا چاہ مین ٹیڑہا خیال

شرح ۔ تا بمعنے زنہار یعنے ہرگز غیر جنسونکو حسب ظاہر اپنی جنس سمجہکر اُنکی صحبت مین نہ بیٹہ ۔ ورنہ گمراہ ہو جائیگا ۔

اور چاہِ ضلالت مین گر پڑیگا۔ یا یہ کہ مکار اور ظاہر مشایخ کی مریدی سے بچ۔ اور اگر تو نیک بننا چاہتا ہے تو اللہ پر توکل کرکے اپنی جنس کے لوگ ڈہونڈ

قصہ نخچیران در بیان توکل و ترک جہد

ترجمہ: نخچیروں کا قصہ توکل کے بیان اور کسب کے چھوڑدینے مین

از کلیلہ باز خوان این قصہ را	وندران قصہ طلب کن حصہ را
ترجمہ: پڑہ کلیلہ دمنہ مین اس قصے کو	اور قصہ سے طلب کر حصے کو

شرح کلیلہ دمنہ ایک کتاب ہے جسمین جانوروں کے زبان سے بطور نصیحت بہت سی عمدہ عمدہ حکایتین درج ہین اور حصہ سے حصہ معرفت مراد ہے۔ مولانا نے اس حکایت مین جہد و توکل کے بڑے بڑے اسرار لکھے ہین۔

طائفہ نخچیر در وادی خوش	بود شان با شیر دایم کشمکش
ترجمہ: پرفضا ایک دشت مین نخچیر تھے	کشمکش رکھتے تھے دائم شیر سے
بسکہ آن شیر از کمین در مے ربود	آن چرا بر جملہ ناخوش گشتہ بود
ترجمہ: شیر لیجاتا تہا اُنکو گہات سے	تنگ اُنپر دشت تہا اس بات سے

شرح چرا بمعنے چراگاہ۔ نخچیر وہ جانور جسکا شکار کیا جاتا ہے کشمکش بمعنے زحمت و تکلیف۔

حیلہ کردند آمدند ایشان بہ شیر	کز وظیفہ ماترا داریم سیر
ترجمہ: حیلہ کرکے آئے اک دن پیش شیر	اور کہا رکہین گے ہم سب تجکو سیر

شرح۔ یعنے اے شیر ہم تیرے کہانیکے کے لیے بطور وظیفہ کچہ مقرر کردین گے تو ہمین ستانا چہوڑدے۔

جز وظیفہ در پئے صیدے میا	تا نگردد تلخ بر ما این گیا
ترجمہ: تیری روزی تجکو پہنچادین گے روز	چہوڑدے قصد شکار اے کینہ توز

شرح۔ گیاہ کی ہائے ہوز بضرورت قافیہ محذوف ہے اور گیا بمعنے چراگاہ ہے

جواب گفتن شیر نخچیران را و بیان خاصیت جہد

ترجمہ: شیر کا نخچیرون کو جواب دینا اور کسب کی خاصیت کا بیان

گفت آرے گر وفا بینم نہ مکر	مکرہا بس دیدہ ام از زید و بکر
ترجمہ: شیر بولا تم کروگے مجسے مکر	ہے مری نظرون مین مکر زید و بکر

شرح۔ یعنے شیر نے کہا کہ اگر مین زمانہ مین مکر و حیلہ نہ دیکہون اور مخلوق کو باوفا پاؤن تو تمہارے کلام کو قبول کرتا ہون مگر افسوس یہ ہے بہت سے لوگون کو مکار دیکہا ہے اسلیے کسیکے قول کا اعتبار نہین رہا۔

من ہلاک قول و فعل مردمم | من گزیدہ زخم مار و کژدمم

ترجمہ — ہون ہلاک قول و فعل مردمان | اور شہید زخم مار و کژدمان

شرح — یعنے آدمی کہتے کچہ اور ہین اور کرتے کچہ اور ہین ایسے مکارون کے جہوٹے اقوال اور ایذا رسانیون نے میرے بدن مین بچہوؤن اور سانپون کے سے زخم پہنچائے ہین مجہے جہوٹ بولنے والون کے فریب نے ہلاک کردیا ہے

نفس ہر دم از درونم در کمین | از ہمہ مردم بتر در مکر و کین

ترجمہ — مکر سے کہے بیٹھا ہوا گھات لگائے ہین اس ڈہب سے | مکر و کینہ مین ہون بدتر سب سے ہین

شرح — یعنے جب مینے دیکہا کہ آدمی نہایت کینہ ور اور مکار ہین تو میرا نفس بہی مکر اور کینے کی گھات مین اُس سے بدتر ہو گیا ہے۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ اخلاق بد کا اثر نیکون پر پہونچ جاتا ہے اسلیئے بری صحبت سے پرہیز کرنا لازم ہے۔

گوش من لا یلدغ المؤمن شنید | قول پیغمبر بجان و دل گزید

ترجمہ — مجکو ہے لایلدغ المومن پسند | قول پیغمبر پہ ہون مین کاربند

شرح — حدیث مین آیا ہے لا یلدغ المؤمن من جحر مرتین۔ یعنے مومن ایک سوراخ سے دو بار ڈنگ نہین کہاتا۔ یعنے ایکدفعہ چوٹ کہا کر وہ دوسری بار سوراخ مین انگلی ہی نہین ڈالتا کہ سانپ یا بچہو ڈنک مار سکے۔ مطلب یہ کہ جسطرح مومن اور عقلمند شخص ایکبار دہوکا کہا کر دوسرے بار کسیکے فریب مین نہین آتا۔ اسیطرح مین بہی مخلوق کیجانب سے بہت دہوکے کہا چکا ہون اے نخچیرو اب فریب مین نہ آؤنگا۔

باز ترجیح نہادن نخچیران توکل را بر جہد

ترجمہ — نخچیرونکا توکل کو کسب پر ترجیح دینا

جملہ گفتند اے حکیم باخبر | الحذر دع لیس یغنی عن قدر

ترجمہ — بولے وہ سب اے حکیم باخبر | کچہ حذر سے مٹ نہین سکتی قدر

شرح — نخچیرون نے شیر کو حکیم باخبر اُسکی عمدہ تقریر اور حدیث لا یلدغ کے سبب کہا الحذر دع مدعا ہے اور لیس یغنی عن قدر اُسکی دلیل۔ یعنے نخچیرون نے شیر سے کہا کہ اے حکیم باخبر پرہیز چہوڑ دے۔ کیونکہ پرہیز حکم اور تقدیر خداوندی کو دفع نہین کر سکتا۔ یعنے تو جو توکل سے بجکر جہد اور مشقت کرتا پہرتا ہے۔ اِس بچاؤ کو ترک کرنا چاہیئے کیونکہ اگر تیرے تقدیر مین مثلاً کسی روز شکار نہوا تو توکل سے بجکر جہد کرنا ہرگز شکار کو سامنے نہین لا سکتا۔ اذا دخل القدر بطل الحذر۔ یعنے تقدیر سامنے آتی ہے تو پرہیز اور حذر کچہ کام نہین دیتا۔

در حذر شوریدن از شور و شر است | رو توکل کن توکل بہتر است

ترجمہ — کوشش و پرہیز ہے اک شور و شر | جا توکل کر کہ ہے لا شے حذر

یعنے بچاؤ مین بیقراری اور اضطراب کے ساتھ کوشش کرنا منجملہ شور و شر ہے جس سے کچھ حاصل نہین ہوتا۔

با قضا پنجہ مزن اے تند و تیز	تا نگیرد ہم قضا با تو ستیز
ترجمہ: تو اگر ہوگا قضا پر تند و تیز	تو قضا بھی کب تجھے ڈھونڈیگی ستیز

شرح یعنے قضا اور حکم الٰہی سے نہ لڑ۔ ورنہ قضا کو تیرے ساتھ خصومت ہو جائیگی اور تو مردود شیاطین سے ہو جائیگا کیونکہ تقدیر سے لڑنا کفار کا کام ہے۔ تند و تیز مضطرب الحال اور مطلب برآری کے لیے سخت بیقرار

مردہ باید بود پیش حکم حق	تا نیاید زخم از رب الفلق
ترجمہ: مردہ ہو اے شخص پیش حکم حق	تا نہ دے قہر خدا تجکو سبق

شرح۔ یعنے احکام الٰہی کے سامنے مُردہ ہو جانا اور اُنکو رضا و تسلیم کے ساتھ قبول کرنا چاہیئے۔ ورنہ دہوت نافرمانی عذاب الٰہی کا خوف ہے۔ یہی حال شیطان اور نفس امّارہ کا انسان کے ساتھ ہے اگر وہ سعی کرتا ہے تو یون کہتا ہے کہ یہ محنت مشقت بیفائدہ ہے۔ جو مقدر مین ہوگا بحال مین ملیگا۔ اور اگر توکل کرتا ہے تو اسکے دلمین یہ خیال ڈالتا ہے کہ لیس للانسان الا ما سعی یعنے انسان کو اُسکی کوشش کا پہل ملتا ہے۔ ان تمام اشعار کا ماحصل یہ ہے کہ جو کچھ مقدر مین ہے وہ انسان کو ضرور پہنچتا ہے اور تقدیر کا لکھا کسیطرح نہین مٹتا۔ اسلیئے سعی اور مشقت و محنت بیفائدہ ہے اور توکل بہتر ہے **فائدہ** صوفیہ کے نزدیک توکل کے معنے اللہ پر بہروسا رکھنا اور ظاہری اسباب اور اُنکے اعتماد سے منقطع ہو جانا ہے۔ لیکن اسمین یہ شرط ہے کہ انسان کا دل گواہی دیتا ہو۔ کہ بندہ کے پاس جو کچھ پہنچتا ہے سب اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ اشیاء کے پہنچنے کا کوئی ظاہری سبب درمیان ہو یا نہو۔ اور یہ بھی توکل کی شرط ہے کہ بندہ اپنے اپکو اللہ تعالےٰ کے سامنے مُردہ تصور کرے۔ اپنی محنت و مشقت کو اشیاء کے حاصل ہونیکا سبب نہ جانے۔ اس قسم کا توکل صفت قلبیہ ہے۔ اس صورت مین ہاتھ پاؤں کی حرکت جو تلاش اسباب رزق کے لیئے ہو منافی توکل نہین ہو سکتی کیونکہ جو شخص یہ جان لے کہ ہر شئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے آسان ہو یا مشکل سبب کے ہونے نہونے پر منحصر نہین بلکہ جو کچھ مقدر ہے وہ ضرور پہنچیگا اور پھر حسب ایمائے خداوندی اعضا کو کسبِ حلال مین کام مین لگائے رکھے تو صوفیہ کے نزدیک پورا متوکل ہے۔ چنانچہ مولانا قدس سرہ ایکجگہ خود فرماتے ہین۔

گر توکل میکنی در کار کن
کسب کن پس تکیہ بر جبار کن

یعنی توکل کے یہ معنے ہین کہ آدمی کوئی پیشہ حلال ہی کرتا رہے اور اپنے کام کے بناتے مین اللہ تعالےٰ پر توکل بھی رکھے **فائدہ** اس حکایت مین نخچیر دن سے نفس امّارہ اور خواہشات نفسانی مراد ہین۔ اور شیر سے روح۔ کیونکہ روح ریاضت اور مجاہدہ کو چاہتی ہے۔ اور نفس امّارہ روکتا ہے۔

باز ترجیح نہادن شیر جہد را بر توکل

ترجمہ: پھر ترجیح دینا شیر کا کسب و جہد کو - توکل پر

گفت آرے گر توکل رہبرست	این سبب ہم سنتِ پیغمبرست
ترجمہ: شیر بولا ہے توکل راہبر	جہد بھی ہے سنت پیغامبر

شرح- شیر نے کہا اگرچہ توکل موصل الی اللہ ہے مگر کسب اور سعی و جہد بھی سنتِ پیغمبر ہے اور حضرت آدمؑ سے لیکر پیغمبر آخر الزمان تک تمام نبیوں کا پیشہ رہا ہے بلکہ بعض اوقات سعی و جہد فرض ہو جاتا ہے۔ مثلاً جہاد دین تلوار ہاتھ مین لیکر جہاد و جہد کرنا۔ ایک بزرگ کا مقولہ ہے التوکل حال النبی والکسب سنتہ فمن بقی علے حالہ فلا یترک سنتہ یعنے توکل پیغمبر کی صفت قلبیہ اور انکا حال ہے اور کسب انکی سنت۔ پس جو شخص حال نبی پر قایم رہنا چاہتا ہے اسکو چاہیئے کہ ترک سنت نہ کرے اس سے معلوم ہوا کہ کسب و طلب اسباب معاش منافی توکل نہین۔

گفت پیغمبر بآواز بلند	با توکل زانوے اشتر بہ بند
ترجمہ: اک صحابی سے پیمبر نے کہا	کر توکل باندھ زانو اونٹ کا

شرح- یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے۔ قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم بالصوت العالی لمعاذ بن جبل لما دخل علیہ۔ وقال یا رسول اللہ اعقل جملی او اختلط ام اطلقہ واتوکل فقال لہ مجیبا اعقل بعیرک ثم توکل علی اللہ یا معاذ۔ معاذ بن جبل صحابی پیغمبر علیہ السلام کے پاس آئے اور یہ کہا کہ مین اونٹ پر سوار ہوکر آیا ہون - کیا اب اسکو باندھ دون اور اسکی احتیاط کرون یا یونہین چھوڑ دون نبی علیہ السلام نے بہ آواز بلند فرمایا کہ اے معاذ اپنے اونٹ کو باندھ دے اور پھر اللہ تعالے پر توکل کر کیونکہ اگر تو اسے یونہی چھوڑ دیگا تو ممکن ہے کہ کسیطرف کو بھاگ جائے۔ اور اگر زانو باندھکر توکل علے اللہ کریگا۔ تو باعتبار ظاہر تو بھاگ نہین سکتا آیندہ خدا کی مرضی اس سے معلوم ہوا کہ توکل مع الجہد سنت ہے۔ اسلیئے سالک کو چاہیئے کہ ریاضت اور مجاہدہ کیئے جاوے لیکن اسکو بہشت مین داخل ہونیکا سبب نجانے بلکہ متوکل علے اللہ رہے۔

رمز الکاسب حبیب اللہ شنو	از توکل در سبب کاہل مشو
ترجمہ: رمز الکاسب حبیب اللہ سن	کسب کر اے کاہل گمراہ بن

شرح- حدیث شریف مین ہے الکاسب حبیب اللہ یعنے حلال کمائی کرنیوالا خدا کا دوست ہے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ صرف توکل ہی توکل ہو اور کسب نہو یہ بہتر نہین بلکہ یہ دونو صفتین جمع ہونی چاہئین

رو توکل کن تو با کسب اے عمو	جہد میکن کسب میکن مو بمو
ترجمہ: کسب بھی کر اور توکل بھی بجا	ہو بہو دونون برابر ہون بجا

شرح عمہ یا تو بمعنے گمراہی و خواری و فروتنی ہے جس سے بطور مبالغہ گمراہ یا فروتن مراد ہے - یا برادر بدر (اچھا) کے معنون مین ہے اور سالک کو بزرگی کے خطاب سے یاد کیا ہے موہمو کا یہ مطلب ہے کہ جتنا موکل ہو اُتنا ہی جہد ہو - دونو باتین ساتھ ہونی چاہئین اور دونون مین برابری کا ہی لحاظ رہے -

جہد کن جدّے نما تا وا رہی ۔ ور تو از جہدے بمانی ابلہی

ترجمہ: جہد و کوشش کر کہ تا پائے نجات ۔ ترک کوشش حمق ہے اے بد صفات

شرح جہد سے مجاہدۂ حق مراد ہے بمقتضائے وجاہدوا فی اللہ حق جہادہ - یعنے اللہ کے رستہ مین اچھی طرح کوشش و وجہ ترجیح جہد کی توکل محض پر یہ ہے کہ اگرچہ اللہ تعالےٰ خالق حقیقی اور اسباب پر قادر ہے کہ مسببات کو بلا اسباب پیدا کر دے - مگر پھر بھی اُسنے ہر مسبب کے لیے کوئی نہ کوئی سبب ضرور رکھا ہے اور عادت الٰہی اسیطرح جاری ہے بس توحید اور کسب کرنیوالا گویا متخلق باخلاق اللہ ہے اسیلئے سالک کو کسب ضرور چاہیئے جد بالکسر بمعنے کوشش ہے اور وارہی بمعنے نجات یابی -

باز ترجیح نخچیران توکل را از جہد و کسب

ترجمہ: پھر نخچیرونکا توکل کو کسب پر ترجیح دینا

قوم گفتندش کہ کسب از ضعف خلق ۔ لقمۂ تزویر دان مقدار حلق

ترجمہ: بولے سب نخچیر ہے کسب خلق ۔ لقمۂ تزویر ہے مانند حلق

شرح نخچیرون نے کہا کہ کسب بسبب ضعف اعتقاد خلق کے ہے کہ خلقت اللہ تعالےٰ پر پورا پورا بھروسا نہین رکھتی، اور کسب بمقدار حرص گویا دغا اور کذب و فریب کا لقمہ ہے حلق مجازاً بمعنے حرص ہے -

پس بدانکہ کسبہا از ضعف ہست ۔ در توکل تکیہ بر غیرے خطاست

ترجمہ: کسب کرتے ہین ضعیف الاعتقاد ۔ ہے خطا غیر خدا پر اعتماد

شرح - یعنے کسب اور محنت مشقت کرنیکا یہ سبب ہے کہ لوگونکے اعتقاد ضعیف ہین خدا پر پورا بھروسا نہین رکھتے توکل کے یہ معنے نہین کہ کسب کا ہی بھروسا رکھے - اور توکل کا نام ہی لیا جائے -

نیست کسبے از توکل خوب تر ۔ چیست از تسلیم خود محبوب تر

ترجمہ: کچھ توکل سے نہین ہے خوب تر ۔ کچھ نہین تسلیم سے محبوب تر

شرح یعنے توکل سے زیادہ خوب اور تسلیم و رضا سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہین -

پس گریزند از بلا سوئے بلا ۔ پس جہند از مار سوے اژدہا

ترجمہ: ایک سے چھوٹی تو آئی اک بلا ۔ سانپ سے بھاگے تو آیا اژدہا

یعنے لوگ تحمل مشقت توکل سے بہاگ کر مصیبت کسب جہد مین گرفتار ہوجاتے ہین جو توکل سے زیادہ رنج دینے والی چیز ہے جیسا کوئی سانپ سے بہاگا اور اژدہا کے مُنہ مین جا پڑا

	حیلہ کرد انسان و حیلہ اش دام بود	آنکہ جان پنداشت خون آشام بود
ترجمہ	حیلۂ انسان گویا دام تہا	رزق سمجہا جسکو خون آشام تہا

شرح یعنے بسا اوقات انسان کسب کرتا ہے مگر وہی کسب جسکو وہ بقائے جان کا سبب سمجہتا ہے اُسکا خون پی لیتا ہے اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص کہجورین توڑنے درخت پر چڑہا اور بیچارہ وہانسے گر پڑا۔

	در ببست و دشمن اندر خانہ بود	حیلۂ فرعون زین افسانہ بود
ترجمہ	بند در تہا دشمن اندر خانہ تہا	کید فرعونی یہی افسانہ تہا

شرح۔ یعنے کسب کرنیوالے کی ایسی مثال ہے جیسا کہ کسی شخص نے ایک دشمن کے خوف سے گہر کو قفل لگا لیا حالانکہ دشمن گہر مین موجود تہا۔ یعنے بارہا ایسا ہوتا ہے کہ کسب کو آدمی اچہا سمجہتا ہے اور اپنی آسایش کا باعث تصور کرتا ہے (جیسا کہ اس قفل لگانیوالے نے سمجہا تہا) لیکن آخر مین وہی اُسکی جان کا دشمن بنجاتا ہے چنانچہ حیلۂ فرعون اسی قبیل سے تہا کہ اُسنے حضرت موسےٰ کے مار ڈالنے کے لیے بہت حیلے کئے اور سیکڑون بچے مار ڈالے مگر آخر کار اُسکے حیلے اُسکے لیے ہلاکت کا باعث ہوے اور حضرت موسےٰ نے اُسیکے گہر مین پرورش پائی چنانچہ آیندہ شعر کا یہی مطلب ہے۔

	صد ہزاران طفل کشت آن کینہ کش	وانکہ او مے جست اندر خانہ اش
ترجمہ	لاکہون بچے مار ڈالے بے گناہ	اور عدو کو اپنے گہر مین دی پناہ

شرح۔ یعنے فرعون نے لاکہون بچے مار ڈالے مگر جسکو ڈہونڈ رہا تہا اُنہون نے اُسیکے گہر مین پرورش پائی کیونکہ موسےٰ علیہ السلام کو فرعون کی بیوی نے متبنی کر لیا تہا۔ مطلب یہ کہ فرعون نے قتل موسےٰ کے لیے بہت کوشش کی سودمند نہ ہوئی۔ یہی حال اُس شخص کا ہے جو اپنے نفس کی اطاعت کرتا ہے اور دفع خواہشات نفسانی کے لیے کسب و مشقت کا بوجہہ سر پر اُٹہاتا ہے اُسکو معلوم کر لینا چاہیئے کہ اُسکا دشمن یعنے نفس امارہ اُسکے خانۂ وجود مین داخل ہے جو کسی دن ضرور ہلاک کر دیگا۔

	دیدۂ ما چون بسے علت دروست	رو فنا کن دید خود در دید دوست
ترجمہ	ہے ہماری دید سر تا سر خطا	دید خود کو دید حق مین کر فنا

شرح یعنے ہماری آنکہون مین غلطیون اور خطاؤن کی بہت سے بیماریان ہین۔ لے سالک اپنے دید کو دید ہی مین فنا کر یعنے اپنے کام اُسیکے سپرد کر دے اور یہ سمجہہ کہ خدا جس کام مین مصلحت دیکہتا ہے اُسکو ہمارے لیے

پسند فرماتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ توکل سب سے زیادہ خدا کو پسند ہے۔ اس شعر سے توکل کی ترجیح کسب پر اسطرح ثابت ہوئی کہ روئیت اور نظر سے بہی آدمی کو بہت سے اسباب معلوم ہوجاتے ہین اور وہ کسب کے ڈہنگ سیکہہ جاتا ہے مگر چونکہ ہماری نظر مین خطا بہی واقع ہوتی ہے اسلیئے وہ سبب جسکو ہماری نظر نے معلوم کیا تہا کسی کام نہین ہوتا پس تو آدمی کو چاہیئے کہ توکل اختیار کرے اور تسلیم و رضا پر قایم رہے۔ دید مجازاً بمعنے ارادہ ہے۔

دید ما را دید او نعم العوض	ہست اندر دید او کلی غرض
ترجمہ: دید حق ہر شے کا ہے نعم العوض	جس سے حاصل ہوتی ہے پوری غرض

شرح۔ یعنے اسکی دید ہماری دید کا نعم البدل ہے۔ اور اسکی دید مین ہماری غرض کامل طور سے حاصل ہوتی ہے مطلب یہ کہ ہم اپنے کام اگر اُسکے سپرد کردین گے تو نتیجہ اچہا ہوگا خلاصہ یہ کہ اپنے عزم اور ارادہ بشریت کو ارادۂ قدرت حق مین فنا کردینا چاہیئے تاکہ تمام غرضین پوری طرح حاصل ہون اور سارے کام بنجائین۔ کیونکہ ہماری دید مین خطا کا احتمال ہے اور اُسکی دید اِس سے پاک ہے جو شخص اللہ پر توکل کریگا وہ ضرور اُسکو اپنا وکیل پائیگا۔

طفل تا گیرا و تا پویا نبود	مرکبش جز گردن بابا نبود
ترجمہ: طفل چل سکتا نہ تہا جو آپ سے	کار مرکب لے رہا تہا باپ سے
چون فضولی کرد و دست و پا نمود	در عنا افتاد و در کور و کبود
ترجمہ: لیک جب دم پا گیا نشو و نما	ہوگیا پابند صد رنج و عنا

شرح ترجیح توکل بر جہد کسب کی تمثیل ہے۔ یعنے بچہ جب تک اپنے کام آپ نہین کرتا تہا۔ اُسکا باپ اُسکے کامونکا کفیل تہا۔ اور بچہ محنت و مشقت سے بالکل مُبرّا تہا۔ لیکن جب بڑا ہوگیا اور ہاتہہ پانون نکالے تو مشقت اور تردد مین پڑگیا۔ یہی حال متوکلین کا ہے جب تک متوکل ہین خدا اُنکا کارساز ہے اور جب کسب کرنے لگے محنت مین پڑگئے۔ فضولی بمعنے نشو و نما اور کور و کبود بمعنے تاریکی و ظلمت مجازاً تردد و رنج کہ باعث تاریکی عقل ہے۔

جانہائے خلق پیش از دست و پا	مے پریدند از وفا سوئے صفا
ترجمہ: روح تہی جسوقت تک بے دست و پا	کررہی تہی سیر اقلیم صفا
چون بامر اہبطوا بندی شدند	حبس حرص و خشم و خرسندی شدند
ترجمہ: لیکن امر اہبطوا جب دم ہوا	ہوگئی ہمجنس صد خشم و ہوا

شرح کسب پر ترجیح توکل کی دوسری تمثیل ہے۔ یعنے خلقت کی روحین ہاتہہ پانو پیدا ہونے سے پہلے (یعنے جسوقت کہ روحین بدن سے متعلق نہوئین تہین) ہر قسم کی قید سے آزاد تہین۔ اور اپنے معنوی پرون سے عالم وفا سے لیکر عالم صفا تک اُڑتی تہین (عالم وفا سے عالم میثاق مراد ہے۔ جہان سب روحون نے بلیٰ کہا تہا اور عالم صفا سے

عالم الٰہی۔ یعنے عالم اسما و صفات) لیکن جب ارواح کو اجسام کی طرف نزول کا حکم ہوا جو اسفل اور کثیف چیز ہے تو
روحین بہی اسفل چیزون اور اخلاق ذمیمہ کی جنس ہوگئین اور وہ حرص و غضب اور اسباب دنیوی کی خرسندی سے
اور انہی اخلاق ذمیمہ کے باعث طرح طرح کی ضرورتون نے انکا دامن پکڑ لیا۔ اہبطوا اس آیۃ کی طرف اشارہ ہے
قلنا اہبطوا منہا جمیعا۔ یعنے ہمنے آدم ع کے ساتہ تمام انسانی روحون کو حکم دیا کہ جنت سے نکلجاؤ۔ وجہ ترجیح توکل
کی کسب پر یہ ہے کہ ارواح نے جب جہد اور کسب مین ہاتہہ پانو کی مدد اور جسم کی معاونت کی تو گویا خود ہی
توکل چہوڑ کر کاسب بنگئین۔ اور اس ترک توکل کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہر وقت ضرورت اور احتیاج مین مبتلا ہوگئین۔

	ما عیال حضرتیم و شیر خواہ	گفت الخلق عیال للاٰلہ
ترجمہ	ہم عیال حق ہین سب اور شیر خوا	سچ ہے الخلق عیال للاٰلہ
	آنکہ او از آسمان باران دہد	ہم تواند کو برحمت نان دہد
ترجمہ	دے رہا ہے حکم جو باران کا	اپنے رحمت سے ہے ضامن نان کا

شرح یعنے ہم حضرت خداوندی کی عیال اور اسکے پرورش کے چاہنے والے ہین کیونکہ حدیث شریف مین
آیا ہے۔ الخلق کلہم عیال اللہ فاحبہم الی اللہ انفعہم لعیالہ گفت کا فاعل رسول علیہ السلام ہین اور اس حدیث کے یہ معنے
ہین کہ ساری مخلوق خدا کا کنبا ہے اللہ تعالے اسی کو دوست رکہتا ہے جو اسکے کنبے کو فائدہ پہنچائے۔ بس تو
جسطرح ایک خاندان کا افسر اپنے عیال کو محتاج نہین ہونے دیتا۔ اسیطرح اللہ تعالے اپنی مخلوق کو جو اسکی عیال
ہے غیر کا محتاج نہین رکہتا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ توکل کسب سے بہتر ہے۔ کیونکہ جسطرح خاندان کا
افسر کما ڈیوت کی اعانت کو لازم نہین سمجہتا اسیطرح اللہ تعالے توکل کے خلاف کسب کرنیوالون کی پروا نہین کرتا

	دیگر بار بیان کردن شیر ترجیح جہد بر توکل	
ترجمہ	دوسری بار شیر کا توکل پہ جہد و کسب کی ترجیح کو بیان کرنا	
	گفت شیر آرے ولے رب العباد	نردبانے پیش پائے ما نہاد
ترجمہ	شیر بولا جو کہو تم سچ ہے۔ ہان	ہے عطائے حق مگر اک نردبان

شرح شیر نے کہا کہ ہان بیشک اللہ تعالے سب کا وارث ہے وہ بلا جہد بہی رزق پہنچا سکتا ہے لیکن
اس رب العباد نے سعی اور طلب و جہد کی سیڑہی ہمارے پانو کے سامنے رکہی ہے تاکہ ہم اس سیڑہی کی مدد سے
بام کمالات صوری اور معنوی تک پہنچ جائین اللہ تعالے خود فرماتا ہے فمن یعمل مثقال ذرۃ الی آخر الآیۃ
یعنے ذرہ برابر کوئی نیک عمل کرے یا بد اسکی جزا و سزا ضرور پائے گا۔ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالے نے اسباب
اور آلات (عقل و فہم) دست و پا اسلئے عطا فرمائے ہین کہ ہم انسے مستبط (روزی و ضروریات معاش حاصل

کرین اور بیکار نہ بیٹھے رہین۔ چونکہ اسباب اور وسائط کے ساتھ مسببات کو مربوط کیا گیا ہے اسلیئے مسببات کو اسباب کے ساتھ طلب کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اسباب کا قائم کرنا گویا اشارۂ الٰہی ہے کہ اُنسے مسببات کو طلب کرو اور اشارۂ الٰہی پر عمل کرنا فرض ہے اور عمل ہی سے نیک و بد اور مقبول و مردود کے مابین تمیز ہوسکتی ہے۔ ورنہ معاذ اللہ رسول کا اتباع اور شرع کے احکام سب عبث ٹھیرینگے۔

	پایہ پایہ رفت باید سوئے بام	ہست جبری بودن اینجا طمع خام
ترجمہ	پایہ پایہ چل، مریجان سوے بام	ہے ترا مجبور بننا طمع خام

شرح۔ یعنے اسباب کی سیڑہی کے وسیلہ سے آدمی کو چاہیئے کہ بام مقصود تک پہنچ جائے یعنے کوشش کرتا رہے ورنہ دنیا مین اگر جبریہ ہونا طمع خام اور بیفائدہ بات ہے۔ مولانا قدس سرہ نے یہان اُس شخص کو جو بلا وسیلۂ اسباب بدون جہد مسببات کو طلب کرے جبری قرار دیا ہے جبریہ کے نزدیک آدمی محض غیر قادر اور پتھر کے مانند ہے اور چونکہ قدرت خداداد ہی منجملۂ اسباب ہے۔ پس تو جس شخص نے قدرت کسب کو بیکار سمجھ رکھا ہے گویا وہ جبریہ مین سے ہے

	پائے داری چون کنی خود را تو لنگ	دست داری چون کنی پنہان تو چنگ
ترجمہ	پانووالا ہوکے کیون کرتا ہے لنگ	ہات ہوتے کیون ہین یہ لنجونکے ڈہنگ

شرح۔ یعنے ہاتہ پانو کے ہوتے تو لنگڑا لولا کیون بیٹھا ہے اللہ تعالےٰ نے یہ آلات عمل اور کسب کے لیے پیدا کیئے ہین

	خواجہ چون بیلے بدست بندہ داد	بے زبان معلوم شد او را مراد
ترجمہ	بیلچہ بندہ کو جب دم دیدیا	کہہ گیا آقا کا تہا جو مدعا

شرح۔ یعنے جب آقا نے اپنے غلام کے ہاتہ مین بیلچہ دیدیا تو غلام کو بغیر خواجہ کے کہے اُسکی مراد معلوم ہوجائیگی اور وہ سمجھ لیگا کہ خواجہ مزدوری کرنیکا حکم دے رہا ہے یہی حال انسان کا ہے جب اُسکو ہاتہ پانو دیے گئے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ اُنسے کام لینا چاہتا ہے چنانچہ فرماتے ہین

	دستہا ہمچون بیل اشارتہائے اوست	آخر اندیشی عبارتہائے اوست
ترجمہ	ہات تیرا بیلچہ ہے اے بشر	رکھہ اشارات الٰہی پر نظر

شرح۔ یعنے ہاتہ بیلچہ کی طرح جو آدمی کو دیے گئے ہین اُنکے عطا کرنے سے گویا اللہ تعالےٰ اشارہ کررہا ہے کہ اِن ہاتون سے آدمی کچہ جہد اور کسب کرے۔ عبارت تعبیر کردن سخن مجازاً بمعنے حکم یعنے اللہ تعالےٰ کا حکم ہے کہ قوم کو عاقبت اندیشی چاہیئے۔ (وامرہم شوریٰ بینہم) اور عاقبت اندیشی اسی مین ہے کہ آدمی اپنی جہد و کسب اور ریاضت و مجاہدہ سے دین و دنیا کے کمالات حاصل کرے۔

	چون اشارتہاش را بر جان نہی	در وفائے آن اشارت جان دہی
ترجمہ	جو اشارات خدا پہ جان دے	اور اشارون کی وفا پر جان دے
	پس اشارتہاش اسرارت دہد	بار بردارد ز تو کارت دہد
ترجمہ	اسپہ کہلجاینگے سب اسرار حق	بار سب ٹلکر ملیگا کار حق

شرح یعنے جب تو اللہ تعالےٰ کے اشارات اور اُسکے احکام کو جدّ وجہد کے ساتہ اپنی جان پر رکہے یعنے قبول کرلے اور اُنہے پورا کرنیمین اپنی جان جہونکدے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ تجہپر اسرار الٰہی مکشوف ہوجاینگے۔ اور اللہ تعالےٰ تجہہ سے گناہون کا بوجہہ اُٹہالیگا اور تجکو صاحب تصرف بنادیگا۔ مطلب یہ ہے کہ جو اللہ تعالےٰ کے رستہ مین مجاہدہ کریگا۔ اللہ اُسکو اسرار حقیقت سے آگاہ کردیگا۔ اور وہ مراتب ولایت تک پہنچکر ولی کامل اور صاحب تصرف بنجائیگا۔ کیونکہ یہ مقولہ مشہور ہے۔ کہ تصرف الاولیاء فی البرایا کتصرف الملوک فی الرعایا یعنے اولیا مخلوق پر ایسا تصرف اور قبضہ رکہتے ہین جیسا بادشاہ رعایا پر مگر یہ سب باتین جہد وکسب کے سبب حاصل ہوتی ہین۔

	حاملی محمول گرداند ترا	قابلی مقبول گرداند ترا
ترجمہ	پہلے حامل تہا پر اب محمول ہے	پہلے قابل تہا پر اب مقبول ہے

شرح۔ یعنے اسوقت تو امور دنیوی اور قید نفسانی اور وسوسۂ شیطان کا بوجہہ اُٹہا رہا ہے۔ لیکن جب اشارات الٰہی پر عمل کرکے واقف اسرار ہوجائیگا تو حامل سے محمول یعنے براق عشق کا سوار بنجائیگا۔ یہ معنے بہی ہوسکتے ہین۔ کہ تیرے اعمال حسنہ قیامت کے دن براق کی صورت مین مصور ہوکر تجکو راکب بنا دینگے۔ یا یون کہیئے کہ شعر معراج ولی کی طرف اشارہ ہے۔ یعنے ولی کے اعمال حسنہ براق کی صورت بنکر اُسکو منزل مقصود تک پہنچادیتے ہین

	قابل امر وئی قابل شوی	وصل جوئی بعد از ان واصل شوی
ترجمہ	قابل امر خدا قابل ہوا	وصل کا طالب تہا جو واصل ہوا

شرح۔ یعنے تو اگر اُسکے اشارات اور احکام کو قبول کریگا تو کسی لایق ہوجائیگا یا قابل معرفت اور شہود حق بنجائیگا اور پہلا قابل بمعنے قبول کنندہ اور دوسرا بمعنے لایق وصاحب جاہ ومنزلت ہے بعض نسخون مین قائل شوی ہے یعنے اُنکی احکام واشارات قبول کرنیکے بعد تو قائل یعنے صاحب امر اور مُرشد خلق بن سکتا ہے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ پہلے وصل کو ڈہونڈہ یعنے ریاضت اور مجاہدہ کر بعد مین واصل ہوجانا سہل ہے۔

	سعی شکر نعمت قدرت بود	جبر تو انکار آن نعمت بود
ترجمہ	کسب شکر نعمت حق ہے ضرور	جبر ہے انکار نعمت اے کفور

شرح جبر مجبور رہنا جبری بنا فرقۂ جبریہ کا مذہب اختیار کرنا جسکی تردید مولانا کئی بار فرماچکے ہین۔

	شکر نعمت نعمتت افزون کند	کفر نعمت از کفت بیرون کند
ترجمہ	شکر سے بڑہتی ہین ہر دم نعمتین	کفر سے بڑہتی ہین ہر دم زحمتین

شرح - یعنے جد و جہد اور کسب طلب گویا نعمت قدرت کا شکریہ ہے بندہ اپنے ہاتھہ سے جب کوئی کام کرتا ہے تو گویا وہ اسباب کا شکر کر رہا ہے کہ اللہ تعالے نے اسکو قدرت کی نعمت دی ہے اور جبر یعنے دانستہ اپنے آپکو مجبور سمجہنا (جیساکہ جبریون کا مذہب ہے) یہ اِس نعمت قدرت کا کفران ہے - کیونکہ اُسنے اِس نعمت سے کوئی کام نہین لیا - دوسرا شعر آیت لئن شکرتم لازیدنکم کا اقتباس ہے - یعنے شکر کرنے سے نعمت زیادہ ہوتی ہے اور کفران باعث عذاب ہے

	جبر تو خفتن بود - در رہ مخسپ	تا نہ بینی اندر و درگہ مخسپ
ترجمہ	جبر ہے سونا نہ سو اِس راہ مین	تجکو جانا ہے بڑی درگاہ مین

شرح - یعنے تیرا جبر - اور ترک طاعت باوجود قدرت تیری غفلت ہے جو طریق سلوک مین تجہپر طاری ہے تجکو چاہیئے کہ جب تک درگاہ حق کا مشاہدہ نہ کرے رستہ مین ہرگز نہ سوئے - رستہ سے منزل فنا کا رستہ مراد ہے اور منزل فنا سالک کے لیے منتہائے سیر اور موصل الے الحق ہے - پس تو اُسکو چاہیئے کہ تمام عمر قدم ریاضت وسعی آگے بڑہائے جائے تاکہ درگاہ حقیقی اور منزل مقصود تک جا پہنچے اگر اِس سے غفلت کریگا تو نتیجہ سوائے پشیمانی کے اور کچہ نہو گا - اور راہ سلوک مین مشاہدہ بارگاہ حق ہرگز نصیب ہوگا -

	ہان مخسپ اے جبری بے اعتبار	جز بزیر آن درخت میوہ دار
ترجمہ	تجکو سونا ہے گر اے بے اعتبار	ڈہونڈ لے ظلِ درخت میوہ دار

شرح - درخت میوہ دار سے مرتبۂ بقا با اللہ مراد ہے - یعنے اے جبری بے اعتبار سوائے درخت میوہ دار کے اور کسی درخت کے نیچے نسو - مطلب یہ کہ اپنے کسب اور مجاہدہ سے فنا فی اللہ ہوجا تاکہ مرتبۂ بقا با اللہ حاصل ہو اگر تو اور کسی درخت (یعنے غفلت اور جبر) کے نیچے سوئیگا تو اُس مرتبہ سے محروم رہیگا - نیز ممکن ہے کہ درخت میوہ دار سے عالم ربانی اور مرشد کامل مراد ہو کیونکہ حدیث مین آیا ہے - اذا لقیتم شجرۃ من اشجار الجنۃ فاقعدوا فی ظلہا وکلوا من اثمارہا - قالوا کیف یکون ہذا فی دار الدنیا یا رسول اللہ قال اذا لقیتم عالما فکانما لقیتم شجرۃ من اشجار الجنۃ - یعنے رسول علیہ الصلوۃ نے فرمایا کہ جب تمہین جنت کا کوئی درخت ملجائے تو اُسکے سایہ مین بیٹھا کرو - اور اُسکے پہل کہایا کرو - صحابہ نے فرمایا کہ دنیا مین جنت کا درخت کیونکر مل سکتا ہے آپنے فرمایا کہ جب کوئی عالم ربانی ملجایا کرے تو اُسے جنت کا درخت سمجہا کرو - اِس صورت مین یہ معنے ہونگے کہ اے جبری بے اعتبار عالم ربانی سے ملاقات کر جو دلائل عقلیہ ونقلیہ سُنا کر تجسے جبر کو ترک کرائے - عالم ربانی کو جنت کا درخت اسلیئے کہا گیا ہے کہ جسطرح درخت جنت کا سایہ اور پہل ہمیشہ رہنے والی چیزین ہین اسیطرح عالم ربانی کا فیض اُسکی حیات تک محدود نہین بلکہ بعد وفات بہی رہتا ہے

تاکہ شاخ افشان کند ہر لحظہ باد	بر سر خفتہ بریزد نقل و زاد
ترجمہ تاکہ اُسکی شاخ سے ہر دم ہوا	توڑکر بخشے تجھے برگ و نوا

شرح یعنے اے جبری درخت میوہ دار کے نیچے سو تاکہ باد عنایات الٰہی ہر لحظہ شاخ درخت میوہ دار کو جھاڑے
یعنے مرتبۂ بقاباللہ سے تجکو علوم اسماء وصفات حاصل ہون۔ یا یہ کہ نسیم لطف مرشد کامل جہد اور کسب کی شاخ سے
تجکو زہد اور تقوے کے پھل عنایت کرے۔

جبر خفتن درمیان رہزنان	مرغ بے ہنگام کے یابد امان
ترجمہ جبر ہے سونا میان رہزنان	مرغ بے ہنگام کو کب ہے امان

شرح۔ یعنے جبر یہ ہونا ایسا ہے جیسا کوئی شخص رہزنون مین سو گیا ہو اسوقت رہزن اُسکو ضرور ہلاک کرینگے
اسیطرح جبری گویا جماعت شیاطین مین غافل پڑا سورہا ہے جو ریاضت اور مجاہدہ فی سبیل اللہ سے روک کر
اُسکے ہلاک اور جہنمی ہونے کی کوشش کرتے ہین اور جبر ایسا ہے جیسا کہ مرغ بے ہنگام کہ صبح سے پہلے
بول اُٹھتا ہے اور ناواقف مسافر اُسکی آواز سنکر چل پڑتے ہین اور رات باقی رہنے کے سبب چورون اور رہزنون
کے ہات سے ہلاک ہوجاتے ہین مگر چونکہ ایسا مرغ باعث آزار مخلوق ہے اسیلئے اُسکو ذبح کردیتے ہین۔
علےٰ ہذا القیاس جبر ہے۔ کہ جبری اپنے معتقدین کو بھی ہلاک کردیتا ہے۔ اور خود بھی ہلاک یعنے قابل دوزخ ہوجاتا ہے

ور اشارتہاش را بینی زنی	مرد پنداری و چون بینی زنی
ترجمہ گر نہ مانے گا اشارتہائے رب	مرد کیا عورت کہین گے تجکو سب

شرح۔ پہلے مصرع مین بینی زدن یعنے انکار ہے اور دوسرے مین زن مقابل مرد یہ شعر بس اشارتہاش کے
متعلق ہے اور مطلب یہ ہے کہ اگر تو احکام اور اشارات الٰہی سے انکار کریگا تو اسحالت مین بظاہر تو اپنے
آپ کو مرد گمان کرتا ہوگا۔ مگر فی الواقع اور نظر غور سے دیکھے گا تو اپنے نفس کو عورت سمجھے گا۔ کیونکہ جہاد نفس
اور راہ خدا مین مجاہدہ۔ اور ریاضت سے باز رہنا مردانہ صفت نہین ہے۔

آنقدر عقلیکہ داری گم شود	سر کہ عقل از وے بپرد دم شود
ترجمہ جسقدر ہے عقل ہوجائیگی گم	عقل ہی جسمین نہو وہ سر ہے دم
زانکہ بی شکری بود شوم و شنار	میبرد بے شکر را در قعر نار
ترجمہ کیونکہ ناشکری ہے اک عیب عظیم	لے پہنچتی ہے سوئے نار جحیم

شرح۔ یعنے اگر تو اشارات الٰہی پر عمل نہ کریگا تو عورت کے مانند ہوجائیگا اور تیری عقل گم ہوجائیگی۔ کیونکہ
حدیث مین آیا ہے ہن ناقصات العقل والدین اسیلئے کہ اشارات پر عمل نہ کرنا کفران نعمت اور ناشکری ہے اور

اور ناشکری سے نعمت جاتی رہتی ہے اور عقل بے رونق ہوجاتی ہے اور جس سر سے عقل جاتی رہتی ہے وہ دم خر کے مانند ہوجاتا ہے۔ کیونکہ انسان عقل ہی کے سبب حیوان مطلق سے ممیز ہے۔ شوم۔ نحوست۔ شنار۔ عیب و ننگ۔ خلاصہ یہ کہ آدمی کو جو ہاتھ پانو اور عقل دیگئی ہے اسکا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ نعمت الٰہی ہے اور اسکا شکر یہی ہے کہ اُس سے مجاہدہ اور کسب اور ریاضت کرکے دولت دارین حاصل کرے اگر ناشکری کریگا تو یہ اُسکے لیئے نحوست اور عیب کا باعث ہے جو اسکو قعر دوزخ مین ڈالدیگا۔

	گر توکل میکنی در کار - کن	کسب کن پس تکیہ بر جبار کن
ترجمہ	کام کر اور رکھہ توکل پر نظر	کسب کر اور تکیہ کر اللہ پر

شرح۔ یعنے کسب کے ساتھ توکل ضرور چاہیئے تاکہ یہ توکل انسان کے کسب کا جبر نقصان کردے۔ اگر توکل نکریگا تو ضرور اُسکے کام مین نقصان رہیگا۔ قرآن مجید مین وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون بھی آیا ہے اور اقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الراکعین بھی۔ اسکی تطبیق اسطرح ہوسکتی ہے کہ آدمی اپنے کسب اور اعمال مین پورا اور مقبول ہو تبھی بھروسا اللہ پر رکھے۔ ظاہری اسباب پر اعتماد نکرے ورنہ توکل جاتا رہیگا۔ صوفیہ کا مذہب یہ ہے کہ جہد و کسب بھی ہو اور توکل بھی ہاتھہ سے نجائے۔ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار۔

	باز ترجیح نہادن نخجیران مر توکل را بر جہد	
ترجمہ	پھر نخچیرونکا توکل کو کسب پر ترجیح دینا	

	جملہ یادے بانگہا برداشتند	کان حریصان کہ سببہا کاشتند
ترجمہ	شیر سے سب نے یہ چلا کر کہا	کسب ہے دنیا مین جنکا مدعا
	صد ہزار اندر ہزاران مرد و زن	پس چرا محروم ماندند از زمن
ترجمہ	ہین زمانہ مین وہ لاکھون مرد و زن	باوجود کسب محروم زمن

شرح یعنے تمام نخچیرون نے چلا کر شیر سے کہا کہ وُہ حریص لوگ جنہون نے اسباب اور جہد و کسب کا بیج بویا ہے لاکھون کرورون مرد عورت ہین (کیونکہ صد ہزار اندر ہزاران سے قاعدۂ ضرب وحساب مراد لیا گیا ہے) لیکن افسوس باوجود اسقدر تعداد اور کوشش کے وُہ زمانہ کی طرف سے محروم ہین۔ زمانہ اُنکے مطالب اور مسببات حاصل کرنیمین اُنکی مدد نہین کرتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ توکل جہد و کسب پر ترجیح رکھتا ہے۔ ورنہ باوجود کسب یہ حریص لوگ محروم نہ رہتے اور سچ تو یہ ہے کہ ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ جو خدا پر توکل کرے خدا اُسکو کافی ہے۔

	صد ہزاران قرن ز آغاز جہان	ہمچو اژدرہا کشادہ صد زبان
ترجمہ	لوگون نے آنبک ز آغاز جہان	صورت اژدر نکالی ہے زبان

	مکرہا کردند آن دانا گروہ	کہ زبن برکندہ شد زان مکر کوہ
ترجمہ	مکر ایسے کرتے ہین دانا گروہ	سب اُکھڑ جاتے ہین بیخ و بُن سے کوہ
	کرد مکر و حیلہ آن قوم خبیث	در زما باور نداری این حدیث
ترجمہ	مکر کرتی ہے بڑے قوم خبیث	گر تجھے باور نہین ہے یہ حدیث
	کرد وصف مکرشان ذو الجلال	لتزول منہ اقلال الجبال
ترجمہ	اُنکے حقمین ہے یہ قول ذی الجلال	مکر سے اُنکے اُکھڑتے ہین جبال
	جز کہ آن قسمت کہ رفت اندر ازل	روئے ننمود از شکال و از عمل
ترجمہ	سامنے آئی ہے تقدیر ازل	رہگیا بیکار اُنکا ہر عمل

شرح- یہ اشعار بطور قطعہ بند ہین اور مطلب یہ ہے کہ لاکھون قرنون مین ابتدائے عالم سے آجتک بہت سے لوگون نے حصول مطلب کے لیے اسطرح زبانین کہولین جسطرح کسی جانور کے لقمہ کرنیکے لیے اژدہا زبان نکالتا ہے یعنے کسب اور جہد مین بہت مبالغہ کیا مگر ناکامیاب رہے (قرن بمعنے شاخ و گیسو و کوہ خرد و بمعنے تنہا و جلد و آہنگ اسپ و روزگار و زمانہ و مدت سی یا ہشتاد یا صد و بیست یا صد سال- آخر قول کو ترجیح ہے کیونکہ پیغمبر علیہ السلام نے ایک بچہ کو دعا دیکر یہ فرمایا تہا کہ عش قرنًا- یعنے خدا کرے تو ایک قرن تک زندہ رہے- وہ پورے سو برس جیا) اور بہت سے دانا فرقون نے مکر اور حیلے حصول مطالب کے لیے پیدا کرلیئے اور ایسے مکر کیئے کہ اُنکے کسب اور فریب سے پہاڑ اپنی جگہ سے اُکھڑ گئے- ایمخاطب اگر تجکو پہاڑ کے اکھڑ جانیکا یقین نہین ہے تو اس آیہ کو دیکہہ جو قرآن مجید مین ہے- وقد مکروا مکرہم وعند اللہ مکرہم وانکان مکرہم لتزول منہ الجبال- یعنے کفار انبیا کے ستانے اور حصول مطالب دنیوی کے لیے ایسے مکر کرتے ہین کہ اُنسے پہاڑ اپنی جگہ سے اکہڑ جائین تو عجب نہین مگر اللہ تعالے اُنکے مکر کی پروا نہین کرتا- اسکا وبال اُنہین کی جانپر پڑیگا- مولانا نے اسی آیہ کا اقتباس لتزول منہ اقلال الجبال کیا ہے یعنے اُنہون نے ایسے مکر کیئے کہ قریب تہا پہاڑون کی چوٹیان اُس سے اُکھڑ جائین- مگر باوجود ان تمام کوششون اور سخت محنتون کے اُنہین وہی کچہ حاصل ہوا جو اُنکی قسمت مین تہا یعنے پابندی کسب اور عمل سے کچہ نہین ملا- شکال پائے بند اسپ اور وہ رسّی جو اونٹ کی پالان پر باندہتے ہین یہان شکال سے تدبیر اور پابندی کسب مراد ہے اور بعض نسخون مین شکال کیجگہ شکار دیکہا گیا ہے-

	جملہ افتادند از تدبیر کار	ماندہ کار و حکمہائے کردگار
ترجمہ	پڑ ہوے محروم سب انجام کا	رہگئے ہین حکمہائے کردگار

شرح- یعنے تمام مکار اور جہد و سعی کرنیوالے تدبیر کار سے ساقط ہوگئے اور صرف اللہ کا حکم باقی رہگیا

مدبیر اور مکر سے کچھ کام نہ چلا۔ کیونکہ اللہ تعالے کی صفت فعال لما یرید ہے یعنے وہ اپنے ارادہ کو پورا کردیتا ہے۔

	جهد جز وهمے مپندار اے عیار	کسب جز نامے مدان اے نامدار	
	جہد ہے اک وہم مرد ہوشیار	ہے برائے نام کسب اے نامدار	ترجمہ

شرح۔ یعنے کسب اور سبب صرف برائے نام ایک چیز ہے فی الحقیقت اسمین حصول مسبب کی تاثیر نہین ہوتی اور جہد و تدبیر ایک وہم ہے جس سے بلا خوبی تقدیر کچھ حاصل نہین ہوتا عیار بمعنے مرد سنجیدہ یا مخفف عیاک بمعنے چالاک و ہوشیار۔ خلاصہ یہ کہ توکل جہد پر بہر حال ترجیح رکھتاہے۔

نگریستن عزرائیل بر مردے و بگریختن آنمرد در سرائے سلیمان و تقریر ترجیح توکل بر جهد و کوشش

ترجمہ۔ ملک الموت کا ایک شخص کیطرف دیکھنا اور اُسکا سلیمانؑ کی بارگاہ مین بھاگ جانا اور جہد و کسب پر توکل کی ترجیح کا بیان

شرح۔ مولانا نخچیرون کی زبان سے یہ حکایت ترجیح توکل کے بارہ مین تحریر فرماتے ہین اور اس حکایت کو بعضاً و نے مختصراً اسطرح لکھا ہے کہ ملک الموت ایکبار حضرت سلیمانؑ کے خدمتمین آئے اور اُنکے جلیسون مین سے ایک جلیس کی طرف غورسے دیکھا۔ اُس آدمی نے حضرت سلیمانؑ سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے آپنے جوابدیا کہ یہ قابض الارواح یعنے ملک الموت ہے اس شخص نے کہا کہ شاید یہ میری جان نکالنے آیا ہے کیونکہ مجکو خشم آلود نگاہون سے دیکھتا ہے۔ اسلیئے آپ ہوا کو حکم دین کہ وہ مجکو یہان سے اُٹھاکر ہندوستان کی طرف لیجائے۔ تاکہ اُسکے خشم آلود نگاہ سے جو کچھ مجکو صدمہ پہنچا ہے وہ کم ہو جائے۔ چنانچہ حضرت سلیمان نے اسکی خواہش پوری کردی اور ملک الموت سے پوچھا کہ تمنے ایک آدمی کو ڈراکر اُسکے وطن سے آوارہ کیون کردیا۔ اُنہون نے کہا کہ مین اس شخص کو دیکھکر متعجب تہا کیونکہ مجکو حکم خداوندی ہوچکا تہا کہ اسکی روح کو ہندوستان مین جاکر قبض کرون حالانکہ یہ یہان بیٹھا ہوا ہے اسلیئے میری خشم آلود نگاہ اُسکے ہندوستان جانیکا حیلہ ہوگئی۔ اور اسنے جو اپنی جان بچانے کا حیلہ کیا تہا وہ کارگر نہوا۔ کیونکہ مین ابہی ہندوستان پہنچکر اُسکی روح کو قبض کرلونگا۔ مقصود یہ ہے کہ توکل جہد و تدبیر سے بہتر ہے اور مولانا اسی قصہ کو آئندہ شعرون مین بیان کرتے ہین ہمنے آئندہ تمام اشعار کا خلاصہ یہانپر درج کردیا ہے۔

	در سرا عدل سلیمانی دوید	سادہ مردے چاشتگاہے در رسید	
	بھاگ کر آیا سلیمان کی طرف	ایک بھولا شخص در عہد سلف	ترجمہ

شرح۔ سرا عدل بمعنے دار العدالت سادہ۔ صاف دل اور بھولا۔ مولانا کے نزدیک وہ شخص جلیس سلیمان نہ تہا بلکہ غیر تہا۔ اور ملک الموت نے اُسپر کسی اور رہگزر مین نگاہ ڈالی تہی۔ مگر چونکہ حضرت سلیمان پیغمبر زمان اور بادشاہ عادل اور نہایت رحم دل تہے اسلیئے اُسنے خوف زدہ ہوکر حضور کی بارگاہ مین پناہ لی۔

روئیش از غم زرد و ہر دو لب کبود	پس سلیمان گفت ای خواجہ چہ بود
ترجمہ: ہونٹ نیلے اور منہ پر مردنی	یون کہا حضرت نے تجہپر کیا بنی
گفت عزرائیل در من اینچنین	یک نظر انداخت پر از خشم و کین
ترجمہ: وہ لگا کہنے کہ با خشم و خطر	مجہپہ عزرائیل نے ڈالی نظر

شرح۔ اینچنین سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید اُس شخص نے ڈراونی صورت بنا کر ملک الموت کی نقل کی ہوگی۔

گفت اکنون ہین چہ میخواہی بخواہ	گفت فرما باد را اے جان پناہ
ترجمہ: بولے وہ کیا چاہتا ہے ہمسے چاہ	بولا یہ کہدے ہوا سے جان پناہ
تا مرا زینجا بہندستان برد	بو کہ بندہ کان طرف شد جان برد
ترجمہ: تا کہ لیجائے مجھے ہندوستان	بندہ کو ملجائیگا وہان امن جان

شرح یعنے شاید بندہ اُسطرف جا کر جان بر ہوجائے شد بمعنے شدہ در رفتہ ہے اور بو مخفف بود۔

نک ز درویشی گریزانند خلق	لقمۂ حرص و عمل زانند خلق
ترجمہ: فقر سے خلقت کو نفرت ہے غضب	لقمۂ حرص و عمل کی ہے طلب
ترس درویشی مثال آن ہراس	حرص و کوشش را تو ہندستان شناس
ترجمہ: خوف درویشی ہے گویا وہ ہراس	حرص کو ہندوستان کرلے قیاس

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ نک مخفف اینک یعنے اسباب کو دیکہہ کہ خلقت فقر اور مسکنت سے بہاگ کر عطائے حرص و کوشش پیدا کرتی ہے۔ یعنے لوگ خوف فقر سے مال جمع کرتے ہین یا اُسکے جمع کرنیکی کوشش کرتے رہتے ہین۔ لیکن تو اِس خوف درویشی کو اُس خوف پر قیاس کر جو جلیس سلیمان پر طاری ہوا تہا اور حرص و کوشش کو ہندستان جان۔ یعنے جسطرح اُس شخص کا موت سے خوف کرنا اور ہندوستان جانا اُسکو جانبر نکر سکا اِسیطرح فقر و مسکنت سے بہاگنا اور حرص و کوشش ہین پڑنا فقر سے نجات نہین دیسکتا بعض نسخون مین بجائے عمل اہل ہے جس سے طول اہل مراد ہے زانند صیغہ مضارع جمع غائب مشتق از راندن بمعنے ہانکنا چلانا جس سے مراد لقمہ کہانا ہے۔

باد را فرمود تا او را شتاب	برد سوے قعر ہندستان بر آب
ترجمہ: حکم پاتی ہی ہوا پہر بے گمان	لیگئی اُسکو سوے ہندوستان

شرح یہان سے مولانا قصہ کی طرف رجوع فرماتے ہین قعر بمعنے درمیان ہے اور بر آب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہوا اُسکو ہندوستان کے کسی جزیرے پر لیگئی جو پانی مین تہا۔ فائدہ حضرت سلیمانؑ چونکہ انسانون دیودن پریون اور حیوانون کے علاوہ ابر اور ہوا پر بہی حاکم تہے اسلیئے حضور کے حکم سے ہوا نے اُس شخص کو فوراً ہندوستان مین پہنچا دیا تہا

روز دیگر وقت دیوان لقا / شہ سلیمان گفت عزرائیل را

ترجمہ: دوسرے دن وقت دیوان لقا / یون سلیمان نے فرشتے سے کہا

شرح - دیوان لقا - ملاقات کی کچہری - جس کچہری مین بادشاہ لوگون سے ملاقات کیا کرتے ہین = دیوان عام

کان مسلمان را بخشم از چہ سبب / بنگریدی باز گو اے پیک رب

ترجمہ: اُس مسلمان پہ یہ خفگی کا سبب / کیا ہوا کہہ تو سہی اے پیک رب

اے عجب - این کردہ باشی بہر آن / تا شود آوارہ او از خانمان

ترجمہ: اُسلیے یہ قہر تہا اے مہربان / تا وہ ہو آوارہ وہ بے خانمان

شرح - یعنے اے ملک الموت تعجب ہے تم نے اُسکے خانمان سے آوارہ کرنیکے لیے - اُس پر قہر کی نگاہ کیون کی تہی کہ وہ غریب خوف زدہ ہوکر تمہارے ڈر سے ہندوستان مین جلاوطن ہو گیا -

گفت اے شاہ جہان بیزوال / فہم کژ کرد و نمود او را خیال

ترجمہ: بولا وہ اے شاہ ملک بے زوال / ہے غلط اُسنے کیا جو کچہہ خیال

من ورا از خشم کے کردم نظر / از تعجب دیدمش در رہ گذر

ترجمہ: مینے کب کی اُسپہ غصہ کی نظر / وہ تعجب کی نگہ تہی سر بسر

شرح - یعنے ملک الموت نے یہ کہا کہ اے سلیمان دین و دنیا کے بادشاہ اُس شخص کی سمجہ ٹیڑہی تہی کہ میری تعجب کی نگاہ کو نگاہِ خشم آلود خیال کیا - مینے غصہ سے نگاہ نہی تہی بلکہ تعجب سے دیکہا تہا کہ اِسکی جان نکالنے کا وقت ہندوستان مین قریب آگیا ہے - اور یہ یہان موجود ہے - گو مطبوعہ نسخون مین دوسرا شعر نہین پایا جاتا مگر خاکسار شارح کے نزدیک ہونا ضرور چاہیئے - کیونکہ اسکے بغیر قصہ کا مضمون تمام نہین ہوتا -

کہ مرا فرمود حق کامروز ہان / جان او را تو بہندستان ستان

ترجمہ: امر حق تہا مجکو اُسکی شان مین / جان لے اُسکی تو ہندستان مین

دیدمش اینجا و بس حیران شدم / در تفکر رفتہ سرگردان شدم

ترجمہ: اُسکو مین یہان دیکہکر حیران رہا / فکر مین غلطان و سرگردان رہا

از عجب گفتم گر او را صد پر است / زو بہندستان شدن دور اندر است

ترجمہ: سوچتا تہا مین کہ گر ہون لاکہہ پر / ہند مین پہنچیگا کیونکہ یہ بشر

چون بامر حق بہندستان شدم / دیدمش آنجا و جانش بستدم

ترجمہ: حکم حق سے مین گیا ہندوستان / اُسکو دیکہا اور نکالی اُسکی جان

شرح یہانتک ملک الموت کا مقولہ تمام ہوا۔ نیچے کے شعر مین لفظ اندر زائد ہے۔ امید ہ عموما [illegible] ہین۔

تو ہمہ کار جہان را ہمچنین ‏— کن قیاس و چشم بکشاؤ ببین

ترجمہ: کھول آنکھین عقل ہے گر تیرے پاس ‏— کار دنیا کو اسی پر کر قیاس

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ یعنے ایمخاطب تو تمام دنیا کے افعال کو اسی حکایت پر قیاس کر اور یہ جان لے کہ الحذر لا یغنی عن القدر۔ بچاؤ۔ اور حیلہ اور جد و جہد تقدیر کو باطل نہین کر سکتا۔ کام جبھی بنتا ہے کہ تقدیر موافق تدبیر ہو۔ اور اللہ تعالے کو بنانا منظور ہو۔ اپنے جد و جہد سے ہرگز مطلب براری نہین ہو سکتی۔

از کہ بگریزیم از خود این محال ‏— از کہ برتابیم از حق این وبال

ترجمہ: کس سے بہاگین۔ نفس سے ہے بالکل محال ‏— حق سے منہ پھیرین سراسر ہے وبال

شرح۔ یعنے ایمخاطب ہم کس سے بہاگ کر جائین کیا اپنے نفس سے یہ بات محال ہے آدمی اپنے نفس سے نہین بہاگ سکتا۔ اور ہم کس سے اعراض کرین کیا ذات حق سے یہ سراسر ناگوار اور دشوار ہے پہلا مصرع دوسرے کی تمثیل ہے۔ یعنے جسطرح اپنے نفس سے بہاگنا اور جُدا ہو جانا مشکل ہے اسیطرح قبضۂ قدرت الٰہی سے بہاگنا محال ہے قرآن مجید مین ہے اللہ معکم اینما کنتم یعنے تم جہان ہو گے خدا تمہارے ساتھ ہے حق سے مراد امر حق ہے۔ دوسری آیت ہے اینما تکونوا یدرککم الموت تم کہین جاؤ مگر موت نہ چھوڑیگی۔

باز ترجیح شیر جہد را بر توکل و فوائد جہد بیان کردن

ترجمہ: پھر شیر کا جہد کو توکل پر ترجیح دینا اور محنت و مشقت کے فوائد کا ذکر

شیر گفت آرے ولیکن ہم ببین ‏— جہدہائے انبیا و مرسلین

ترجمہ: شیر بولا سچ ہے لیکن بالیقین ‏— دیکھ جہد انبیا و مرسلین

شرح۔ یعنے شیر نے کہا کہ ہان توکل بیشک صفت حمیدہ ہے لیکن جہد بھی بیکار چیز نہین۔ ایمخاطب تو نے جہان توکل کی خوبیان دیکھی ہین وہان یہ دیکھ کہ جہد انبیا و مرسلین اور مؤمنین کا فعل ہے اگر یہ بیکار اور عبث ہوتا تو یہ لوگ ضرور اُس سے الگ رہتے۔ اعلاء دین کے لیئے انبیا نے بہت اذیتین اُٹھائی ہین۔ یہانتک کہ بعض نبی شہید ہو گئے ہین علے ہذا القیاس ایمان والون نے راہ خدا مین بڑی بڑی محنتین اُٹھائی ہین۔

سعی ابرار و جہاد مومنان ‏— تا بدین ساعت ز آغاز جہان

ترجمہ: امر حق ہین جد و جہد مؤمنان ‏— انتہا تک ہے ز آغاز جہان

حق تعالیٰ جہدشان را راست کرد ‏— آنچہ دیدند از جفا و گرم و سرد

ترجمہ: سربسر مقبول حق ہے سعی و درد ‏— اُنپہ جو گزری جفائے گرم و سرد

شرح یعنے اللہ تعالے نے اُنکے جہد اور تحمل جفائے گرم و سرد زمانہ کو ضایع نہین کیا۔ بلکہ نتیجہ جہد کو صحیح اور ثابت کر کے دکہادیا۔ یہ اُنہین کے جہد و کوشش کا طفیل ہے کہ دین متین اور شرع رب العالمین آجتک باقی ہے لفظ جہان کے بعد لفظ باقی یا موجود ست محذوف ہے۔

حیلہا شان جملہ حال آمد لطیف	**کل شئی من ظریف ہو ظریف**
ترجمہ کسطرح احسن نہون فعل ولی	ہے بہلون کی ہر ادا ہر شئے بہلی

شرح لطیف صفت حال ہے۔ یعنے اُنکے تمام افعال اور مجاہدے بقولے بمصرع ثانی حالت لطیف کی صورت مین آگئے کیونکہ اُنہون نے سب سے پہلے نفس کشی اختیار کی تہی سو دیکہہ لیجے نفس لوامہ و ملہمہ نفس مطمئنہ بنگیا۔ کیونکہ نادر شخص کی ہر شے نادر ہوتی ہے دوسرے مصرع کی تحقیق پہلے مذکور ہوچکی ہے۔

دامہا شان مرغ گردونی گرفت	**نقصہا شان جملہ افزونی گرفت**
ترجمہ مُرغ گردونی ہے اُنکے دام مین	روز افزونی ہے اُنکے کام مین

شرح دام سے جہد انبیا مراد ہے اور مرغ گردونی سے مراتب عالیہ اور وصال الٰہی۔ دوسرے مصرع کا مطلب یہہ ہے کہ دینوی نقصانات کہ عمداً ترک دنیا سے اُنکو حاصل ہوے تہے آخرت مین زیادتی اجر کے باعث ہوگئے۔

جہد میکن تا توانی اے کیا	**در طریق انبیا و اولیا**
ترجمہ جسقدر طاقت ہو تجہین جہد کر	یہ طریق انبیا ہے سربسر

شرح کیا بمعنے پہلوان و خداوند و پاکیزہ اس لفظ کی تحقیق پہلے گزرچکی ہے۔ اور در طریق انبیاء جہد میکن کے متعلق ہے

فائدہ نفس بمعنے جان و روح و حقیقت و ہستی و عین ہر چیز ہے۔ گو نفس فی الواقع ایک شئے ہے مگر صوفیہ کے نزدیک باعتبار وصف اسکے تین قسمین ہین اول نفس امّارہ یعنے لذت دنیا اور حظ نفسانی کی طرف امر کرنیوالا۔ اِنّ النفس لامّارۃ بالسوء کا مصداق۔ چنانچہ عوام کا نفس اس نفس کو نفس بہیمیہ بہی کہتے ہین۔ دوم نفس لوامہ یعنے اپنے آپ کو گناہون پر ملامت کرنیوالا یہ نفس صلحا اور اولیا کا ہے جسکی قسم اللہ تعالے نے کہائی ہے لااُقسم بالنفس اللوامہ۔ سوم نفس مطمئنہ جو اوصاف ذمیمہ سے الگ ہوکر اخلاق حمیدہ کے ساتہ متصف ہوگیا ہو۔ اور باطمینان تمام قرب الٰہی مین اسماء و صفات حق کے سیر کرتا ہو۔ جسکی بابت یا ایتہا النفس المطمئنۃ نازل ہے۔ بعض نے چوتہا نفس نفس ملہمہ اور بڑہایا ہے جس سے نیکیون کے ارادے دلمین راہ پاتے ہین۔

با قضا پنجہ زدن نبود جہاد	**زانکہ این راہم قضا بر ما نہاد**
ترجمہ پنجہ کرنا ہے قضا سے جہد کب	کیونکہ جہد و کسب بہی ہے حکم رب

شرح شیر کہتا ہے کہ اے نخچیر دستے جو یہ گمان کیا ہے کہ جہد اور کسب قضائے الٰہی کے ساتہ معارضہ و جنگ ہے

یہ گمان غلط ہے کسب اور جہد قضائے الٰہی کو رد نہین کرسکتا بلکہ یون سمجھنا چاہیئے کہ کسب و جہد خود قضائے الٰہی ہے جو ہمپر مقرر ہوی ہے اور جبکہ کسب قضائے الٰہی سہے تو اسکا ترک بیشک معارضۂ قضائے الٰہی ہوگا اور نفس امارہ کی اطاعت اسکا نام رکھا جائیگا۔ جہاد بمعنے جہد ہے۔ یعنے حلال کام مین محنت وسعی کرنا۔

کافرم من گر زیان کردست کس — در رہ ایمان وطاعت یکنفس

ترجمہ: مین ہون کافر گر رہِ ایمان مین — ایکدم کوئی رہے نقصان مین

شرح۔ یعنے اگر میرا یہ عقیدہ ہو کہ انبیاو مرسلین اور مومنین نے راہِ ایمان اور طاعت مین جہد کرنیسے نقصان حاصل کیا ہے تو مین کافر ہون۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِینَ۔ اور وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُضِیعَ اِیْمَانَکُمْ اور مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا۔ یعنے اللہ نیک کارونکا اجر ضایع نہین کرتا اور ایک نیکی کرنیوالے کو دس گنا اجر ملتاہے۔

سر شکستہ نیست این سر را مبند — یکدو روزے جہد کن باقی بخند

ترجمہ: سر نہ پہوٹا ہو تو پٹی کیا ضرور — ایک دو دن جہد کر پہر ہے سرور

شرح۔ یعنے اے حیلہ جو اور مکار جبری نہو۔ تیرا سر نہین پہوٹا۔ پہر اُسکو باندہتا کیون ہے یعنے ترک طاعات کے لیے حیلہ نڈ ہونڈ ایک دو دن جہد کرے اور ہمیشہ شاد کام رہ ایک دو روز سے مراد دنیا ہے کیونکہ بعض صوفیہ کا مقولہ ہے اَلدُّنْیَا سَاعَةٌ فَاجْعَلُوهَا طَاعَةً یعنے دنیا ایک ساعت ہے۔ اِس ساعت کو طاعت مین گذار دے۔

بد محالے جُست کو دنیا بجست — نیک حالے جست کو عقبا بجست

ترجمہ: طالب دنیا ہے بیشک بدسگال — طالب عقبے ہے مرد نیک فال

شرح۔ محال جمع محل ہے یعنے جسنے دنیا ڈہونڈی اُسنے بہت برے ٹہکانے ڈہونڈے۔ کیونکہ دنیا مطلوب بہے

مکرہا در کسب دنیا بارد ست — مکرہا در کسب عقبا وارد ست

ترجمہ: مکرہاے کسب دنیا ہین ذلیل — مکرہائے کسب عقبا ہین جلیل

شرح۔ یعنے حیلۂ کسب دنیا جائز سہی مگر کسب دنیا مین اسقدر انہماک کہ خدا سے غافل کردے حیلۂ بارد اور مکروہ اور مردود ہے اور ترک دنیا کا مکر وحیلہ اور جہد ہر حال مین مستحسن اور جائز ہے حُبُّ الدُّنْیَا رَاسُ کُلِّ خَطِیئَةٍ۔ دنیا کی محبت سارے گناہون کی سردار ہے سیکڑون آدمی اسی دنیا کی محبت مین خدا سے غافل ہوکر کافر ہوگئے ہین۔

مکر آن باشد کہ زندان حفرہ کرد — آنکہ حفرہ بست آن مکریست سرد

ترجمہ: مکر عقبا کیا ہے زندان توڑتا — مکر دنیا ہے اُسے کم چھوڑنا

شرح۔ اِس شعر مین مولانا مکر وحیلۂ ترک دنیا اور کسب دنیا کا فرق بتاتے ہین۔ حیلۂ ترک دنیا یہ ہے کہ آدمی اِس قیدخانہ کو کہود ڈالے اور اِس سے نجات پاجائے۔ کیونکہ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وارد ہوا ہے۔ یعنے حبّ دنیا کو دل مین

جگہ نہ دے اور کسب دنیا یہ ہے کہ اس قید خانہ کے گڑھے کو بھر دے یعنے دنیا سے نجات پانے کی کوشش نہ کرے بلکہ اسکا طالب بنا رہے یہ ناجائز اور نامعقول مکر ہے۔

این جہان زندان و ما زندانیان	**حفرہ کن زندان و خود را وا رہان**
ترجمہ: یہ جہان زندان ہے اور قیدی ہین ہم	اس سے جھوٹ اور توڑ زندان الم

شرح۔ یعنے دنیا قید خانہ ہے اور ہم قیدی ہین ایہا المخاطب اس قید خانہ کو توڑ یعنے محبت دنیا کو چھوڑ طلب عقبیٰ مین سعی کر

چیست دنیا از خدا غافل بدن	**نے قماش و نقرہ و فرزند و زن**
ترجمہ: کیا ہے دنیا؟ حق سے غفلت! بالیقین	جورو بچے مال و زر دنیا نہین

شرح یعنے ہم جو ترک دنیا کی ترغیب دے رہے ہین اس سے یہ مراد نہین کہ اپنے مال اور بیوی بچون کو چھوڑ دے بلکہ یہ مراد ہے کہ خدا سے غافل کرنیوالی چیز کو ترک کر دے۔ کیونکہ دنیا اوسی کا نام ہے جو باعث غفلت ہو۔ حدیث شریف مین آیا ہے ما الہاک عن اللہ فہو دنیاک یعنے جو بات تجھے خدا سے غافل کر دے وہ تیری دنیا ہے۔ قماش بمعنے رخت۔ و جامہ ابریشمی و متاع خانہ و بمعنے جوہر و صفت۔ یہان دنیوی مال و اسباب مراد ہے۔

مال را گر بہر دین باشی حمول	**نعم مال صالح خواندش رسول**
ترجمہ: ہے برائے مال دینی اے جہول	نعم مال صالح قول رسول

شرح۔ حدیث شریف مین آیا ہے۔ نعم المال الصالح للرجل الصالح۔ یعنے نیک آدمی کے پاس اچھا مال ہو تو بہت اچھا ہے مال صالح سے مراد مال حلال ہے جو حقوق اللہ مثلاً حج و زکوٰۃ۔ اور حقوق العباد مثلاً نفقہ اہل و عیال پر خرچ ہو۔ اور مرد صالح سے مراد وہ شخص ہے جسکے دل مین محبت دنیا باقی نہ رہی ہو۔ خلاصہ یہ کہ دینی کامون کے لیئے اگر مال جمع کیا جائے تو کسیطرح قابل ملامت نہین ہے۔

آب در کشتی ہلاک کشتی ست	**آب اندر زیر کشتی پشتی ست**
ترجمہ: آب کشتی مین ہے تو بیکار ہے	اور نیچے ہے تو بیڑا پار ہے

شرح۔ اس شعر مین مال کے ضرر اور نفع کو ایک مثال مین بیان کیا گیا ہے۔ یعنے جسطرح پانی اگر کشتی کے اندر آجائے تو وہ اسکو ہلاک کر دیتا ہے اور ڈبو دیتا ہے اور کشتی کے نیچے رہے تو اسکی حمایت کرتا ہے یعنے اسکو پار کر دیتا ہے۔ اسیطرح مال اور حب دنیا ہے اگر داخل قلب ہے تو ہلاک کر دیگا۔ اور اگر خارج قلب رہا اور صرف دینی۔ اور ضروری کامون کے لیے جمع کیا گیا۔ تو نجات دلوائیگا

چونکہ مال و ملک را از دل براند	**زان سلیمان خویش جز مسکین نخواند**
ترجمہ: تھے سلیمان بادشاہ ملک گو	کہتے تھے مسکین اپنے آپ کو

شرح۔ حضرت سلیمان باوجود سلطنت دین و دنیا و حکومت دیو و پری و مملکت باد وغیرہ چونکہ حب دنیا ترک کئے تھے اسلیئے اپنے آپ کو مسکین کہا کرتے تھے اور کہانا مسکینون کے ساتھ کہاتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے المسکین یاکل مع المسکین مسکین اسکو کہتے ہین جسکے پاس ایک وقت کا کہانا بہی نہو۔

	کوزہ سر بستہ اندر آب زفت	از دل پر باد فوق آب رفت
ترجمہ	ڈالیئے کوزہ اگر منہ باندکر	چونکہ خالی ہو رہے گا آب پر

شرح۔ آب زفت۔ آب عریض و عظیم و عمیق۔ اس شعر مین اس شخص کی حالت جسکا دل حب دنیا سے خالی ہو ایک مثال مین بیان ہوی ہے یعنے جسطرح ایک خالی آبخورے کا منہ باندکر گہرے پانیمین ڈالدینے سے وہ آبخورہ پانی کو اپنے اندر جگہ نہین دیتا اور ڈوبنے سے محفوظ رہتا ہے اور اس سبب سے کہ خالی ہے اور اندر ہوا ہی ہوا بہری ہوی ہے پانی پر تیرتا رہی رہتا ہے اور ہرگز نہین ڈوبتا۔ اسیطرح اس شخص کا حال ہے جسکا دل حب دنیا سے خالی اور ہوائے محبت الہی سے بہرا ہوا ہو۔ وہ بہی بحر دنیا مین ہرگز غرق نہوگا۔ کیونکہ اسکا منہ لذائذ دنیا سے بندہا ہوا ہے۔ اور دل محبت ماسوے اللہ سے خالی ہے۔

	باد درویشی چو در باطن بود	بر سر آب جہان ساکن بود
ترجمہ	جسکے دلمین ہے فقیری کی ہوا	بالیقین پانی پہ وہ ٹھیرا رہا

شرح۔ یعنے اگر درویشی اور فقر کی ہوا باطن مین ہوگی اور دل محبت ماسوے اللہ سے خالی ہوگا (جیسا کہ وہ آبخورہ خالی تہا) تو ایسا شخص بحر دنیا پر ساکن رہیگا۔ اور اسمین غرق نہوگا جسطرح تبرک پانی پر ٹہرجاتا

	آب نتواند مر اورا غوطہ داد	کش دل از نفخہ الہی گشت شاد
ترجمہ	اسکو پانی غوطے دے سکتا ہے کب	جسکے دلمین ہو ہوائے عشق رب

شرح۔ یعنے جسکا دل ہوائے محبت الہی سے خوش ہے وہ اس پانیمین غوطے نہین کہاتا۔ بلکہ تیرتا رہتا ہے

	گرچہ اینجملہ جہان ملک وے است	ملک در چشم و دل او لاشے است
ترجمہ	گرچہ یہ سارا جہان ملک اسکی ہے	وہ سمجھتا ہے یہ اسکو ہیچ شے

شرح۔ مصرع اول مین ضمیر وے کی بسوے ذات حق اور ضمیر او بسوے تارک دنیا راجع ہے یہ بہی ممکن ہے کہ دونو ضمیرین تارک دنیا کی طرف ہون یعنے اگرچہ درویش سارے جہان پر متصرف ہوتا ہے مگر پہر بہی یہ سب اسکے نزدیک لاشے ہے۔

	پس دہان و دل ببند و مہر کن	پر کنش از باد مہر من لدن
ترجمہ	بس دہان و دل پہ اپنے مہر کر	اور ہوا بادِ حق دونون بہر

شرح یعنے ایمخاطب دہن کو لذائذ دنیا سے اور دلکو محبت ماسوے سے روک کر ہوائے محبت اسرار الہی

سے پُر کرے۔ تاکہ تو بحر دنیا مین غرق نہو۔ من لدن سے مراد وہ ذات پاک ہے جسکی جانب سے اسرار ملہم ہوتے ہین بعض نسخون مین پرکنش از بادِ کبر من لدن ہے۔ یعنے چشم و دلکو ہوائے کبریائی حق سے پُر کر۔ کیونکہ اس حالت مین اُسکی کبریائی کے آگے تیرے دلمین دنیا کی عظمت بالکل نہ رہیگی جو مقصود اولیاء اللہ ہے۔ اور بعض نسخون مین پرکنش لذ باد گیر من لدن ہے۔ باد گیر اُس روزن کو کہتے ہین جو ہوا کے لیئے مکانون مین رکھے جاتے ہین یعنے دل اور آنکھہ مین ایسے روزن پیدا کرے جن سے اسرارِ معرفت ہوا کی طرح پہنچتے رہین۔

جہد حق ست و دوا حق ست و درد ۔ منکر اندر نفی جہدش جہد کرد

ترجمہ: راست ہے کوشش دواؤ درد حق ۔ منکر کوشش کو ناحق ہے قلق

شرح۔ اس شعر مین سوفسطائیہ کا رد ہے جو حقائق اشیاء کو غیر ثابت کہتے ہین۔ یعنے جہد اور کسب حق ہے اور علےٰ ہذا القیاس درد اور دوا بھی جہان مین موجود ہے۔ اور منکر نے جو جہد اور سعی شیر کی نفی مین کوشش کی ہے یہ بیفائدہ ہے ضمیر شین شیر کی طرف راجع ہے یا جاہد یعنے جہد کرنیوالے کی طرف جو جہد سے سمجھ مین آتا ہے سوفسطائی اشیاء کا انکار کرتے ہین۔ مگر یہ نہین جانتے کہ یہ انکار ہی فی الحقیقت اثبات ہے اسلیئے متکلمین نے کہا ہے کہ الاشیاء ثابتۃ اذ فی نفیہا اثباتٌ یعنے اشیاء کا ہونا ثابت ہے۔ کیونکہ اگر اُنکی نفی کیجائے تو یہ نفی بھی تو کوئی چیز ہی ہو گی۔ پس تو جب نفی کا ثبوت ہو گیا تو شئے کے ثبوت مین کیا عذر رہا۔ یہ ذرا باریک بات ہے غور سے ملاحظہ ہو

کسب کن جہدے نمائے و سعی کن ۔ تا بدانی سرّ علم من لدن

ترجمہ: کسب کر محنت اُٹھالے مردِ دین ۔ تا کھلین اسرار ربّ العالمین

گرچہ این جملہ جہان پر جہد شد ۔ جہد کے در کام جاہل شہد شد

ترجمہ: گرچہ یہ سارا جہان پُر جہد ہے ۔ جہد جاہل کے لیئے کب شہد ہے

شرح یعنے منکر۔ سوفسطائی۔ اور جاہل و کاہل کو جہد اور ریاضت خوشگوار نہین معلوم ہوتی۔ جہد سے دینی کوشش مراد ہے۔ جو خدا کے رستے مین کیجائے البتہ اپنی یا اپنے اہل و عیال کی پرورش کے لیے طلب رزق حلال مین سعی کرنی دینی کوشش ہے

زین نمط بسیار برہان گفت شیر ۔ کز جواب آن جبریان گشتند سیر

ترجمہ: شیر سے سنکر جواب با صواب ۔ رہ گئے وہ جانور سب لا جواب

شرح یعنے شیر نے نخچیرون کے روبرو فضیلت جہد کے لیئے ایسے دلائل بیان کیے کہ وہ سب جواب سے عاجز رہگئے اور شیر کے مقولہ کو مان لیا۔ جانورون کو جبری اسلیئے کہا گیا کہ وہ سعی اور کوشش کو برا جانتے تہے۔

مقرر شدن ترجیح جہد بر توکل

ترجمہ: کسب و جہد کی ترجیح کا توکل پر اچھی طرح ثابت ہو جانا

	روبہ وخرگوش وآہو وشغال	جبر رابگذاشتند وقیل وقال
ترجمہ	لومڑی خرگوش۔ گیدڑ اور ہرن	شیر کے آگے ہوئے سب بے سخن
	عہد ہا کردند باشیر ژیان	کاندرین بیعت نیفتد در زیان
ترجمہ	اور یہ بولے کہ اے شیر ژیان	ہے ہمارا عہد بالکل بے زیان
	قسم ہر روزش بیاید بے ضرر	حاجتش نبود تقاضائے دگر
ترجمہ	روز۔ روز سینہ ملے گا بالیقین	اسمین کچھ حاجت تقاضے کی نہین

شرح۔ یعنے تمام جانورون نے قیل وقال اور بحث وسوال کو ترک کرکے جہد کی ترجیح کو توکل پر تسلیم کرلیا شیر کے ساتھ ہر روز اُسکے پیٹ کے لایق کہانا پہنچانیکا عہد کیا۔ اور یہ کہا کہ آپ کی غذا بی ضرر اور بلا تقاضا آپکے پاس ہر روز پہنچ جایا کریگی آپ ہمارا خون کرنا چھوڑ دین گویا جانور شیر سے دبگئے اور ہار کر صلح کرلی بیعت سے مراد اقرار ہے ژیان بمعنے خشمناک اور قسم بمعنے حصہ ہے بعض نسخون مین بے ضرر کیجگہہ بے جگر ہے بمعنے بلا مشقت

	عہد چون بستند ورفتند آن زمان	سوے مرعی ایمن از شیر ژیان
ترجمہ	عہد یہ کرکے گئے سب جانور	شیر سے بےخوف ہو کر اپنے گہر
	جمع بنشستند یکجا آن وحوش	اوفتادہ درمیان جملہ جوش
ترجمہ	اور بیٹھے جمع ہو کر ایک جا	لیکن اُنمین اِسلئے اک جوش تہا

شرح۔ جانورون مین جوش وخروش واقع ہونیکی یہ وجہ تہی۔ کہ اُنہون نے شیر سے اسبات پر صلح کی تہی کہ ہم مین سے ایک جانور روز تیرے غذا بننے کے لیے حاضر ہوا کریگا۔ مگر حاضر ہوتے وقت ہر ایک کو اپنی جان عزیز ہوئی اور اپنے آپ کو بچاکر ہر جانور دوسرے کو شیر کیخدمت مین جانیکے لیئے مجبور کرنے لگا۔ وُہ کہتا تہا تو جا یہ کہتا تہا تو جا۔

	ہر کسے تدبیر ورائے مینہدے	ہر کسے درخون ہر یک مبتدے
ترجمہ	ہر کسیکی اک نئی تقریر تہی	دوسرے کے خون کی تدبیر تہی

شرح یعنے ہر جانور اپنی تدبیر الگ اور اپنی رائے جُدا ظاہر کرتا تہا۔ مثلاً ہرن کہتا تہا کہ آج خرگوش کو جانا چاہیئے اور خرگوش کہتا تہا گیدڑ کو اور گیدڑ ہرن کو۔ درخون کسے شدن درقصد ہلاک اوبودن

	عاقبت شد اتفاق جملہ شان	تا بیاید قرعہ اندر میان
ترجمہ	متفق آخر ہوئے انجام کا	قرعہ سے لازم ہے اب اتمام کار

شرح قرعہ وُہ چیز جس سے فال لیتے ہین۔ یعنے انجام کار فیصلہ اسپر ہوا کہ قرعہ مین جسکا نام نکلے آج وہی جانور شیر کی غذا بننے کے لیئے جائے۔ جھگڑے اور نزاع کے وقت قرعہ ڈالنا اور اُسکے مطابق عمل کرنا جائز ہے۔

قرعہ بر ہر کو زند او طعمہ است | بے سخن شیر ژیان را لقمہ است

ترجمہ: قرعہ اندازی میں نکلے جسکا نام | شیر کا لقمہ بنے وہ لا کلام

ہمسرین کردند انجملہ قرار | قرعہ آمد سر بسر را اختیار

ترجمہ: سب نے اسپر کرلیا عہد و قرار | اور ٹھیرا قرعہ پر انجام کار

قرعہ بر ہر کو فتادے روز روز | سوے آن شیر او دویدی ہمچو یوز

ترجمہ: قرعہ پڑجاتا تہا جسکے نام پر | تہا وہی بہر غذاے شیر نر

شرح۔ روز روز۔ یعنے روزانہ۔ اور یوز بمعنے چیتا ہے جانور کو صرف دوڑنے مین چیتے سے تشبیہ دی ہے کیونکہ چیتے کی دوڑ مشہور ہے۔ یہ مطلب نہین کہ جانور ایسے دوڑتے تہے جیسا چیتا شیر کی طرف دوڑتا ہے۔ پہلے شعر مین لفظ زند بمعنے فتد ہے یعنے جسکے نام کا قرعہ پڑتا تہا وہی شیر کی غذا اور اُسکا روزینہ بنجاتا تہا۔

جواب گفتن خرگوش مر آن نخچیران را

ترجمہ: خرگوش کا اُن تمام نخچیرون کو جواب دینا

چون بخرگوش آمد این ساغر بدور | بانگ زد خرگوش کاخر چند جور

ترجمہ: جب بڑھا خرگوش کی جانب یہ دور | یون کہا کبتک رہے گا ہمپہ جور

شرح۔ یعنے جب خرگوش کی نوبت آئی تو اُسنے اور جانورون سے چلا کر کہا کہ یہ ظلم اور زبردستی جو شیر کی ہمپر ہے کبتک رہے گی اسکے دفعیہ کی کوئی ایسی تدبیر ضرور چاہیئے جس سے شیر ہلاک ہوجائے۔

قوم گفتندش کہ چندین گاہ ما | جان فدا کردیم در عہد و وفا

ترجمہ: بولے سب نخچیر با صد جدّ و جہد | ہم وفا کرتے رہے ہین اپنا عہد

شرح۔ عہد و وفا باضافت مقلوب بمعنے وفاے عہد جو شیر سے کیا تہا۔ اور چندین گاہ بمعنے عرصہ دراز ہے۔

تو مجو بدنامی ما اے عنود | تا نرنجد شیر رو رو زود زود

ترجمہ: ہمکو بدنامی نہ دے اے بہیا | شیر رنجیدہ نہو جلدی سے جا

شرح۔ عنود بمعنے سرکش۔ یعنے اے سرکش خرگوش جلد جا تاکہ شیر ناراض نہوجائے وعدہ خلافی اچھی نہین ہوتی ہم عرصہ سے حسب وعدہ شیر کے لیئے جان فدا کررہے ہین تو بہانے کیون ڈہونڈتا ہے معنوی طور پر خرگوش سے مراد عقل معاد ہے۔ جب اِسنے دیکہا کہ مجکو شیر نفس امّارہ شکار کیا چاہتا ہے تو اپنے ہمجنس اور اتباع یعنے قواے روحانی اور حواس ظاہر و باطن کے مجمع مین چلائی اور نفس امّارہ کے مکر اور وسوسون سے نجات پانے کی تدبیر کی۔ مگر پہلے شعر سے معلوم ہوچکا ہے کہ خرگوش کے اتباع یعنے قواے روحانی کو نفس امّارہ نے مغلوب کر رکہا ہے اور یہ سب اُس سے دبے ہوئے ہین

عقل معاد جبتک اُنکی مخالفت نکریگی اُسکو ہلاک نہ کریگی۔ چنانچہ انجام کار۔ خرگوش (عقل معاد) نے شیر نفس کو ہلاک کرہی دیا

انکار کردن نخچیران وجواب خرگوش ایشان را

ترجمہ — نخچیرونکا انکار کرنا اور خرگوش کا اُنکو جواب دینا

گفت اے یاران مرا مہلت دہید (حیلہ)　　**تا بکرم از بلا بیرون جہید**

ترجمہ — بولا پہر خرگوش مہلت دو مجھے　　شیر سے تا جان تم سبکی بچے

شرح۔ بعض نسخون مین از بلا این شود ہے اور مطلب دونونکا ایک ہے مگر نسخہ متن مین قافیہ کی ترصیع نہایت خوب ہے

تا امان یابد بکرم جان تان　　**ماند این میراث فرزندان تان**

ترجمہ — کیا تعجب تمکو ملجائے امان　　اور بچے آگے کو سب بچون کی جان

شرح۔ تان بمعنے شما یعنے مین ایک حیلہ کرتا ہون جس سے تمہاری جانین ہلاکت سے بچینگی۔ اور یہ مکر تمہاری اولادمین بطور میراث باقی رہیگا۔ یعنے آیندہ کے لیئے اسکا نتیجہ اچہا ہوگا۔ تمہاری اولاد اپنے زمانہ کے شیرونکو مار ڈالاکریگی اسصورت مین ماند بصیغہ مضارع ہے۔ نیز ممکن ہے کہ ماند بصیغہ ماضی ہو۔ اسصورت مین یہ معنے ہونگے کہ مجکو حیلہ کردو تاکہ تمہاری جانین امان پائین۔ ورنہ یہ سمجہ لو کہ شیر کا یہ فعل ہمیشہ کے لیے بطور میراث تمہاری اولاد مین رہا وہ جسطرح تمہین گہر بیٹہے اپنی غذا بناتا ہے۔ اُنکو بہی اسیطرح کہا جائیگا۔ تپچھلے معنے پہلے سے اچہے ہین۔

ہر پیمبر اُمتان را در جہان　　**ہمچنین تا مخلصے میخواندشان**

ترجمہ — پس اسی صورت سے اُمت کو نبی　　کہینچتے رہتے تہے سوئے مخلصی

شرح یہ مولانا کا مقولہ بطور وعظ ہے۔ یعنے جسطرح اس خرگوش نے اپنے ہمجنسونکو نجات کی طرف بلایا اسیطرح ہر پیغمبر اپنے اُمت کو نجات کی طرف بلاتا تہا۔ مخلصی یا تو صیغہ ظرف ہے یعنے جائے خلاص یا مصدر میمی بمعنے نجات۔

کز فلک راہ برون شو دیدہ بود　　**در نظر چون مردمک پیچیدہ بود**

ترجمہ — تہین اُنہین معلوم راہین سر بسر　　اور بشکل مردمک تہے مستتر

شرح۔ یہ شعر ایک سوال کا جواب ہے مثلاً کوئی شخص یون کہتا تہا کہ انبیاء جس راستہ کیطرف بلاتے تہے انہین کسطرح معلوم ہوگیا تہا کہ نجات کا طریقہ یہی ہے۔ مولانا جواب دیتے ہین کہ ہر نبی نے تائید آسمانی سے مہلکات سے باہر نکلنے کا راستہ دیکہہ لیا تہا۔ اور اسیطرف اُمت کو بلاتے تہے۔ یعنے اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اُنکو معلوم کرا دیا تہا کہ دوزخ سے بچنے کا راستہ نفس کشی اور ریاضت اور مجاہدۂ فی سبیل اللہ اور اعمال حسنہ ہین برون شو بمعنے برون شدن ہے یا راہ برون شو اسم فاعل ترکیبی ہے۔ یعنے باہر جانے والا راستہ۔ یہ معنے اُس صورت مین ہین کہ فلک کا مضاف یعنے لفظ تائید محذوف مانا جائے۔ اور اگر مضاف محذوف نمانا جائے تو گویا یہ مصرع یون ہے کہ ہر نبے راہ برون

شدن از فلک دیدہ بود - یعنے ہر نبی نے آسمان سے باہر نکلنے کا رستہ دیکھہ لیا تہا۔ انبیاء گویا فلک کو چیر کر اس سے پرے نکلگئے تہے۔ یعنے اُنہون نے عذاب و ثواب اور جنت و دوزخ کی کیفیت جو چھپی ہوی ہے اپنی آنکھون سے ملاحظہ کی تہی۔ دوسرے مصرع کا حاصل اور صاف مطلب یہہ ہے کہ انبیاء گو آدمیون کی نظر مین آنکھہ پتلی کی طرح لپٹے ہوے یعنے ضعیف اور فقیر و کہائی دیتے تہے لیکن اُنکا باطنی نور فلک کو چیر کر باہر نکل گیا تہا۔

	مردمش چون مردمک دیدند خُرد	وز بزرگی مردمک کس رہ نبُرد
ترجمہ	آدمی سمجھے تہے اُنکو مردمک	ہے بڑی شے مردمک بے شبہ و شک

شرح - پہلے شعر کی توضیح ہے - یعنے آدمیون نے انبیا کو پتلی کی طرح چہوٹی شے اور حقیر چیز جانا۔ مگر یہ خیال نہ کیا کہ پتلی کا نور کہانتک پہنچتا ہے۔ خاصکر انبیا کی مردمک کا نور جو مشاہدۂ ذات حق کا متحمل ہے۔

	اعتراض کردن نخچیران بر خرگوش وجواب خرگوش ایشان را
ترجمہ	نخچیر ونکا خرگوش پر اعتراض کرنا اور خرگوش کا اُنہین جواب دینا

	قوم گفتندش کہ اے خرگوش دم	خویش را اندازۂ خرگوش دار
ترجمہ	جانور بولے کہ اے خر ہے سُن	ہے تری طاقت سے باہر یہ سخن

شرح - یعنے جانورون نے کہا کہ اے بیوقوف گدہے سُن۔ اپنے نفس کو اپنے اندازہ پر رکھہ اور اپنی حد سے متجاوز نہو پہلے مصرع مین خر الگ ہے۔ اور گوش الگ اور دوسرے مین خرگوش ایک لفظ ہے

	ہین چہ لافست این کہ از تو مہتران	در نیاوردند اندر خاطر آن
ترجمہ	تو تو کیا سب تجھسے بڑے اے بدسگال	دلمین لاسکتے نہین ایسا خیال

شرح - مہتران فاعل درنیاوردند ہے اور ضمیر آن لسوی مگر خرگوش راجع ہے یعنے خبردار یہ کیا بیہودہ دعوے ہے جو تو نے کیا۔ کیونکہ وہ جانور جو تجھسے قوی اور جسم مین بڑے اور رائے مین کامل ہین تیرے اس دعوے کو خاطر مین نہین لاتے۔ اپنے مرتبے سے بڑہکر کچھ کہنا اسراف اور جہوٹی شیخی ہے۔

	مُعجبی یا خود قضا ما در پےست	ورنہ این دم لایق چون تو کےست
ترجمہ	اِس تکبر سے نہ آجائے اجل	یہ ترے لایق نہین اے پرخلل

شرح مُعجب صاحب عجب و تکبر۔ دم بمعنے کلام و دعوے یعنے اے خرگوش تجھہ جیسے ضعیف سے شیر کا مقابلہ کیونکر ہوسکیگا۔ یا تو از راہ تکبر تو نے ایسا کہاہے۔ یا شیر کے ہاتون سے تو ہمارا خون کرانا چاہتا ہے۔

	گفت اے یاران حقم الہام داد	مر ضعیفے را قوی رائے فتاد
ترجمہ	وہ لگا کہنے کہ یہ الہام ہےتا	ناتوان پر حق کا اک انعام ہے

یعنے مجھے شیر کے مقابلہ مین الہام الہام ہوا ہے جسطرح پشہ کو نمرود کے مقابلہ مین ہوا تھا۔ اور اسکو ہلاک کر دیا تھا۔

آنچہ حق آموخت مر زنبور را ۔۔۔ آن نباشد شیر را و گور را

ترجمہ: حق سے جو زنبور کو معلوم ہے ۔۔۔ اُس سے شیر و گور خر محروم ہے

شرح۔ زنبور۔ مگس شہد۔ دگور بمعنے گور خر اس شعر مین خرگوش ضعیف چیز کو قوی رائے کے ملہم ہونے کی تمثیل بیان کرتا ہے

خانہا سازد پُراز حلوائے تر ۔۔۔ حق برو آن علم را بکشاد در

ترجمہ: گھر بناتی ہے پُر از حلوائے تر ۔۔۔ کھلگیا ہے اُسپہ علم حق کا در

آنچہ حق آموخت کرم پیلہ را ۔۔۔ ہیچ پیلے داند آنگون حیلہ را

ترجمہ: کرم پیلہ کو سکھایا حق نے جو ۔۔۔ جانتا ہے پیل کب اُس کام کو

شرح۔ حلوائے تر بمعنے شہد اور دروازہ علم سے اس آیت کی طرف اشارہ ہے اوحی ربک الی النحل یعنے وحی کی تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف کرم پیلہ دود القز۔ یعنے ریشم کا کیڑا حیلہ بمعنے کار و ہنر ہے یعنے بعض چھوٹے چھوٹے جانور کیسا بڑا کام کرتے ہین

آدمِ خاکی ز حق آموخت علم ۔۔۔ تا بہفتم آسمان افروخت علم

ترجمہ: آدم خاکی نے سیکھا علم حق ۔۔۔ جس سے روشن ہوگئے چودہ طبق

شرح آدم خاکی سے حضرت آدم مراد ہین۔ جنکی شان مین وعلم آدم الاسماء کلہا وارد ہے اور اسماء سے یا تو اسماء حسنے مراد ہین۔ جو تمام موجودات کا مظہر ہین یا اسماء جمیع مخلوقات از زمین تا آسمان ہفتم مراد ہین۔ نیز آدم خاکی سے پیغمبر آخرالزمان بھی مراد ہو سکتے ہین جنکا علم الیقین شب معراج مین زمین سے لیکر آسمان ہفتم اور لوح و قلم اور عرش و کرسی تک عین الیقین ہوگیا ہے۔ اور جنکے علم لدنی کی روشنی سے قیامت تک تمام عالم منور رہے گا۔

نام و ناموس ملک را در شکست ۔۔۔ کوری آنکس کہ باحق در شکست

ترجمہ: رہگئے سارے فرشتے جس سے دنگ ۔۔۔ کور تھا کرتا رہا جو حق سے جنگ

شرح۔ یعنے علم حضرت آدم کے سبب عزت اور آبروے ملائکہ مین کسر واقع ہوئی اور حضرت آدم کا علم اُنپر فوق ہوا ملائکہ نے سبحنک لاعلم لنا کہا لیکن کوری اُس شخص کے لیے ہے جسنے اللہ تعالےٰ کے ساتھ جنگ کی کوری آنکس مین اضافت لامی ہے۔ اور آنکس سے مراد شیطان ہے جسنے نافرمانی حق کر کے حضرت آدم کو سجدہ نہ کیا۔ پہلے مصرع مین درشکست بمعنے کسر داد ہے اور دوسرے مین بمعنے جنگ کرد ہے۔ اس تاویل سے قافیہ درست ہوگیا۔ باکسے درشکستن بمعنے جنگ کردن ہے نکتہ جب آدم کو سجدہ نہ کرنے سے شیطان ملعون ہوگیا تو خدا کو سجدہ نکرنیوالیکا کیا انجام ہوگا

زاہدے شش صد ہزاران سالہ را ۔۔۔ پوز بندے ساخت آن گوسالہ را

ترجمہ: اک کہن زاہد کہ تھا جو خود پسند ۔۔۔ کر دیا منہ پہ ایسے گوسالے کا بند

تا نتاند شیر علم دین کشید	تا نگردد گرد آن قصر مشید
ترجمہ: تا رہے محروم شیر علم دین	تا نہ دیکھے قصر رب العالمین

شرح - پوزبند - یعنے دہان بند کہ گائے بھینس بکری وغیرہ کے بچے کے مُنہ پر اسلیئے باندہ دیتے ہین کہ ماں کا دودہ نہ پی سکے - شعر کے دوسرے مصرع مین وضع مظہر بجائے مضمر ہے گویا اصل مین یہ مصرع یون تہا کہ پوزبندی ساخت آنرا لفظ گوسالہ قائم مقام ضمیر آن ہے - اوراس وضع مظہر موضع مضمر سے یہ فائدہ ہوا کہ زاہد ششصد ہزاران سالہ کی (جس سے مراد ابلیس ہے) ایک یہ صفت بہی معلوم ہوگئی کہ وہ گوسالہ کی طرح بیوقوف و بےعقل تہا - ورنہ حکم خداوندی کو نہ ٹالتا - پوزبندی کی یائے تحتانی یائے وحدت بہی ہو سکتی ہے اور یائے مصدری بہی - خلاصہ اشعار یہ ہوا کہ زاہد ششصد لاکہہ سالہ کے لیئے جو مانند گوسالہ ہے اللہ تعالے نے پوزبند بنایا یا اُسکے لیئے - پوزبندی کی اور یہ اسلیئے ہوا کہ ابلیس شیر علم دین نہ پیئے - اور اُس سے بہرہ ور نہو - کیونکہ یہ گوسالہ اس شیر کے چوسنے کے استعداد ازلی نہ رکہتا تہا - اور قصر مشید - یعنے قصر مضبوط مشید بفتح میم و کسر شین گچ کردہ شدہ اِس سے مراد حضرت آدم ہین کیونکہ وہ قصر ایسے ہین جسمین ذات حق مع جمیع اسمائ و صفات ظاہر ہوی ہے مگر ابلیس نے اپنی بےعقلی اور عدم استعداد ازلی کے سبب اُس مظہر اسماء و صفات کو مٹی کیان گیا - اور اپنے نفس کو افضل سمجہا - اس سے معلوم ہوا کہ عابد کو اپنی عبادت پر اعتماد نکرنا چاہیئے بلکہ فضل الٰہی پر تکیہ رکہے اور قصۂ ابلیس سے عبرت حاصل کرے کیونکہ استعداد ازلی کا حال کسیکو معلوم نہین - بعض شارحون نے زاہد ششصد ہزاران سالہ را کے بعد لفظ بند ساخت محذوف مانا ہے اور دونو شعرون مین لف و نشر غیر مرتب قرار دیا ہے - دوسرے شعر کا دوسرا مصرع پہلے شعر کے پہلے مصرع سے متعلق ہے اور پہلا مصرع پہلے شعر کے دوسرے مصرع سے -

علمہائے اہل حس شد پوزبند	تا نگیرد شیر ازان علم بلند
ترجمہ: سب علوم ظاہری ہین پوزبند	اور تشکل شیر ہے علم بلند

شرح - اہل حس - اہل ظاہر - یعنے علمہائے گرفتاران حواس و علوم فکر یہ غیر ماخوذ از وحی الٰہی پوزبند کے مانند ہین اس علم سے علم معنوی اور علم انبیا و اولیا اور علم دینی کی لذت حاصل نہین ہوتی -

قطرۂ دل را یکے گوہر فتاد	کان بگردونہا و دریاہا نداد
ترجمہ: دلمین اک گوہر ہے ایسا بےبہا	جو نہ گردون کو نہ دریا کو ملا

شرح - یعنے اللہ تعالے کے حکم سے قطرۂ دل کو ایک ایسا جوہر ملا ہے جو اُسنے آسمانون کو دیا ہے نہ دریاؤنکو اِس گوہر سے گوہر جامعیت اسماء و صفات مراد ہے جو سوائے قلب انسان کامل کے اور کہین نہین پایا جاتا - اور اس گوہر تابان کا مقابلہ آسمان کے تارے کرسکتے ہین - نہ دریا کے موتی قطرۂ دل سے یا خود دل مراد ہے جو بصورت

قطرہ ہے یا سویدائے قلب مراد ہے جو ہر شے کے دل کے ساتھ رہتا ہے۔

چند صورت آخر اے صورت پرست ۔ جان بے معنی ست از صورت برست

ترجمہ: عشق صورت چھوڑ دے صورت پرست ۔ جان بمعنے ہے سلے شہوت پرست

شرح۔ چند صورت بحذف مضاف یعنے عشق صورت اور معنے سے معرفت حقیقت الٰہیہ مراد ہے جو انسان مین ظاہر ہے یعنے اگر تو معنے کا طلبگار ہے تو صورت کیطرف نہ دیکھ۔ کیونکہ صورت جان بمعنے کیطرح بیکار چیز ہے۔

گر بصورت آدمی انسان بدے ۔ احمد و بوجہل خود یکسان بدے

ترجمہ: ہر بشر ہر آدمی انسان نہین ۔ احمد و بوجہل خود یکسان نہین

احمد و بوجہل در بتخانہ رفت ۔ زین شدن تا آن شدن فرقیست زفت

ترجمہ: جائین گر بالفرض یہ بتخانے مین ۔ فرق ہے دونونکے آنے جانے مین

این در آید سر نہد آنرا بتان ۔ وان در آید سر نہد چون امتان

ترجمہ: اُنکے آگے ہوگئے بُت سرنگون ۔ یہ بتون کے سامنے تہا خود زبون

شرح۔ فرق زفت فرق عمیق و عظیم اور بتخانہ سے مراد عالم دنیا ہے۔ رسول اللہ کے تشریف لانے سے بطور معجزہ تمام بت سرنگون ہوگئے تہے۔ اور بوجہل خود بتون کے سامنے سر جہکاتا تہا۔ اِس سے ظاہر ہے کہ احمد اور بوجہل

مین بہت بڑا فرق تہا۔ گو صورت انسانی مین دونو یکسان تہے

نقش بر دیوار مثل آدم است ۔ بنگر از صورت چہ چیز او کم است

ترجمہ: آدمی کا نقش بہی ہے آدمی ۔ شکل و صورت مین نہین ہے کچہ کمی

جان کم ست آن صورت بتاب را ۔ رو بجو آن گوہر نایاب را

ترجمہ: جان کم ہے دیکھ لے بتیاب کو ۔ ڈہونڈ لے اُس گوہر نایاب کو

شرح۔ بتیاب بمعنے بیقرار اور زائل ہونے والی۔ کیونکہ معنے کے مقابلہ مین صورت کو قرار نہین ہوتا بعض نسخون مین صورت باتاب بہی ہے اِس سے مراد صورت ظاہرہ اور مزین برنگ والوان ہے۔ خلاصہ یہ کہ آدمی فقط صورت سے انسان نہین بنتا۔ بلکہ اُسکی مثال ایسی ہے جیسے دیوار پر تصویر کا نقش اسلیئے صورت مین ایسے گوہر یعنے ایسی جانکو ڈہونڈنا چاہیئے جو جامع حقیقت الٰہیہ ہو۔

شد سر شیران عالم جملہ پست ۔ چون سگ اصحاب را دادند دست

ترجمہ: ہوگیا شیر و نکا رتبہ اُس سے زیر ۔ بنگیا جسدم سگ اصحاب شیر

شرح۔ یعنے جبکہ اللہ تعالےٰ نے سگ اصحاب کہف کو قدرت معرفت اور قبولیت عنایت فرمائی تو شیرونکا مرتبہ اُس سے پست ہوگیا

	چہ زیانستش ازان نقش نفور	چونکہ جانش غرق شد در بحر نور
ترجمہ	کیا ہوا ر کہتا ہے گر شکل نفور	کیونکہ اسکی جان ہے غرق بحر نور

شرح یعنے سگ اصحاب کہف کو اسکی بُری صورت سے کیا نقصان ہے جبکہ اسکی روح بحر نور مین غرق ہوگئی - خلاصہ یہ کہ صورت کا اعتبار نہین ہے بہت سے کالے کلوٹے پھٹے پرانے کپڑون والے امر لسے پانچسو برس پہلے داخل بہشت برین ہونگے -

	وصف صورت نیست اندر خامہا	عالم و عادل بود در نامہ ہا
ترجمہ	وصف صورت کب ہے خامے مین فقط	عالم و عادل ہے نامے مین فقط

شرح - یعنے اہل کمال کی تحریرات قلم مین وصف صورت ظاہری نہین ہوتا اہل کمال اور معنے پسند کیسیکی تعریف لکھے گا تو یون لکھیگا کہ فلان شخص عالم یا عادل وغیرہ ہے یہ نہین کہ وہ کالا یا گورا یا ٹھنگنا یا لمبا ہے - عارفون کے نزدیک کمالات معنوی وصف ہین لکھے جاتے ہین - صورت جمیلہ یا قبیحہ کا ذکر نہین ہوتا اور نہ اہل کمال اسکا اعتبار کرتے ہین البتہ اہل صورت کا مذہب صورت کو دیکھنا ہے - جو ہرگز قابل اعتبار نہین صورت اور صورت پرستی دونو چیزین فانی اور زائل ہونے والی ہین -

	عالم و عادل ہمہ معنیست بس	کش نیابی در مکان و پیش و پس
ترجمہ	وصف معنے عالم و عادل ہے بس	جو نہین رکھتا مکان و پیش و پس

شرح - یعنے اوصاف کمالیہ تمام کے تمام معنوی ہین کسی مکان اور جہات مین نہین پائے جاتے کیونکہ یہ جسمی اوصاف نہین ہین جو جہات ستہ مین سے کسی جہت کے مقید ہون - بلکہ اوصاف معنویہ نہ خارج بدن ہین نہ داخل بدن نہ اس سے متصل منفصل -

	میرسد بر تن ز سوئے لامکان	مے نگنجد در فلک خورشید جان
ترجمہ	ہے یہ فیض لامکانی بے گمان	کیا سمائے چرخ مین خورشید جان

شرح - یعنے اوصاف معنویہ باتباع روح عالم غیب سے بدن پر منعکس ہوتی ہین (میرسد بمعنے حاصل و منعکس مے شود) اور بدن مین تصرف کرتے ہین اگر روح علیین مین ہے تو اوصاف معنوی نیک ہونگے اور بدن سے بھی افعال نیک صادر ہونگے اور اگر سجین مین ہے تو اوصاف معنوی بد ہونگے اور بدن سے افعال بد صادر ہونگے - دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ خورشید روح جو باعتبار استعداد معرفت الٰہی خورشید آسمان سے زیادہ منور ہے اس فلک دنیا مین نہین سما سکتا - کیونکہ یہ فلک دنیا خود اس خورشید مین سمایا ہوا ہے اسلیئے کہ خورشید روح جب معرفت الٰہی کے استعداد رکھتا ہے تو معرفت آسمان دنیا اسکی استعداد کے ایک گوشہ مین پڑی ہوی ہے - بس تو خورشید روح آسمان دنیا کا مظروف نہین ہے بلکہ ظرف ہے -

	این سخن پایان ندارد ہوش دار	گوش سوئے قصۂ خرگوش دار
ترجمہ	انتہا رکھتا نہین ہے یہ سخن	کان لا اور قصۂ خرگوش سن

شرح - انتقال بسوئے قصۂ خرگوش بعض نسخون مین بجائے گوش دار ہوش دار ہے اور مطلب دونو کا ایک ہے -

	گوش خر بفروش و دیگر گوش خر	کین سخن را در نیابد گوش خر
ترجمہ	بیچدے یہ گوش لے گوش دِگر	بات سُن سکتا نہین ہے گوش خر

شرح۔ گوش خر سے ظاہری کان (جو اسرار معرفت کو سمع قبول کے ساتہ نہ سُنے) اور دیگر گوش سے باطنی گوش مراد ہین مطلب یہ ہے کہ ہمارا سخن بیوقوف کی سمجہ مین نہ آئیگا اسکو صرف قصہ کہانی سمجھیگا حالانکہ ہماری مراد ظاہری قصہ سے یہ ہے کہ طالب معنی کو حصۂ معنوی نصیب ہو۔ قصونکی ظاہری صورت مثال کے طور پر فقط سمجہانے کے لئے ہے

ذکر دانش خرگوش و بیان فضیلت و منافع دانش

ترجمہ خرگوش کی دانائی کا ذکر اور دانشمندی کی فضیلت اور فائدون کا بیان

	رو تو روبہ بازیِ خرگوش بین	مکر و شیر اندازیِ خرگوش بین
ترجمہ	دیکھہ روبہ بازیِ خرگوش دیکھہ	مکر و شیر اندازیِ خرگوش دیکھہ

شرح۔ روبہ بازی بمعنے مکر و حیلہ چنانچہ روبہ مکاری مین ضرب المثل ہے۔ اور شیر اندازی سے شیر کا کنوین کا ڈالدینا مراد ہے

	خاتمِ ملکِ سلیمان است علم	جملہ عالم صورت و جان ست علم
ترجمہ	خاتمِ ملکِ سلیمان علم ہے	جسم ہے سارا جہان جان علم ہے

شرح یعنے تمام انسان و شیطان اور جملہ طیور و حیوان حضرت سلیمان کے اسلیئے تابع تہے کہ اُنکے خاتم دل مین علم معرفت الٰہی منقوش تہا۔ یا یہ کہ اُنکے ظاہری خاتم مین اسم اعظم کندہ تہا جو تمام علوم سے بہتر ہے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ جسطرح جسم مین بلا روح کسی قسم کی قوت نہین آتی اسیطرح نظام عالم بلا علم کے تقویت نہین پاتا۔

	آدمی را زین ہنر بیچارہ گشت	خلق دریاہا و خلق کوہ و دشت
ترجمہ	ہین ہنر سے آدمی کے سب ستوہ	خلق دریا خلق دشت و خلق کوہ

شرح یعنے علم کے سبب خلق دریا اور خلق کوہ و دشت آدمی سے مغلوب ہو گئی اور انسان اِن سب چیزون پر متصرف بنگیا خلق دریا وغیرہ سے یا خود دریا کوہ و دشت مراد ہین کیونکہ یہ بہی مخلوق الٰہی ہین یا دریا و کوہ و دشت کے رہنے والے مخلوق مراد ہے۔ کیونکہ انسان اُنپر بہی قابض اور متصرف ہے۔ خلاصہ یہ کہ آدمی ضعیف البنیان ہے مگر اپنے ہنر کے سبب غالب ہے

	زو پلنگ و شیر ترسان ہمچو موش	زو شدہ پنہان بدشت و کہ وحوش
ترجمہ	شیر چیتے اُس سے ترسان شکل موش	اُس سے پنہان جنگلون مین ہین وحوش

شرح۔ بعض نسخون مین زو پلنگ بجر در صفرا و جوش دیکہا گیا ہے صفرا بمعنے خوف کیونکہ زردی رنگ خوف زدہ کی علامت ہے اور جوش بمعنے اضطرار۔ کہ مخفف کوہ ہے انسانکو چونکہ اشرف المخلوقات اور مسجود ملائک پیدا کیا گیا ہے اسلیئے تمام دیگر مخلوقات پر اُسکو حکومت دیگئی ہے تاکہ شرافت کا اظہار پورے طور پر ہو اور خدا کی حجت اچہی طرح تمام ہو جائے۔

زو پری و دیو ساحلہا گرفت ‏ ‏ ‏ ہر یکے در جائے پنہان جا گرفت

ترجمہ: آدمی سے ڈر کے سارے جا چھپے ‏ ‏ ‏ دیو جن دہشت کے مارے جا چھپے

شرح۔ یعنے وحوش اور درندون اور دیو اور پریون نے انسان سے خوف کھا کر الگ رہنا اور پوشیدہ مقامون مین بسنا قبول کیا اور چونکہ خوف زدہ جس سے خائف رہتا ہے اسکا دشمن ہو جاتا ہے اسلئے یہ سب چیزین انسان کی دشمن ہوگئین چنانچہ مولانا خود فرماتے ہین۔

آدمی را دشمن پنہان بسیست ‏ ‏ ‏ آدمی با حذر عاقل کسے ست

ترجمہ: ہین ہزارون دشمن جان بشر ‏ ‏ ‏ ہے وہی عاقل جو رکھتا ہے حذر

شرح۔ باحذر با احتیاط و زیرک و مدبر جو تمام کامون مین احتیاط رکھے اور بچ بچ کر کاربند ہو۔

خلق خوب و زشت ہست از ما نہان ‏ ‏ ‏ میزند بر دل بہردم کوبشان

ترجمہ: ہمسے ہین اچھے برے سب مستتر ‏ ‏ ‏ دغدغے کا جنکے دل پر ہے اثر

شرح۔ یعنے اچھی بری خلقت ہماری نظرون سے پنہان ہے۔ کیونکہ شیاطین اور ملائکہ ہمکو نظر نہین آتی۔ ملائکہ خلق خوب ہے اور شیاطین خلق زشت۔ یہ دونو نظرون سے پنہان ہین۔ اور انہی دونو کی طرف سے ہردم دلکو ایک قسم کا دغدغہ اور تحریک پہنچتی رہتی ہے میزند بمعنے اثر میکند۔ کوب بمعنے ضرب و تحریک۔ یہ شعر اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جو ابن مسعود سے مروی ہے۔ قال قال رسول اللہ صلعم ان للشیطان لمۃ بابن آدم وللملک لمۃ فاما لمۃ الشیطان فایعاد بالشر وتکذیب بالحق واما لمۃ الملک فایعاد بالخیر وتصدیق بالحق فمن وجد ذلک فلیعلم انہ من اللہ فلیحمد اللہ ومن وجد الاخری فلیتعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
اس حدیث کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ انسان دو حالتون سے خالی نہین رہتا یا ملائکہ اسکے دلمین نیکیون کا الہام ڈالتے ہین یا شیاطین بدیون کا۔ جسکے دلمین نیکی کا الہام ہو وہ خدا کا شکر کرے اور جسکو بدی کا الہام کیا جائے وہ شیطان سے پناہ مانگے لیکن یہ دونو باتین مخفی ہین جنسے دل ہی واقف ہوتا ہے۔ بعض نسخون مین پہلا مصرع اسطرح ہے۔ **خلق پنہان زشت شان و خوب شان**۔ یعنے ایک ایسی خلقت ہے جنکی برائی بھلائی پوشیدہ طور پر ہمارے دلون مین اثر کرتی ہے اس خلقت سے وہی ملائکہ اور شیاطین مراد ہین جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

بہر غسلے گر روی در جویبار ‏ ‏ ‏ بر تو آسیبے زند در آب خار

ترجمہ: گر نہانے جائے تو دریا کنار ‏ ‏ ‏ اور پہنچے جسم کو تکلیف خار

گرچہ پنہان خار در آب پست ‏ ‏ ‏ چونکہ در تو میخلد دانی کہ ہست

ترجمہ: ہے اگرچہ خار پانی مین نہان ‏ ‏ ‏ اسکے چبھنے سے ہے ہونیکا گمان

شرح۔ ان شعرون مین فرشتون کے الہام اور شیاطین کے وسوسہ ڈالنے کی ایک خارجی مثال تفہیم کے لیے بیان کی گئی ہے

یعنے اگر تو نہر روان مین غسل کرنیکے لیے جائے اور تیرے بدن مین کہین کانٹا چبھ جائے تو اگرچہ کانٹا پانی مین چھپا ہوا ہے اور بظاہر نظر نہین آتا مگر اوسکی خلش سے یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ پانی مین کانٹا ضرور پنہان ہے اسیطرح فرشتون اور شیاطین کا حال ہے اگرچہ یہ ظاہر مین نظر نہین آتے مگر چونکہ آدمی کے دل مین نیکیون کا خیال اور برائیون کا وسوسہ ضرور ہوتا ہے اس سے معلوم ہوجاتا ہے کہ فرشتے ملہم ہین اور شیطان وسوسہ انداز ہے۔

	خار خار وحیہا و وسوسہ	از ہزاران کس بود نے یک کسہ
ترجمہ	دلمین خار وحی و خار وسوسہ	سو طرف سے ہے نہین ہے یک کسہ

شرح۔ یعنے الہام اور وسوسہ کی تحریک ہزارون فرشتون اور شیاطین کیجانب سے ہوتی ہے ایک کی طرف سے نہین ہوتی مثلا یون سمجھنا چاہیے کہ اگر ایک آدمی دوسرے آدمی کو نیکیون کی رغبت دلائی تو وہ بہی گویا اسکے حق مین ملہم اور فرشتہ ہے اور اگر بدی کی تحریک دے تو شیاطین الانس مین سے ہے اور جسطرح نیک انسان ہزارون ہین ایسیطرح بد اور بدی کے حرص دلانے والے بیشمار ہین بعض نسخون مین وحیہا کی جگہ حیلہا۔ اور بعض مین حسّہا دیکھا گیا ہے لیکن متن کا نسخہ اچھا ہے گو مطلب اور ماحصل تینون نسخون کا ایک ہے

	باش تا حسہائے تو مبدل شود	تا ببینی شان و مشکل حل شود
ترجمہ	ٹہرجاتا کام کے اوسان ہون	ٹہرجا تا مشکلین آسان ہون

شرح۔ چونکہ اہل ظاہر الہام اور وسوسہ مین تمیز نہین کرسکتے مولانا اونکی تنبیہ کے لیے فرماتے ہین اے ظاہر پرست چند روز صبر کر۔ تاکہ بسبب ریاضت تیرے حواس ظاہری وظلمانی حواس باطنی و نورانی کے ساتھ مبدل ہوجائین۔ یعنے تو واقف اسرار ہوجائے۔ اوسوقت الہام اور وسوسہ کو گویا تو مجسم اور جدا جدا دیکھہ لیگا۔ اور تجہپر خلط ملط ہونیکے باعث الہام و وسوسہ کی شناخت کی باب مین جو مشکل پڑگئی ہے وہ حل ہوجائیگی۔

	تا سخنہائے کیان رد کردۂ	تا کیان را سرور خود کردۂ
ترجمہ	تجہپہ کہلجائیگا سب اے مستند	کسکو مانا ہے کیا ہے کسکو رد

شرح کیان جمع کاف کرامیہ ہے یعنے اے ظاہر پرست واقف اسرار ہوکر تجہپر ظاہر ہوجائیگا کہ تونے کن لوگونکی بات کو نکارہ کیا ہے اور کن کو اپنا سردار بنایا ہے مطلب یہ ہے کہ تونے اوسوقت تو الہام اور وسوسہ کو ایکسان جان رکھا ہے مگر واقف اسرار ہوکر یہ بات ظاہر ہوجائیگی کہ انبیا و اولیا کے کلام کو رد کیا تہا اور فرشتون کے الہام کو وسوسۂ شیطان جانا تہا اور وسوسۂ شیطانی اور مکر نفس کو الہام سمجہا جاتا تہا

	باز جستن نخچیران سر و اندیشۂ خرگوش را
ترجمہ	نخچیرونکا خرگوش سے اوسکا دلی راز پوچہنا

بعد ازان گفتند کاے خرگوش چست … درمیان آر آنچہ در ادراک تست

ترجمہ: پھر سب نے کہا خرگوش سے … تو نے کیا سوچا ہے فکر و ہوش سے

ایکہ با شیرے تو در پیچیدۂ … باز گو رازے کہ اندیشیدۂ

ترجمہ: شیر کو جو اسطرح لپٹا ہے تو … بھید کی کہدے کہ کیا سوچا ہے تو

مشورت ادراک و ہشیاری دہد … عقلہا مر عقل را یاری دہد

ترجمہ: مشورہ دیتا ہے ہشیاری بہت … ملکے رائین کرتی ہین یاری بہت

گفت پیغمبر بکن اے رائے زن … مشورت کالمستشار موتمن

ترجمہ: قول پیغمبر کو سن اے رائے زن … ہے حدیث المستشار موتمن

قول پیغمبر بجان باید شنود … باز گو تا چیست مقصود تو زود

ترجمہ: قول پیغمبر کو سن با صد نیاز … اور کہدے جلد ہم سے اپنا راز

شرح - کالمستشار مین کاف بیانیہ ہے اور حدیث یون ہے المستشار موتمن یعنے جس سے مشورہ لیا جائے اسکو امین ہونا چاہیئے مطلب یہ کہ آدمی مشورہ کے طالب کو نیک بات بتانے مین خیانت نہ کرے - خلاصہ یہ کہ نخچیرون نے خرگوش سے یہ کہا کہ اے نادان جانور حسب فرمان خدا و رسول چونکہ ہر بات مین مشورہ کر لینا بہتر ہے اسلیئے شیر کے ہلاک کی تدبیر مین تو ہمسے مشورہ کر لے کیونکہ بہت سی عقلین ملکر ایک عقل کو قوت دیتی ہین اور مطلب بہت جلد حاصل ہو جاتا ہے - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وشاورہم فی الامر - حدیث مذکور مین گو امر مشورہ صریح طور پر نہین ہے مگر معنوی لحاظ سے مشورہ کا حکم نکلتا ہے

پوشیدہ داشتن خرگوش راز را از نخچیران

ترجمہ: خرگوش کا اپنے راز کو نخچیرون سے پوشیدہ رکھنا

گفت ہر رازے نشاید باز گفت … جفت طاق آید گہے گہ طاق جفت

ترجمہ: بولا وہ ہر بات کہنے کی نہین … قضیہ ہے گاہے چنان گاہے چنین

شرح - یعنے خرگوش نے جانورون کو جواب دیا کہ بسا اوقات تدبیر پلٹ جاتی ہے اور جس کام مین بہتری سوچی جاتی ہے وہ بدتر ہو جاتا ہے اسلیئے گو مشورہ کرنا ابتدا مین اچھا سہی مگر ممکن ہے کہ اسکا انجام اچھا نہو جفت طاق بر آمدن یا طاق جفت بر آمدن بمعنے منعکس و واژگون شدن امر ہے یا یہ معنے ہین کہ کبھی آدمی کا دوست دشمن جان بنجاتا ہے اسحالت مین وہ بلا مصاحب اور تنہا رہجاتا ہے اور کبھی دشمن جان دوست بنجاتا ہے اسصورت مین وہ با مصاحب اور جفت ہو جاتا ہے لیکن دونو حالتون مین اُسکی دشمنی کا احتمال ضرور رہتا ہے - اسلیئے بہر حال اپنے راز کو چھپانا بہتر ہے - دوسرا مصرع اہل زبان کا محاورہ ہے جو تدبیر اور کام کے اُلٹا ہو جانے کے لیے بولا جاتا ہے -

	تیرہ گردد زود بابا آئینہ	از صفا گردم زنی با آئینہ
ترجمہ	ہو گیا سب تیرہ بابا آئینہ	مارکر پہونک اب جو دیکہا آئینہ

آئینہ ہے اور از صفا تیرہ گردد کے متعلق ہے یعنے جسطرح آئینہ اپنی صفائی کے سبب پہونک مارنے سے مکدر ہوجاتا ہے اسیطرح راز کہنے سے خراب ہوجاتا ہے۔ اس شعر مین راز کو آئینہ سے تشبیہ دی ہے کیونکہ جسطرح آئینہ آدمی کو اسکے نیک و بد سے آگاہ کردیتا ہے اسیطرح راز بہی صاحب راز کو اظہار کے بعد اسکے حسن و قبح سے واقف کردیتا ہے دوسرے معنے یہ ہین کہ آئینہ سے مستشار تنگ ظرف و سادہ لوح مراد ہے جو آئینہ سے تشبیہ تام رکہتا ہے مطلب یہ کہ جسطرح آئینہ اپنی صفائی کے سبب پہونک کی برداشت نہین کرسکتا اسیطرح مستشار تنگ ظرف و سادہ لوح بہی سادہ لوحی کے سبب اخفائے راز کا متحمل نہین ہوتا۔ بلکہ وہ راز کو سنکر جبتک دوسرے سے کہہ ندے بیزہ اور مکدر رہتا ہے۔ اور اسکا پیٹ پہولجاتا ہے۔ مگر پہلے معنے اچہے ہین۔ کیونکہ راز مستشار سادہ لوح اور عاقل سب سے چہپانا چاہیے

	از ذہاب و از ذہب و ز مذہبت	در بیان این سہ کم جنبان لبت
ترجمہ	ایک مذہب ایک ذہاب اور ایک ذہب	تین باتون مین ہلا مت اپنا لب

شرح۔ یعنے تین چیز ونکو ہر کسی سے چہپانا چاہیئے اول چلنے یعنے سفر کرنے کو کہ کوئی مفسد سانہ ہو جائے۔ دوم سونے یعنے مال کو تاکہ چور نہ دیکہہ لین تیسرے اپنے راہ اور مقام سفر کو تاکہ کوئی مفسد رستہ مین پوشیدہ ہو جائے۔ یہ ایک مشہور قول کا ترجمہ ہے استر ذہابک و ذہبک و مذہبک۔ مذہب سے دین و ملت بہی مراد ہو سکتا ہے جسکو دشمنون سے چہپانا جائز ہے

	در کمینت ایستد چون داند او	کین سہ را خصم است بسیار و عدو
ترجمہ	گہات مین ان سب کے رہزن ہین بہت	کیونکہ ان تینون کے دشمن ہین بہت
	کل سر جاوز الاثنین شاع	در بگوئی با یکے گو الوداع
ترجمہ	بہید جو دو سے گیا جاتا رہا	الوداع اے شخص گر تو نے کہا

شرح یعنے اگر تو نے راز کو کسی شخص سے بہی کہدیا تو بس اس راز کو الوداع کہہ اور اپنے سے رخصت کردے اب وہ تیرے قابو کا نہین رہا۔ کیونکہ جو بہید دو لبون سے تجاوز کر گیا وہ تمام من شایع ہوجائیگا اسمو قعین اثنین سے دو لب مراد ہین بعض نسخون مین سر جانی با یکے گو الوداع ہے یعنی اگر تو راز کہنا ہی مصلحت جانتا تو صرف ایک شخص سے کہہ ہمنے تجکو رخصت دی کیونکہ اسوقت ایک راز صرف دو شخصون مین رہے گا اور شایع نہوگا۔ گزشتہ قول مشہور مین ممانعت اسبات کی ہے کہ راز دو شخصون سے تجاوز نہ کرے ایک سے تجاوز کرکے دوسرے کو معلوم ہوجائے تو کچہ مضائقہ نہین اسصورت مین اثنین بمعنے شخصین (دو شخص) ہوگا بعض نسخون مین جاوز الاسنان ہے اسنان جمع سن بمعنے دانت یعنے جو راز دانتون سے باہر نکلا وہ مشہور ہوگیا۔

گر دو سہ پرندہ را بندی بہم	بر زمین مانند محبوس از الم
ترجمہ: باندہ کر دو اک پرندون کو بہم	دیکھ لے ہو جائینگے سب بے الم

شرح یعنے جسطرح کوئی شخص دو تین پرندونکو باہم باندہکر زمین مین ڈالدے تو وہ سب کے سب ایکدوسرے کی مزاحمت سے محفوظ رہینگے نہ یہ اُسکو کچہ کہیگا نہ وہ اِسکو۔ اِسیطرح اسرار ہین جب تک دل مین محفوظ ہین کوئی سا راز دوسرے راز کی مخالفت نہین کرسکتا۔ اور جسوقت حفاظت قلب سے باہر نکل آئے تو بالضرور انمین مخالفت ہو جائیگی۔ کیونکہ جس شخص پر اسرار ظاہر کیے جائینگے وہ ضرور ایک کو دوسرے پر ترجیح دیگا۔ یا اپنی رائے کو اُسکے رائے سے بالاتر بنانے کی کوشش کریگا۔ مگر چونکہ اس ترجیح یا اظہار رائے مین غلطی کا بہی احتمال ہے اسلیئے صاحب راز کا کام خراب ہو جائے گا۔ اِس شعر مین راز مستور کو طائر محبوس سے تشبیہ دیگئی ہے یعنے جب تک جانور پر بستہ ہے الم سے محفوظ ہے اِسیطرح جب تک راز پنہان ہے کوئی اُسکا مخالف نہین یا یہ معنے ہین کہ جسطرح پر بستہ جانور اُڑ نہین سکتا اِسیطرح پوشیدہ راز شایع نہین ہوسکتا۔ یا یہ کہ راز کو پر بستہ جانور کیطرح قید مین رکہنا چاہیئے۔

مشورت دارید و سر پوشیدہ خوب	در کنایت با غلط افگن مشوب
ترجمہ: مشورت کرنی ہے تو ہو اِس نمط	مختلط کچہ لفظ ہون کچہ ہون غلط

شرح مشوب یعنے مختلط و مشتبہ ہے در کنایت الی آخرہ متعلق دارید ہے و با غلط افگن متعلق مشورت ہے اور مشوب دارید کے مفعول (مشورت) سے حال واقع ہوا یہ آخر گوش کی زبان سے مولانا کا مقولہ ہے یعنے مشورت چہپکر کیا کرو۔ اور اپنے صلاح و مشورہ کو کنایہ اور مشتبہ لفظون مین کہا کرو تا کہ غلط افگن اچہی طرح مفہوم سمجہے واقف نہو لیکن باوجود انیہمہ اپنا بہید پوشیدہ ہی رکہنا خوب ہے کیونکہ یہ ممکن ہے کہ جس دوست سے آج تمنے اپنا بہید کہا ہے کل وہ دشمن ہو جائے گویا تقدیر شعر یہ ہے کہ مشورت با غلط افگن در کنایت دارید درانحالیکہ آن مشورت مختلط و مشتبہ باشد لاکن باینہمہ راز پوشیدہ داشتن خوبست غلط افگن۔ غلطی ڈالنے والا۔ برا مشورہ دینے والا۔ اظہار اسرار کرنے والا۔ غلط کار ضعیف الرائے یا دانستہ ازراہ دشمنی غلط رائے بیان کرنیوالا دوسرے معنے یہ ہین کہ مشورت سے (با غلط افگن مشوب) جملہ حالیہ واقع ہوا ہے یعنے مشورت کنایہ مین کیا کرو درانحالیکہ وہی مشورت الفاظ غلط افگن کے ساتہ مشابہ ہو تا کہ غیر سمجہ نہ سکے۔ غلط افگن دہوکا دینے والی بات

مشورت کردے پیمبر بستہ سر	گفتہ ایشانش جواب بیخبر
ترجمہ: راز کہتے تہے پیمبر بستہ سر	دوست دیتے تہے جواب بیخبر

شرح بستہ سر با تو کردی کے ضمیر فاعل سے حال واقع ہوا ہے اسوقت یہ معنے ہونگے کہ پیغمبر صحابہ سے سر ڈہانک کر یعنے پوشیدہ طور پر مشورت کیا کرتے تہے یا بستہ سر صفت مشورت ہے یعنے پیغمبر مشورت سر بستہ کیا کرتے تہے

تاکہ غیر واقف نہو۔ اور صحابہ پیغمبر کو جواب بیخبر ایسا جواب جسکی اطلاع غیر کو نہو۔ پیغمبر کیخدمت مین عرض کر دیا کرتے تہے

در مثالِ بستہ گفتے رائے را ۔۔ تا ندانند خصم سر از پائے را

ترجمہ: کرتے تہے معنون مین حضرت گفتگو ۔۔ پانو سے سر کو نہ سمجھے تا عدو

شرح۔ مثال بستہ تشبیہ بعید دوسرے مصرع مین لفظ را سر کے متعلق ہے اور گفتی کا فاعل پیغمبر ہین

او جواب خویش بگرفتی ازو ۔۔ وز سوالش مے نبردے غیر بو

ترجمہ: اور لیتے تہے صحابہ سے جواب ۔۔ ڈالدیتے تہے سوالون پر حجاب

شرح پہلے مصرع مین ضمیر او اور دوسرے مین ضمیر شین پیغمبر کی طرف ہے اور لفظ از و سے جماعت صحابہ مراد ہے

این سخن پایان ندارد باز گرد ۔۔ سوے خرگوش دلاور تا چہ کرد

ترجمہ: یہ سخن بے انتہا ہے باز رہ ۔۔ کیا کیا خرگوش نے وہ راز کہہ

شرح۔ اس حکایت کا نتیجہ یہ ہے کہ آدمی اپنے احباب سے مہمات مین پوشیدہ طور پر مشورہ کیا کرے لیکن اپنے بہید سے کسیکو مطلع نہ کرنا چاہیئے خواہ دوست ہو یا دشمن رسول مقبول مشورہ کی حالت مین اپنے بہید صحابہ پر اسلیئے ظاہر کر دیتے تہے کہ آپ کو بذریعۂ وحی اُنکی امانت کا حال معلوم ہو جاتا تہا۔ چونکہ خرگوش کو نخچیرون کے امانتدار ہونے پر یقین نہ تہا اسلیئے اپنا بہید اُسنے نہ کہا انسان کو بہی ایسا ہی ہونا چاہیئے۔

قصۂ مکر کردن خرگوش با شیر و بسر بردن

ترجمہ: شیر کے ساتہ خرگوش کے مکر کرنے اور اُس مکر کو انجام تک پہنچا دینے کا قصہ

حاصل آن خرگوش رائے خود نگفت ۔۔ مکر اندیشید با خود طاق و جفت

ترجمہ: الغرض خرگوش ساکت ہی رہا ۔۔ راز اپنا جب کہا دل سے کہا

شرح یعنے حاصل کلام یہ ہے کہ خرگوش اپنے ذات سے مشورہ کرتا تہا اسلیے بوقتِ مشورہ جفت یعنے مصاحب نفس خود ہو جاتا تہا۔ اور بوقت عدم مشورہ طاق رہتا تہا۔ یا لفظ طاق و جفت اندیشید کی ضمیر سے حال ہے یعنے خرگوش اپنے دل سے مکر گانٹہتا تہا درآنحالیکہ بعض مکر سادہ اور مفرد تہے اور بعض پر مغز اور مرکب۔

با وحوش از نیک و بد نکشاد راز ۔۔ ستر خود با جان خود میراند باز

ترجمہ: غیرون سے پردہ مین رکہا اپنا راز ۔۔ اور رہا اظہار راز دل سے باز

ساعتے تاخیر کرد اندر شدن ۔۔ بعد ازان شد پیش شیر پنجہ زن

ترجمہ: ہو گئی اس فکر مین تہوڑی سی دیر ۔۔ پہر گیا خرگوش پُرفن پیش شیر

زان سبب کاندر شدن او ماند دیر ۔۔ خاک را میکند و میغرید شیر

اور یہ دیکہا سمجھ کر نزد و دیر ۔۔ دیر سے عرصہ رہا ہے شیر

	گفت من گفتم که عهد آن خسان	خام باشد خام و سست و نارسان
ترجمہ	یعنے مین تو کہہ چکا تہا صاف صاف	وعدہ ہوتا ہے کمینون کا خلاف

شرح یعنے خرگوش کے آنے مین دیر ہوگئی تو شیر نہایت جہلا جہلا کر یہ کہنے لگا کہ مینے تو پہلے ہی کہدیا تہا کہ ان ذلیل ناسعقول نخچیرون کا عہد خام و ضعیف ہے کبہی وفا کے مرتبہ تک نہین پہنچیگا۔

	دمدمهٔ ایشان مرا از خر فگند	چند بفریبد مرا این دهر چند
ترجمہ	مکر نے اُنکے کیا ہے مجکو پست	تا کجا یہ مکر۔ چرخ چیرہ دست

شرح دمدمہ بمعنے مکر۔ واز خر فگندن بمعنے از مطلب دور انداختن یعنے انسوس اُن نخچیرون کے فریب نے مجکو مطلب سے دور پہینکدیا۔ یا یہ معنے ہین کہ انکے فریبون نے مجہے شکار کرنے سے روکدیا۔

	سخت درماند امیر سست ریش	چون نه پس بیند نه پیش از احمقیش
ترجمہ	عاجز و ناچار ہو جاتا ہے بس	احمقی سے جو نسوچے پیش و پس

شرح سست ریش احمق سخت درماندن نہایت عاجز شدن احمقیش کا شین بمعنے خود ہے یعنے۔ جو شخص اپنی حماقت کے سبب پیش و پس نہین سوچتا وُہ ایکدن نہایت مجبور ہو جاتا ہے۔ اِس شعر سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے چونکہ شیر نے عہد کرتے وقت یہ نسوچا تہا کہ نخچیرون سے دانستہ اپنی جان روز کی روز نہ بچائیگی اسلیئے آخرکار اِس عدم تدبیر کا نتیجہ اُسکے حق مین بُرا ہوا۔ امیر کی تخصیص شیر کی رعایت سے ہے ورنہ عدم تدبیر کے انجام کی بُرائی مین امیر و غریب یکسان ہین۔ یا یہ تخصیص اسلیئے ہے کہ امیر اور متمول آدمی اکثر کام بلا تدبیر کیا کرتے ہین۔ **فائدہ** چونکہ خرگوش کے مکر سے شیر ہلاک ہوگیا تہا اِس مناسبت سے مولانا قدس سرہ اُن مکار مشایخ کا ذکر کرتے ہین جنکی روبہ بازی اور حیلہ سازی کے دام مین بڑے بڑے دانا لوگ گرفتار ہوجاتے ہین

	راه هموارست و زیرش دامهاست	قحط معنے در میان نامهاست
ترجمہ	راہ ہے ہموار۔ نیچے دام ہے	قحط معنے در میانِ نام ہے

شرح یعنے مکار مشایخ کی ایسی مثال ہے جیسا کہ ایک سیدہا راستہ جو ظاہر مین ہموار ہے مگر در باطن اُسمین جال بچہا ہوا ہے۔ راہ رو ضرور دام مین پہنسکر ہلاک ہو جائیگا۔ یہی حال جہوٹے اور مکار مشایخ کا ہے کہ بظاہر اقوال و افعال اُنکے شائستہ معلوم ہوتے ہین لیکن یہ سب دام تزویر ہے اور یہ لوگ اگرچہ نامی اور بلند آوازہ اور مشہور عالم ہین مگر انکے گہر مین معنے (معرفت) کا قحط ہے اور خداشناسی کا کال پڑا ہوا ہے۔

	لفظها و نامها چون دامهاست	لفظ شیرین ریگ آب عمر ماست
ترجمہ	دام کے مانند ہین الفاظ و نام	ریگ آبِ عمر ہین یہ اے ہمام

یعنے اِن جہوٹے مشایخ کے الفاظ اور تحریر دام تزویر ہین اور اُنکی شیرین زبانی ہمارے آب عمر کیلیے ریت ہے جسطرح ریت پانی کو چوس لیتا ہے اسیطرح اُنکے شیرین اقوال ہماری عمر کو ضایع کرتے ہین۔

	عمر چون آب ست وقت او را چو جو	خلق باطن ریگ جوئے عمر تو
ترجمہ	عمر پانی وقت نہر پُر صفا	خلق بد ہے ریت تیری عمر کا

شرح۔ عمر پانی ہے اور وقت نہر ہے تو گویا تہوڑا سا وقت ضایع کرنا ہی عمر کا ضایع کرنا ہے۔ اور جہوٹے مشایخ کے اخلاق باطنی ریگ ہین جو تیری عمر کے پانیکے چوسنے اور ضایع کرنیوالے ہین۔ یہ شعر اکثر نسخون مین نہین ہے۔ اور بعض نے اسکو الحاقیہ کہا ہے لیکن شارح کے نزدیک حسب محل اور با معنے ہے۔

	آن یکے ریگے کہ جوشد آب ازو	سخت کمیابست رو آنرا بجو
ترجمہ	ایک وُہ ریتا ہے جسمین آب ہے	جا اُسی کو ڈہونڈہ وہ نایاب ہے

شرح۔ یعنے ریگ کے دو قسمین ہین ایک پانی کو چوسنے اور ضایع کرنے والا۔ جسکا بیان اوپر ہو چکا ہے اور دوسرا وُہ ریگ جسمین سے پانی نکلتا ہے۔ اِسکا بیان اِس شعر مین ہے۔ اور اِس ریگ سے مراد شیخ کامل ہے اور پانی سے حکمت و معرفت مراد ہے چنانچہ خود تشریح کرتے ہین۔

	منبع حکمت شود حکمت طلب	فارغ آید او ز تحصیل سبب
ترجمہ	منبع حکمت بنا حکمت طلب	ہو چکی ہے اُسکو تحصیل سبب

شرح۔ یعنے بمقتضائے ومن یوتی الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا حکمت آلہی کا طالب خود منبع حکمت بنجاتا ہے۔ اور جسوقت اُسکو حکمت حاصل ہو جاتی ہے تو تحصیل سبب معرفت (یعنے ریاضت) سے فارغ ہو جاتا ہے۔ یہان حکمت سے مراد مرتبۂ فنا فی اللہ کا حاصل کرنا ہے جسکو یہ حاصل ہو گیا۔ اُسکو ریاضت کی کچہ حاجت نہین۔ لیکن یہ ریاضت باوجود اِس مرتبہ کے بہی اسیلیئے فرض ہے کہ آدمی ایسے اعزاز اور مرتبہ کا شکریہ ادا کرے۔ جو ایسی بڑی نعمت کے بدلے مین آدمی پہ فرض ہے چنانچہ حالات عشرۂ مبشرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ظاہر ہے کہ باوجود حصول مرتبۂ فنا و بقا بعد الفنا اور قطعی جنتی ہونے کی ریاضت اور عبادت مین بعد آنحضرت علیہ الصلوۃ تمام عالم سے بڑہے ہوئے تہے۔ خاصکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے افضل تہے کیونکہ بعد وفات حضرت علیہ الصلوۃ اُنکی طبیعت مین مطلق تغیر کو دخل نہین ہوا تہا۔ اگر تحصیل سبب معرفت سے فارغ نہوتے تو ضرور تغیر پیدا ہو جاتا۔ کیونکہ سالک کیحالت مین مرشد کی مفارقت سے ضرور تغیر ہو جاتا ہے۔ اسیلیے کہ وُہ ابہی تحصیل سبب سے فارغ نہین ہوا رسول علیہ السلام کی وفات سے اور تمام صحابہ کی حالت کے متغیر ہو گئی تہی حضرت عمرؓ پر ایک قسم کی وحشت طاری تہی اور حضرت عثمانؓ بہی پتہر کی طرح بحس و حرکت ہو گئی تہی۔ حضرت علی مجسم پریشانی تہے۔ علے ہذا القیاس

اور صحابہ کا حال دگرگون تہا صحیح احادیث کے علاوہ حضرت ابوبکر کی فضیلت تصوف کے نکتوں سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔

	ہست آن ریگ ای پسر مرد خدا	کہ بحق پیوست واز خود شد جدا
ترجمہ	ہے وُہ ریتا اے پسر مرد خدا	حق سے پیوستہ ہے اپنے سے جُدا

شرح یعنے اُس ریت کا نام جس سے میٹھا پانی نکلتا ہے مرد خدا ہے جو اوصاف بشری سے جُدا ہوکر متصف بمضمون تخلقوا باخلاق اللہ ہو گیا ہے۔ اور جس سے ہردم میٹھا پانی اُبلتا ہے۔

	آب عذب دین ہمیشہ شد ازو	طالبان را زو حیاتست ونمو
ترجمہ	موج زن اُس سے ہے پانی دین کا	طالبونکو جس سے ہے نشو و نما
	غیر مرد حق چو ریگ خشک دان	کاب عمرت را خورد او ہر زمان
ترجمہ	خشک ریتا ہے جو مرد حق نہو	جذب کرلیتا ہے آب عمر کو

شرح۔ آب عذب میٹھا پانی یعنے جو مرد حق نہین ہے وُہ ریگ خشک ہے جسکو زاہد خشک بھی کہتے ہین۔

	طالب حکمت شو از مرد حکیم	تا ازو گردی تو بینا وُ علیم
ترجمہ	سیکھہ داناؤن سے حکمت اے حکیم	تا کہ تو ہو جائے بینا وُ علیم
	لوح حافظ لوح محفوظے شود	روح او از روح محظوظے شود
ترجمہ	لوح دل تا لوح محفوظ اُس سے ہو	روح تیری تا کہ محظوظ اُس سے ہو

شرح۔ یعنے طالب کی لوح قوت مدرکہ یا لوح قلب شیخ کامل اور حکیم ربانی سے حکمت حاصل کرکے لوح محفوظ بنجاتی ہے کیونکہ اُسمین تمام اسرار منقوش ہو جاتے ہین۔ اور طالب کی روح حکیم کی روح کی مدد سے نہایت محظوظ اور صاحب حظ عظیم ہو جاتی ہے کیونکہ اُس سے مستفید ہوتی رہتی ہے محفوظے اور محظوظے مین یائے تعظیم ہے۔

	چون معلّم بود عقلش ز ابتدا	بعد ازان شد عقل شاگردے ورا
ترجمہ	تہی معلّم ابتدا مین اُسکی عقل	اب ہے شاگرد انتہا مین اُسکی عقل

شرح۔ یعنے طالب حکمت کی عقل پہلے تو اُسکی معلم تہی کہ اُسکو مرشد کامل کی خدمت مین لیگئی تہی۔ لیکن جب وہ حکمت حاصل کرچکا تو وہی عقل اُسکے شاگرد ہو گئی۔ کیونکہ اسوقت اُسکی روح مرتبہ مین عقل سے بالاتر ہو گئی ہے کہ روح سے مستفید ہوتی رہتی ہے۔ چنانچہ اُسکی مثال یہ ہے۔

	عقل چون جبریل گوید احمدا	گر یکے گامے زنم سوزد مرا
ترجمہ	عقل جبریل نے احمد سے کہا	پر مرے جلجائینگے مین تو رہا

شرح یعنے جبرئیل جیسے مقرب اور جلیل القدر فرشتے کی عقل نے احمد صلعم سے یون کہا کہ لو دنوت انملۃ لاحرقت

سحاب الجلال - یہ شبِ معراج کے قصہ کیطرف اشارہ ہے اور سعدی نے - اِس حدیث کا ترجمہ یوں کیا ہے ۵
اگر یکسر موئے برتر پرم * فروغ تجلی بسوزد پرم * یعنے جبرئیل نے یہ کہا کہ میری حد سدرۃ المنتہے ہے اے احمد صلے اللہ
علیک وسلم مین اس سے آگے آپ کے ہمراہ نہین چل سکتا - ورنہ برق تجلی سے میرے پر جل جائینگے -

	تو مرا بگزار زین پس پیش ران	حد من این بود اے سلطان جان
ترجمہ	چھوڑدے محکو شہ پیغمبران	یہ مری حد ہے بس اے سلطان جان

شرح - ران کا مفعول براق ہے اور حد بمعنے سدرۃ المنتہی ہے یہ شعر تتمہ مقولہ جبرئیل علیہ السلام ہے - اِس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ عقل کل (حضرت جبرئیل علیہ السلام) جو باوجود امین رسول علیہ الصلوۃ کے معلم تھے انتہا مین اُنکے شاگرد بنگئے

	ہر کہ ماند از کاہلی بے شکر و صبر	او ہمے داند کہ گیرد پاش جبر
ترجمہ	کاہلی سے جو رہا بے شکر و صبر	وہ زبردستی ہوا پابند جبر

شرح - یعنے جو شخص کاہلی کے سبب طاعت پر صبر کرسکا اور نعمت پر شکر نہ بجالایا یعنے اپنے اعضاء سے عبادت اور قلب سے محبت ذات اور زبان سے حمد نہ کی - وہ یہ جانتا ہے کہ میرے پانو کو جبر نے پکڑ رکہا ہے - یعنے مجہہ مین طاعات کی قدرت نہین مین مجبور ہون - خدا توفیق دیگا تو عبادت کرونگا حالانکہ یہ گمان غلط ہے کیونکہ جب وہ گناہ اپنے ارادہ سے کرتا ہے تو طاعت مین اپنی ہمت مصروف کیون نہین کرتا -

	ہر کہ جبر آورد خود رنجور کرد	تا ہمان رنجوریش در گور کرد
ترجمہ	جبر ہے جبین وہ خود رنجور ہے	اِس مرض کا آدمی در گور ہے

شرح - یعنے جسنے جبر کا مذہب اختیار کیا گویا اُسنے دانستہ اپنے آپ کو بیمار ڈالا اور در گور ہوگیا - کیونکہ جسطرح مرض آدمی کو موت تک پہنچا دیتا ہے اسیطرح جبر بہی قلب کو میت کردیتا ہے - کیونکہ جبری سے ریاضت نہین ہوسکتی جو حصول معرفت کے لیے لازم ہے -

	گفت پیغمبر کہ رنجوری بلاغ	رنج آرد تا بمیرد چون چراغ
ترجمہ	قول پیغمبر کو سن اے پرغرض	یعنے ہوتا ہے تمارض سے مرض

شرح لاغ فریب و مکر - بمعنے تمارض - حدیث شریف مین ہے - لا تمارضوا فتمرضوا یعنے جب تم تکلف سے اپنے آپ کو بیمار ظاہر کروگے تو ضرور بیمار ہوجاؤگے یہ حدیث کے ظاہر معنے ہین اور مولانا نے باطنی مطلب یہ لیا ہے کہ اے لوگو اگر تم اپنے آپ کو مسلوب القدرت اور مجبور خیال کروگے تو ضرور باطنی بیماریون مین مبتلا ہوجاؤگے - اور تمہین ہرگز معرفت حاصل نہوگی - اور معرفت کا حاصل نہونا دل کے حق مین موت ہے - اور جسکا دل معرفت حق اور یاد الٰہی کی برکت سے زندہ نہین ہے وہ گویا جیتے جی در گور ہے

جبر چہ بود بستن اشکستہ را ۔ یا بہ پیوستن رگ بگسستہ را

ترجمہ: جبر ہے ٹوٹے ہوئے کا باندہنا ۔ یا شکستہ رگ پہ ڈورا باندہنا

چون درین رہ پائے خود بشکستۂ ۔ بر کہ میخندی چو پارا بستۂ

ترجمہ: پانو تیرا گر یہان بشکستہ ہے ۔ کسپہ ہنستا ہے کہ خود پا بستہ ہے

شرح یعنے جبر کے یہ معنے نہین ہین جو جبریون نے سمجہہ رکہے ہین۔ یعنے سلب قدرت م بلکہ جبر شکستہ چیز کا جوڑنا باندہنا یا ٹوٹی ہوئی رگونکا ملانا ہے۔ اور جبکہ راہ سلوک و معرفت مین تو نے اپنے پانؤ کو توڑ رکہا ہے۔ یعنے ریاضت کرکے معرفت کی منزلین طے نہین کرسکتا۔ بلکہ دانستہ لنگڑا بنا ہوا ہے۔ تو یہ جبر کہان ہوا کیونکہ جبر کے معنے تو ٹوٹی ہوی چیز کو ملانے کی ہین حالانکہ تو خود خدا سے ٹوٹا ہوا اور الگ ہے پہر اپنے وصال کے کوشش کیون نہین کرتا اور تو خود قابل تمسخر ہے کہ جبری ہوکر جبر کے معنے نہین سمجہا۔ اور سمجہا ہی ہے تو برعکس۔ کیونکہ جب تو نے اپنے پانؤ کو باندہ لیا اور ریاضت نہ کی تو اور کسی پر کیا تمسخر کریگا تیری حالت خود قابل تمسخر ہے کیونکہ اُس شخص سے زیادہ تمسخر اور ہنسی کی لایق اور کون ہوگا جو یا تہہ پانؤ والا۔ ہٹا کٹا۔ تندرست۔ توانا اور صحیح و سالم ہوکر اپنے کو زبردستی لنگڑا لولا اپاہج اور محتاج ظاہر کرے۔ انسانی قدرت خدا کا عطیہ ہے۔ اور بعض نسخون مین بشکستہ بنون نفی دیکہا گیا ہے۔ یعنے منزل ریاضت و معرفت طے نکردۂ مطلب دونونکا ایک ہے جبر بالفتح و سکون بائے موحدہ شکستہ را بستن و نیکو کردن حال کسے را و بزور بر کارے داشتن کسے را۔ کذا فی المنتخب

وانکہ پایش در رہِ کوشش شکست ۔ در رسید او را براق و بر نشست

ترجمہ: جسکے مین ٹوٹا جو پائے اشتیاق ۔ آگیا اُسکی سواری کو براق

شرح براق پر بیٹہنے سے مراد عروج بسوئے حق ہے یا واقعی براق ہے جو اہل جنت کو ملیگا۔ اور اہل جہد کو نصیب ہوگا

حامل دین بود او محمول شد ۔ قابل فرمان بُد او مقبول شد

ترجمہ: حامل دین ہوگیا محمول اب ۔ قابل فرمان ہوا مقبول اب

شرح یعنے چونکہ وہ شخص حامل احکام شریعت تہا اسلیئے محمول و سوار براق ہوگیا۔ اور چونکہ قابل اوامر الٰہی تہا اسلیئے مقبول بارگاہ خداوندی بنگیا۔ سچ ہے ع ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد۔

تاکنون فرمان پذیرفتے ز شاہ ۔ بعد ازان فرمان رساند بر سپاہ

ترجمہ: جسنے مانا آجتک فرمان شاہ ۔ ہوگیا اک روز سردار سپاہ

شرح یعنے حامل دین چونکہ اتبک شاہ زمین و زمان کا فرمان قبول کررہا تہا اسلیئے انجام یہ ہوا کہ خود بہت سے سپاہ کا فرمان روا بنگیا یعنے ریاضت کا یہ نتیجہ ہے کہ ولی تمام جن و انس پر متصرف ہوجاتا ہے۔

تاکنون اختر اثر کردے درو — بعد ازان باشد امیر اختر او

ترجمہ: اختر اتبک اُسمین رکھتے تھے اثر — اب ہے اختر پر وہ حاکم سر بسر

شرح - یعنے اتبک ستارے (حسب قاعدۂ نجوم) اُس حال دین پر اثر کر رہے تھے اور اُسکے حاکم تھے لیکن اب وہ خود حاکم ستارگان ہوگیا ہے یعنے دلی کی حکومت اس وجہ سے تجاوز کرکے آسمان اور ستارون تک پہنچ جاتی ہے

گر ترا اشکال آید در نظر — پس تو شک داری در انشق القمر

ترجمہ: گر تجھے یہ مشکل آتا ہے نظر — پس تو پہر شک ہے شق القمر

شرح یعنے اگر ستارہ پر ولی کی حکومت کا ہونا تیرے نزدیک مشکل ہے تو شاید تجکو شق القمر مین بہی شک ہے جیساکہ بعض اہل ہوا شق القمر کا انکار کرکے اوس کو رسول اللہ کا معجزہ نہین پاتا - وہ کہتے ہین کہ قمر آسمان مین ہونے کی وجہ سے سارے جہان کے آدمیون کو نظر آتا ہے - اگر اُسکا انشقاق ہوتا تو تمام عالم اُسکا مشاہدہ کرلیتا فقط اہل مکہ کی شہادت اسبات مین مقبول نہین ہے - اور وہ آیۂ اقتربت الساعۃ وانشق القمر کی یہ تاویل کرتے ہین کہ قمر قیامت کے قریب شق ہوگا - ہم یہ جواب دیتے ہین کہ انشقاق کے وقت قمر بیشک آسمان پر تہا - مگر اول تو ہر آدمی ہر وقت اپنی نگاہ آسمان یا چاند پر نہین رکھتا دوسرے شق ہونیکا زمانہ بہت تہوڑا سا تہا تیسرے شق القمر شب کو ہوا تہا اسلیئے صرف اُنہی لوگون کو دکہائے دیا جنکی اتفاقی نگاہ قمر کیجانب تہی یہ ممکن ہے کہ مکہ کے علاوہ اطراف جہان مین اور لوگون نے بہی شق القمر دیکہا ہو مگر اتفاقیے نگاہ نہ پڑنیکے باعث اور ایک عجیب واقعہ ہونیکے سبب اکثر نے کمتر کی شہادت نمانی اور اُنکی تکذیب کی علاوہ ازین آیۂ کریمہ وَاِن یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر شق القمر کے منکرون کو جہٹلا رہی ہے - اس آیۃ کا یہ مطلب ہے کہ منکر جب کوئی معجزہ دیکہتے ہین تو اُس سے مُنہ پہیر لیتے ہین اور اُسے چلتا ہوا جادو بتاتے ہین

تازہ کن ایمان نہ از گفت زبان — اے ہوا را تازہ کردہ در نہان

ترجمہ: تازہ کر ایمان سے صدق نہان — خواہشین تازہ ہین تیری ہر زمان

شرح یعنے ایمان کو صرف زبانی قول سے تازہ نکر بلکہ قلبی تصدیق بہی اُسمین شامل ہونی چاہیئے - اسی کا نام ایمان کامل ہے

تا ہوا تازہ ست ایمان تازہ نیست — کین ہوا جز قفل آن دروازہ نیست

ترجمہ: گر ہے یہ تازہ تو وہ تازہ نہین — یہ ہوا جز قفل دروازہ نہین

شرح - اُن دروازہ - یعنے دروازۂ دل اور ہوا - یعنے خواہش نفسانی و اعتقاد باطل - مولانا کا مطلب یہ ہے کہ اجازات الٰہی مین حسب ہوا تاویل نہ کرنی چاہیئے - اس سے ایمان جاتا رہتا ہے کیونکہ جب تک ہوا اور اعتقاد باطل آدمی کے دلمین قائم ہے فقط اقرار زبانی سے ایمان قایم نہین رہتا - اور ہوا و اعتقاد باطل دروازۂ دل کا قفل ہے - ایمان تازہ کو دل مین داخل نہین ہونے دیتا

کردهٔ تاویل حرفِ بکر را — خویش را تاویل کن نے ذکر را

ترجمہ: کیون نہے یہ تاویل قرآن جلیل — اپنی ہی اصلاح کر عبد ذلیل

شرح یعنے اے ہواپرست تو خدا کے کلام مرغوب اور حرف قرآن کی غلط تاویل کرتا ہے لاحول ولاقوۃ خدا سے ڈر اور اپنی اصلاح کر قرآنمجید کی تاویل اپنی خواہش نفسانی کے موافق نہ کرنی چاہیئے ورنہ کا فر ہوجانیکا اندیشہ ہے اسلیئے اہل کلام اور اہل سنن کا یہ مذہب ہے کہ آیات متشابہات مین تاویل کرنے کی غرض سے آدمی خوض نہ کرے اور عقل سے کام نہ لے حرف بکر- کلام مرغوب و قابل پسند- جس سے کلام الٰہی مراد ہے اور جسکی عقلی تاویل حرام ہے-

زیافت تاویل رکیک مگس

ترجمہ: مکھی کی ضعیف تاویل کا کھوٹ اور اسکی برائی کا ذکر

بر ہوا تاویل قرآن میکنی — پست و کژ شد از تو معنی سنی

ترجمہ: من گھڑت قرآن کے معنے نہ کر — ہے تری کج فہمیان ہین حق سے ڈر

شرح سنی بزرگ وخوب و روشن یعنے ایمخاطب تو اپنے خواہش نفس کی مطابق آیات قرآنمجید کی تاویل کرکے واضح اور روشن معنون کو خراب کرتا ہے کلام الٰہی کو بگاڑتا ہے لغو باتین بناتا ہے اسلیئے تو اُس مکھی کے مانند ہے جو گھاس کے تنکے پر بیٹھکر گدھے کے پیشاب مین تیر رہی تھی اور اپنے آپ کو کشتیبان خیال کرتی تھی-

ماند احوالت بدان طرفہ مگس — کو ہمے پنداشت خود را ہست کس

ترجمہ: ہے اُسی مکھی کی صورت تیرا حال — جانتی تھی خود کو جو اہل کمال

شرح- یعنے تیرا حال اُس مکھی کی مانند ہے جو اپنے نفس کو ایک باقدر اور باعزت چیز گمان کرتی تھی حالانکہ اُسکا گمان غلط تھا

از خودی سرمست گشتہ بے شراب — ذرهٔ خود را شمرده آفتاب

ترجمہ: تھی خودی سے مست بے جام شراب — ذرہ کو سمجھے ہوے تھی آفتاب

شرح یعنے وہ مکھی اپنی خودی کے نشہ مین بغیر شراب پیئے مست ہوکر گھاس کو کشتی پیشاب کو دریا اور ذرہ کو آفتاب جانتی تھی اور اپنے آپ کو کشتیبان اور فن ملاحی کا اُستاد خیال کرتی تھی-

وصف بازان را شنیده در زمان — گفتہ من عنقائے وقتم بیگمان

ترجمہ: وصف سن رکھا تھا بازونکا کہین — جانتی تھی خود کو عنقا بالیقین

شرح- یعنے اُس مکھی نے کسی زمانہ مین بازون (شکاری جانورون) کا وصف سنکر اپنے نفس کو عنقائے وقت یعنے یگانۂ روزگار خیال کرلیا تھا- حالانکہ پچھلے اشعار سے معلوم ہوچکا ہے کہ اُسکا یہ خیال سراسر غلط تھا یہی حال اس نالائق کا ہے جو اپنے آپ کو لائق سمجھکر قرآن مجید مین اپنی عقل کے مطابق تاویل کرتا ہے-

آن مگس بر برگ کاہ و بول خر ‏ ‏ ‏ ‏ همچو کشتیبان همی افراشت سر

ترجمہ: برگ کاہ و بول خر پر بیٹھکر ‏ ‏ ‏ ‏ شکل کشتیبان بنی بیہودہ سر

گفت من دریا و کشتی خواندہ ام ‏ ‏ ‏ ‏ مدتی در فکر آن می ماندہ ام

ترجمہ: اور کہا نخوت سے مجکو سنکے ذکر ‏ ‏ ‏ ‏ کشتی و دریا کا تہا مدت سے فکر

اینک این دریا و این کشتی و من ‏ ‏ ‏ ‏ مرد کشتیبان و اہل رائے و فن

ترجمہ: بول خر دریا ہے کشتی گہاس ہے ‏ ‏ ‏ ‏ مین ہون کشتیبان کہ کشتی پاس ہے

شرح اہل رائے یعنے پانی کی کمی زیادتی اور کشتی کے حالات کے بابت رائے دینی والی اور اہل فن دانندۂ فن ملاحی

بر سر دریا همی راند او عمد ‏ ‏ ‏ ‏ مینمودش این قدر بیرون زحد

ترجمہ: مارتی تہی دائین بائین بلیان ‏ ‏ ‏ ‏ بول خر تہا اسکو بحر بیکران

شرح عمد جمع عمود بمعنے ستونہا۔ یہان عمود سے کشتی کی بلی مراد ہے اور مطلب اشعار یہ ہے کہ مکہی نے گدہے کے پیشاب پر بیٹھکر یہ کہا کہ مینے کشتی اور دریا کا بیان کتابون مین پڑہا تہا۔ لیکن مدت سے اس فکر مین تہی کہ دریا کیا چیز ہے اور کشتی کسکو کہتے ہین۔ آج معلوم ہوگیا کہ یہ پیشاب دریا ہے اور یہ گہاس کا پٹہا کشتی ہے اور مین کشتیبان ہون۔ یہ مکہی پیشاب کو دریا سمجھکر خیال کی بلی سے اپنی کشتی چلا رہی تہی اور اپنے دریا کو بیکران سمجھتی تہی۔

بود بیحد آن چنین نسبت بدو ‏ ‏ ‏ ‏ آن نظر کو بیند او را راست کو

ترجمہ: بول کو سمجھی تہی دریا بالیقین ‏ ‏ ‏ ‏ دور تہی حق سے نگاہ راست بین

شرح اول کو مخفف کہ او و ثانی بمعنے کجا استفہام انکاری۔ راست بمعنے صحیح و واقعی چنین بمعنے بول و براز۔ یعنے اس مگس کے اتنی نظر کہان تہی کہ پیشاب خر کو صحیح اور واقعی طور پر پیشاب ہی سمجہتی۔ بلکہ وہ تو دریا جان رہی تہی۔

عالمش چندان بود کش بینش است ‏ ‏ ‏ ‏ چشم چندین بحر هم چندینش است

ترجمہ: سوجہتا اتنا ہے جتنی ہے نظر ‏ ‏ ‏ ‏ بحر مقدار نظر ہے سامنے بشر

شرح یعنے عالم مگس اسیقدر ہے جسقدر اسکی نظر ہے۔ اور جسقدر اسکی نظر ہے اسیقدر اسکا دریا ہے۔ مطلب یہ کہ ہر چیز کا ادراک اسکے علم اور نظر کے مطابق ہے۔ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست * مگس کے تخصیص حکایت کے باعث ہے ورنہ یہ حکم عام ہے۔ کیونکہ عالم دنیا اس شخص کی آنکھون مین جسکے بینش کم ہے فراخ معلوم ہوتا ہے اور جنکی بینش فراخ ہے انکی آنکھون مین یہ عالم نہایت تنگ ہے کیونکہ وہ عالم حقیقی کو دیکہتے رہتے ہین اسلیئے آیا ہے الدنیا سجن المؤمن۔ عارف اس جہان تنگ سے ہمیشہ بیزار رہتے ہین۔ اور اس وسیع اور پر فضا عالم کی بہارین دیکہتے رہتے ہین جسکا نام عالم قدس اور عالم الٰہی ہے۔

صاحب تاویل چون باطل مگس ۔ وہم او بول خر و تصویر خس

ترجمہ: صاحب تاویل ہے گویا مگس ۔ وہم اُسکا بول خر۔ تصویر خس

شرح یعنے قرآنمجید مین تاویل کرنیوالے کا وہم بول خر ہے اور اُسکی تصویر یعنے تاویل برگ کاہ ہے جو بول خر پر تہا نیز ممکن ہے کہ تصویر خس کو مع اضافت پڑہا جائے اسوقت تصویر بمعنے مانند ہوگا لفظ وہم مبتدا ہے اور بول خر و تصویر خس خبر یعنے تاویل کرنیوالے کا وہم بول خر اور خس کے مانند ہے۔

گر مگس تاویل بگذارد برائے ۔ آن مگس را بخت گرداند ہمائے

ترجمہ: چہوڑ دیگی وہم گر تاویل کا ۔ اُس مگس کو بخت کردیگا ہما

شرح۔ یعنے مگس (ادنی الطبع اور ضعیف الرائے آدمی) اگر قرآنمجید مین تاویل کرنی چہوڑ دی تو ہما بنجائے یعنے مرتبہ کمال اور قرب الٰہی تک پہنچ جائے۔ قرآن مجید مین اپنی رائے سے تاویل کرنی حرام اور قریب کفر ہے۔

آن مگس نبود کش این غیرت بود ۔ روح او نے در خور صورت بود

ترجمہ: جسمین یہ غیرت ہو وُہ مکہی نہین ۔ روح ہے صورت سے اچہی بالیقین

شرح بعض نسخون مین بجائے غیرت عبرت ہے یعنے جس شخص کو تاویل باطل سے غیرت و شرم یا عبرت و خوف ہو وہ خواہ بظاہر کیساہی حقیر نظر آتا ہو مگر فی الواقع مگس نہین ہے بلکہ ہما ہے۔ اور اُسکی روح اُسکی صورت حقیر کے لایق نہین ہے کیونکہ صورت ایک فانی اور ظلمانی چیز ہے اور روح نورانی مطلب یہ ہے کہ یہ مگس (یعنے انسان) اگر تاویل کو چہوڑکر کسی کامل کا اتباع کرے تو مگس خسیس نہین رہتا بلکہ مرشد کامل بنجاتا ہے اور اُسکی روح اُسکے جسم اور صورت حقیر مین بہت بڑا کام کرتی ہے جو حسب ظاہر لایق صورت نہین ہوتا۔

ہمچو آن خرگوش کو بر شیر زد ۔ روح او کے بود اندر خورد قد

ترجمہ: شیر کو خرگوش سے پہنچی جو زد ۔ روح اُسکی تہی بڑی چہوٹا تہا قد

شرح۔ اندر خورد۔ بمعنے لایق۔ اور بر شیر زد۔ بمعنے با شیر جنگ کرد یعنے جسطرح خرگوش نے باوجود حقیر جانور اور کوتاہ قد ہونے کے شیر کو ماردیا (جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسکی روح اُسکے قد کے لایق نہتی بلکہ جسم و صورت اور قد پر غالب تہی ورنہ یہ بات عقل سے خارج ہے کہ خرگوش شیر کو مار ڈالے) اسطرح تارک تاویل خواہ کیساہی حقیر معلوم ہوتا ہو مگر اتباع مرشد کامل سے اُسکی روح قوی ہوجاتی ہے اور خود مرشد بنجاتا ہے۔

رنجیدن شیر از دیر آمدن خرگوش

ترجمہ: خرگوش کے دیر مین آنے سے شیر کا رنجیدہ ہونا

شرح۔ اس حکایت کا نتیجہ بطلبۂ معنوی یہ ہے کہ نفس امّارہ اپنی مخالفت سے عقل کو سرشکستہ کرتا ہے اور اُسکو اپنے دام مین لانا چاہتا ہے

شیر میگفت از سرِ تیزی و خشم ‌‌‌‌ | ‌ کز رہِ گوشم عدو بربست چشم

ترجمہ: کہہ رہا تہا شیر خشم و جوش سے ‌ | ‌ ہوگیا اندہا مین راہ گوش سے

شرح۔ میم مضاف الیہ چشم ہے۔ اور رہِ گوش سے مراد نخچیردن کے وعدے ہین یعنے شیر نے خرگوش کے دیر مین آنے سے جہلا کر یہ کہا کہ نخچیردن کے جہوٹے وعدون نے مجہے مصیبت مین ڈالدیا ہے۔

مکرہائے جبریانم بستہ کرد ‌ | ‌ تیغ چوبین شان تنم را خستہ کرد

ترجمہ: جبریون کے مکر سے بستہ ہون مین ‌ | ‌ کاٹہہ کی تلوار سے خستہ ہون مین

شرح۔ جبری سے نخچیر۔ اور تیغ چوبین سے قول باطل اور اُنکا مکر مراد ہے جو روزینہ کے متعلق تہا۔

زان سپس من نشنوم آن دمدمہ ‌ | ‌ بانگ دیوان ست و غولان آنہمہ

ترجمہ: مین نہین سننے کا اُنکا مکر اب ‌ | ‌ دیوون اور غولون کی ہے آواز سب

شرح۔ دمدمہ مکر و فریب و قولِ باطل جو شیاطین و غول کی آواز کے مانند ہے غول جن یا دیو کو کہتے ہین۔ لیکن غول سکے واقعی معنے یہ ہین کہ کل ما اغتال الانسان واہلکہ فہو غول یعنے جو انسان کو ہلاک کرنیکے لیئے فریب دے وُہ غول ہے اور آواز شیطان سے الشیطان یعدکم الفقر (شیطان تمکو محتاجی کا وعدہ دیتا ہے) معنوی طور پر صحیح مراد ہے۔

بردران ای دل تو ایشانرا مایست ‌ | ‌ پوست شان برکن کہ شان جز پوست نیست

ترجمہ: پہاڑ ڈال اے دل یہ کبکے دوست ہین ‌ | ‌ پوست کہینچ اِنکی کہ بالکل پوست ہین

شرح شیر نے یہ اپنے دل سے خطاب کیا ہے۔ یعنے ای دل صبر نکر۔ اور اِن نخچیردن کو پہاڑ ڈال اور انکے کہال کہینچ لے کیونکہ انہین بجز پوست وفا کے معنے نہین پائے جاتے یہ بیمغز اور وعدہ خلاف ہین

پوست چہ بود گفتہائے رنگ رنگ ‌ | ‌ چون زرہ بر آب کش نبود درنگ

ترجمہ: پوست کے مانند ہے باتِ نگار نگ ‌ | ‌ نقش ہے پانی کا فانی بے درنگ

شرح یہان سے مقولہ مولانا قدس سرہٗ شروع ہے یعنے ہماری مراد پوست سے گفتگوئے رنگارنگ ہے جسکو نقش بر آب کیطرح ثبات نہین ہے وُہ زرہ بمعنے نقش و حلقہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ چرب زبانی اور شیرین بیانی کے۔ اور رنگا رنگ الفاظ کا زیادہ استعمال کرتے ہین۔ وُہ فی الواقع مہمل اور بیمغز ہوتے ہین۔

این سخن چون پوست معنی مغز دان ‌ | ‌ این سخن چون نقش و معنی ہمچو جان

ترجمہ: ہے سخن اِک پوست معنی مغز ہے ‌ | ‌ ہے سخن اِک نقش معنی مغز ہے

شرح یعنے کلام بمعنے اور وعدۂ خالی از وفا نقش دیوار کی مانند ہے لیکن عوام اور خواص کے مقالات اور کلام مین فرق ہے جو آئندہ شعر مین بیان کیا گیا ہے۔

پوست باشد مغز بد را عیب پوش | مغز نیکو را ز غیرت غیب پوش

ترجمہ: پوست ہے گویا بدی کا عیب پوش | اور نیکون کے لیے ہے غیب پوش

شرح یعنے معنے بد کے لیئے الفاظ عیب پوش ہین مطلب یہ کہ عوام کے الفاظ لطیف معانی بد کو چھپائے رہتے ہین
یعنے اُنکی باتین اور اُنکے وعدے ایسے خوبصورت الفاظ مین ہوتے ہین کہ سامع کو صدق و وفا کا یقین آجاتا ہے مگر فی الواقع
ایسا نہین ہوتا۔ اور معنے نیک کے لیئے الفاظ پردہ پوش نہین ہین۔ بلکہ اُنکے لیئے شرم و غیرت لباس غیبی ہے یعنے
خواص کے لیے ماۂ شرم و غیرت خلعت اور انعام الٰہی ہے اُنکی غیرت اُنکے وعدہ کو پورا کراکر رہتی ہے وُہ اپنی بات کی شرم
رکھتے ہین اور وعدہ کو وفا کرتے ہین۔ صرف لفاظی سے کام نہین لیتے غیب پوش پوشش غیب یعنے لباس غیبی۔ نیز ممکن ہے
کہ مغز بد سے خود بد شخص اور مغز نیک سے شخص نیک مراد ہو۔ اِسصورت مین یہ مطلب ہوگا کہ بیمغز و بیمعنے اور بیمعرفت آدمی
کے لیئے اُسکا بدن اُسکا عیب پوش ہے کہ اُسکو آدمیون مین شمار کرا دیتا ہے۔ اور با معرفت آدمی کے لیے غیرت الٰہی
لباس غیبی ہے کہ اُسنے عارف کو عوام کی انکھون سے چھپا رکھا ہے۔ چونکہ اولیاء اللہ معشوق ذات حق ہین اسلیئے
غیرت الٰہی اِس بات کی مقتضی ہوئی کہ انکو اغیار کی انکھون سے چھپایا جائے جسطرح آدمی اپنے معشوق کو غیر سے چھپاتا ہے

چون قلم از باد بُد دفتر ز آب | ہرچہ بنویسی فنا گردد شتاب

ترجمہ: جب قلم ہو باد اور دفتر ہو آب | جو لکھے گا تو مٹے گا وُہ شتاب

نقش آبست ار وفا جوئی ازان | باز گردی دستہا خود گزان

ترجمہ: نقش آبی مین وفا کیا پائیگا | دیکھیو پچھتائیگا پچھتائیگا

شرح مقولہ عوام کی تمثیل ہے اور بد بمعنے بود ہے یعنے تو ہوا کو قلم اور پانی کو کاغذ سمجھکر جو کچھ لکھے گا وُہ فوراً مٹ جائیگا
اِسیطرح عوام کے جھوٹے وعدونکو سمجھنا چاہیئے اگر تو اُنکی وفاداری پر بھروسا کریگا تو انجام کار اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ
کھائیگا۔ اور پشیمان ہوگا۔ کچھ ہات نہ آئیگا۔ اور انجام کار پچھتائے گا

باد در مردم ہوا و آرزوست | چون ہوا بگذاشتی پیغام ہوست

ترجمہ: باد انسان ہے ہوا و آرزو | اِس سے درگزرے تو ہے پیغام ہو

شرح یعنے لفظ باد سے رجو پہلے مصرع مین ہے، آدمیونکی خواہش نفسانی اور بری آرزو مراد ہے۔ جو فنا ہونیوالی ہے
جب آدمی نے اِسکو چھوڑ دیا اور اوامر الٰہی بجالایا تو یہ خبر مشاہدۂ الٰہی دیگا۔ ہو مقام مشاہدہ۔

خوش بود پیغامہائے کردگار | کوز سرتا پائے باشد پایدار

ترجمہ: اچھے ہین پیغامہائے کردگار | لازوال و باوفا و پائیدار

شرح پیغامہائے تجلیات الٰہی مراد ہین جو ہر وقت عارف کو اپنی طرف بُلاتی ہین دوسرے معنے یہ بھی ہوسکتے ہین کہ

ہوائے نفسانی خدا تک پہنچنے اور کلام الٰہی سننے سے مانع ہے جس نے اسکو چھوڑ دیا گویا اس نے بلا واسطہ صوت و حرف کلام الٰہی کو سن لیا مگر چونکہ مشاہدہ تجلیات الٰہی و استماع کلام بلا استماع کلمات انبیا و اولیا بلا عمل صالح غیر ممکن ہے اسلیئے مولانا کلمات انبیا و اولیا کی تعریف کرتے ہین ۔ اور اگلے شعر مین یہ فرماتے ہین کہ

	خطبۂ شاہان بگردد وان کیا	جز کیا و خطبہائے انبیا
ترجمہ	خطبۂ شاہان کا کچھ سے کچھ ہے حال	خطبہائے انبیا ہین لازوال

شرح - کیا - بمعنے پہلوان و خداوند و پاکیزہ - پہلے مصرع مین کیا بمعنے پہلوان و خداوند ہے - اور دوسرے مین بمعنے پاکیزہ ہو۔ گردد بمعنے متغیر شود ہے اور وان کیا شاہان پر معطوف ہے - یعنے بادشاہون اور تمام خداوندان دنیا کے خطبے اور کلمات اُنکے زوال اور مرجانیسے متغیر ہوجاتے ہین مگر انبیا اور اولیا کے خطبے اور کلمات قیام تک قایم رہینگی -

	زانکہ بوش بادشاہان از ہواست	بارنامۂ انبیا از کبریاست
ترجمہ	بادشاہی کرّ و فر ہے سب ہوا	انبیا کی شان ہے شانِ خدا

شرح بوش کرّ و فر - بارنامہ - تجمل و حشمت و مباہات و اجازت نامہ یعنے بادشاہون کا کرّ و فر اور اظہار عظمت و ہیبت خواہش نفسانی کی طرف سے ہے اور انبیاء کا تجمل اللہ تعالےٰ کی جانب سے اسلیئے اُسکو زوال ہے - اور یہ بے زوال بس تو لم یزل و لایزال کے شاہد تجلی کے لیئے انبیا و اولیا کے کلمات پر عمل کرنا ضروری ہے -

	از درمہا نام شاہان برکنند	نام احمد تا قیامت میزنند
ترجمہ	نام شاہان سکہ سے ہوتا ہے حک	سکۂ احمد رہیگا حشر تک

شرح - یعنے بادشاہون کے نام انقلاب سلطنت کے وقت سکہ سے مٹا دیئے جاتے ہین لیکن حضرت احمد کا نام قیامت تک نقش ہوتا رہیگا - اور الواح اور کتب مین برابر لکھا جائیگا کیونکہ اُنکی شریعت قیامت تک قایم رہیگی -

	نام احمد نام جملہ انبیاست	چونکہ صد آمد نود ہم پیش ماست
ترجمہ	نام احمد کا ہے نامِ انبیا	سَو مین نوّے بھی داخل ہے فتا

شرح یعنے جسطرح سو کا عدد نوّے کو محیط ہے اور نوّے سو مین داخل ہین - اسیطرح ذاتِ احمدی تمام انبیا کے ذاتون کو محیط ہے یعنے اُنمین جتنے کمالات الگ الگ تھے آپ مین بطور مجموعہ ہین اور انبیا اُن مین ہین احمد صلے اللہ علیہ وسلم کی مثال ایسی ہے جیسے تارون مین چاند کہ تمام تارون کی حقیقت کو محیط ہے - جب چاند نکلتا ہے تارونکی نور کو ڈھانک لیتا ہے - اسیطرح آپ کی ذات نے تمام انبیا کی ذات اور آپ کی شریعت نے تمام شریعتون کو ڈھانک لیا ہے حقیقت محمدیہ جامع جمیع حقایق اور فیض رسان تمام خلایق اور ولایت محمدی جامع جمیع ولایت اور مقام جامع جمیع مقامات اور نبوت و رسالت جامع جمیع نبوت و رسالت ہے غرضکہ آپ تمام موجودات کے لیے علت غائی ہین

این سخن پایان ندارد اے پسر | قصۂ خرگوش گو و شیر نر

ترجمہ: اے پسر بے انتہا ہے یہ سخن | قصۂ خرگوش و شیر اب ہمسے سُن

ہم دربیان مکر خرگوش و تاخیر او در رفتن

ترجمہ: خرگوش کے مکر اور شیر کے پاس جانے مین اُسکی تاخیر کا بیان

در شدن خرگوش بس تاخیر کرد | مکر را با خویشتن تقریر کرد

ترجمہ: جانے مین خرگوش نے تاخیر کی | دل ہی دل مین مکر کی تقریر کی

شرح - یعنے چونکہ مکر کو اپنی نفس مین اچھی طرح گانٹھہ رہا تہا اسلیئے شیر کے پاس جانے مین خرگوش کو دیر ہوگئی

دررہ آمد بعد تاخیر دراز | تا بگوش شیر گوید یکدو راز

ترجمہ: اور چلا پھر بعد تاخیر دراز | تا کہ کہدے شیر سے دو ایک راز

شرح - راز سے وہی مکر مراد ہے جو خرگوش نے سوچا تہا۔ اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ صاحب عقل معاد مشکل کام مین جلدی نہین کرتا۔ کیونکہ التأنی من الرحمن والتعجیل من الشیطان۔ آہستہ کام رحمان کا اور جلدی کام شیطان کا

تا چہ عالمہاست در سودائے عقل | تا چہ با پہناست این دریائے عقل

ترجمہ: ہے عجب کچھ عالم سودائے عقل | ہے عجب کچھ وسعت دریائے عقل

شرح - چونکہ خرگوش نے اپنے عقل سے ایک مکر تراش کر شیر کو ہلاک کر دیا اسلیئے مولانا قدس سرہٗ عقل کی تعریف کرتے ہین یعنے عقل بشری کی فکر مین کسقدر عجیب عجیب عالم ہین مثلاً عالم ادراک۔ عالم تدبیر۔ عالم تصور عالم تصدیق۔ عالم یقین۔ عالم معرفت وغیرہم اور کسقدر عجیب وغریب احکام اس سے صادر ہوتے ہین۔ اور دریائے عقل کسقدر با فراخی ہے بعض نسخون مین تا چہ پہنا ہاست ہے سودا بمعنے فکر و پہنا فراخی و فراخ۔ نیز ممکن ہے۔ کہ عقل سے مراد عقل کل یعنے ذات حق ہو اسوقت سودا بمعنے متاع لغت ترکی ہوگا یعنے متاع قدرت حق مین کسقدر عالم ہین کیونکہ تمام عالم تعینات حق ہین اور قدرت حق سبحانہ وتعالےٰ مین کسقدر وسعت ہے کہ تمام تعینات کو قبول کیے ہوسے ہے۔

بحر بے پایان بود عقل بشر | بحر را غواص باید اے پسر

ترجمہ: بحر بے پایان ہے اِک عقل بشر | چاہیئے غوطہ لگانا اے پسر

شرح کیونکہ بلا غواصی دریا مین سے موتی نہین نکل سکتے۔ اسیطرح جب تک آدمی عقل کے دریا مین غوطہ نہ لگائیگا یعنے عقل سے کام نہ لیگا۔ اُسکو کچھ حاصل نہوگا۔ نیز ممکن ہے کہ عقل بشر کے مابین مضاف محذوف ہو اور عقل سے مراد ذات حق ہو یعنے ذات خالق بشر کسقدر دریائے بے پایان ہے اسدریا مین غوطہ لگانا یعنے واقف اسرار ہونا چاہیئے۔ جبتک اس دریا مین غوطہ نہ لگایا جائے گا گوہر مقصود ہرگز نہ ملیگا۔

	صورت ما اندرین بحر عذاب	مید ود چون کاسہا بر روئے آب
ترجمہ	بحر شیرین مین ہے صورت اسطرح	آب پر ہوتا ہے پیالہ جسطرح
	تا نشد پر بر سر دریا چو طشت	چونکہ پر شد طشت درو غرق گشت
ترجمہ	جس گھڑی تک پر نتھا پانی پہ تھا	ہوگیا جھٹ غرق جب پر ہوگیا

شرح۔ صورت سے مراد وجود ہے اور عذاب یا تو مفرد لفظ ہے بمعنے شیرین۔ یا مرکب ہو کر عذب آب کا مخفف ہے عذب میٹھا پانی یعنے ہمارا وجود عقل کے دریائے شیرین مین ایسا ہے جیسا پانی پر پیالہ کہ جب تک نہ بھریگا دریا کے سر پر طشت کی طرح تیرتا رہیگا اور جب بھر جائیگا تو طشت کی طرح غرق ہو جائیگا۔ مطلب یہ کہ ہمارا وجود دریائے عقل مین اوپر ہی اوپر تیرتا پھرتا ہے عقل کا پانی اسمین داخل نہین ہوا۔ ورنہ فکر معاش مین منہمک نہوتا۔ لیکن جسوقت اسمین عقل کا پانی داخل ہوگا۔ تو یہ دریائے عقل مین غرق ہو جائیگا۔ اور اسوقت عقل وجود کو معاصی کی اجازت ہرگز نہ دیگی۔ کیونکہ عقل ہرگز بری باتونکی طرف نہین لگاتی بحر عقل مین غرق ہونا گویا مرتبۂ عقل کل حاصل کرنا اور اس تک پہنچ جاتا ہے۔ نیز ممکن ہے کہ بحر عذاب سے ذات حق مراد ہو۔ یعنے ہمارے تعینات دریائے ذات مین پانی کیطرح تیرتے ہین جبتک عشق حقیقی سے خالی ہین بحر ذات سے باطنی تعلق قایم نہین ہوتا۔ اور جسوقت عشق ذات سے پر ہوگئے تو بحر ذات مین غرق ہو کر مرتبۂ فنا فی اللہ حاصل کر لیتے ہین۔

	عقل پنہان ست و ظاہر عالمے	صورت ما موج یا از وے نمے
ترجمہ	عقل پوشیدہ ہے اور ظاہر ہین ہم	نقش صورت موج ہے یا اسکی نم

شرح یعنے بحر عقل مخفی ہے اور عالم کی صورت ظاہر ہے۔ اور ہمارا وجود دریائے عقل کی ایک موج یا کچھ نمی ہے بس تو اس ظاہر کو اس طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ یا یہ کہ ذات حق مخفی ہے۔ اور ہمارا تعین اس دریا کا قطرہ ہے اسلیئے قطرہ کو دریائے عشق کا جز بنانا چاہیئے۔

	ہر چہ صورت می وسیلت سازدش	زان وسیلت بحر دور اندازدش
ترجمہ	ڈھونڈ لاتی ہے جو صورت بالضرور	وہ وسیلہ بحر سے کرتا ہے دور

شرح۔ لفظ مے بسازدش کے متعلق ہے۔ یعنے وجود اگر کسی جسمانی چیز کو بحر عقل اور مرتبۂ عقل کل تک پہنچنے کا وسیلہ بنائیگا تو اس وسیلہ کی برائی کے سبب بحر عقل اسکو اپنے سے دور پھینکدیگا۔ بس تو یہ چاہیئے کہ اسمعاملہ مین نورانی چیز مثلاً ریاضت و کشف کو وسیلہ بنائے۔ یا یہ کہ وسیلہ بنانے سے کسی غیر چیز کی عبادت مراد ہے کہ اسے عابد ذریعۂ تقرب ذات حق سمجھے۔ چنانچہ کافرونکا مقولہ ہے ما نعبدہم الا لیقربونا الی اللہ زلفٰی۔ یعنے کافرونکا مقولہ ہے کہ ہم بتون کو صرف اسی لیے پوجتے ہین کہ انکی عبادت کے وسیلہ سے خدا کا قرب حاصل ہو جائے۔

	تا نه بیند دل دهنده راز را	تا نه بیند تیر دور انداز را
ترجمه	تا نہ پائے بیہودہ مخفی راز کو	تا نہ دیکھے تیر دور انداز کو

شرح یعنے بحر عقل اسکو اتنی دور پھینکیگا کہ اسکا دل عطا کنندہ اسرار یعنے اللہ کو ہرگز نہ دیکھہ سکیگا اور اسکو دور پڑا ہوا تیر یعنے تیر معرفت نظر نہ آئیگا (دور انداز بمعنے دور انداختہ) کیونکہ اسنے جب بحر عقل ہی مین غوطہ نہین لگایا۔ تو اسرار معرفت کیونکر حاصل ہونگے۔ یا یہ کہ ذات حق اسکو اپنے سے دور پھینکدیگی فائدہ عقل کل اور کلی کنایہ از جبریل و نور محمدی و عرش اعظم اور اسی کو عقل اول کہتے ہین اور عقل فعال کنایہ فقط جبریل سے ہوتا ہے اور مطلق عقل نفس انسان مین ایک ایسی قوت کا نام ہے کہ انسان اسکے ذریعہ سے دقائق اشیاء کی تمیز کرسکتا ہے اور اسی کو نفس ناطقہ بھی کہتے ہین۔ مگر مولانا کے نزدیک عقل و جان بمعنے ذات حق بھی ہے۔

	اسپ خود را یاوه داند از ستیز	میدواند اسپ خود در راه تیز
ترجمه	گم شدہ کہتا ہے اپنے اسپ کو	اور سوار اسپ ہے خود اسپ جو

شرح مضمون سابق کو بطور تمثیل بیان کرتے ہین۔ یعنے جو شخص مرتبۂ عقل کل کی رسائی یا تقرب ذات حق کے لئے کسی جسمانی قوت یا عبادت غیر کو وسیلہ بناتا ہے۔ اسکی ایسی مثال ہے جیسا کہ اپنے گھوڑے کو کوئی شخص حماقت یا غفلت کے باعث ناپدید اور گم شدہ جانے حالانکہ خود اس گھوڑے پر سوار ہو یہی حال اس شخص کا ہے جو مرتبۂ عقل کل کی رسائی کے لیے جسمانی قوت کو وسیلہ بناتا ہے حالانکہ وہ خود مرکب عقل نورانی پر سوار ہے یعنے عقل جزئی جسکی طرف پہلے شعر مین صوت یا موج لڑوے نمے۔ کا اشارہ کیا گیا ہے اسکے پاس موجود ہے خلاصہ یہ کہ آدمی ریاضت و کشف اور عقل جزئی کے وسیلہ سے مرتبۂ عقل کل تک پہنچ سکتا ہے جسمانی وسائل کی کچھ ضرورت نہین اور نہ ان سے رسائی ممکن ہے پس تقرب ذات حق کے لیئے وسیلہ جسمانی غیر ضروری ہین۔ کیونکہ ذات حق ہر دم جویائے کے پاس ہے جیسا کہ گھوڑا سوار کے پاس مگر یہ جوینده کی غفلت اور عقل سے لڑائی ہے کہ اسکو اپنے سے دور سمجھ رکھا ہے کیونکہ اللہ تعالے خود فرماتا ہے ونحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ ہم اپنے بندے کی طرف اسکی رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہین۔ یاوہ گم و ناپدید۔ کھوئی ہوئی چیز غائب غول

	اسپ خود را یاوه داند و آن جواد	اسپ خود او را کشان کرده چو باد
ترجمه	اسپ کو گم گشتہ کہتا ہے مگر	اسپ لیجاتا ہے اسکو کھینچکر

شرح یعنے وہ اپنے گھوڑے کو گم شدہ جانتا ہے۔ حالانکہ وہ تیز رفتار ہے اور اسکو ہوا کیطرح کھینچے لیے جاتا ہے۔ یہی حال اسکا ہے جو اپنی عقل جزوی کو (جو نورانی ہے) گم جانتا ہے اور مرتبۂ عقل کل تک کی رسائی یا وصول ذات حق کے لیے وسائل ڈھونڈ رہا ہے حالانکہ عقل جزوی خود اسکی رہبر ہے جو اسپ تیز رفتار۔ اس شعر مین لفظ جواد مبدل منہ ہے اور دوسرے مصرع مین لفظ اسپ اسکا بدل واقع ہوا ہے۔

در فغان و جستجو آن خیرہ سر — ہر طرف پرسان و جویان سربسر

ترجمہ: ہے اُسے ہر دم فغان و جستجو — سو بسو پرسان و جویان کو بکو

کانکہ دزدید اسپ ما را کو وکیست — اینکہ زیر ران تست ای خواجہ چیست

ترجمہ: یعنے ایسا کون ہے گھوڑے کا چور — زیر ران کیا ہے بتا اے مرد کور

شرح یعنے وہ سوار خیرہ سر (بیہودہ وپریشان وسرکش) دربدر اپنے گھوڑے کو ڈہونڈتا پہرتا ہے اور یون کہتا ہے کہ جسنے ہمارا گھوڑا چرالیا ہے وُہ کہان ہے اور کون ہے۔ لیکن اِسکے جواب مین اُس سے یہ کہنا چاہیئے کہ حضرت سلامت جسپر آپ سوار ہین یہ کیا چیز ہے؟ یہی تو وُہ گھوڑا ہے جسکو ڈہونڈ رہے ہو۔ مطلب یہ کہ عقل جزوی ہر وقت آدمی کے پاس ہے مگر وہ اس سے غافل ہے۔ اگر ریاضت کرے اور اسکو کام مین لائے تو عقل کل اور ذات حق تک واصل ہوسکتا ہے۔ کیونکہ جز تابع کل ہے۔

آرے این اسپست لیک آن اسپ کو — باخود آ اے شہسوار اسپ جو

ترجمہ: ہے ترا گھوڑا یہی اے یادہ گو — ہوش مین آ شہسوار اسپ جو

شرح یعنے جس گھوڑے پر تو سوار ہے یہ گھوڑا تیرا ہی تو ہے۔ لیکن پہر بہی ازراہ غفلت تو یہی کہے جاتا ہے کہ وُہ گھوڑا کہان گیا۔ اے شہسوار اسپ جو اپنے آپے مین آ اور عقل سے کام لے۔ اس شعر مین غائب سے حاضر کیطرف التفات کیا گیا ہے جو عین فصاحت ہے اور لفظ لیک کے بعد حسب قرینۂ مقام لفظ میگوئی محذوف ہے۔

وصفہا را مستمع گوید براز — تا شناسد مرد اسپ خویش باز

ترجمہ: وصف کہہ دیتا ہے سامع سربسر — تاکہ ہو مالک کو گھوڑے کی خبر

شرح یعنے جو سوار اپنے گھوڑے کے اوصاف (مثلاً رنگ قد رفتار۔ عمر وغیرہ) بیان کرکے اُسکو ڈہونڈیگا تو سننے والا بتادیگا کہ جس گھوڑے کے یہ اوصاف ہین وہ یہی ہے جسپر تو سوار ہے۔ یہی حال اُس شخص کا ہے جو مرکب عقل جزوی پر سوار ہو کر مرتبۂ عقل کلی یا ذات حق کو ڈہونڈ رہا ہے کشف اُسکو بتادیگا کہ تیرا مطلوب تیرے پاس ہے یعنے بتر عقل جزوی کو عمل لانے سے عقل کُلی اور ذات حق اور مطلوب دلی تک ضرور واصل ہوجائیگا۔ مستمع سے کشف اسلیئے مراد لیا گیا ہے کہ جسطرح مستمع (سننے والا) مدرک ہوتا ہے اسیطرح کشف بہی مدرک اشیاء ہے بلکہ کشف کا ادراک مستمع کے ادراک سے بدرجہا بڑہا ہوا ہے کیونکہ مستمع صرف اصوات موجودات کا ادراک کرسکتا ہے اور کشف غیر محسوسات اور پوشیدہ چیزون تک کو حاوی ہے اور راز کی قید اسلیئے ہے کہ لوگون پر سوار کی حماقت کا اظہار نہو۔ یہ بہی ممکن ہے کہ اسپ سے روح اور سوار سے بدن مراد ہو اسوقت ان تمام اشعار کا یہ مطلب ہوگا کہ انسان اپنی روح یا جان (ذات حق) کو جابجا ڈہونڈتا پہرتا ہے حالانکہ اسکی روح اسکے پاس موجود ہے

وردرون خود بیفزا درد را — تا ببینی سبز و سرخ و زرد را

ترجمہ: دے جگہ پہلو مین اپنے درد کو — تا کہ دیکھے سبز و سرخ و زرد کو

شرح یعنے دلمین عشق الٰہی پیدا کرتا کہ تجھپر صفات متضادۂ حق مکشوف ہوجایئن۔ یہان سے مولانا قدس سرہ نے بیان ذات الٰہی اور اوصاف کی طرف انتقال کیا ہے سبز و سرخ و زرد سے اللہ تعالےٰ کی مختلف صفتین مراد ہین۔

جان ز پیدائی و نزدیکیست گم — چون شکم پر آب و لب خشکی چو خم

ترجمہ: جان ظہور و قرب کے باعث ہے گم — جسطرح پر آب اور لب خشک خم

شرح چون تعلیل کے لیے ہے اور چو حرف تشبیہ ہے اور چو خم لفظ گم کے متعلق ہے یعنے ذات حق غایت ظہور اور غایت قرب کے سبب مخفی ہے جسطرح آفتاب پر غایت روشنی کے سبب آنکھہ نہین ٹھہرتی۔ اسیطرح اُسکو بھی چشم بشر نہین دیکھہ سکتی اور جسطرح غایت قرب کے باعث آدمی کو اُسکی تپلی نظر نہین آتی۔ اسیطرح ذات حق نہین دکہائی دیتے اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ خم کہ اُسکے پیٹ مین پانی ہے اور لب خشک ہے یعنے باوجودیکہ مٹکے مین پانی موجود ہوتا ہے مگر نظر نہین آتا۔ اسیطرح ذاتِ حق جمیع موجوات مین موجود ہے لیکن نظر سے پنہان ہے۔

کے ببینی سرخ و سبز و بور را — تا نہ بینی پیش ازان سہ نور را

ترجمہ: رنگ سرخ و سبز کیا آئے نظر — تین نوردن کو نہ دیکھے گر بشر

شرح بور رنگ سرخ مائل بہ تیرگی۔ یعنے اے مخاطب تو طرح طرح کے رنگ اور مختلف شکلین ہرگز نہین دیکھہ سکتا جب تک پہلے تین طرح کے نور نہ دیکھہ لے۔ اوّل نور بصر۔ دوم نور شمس یا نور قمر سوم نور شمع و چراغ وغیرہ آدمی کو جب تک یہ دو تین نور اکھٹے نہون کچہہ نہین دکہائی دیتا۔ اِن اشعار مین مولانا تفہیم کے لیے نور ذات کو نور خارج سے تشبیہ دیتے ہین۔ اور مقصود یہ ہے کہ بلاواسطۂ نور ذات حق تعالےٰ آدمی بالکل اندھا اور کور ہے۔ اسرار معرفت کو ہرگز نہین دیکھہ سکتا۔ اے خدا اے آسمانون اور زمین کے نور تو ہماری آنکھون کو اپنے نور سے روشن کردے۔

لیک چون در رنگ گم شد ہوش تو — شد ز نور آن رنگہا روپوش تو

ترجمہ: رنگ مین گم ہوگئے جسوقت ہوش — اگیا آنکھون کے آگے پردہ پوش

شرح۔ یعنے جب اشکال اور الوان مین تیری عقل محو ہوگئی۔ تو یہ الوان و اشکال اُس نور کیجانب سے تیرے مُنہ کا پردہ بنجائینگے۔ مطلب یہ کہ جب تو ظاہری صورت پر مفتون ہوگیا۔ تو مشاہدۂ نور حق سے محروم رہیگا حالانکہ اشکال کا دیکھنا اِسلیئے تہا کہ اُنسے مشاہدۂ نور ذات یعنے صانع اشکال حاصل ہو۔

چونکہ شب آن رنگہا مستور بود — پس بدیدی دید رنگ از نور بود

ترجمہ: شب کو جتنے رنگ تہے مستور تہے — کیونکہ دیدے رات کو بے نور تہے

نیست دید رنگ بے نور برون	ہمچنین رنگ خیال اندرون
ترجمہ سوجھتا کیا ہے بجز نور برون	ہے یہی حال خیال اندرون

شرح یعنے چونکہ رات کو الوان واشکال پوشیدہ رہتے ہین اسلیئے بلا وسیلہ شمع وچراغ نظر نہین آتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی رنگ یا شکل بلا نور خارج نظر نہین آسکتی اور یہی حال شکل اور رنگ خیال باطن کا ہے کہ یہ بھی بلا نور ذات نہین دکھائی دیتے یعنے جب تک نور ذات دل مین نہو ہم دل کے خیال کی صورت نہین دیکھہ سکتے کہ اچھی ہے یا بری البتہ نور ذات جب دل مین ہوگا تو اچھے خیال کو اچھا دیکھا جائیگا۔ اور برے کو برا مطلب یہ کہ خیال حق اور خیال باطل کے تمیز بلا حصول نور قلبی میسر نہین ہوتی۔ بلکہ آدمی غلطی مین پڑکر اچھے کو برا اور برے کو اچھا سمجھ لیتا ہے چنانچہ کفار وفساق کا حال ملاحظہ کرنا چاہیئے۔ جسطرح خیال باطن کیصورت بلا نور ذات مرئی نہین ہوتی اسیطرح نور ذات بلا عشق اور محبت الٰہی حاصل نہین ہوتا اور جسطرح نور ظاہر چراغ وغیرہ کا عکس ہے نور ذات اسما وصفات کا پرتو ہے نتیجہ یہ نکلا کہ عشق حقیقی تمام نوروں کا مخزن ہے۔ جو اس نور سے بے نصیب ہا وہ فی الواقع اندھا اور دل کا نابینا ہے۔

این برون از آفتاب و از سہاست	وان درون از عکس انوار خداست
ترجمہ یہ فقط مہر وسہا کا عکس ہے	اور وہ نور خدا کا عکس ہے

شرح یعنے یہ نور خارجی آفتاب وکواکب وچراغ وغیرہ کا عکس ہے اور وہ عکس انوار خدا یعنے عکس اسماء وصفات ہے۔ پس تو یہ نور شمس وقمر وغیرہما کے نور سے افضل ہوا اور اصل نور ٹھیرا۔ طالب کو چاہیئے کہ اسی نور سے انوار حاصل کرنیکی کوشش کرے۔ این برون سے نور خارج اور وان درون سے نور باطن یعنے نور الٰہی مراد ہے۔

نور نور چشم خود نور دل ست	نور چشم از نور دلہا حاصل است
ترجمہ نور ان آنکھوں کا ہے خود نور دل	آنکھہ کو ملتا ہے دل سے متصل
باز نور نور دل نور خداست	کوز نور عقل وحس پاک وجداست
ترجمہ اور نور دل ہے خود نور خدا	نور حس وعقل سے بالکل جدا

شرح اس نور ذات کی تمام نوروں پر تفصیل ثابت کرنی مقصود ہے اور مطلب یہ ہے کہ نور چشم کا نور بالتحقیق نور دل ہے کیونکہ نور چشم نور دل سے حاصل ہوتا ہے۔ غرض یہ کہ جس شخص کی آنکھہ مین ظاہری نور ہے وہ اہل معانی کے نزدیک اندھا ہے کیونکہ انکے نزدیک اس ظاہری نور کے لیئے ایک اور نور ہونا چاہیئے۔ جسکو نور دل کہتے ہین جب کسی کی آنکھہ کے نور کے ساتھہ نور قلب شامل نہو گا وہ مشاہدہ حقیقت سے محروم رہیگا۔ پھر اس نور قلب کے لیئے بھی ایک نور ہے اور وہ نور الٰہی ہے جب تک یہ نور نور قلب کے ساتھ نہ ملے گا تو اشراقیین کی طرح قلب کتنا ہی منور ہو مگر معرفت حاصل نہو گی۔ اور چونکہ اس نور ذات سے معرفت حاصل ہوتی ہے اسلیئے نور عقل وحس سے بدرجہا ممتاز اور اعلےٰ درجہ کا ہے

شب نبُد نور و ندیدی رنگها | پس بضدّ نور پیدا شد ترا

ترجمہ: رنگ اندھیرے مین نظر آتے نہین | نور سے ہوتے ہین ظاہر بالیقین

شرح یعنے رات کو چونکہ نور نتھا اسیلئے تجکو الوان و اشکال نظر نہ آئے اس سے معلوم ہوا کہ الوان و اشکال اپنی ضد یا ضد شب یعنے نور سے نظر آتے ہین۔ اسیطرح اسرار معرفت نور ذات الٰہی سے نظر آتے ہین۔ ضدّ نور کی اضافت بیانی ہے

شب ندیدی رنگ کان بے نور بود | رنگ چہ بود مہرۂ کور و کبود

ترجمہ: رنگ کا شب کو نہین ہوتا وجود | رنگ کیا ہے مہرۂ کور و کبود

شرح یعنے رات کو تو رنگ ندیکھہ سکا کیونکہ رات ہی بے نور ہے اور رنگ بہی بے نور ہے۔ کیونکہ رنگ کی ایسی مثال ہے جیسے شطرنج کے نیلے اد سیاہ مہرے مطلب یہ کہ جسطرح اندہیری رات مین سیاہ مہرہ نہین دکھائی دیتا اسیطرح ظلمت جسمانی مین جب تک نور قلب اور نور ذات نہو۔ کوئی شئے نظر نہین آتی بلکہ آدمی حقیقی اندہا ہوتا ہے گو اسکی ظاہر آنکھین کھلی ہوئی ہون۔ لاتعمی الابصار ولکن تعمی القلوب آنکھین اندہی نہین ہوتین لیکن دل اندہے ہوجاتے ہین۔

گہ نظر بر نور بود آنگہ برنگ | ضد بضد پیدا بود چون روم و زنگ

ترجمہ: نور کے باعث نظر آتا ہے رنگ | ضد سے ضد ظاہر ہے جیسے روم و زنگ

شرح یعنے اول نظر نور پر ہوگی اسکی بعد رنگ پر ہوگی مطلب یہ کہ رنگ کے لیے نور کا ہونا مقدم ہے اگر نور نہوگا تو رنگ ہرگز نظر نہ آئے گا اور نہ اسکی تمیز ہوسکیگی جیسا کہ اندہے کو کسی رنگ کی تمیز نہین۔ مثلاً یون سمجھیے کہ نور ایک سفید کپڑا ہے اور رنگ سیاہ تو جب تک آدمی سفید کپڑے کی حقیقت نجانے گا سیاہ کپڑون کو کیونکر پہچانے گا یا نور کو روم اور رنگ کو زنگ تصور کیجیے بغیر روم کے دیکھے زنگ کی تمیز کیونکر ہوگی۔ ہر شے اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے رومی سُرخ و سفید ہوتے ہین اور زنگی حبشی کو کہتے ہین۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہر چیز اپنی ضد سے سمجھ مین آتی ہے۔

دیدن نورست آنگہ دید رنگ | این بضدّ نور دانی بیدرنگ

ترجمہ: نور لازم ہے برائے دید رنگ | نور سے کھلتی ہے رنگت بیدرنگ

شرح یعنے تو رنگ کو اسکی ضد نور کے سبب پہچانے گا۔ ضد نور کی اضافت بیانی ہے اور مطلب وہی جو پہلے شعر کا تھا

پس بضد نور دانستی تو نور | ضد بضد را مینماید در صدور

ترجمہ: نور کی ضد سے کھلے گا تجہپہ نور | کیونکہ ضد سے ضد کا ہوتا ہے ظہور

شرح یعنے تو نے جسطرح رنگ کو اسکی ضد (نور) سے جانا ہے اسیطرح نور کو اسکی ضد (ظلمت و رنگ) سے پہچانا ہے اسیطرح رومی زنگی سے اور زنگی رومی سے پہچانا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ ہر ضد اپنی ضد کو ظاہر کردیتی ہے۔ بضد مین بائے موحدہ زائد ہے جو بعض نسخون مین نہین ہے اور صدور بمعنے عالم ظہور و عالم دنیا ہے۔

	رنج وغم را حق پے آن آفرید	تا بدین ضد خوشدلی آید پدید
ترجمہ	اسلیئے دیتا ہے غم رنج آفرین	تاکہ خوشدل اس سے ہو مرد غمین

شرح یعنے اللہ تعالےٰ نے رنج وغم کو اسلیئے پیدا کیا ہے کہ اس سے اسکی ضد یعنے خوش دلی ظاہر ہو جائے (ضد مبدل منہ ہے۔ اور خوشدل بدل) کیونکہ رنج نہوتا تو آدمی خوشی کو کبھی معلوم نہ کرسکتا۔ اسیطرح اگر رات نہوتی تو دن کو اور گرمی نہوتی تو جاڑے کو اور فقر نہوتا تو غنا کو اور بیماری نہوتی تو تندرستی کو اور موت نہوتی تو زندگی کو اور ظلمت نہوتی تو نور کو کوئی معلوم نہین کرسکتا تہا۔ خلاصہ یہ کہ عالم مین اضداد نہوتین تو تمیز اشیا مرتفع ہوجاتے۔ کوئی کسیکو پہچان نہ سکتا۔

	پس نہانہا بضد پیدا شود	چونکہ حق را نیست ضد پنہان بود
ترجمہ	جملہ اشیا اپنی ضد سے ہین عیان	چونکہ حق بے ضد ہے رہتا ہے نہان

شرح پچہلے اشعار فقط اس مطلب کی تمہید کے لیئے تہے جو اس شعر مین بیان کیا گیا ہے یعنے کوئی شخص یہ کہتا تہا کہ جب تمام موجودات مظہر ذات ہین تو وہ ذات پنہان کیون ہے مولانا نے جواب دیا کہ ہر شے اپنی ضد اور اپنے مقابل سے پہچانی جاتی ہے۔ جسکی مثالین اوپر گذر چکی ہین مگر چونکہ اللہ تعالےٰ کا مقابل اور اسکی ضد کوئی چیز نہین ہے اسلیئے وہ معلوم نہین ہوسکتا۔ اور اسی باعث پنہان ہے۔ نہانہا سے مراد تمام چیزین ہین۔

	نور حق را نیست ضدے در وجود	تا بضد او را توان پیدا نمود
ترجمہ	نور حق کی ضد نہین ہے جان لے	تاکہ ضد سے تو اسے پہچان لے
	لاجرم ابصارنا لا تدرکہ	وہو یدرک بین تو از موسیٰ وکہ
ترجمہ	آنکھین اسکے دیکھنے سے ہین ستوہ	دیکھہ لے تو قصۂ موسےٰ وکوہ

شرح یہ اس آیۃ کی طرف اشارہ ہے لا تدرکہ الابصار وہو یدرک الابصار یعنے اللہ کو آنکھین نہین دیکھہ سکتین اور وہ آنکھون والونکو دیکھتا ہے۔ اے مخاطب تو اس عدم رویت ذات کی حالت کو حضرت موسےٰ اور کوہ طور کے قصہ سے معلوم کر جب حضرت موسےٰ نے تجلی چاہی تو حکم آیا کہ تجکو دیکھنے کی طاقت نہوگی کیونکہ رویت کے لیئے اول دیکھنے والا چاہیئے اور جب دیکھنے والا رویت کا متحمل نہوا تو رویت کیسی؟ لا تدرکہ الابصار سے ظاہری آنکھین مراد ہین اور ادراک سے احاطۂ ذات اور اولیا اللہ کی رویت چشم باطن کے ساتہ ہے۔

	صورت از معنے چو شیر از بیشہ دان	یا چو آواز و سخن ز اندیشہ دان
ترجمہ	شیر ہے معنے تو صورت بیشہ ہے	یہ سخن ہے اور وہ اندیشہ ہے

شرح اس سے پہلے صورت کو کاسہ سے اور معنے (ذات حق) کو بحر شیرین سے تشبیہ دیگئی ہے اور اسجگہ اُسی معنے اور صورت کوئی تشبیہ مین بیان کرتے ہین یعنے صورت موجودات کو ذات حق سے وہ نسبت ہے

جو شیر کو اپنے بن سے ۔ کہ اُسی سے پیدا ہوتا ہے اور اسیطرف راجع ہو جاتا ہے ۔ اسیطرح عالم صورت عالم
معنے سے پیدا ہو کر انجام کار اُسکیطرف راجع ہوتا ہے ۔ کیونکہ معنے صورت کے لیئے بمنزلہ اصل ہے جسطرح بن شیر
کے لیئے کیونکہ کل شیٔ یرجع الی اصلہ یا یہ سمجھیئے کہ صورت آواز اور سخن کی مانند ہے ۔ اور معنے اندیشہ و فکر کی مانند
فکر آواز و سخن کے لیئے بمنزلۂ اصل ہے ۔ اگر اندیشہ نہو تو آواز و سخن کسی طرح مُنہ سے نہ نکل سکے ۔ شیر اور آواز و سخن
کو بقا نہین البتہ بیشہ اور اندیشہ باقی رہتا ہے ۔ اسیطرح صورت کو بقا نہین اور ذات حق ہمیشہ باقی رہنے والی ہے
اندیشہ سے مراد وہ قوت باطنی ہے جو الہام ربانی سے آلات آواز و سخن کو بولنے پر مجبور کرتی ہے ۔

	این سخن و آواز از اندیشہ خاست	تو ندانی بحر اندیشہ کجاست
ترجمہ	ہر سخن ہے فیض اندیشہ مگر	بحر اندیشہ کی تجھکو کیا خبر
	لیک چون موج سخن دیدی لطیف	بحر را دانی کہ ہم باشد شریف
ترجمہ	جانکر موج سخن کو تو لطیف	جانتا ہے یہ کہ دریا ہے شریف

شرح یعنے آواز و سخن اندیشہ سے حاصل ہوتی ہے ۔ اندیشہ اصل ہے اور آواز اُسکی تابع مگر تو نہین جان سکتا کہ بحر
اندیشہ کہان ہے کیونکہ اندیشہ نہ خارج بدن ہے ۔ نہ داخل بدن ۔ نہ اُس سے متصل ہے نہ منفصل کیلئے کہ اگر بحر
اندیشہ کو خارج بدن تسلیم کرین تو سخن اور آواز جو اُسکی فرع ہے اور لب و زبان سے متعلق ہے کہان سے حاصل ہوتی
ہے ۔ اور اگر داخل مانین ۔ تو اُسکو محدود اور الہام ربانی سے بالکل منقطع ہونا چاہیئے حالانکہ بحر اندیشہ غیر محدود ہے
لیکن تو نے موج سخن کو لطیف سمجھکر اتنا جان لیا ہے کہ بحر اندیشہ نہایت بزرگ اور الہام ربانی ہے مطلب یہ کہ جمیع
ممکنات و موجودات کی اصل ذات حق ہے جسکا احاطہ آدمی نہین کرسکتا ۔ مگر ہان موجودات سے اتنا معلوم ہوسکتا ہے
کہ ان تصاویر کا مصور فعال لما یرید ہے ۔ کیونکہ صورت معنی پر اثر موثر پر اور جز اپنے کل پر ضرور دلالت کرتا ہے ۔

	چون ز دانش موج اندیشہ بتاخت	از سخن و آواز او صورت بساخت
ترجمہ	دل مین اُٹھی موج علم من لدن	اور اُسکو مل گئی شکل سخن
	از سخن صورت بزاد و باز مُرد	موج خود را باز اندر بحر بُرد
ترجمہ	شکل جو پیدا ہوئی تھی مٹ گئی	موج پھر دریا مین اپنی جا ملی

شرح یعنے بحر علم آلہی سے موج نکر اول دل کیطرف دوڑی ۔ اور پھر آواز و سخن کی صورت مین ظاہر ہوئی ۔ یعنے
تصورات ذہنی جو الہام ربانی سے دل مین آتے ہین آواز اور سخن کی صورت بنکر باہر نکلتے ہین ۔ مطلب یہ کہ کلام نفسی
یعنے کلام لفظی ہے گر اتنی بات ہے کہ کلام نفسی کلام لفظی کی صورت مین مُتشکل ہو گیا ہے ۔ اور دوسرے شعر کا یہ
مطلب ہے کہ سخن کو اندیشہ نے اپنی صورت بنا لیا ہے مگر یہ صورت بہت جلد فنا ہو جاتی ہے کیونکہ حروف

اور کلمات اعراض سیالہ ہین جو آناً فاناً فنا ہوتے رہتے ہین۔ اور یہ موج کلام پھر اپنے آپ کو بحر علم الٰہی کی طرف لیجاتی ہے۔ کیونکہ کل شئ یرجع الی اصلہ۔ اسیطرح تمام موجودات فیضان الٰہی ہین اور اسیکیطرف راجع ہوجاتے ہین۔

	صورت از بے صورتے آمد برون	باز شد کانّا الیہ راجعون
ترجمہ	شکل بے صورت سے آئی ہے برون	اور پھر انّا الیہ راجعون

شرح یعنے جسطرح صورت سخن و آواز ایک بے صورت چیز یعنے اندیشہ سے پیدا ہوئی ہے اور پھر اُسی کی طرف چلی جاتی ہے۔ اسیطرح موجودات ایک بے صورت (یعنے ذات حق) سے پیدا ہوئے ہین اور اُسیکیطرف راجع ہوجاتے ہین۔ لفظ بے صورتے کی یائے مجہول کو اگر معروف پڑہین تو بمعنے عالم معنے ہوگا۔ کانّا مین کاف تعلیل ہے اور انّا الیہ راجعون مضمون علت ہے۔ یعنے ہم سب انجام کار خداہی کی طرف رجوع کرنے والے ہین

	پس ترا ہر لحظہ مرگ و رجعتیست	مصطفےٰ فرمود دنیا ساعتیست
ترجمہ	ہر گہڑی اِک مرگ و رجعت ہے تجھے	اور دنیا ایک ساعت ہے تجھے

شرح۔ یعنے جسطرح صورت عالم معنے سے باہر آتی ہے اور پھر وہین چلی جاتی ہے اور اُسکی جگہ دوسرے صورت آجاتی ہے اسیطرح ایخاطب تجکو بہی ہر وقت موت اور رجعت اور فنا اور ایجاد ہے کیونکہ تو متجدد الامثال اور متحد الشکل ہے تجدد امثال اور اتحاد شکل کے یہ معنے ہین کہ کائنات کی صورتین ہر وقت متبدل ہوتے رہتے ہین ہر وقت صورت موجودہ معدوم ہوجاتی ہے اور اس صورت زائلہ کے مانند نئی صورت موجود ہوجاتی ہے مگر عین و تشخص مین کچہ فرق نہین آتا۔ چونکہ صورت موجودہ صورت معدومہ کے بالکل مشابہ ہوتی ہے اسلیئے یہ تبدل و تغیر محسوس نہین ہوتا۔ بلکہ یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ وہی صورت ہے جو ہمیشہ سے ہے حدیث شریف مین یہ ہے الدنیا ساعۃ لیس فیہا راحۃ فاجعلوہا طاعۃ کے لاتحصل یوم القیمۃ ندامۃ دنیا ایک ساعت ہے جسمین راحت نہین اسلیئے طاعت کیا کرو تاکہ قیامت مین ندامت نہو۔ اسمین دنیا کو ایک ساعت بنظر تجدد امثال کہا گیا ہے یعنے دنیا کے ہر ساعت نئی ہے جب ایک گزر جاتی ہے دوسرے اُسکیجگہ آجاتی ہے لیکن چونکہ یہ دوسرے ساعت پہلے ساعت سے مشابہ ہے اسلیئے تجدد ساعات معلوم نہین معلوم ہوتا۔ جو سانس گزر جاتی ہے گویا متنفس کے لیئے موت ہے اور جو پہر آجاتی ہے یہ اُسکی رجعت ہے مگر تشابہ کے باعث تجدد غیر محسوس ہے اور زندگی مستمر معلوم ہوتی ہے۔ پس تو جب ہر سانس گزرنیوالی آدمی کے لیے موت ہے تو اُسکو لازم ہے کہ کوئی دم غفلت مین نگزارے۔ غافل ز احتیاط نفس یک نفس مباش ٭ شاید ہمین نفس نفس واپسین بود ٭

	فکر ما تیریست از ہو در ہوا	در ہوا کے پاید آید تا خدا
ترجمہ	ہے ہمارا فکر اِک تیر ہوا	جا پہنچتا ہے ہوا سے تا خدا

شرح یعنے اندیشہ اور خیال جو ہمارے دلمین آتا ہے یہ ایک تیر ہے جو عالم ہویّت الٰہی سے ہوائے وجود انسانی مین آتا ہے۔ لیکن یہ تیر اس ہوا مین قرار نہین پکڑتا بلکہ خدا کی طرف چلا جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ وحدت ذاتی کثرت کو اپنی طرف کہینچ لیتی ہے کیونکہ وحدت تمام موجودات کی اصل ہے جب کوئی شے افاضۂ اسمار رحمانیہ سے عالم وجود مین آتی ہے تو بعد امتحان خیر و شر وحدت حقیقیہ اُسکو سلب کر دیتی ہے۔

	هر نفس نو میشود دنیا و ما	بیخبر از نو شدن اندر بقا
ترجمہ	ہر گھڑی دنیا کو جدت ہے مگر	لوگ ہین جدت سے بالکل بےخبر

شرح۔ دنیا ہر دم نئی ہوجاتی ہے مگر ہم بسبب فریب استمرار بیخبر ہین۔ اندر بقا بمعنے اندر فریب استمرار۔ اُسی تجدد امثال کے مسئلہ کیطرف اشارہ ہے جسکی شرح ابھی ہوچکی ہے۔ یہ مسئلہ نہایت باریک ہے غور سے سمجھنا چاہیئے۔

	عمر ہم چون جوے نو نو میرسد	مستمری مے نماید در جسد
ترجمہ	جان ہر دم شکل تازہ نہر ہے	جسم مین پانی کی یکسان لہر ہے
	آن ز تیزی مستمر شکل آمدست	چون شرر کش تیز جنبانی بدست
ترجمہ	مستمر ہے تیز چلنے سے مگر	ہوتی ہے جنبش سے جو شکل شرر
	شاخ آتش را بجنبانی بساز	در نظر آتش نماید بس دراز
ترجمہ	سوختہ لکڑی کی جنبش دیکھ لے	اور درازی ہائے آتش دیکھ لے

شرح یعنے عمر مین بھی ایسا ہی تجدد ہے جیسا کہ صورت مین مذکور ہوا۔ اور اسکے مثال ایسی ہے جیسا کہ نہر کا جاری پانی۔ جو ہر وقت جدید ہوتا ہے مگر چونکہ اسکا جریان کمال سرعت کے ساتھ ہے اسلیے مستمر اور ایک حالت مین معلوم ہوتا ہے یا جسطرح شرر کو لیکر کوئی جلدی جلدی حرکت دے باوجودیکہ شرر ایک نقطہ سا ہوتا ہے مگر اُسوقت ایک بڑا سارا حلقہ معلوم ہوگا۔ اِسیطرح عمر کی ہر گھڑی کو وحدت الٰہی فنا کر دیتی ہے اور فیض رحمانی موجود کرتا ہے مگر یہ حاسہ کی غلط کاری ہے کہ عمر کو مستمر سمجھتا ہے جیسا کہ نقطۂ شرر کو حلقہ جان لیا تھا۔ مستمر شکل مین اضافت مقلوب ہے۔ شاخ آتش بمعنے ہیزم سوختہ۔ بساز۔ دوسرے مصرع سے متعلق ہے۔ بمعنے فعل یعنے اگر تو ہیزم سوختہ کو ہلائے تو اِس فعل سے آگ لمبی نظر آئیگی حالانکہ لمبی نہین ہے یہی حال عمر کا ہے کہ عدم ادراک تجدد کے سبب لمبی نظر آتی ہے مگر فی الواقع دراز نہین ہے۔ یہ اشعار مثنوی کے مشکل شعرون مین ہین۔

	این درازی مدت از تیزی صنع	مینماید سرعت انگیزی صنع
ترجمہ	یہ درازی ہے فقط تیزی صنع	ہے نمایان سرعت انگیزی صنع

شرح یعنے یہ عمر کی درازی کہ صانع حقیقی کی تیزی صنعت سے حاصل ہوی ہے اُس کثیر سریع الفعل ہونیکو

ظاہر کرتی ہے اور اس بات کو معلوم کراتی ہے کہ صانع حقیقی عجیب سریع الفعل ہے جسکی ہنیال صنعت سے دنیا اور عمر باوجود ایک ساعت ہونے کے اسقدر دراز معلوم ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کا صانع سریع الفعل ہونا آیۃ کن فیکون سے ظاہر اور تجدد امثال سے عیان ہے۔ اسکی صنعت نہایت تیزی کے ساتھ ایک صورت سے دوسری صورت اور ایک ساعت سے دوسری ساعت کو ہمشکل بناکر بدلتی رہتی ہے۔

طالب این سر اگر علامہ ایست	نک حسام الدین کہ سامی نامہ ایست
ترجمہ: طالب سر گر کوئی علامہ ہے	ہے حسام الدین کہ سامی نامہ ہے

شرح چونکہ تجدد امثال کی بحث نہایت مشکل اور باریک ہے اسلیئے مولانا فرماتے ہین کہ اس بھید کا طالب اگر کوئی علامت ہے تو حسام الدین ہے جو سامی نامہ (نامہ بزرگ۔ اور نسخۂ اسرار آلہی اور دفتر معرفت ربّانی) ہے۔ نک۔ اینک کا مخفف ہے اینک کی تحقیق اور حضرت ضیاء الحق حسام الدین مرید جناب مولانا کا ذکر اس سے پہلے گذر چکا ہے لہذا مکرر شرح کی ضرورت نہین۔

وصف او از شرح مستغنی بود	رو حکایت کن کہ بیگہ مے شود
ترجمہ: وصف مستغنی ہے اسکا شرح سے	جا رہا ہے وقت قصہ کہنے دے

شرح یعنے حسام الدین کی اوصاف شرح سے مستغنی ہین البتہ اب انکو چھوڑ اور شیر و خرگوش کی حکایت سن کیونکہ وقت غیر ہوا جاتا ہے۔ ہمین کہانی پوری کرنے دے۔ رات جا رہی ہے **فائدہ** مولانا قدس سرہ نے خرگوش کی دانائی کے باعث اول مطلق عقل کی تعریف کی اور عقل چونکہ ایک نور ہے اس لحاظ سے نور ذات کا تذکرہ فرمایا اور نور ذات چونکہ تمام کائنات مین موجود ہے اسلیئے صورت کے متعلق مختصر بحث کی اور صورت مین چونکہ ہر وقت تجدد موجود ہے اسلیئے تجدد امثال کا ذکر کیا۔ اور چونکہ تجدد امثال کی بحث نہایت مشکل تھی اسلیئے اسکو مولانا حسام الدین کے نام پر تمام کر دیا۔

رسیدن خرگوش بہ شیر و خشم شیر بروے

ترجمہ: خرگوش کا شیر کے پاس جانا اور شیر کا غضبناک ہونا

شیر اندر آتش و در خشم و شور	دید کان خرگوش مے آید ز دور
ترجمہ: دور سے دیکھا یہ پھر غصہ غم نے	یعنے خرگوش آرہا ہے سامنے
میدود بے دہشت و گستاخ او	خشمگین و تند و تیز و ترش رو
ترجمہ: دوڑتا آتا ہے بے خوف و خطر	ترش رو و تند و تیز و غصہ ور

شرح دوسرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ خرگوش شیر کے سامنے ایسا نڈر بنکر آیا گویا اُسنے کوئی قصور ہی نہین کیا تھا شور بمعنے غل

گر شکستہ آمدن تہمت بود	وز دلیری رفع ہر ریبت بود
ترجمہ: کا پنتے آنا ہے تہمت کا نشان	دفع کرتی ہے دلیری سب گمان

شرح۔ یہ شعر مولانا کا مقولہ ہے یعنے پریشانی اور خوف وشکستگی کے آثار کسیکے چہرہ پر نمایان ہونگے تو وُہ ضرور جرم وقصور کے ساتہ متہم ہوجائے گا۔ اور اُسپر گناہگاری کی تہمت لگ جائے گی اور اگر کوئی شخص دلیر ہیگا تو اُسپر ہرگز خطا کا شُبہ نہین ہوسکتا۔ کیونکہ یہ فطرتی بات ہے کہ خطا کار اور قصورمند دلیر نہین ہوتا۔

چون رسید او پیشتر نزدیک صف	بانگ برزد شیر ہان اے ناخلف
ترجمہ: آگیا جسوقت وُہ نزدیک صف	شیر نے آواز دی ۔ او ناخلف

شرح۔ ناخلف بمعنے نالایق وولد الزنا۔ یعنے شیر نے خرگوش کو اپنی طرف آتا دیکھکر یہ کہا کہ اے نالایق ٹھیر تو سہی تجہے کیسی سزا دیتا ہون۔ اور نزدیک صف سے وُہ جگہ مراد ہے جہان شیر غصہ مین نخچیرون کے ساتہ صف آرائی کے لیئے تیار کہڑا تہا

من کہ گاوان راز ہم بدریدہ ام	من کہ گوش شیر نر مالیدہ ام
ترجمہ: یعنے پہاڑا گائے بیلون کو بہت	گوشمالی دی ہے شیرون کو بہت
نیم خرگوشے چہ باشد کو چنین	امر ما را افگند اندر زمین
ترجمہ: نیم خرگوش اور اُسکا یہ جگر	ہو ہمارے حکم سے بالکل نڈر

شرح۔ یہ دونو شعر قطعہ بند ہین۔ شیر یہ کہتا ہے کہ مینے سیکڑون گائے بیل چبا ڈالے ہین اور بہت سے شیرون کو گوشمالی دیچکا ہون۔ اے خرگوش تو تو پورا خرگوش بہی نہین بلکہ نیم خرگوش ہے (نیم خرگوش بمعنے خرگوش ضعیف) تیری یہ مجال کہ ہمارے حکم کی اہانت کرے اور اُسے نمانے۔ **فائدہ** اِس قصہ مین شیر سے نفس امّارہ اور خرگوش سے عقل مراد ہے۔ نفس عقل پر غلبہ پاکر اُسکی تحقیر کیا کرتا ہے اور اپنے حکم کی مخالفت پر تہدید کرتا رہتا ہے آیندہ شعر مین مولانا انہی معنون کیطرف اشارہ کرتے ہین۔

ترک خواب وغفلت خرگوش کن	غرش این شیر اے خرگوش کن
ترجمہ: ترک خواب وغفلت خرگوش کر	اسکو سن غرّا رہا ہے شیر نر

شرح۔ خواب خرگوش غفلت کے لیئے ضرب المثل ہے۔ مولانا بطور پند فرماتے ہین کہ ایمخاطب خواب غفلت کو چہوڑ اور نفس امّارہ کا زور وشور دیکہہ۔ اور اُسکے غرّانے کی آواز گوش دل سے سُن کہ کسطرح تجہپر حکومت کرتا ہے۔

عذر گفتن خرگوش بہ شیر از تاخیر ولابہ کردن

ترجمہ: دیر مین آنیکے سبب خرگوش کا شیر سے خوشامد آمیز عذر بیان کرنا

شرح۔ چونکہ شیر (نفس امّارہ) نہایت سرکش ہے اسلیئے خرگوش (عقل) اُسکو خوشامد وفریب اور منت وسماجت سے اپنے قبضہ مین لانا چاہتا ہے۔

گفت خرگوش الامان عذریم ہست | گر دہد عفو خداوندیت دست

ترجمہ: یہ کہا خرگوش نے گر ہو معاف | عذر جو کچھ ہے وُہ مین کہدون صاف

باز گویم چون تو دستوری دہی | تو خداوندی و شاہ و من رہی

ترجمہ: گر اجازت ہو تو کرلون کچھہ کلام | آپ شاہنشاہ ہین مین ہون غلام

شرح خرگوش نے شیر کو خشمناک دیکھکر یہ کہا کہ مین آپ سے جان کی امان چاہتا ہون اور اپنے دیر مین حاضر ہونیکا عذر بیان کرتا ہون بشرطیکہ مجھے عفو خداوندی (آپ سے معافی) ملجائے دست دہد بمعنے حاصل شود دستوری بمعنے اجازت - رہی بمعنے چاکر و غلام ہے

گفت چہ عذر اے قصور ابلہان | این زمان آیند در پیش شہان

ترجمہ: شیر بولا - کیسا عذر اے بے تمیز | یعنے عذرِ بے محل کب ہے عزیز

شرح - یعنے شیر نے خرگوش سے یہ کہا کہ اے تمام بیوقوفون کے قصورِ مجسم اب کیسا عذر کہین بادشاہون کے پاس عذر گناہ کے لیئے ایسے وقت مین (یعنے وقت ٹالکر) ہی آیا کرتے ہین؟ لاحول ولا قوۃ ہرگز نہین - عذر بے ہنگام کسیطرح نہین سُنا جاتا کیا تو نہین جانتا کہ بادشاہ اطاعت بے محل سے سخت ناراض ہوتے ہین اسوقت تیری منت سماجت اور اپنے آپ کو معذور بیان کرنا عذر بدتر از گناہ ہے -

مرغ بے وقتی سرت باید برید | عذر احمق را نمے باید شنید

ترجمہ: بانگ مرغ بے محل کی ہے بری | چاہیئے ہے تیری گردن پر چھری

عذر احمق بدتر از جرمش بود | عذر نادان زہر ہر دانش بود

ترجمہ: عذر احمق کا ہے بدتر جرم سے | زہر ہے ہر اہل دانش کے لیے

شرح مرغ بے وقت مرغ بے ہنگام - جو پچھلے رات کو صبح صادق سے پہلے بولنے لگے اور اُسکی آواز سے مسافر چل کھڑے ہون - اور چورون یا قزاقون کے پہندے مین گرفتار ہو جائین - ایسے مرغ کے گلے پر چھری پہیر دینی چاہیئے - شیر نے خرگوش کو جو وقت ٹالکر حاضر ہوا تہا مُرغ بے وقت سے تشبیہ دی ہے دوسرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ احمق اور جاہل شخص کا عذر عقل یا اہل عقل کے حق مین زہر کے مانند ہے - کیونکہ نادان آدمی کا عذر بہی اُسکی دیگر صفات کی طرح جہل ہی سے پیدا ہوتا ہے جس سے دانش کو صدمہ اور اہل دانش کو رنج پہنچتا ہے - یہ سچ ہے کہ گنوار کا پیار بہی گالی سے خالی نہین ہوتا

عذرت اے خرگوش از دانش تہی | من نہ خرگوشم کہ در گوشم نہی

ترجمہ: عذر تیرا عقل مین آتا نہین | مجھسے یہ ہرگز سُنا جاتا نہین

شرح یعنے اے خرگوش تو محض نادان ہے۔ مین بھی تیری طرح نادان بنجاؤن تو تیرا عذر سن سکتا ہون۔ گویا نفس امّارہ اطاعت نہ کرنے کے باعث عقل پر خفگی کا اظہار کر رہا ہے۔

گفت اے شہ ناکسے را کس شمار	**عذر استم دیدگان را گوش دار**
ترجمہ: وہ یہ بولا سچ ہے گو ناکس ہون مین	ظلم سے معذور ہون بے بس ہون مین

شرح استم مزید علیہ وہم معنی ستم۔ چنانچہ اشکم مزید علیہ وہم معنے شکم یعنے خرگوش نے یہ کہا کہ مین اگرچہ نالایق ہون مگر چونکہ مظلوم اور ستمدیدہ ہون اسلیئے مجکو اس لایق تو سمجہ کہ اپنی مظلومیت کا اظہار کرسکون۔

خاص از بہر زکوٰۃ جاہِ خود	**گمرہے را تو مران از راہِ خود**
ترجمہ: آبرو کے صدقے مین اے بادشا	سن لے جو کہتا ہے اک گم کردہ راہ

شرح یعنے خرگوش نے یہ کہا کہ اے شیر اپنے مرتبے کے صدقے مین۔ ایک مظلوم اور گم کردہ راہ کو اپنے پاس آنے سے نہ روک اور اسے اپنی بارگاہ سے دھکے نہ دے۔ شاید وہ بیچارہ تیرے پاس فریاد لیکر آیا ہو۔ یہان زکوٰۃ بمعنے صدقہ ہے **نکتہ** یہان سے دو باتین نکلتی ہین۔ ایک یہ کہ عقل معاد جو خاص نیک لوگون کے حصہ مین آئی ہے نفس امّارہ کو آسانی کے ساتھ ہلاک کردیتی ہے اور اُسپر غالب آجاتی ہے۔ دوسری یہ کہ جو لوگ نفس امارہ کے غلام بنے ہوئے ہین اُنکی عقل ذرا سی دہمکی مین نفس کی لونڈی بنجاتی ہے

بحر کو آبے بہر جوے دہد	**ہر خسے را بر سر و رو مے نہد**
ترجمہ: بحر جو ہر دن کو کرتا ہے پر آب	تنکے رکھہ لیتا ہے سر پر بے حساب
کم نخواہد گشت دریا زین کرم	**از کرم دریا نگردد بیش و کم**
ترجمہ: تازہ ہے ہر وقت دریا کا کرم	یہ کرم ہوتا نہین ہے بیش و کم

شرح یعنے خرگوش نے اپنی جان بچانیکے لیئے بطور خوشامد شیر سے یہ کہا کہ آپ دریا کے مانند کریم ہین۔ دریا باوجودیکہ بہت سی نہرون اور ندیون مین پانی دیتا ہے مگر تنکے کو سر پر اُٹھائے رکہتا ہے (یعنے تنکا دریا مین ڈوبنے نہین پاتا) مگر اس کرم سے دریا کا مرتبہ کم وبیش نہین ہوتا۔ علٰے ہذا القیاس اگر آپ میرا عذر سن لینگے تو آپکے مرتبہ کریمی مین کچہ فرق نہ آئیگا

گفت دارم من کرم بر جاے او	**جامۂ ہر کس برم بالاے او**
ترجمہ: وہ یہ بولا ہر کرم کا ہے محل	قابل قد جامہ ہے اے پُر دغل

شرح شیر نے یہ کہا کہ مین کرم کو اُسکے محل اور اُسکے اہل پر مبذول کرتا ہون اور ہر شخص کا جامہ اُسکے قد کے لایق قطع کرتا ہون تو اس قابل نہین کہ تجہپر کرم کیا جائے۔ برم بمعنے قطع میکنم ہے۔ سعدی علیہ الرحمۃ نے اسی شعر کا ترجمہ یون کیا ہے

نکوئی با بدان کردن چنان ست ۔۔۔ کہ بد کردن بجاے نیک مردان

گفت بشنو گر نباشد جائے لطف — سر نہادم پیش اژدرہائے عنف

ترجمہ: یون کہا خرگوش سنئے ہے جائے لطف — ورنہ مین ہون اور اژدرہائے عنف

شرح خرگوش نے شیر سے کہا کہ آپ میرا عذر سُن تو لیجئے اگر مین محل عفو و کرم نہ نکلا تو اپنی جان کو آپ کے اژدہائے ستم کے لیے بحل کردونگا عنف بمعنے سختی و ظلم جسکو اژدہا سے تشبیہ دیگئی ہے۔

من بوقت چاشت درراہ آمدم — با رفیق خود سوئے شاہ آمدم

ترجمہ: آج ہمراہی کو لیکر راہ مین — آرہا تہا بارگاہِ شاہ مین

با من از بہر تو خرگوشے دگر — جفت و ہمرہ کردہ بودند آن نفر

ترجمہ: اور بہی خرگوش تہا اک میرے ساتھ — ہاتہ مین ڈالے ہوئے تہے دونو ہاتھ

شرح آن نفر طائفہ نخجیران۔ یعنے مین دوپہر کے وقت ایک اور خرگوش کو اپنے ہمراہ لیے (جسکو نخجیرون نے آپکے ملنے کے واسطے میرے ہمراہ کردیا تہا) آپکی خدمت مین آرہا تہا کہ رستے مین ایک اور شیر ملگیا اور ہم دونو کو لیکر

شیرے اندر راہ قصد بندہ کرد — قصد ہر دو ہمرہ آیندہ کرد

ترجمہ: کرلیا اک شیر نے رستے مین زیر — دونون آنے والون پر جہپٹا وہ شیر

شرح لفظ شیرے مین یائے وحدت ہے اور دوسرا مصرع پہلے کا بدل یا عطف بیان ہے۔ یعنے ایک شیر مجہپر اور میرے ساتہ والے خرگوش پر جہپٹا۔ فائدہ باطنی طور پر دوسرے خرگوش سے تائید الٰہی مراد ہے جو عقل معاون ہے ساتہ ملکر نفس امارہ کو چاہ ریاضت کی طرف کہینچتی ہے اور انجام کار اُسکو ہلاک کرڈالتی ہے۔

گفتمش ما بندۂ شاہنشہیم — خواجہ تاشان و گدائے درگہیم

ترجمہ: مین یہ بولا ہم ہین بندے شاہ کے — دونو ہین مملوک اک درگاہ کے

شرح خواجہ تاش بمعنے شریک خواجہ کسی شخص کے دو یا اس سے زیادہ غلام اُنہین خواجہ تاش کہلاتے ہین۔ تاش بمعنے شریک چنانچہ کوکلتاش رضاعی بہائی۔ دودہ شریک۔ وخیلتاش شریک گردہ۔

گفت شاہنشہ کہ باشد شرم دار — پیش من تو یاد ہر ناکس میار

ترجمہ: شیر بولا کون ہے وہ بادشاہ — میرے آگے جسکو ہے یہ عزت و جاہ

شرح: ہم ترا و ہم شہت را بر درم — گر تو با یارت بگردی از برم

ترجمہ: ہمرہ شہ پہاڑ ڈالون گا تجہے — بہاگ کر دہوکا اگر دیگا مجہے

شرح یعنے جب مینے اُس اجنبی شیر سے یہ کہا کہ مین اور یہ دوسرا خرگوش ایک شاہنشاہ (یعنے حضور) کے بندے ہین تو اُسنے یہ جواب دیا کہ شاہنشاہ تو مین ہون۔ میرے روبرو کسی دوسرے شیر کو شاہنشاہ کے لقب سے یاد کرنا

بڑے شرم کی بات ہے۔ اے خرگوش اگر اب تو اپنے یار کو لیکر میرے پاس سے بہاگنے کا قصد کریگا تو مین تجہے اور تیرے شاہنشاہ دونو کو پہاڑ ڈالونگا۔ یارت بمعنے یار خود۔ وازبرم بمعنے از نزد من ہے

گفتمش بگذار تا بار دگر ۔ روی شہ بینیم برم از تو خبر

ترجمہ: مین یہ بولا چھوڑ تا بار دگر ۔ دون مین اپنے شاہ کو تیری خبر

گفت ہمرہ را گرو نہ پیش من ۔ ورنہ قربانی تو اندر کیش من

ترجمہ: وہ یہ بولا دوسرے کو رہن رکہہ ۔ یہہ نہین ہے تو مزا مرنے کا چکہہ

شرح یعنے جب مینے اُس اجنبی شیر سے یہ کہا کہ تو مجہے اتنی مہلت تو دے کہ اپنے بادشاہ کی زیارت کراؤن اور اُسے تیرے حال کی خبر دون تو اُسنے یہ جواب دیا کہ اپنے ہمراہی (دوسرے خرگوش) کو میرے پاس اپنی ضمانت مین رہن رکہہ جا۔ ورنہ مین تیرا خون بہاؤنگا۔ قربانی مین یائے خطاب ہے بمعنے قربان شوی۔ وکیش بمعنے دین ومذہب ورائے ہے۔ یعنے اگر تو ضمانت نہ دیگا تو میرے مذہب یا میری رائے مین تیرا خون کردینا جائز ہوگا

لابہ کردیمش بسے سودے نکرد ۔ یار من بستد مرا بگذاشت فرد

ترجمہ: فائدہ کچہہ بہی نہ منت نے دیا ۔ مجکو چھوڑا دوسرے کو رکہہ لیا

ماندہ آن ہمرہ گرو در پیش او ۔ خون روان شد از دل بیخویش او

ترجمہ: ہے گرو بیچارہ ہمراہی وہان ۔ اور دلِ بیتاب سے ہے خون روان

یار ما ارزفتی سہ چندان کہ من ۔ ہم بلطف و ہم بخوبی ہم بہ تن

ترجمہ: یار میرا مجہسے تگنا ہے ضرور ۔ لطف وخوبی وبدن مین اے حضور

شرح یعنے ہمنے اُس اجنبی شیر کی بہت خوشامد کی مگر اُسنے ایک نمانی اور میرے ہمراہی خرگوش کو پکڑ لیا اے شیر نر میرا ہمراہی خرگوش اُس ہرن شیر کی قید مین نہایت بیتاب اور گریان ہے اگر تو چلکر اُسے چہڑا لے تو اچہا ہو۔ وہ خرگوش خوشنمائی۔ خوبصورتی اور جسامت مین مجہسے تین حصے زیادہ ہے۔ اور تیرے لیئے نہایت لذیذ اور چرب لقمہ ہے۔ بعض نسخون مین ارزفتی کی جگہ اززفتی بمعنے جسامت ہے۔ زفت درشت وسخت وفربہ ومحکم وسطبر وغیرہ

بعد ازین زان شیر آن رہ بستہ شد ۔ حال ما این بود کت دانستہ شد

ترجمہ: بعد ازین اُس سمت کا رستہ ہے بند ۔ حال ہے یہ واقعی اے ہوشمند

از وظیفہ بعد ازین اُمید بُر ۔ حق ہمی گویم ترا الحق مُر

ترجمہ: آس روزینے کی اب اے شیر چہوڑ ۔ حق کہا ہے یعنے حق سے مُنہ نہ موڑ

شرح یعنے اے شیر نر آج سے پیچہے کوئی جانور بطور وظیفہ مقررہ تیرے پاس نہ آسکیگا۔ کیونکہ اُس اجنبی شیر نے

رستہ بند کر رکھا ہے اور بیچ مین سے تیری خوراک اوچک لیجاتا ہے یعنے جو کچھ حال تھا حق حق کہدیا ہے گو آپ کو ناگوار گزرے کیونکہ حق کڑوا ہوتا ہے کشت دانستہ شد بمعنے کہ تمام معلوم شد۔

	گر وظیفہ بایدت رہ پاک کن	ہین بیا و دفع آن بیباک کن
ترجمہ	گر وظیفہ چاہیئے تو جلد تر	صاف کر اُس شیر سے یہ رہگزر

شرح یعنے اب وظیفہ اُسحالت مین ملیگا کہ اُس اجنبی اور بیباک شیر کو آپ دفع کر دینگے۔ **فائدہ** اُس خرگوش کی تعریف کرنے گویا عقل معاد نے نفس امّارہ کو جاہ ریاضت کی طرف چلنے کی ترغیب دی ہے۔ سالک پر لازم ہے کہ جہانتک ممکن ہو عقل معاد سے کام لے اور نفس کی مخالفت کرتا رہے۔ اُسے لذائذ دنیوی سے محروم رکھے تاکہ ریاضت کا شوق پیدا ہو جائے۔ اور قوائے روحانی جو بمنزلہ نخچیران دشت پر فضا ہین اُسکے شر سے محفوظ رہین۔

جواب گفتن شیر خرگوش را و روان شدن در راہ

ترجمہ شیر کا خرگوش کو جواب دینا اور اُسکے ہمراہ روانہ ہوجانا

	گفت بسم اللہ بیا تا او کجاست	پیش رو شو گر ہمیگوئی تو راست
ترجمہ	شیر یہ بولا کہ بسم اللہ چل	راستی سے ہے اگر آگاہ چل
	تا سزائے او و صد چون او دہم	ور دروغ ست این سزائے تو دہم
ترجمہ	تاکہ مین اُس جیسے سو کو دون سزا	ورنہ ہو تیرے لیے موزون سزا

شرح یعنے یہ ماجرا سنکر شیر نے خرگوش سے کہا کہ بسم اللہ میرے ہمراہ چل۔ اور اُس اجنبی شیر کا پتا بتا۔ تاکہ اُسکو اُسکے گناہ کے لایق اور اُس جیسے سو مجرمون کی قابل سزا دون۔ اور اگر یہ واقعہ جھوٹ ہے تو تیری گردن مارون پیش رو بمعنے رہبر

	اندر آمد چون قلاوز بہ پیش	تا برد او را بسوئے دام خویش
ترجمہ	شیر کو خرگوش بنکر راہبر	مکر کرکے لے ہی آیا راہ پر
	سوئے چاہے کو نشانش کردہ بود	چاہ مغ را دام جانش کردہ بود
ترجمہ	اُس کنوین کی جانب آخر لیگیا	جسمین اُسکے ڈالنے کا قصد تھا

شرح یعنے خرگوش رہبر بنکر (ہلاک کرنے کے لیے) شیر کو اُس کنوین کی طرف لیگیا جسپر اُسنے کوئی ذہنی یا خارجی نشان بنا دیا تھا قلاوز بمعنے رہبر و مقدمۃ لشکر ترکی لفظ ہے اور مغ بمعنے عمیق ہے۔

	مے شدند آن ہر دو تا نزدیک چاہ	اینت خرگوشے چو آب زیر کاہ
ترجمہ	جا ہی پہنچے الغرض نزدیک چاہ	مکر اُسکا تھا کہ آب زیر کاہ

شرح اینت یا تو تحسین کا کلمہ ہے بمعنے زہے۔ اور آب زیر کاہ (گھاس مین چھپا ہوا پانی) اہل زبان کا محاورہ ہے

اپنے ... مطلب یہ کہ خرگوش عجب مکار تھا کہ از راہ فریب شیر کو کنوین تک لیگیا۔ یا لفظ این اسم اشارہ ہے اور تائے خطاب کا مخاطب شیر ہے۔ یعنے خرگوش نے کنوین کے پاس پہنچکر دہوکا دینے کے لیئے شیر سے کہا کہ تیرے حصہ کا وہ خرگوش جو مجسے جسم مین تین حصے زیادہ ہے یہ ہے اس اجنبی شیر نے اسکو آب زیر کاہ کی طرح چہپار کہا ہے

آب۔ کاہے را زہامون مے برد ‖ آب کوہے را عجب چون مے برد

ترجمہ: پانی آیا خار وخس سب لیگیا ‖ کوہ کو کسطرح یارب لیگیا

دام مکر او کمند شیر بود ‖ طرفہ خرگوشے کہ شیرے در ربود

ترجمہ: دام مکر اسکا کمند شیر تہا ‖ شیر تہا خرگوش سے پر زیر تہا

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ پانی گہاس اور تنکون کو جنگل مین سے بہا لیجاتا ہے۔ لیکن تعجب اسپر ہے کہ یہان پانی پہاڑ کو بہا لیگیا۔ پانی سے باعتبار ضعف خرگوش اور پہاڑ سے باعتبار قوت شیر مراد ہے۔

موسئے فرعون را با رود نیل ‖ میکشد با لشکر و جمعے ثقیل

ترجمہ: ایک موسے سے کئے دریائے عمیق ‖ کر گئے فرعون و لشکر کو غریق

پشۂ نمرود را با نیم پر ‖ مے شگافد بے محابا مغز سر

ترجمہ: ایک پشہ نے جو مارا نیم پر ‖ کہا گیا نمرود کا سب مغز سر

شرح یہان سے مولانا قدس سرہ نے قصہ چہوڑ کر وعظ شروع کیا ہے۔ اور مقصود یہ ہے کہ لبا اوقات چہوٹی چیز بڑی چیز کو اور تہوڑی سی جماعت بڑی جماعت کو شکست دیدیتی ہے قرآن مجید مین ہے کم من فئۃٍ قلیلۃٍ غلبت فئۃً کثیرۃً چنانچہ حضرت موسے نے فرعون کو مع لشکر اور اسکی بڑی بہاری جماعت کے دریائے نیل مین کہینچ لیا اور انجام کار وہ سب ڈوب کر ہلاک ہو گئے۔ اور اسیطرح ایک مچہر نے نمرود کو جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دشمن اور اپنے زعم مین خدا بنا ہوا تہا۔ ہلاک کر دیا اس لنگڑے مچہر نے ناک مین گہسکر نمرود کا بہیجا کہا لیا تہا۔ نیم پر ضعیف یا لنگڑا۔ بے محابا بمعنے بلا خوف و بلا لحاظ بس تو اسی حالت پر خرگوش اور شیر کے اس قصہ کو خیال کر لینا چاہیئے۔

حال آنکو قول دشمن را شنود ‖ بین سزائے آنکہ شد یار حسود

ترجمہ: جسنے مانا اپنے دشمن کا کہا ‖ دیکہہ لے انجام مین کیسا رہا

شرح۔ لفظ سزا سے پہلے حرف عطف محذوف ہے۔ یعنے اے مخاطب اس شخص کا حال جسنے دشمن کی بات سنکر اسپر عمل کیا اور اس شخص کی حالت جسنے حاسد سے یارانہ کر لیا۔ دیکہہ لے اور اچہی طرح سمجہ لے کہ کیا ہوا اور انجام کار کیسی سزا ملی۔

حال فرعونے کہ ہامان را شنید ‖ حال نمرودے کہ شیطان را شنید

ترجمہ: مان لی فرعون نے ہامان کی ‖ مان لی نمرود نے شیطان کی

شرح یہ شعر پہلے کی توضیح ہے یعنے فرعون کا حال دیکہہ کہ اپنے دشمن **ہامان** کے قول پر عمل کرنے سے کیسا برا ہوا اور نمرود کے حال پر غور کر کہ اپنے حاسد شیطان کا کہنا مانکر کس سزا اور کیسے نتیجہ کو پہنچا مطلب یہ کہ دونو کفر کی حالت مین نہایت ذلت کے ساتہ ہلاک ہوے۔ ہامان فرعون کا وزیر اگرچہ بظاہر اُسکا دوست معلوم ہوتا تہا مگر فی الواقع دشمن جان وایمان تہا۔ کیونکہ فرعون نے بہت سے ظلم ہامان ہی کی صلاح سے کیئے تہے۔

	دشمن ارچہ دوستانہ گویدت	دام دان گرچہ ز دانہ گویدت
ترجمہ	گو عدو کچہ دوستانے کی کہے	دام ہے وہ گرچہ دانے کی کہے
	گر ترا قندے دہد آن زہر دان	گر بتو لطفے کند آن قہر دان
ترجمہ	قند دے تجکو تو بالکل زہر جان	لطف گر تجہپر کرے تو قہر جان
	چون قضا آید نہ بینی غیر پوست	دشمنان را باز نشناسی ز دوست
ترجمہ	کب قضا سے سوجہتا ہے غیر پوست	کچہ نہین ہوتی تمیز غیر و دوست

شرح یعنے جب کسی امر کے متعلق حکم خداوندی ہوتا ہے تو آدمی کو دوست دشمن کی تمیز نہین رہتی بلکہ انسان ظاہری تعلقات کو دیکہکر دشمن کو دوست بنا لیتا ہے۔ اذا جاء القضاء عمی البصر جب قضا آتی ہے آدمی کو کچہ نہین سوجہتا

	چون چنین شد ابتہال آغاز کن	نالہ و تسبیح و روزہ ساز کن
ترجمہ	ہو جب ایسا حال نالہ چاہیئے	زاری و تسبیح و روزہ چاہیئے

شرح یعنے جب قضا کسی تدبیر سے ٹلتی ہوی نہ معلوم ہو تو زاری و نالہ اور تسبیح و روزہ شروع کر دے۔ کیونکہ اگر آئی ہوی قضا غیر مبرم ہے تو انکی برکت سے ضرور ٹلجاے گی اور اگر مبرم ہے تو تجہپر مصیبت کے وقت مین اللہ تعالے کی طرف رجوع نہ کرنے کا گناہ نرہے گا۔ ابتہال یعنے التجا کرنا۔

	نالہ میکن کاے تو علام الغیوب	زیر سنگ مکر بد ما را مکوب
ترجمہ	نالہ کر اے بادشاہ غیب دان	ہمکو سنگ مکر سے دے تو امان
	یا کریم العفو ستار العیوب	انتقام از ما مکش اندر ذنوب
ترجمہ	اے کریم اے پردہ پوش اے بادشاہ	بخشدے ساری خطائین سب گناہ

شرح۔ یہان سے مناجات شروع ہوی ہے۔ یعنے اپنا مطلب اللہ تعالے کے سامنے اسطرح زاری کیا کر کہ اے غیب دان تو ہمین ہر جن وانسان کے مکر بد کے صدمہ سے محفوظ رکہہ اے گناہون کے بخشنے والے تو ہمسے ہمارے گناہونکا بدلہ نہ لے۔ اے پردہ پوش اور عیبونکے ڈہانکنے والے ہمین دارین کی رسوائی سے بچا فائدہ مناجات نہایت عاجزی سے کرنی چاہیئے۔ تاکہ قبول ہو جاے۔ کیونکہ خدا کو عاجزی بہت پسند ہے۔

[illegible] — واکہا جان را ازین حالت کہ ما [illegible]

ترجمہ: جسقدر اشیا ہین فانی ہین تمام — روح کو اُسنے چھٹا اے ذو الکرام

شرح یعنے اے خدا دنیا مین جتنی چیزین ہین سب رائج (فنا ہونے اور گزرنے والی) ہین تو ہماری روح کو ہر فنا ہونے والی حالت (تعلقات دنیوی) سے نجات دے وا نمودن بمعنے جدا کرنا ہے۔

گرسگی کردیم اے شیر آفرین — شیر را مگمار بر ما زین کمین

ترجمہ: گر بدی کی ہمنے اے شیر آفرین — پر نہ غالب ہم پہ ہو شیر کمین

شرح سگی کردن بمعنے کمینگی ظاہر ناہے۔ اور شیر سے نفس امّارہ مراد ہے۔ یعنے اے نفس امّارہ کے پیدا کرنیوالے اگر ہمنے ترک ادب شریعت و معرفت کے باعث کمینگی کا اظہار کیا ہے تو ہماری اِس خطا کو معاف فرما اور نفس امّارہ کو ہمپر مسلط نہ کر ورنہ ہم ضرور ہلاک ہو جائینگے۔

آب خوش را صورت آتش مدہ — اندر آتش صورت آبی منہ

ترجمہ: آب کو آتش نہ کر اے ذوالجلال — آگ مین یہ صورتِ آبی نہ ڈال

شرح آب خوش سے اعمال نیک مراد ہین جو فی الواقع آبحیات کے مانند ہین۔ اور صورت آتش سے ریاکاری مقصود ہے جو آتش عتاب الٰہی کی صورت مین ہے یعنے اے خدا ہمارے نیک عملون کو ریاکاری سے بچا۔ اور اِس صورت آبی (اعمال صالحہ) کو صورت آتش (ریاکاری) مین مسخ نکر۔ نیز ممکن ہے کہ دوسرے مصرع مین صورت آبی سے انسان۔ اور آتش سے جہنم کی آگ یا لذائذ دنیوی اور غرور و شہوت پرستی مراد ہو۔ یعنے یا الہ العالمین انسان کو جو قطرۂ آب ہے دوزخ اور شہوت و تکبر کی آگ سے محفوظ رکھہ۔

از شراب قہر چون مستی دہی — نیستہا را صورت ہستی دہی

ترجمہ: جو شراب قہر سے ہوتے ہین مست — نیستی ہے اُنکے آگے شکل ہست

شرح یعنے خداوندا جب تو کسیکو مظہر قہر بناتا ہے تو باوجودیکہ وہ تیری ہستی کے روبرو نیست ہے لیکن تو اُسکو ہستی یعنے تکبر اور خودپسندی دیتا ہے جس سے وہ شہوت پرست اور ظالم بنجاتا ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ جب تو شراب قہر سے کسیکو غفلت دیتا ہے تو جو چیزین نیست ہین اُسکے نزدیک ہست ہو جاتی ہین۔ مثلاً دنیا کہ فی الواقع معدوم ہے لیکن غافل کی نگاہ مین ہر وقت زینت کے ساتہ موجود رہتی ہے۔

چیست مستی بند چشم از دید چشم — تا نماید سنگ گوہر پشم پشم

ترجمہ: کیا ہے مستی اک حجابِ دیدِ چشم — جس سے پتہر ہو گہر اور پشم۔ یشم

شرح یعنے غفلت و مستی جو قہر الٰہی کی ایک شاخ ہے۔ اُس سے ہماری کیا مراد ہے؟ یہہ ہے کہ آدمی واقعی

دیدہ سے آنکھہ بند کرے یعنے ظاہر مین تو آنکھین کھلی رہین مگر فی الواقع چشم ظاہر کو واقعی چیزین نہ دکھائی دین۔ مثلاً دنیا کہ در حقیقت معدوم ہے مگر آنکھونکو موجود نظر آتی ہے یا اسکی مثال یہ ہے کہ آنکھہ کو پتھر موتی کی صورت نظر آئے اور صوف۔ سنگ ریشم دکھائی دے۔ یعنے نظر منیت کو پست اور بے قیمت چیز کو باقیمت اور قابل قدر آنکھہ اور برے کو اچھا خیال کرے یشم سبز رنگ کا ایک قیمتی پتھر جسکا بالخاصہ یہ اثر ہے کہ مکان مین رکھنے سے بجلی نہین گرتی۔ اسکو یشب بھی کہتے ہین۔

	چیست مستی چشمہا مبدل شدن	چوب گز اندر نظر صندل شدن
ترجمہ	کیا ہے مستی۔ کچہ تو کچہہ پہچانتا	جھاؤ کی لکڑی کو صندل جانتا

شرح۔ یہ شعر پہلے شعر سے قریب المعنی ہے یعنے مستی سے ہماری مراد آنکھون کی قوت باصرہ کا بدلجانا اور جھاؤ کی لکڑی کو صندل سمجھ لینا ہے۔ حالانکہ جھاؤ اور صندل مین فی الواقع بہت بڑا فرق ہے۔ یہ شعر اکثر مطبوعہ نسخون مین نہین پایا جاتا۔ اور بعض قلمی نسخون مین چشمہا کی جگہ حسنہا ہے مگر مطلب دونونکا ایک ہے۔

قصہ سلیمان علیہ السلام و ہدہد و بیان آنکہ چون قضا آید چشمہا بستہ شود

ترجمہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ہدہد کا قصہ اور اس بات کا ذکر کہ جب قضا آتی ہے آنکھین بند ہوجاتی ہین

	چون سلیمان را سراپردہ زدند	جملہ مرغانش بخدمت آمدند
ترجمہ	جب سلیمان ہوگئے شاہِ زمن	جانور حاضر ہوے سب بے سخن
	ہمزبان و محرم خود یافتند	پیش او یک یک بجان بشتافتند
ترجمہ	چونکہ تھے وہ ہمزبان بے شک و شبہ	حاضر خدمت ہوے سب یک بیک
	جملہ مرغان ترک کردہ جیک جیک	با سلیمان گشتہ افصح من اخیک
ترجمہ	چھوڑکر سب جانور اپنی زبان	ہوگئے اُنکے لیے شیرین بیان

شرح جیک جیک جانورون کی بمعنے آواز کو کہتے ہین مطلب یہ کہ تمام جانور اپنی آواز چھوڑکر سلیمان علیہ السلام کے ساتھ لغتِ انسانی مین نہایت فصاحت سے کلام کیا کرتے تھے اور آپ کو اپنا ہمزبان سمجھکر خدمت مبارک مین حاضر ہوا کرتے تھے اور اس فصاحت سے باتین کیا کرتے تھے جیساکہ اپنے مخاطب تو اپنے بھائی سے بولتا ہے۔

	ہمزبانی خویشی و پیوندی ست	مرد با نامحرمان چون بندی ست
ترجمہ	ہمزبانی اک بڑا پیوند ہے	جو رہا غیرون مین گویا بند ہے

شرح مولانا کا مقولہ ہے یعنے ہمزبانی لغت اور زبان مین شریک یا متحد ہونا باعث دوستی ہے ورنہ آدمی نامحرمون (اپنی زبان نجاننے والون) مین ایسا ہوجاتا ہے جیسا حوالات مین قیدی فائدہ یہان سے

یہ نکلتا ہے کہ جب لغت اور زبان کا اتحاد باعث دوستی سے تو میثاق کے دن ارواح کا اتحاد کسقدر باہمی محبت کا سبب ہو گیا ہوگا۔ مگر افسوس کہ انسان اُس عالم کو بہولا ہوا ہے۔

اے بسا ہندی و ترکی ہمزبان — **اے بسا دو ترک چون بیگانگان**

ترجمہ: ہین بہت ترکی و ہندی ہمزبان — اور ہین دو ترک چون بیگانگان

شرح اس شعر مین ہمزبانی سے ہمدلی کی تفضیت کی طرف انتقال ہے۔ یعنے بہت سے ہندی اور ترکی باوجود اختلاف زبان و اختلاف وطن و اختلاف جنسیت ایک دوسرے کے موافق ہین اور دو ترکی باوجود اتحاد ثلثہ ایکدوسرے کے مخالف ہین۔ کیونکہ اُنمین اتحاد معنوی ہے اور انمین نہین۔ اِس سے معلوم ہوا کہ زبانی اتحاد سے دلی اتحاد بہت بہتر ہے۔ گو زبانی اتحاد سے بہی ایک قسم کی محرمیت حاصل ہوجاتی ہے لیکن دلی اتحاد کامل اتفاق کا باعث ہے۔ ہمزبان بمعنے متفق ہے جب تک دلی اتفاق نہو ہمزبانی اتحاد کا باعث نہین ہوسکتی

پس زبان محرمی خود دیگر است — **ہمدلی از ہمزبانی بہتر است**

ترجمہ: ہے زبانِ محرمی کچہہ اور ہی — ہمزبانی سے ہے بہتر ہمدلی

شرح یعنے گو زبانی اتحاد سے بہی آدمی دوسرے شخص کا محرم ہوجاتا ہے مگر حقیقی محرم بننے کی زبان محرمی اور ہے جسکو دلی اتحاد کہتے ہین۔ اور جسکا دوسرا نام شرکت معنوی ہے جو شیخ اور سالک کے مابین ہوتی ہے۔ زبانِ محرمی مین اضافت بیانی ہے۔ اور آیندہ شعر مین مولانا اسی معنوی اتحاد کی طرف اشارہ کرتے ہین۔

غیر نطق و غیر ایما و سجل — **صد ہزاران ترجمان خیزد ز دل**

ترجمہ: یعنے بے ایماء و بے نطق زبان — دل سے اُٹہتے ہین ہزارون ترجمان

شرح ترجمان۔ معرب ترزبان بمعنے خوش تقریر و دانندۂ دو زبان و سجل بمعنے مکتوب۔ یعنے بہت سے باطنی حذبات جو شیخ کے حالات سے سالک کو مطلع کردیتے ہین بلا تقریر و ایما و کتابت محض دلکی روشنی سے معلوم ہوجاتے ہین۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی نے پیغمبر علیہ السلام کے قصۂ معراج کی تصدیق صرف اپنی روشنضمیری کے باعث کی تہی۔ اسیلئے عرب کا مقولہ ہے کہ لسان الحال انطق من لسان المقال (حالیہ زبان مقالیہ زبان سے زیادہ بولنے والی ہے) اور یہ مثل بالکل سچ ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔

جملہ مرغان ہر یکے ز اسرار خود — **از ہنر و ز دانش و از کار خود**

ترجمہ: جانور سب عرض کرتے تہے تمام — اپنی دانش اپنی صنعت اپنے کام

با سلیمان یک بیک وامے نمود — **از برائے عرضہ خود را مے ستود**

ترجمہ: کہتے تہے حضرت سے سب اپنا ہنر — تاکہ ہون اِسطرح منظور نظر

	از تکبر نے و از ہستی خویش	بہر آن تا رہ دہد او را بہ پیش
ترجمہ	خودستائی کچھ تکبر سے نہ تہی	بلکہ تا ہو جائین مقبول نبی

شرح یہان سے سلیمانؑ اور جانورون کا قصہ پہر شروع ہو گیا ہے۔ اور بعض نسخون مین از کار کی جگہ اذکار بذال معجمہ رجمع ذکر ہے۔ یعنے ہر جانور اپنے اسرار اپنے ہنر۔ اپنی دانش اپنے کام یا اپنے تذکرے حضرت سلیمان کے روبرو بیان کر کے اپنی تعریف آپ کیا کرتا تہا۔ اور یہ تعریف از راہ تکبر یا اپنی ہستی کو کوئی شئے سمجہنے کے سبب سے نہ تہی بلکہ اِسلیئے تہی کہ شاید حضرت سلیمان اُسکو اپنے دربار مین آنے کی اجازت دین یا اپنا مصاحب بنالین کیونکہ حضور ہر جانور کے کسی اچہے ہنر یا دلچسپ قصے سے نہایت خوش ہوتے تہے۔ اگر عرضہ بفتح العین ہے تو بمعنے ظاہر کردن کمال ہے یعنے ہر ایک جانور کسی لطیف حکایت کے پردہ مین اظہار کمال کے سبب اپنی تعریف آپ کیا کرتا تہا اور اگر بضم العین ہے تو بمعنے حیلہ ہے یعنے ہر جانور اپنی تعریف کر کے سلیمان کی مصاحبت کا حیلہ ڈہونڈتا تہا نکتہ چونکہ جانور بے عقل ہین اسلیئے تکبر یا اپنے مُنہ میان مٹہو بننا اُنکے لیے باعث گناہ نہین ہو سکتا باایہمہ پیغمبرون کی تعظیم یہانتک ہے کہ جانور بہی عاجزی کے ساتہ اُنکا ادب کرتے ہین اُن انسانون کی حالت پر افسوس ہے جنہون نے از راہِ تکبر پیغمبرون کی توہین کی و سرکشی کے ساتہ اُنکو تکلیفین پہنچائین اور اس بے ادبی کے باعث دوزخ مین اپنا گہر بنالیا۔

	چون بیاید بردہ را خواجہ	عرضہ دارد از ہنر دیباجہ
ترجمہ	جب کہ آقا مول لیتا ہے غلام	بندہ کہہ دیتا ہے سارے اپنے کام
	چونکہ دارد از خریدارش ننگ	خود کند بیمار و شل و کور و لنگ
ترجمہ	اور جو ہوتا ہے خریداری سے ننگ	خود کو وُہ کرتا ہے ظاہر کور و لنگ

شرح دیباجہ بجیم عربی و فارسی تصغیر دیبا۔ بمعنے جامۂ رنگین و چہرہ درخسارہ و خطبۂ کتاب چونکہ دیباچہ کتاب مجملاً تمام کتاب کا نمونہ ہوتا ہے لہذا یہان دیباجہ بمعنے نمونہ ہے اور یہ دو نو شعر تکبر و خودستائی کے متعلق مضمون اشعار سابق کی توضیح مین اور مطلب یہ ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے روبرو جانورون کی خودستائی تکبر سے نہتی۔ بلکہ اُسکی مثال ایسی ہے جیسا کوئی خواجہ کسی غلام کو خریدنا چاہے اور غلام بہی اُسکے پاس رہنا پسند کرے ایسی صورت مین غلام اپنے ہنر اور خدمتگزاری کے متعلق اپنی واقفیت کا اظہار اِس نیت سے کریگا کہ خوجہ کو اُسکے خریدنے کی رغبت ہو۔ اسوقت غلام کی خودستائی تکبر پر مبنی نہوگی۔ غلامونکا قاعدہ ہے کہ جس آقا کو بہلامانس اور نیک خیال کرتے ہین اُسکے ہاتہ بکجانے کو غنیمت سمجہتے ہین اور جسکو ظالم۔ اور بخیل جانتے ہین اُسکے روبرو اپنے آپ کو بیمار یا فالج مارا اندہا یا لنگڑا ظاہر کر دیتے ہین۔ تاکہ وہ عیب دار جانکر خریداری سے

دست بردار ہو جائے۔ **فائدہ** خودستائی اگر ازراہ تکبر و ریاکاری ہو تو کبیرہ گناہ ہے اور اگر سالک خالص ارادت اور سچے عقیدہ سے اسلیئے اپنی تعریف کرے کہ مُرشد اُسکو سلسلۂ بیعت مین داخل کرلے تو ریاکاری نہین ہے بلکہ اسکا نام ترغیب مُرشد ہے سلیمان علیہ السلام کے روبرو جانورون کی خودستائی غلام یا سالک کی خودستائی کے مانند تھی جسمین تکبر یا خودپسندی کو ذرا بھی دخل نہ تھا۔

نوبت ہدہد رسید و پیشہ اش — **وان بیان صنعت و اندیشہ اش**

ترجمہ: آگئی ہدہد کی نوبت ناگہان — کرکے ہدہد اپنی صنعت کا بیان

گفت اے شہ یک ہنر کان کہتر ست — **باز گویم گفتِ کوتہ بہتر ست**

ترجمہ: یون لگا کہنے کہ اِک چھوٹی سی بات — عرض کرتا ہون شہِ والا صفات

شرح یعنے سلیمانؑ کے روبرو تمام جانور نوبت بنوبت اپنے ہنر اور عقل و فہم کا حال کہا کرتے تھے اسمین ایکدن ہدہد کی نوبت آگئی اور اِسنے کہا کہ یا حضرت مین اپنا ایک چھوٹا سا ہنر بیان کرتا ہون کیونکہ گفتِ کوتہ (قولِ مختصر) بہتر ہوا کرتا ہے گفت حاصل مصدر اور لفظ کوتہ کی طرف مضاف ہے۔

گفت برگو تا کدام ست آن ہنر — **گفت من آنگہ کہ باشم اوج بر**

ترجمہ: بولے آنحضرت بتا اپنا ہنر — بولا وہ ہوتا ہون جب مین اوج پر

بنگرم از اوج با چشم یقین — **من بہ بینم آب در قعر زمین**

ترجمہ: دیکھہ لیتا ہون وہان سے بالیقین — اے شہِ دین آب کو زیر زمین

تا کجا یست و چہ عمقست و چہ رنگ — **از چہ مے جوشد ز خاکے یا ز سنگ**

ترجمہ: کسقدر گہرا ہے اور کیسا ہے رنگ — اور مخزن اُسکا مٹی ہے کہ سنگ

شرح اوج بر یا تو بمعنے بر اوج ہے یا یہ لفظ اوج پر ہے بمعنے پرندۂ اوج۔ بلندی پر اُڑنے والا یعنے ہدہد نے اپنا یہ ہنر بیان کیا کہ مین آسمان پر اُڑکر زمین کی تہ کا پانی دیکھہ لیتا ہون مجھے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ فلان زمین مین کتنا کسقدر گہرا اور کس رنگ کا پانی ہے اور زمین مین سے اُبلتا ہے یا پتھر مین سے نکلتا ہے۔

اے سلیمان بہر لشکرگاہ را — **در سفر میدار این آگاہ را**

ترجمہ: اے سلیمان اپنے لشکر کے لئے — مجکو اپنے ساتھ رکھنا چاہیئے

شرح ہدہد کا مقولہ ہے۔ کہ اے سلیمانؑ اپنے لشکر مین پانی کے آرام کے لیے اس واقف جانور کو (یعنے مجھے) اپنے ساتھ رکھا کیجے لشکرگاہ۔ لشکر کے اُترنےکی جگہ اس مصرع مین لفظ را لفظ بہر کے اظہار معنے کے لیئے زائد ہے یا یون سمجھیے کہ لفظ بہر اور لفظ را چونکہ متحد المعنے ہین اسلیے دونون مین سے ایک زائد ہے۔

	پس سلیمان گفت شو مارا رفیق	در بیابانہائے بے آب اے شفیق
ترجمہ	بولے حضرت تو ہمارا ہو رفیق	جس جگہ پانی نہ پائیے اے شفیق
	ہمرہ ما باش و ہم پیشوا	تا کنی تو آب پیدا بہر ما
ترجمہ	ساتھ رہ لشکر کے بنکر پیشوا	اور پانی کے پیئے ہو رہنما
	تا بیابی بہر لشکر آب را	در سفر سقا شوی اصحاب را
ترجمہ	تاکہ پانی سارے لشکر کو ملے	تو ہمارے واسطے سقا بنے
	باش ہمراہ من اندر روز و شب	تا نہ بیند از عطش لشکر تعب
ترجمہ	ہمرکابی مین رہا کر روز و شب	پیاس سے تا ہو نہ لشکر کو تعب
	بعد ازان ہدہد بُد و ہمراہ بود	زانکہ از آب نہان آگاہ بود
ترجمہ	ہدہد اسکے بعد سے ہمراہ تھا	کیونکہ جائے آب سے آگاہ تھا

شرح- خلاصہ یہ کہ حضرت سلیمان نے ہدہد کو پانی کی رہبری کے لیے اپنے لشکر کے ہمراہ رہنے کا حکم دیدیا پیشوا بمعنے پیش رو اور ہدہد کو (سقا پانی پلانے والا) اسلیئے کہا گیا کہ اُسکے سبب سے لشکر کو پانی ملتا تھا نکتہ یہان سے یہ نکلتا ہے کہ عارف کیسا ہی کامل ہو مگر دوسرے عارف کی صحبت سے اعراض نہ کرے۔

طعنہ زدن زاغ در دعوے ہدہد

ترجمہ: کوے کا طعن مارنا ہدہد کے دعوے پر

	زاغ چون بشنید آمد در حسد	با سلیمان گفت کو کج گفت و بد
ترجمہ	زاغ نے یہ سنکے ازراہ حسد	یون کہا ہے قول اِسکا بے سند
	از ادب نبود بہ پیش شہ مقال	خاصہ خود لاف و دروغین و محال
ترجمہ	روبرو شاہون کے یہ کسکی مجال	کہہ سکے کچھ اور پھر وہ بھی محال

شرح یعنے کوے نے ازراہ حسد سلیمان ؑ سے کہا کہ ہدہد اس تیزبینی کے دعوے مین بے ادب اور جھوٹا ہے بادشاہون کے دربار مین اول تو بولنا ہی ترک ادب ہے۔ اُسپر جھوٹ بولنا اور لاف زنی پرلے درجہ کی بیہودگی ہے لفظ **دروغین** بمعنے دروغ ہین یا تو یائے تعظیم اور نون زائد ہے مطلب یہ کہ بہت بڑا جھوٹ۔ یا یہ کہ یائے نون نسبت کے لیے ہین جیسا کہ غم اور غمین۔ آہن اور آہنین۔ پوست اور پوستین۔

	گر مر او را این نظر بودے مدام	چون ندیدی زیر مشتِ خاک دام
ترجمہ	یہ نظر اسکی اگر ہوتی مدام	دیکھہ لیتا خاک مین پوشیدہ دام

	چون گرفتار آمدے در دام او		چون قفس اندر شدے ناکام او
ترجمہ	کس لئے ہوتا گرفتار قفس		جھیلتا کیون رنج و آزار قفس

شرح کوّا کہہ رہا ہے کہ اگر ہدہد ایسا تیز نظر ہوتا کہ زمین کی تہ مین پانی کو دیکھ سکتا تو ضرور تہا کہ خاک کے نیچے دام کو بہی معلوم کرلیتا۔ اور ہرگز کسی شکاری کے جال مین نہ پہنستا لہذا اسکا دعوی لغو ہے

	پس سلیمان گفت اے ہدہد رواست		کز تو در اول قدح این درد خاست
ترجمہ	بولے حضرت کیون رے اے ہدہد یہ کیا		تونے پہلے ہی ہمین دہوکا دیا

شرح۔ در اول قدح دُرد خاستن (پہلے ہی پیالے مین تلچہٹ کا اوپر آجانا) بے سابقہ معرفت تکلیف دینے کے معنون مین ہے اور روا است استفہام انکاری ہے یعنے سلیمان ع نے فرمایا کہ اے ہدہد کیا تجہے یہ لایق تہا کہ پہلے ہی بار جہوٹ بولکر مجہے تکلیف پہنچا تا ایسا نچاہیئے تہا یہ محض تیری نالایقی ہے۔

	چون نمائی مستی اے تو خوردہ دوغ		پیش من لافی زنی آنگہ دروغ
ترجمہ	ہو رہا ہے مست تو پی کے دوغ		تیرا دعوے لاف ہے یا ہے دروغ

شرح مقولہ سلیمان ع ہے۔ یعنے اے ہدہد تو چہاچہہ پیکر مست ہونا چاہتا ہے اور پہلے اپنے ہنر پر فخر کرکے پہر صریح جہوٹ بولتا ہے جسطرح چہاچہہ نشہ نہین کرتی اسیطرح دروغ فروغ نہین پا سکتا۔ اگر لفظ آنگہ دروغ کی آنکہ دروغ کہا جائے تو یہ معنے ہونگے کہ تو اس چیز کو جو فی الواقع دروغ ہے لاف زنی سے سچ ثابت کرنا چاہتا ہے۔ حالانکہ ایسا ہو نہین سکتا۔ جہوٹ پہر جہوٹ ہے اور سچ پہر سچ ہے۔

	جواب گفتن ہدہد سلیمان را در این طعنہ
ترجمہ	ہدہد کا حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس طعن کا جواب دینا

	گفت اے شہ برمن عور گدا		قول دشمن مشنو از بہر خدا
ترجمہ	یہ کہا ہدہد نے اے شاہ زمن		آپ کیون سنتے ہین دشمن کا سخن
	گر بہ بطلان ست دعوے کردنم		نک نہادم سر بہ بُراز گردنم
ترجمہ	جہوٹ ہو دعوے مرا تو یا نبی		پہیر دیجے میری گردن پر چہری

شرح ہدہد نے کوے کے طعن کا یہ جواب دیا کہ اے سلیمان ع میرے خلاف میرے دشمن (کوّے) کی بات نہ سنیئے۔ اور اگر مین اپنے دعوے مین جہوٹا ہون تو یہ سر حاضر ہے۔ گردن سے جدا کر ڈالیے۔ عُور بمعنے برہنہ یعنے بیسامان۔ ونک مخفف اینک۔ و آنک بمعنے این و آن اسم اشارۂ قریب و بعید ہے اس لفظ کی تحقیق کئی مرتبہ گذر چکی ہے ہدہد کا اپنے آپ کو بیسامان اور گدا کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ اسکی گذشتہ خود ستائی ازراہ تکبر نتہی

زاغ کو حکم خدا را منکرست	گر ہزاران عقل دارد کافرست
ترجمہ: زاغ ہے جو منکر حکم خدا	با وجود عقل دین سے ہے جدا

شرح یعنے زاغ چونکہ حکم الٰہی کا منکر ہے اسلیئے خواہ کتنا ہی عقلمند ہو مگر کافر ہے۔ اس شعر سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ منکر قضا کافر ہو جاتا ہے ایسا شخص فرقہ قدریہ مین شامل ہے جنکی نسبت پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے القدریۃ مجوس ہذہ الامۃ (قدریہ اس اُمّت کے مجوسی ہین) جو قضا و قدر کے منکر اور اس بات کے معتقد ہین کہ بندہ اپنے افعال کا آپ خالق ہے حکم الٰہی کو اسمین ہرگز دخل نہین اور یہی عقیدہ مجوس کا ہے لیکن جمہور کا مذہب یہ ہے کہ منکر قضا کافر نہین ہوتا۔ اُسکو مجوس یا کافر کہنا بطریق مبالغہ و تشدد ہے۔ اور اس شعر مین کافر سے کفران کنندۂ نعمت مراد ہے۔ کیونکہ بندہ کے تمام افعال کا پیدا کرنا گویا انعام الٰہی ہے اسکا منکر کافر نعمت اور اللہ تعالےٰ کی صفات کاملہ مین سے ایک صفت زائل کرنے والا ہے۔ اس لحاظ سے قدریہ کے عقیدے مین کفر کی ایک شاخ لگی ہوی ہے۔ اور آیندہ شعر مین مولانا نے انہی معنون کی طرف اشارہ کیا ہے۔

در تو ار کافی بود از کافران	جائے گندو شہوتی چون کاف ران
ترجمہ: تجھمین ہے گر حرف کاف کافران	ہے محل خبث مثل کاف ران

شرح۔ پہلے مصرعہ مین کافران جمع کافر ہے۔ اور دوسرے مین کاف ران بمعنے سوراخ ران یا گاف ران مخفف شگاف ران بمعنے فرج ہے۔ کاف ران یا شگاف ران وہ سوراخ جو ران کی جڑ کے قریب ہے۔ مطلب یہ کہ اگر اے مخاطب تجھمین کافرون مین کا ایک حرف کاف یعنے اُنکی معنوی نجاستون مین کی تھوڑی سی بھی نجاست ہے تو تو محل ناپاکی و گندگی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گو قضا کے منکر (قدریہ) صریح طور پر کافر نہین ہین مگر اُنمین کفر کی ایک شاخ (انکار قضا کے بابت مجوسیونکا ہم عقیدہ ہونا) ضرور ہے اور اسمین شک نہین کہ قضا کا انکار کفر کا ایک شعبہ ہے اللہ تعالےٰ بدعقیدون سے ہمیشہ محفوظ رکھے

	من بہ بینم دام را اندر ہوا	گر نپوشد چشم عقلم را قضا
ترجمہ	دیکھہ لون مین دام بالائے سما	آنکھہ پر پردہ نہ ڈالے گر قضا
	چون قضا آید شود دانش بخواب	مہ سیہ گردد بگیرد آفتاب
ترجمہ	ہے قضا چشم خرد پر اک حجاب	جس سے گہہ جاتے ہین ماہ و آفتاب

شرح ہدہد یہ کہتا ہے کہ اگر قضا میری آنکھون پر پردہ نہ ڈالے تو مین دام کو بھی دیکھہ سکتا ہون مگر جب قضا آتی ہے عقل اندھی ہو جاتی ہے چاند سورج گہن مین آجاتا ہے بعض نسخون مین عقلم راہوا ہے۔ اس صورت مین پہلا ہوا بمعنے بلندی ہے اور دوسرا ہوا بمعنے حرص۔

	از قضا این تعبیه کے نادرست		از قضا دان کو قضارا منکرست
ترجمہ	ہے قضا کا یہ بہی نادر ماجرا		یعنے انکار قضا ہے خود قضا

شرح تعبیہ بمعنے پنہان کردن وآراستن وساختن چیزے جس سے قدریونکا پوشیدہ اورمصنوعی عقیدہ مراد ہے یعنے قدریونکا یہ پوشیدہ عقیدہ (انکار قضاء آلہی) جو اُنہین کی عقلون نے ساختہ وآراستہ کرر کہا ہے۔ کوئی نادر اور عجیب بات نہین کیونکہ جو شخص قضاء آلہی کا منکر ہے اُسکا یہ انکار خود قضائے آلہی پر بنی ہے بس تو آدمی کسیطرح قضائے آلہی کا منکر اور اُس سے علحدہ نہین ہوسکتا۔ یا یہ معنے ہین کہ منکران قضاء کے انکار مین خود قضا کا اقرار پوشیدہ اور آراستہ وپیراستہ ہے۔ کیونکہ انکار قضا کا عقیدہ خود قضائے آلہی سے منکرون کے دل مین سمایا ہے۔ اگر قضاء آلہی شامل نہوتی تو منکران قضا ہرگز انکار نہ کرسکتے۔

	قصۂ آدم وبستن قضا نظر او را از مراعات صریح نہی وترک نہی وتاویل
ترجمہ	قصہ حضرت آدم کا اور قضا کی مجبوری سے صریح نہی کی رعایت نہ کرنے کا اور اُس نہی کی تاویل کرنیکا

شرح یہ قصہ ہدہد کی زبان سے مولانا بطور مثال بیان فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہے کہ عقل اور نظر حکم آلہی کے سامنے مجبور اور محض بیکار ہوجاتی ہے۔ اور قضا وقدر مین بروز ازل جو کچہ لکہا جاچکا ہے وہ ہوکر رہتا ہے۔

	بو البشر کو علم الاسما بگ ست		صد ہزاران علمش اندر ہر رگ ست
	بو البشر تہے علم الاسماء بگیں		سر بسر تہا علم اُنکا آخشیگ

شرح۔ بگ مخفف بیگ تُرکی لفظ ہے بمعنے بزرگ و امیر۔ یعنے ابو البشر (آدمیون کے باپ) حضرت آدم علیہ السلام باوجودیکہ صاحب مضمون آیت وعلّم الاسماء تہے اور اُنکی رگ رگ مین علم آلہی کا خزانہ موجود تہا۔ مگر قضا کے سامنے کچہ نسوجہا اور باوجود ممانعت گیہون کہاگئے۔ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے وعلّم آدم الاسماء کلّہا ثم عرضہم علے الملائکۃ الآیۃ۔ اِس آیت کے باطنی معنے یہ ہین کہ اللہ تعالےٰ نے آدمؑ کو اپنے اسمائے حسنے سکہائے جو تمام موجودات مین ظاہر ہین اور تمام مخلوق جنکا مظہر ہے۔ اور ہر شئے اللہ تعالےٰ کی تسبیح اُسی نام سے کرتی ہے جسکا وہ مظہر ہوتا ہے۔ مثلاً زندہ یا حیّ یا قیوم کہتا ہے اور مردہ یا ممیتؑ۔ گو مردہ کی تسبیح زندون کو نہین سنائی دیتی۔ پہر مخلوقات کو فرشتون کے سامنے لاکر یہ کہا گیا کہ ان اشیاء کے اسماء بیان کرو اور یہ بتاؤ کہ یہ شئے کونسے اسم کا مظہر ہے۔ اور وہ شئے کونسے اسم کا۔ مگر فرشتون سے جواب نہ دیا گیا۔ اور حضرت آدمؑ نے اسماء اور اُنکے مظاہر سب بیان کردیئے۔ اِس سے تمام فرشتے حیران رہگئے اور حضرت آدم کے پیدا کرنے کی بابت اپنے اعتراض کو واپس لے لیا۔ آیت مین صرف تعلیم اسماء کا ذکر ہے۔ مگر اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب آدم کو علم اسماء تہا تو علم مظاہر اسماء بالاولے ہوگا۔ اور ظاہری معنے یہ ہین کہ حضرت آدمؑ کو تمام اسماء جو علم آلہی مین

اشیاء کے لیئے مقرر تہے سکہادیئے گئے تہے - دنیا کی کوئی بڑی یا چہوٹی چیز ایسی نہ تہی جسکا نام حضرت آدم کو معلوم نہ کرا دیا گیا ہو

اسم ہر چیزے چنان کان چیز ہست	تا بپایان جان او را داد دست
ترجمہ: نام سے ہر شئے کے جیسی کچہ کہ تہی	بو البشر کو دیگئی تہی آگہی

شرح یعنے ہر شے کا نام جیسے کہ وُہ ازل مین تہی اور جیسی قیامت تک رہیگی سوح آدم کو معلوم کرا دیا گیا تہا - آپ ہر شئے کا نام مع خاصیت شے ہر لغت اور ہر زبان مین جانتے تہے یہی باعث ہے کہ آدم کی اولاد مین مختلف زبانین بولی جاتی ہین - یا یہ معنے ہین کہ حضرت آدم نے ہر مظہر کے ظاہر کو جان لیا تہا - یعنے جو چیز جسطرح فی الواقع کسی اسم کا مظہر ہے آدمؑ اُس مظہر کے اسم ظاہر کو جانتے تہے ۔

ہر لقب کو داد او مبدل نشد	آنکہ چستش خواند او کاہل نشد
ترجمہ: جو لقب جسکو دیا وُہ تہا درست	جسکو چست کہدیا وہ کب ہے سست

شرح یعنے حضرت آدم نے جس کسیکو جو لقب دیا وہ نقش درست ہو کر بیٹہ گیا - جسکا تغیر و تبدل قیامت تک ناممکن ہے اِس تغیر و تبدل کے ناممکن ہونے کی یا تو یہ وجہ ہے کہ آدمؑ نے اشیاء کے القاب لوح محفوظ مین ثبت ہوے دیکہکر رکہے تہے - یا یہ باعث ہے کہ ہر شئے یعنے ہر مظہر کا لقب اُسکے ظاہر کی حقیقت دیکہکر رکہا گیا تہا - اور چونکہ ظاہر یعنے اسمائے حُسنے مین تغیر ناممکن ہے اِسلیئے مظہر مین بہی تغیر نہین ہو سکتا - مثلاً حضرت آدم نے جسکو مومن کا لقب دیا وُہ قیامت تک مومن اور جسکو کافر کا لقب دیا وُہ قیامت تک کافر رہیگا کیونکہ مومن کا ایمان اور کافر کا کفر لوح محفوظ مین ثبت تہا - یا یہ کہ اللہ تعالے مومن مین اپنے اِسم **غفار** اور کافر مین اپنے اسم **قہار** کے ساتہ ظاہر ہوا ہے لقب کسی شے کے ایسے نام کو کہتے ہین جو اُسکی تعریف یا مذمت کی خبر دے

ہر کرا او مقبل و آزاد خواند	او عزیز و خرم و دل شاد ماند
ترجمہ: مقبل و آزاد جسکو کہدیا	وُہ عزیز و خرم و خندان رہا

شرح مقبل فرمان حق کو قبول کرنے والا اور صاحب اقبال و دولت اور آزاد یعنے دوزخ سے نجات پانیوالا مطلب یہ کہ حضرت آدم نے جسکو مقبل و آزاد کہدیا وُہ دولت ایمان سے مالامال ہو کر دوزخ سے نجات پاگیا

ہر کہ آخر مومن ست اول بدید	ہر کہ آخر کافر او را شد پدید
ترجمہ: تہا جو آخر مومن - اول تہا عیان	کافر آخر نہ تہا اُنسے نہان

شرح یعنے حضرت آدم نے اُس شخص کو جو انجام کار مومن تہا اور جسکا خاتمہ بالخیر ہونیوالا تہا لوح محفوظ مین مومن دیکہکر اول ہی مومن کا لقب دیدیا تہا اور علٰے ہذا القیاس جسکا انجام کفر تہا اُسکو اول ہی کافر کہدیا تہا اگرچہ وُہ ابتدا مین چند روز کافر رہے یا تہوڑے دنون مومن رہا ہو - خلاصہ یہ کہ آدم نے بنظر انجام لوگون کو لقب دیئے تہے

[illegible] اولاد کو بہی انجام پر نظر رکہنی فرض ہے اور اُسیکی طرف آیندہ شعر مین اشارہ کیا گیا ہے۔

ہر کہ آخر بین بود او مومن است	ہر کہ آخور بین بود او بے دِن است
ترجمہ: ہے وُہی مومن جو آخر بین ہے	جو کہ آخور بین ہے وہ بے دِین ہے

شرح۔ آخور گہوڑون کے گہاس چرنے کی جگہ اور مجازاً گہاس کو بہی کہتے ہین۔ یہان آخور سے دنیا اور لذاتِ دنیوی مراد ہین۔ اور دِن مخفف دِین ہے یعنے مومن وُہ ہے جو انجام پر نظر رکہے کیونکہ لذاتِ دنیوی پر نگاہ رکہنے والے بیدین ہوتے ہین۔ یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے۔

اسم ہر چیزے تو از دانا شنو	رمزِ سرِّ علّم الاسما شنو
ترجمہ: اِسم ہر شئے کا کسی دانا سے سُن	اہل سِرِّ علّم الاسما سے سُن

شرح۔ یعنے ایمخاطب ہر چیز کا نام اور لقب اُس شخص (مرشد کامل) سے معلوم کر جو حقیقت اسمائے حسنٰے سے واقف ہو۔ کیونکہ مضمون علّم الاسمار کا بہید مرشد کامل ہی خوب جانتا ہے۔ اِس بہید کی شرح گزشتہ اشعار مین آچکی ہے

اسم ہر چیزے بر ما ظاہرش	اسم ہر چیزے بر خالق سرش
ترجمہ: نام ظاہر سے ہین ہم واقف مگر	بہید سے واقف ہے خالق سر بسر

شرح یعنے ہم محجوب ہونے کے سبب ہر شے کی ظاہری حالت دیکہکر اُسکا ایک نام یا لقب رکہدیتے ہین کسیکو زنار پہنے ہوے دیکہا تو ہندو کہدیا اور جبّہ و تسبیح پر نظر پڑ گئی تو مسلمان بتا دیا لیکن خدا کے نزدیک ہر شئے کا نام اُسکی باطنی حقیقت اور انجام کے اعتبار سے ہے اِسکی مثال آیندہ اشعار مین ہے اور باطنی حقیقت سے وہی اسماء حسنے کا ظہور مراد ہے جو تمام مظاہر مین پایا جاتا ہے اور جسکی شرح کئی بار ہو چکی ہے۔

نزد موسے نام چوبش بد عصا	نزد خالق نام بودش اژدہا
ترجمہ: کہتے تہے جسکو کلیم اللہ عصا	نام اُسکا پیش حق تہا اژدہا

شرح یعنے چونکہ ہمین اشیاء کے محض ظاہری اسمار کا علم ہے اور ہر شئے کے ظاہری اسم سے اُسکا وہی مسمے ہماری سمجہ مین آتا ہے جو متعارف اور مشہور ہے اور اللہ تعالے ہر شئے کی حقیقت اور اُسکے اِسم حقیقی سے واقف ہے اسلیئے حضرت موسے اپنے لکڑی کو عصا خیال کرتے تہے کیونکہ اس اسم کا ظاہری اور مشہور مسمے یہی تہا لیکن چونکہ اللہ تعالے کے نزدیک اُس لکڑی مین اژدہے کی حقیقت مخفی تہی اسلیئے اُسکے علم مین اِس عصا کا نام اژدہا تہا عصا کا اژدہا ہو ہو جانا حضرت موسٰے کا مشہور معجزہ ہے۔

بُد عمر را نام اینجا بُت پرست	لیک مومن بود نامش در الست
ترجمہ: تہا عمر کا نام یہان گو بُت پرست	تہے مگر مومن وہ در روزِ اَلست

شرح روز الست بمعنے روز ازل - یعنے اگرچہ حضرت عمرؓ ایام جاہلیت مین اسی مذہب کے پیرو ہے جو قریش کا تہا لیکن ازل مین انکا نام مومن تہا - کیونکہ وُہ اللہ تعالے کے علم ازلی مین مظہر ہدایت اور امیر المومنین کے لقب سے مشرف تہے

	آنکہ نامش بود نزد ما منی	پیش حق این نقش بوده با منی
ترجمہ	حسب ظاہر نام ہے جسکا منی	حسب باطن ہے وہ نقش با منی

شرح پہلے مصرع مین یائے لفظ منی نفس کلمہ کی ہے اور منی بمعنے نطفہ ہے - اور دوسرے مین لفظ من الگ ہے اور اسکی یائے تحتانی مصدری ہے - اور جار و مجرور (یعنے با منی) شبہ فعل یعنے لفظ شاہد (محذوف بالقرینہ) کے متعلق ہے اور لفظ منی (یعنے من شدن) بمعنے انانیت ہے مطلب یہ کہ جس چیز کا نام ہمارے نزدیک منی یا نطفہ ہے - یہ نقش ظاہری باعتبار حقیقت اللہ تعالے کے نزدیک شاہد بالانانیت ہے - یعنے اس بات کی شہادت دے رہا ہے کہ انا الانسان (مین انسان یا حقیقت انسانیہ کا جوہر ہون) دوسرے معنے یہ ہین کہ **با منی** کی یائے تحتانی یائے خطاب ہے اور جار مجرور حسب قرینہ لفظ مخاطب محذوف سے متعلق ہے - اس صورت مین یہ معنے ہین کہ یہ نقش ظاہر (یعنے منی) جو ہمارے نزدیک ایک ناپاک سا قطرہ ہے اللہ کے نزدیک خطاب **بامن ہستی** کے ساتہ مخاطب ہے یعنے اللہ تعالے اسکو خطاب کرتا ہے کہ اے نقش آبی تو میرے حکم سے وجود کو ہستی دینے والا اور میرے فیضان سے ہمیشہ تعلق رکہنے والا ہے - اس سے ظاہر ہے کہ ہم حقیقت اشیاء سے واقف نہین ہین -

	صورتے بد این منی اندر عدم	پیش حق موجود نے بیش و نہ کم
ترجمہ	تہی شکل یہ منی جب تہی عدم	صورت انسان تہی بے بیش و کم

شرح یعنے اللہ تعالے کے علم ازلی مین یہ منی بلا کم و بیش ذی روح انسان کی صورت مین موجود ہے - گو ہمین قطرہ کی صورت مین دکہائی دیتی ہے اور ہم نے اسکا نام منی رکہدیا ہے - ہمارے نزدیک جب تک نطفہ پشت پدر سے نکلکر شکم مادر مین نہ جائے - پہر نطفہ سے خون اور خون سے لوتہڑے کی شکل مین منتقل نہو اور پہر اسکو ہڈیان اور گوشت نہ پہنایا جائے اور بچہ کی تصویر قایم نہو چکے منی کو انسان نہین کہتے لیکن علم الٰہی مین یہی نطفہ بلا کم و بیش پورے ذی روح انسان کی صورت مین موجود ہے - کیونکہ نطفہ پر کامل انسان ہونے تک جسقدر حالتین وقتاً فوقتاً طاری ہوتی ہین وہ علم الٰہی مین بروز ازل آنِ واحد مین عارض ہو چکی ہین - **نکتہ** یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ حالتِ احتلام مین جو نطفہ ضائع ہو جاتا ہے وہ علم الٰہی مین گویا مرے ہوے بچہ کی مانند ہے - اور جو لوگ حرام کاری مین اپنے نطفہ کو ضایع کرتے ہین وُہ گویا قتل کے مرتکب ہین -

	حاصل آمد آن حقیقت نام ما	پیش حضرت کان بود انجام ما
ترجمہ	سچ تو یہ ہے وُہ حقیقی نام ہے	جسپہ مخلوقات کا انجام ہے

شرح یعنے حاصل کلام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو کچھ ہمارا انجام ہے۔ وہی ہمارا حقیقی نام ہے اور سعادت
وشقاوت کا اعتبار خاتمہ پر ہے۔ نطفہ چونکہ انجام مین ذی روح ہونے والا ہے اسیلیئے اللہ کے نزدیک پہلے ہی سے
اسکا نام ذی روح ہے پیش حضرت پہلے مصرع کے لفظ نام سے متعلق ہے۔

	مرد را بر عاقبت نامے نہند	نے بران کان عاریت نامے نہند
ترجمہ	نام ہوتا ہے بحسب عاقبت	نام دیناہے بحسب عاریت

شرح۔ یعنے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر شخص کا نام انجام کے اعتبار سے رکھا جاتا ہے۔ ایسا نہین ہوتا
جیسا کہ مخلوق عاریتاً کوئی نام رکھہ لیتی ہے اور وہ نام فی الواقع برائے نام ہوتا ہے ازلی سعید کا نام مخلوق نے
شقی رکھدیا تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سعید ہی رہے گا۔ اور اسیطرح ازلی شقی سعید نام رکھوانے سے فی
الواقع سعید نہین ہوسکتا۔ بران لفظ عاریت سے متعلق ہے اور ضمیر کان نام رکھنے والون کی طرف راجع ہے

	چشم آدم کو بنور پاک دید	جان و سرّ نامہا گشتش پدید
ترجمہ	چشم آدم کو ہوا جبدم فتوح	کہلگئے اسرار اسما۔ راز روح

شرح یعنے جب آدم کی آنکھین نور الٰہی کی مدد سے روشن ہوگئیں تو انپر نفخت فیہ من روحی (یعنے آدم مین اپنی
روح ڈالدی) کا راز اور اسمائے حسنے کے اسرار آشکارا ہوگئے اور انہین یہ معلوم ہوگیا کہ موجودات مین فلان شئے
فلان اسم کا مظہر ہے۔ اور خدا نے مجھہ مین اپنی پاک روح ڈالی ہے شاید فرشتونکو آدم کے لیے سجدہ کرنیکا حکم اسی سبب سے تہا

	چون ملک انوار حق بروے بیافت	در سجود افتاد و در خدمت شتافت
ترجمہ	انپہ جب انوار حق تابان ہوئے	گر پڑے سجدہ مین خدمت کے لیئے

شرح یعنے جسطرح تمام فرشتے نورانی ہین اور انکا کام صرف عبادت الٰہی ہے اسیطرح آدم پر انوار الٰہی نے
روشنی ڈالکر انہین فرشتہ صفت بنادیا اور وہ روح اور اسمائے حسنے کے اسرار معلوم کرتے ہی خدا کے سامنے سجدہ مین گر پڑے

	چون ملائک نور حق دیدند ازو	جملہ افتادند در سجدہ برو
ترجمہ	نور حق آدم مین جب آیا نظر	ہو گئے ساجد فرشتے سربسر

شرح یعنے فرشتون نے آدم مین نور حق دیکھکر اس نور کو سجدہ کیا تہا۔ اہل ظاہر کا یہ گمان خطا پر مبنی ہے
کہ فرشتون کو جسم آدم (آب وگل) کے روبرو سجدہ کرنیکا حکم دیا گیا تہا۔ کیونکہ سجدہ سوائے ذات واحد کے اور
کسیکے لیے جائز نہین اور نہ غیرت الٰہی اسبات کی مقتضی ہے کہ خدا کے ہوتے اور کسیکو سجدہ کیا جائے۔ اور سجدۂ غیر کا
حکم بہی ملے تو کن کو۔ فرشتون کو؟ بعض محققین نے لکھا ہے کہ فرشتون کو سجدہ کا حکم دینا شانِ آدمیت اور خلافت آدم
کی تعظیم کے لیے تہا۔ اس سجدہ کو سجدۂ عبادت نہ سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ سجدۂ عبادت غیر اللہ کو ناجائز ہے۔

	مدح این آدم که نامش می برم	قاصرم گر تا قیامت بشمرم
ترجمہ	مدح اِس آدم کی اے مرد نکو	تا قیامت گر گرون تو کچھ نہو

شرح کیونکہ آدم جامع حقایق لاہوتیہ ملکوتیہ وناسوتیہ اور آیت من آیات اللہ ہے۔ مسجود ملایک کی تعریف تعبیر سے نہیں ہو سکتی

	اینہمہ دانست وچون آمد قضا	دانش یک نہی شد بروے خطا
ترجمہ	باہمہ دانش جب آپہنچے قضا	فہم نہی حق مین کر بیٹھے خطا

شرح یعنے باوجود اس تمام علم ودانش اور معلومات اسرار کے نہی کے معنے سمجھتے مین حضرت آدمؑ سے خطا واقع ہوگئی۔ اور جس گیہون کے درخت کے نزدیک جانے سے منع کیے گئے تھے اُسکا پہل کہالیا۔ اسکا سبب یہ ہے کہ جب قضا یعنے حکم الٰہی ہوتا ہے تو آدمی کو نہ اُسکا علم کچھ کام دیسکتا ہے۔ اور نہ عقل وتدبیر مدد کرسکتی ہے چونکہ قضائے الٰہی گیہون کہانے سے متعلق ہوچکی تہی۔ اسیلئے حضرت آدم کو نہی کی تاویل کرنی پڑی اور بطور خطا آیندہ شعر کا مضمون اُنکے خیال مین آگیا۔

	کاے عجب نہی از پے تحریم بود	یا بتاویلے بدُ وتوہیم بود
ترجمہ	یعنے نہی حق لیے تحریم ہے	یا پے تاویل یا توہیم ہے

شرح حضرت آدم کو پیدا کرنیکے بعد جنت مین رکہا گیا اور یہ حکم ہوا کہ **لا تقربا ہذہ الشجرۃ** (اے آدم و حوا تم دونو اِس گیہون کے درخت کے نزدیک نہ جانا) لیکن چونکہ قضائے الٰہی گیہون کہانے سے متعلق ہوچکی تہی اسیلئے آدم کے دل مین یہ خیال آیا کہ یاالٰہی یہ نہی (گیہون کہانے کی ممانعت) تحریمی ہے یعنے اسکا کہانا میرے لیئے قطعًا حرام ہے؟ یا متلبس بتاویل ہے یعنے یہ نہی تحریمی نہین ہے بلکہ تنزیہی ہے؟ اور اس سے غرض صرف توہیم ہے؟ یعنے میرے وہم مین یہ بات ڈالی گئی ہے کہ اس درخت کا پہل کہانا حرام ہے مگر فی الواقع حرام نہین ہے؟ (توہیم در وہم انداختن) غرضکہ اِدہر تو حضرت آدم کو اس نہی کے تحریمی یا تنزیہی ہونے مین تردد رہا اُدہر شیطان نے دہوکا دیکر یہ کہا کہ تم گیہون کہاتے ہی فرشتہ بنجاؤ گے اور قسم ہے خدا کی مین تمہارا خیر خواہ ہون۔ اسیلئے آدم نے تاویل کو ترجیح دی اور نہی کو تنزیہی سمجہکر گیہون کہالیا اور جنت سے نکالے گئے۔ نتیجہ یہ ہے کہ جب حکم الٰہی کسی شے کے متعلق ہوتا ہے تو آدمی سے باہمہ دانش وتدبیر ضرور خطا واقع ہوجاتی ہے۔ اور حکم الٰہی کا ظہور ہوکر رہتا ہے **نکتہ** حضرت آدم کا تحریمی نہی کو تنزیہی سمجہنا خطائے اجتہادی تہی اور یہ قاعدہ مقرر ہوچکا ہے کہ مجتہد کو خطائے اجتہادی مین بہی ثواب ملتا ہے۔ بااینہمہ حضرت آدم پر عتاب اسیلئے ہوا کہ اُنہون نے اس باب مین فرشتون سے مشورہ کیون نہ لیا ورنہ خطائے اجتہادی ہرگز قابل عتاب نہین ہوتی۔

در روش تاویل چون ترجیح یافت | طبع در حیرت سوے گندم شتافت

ترجمہ: قوت تاویل جب حاصل ہوی | طبع گندم کی طرف مائل ہوئی

شرح: یعنے جب عالم حیرت مین حضرت آدم کی خطائے اجتہادی نے اُسکے ذہن مین تاویل کو ترجیح دی۔ اور اُنہون نے اس نہی کو تنزیہی سمجہا تو نتیجہ یہ ہوا کہ طبیعت گیہون کہانے پر مائل ہوگئی۔ طبع در حیرت ضمیر یافت سے جملہ حالیہ واقع ہوا ہے۔ لفظ حیرت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت آدم نہی کی تحریمی یا تنزیہی ہونے مین اول اول متحیر رہے اور آخر کار اُس نہی کو تنزیہی خیال کیا۔ کیونکہ فطرت کا قاعدہ ہے کہ جب آدمی کسی بات کے کرنے نہ کرنے مین حیران اور متردد ہوتا ہے تو اُنمین سے آسان چیز کو اختیار کرلیتا ہے۔ اور حضرت آدم کے لئے آسانی اسمین تہی کہ نہی کو تنزیہی خیال کرتے۔ کیونکہ شیطان نے قسم کہا کر کہا تہا کہ تم گیہون کہانے سے یا تو فرشتہ بنجاؤگے یا ہمیشہ ہمیشہ جنت مین رہا کروگے۔

باغبان را خار چون در پای رفت | دزد فرصت یافت کالا برد تفت

ترجمہ: باغبان کے پاؤن مین کانٹا چبہا | ٹوکرے پہولون کے رہزن لیگیا

چونکہ حیرت رفت و باز آمد براہ | دید بردہ دزد رخت از کارگاہ

ترجمہ: پہر یہ دیکہا ہوش مین آیا وہ جب | لیگیا ہے ایک چور اسباب سب

شرح: تفت۔ گرم وسوختہ وغضبناک۔ اور وہ ٹوکرہ جو پہول یا میوہ رکہنے کے لیے باغبانون کے پاس ہوتا ہے یہان بہی پچہلی معنے مراد ہین۔ یہ دونو شعر قطعہ بند ہین۔ اور باغبان سے آدم خار سے اُس نہی کی تاویل چور سے شیطان اور باز آمد براہ سے حضرت آدم کو اپنی خطا کا معلوم ہوجانا اور استغفار مراد ہے خلاصہ یہ کہ آدم کے اس قصہ کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کسی باغبان کے پاؤن مین کانٹا چبہہ گیا۔ اور وہ بیچارہ اُسکے نکالنے کی فکر مین ادہر اُدہر حیران رہا یہ ابہی ادہر حیران ہی تہا کہ اُدہر چور کو وقت ملگیا اور وہ باغبان کا تمام اسباب اور پہولون اور میوؤن کے ٹوکرے چرالے گیا۔ اور جب باغبان کو یہ معلوم ہوا کہ میرے باغ مین چوری ہوگئی ہے تو اُسنے فریاد وزاری شروع کی اور اللہ تعالے نے ازراہ کرم اُسکو نعم البدل عطا کردیا۔ یعنے حضرت آدم کی خطا معاف ہوگئی۔ بعض نسخون مین چون بحیرت رفتہ باز آمد براہ ہے۔ اور مطلب دونو کا ایک ہے

ربنا انا ظلمنا گفت و آہ | یعنی آمد ظلمت و گم گشت راہ

ترجمہ: کی بہت فریاد وزاری اور آہ | یعنے ہون مین اندہا گم گشتہ راہ

شرح: اس شعر مین اُس باغبان (حضرت آدم) کی فریاد وزاری کا بیان ہے۔ یعنے جب آدم کو اپنی خطائے اجتہادی کا حال معلوم ہوگیا تو اُنہون نے ان الفاظ مین فریاد وزاری شروع کی کہ ربنا انا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا

لنکونن من الخاسرین (اے رب ہمارے ہمنے گیہون کہانے سے بیشک اپنی جانو پر ظلم کیا۔ اگر تو ہمارا گناہ نہ بخشیگا
اور ہم پر رحم نہ کریگا تو ہم خسارہ مین پڑجائینگے) چنانچہ اس مناجات کی برکت سے آدمؑ کی خطا معاف ہوگئی۔

این قضا ابرے بود خورشید پوش ۔ شیر و اژدرہا شود زو ہمچو موش

ترجمہ: یہ قضا اک ابر ہے خورشید پوش ۔ شیر و اژدر اس سے ہوجاتے ہین موش

شرح یعنے حکم الٰہی اُس ابر کے مانند ہے جو باہمہ عظمت دنور سورج کو ڈہانک لیتا ہے۔ اور قضا کے سامنے شیر
اور اژدرہا چوہے کی مانند ہوجاتے ہین۔

من اگر دامے نہ بینم گاہ حکم ۔ من نہ تنہا جاہلم در راہ حکم

ترجمہ: دام کو مجھسے چھپادے گر قضا ۔ صرف میری ہی نہین اسمین خطا

شرح۔ یہان سے ہدہد کا مقولہ شروع ہوگیا ہے۔ یعنے یا حضرت سلیمان علیک السلام اگر ظہور حکم الٰہی کے وقت
مجھے دام نظر نہ آئے تو کچہ تعجب کی بات نہین کیونکہ قضا خصوصیت کے ساتہ کچہ مجھے ہی جاہل نہین بناتی۔ بلکہ ایسے
وقت مین انبیا بہی متحیر رہجاتے ہین۔

اے خنک آنکو نکو کاری کند ۔ زور را بگزارد و زاری کند

ترجمہ: ہے وُہ اچھا جو نکو کاری کرے ۔ ترک کردے زور اور زاری کرے

گر قضا پوشد سیہ ہمچون شبت ۔ ہم قضا دستت بگیرد عاقبت

ترجمہ: گر قضا ڈہانکے گی تجکو شکل شب ۔ دستگیر ہاں خود کریگا حکم رب

گر قضا صد بار قصد جان کند ۔ ہم قضا جانت دہد درمان کند

ترجمہ: کرتی ہے سو بار قصدِ جان قضا ۔ آخر بس بنجاتی ہے درمان قضا

این قضا صد بار گر راہت زند ۔ بر فراز چرخ خرگاہت زند

ترجمہ: گر قضا سو بار ہو نقصان رسان ۔ ایک دن لیجائے گی تا آسمان

شرح۔ یہ پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ حکم الٰہی کے سامنے علم و ہنر سب بیکار ہوجاتے ہین کسیکی آئی ہوی قضا عقل و تدبیر
کے زور سے ہرگز نہین ٹل سکتی۔ ان شعرون مین بطور تسلی یہ ارشاد ہوا ہے کہ تمام مصیبتونکا دفعیہ خدا کے سامنے عاجزی
اور اُسکی بارگاہ مین گریہ وزاری سے ہوسکتا ہے۔ اور وہ شخص بہت اچھا ہے جو لباوقات نیکیان کرتا رہتا ہے
اور اگر اُس سے کوئی خطا ہوجاتی ہے تو عقل و تدبیر کے روز اور علم و ہنر کی قوت کو چہوڑ کر خدا کے روبرو گریہ وزاری
شروع کردیتا ہے ایسی حالت مین اگر حکم الٰہی نے اُسکو اندہیری رات کی طرح چارون طرف سے ڈہانک لیا ہے (یعنے
گناہون کی تاریکیون یا مصیبتون کی گھٹاؤن نے گہیر رکھا ہے) تو وہی حکم الٰہی توبہ و استغفار کے باعث اُسکی

دستگیری کریگا۔ اور اگر قضا نے آفتون یا گناہ کی بیماریون مین مبتلا کردیا ہے تو وہی علاج کردیگی۔ اور اگر قضا نے طاعات کی منزلون مین رہزنی کرکے اُسکی نیکیون کا سامان لوٹ لیا ہے تو وہی قضا توبۃ النصوح کی برکت سے اُسکو بلند مرتبون پر پہنچادیگی۔ ان الحسنات یذہبن السیئات (نیکیان برائیونکو دفع کردیتی ہین) خلاصہ یہ کہ جو قضا آدمی کو خطاؤن کے باعث معتوب کردیتی ہے وہی قضا توبہ و استغفار کے باعث محبوب بنادیتی ہے محققین کا قول ہے کہ کاملون کی لغزش اُنکے مرتبونکو بلند کردیتی ہے۔ کیونکہ لغزش اُنکے لیے گریہ وزاری کی کثرت کا سبب ہوجاتی ہے اور اکثر مراتب کا حصول کثرت گریہ وزاری پر موقوف ہے۔ بس تو ہر حالت مین رضا بالقضا الٰہی اور نیکیون کی پابندی لازم ہے

	از کرم دان اینکہ مے ترساندت	تا بملک ایمنی بنشاندت
ترجمہ	ہے کرم گروہ ڈراتا ہے تجھے	ملک ایمن مین بٹھاتا ہے تجھے
	چون تبرساند ترا آگہ شوی	ورنہ ترساند ترا گمرہ شوی
ترجمہ	یہ ڈراتا ہے برلئے آگہی	ورنہ ہوجاتی ہے بالکل گمرہی

شرح یعنے لغزش بہی اللہ تعالےٰ کا ایک کرم ہے۔ کیونکہ خطاؤن پر نگاہ کرنے سے دلمین خوف الٰہی پیدا ہوجاتا ہے اور خوف الٰہی کا نتیجہ توبہ ہے اور توبہ کا نتیجہ بیخوفی کے ملک کی بادشاہی (یعنے جنت اور اللہ تعالےٰ کی قربت) ہے۔ ملک ایمن سے یا تو اس آیت کی طرف اشارہ ہے ان المتقین فی جنٰت ونہر فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر۔ یعنے خدا سے ڈرنے والے باغون اور نہرون مین اُس بادشاہ کے پاس ہونگے جو زور آور اور مقدور والا ہے یا اس آیت کی طرف اشارہ ہے الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولاہم یحزنون۔ یعنے کسی عالم مین خدا کے دوستون پر خوف نہوگا۔ اور نہ وہ غمگین ہونگے (چنانچہ حضرت آدم کا قصہ انہی اشعار کے مطابق ہوا ہے جو لوگ دلمین خوف الٰہی رکہتے ہین وُہ گناہون سے متنبہ ہوکر تائب ہوجاتے ہین اور جو نہین کہتے وُہ گمراہ رہتے ہین۔

	این سخن پایان ندارد گشت دیر	گوش کن تو قصۂ خرگوش وشیر
ترجمہ	انتہا اسکی نہین ہوتی ہے دیر	سُن مرےجان قصۂ خرگوش وشیر
	پائے واپس کشیدن خرگوش از شیر چون نزدیک چاہ آمد	
ترجمہ	کنوین کے پاس پہنچکر خرگوش کا شیر سے الگ ہونا اور اُسکے پانو پہر جانا	
	شیر با خرگوش چون ہمراہ شد	پُر غضب پُر کینۂ بدخواہ شد
ترجمہ	ہولیا خرگوش کے ہمراہ جب	شیر دشمن پر تہا اپنے پُر غضب

شرح یعنے یہ شیر اُس اجنبی شیر سے لڑنے کے لیئے خرگوش کے ساتہ ہولیا اور چونکہ یہ اپنی قوت پر مغرور تہا اور اُسکو کمزور سمجہتا تہا اسلیئے اُسپر نہایت غضبناک تہا۔ اور اپنے بدخواہ کا کینہ اُسکے دلمین بہرا ہوا تہا۔ کیونکہ کمزور کو

زیادہ غصہ آیا کرتا ہے بعض نسخون مین پر کینہ بدخواہ کی جگہ بر کینہ بدخواہ ہے اور بعض مین پر کینہ و بدخواہ داد عقب کے ساتھ ہے اور مطلب سب کا ایک ہے۔

بود پیشاپیش خرگوش دلیر ۔ ناگہان پا را کشید از پیش شیر

ترجمہ: یا تو ہتا خرگوش آگے دیر سے ۔ یا ہٹ آیا رہ کے پیچھے شیر سے

چونکہ نزد چاہ آمد شیر دید ۔ کز رہ آن خرگوش ماند و پا کشید

ترجمہ: شیر نے دیکھا جو پہنچا نزد چاہ ۔ رہگیا ہے چھوڑ کر خرگوش راہ

گفت پا واپس کشیدی تو چرا ۔ پای را واپس مکش تو اندر آ

ترجمہ: اُس سے پوچھا و ایسی کا کیا سبب ۔ آمرے ہمراہ چل اے بو العجب

شرح یعنے خرگوش رہبر بنکر شیر کے آگے آگے چلا۔ اور اُس کنوئین کے پاس پہنچکر جسمین شیر کو دھکا دینا منظور تھا۔ اُلٹے پانو پھرنے لگا۔ پائے واپس کشیدن۔ بمعنے باز رفتن واپس ہونا۔ اُلٹے پانو پھر جانا۔ خرگوش نے واپس پھر جانے کا سبب آیندہ شعرون مین بیان کیا ہے۔

گفت کو پایم کہ دست و پای رفت ۔ جان من لرزید و دل از جای رفت

ترجمہ: وہ یہ بولا کسطرح آگے چلون ۔ دست و پاؤ جان و دل سب ہے زبون

شرح یعنے خرگوش نے شیر سے اپنے واپس ہونے کا یہ سبب بیان کیا کہ اُس اجنبی شیر کے خوف سے میرے ہاتھ پانو بے قابو ہوگئے ہین دِل کانپ رہا ہے جان بکھری جاتی ہے۔ اب مین نہین ٹھیر سکتا۔ یہ خرگوش کا مکر صرف اس غرض سے تہا کہ کہین شیر کی چھپیٹ مین مین نہ کنوئین مین گر پڑون۔ کو پایم بمعنے کجا پائے دار باشم ہے یعنے مین کیونکر ٹھہر سکتا ہون۔ مجہین ٹھہرنے اور تیرے ہمراہ چلنے کا دم نہین رہا۔

رنگ رویم را نمی بینی چو زر ۔ ز اندرون خود میدہد رنگم خبر

ترجمہ: ہو گیا ہے رنگ رخ مانند زر ۔ جو مری حالت کی دیتا ہے خبر

شرح۔ خرگوش شیر سے کہتا ہے کہ کیا تو نے میرے چہرہ کا رنگ نہین دیکھا کہ سونے کی طرح زرد ہو گیا ہے اور یہ رنگ ظاہر حال باطن کی خبر دے رہا ہے۔ عرب کا مقولہ ہے الحمرۃ للخجل و الصفرۃ للوجل یعنے سرخ رنگ خجالت کی اور زرد رنگ خوف کی علامت ہے۔

حق چو سیما را معرف خواندہ است ۔ چشم عارف سوی سیما ماندہ است

ترجمہ: حق نے سیما کو معرف جب کہا ۔ دیدہ ہر عارف کا سیما پر رہا

شرح یہ خرگوش کی زبان سے مولانا کا مقولہ ہے۔ یعنے چونکہ اللہ تعالےٰ نے علامت کو آلہ التعریف آدمیونکی

پہچان کا ذریعہ مقرر کردیا ہے۔ اسلئے عارف اور مردم شناس کی نظر علامت پر رہتی ہے۔ قرآنمجید مین منافقون کی شان مین یہ آیت ہے فلعرفتہم بسیماہم (اے پیغمبر تو اُنکو اُنکی علامت سے پہچان لیگا) اور مومنون کی شان مین یہ ارشاد ہوا ہے سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود (یعنے قیامت کے دن مومنون کی علامت سجدہ کے نشان کے باعث اُنکے چہرون پر ہوگی) خلاصہ یہ کہ عارف ہر نیک و بد کو اُسکی علامت سے پہچان لیتا ہے کیونکہ نیکیون مین نیکی اور بدون مین بدی کی آثار کسیطرح نہین چھپ سکتے۔

	رنگ و بو غماز آمد چون جرس	از فرس آگه کند بانگ فرس
ترجمہ	رنگ و بو غماز ہے مثل جرس	اسپ کی مخبر ہے بانگ ہر فرس

شرح یعنے رنگ بو گھنٹے یا گھڑیال کی طرح چغلخور ہے جسطرح گھڑیال کی آواز سے قافلہ کے کوچ کرجانے کا حال معلوم ہوجاتا ہے اسیطرح اچھے برُے رنگ اور خوشبو و بدبو سے صاحب رنگ و بو کا حال کھلجاتا ہے خوشبو سے اُسکی نفاست اور بدبو سے کثافت معلوم ہوجاتی ہے۔

	بانگ ہر چیزے رساند زو خبر	تا بدانی بانگ خر از بانگ زر
ترجمہ	دیتی ہے آواز ہر شئے کی خبر	ہے جدا بانگ خر و آواز زر

شرح یعنے ہر چیز کی آواز اُسکی حقیقت معلوم کرادیتی ہے جیسے گدھے کی آواز سے حیوان ناہق کا اور روپے کی آواز سے چاندی کا ثبوت ملتا ہے اگر آواز اشیاء کی شناخت کا ذریعہ نہوتی تو آواز خر اور آواز زر مین تمیز نہ رہتی سننے والے دونون کو یکسان سمجھ لیتے۔

	گفت پیغمبر بہ تمییز کسان	مرء مخفی لدے طی اللسان
ترجمہ	ہے یہ قول سرور پیغمبران	آدمی مخفی ہے در زیر زبان

شرح لدے بمعنے وقت۔ وطی لسان بمعنے تہ کردن زبان ہے یعنے خاموشی مطلب یہ کہ آدمیون کی شناخت کے لیے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آدمی کا حال اُسکی خاموشی کے وقت تک مخفی رہتا ہے۔ ہان جب اُسکے منہ سے کوئی بات یا زبان سے کوئی آواز نکلیگی تو سننے والے کو اُسکا عالم وجاہل فصیح وغیر فصیح عاقل وغیر عاقل ہونا معلوم ہوجائیگا خلاصہ یہ کہ رنگ اور آواز ذریعۂ تمیز اور آلۂ شناخت ہین اور دوسرا مصرع اس حدیث کا اقتباس ہے۔ المرء مخبوء فی لسانہ لا فی طیلسانہ۔ آدمی چادر مین نہین بلکہ زبان کے پردہ مین پوشیدہ ہے اور اسی کا ترجمہ یہ شعر ہے۔ ؎ تا مرد سخن نگفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ باشد۔

	رنگ رو از حال دل دارد نشان	رحمتم کن مہر من در دل نشان
ترجمہ	رنگ رو دیتا ہے باطن کی خبر	ناتوان ہون دیکھ مجھپر رحم کر

	رنگ و روے سرخ دارد بانگ شکر	رنگ روے زرد دارد صبر و نکر
ترجمہ	رنگ و روے سرخ بانگ شکر ہے	رنگ و روے زرد بانگ نکر ہے

شرح پہلے شعر سے خرگوش کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے اے شیر میرے چہرہ کے رنگ کو دیکھکر میری حالت پر رحم کر۔ کیونکہ سرخ رنگ شکر کی آواز دیتا ہے اور اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ شخص صاحب نعمت و دولت ہے۔ اور زرد رنگ صبر و نکر (ناخوشی) کی آواز دیتا ہے اور اس سے کہل جاتا ہے کہ اس شخص نے بلا و مشقت اور دلکی ناخوشی پر صبر کر رکہا ہے شکر و صبر مسبب ہین جنکے ذکر سے یہان سبب (نعمت و مصیبت) مراد لیا گیا ہے

	در من آمد آنچہ از وے گشت مات	آدمی و جانور جامد نبات
ترجمہ	میری وہ حالت ہے اب ہین جس سے مات	آدمی و جانور پتھر نبات

شرح مات بمعنے میت و فانی۔ خرگوش شیر سے کہتا ہے کہ اسوقت میری حالت مین وہ تغیر آگیا ہے جو نزع کے وقت ہوتا ہے۔ اور جس سے کوئی آدمی یا جانور یا پتھر یا درخت خالی نہین کیونکہ العالم متغیر (سارا جہان تغیر پذیر اور فنا ہونے والا ہے)

	در من آمد آنچہ دست و پا برد	رنگ روی و قوت و سیما برد
ترجمہ	اب ہے وہ حالت کہ دست و پا نہین	رنگ روے و قوت و سیما نہین

شرح یعنے اب میری حالت مین وہ تغیر آگیا ہے جو ہاتھ پانو کی قوت اور رنگ رو اور علامت نسبت کو زائل کرنے والا ہے۔ مطلب یہ کہ اے شیر میری موت کا زمانہ بہت قریب ہے اسلیئے مین تیرے ہمراہ چلنے سے مجبور ہون۔ مجھے معاف رکھہ

	آنکہ در ہر چہ در آید بشکند	ہر درخت از بیخ و بن او بر کند
ترجمہ	ہے وہ حالت جکو سب کہتے ہین سخت	جسکے ہوتے ٹوٹ پڑتے ہین درخت

شرح یعنے اب مجہپر وہ حالت طاری ہے جو درختون کی جڑ سے اکہاڑ ڈالتی ہے یعنے حالت فنا و مرگ اسلیئے مین آگے نہین بڑہ سکتا۔

	این خود اجزا اند کلیات از و	زرد کردہ رنگ و فاسد کردہ بو
ترجمہ	یہ ہین اجزا۔ دیکھہ کلیات کو	زرد ہے رنگ اور فاسد انکی بو

شرح حکما کے نزدیک چارون عنصر اور تمام کلیات یعنی عنصریات امہات الاشیا کہلاتے ہین۔ اور افلاک آباء الاشیا۔ یعنے وہ اشیا کی مائین ہین۔ اور یہ باپ ہین۔ اور موالید ثلاثہ یعنے حیوانات نباتات و جمادات جزئیات ہین۔ اس تمہید کے بعد خرگوش کا یہ مطلب ہے کہ یعنے جو آدمی اور جانور اور نباتات اور جمادات کا ذکر کیا ہے کہ یہ متغیر ہو جاتے ہین یہہ سب کے

سب اجزاء مین جنبین خوف موت کے باعث تغیر پیدا ہو جاتا ہے۔ سارے شیر کلیات بہی فنا ہونے کے خوف سے زرد رو اور فاسد ہوئین۔ چنانچہ تغیرات کی مثالین یہ ہین

تا جہان گہ صابرست وگہ شکور — بوستان گہ حلہ پوش وگاہ عور

ترجمہ: گاہ صابر گاہ شاکر ہے جہان — باغ گا ہے سبز وگہ وقف خزان

شرح یعنے جب تک دنیا قایم ہے کبھی مصائب پر صابر ہے اور کبھی نعمتون پر شاکر۔ اور بوستان مین کبھی بہار ہے اور کبھی خزان عور بمعنے ننگا یعنے بت جھڑ پہلے مصرع تغیر انسان کی مثال ہے اور دوسرا تغیر نباتات کی

آفتابے کو بر آمد نار گون — ساعتے دیگر شود او سرنگون

ترجمہ: سُرخ و نورانی سحر کو ہے جو مہر — شام کو ہوتا ہے بیشک زرد چہر

شرح یعنے طلوع کے وقت آفتاب سُرخ رنگ نکلتا ہے اور در ساعت دیگر یعنے وقت غروب سرنگون ہو جاتا ہے اسیواسطے غروب سے تہوڑی دیر پہلے بخوف فنا اسکا رنگ زرد ہو جاتا ہے یہ تغیر کلیات کی مثال ہے اور غرض یہ ہے کہ کل شئی ہالک الا وجہہ یعنے سوائے ذات واجب الوجود کے ہر شئے فنا ہونیوالی ہے۔

اخترانے تافتہ بر چار طاق — لحظہ لحظہ مبتلائے احتراق

ترجمہ: یہ ستارے ہین جو زیب چار طاق — دمبدم ہین مبتلائے احتراق

شرح چار طاق خیمۂ چہار گوشہ جسکو ہندی مین راوٹی کہتے ہین مجازاً بمعنے آسمان احتراق بمعنے جلنا جلانا اور نجوم کی اصطلاح مین ستارے کا آفتاب کے نور مین اسطرح گم ہونا کہ پہر ستارے کا نور نظر نہ آئے۔ یہان بہی دوسرے معنے مراد ہین۔ اور یہ تغیر کلیات کی دوسری مثال ہے۔

ماہ کو افزود ز اختر در جمال — شد ز رنج دِق او ہمچون ہلال

ترجمہ: ماہ جو تارون سے ہے فوق الجمال — دق کی بیماری سے ہے شکل ہلال

شرح۔ یعنے چاند باوجودیکہ حسن وجمال مین ستارون سے بدرجہا بڑہا ہوا ہے۔ مگر مرض دق یعنے خوف فنا کے سبب بنظر انجام خود اول ہی سے ہلال ہو جاتا ہے۔ دق اُس بیماریکا نام ہے جو آدمی کو نہایت لاغر اور دبلا کر دیتی ہے مصرع موزون کرنے کے لیئے لفظ دِق کو باقاف مشدد بلا اضافت پڑہنا چاہیئے۔

این زمین با سکون و با ادب — اندر آرد زلزلہ اش در لرز و تب

ترجمہ: با ادب اور باسکون ہے گو زمین — زلزلون سے بچکے رہ سکتی نہین

شرح یعنے باوجودیکہ ساری زمین با ادب خدا کے حکم کی تابع اور اُسکے فرمان پر قایم ہے مگر پہر بہی زلزلہ سے محفوظ نہین رہسکتی یہ تغیر کلیات امہات الاشیاء کی مثال ہے۔

اے بسا کہ زین بلائے مردہ ریگ ‏ | ‏ گشتہ است اندر جہان چون ذرہ ریگ

ترجمہ: اِس بلا کے خوف سے ہو کر ستوہ ‏ | ‏ ہو گئے ہین ذرّہ کا نا چیز کوہ

شرح مردہ ریگ باضافت مقلوب اُس مال یا میراث کو کہتے ہین جو بعد مرگ مورث باقی رہے اور مطلقًا بمعنے زبون بھی آیا ہے یہان یہی معنے مراد ہین اور بعض نے مردہ ریگ سے وہ ریتا مراد لیا ہے جسمین سے پانی نہین نکلتا اور بلائے مردہ ریگ مین اضافت بیانی ہے جس سے خوف فنا مراد ہے۔ اور خردہ ریگ بمعنے ذرّہ ریگ ہے مطلب یہ کہ بہت سے پہاڑ اس بلائے زبون (خوف فنا) کے سبب ذرہائے ریگ بنگئے ہین۔ یہ تغیر جمادات کی مثال ہے۔

این ہوا با روح آمد مقترن ‏ | ‏ چون قضا آید وبا گشت و عفن

ترجمہ: فرحت افزا روح پرور ہے ہوا ‏ | ‏ جب قضا آتی ہے بنتی ہے وبا

شرح روح بفتح رائے مہملہ آسایش و تازگی و فرحت و خنکی نسیم و بوئے خوش و باد خوش آیندہ نیز بالضم بمعنے جان بھی ہو سکتا ہے۔ عفن بفتح عین مہملہ وکسرِ فا بمعنے گندہ و بدبو دار یعنے ہوا باوجودیکہ آسایش و تازگی کی دوست یا روح کی مصاحب یعنے خوش کرنے والی ہے مگر حکم الٰہی سے متعفن اور بدبودار ہو کر وبا پھیلانے کا باعث اور آسایش و روح کی جانی دشمن بنجاتی ہے۔ یہ تغیر عنصر ہوا کی مثال ہے۔

آب خوش کو روح را ہمشیرہ شد ‏ | ‏ در غدیرے زرد و تلخ و تیرہ شد

ترجمہ: آب خوش تہا گو مصاحب روح کا ‏ | ‏ حوض مین رہ رہ کے تیرہ ہو گیا

شرح یعنے پانی جو روح کے لئے باعتبار مناسبت و انس بمنزلہ اخت (یعنے بہن کے برابر) تہا اور جس سے روح عشق رکہتی تہی جب ایک تالاب یا حوض مین اگر چند روز ٹہیر گیا تو زرد و تلخ و تیرہ ہو گیا۔ یہ تغیر عنصر آب کی مثال ہے۔

آتشے کو باد دارد در بروت ‏ | ‏ ہم یکے بادے برو خواند موت

ترجمہ: آگ ہے گو تند و تیز و پر غرور ‏ | ‏ بجہتی ہے اک پہونک مین اے باشعور

شرح خواندن پڑہنا بلانا۔ دم کرنا بروت بمعنے موچہہ۔ و باد در بروت داشتن بمعنے تکبر کرنا ہے یعنے آگ باوجودیکہ بڑی تیز و سرکش اور متکبر چیز ہے لانہ جوہر نورانی علوی (کیونکہ آگ ایک تعلی پسند اور نورانی جوہر ہے) لیکن ہوا کا ایک ہلکا سا جہونکا جب اُسپر پہونک مارتا ہے تو فنا ہو جاتی ہے دیکہہ جاتی ہے۔ مثلاً شمع و چراغ وغیرہ کا حال دیکہہ لیجے کہ ایک پہونک سے گل ہو جاتی ہے۔ یہ تغیر عنصر آتش کی مثال ہے۔

خاک کو شد مایۂ گل در بہار ‏ | ‏ ناگہان بادے برآرد زو دمار

ترجمہ: خاک ہے گو مایۂ فصل بہار ‏ | ‏ ہوتی ہے باد خزانی سے غبار

شرح یعنے خاک جو موسم بہار مین باعث نشو و نمائے گل ہے فصل خزان مین ہوا اُسکو آندہی اور بگولی کی صورت مین

اسکو اکثر پریشان کردیتی ہے۔ یہ تغیر عنصر خاک کی مثال ہے۔

	حال دریا ز اضطراب و جوش او	فہم کن تبدیلہائے ہوش او
ترجمہ	بحر مین جو اضطراب و جوش ہے	مخبر تبدیلہائے ہوش ہے

شرح یعنے دریا کا حال اُسکی حرکتون اور لہرون کے سبب جو کچھ ہو رہا ہے اُسکو سمجھ اور خیال کر کہ یہ حرکتین اور لہرین فی الواقع اُسکے ہوش کی تبدیلیان ہین یعنے جب تک ہوا موافق ہے دریا مین تغیر نہین ہوتا اور جب نا موافق ہو گئی تو اپنے تھپیڑون سے اُسکے ہوش کھو دیتی ہے اور دمبدم اُسکی حالت مین تغیر ہوتا جاتا ہے **نکتہ** ہوش دریا سے اسطرف اشارہ کیا گیا ہے کہ عقل فعال جسطرح تمام موجودات مین کارسازی کر رہی ہے دریا مین بھی موجود ہے

	چرخ سرگردان کہ اندر جستجوست	حال او چون حال فرزندان اوست
ترجمہ	چرخ سرگردان کی حالت ہے وہی	یعنے جو حالت ہے اس اولاد کی

شرح یعنے آسمان جو مرضی الٰہی کے ڈھونڈنے مین سرگردان ہے خوف الٰہی سے اسکا بھی وہی حال ہے جو اسکی اولاد یعنے موالید ثلاثہ (حیوانات و نباتات و جمادات) کا ہے۔ یہ تغیرات کلیات آبائی کی مثال ہے اور مطلب یہ ہے کہ ان تمام چیزون کے تغیرات کا سبب خوف الٰہی ہے

	گہ حضیض و گہ میانہ گاہ اوج	اندرون از سعد و نحسے فوج فوج
ترجمہ	اوج و پستی گاہ گاہے اعتدال	اسمین سعد و نحس تارونکا ہے جال
	گہ شرف گاہے صعود و گہ فرح	گہ وبال و گہ ہبوط و گہ ترح
ترجمہ	گہ شرف گاہے صعود و گہ سرور	گہ وبال و گہ ہبوط و گہ شرور

شرح یعنے آسمان کی حالت کبھی پستی کی ہے کبھی اعتدال کی اور کبھی رفعت کی نیز اُسمین سعادت و نحوست بکثرت موجود ہے کبھی شرف ہے کبھی بلندی اور کبھی خوشی۔ کبھی وبال ہے کبھی تنزل اور کبھی رنج و غم۔ مطلب یہ کہ آسمان کسیوقت تغیرات سے محفوظ نہین ہے **فائدہ** علم ہیئت جاننے والونکا قول ہے کہ اگر دائرۂ فلک کے وسط مین خط کھینچا جائے تو اوپر کے آدھے کا نام اوج و صاعد ہے۔ اور نیچے کے آدھے کا نام حضیض و ہابط اور یہ بھی یاد رہے کہ آسمان کے برجون کے گرد اگرد سبع سیارہ (سات ستارے) گردش کر رہے ہین اُنمین سے اگر کوئی ستارہ آسمان کے قریب پہنچ جاتا ہے تو اسکو بُعد البعد کہتے ہین۔ اور اگر یہ ستارے منقسم ہو کر دہنی بائین چلے جاتے ہین تو اُسکا نام تعدیل اور وسط ہے اور اگر پستی سے بلندی کی طرف گردش کرتے ہین تو اُسکو صعود کہتے ہین اور اگر بلندی سے پستی کی طرف آتے ہین تو اُسکا نام ہبوط ہے۔ وبال باعتبار معنے مقابل شرف ہے یعنے بُرائی۔ فرح خوشی کو کہتے ہین اور ترح اسکا مقابل ہے بمعنے رنج و غم مفصل حال کتب علم نجوم مین مرقوم ہے

	اے خود اے جزوے زکلہا مختلط	فہم میکن حالت ہر منبسط
ترجمہ	تو ہے اک جز اور کل سے مختلط	خود سمجھہ اپنے سے حال منبسط

شرح۔ لفظ جزوے موصوف ہے اور از کلہا مختلط اُسکی صفت۔ نیز کلہا سے کلیات عناصر اربعہ اور جزوسے انسان مراد ہے یعنے اے انسان تو ہے تو جزو۔ مگر کلیات (عناصر اربعہ) سے مرکب ہے۔ اپنے نفس سے ہر منبسط کا (جس سے تو مرکب ہے) حال معلوم کرلیا کر اس سے ظاہر ہوجائے گا کہ جسطرح تجھمین تغیر ہے اسیطرح ہر منبسط تغیر پذیر ہے۔ **فائدہ** منبسط بمعنے بسیط و مفرد۔ حکما کے نزدیک ہر غیر مرکب شے کا نام بسیط ہے اور بعض نے بسیط کی یہ تعریف کی ہے کہ اُسکا جزو کل کے مشابہ ہو مثلاً آتش و آب و خاک و باد در حالت انفراد) یہان بسیط سے مراد یہی اربعہ عناصر ہین۔ اور اُنکے تغیر کی مثالین اوپر گذر چکی ہین۔ خلاصہ یہ کہ کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام ہر شئے فنا ہونیوالی اور خدا کی ذات ہمیشہ باقی رہنی والی ہے۔

	چون نصیب مہتران درد ست و رنج	کہتران را کے تواند بود گنج
ترجمہ	جب بڑون کو ہو میسر درد و رنج	ل نہین سکتا کبھی چھوٹون کو گنج
	چونکہ کلیات را رنج ست و درد	جزو ایشان چون نباشد روی زرد
ترجمہ	جب کہ کلیات کو ہو رنج و درد	کیون نہ جزئیات کا ہو رنگ زرد

شرح۔ یعنے جب کسی خاندان کے بزرگون کو کسیطرح کا درد و رنج پہنچیگا تو چھوٹے بھی اُسکے اثر سے محفوظ نہین رکھہ سکتے۔ یہان کہتران یعنے بزرگون سے وہی اُمّہات و آباء الاشیاء اور کہتران یعنے چھوٹون سے وہی موالید ثلاثہ مراد ہین جنکی شرح گزر چکی ہے یہ دونو شعر ہم معنے ہین اور ایک دوسرے کی تمثیل ہے بطور تفہیم اور نتیجہ یہ ہے کہ جب کلیات کو تغیر ہے تو جزئیات بالا ولی متغیر ہو جائینگے۔

	این عجب نبود کہ میش از گرگ جست	این عجب کین میش دل در گرگ بست
ترجمہ	بھیڑیے سے بھیڑ بھاگے کیا عجب	دِل لگی رکھتی ہے سرتا پا عجب

شرح۔ اول معنے یہ ہین گرگ و میش سے مراد اضداد ہین۔ یعنے یہ کچھہ تعجب کی بات نہین کہ اربعہ عناصر جو باوجودیکہ ایک دوسرے کی ضد ہین اور قدرت الٰہی سے ایک جگہ جمع ہو گئے ہین باہم تنافر ہو کر بھاگ جائین۔ آگ پانی سے الگ ہو اور خاک ہوا سے گریز کر جائے یعنے ہر متنفس فنا ہو جائے مر جائے کیونکہ ضد اپنی ضد کی ساتھ نہین رہا کرتی۔ بکری بھیڑیے سے بھاگتی رہتی ہے۔ البتہ تعجب کی بات یہ ہے کہ ہر متنفس مین ایک ضد کا دوسری ضد کے ساتھ اجتماع اور ربط کیونکر ہو گیا۔ اسکا علم سوائے خدا کے اور کسیکو نہین ہے۔ دوسرے معنے یہ ہین کہ گرگ سے دنیا اور میش سے اہل دنیا مراد ہین۔ اسوقت یہ مطلب ہوا کہ ترک دنیا محل تعجب نہین کیونکہ دنیا ایک بھیڑیا ہے جس سے

جبتنے فیما سے ربط اور تعلق پیدا کرکے اُسکے باوفا ہونے پر اعتماد کرکہا ہے کیونکہ بہیٹر یئے سے دل لگانا اور اُسکے دوستی پر بہروسہ کرنا خلاف عقل ہے۔

زندگانی آشتی ضد ہاست ۔ مرگ آن کاندر میان شان جنگ خاست

ترجمہ: زندگی ہے عنصرون کی آشتی ۔ موت ہے اِن عنصرون کی دشمنی

شرح یعنے عناصر اربعہ کے امتزاج اور اعتدال کا نام زندگی اور اُنکے باہم جنگ و اختلاف کا نام موت ہے

صلح اضداد ست عمر این جہان ۔ جنگ اضداد ست عمر جاودان

ترجمہ: عنصرونکی صلح ہے عمر جہان ۔ اور انکی جنگ عمر جاودان

شرح یعنے عوام تو یہ سمجھتے ہین کہ عناصر کا امتزاج اور باہمی صلح باعث زندگی اور اُنکا اختلاف باعث موت ہے لیکن عارف کے نزدیک گو امتزاج عناصر دنیوی زندگی کا باعث سہی مگر اُنکا اختلاف (یعنے موت) عمر جاودانی کا سبب ہے کیونکہ موت موصل الی اللہ (خدا تک پہنچانے والی ہے) اور صوفیون کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے۔ الموت وصل الحبیب الی الحبیب (یعنے مرجانا گویا دوست کا دوست سے ملجانا اور اسکا وصل ہے۔

زندگانی آشتی دشمنان ۔ مرگ وا رفتن باصل خویش دان

ترجمہ: زندگی ہے دشمنون کی آشتی ۔ اور مرنا ہے ملاقات اصل کی

شرح یعنے زندگانی چند دشمنون (عناصر اربعہ) کے صلح کرلینے کا نام ہے۔ اور موت اپنی اصل کی طرف رجوع کرجانا ہے روح کو مرنیکے بعد حیات جاودانی ملتی ہے اگر پاک ہے تو اپنی پاک اصل (علیین) کی طرف اور ناپاک ہے تو اپنی ناپاک اصل (سجین) کی طرف رجوع کرجاتی ہے

صلح دشمن وار باشد عاریت ۔ دل بسوئے جنگ دارد عاقبت

ترجمہ: صلح بدخواہون کی ہے اک عاریت ۔ جنگ کی رکہتے ہین نیت عاقبت

روز کے چند از برائے مصلحت ۔ باہم اندر وفا و مرحمت

ترجمہ: چند مدت از برائے مصلحت ۔ رکہتے ہین باہم وفا و مرحمت

عاقبت ہر یک بجوہر باز گشت ۔ ہر یکے با جنس خود انباز گشت

ترجمہ: ملتے ہین جو ہر سب انجام کا ۔ جنس کی بنجاتے ہین جنس ایکبار

شرح دشمن وار۔ مانند دشمن جسکے دلمین دشمنی ہو یعنے دشمن بصفت دوست مطلب یہ کہ جسکے دلمین دشمنی ہو اُسکی صلح بطور عاریت ہوتی ہے اور اُسکا دِل ہمیشہ جنگ کی طرف مائل رہتا ہے۔ وہ کبہی مصلحت کے سبب چند روز کیلیے صلح کرکے وفا اور مہربانی کا اظہار کیا کرتا ہے اور انجام کار اپنی اصل پہ آجاتا ہے یہی حال اربعہ

عناصر کا ہے کہ چند روز کے لیے باہم صلح کر لیتے ہین۔ اور مرنے کے بعد اپنے اپنے جوہر یعنے اپنی اپنی اصل کی طرف رجوع کر جاتے ہین۔ جوہر بمعنے اصل و انباز بمعنے شریک ہے۔

	لطف باری این پلنگ و رنگ را	الف داد و بر دز لشیان جرگ را
ترجمہ	لطف حق سے یہ پلنگ و گوسپند	ہو گئے ہین رشتۂ الفت مین بند
	لطف حق این شیر را و گور را	الف دادست این دو ضد دور را
	لطف باری نے یہ شیر و گور خر	ہو گئے دشمن رہین محبت یکدگر

شرح۔ لفظ رنگ اپنے انیس معنون مین سے یہان نر کوہی (پہاڑی بکرے) کے معنون مین مستعمل ہوا ہے۔ اور الف بکسر اول و سکون لام بمعنے دوستی ہے یعنے اللہ تعالےٰ کی مہربانیون نے اس چیتے اور پہاڑی بکرے اور اس شیر اور گورخر (اربعہ عناصر) کو باہم محبت دیکر چند روز کے لیے انکی باہمی جنگ کو موقوف کرا دیا ہے مگر یہ صلح عارضی ہے

	چون جہان رنجور و زندانی بود	چہ عجب رنجور اگر فانی بود
ترجمہ	چونکہ ہے رنجور و زندانی جہان	کیا تعجب ہے کہ ہو فانی جہان

شرح یعنے جبکہ سارا جہان خود مریض اور تغیرات کا پابند ہے تو اسکا فنا ہو جانا کچھ تعجب کی بات نہین کیونکہ مریض بیمار رہتے رہتے ایکدن مر ہی جاتا ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والا وہی ایک ہے جسکا نام الحی القیوم ہے

پرسیدن شیر سبب پاوا پس کشیدن خرگوش را و جواب او

ترجمہ شیر کا خرگوش سے اُلٹے قدمون پھر جانے کا سبب پوچھنا اور خرگوش کا جواب دینا

	خواند بر شیر او ازین رو پندہا	گفت من پس ماندہ ام زین بندہا
ترجمہ	شیر کو اُسنے سُنا کر چند پند	یہ کہا اِس بند سے ہون مستمند

شرح یعنے خرگوش نے اسطرح کی نصیحتین (جنکا ذکر ہو چکا ہے) شیر کو سنا کر یہ کہا کہ مین انہین رکاوٹون کے سبب پیچھے ساتھ چلنے سے مجبور رہ گیا یعنے چونکہ قریب الموت ہون اسلیے میرا قدم آگے نہین بڑھ سکتا۔ پندہا و بندہا سے وہی تغیرات مراد ہین جنکی تفصیل گزر چکی ہے نکتہ خرگوش یعنے عقل معاد دل نفس کو نصیحت کرتی ہے اور جبکہ اسکا اثر نہین ہوتا تو اسکو مجاہدہ اور ریاضت کے کنوین مین ڈالدیتی ہے تاکہ نفس مین قبول ارشاد کا مادہ ہو جائے

	شیر گفتش تو ز اسباب مرض	این سبب گو خاص کاینستم غرض
ترجمہ	شیر بولا کہ سُنلے اسبابِ مرض	سچ بتا ہے اِس سے تیری کیا غرض

شرح یعنے شیر نے خرگوش سے یہ کہا کہ تو اسباب مرض مین سے اپنے پیچھے رہجانے کا کوئی خاص سبب بیان کر اور یہ بتا کہ تیری عدم اپنی کے مرض کا خاص سبب کیا ہے۔ اسباب تغیرات دنیا تو خود ظاہر ہین جنکو مین بھی جانتا ہون۔ میرا مقصود خاص طور پر تیرے مرض (واپسی) کا سبب معلوم کرنا ہے فائدہ اگرچہ خرگوش اپنی

واپسی کا سبب بیان کرچکا ہے۔ مگر چونکہ شیر کو اُسکے بالو پر اعتبار نہین آیا اسلیئے مکرر پوچھنے کی ضرورت ہوئی۔

پائے را واپس کشیدی تو چرا — سیدی بازیچہ اے واہی مرا

ترجمہ: ہوگیا رستہ مین تو کیون ناشکیب — یا مجھی کو اُس سے دیتا ہے فریب

شرح۔ بازی دادن وبازیچہ دادن بمعنے فریب دادن اور واہی اگر واو سے ہے تو سست رائے اور گمراہ کے معنون مین ہے اور اگر دال سے ہے تو داہی بمعنے دانا وبزرگ وعاقل وجوانمرد ہے۔ اور شیر نے بطور تمسخر خرگوش کو عاقل کہا ہے۔ یعنے اے خرگوش تو میرے ساتھ سے الگ کیون ہوا جاتا ہے ائے ضعیف الرائے کیا مجھے کسی قسم کا فریب دینا چاہتا ہے یا اسکا کوئی اور سبب ہے

گفت آن شیر اندرین چہ ساکن است — اندرین قلعہ ز آفات ایمن است

ترجمہ: بولا پہر خرگوش وہ شیر تپان — اس کنوین مین ہے بصد امن وامان

یار من بستد ز من در چاہ برد — بر گرفتش از رہ و بے راہ برد

ترجمہ: میرے ہمراہی کو لے بہاگا ہے وہ — اس کنوین مین چین سے رہتا ہے وہ

شرح یعنے خرگوش نے شیر سے کہا کہ اس کنوین مین وہی اجنبی شیر رہتا ہے اور یہ کنوان اُسکے حق مین آفتون سے بچنے کے لیئے قلعہ بنگیا ہے یہ شعر بطور ظلم میرے ہمراہی خرگوش کو اس کنوین مین لیگیا ہے لے بے راہ بردن بطور جور گرفتن ہے اس سے بدلا لینا چاہیئے۔ باطنی طور پر کنوین سے خلوت اور شیر سے مرشد کامل مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ عقل معاد نفس امارہ کو مرشد کامل کی جانب رہبری کر رہی ہے۔

قعر چہ بگزید ہر کو عاقل است — زانکہ در خلوت صفاہائے دل است

ترجمہ: ہان کنوین کی تہ جگہ عاقل کی ہے — کیونکہ خلوت مین صفائی دل کی ہے

ظلمت چہ بہ کہ ظلمتہائے خلق — سر نبرد آنکس کہ گیرد پائے خلق

ترجمہ: خلق کی صحبت سے بہتر ہے کنوان — تابع مخلوق کو ہے بیم جان

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنے عقلمند اور عارف کنوین کی تہ (خلوتکدون) مین رہا کرتے ہین۔ اور اُسکے اندہیرے سے ہرگز نہین گھبراتے اسلیئے کہ کنوین کا اندہیرا عارضی ہے۔ اور مخلوق کا اندہیرا جو باہمی اختلاط اور ملنے جلنے سے روح اور دل کو تاریک کردیتا ہے رفتہ رفتہ لازمی ہوجاتا ہے۔ اور جو شخص مخلوق کے پانوکڑتا ہے یعنے اُسکا اتباع کرتا ہے وہ اپنے سر کو سلامت نہین لیجاسکتا۔ بلکہ بُری صحبتون کے اثر سے ہلاک ہوجاتا ہے

گفت پیش آ زخمم او را قاہر است — تو ببین کان شیر در چہ حاضر است

ترجمہ: شیر بولا آگے آ ڈرتا ہے کیون — دیکھہ تو ہے بہی کنوین مین وہ زبون

شرح یعنے شیر نے کہا کہ اے خرگوش میرا حملہ اُسکے لیے قہر برپا کرنے والا ہے۔ تو آگے اگر یہ بتادے کہ وہ اِس کنوین مین ہا...

گفت من سوزیدہ ام زان آتشی | تو مگر اندر بر خویشم کشی

ترجمہ — وہ یہ بولا خوف ہے اُس آگ سے | تو مگر اپنی بغل مین لے مجھے

تا بہ پشتیِ تو اے کانِ کرم | چشم بکشایم بچہ در بنگرم

ترجمہ — تا حمایت سے تری اے کان جود | مین کنوین مین دیکھہ لون اُسکی نمود

من بہ پشتیِ تو تانم آمدن | کہ نگہدارم دران چہ بے رسن

ترجمہ — مین حمایت سے تری اے پنجہ زن | چل سکونگا تا بچاہِ بے رسن

شرح سوزیدہ بمعنے سوختہ۔ و آتشی بیائے معروف آگ کا تیلا اور تند و تیز و سرکش پشتی بمعنے حمایت۔ اور نگہدارم مین میم ضمیر مفعول ہے بمعنے مرا اور تانم مخفف توانم ہے۔ یعنے خرگوش نے شیر سے کہا کہ مین اُس اجنبی شیر کے غصہ سے جو آگ کی طرح تند و تیز ہے جلگیا ہون یعنے نہایت خوف زدہ ہون البتہ اِس شرط پر تیرے ساتھ چلنے کو تیار ہون کہ تو مجھے اپنی بغل مین جگہ دے تاکہ تیری دلی قوت مجھمین باطنی طاقت بڑھا دینے کا باعث ہو جائے اے شیر مین تیری حمایت سے آنکھین کھولکر دیکھہ سکونگا کہ وہ شیر کنوین مین موجود ہے یا نہین۔ تو مجکو اپنی بغلمین لیکر اُس چاہِ بے رسن اور شیر پُر فتن سے نگاہ رکھہ سکتا ہے یعنے اگر مین اُس شیر کے خوف سے کنوین مین گرنے لگونگا تو یقین ہے کہ تو مجھے بچالیگا۔ ورنہ اُس کنوین مین کوئی رسّی بھی نہین کہ جسکے ذریعہ سے مجھے نکلنے کی اُمید ہو چونکہ عقل نے خواہ اسلیئے نفس امارہ کی مصاحبت چاہتی ہے کہ اول اُسکو اُسکی بُرائیون کا آئینہ دکھائے اور پھر خلوت مین بٹھاکر اُن بُرائیون کے زائل کرنے کی کوشش کرے عقل نے یا تو از راہِ مکر نفس کو کانِ کرم کہا ہے یا یہ وجہ ہے کہ نفس خود مدعی کمالات ہے اسلیئے اپنی تعریف سُننے سے نہایت خوش ہوتا ہے۔

نظر کردن شیر در چاہ و دیدن عکس خود را و عکس خرگوش

ترجمہ شیر کا کنوین مین جہانکنا۔ اور پانی مین اپنا اور اپنی بغل والے خرگوش کا عکس دیکھنا

چونکہ شیر اندر برِ خویشش کشید | در پناہِ شیر تا چہ مے دوید

ترجمہ — شیر نے جب ہم بغل مین لے لیا | سوئے چہ خرگوش جھٹ پٹ چلدیا

چونکہ در چہ بنگریدند اندر آب | اندر آب از شیر و او در تافت تاب

ترجمہ — چاہ مین دونو نے دیکھا جہانک کر | عکس صورت آب مین آیا نظر

شرح یعنے شیر نے خرگوش کو اپنے بغلمین بٹھا لیا۔ اور وہ شیر کی پناہ مین آکر کنوین تک دوڑ چلا گیا۔ اور پھر جب دونون نے ملکر کنوین مین جہانکا تو دونون کا عکس پانی مین دکھائی دیا۔ تاب بمعنے عکس ہے۔

شیر عکس خویش دید از آب تفت ‌‌ ‌ ‌ ‌ شکل شیر و در برش خرگوش زفت

ترجمہ: شیر نے دیکھا کہ ہے پانی مین شیر ‌ ‌ ‌ ‌ اور اُسکے ساتھ ہے خرگوش زیر

چونکہ خصم خویش را در آب دید ‌ ‌ ‌ ‌ مر ورا بگذاشت اندر چہ دوید

ترجمہ: چاہ مین دشمن کو جب دیکھا کھڑا ‌ ‌ ‌ ‌ چھوڑکر اسکو کنوین مین گر پڑا

شرح تفت مخفف تافت اور زفت بمعنے جسیم و فربہ ہے یعنے شیر نے اپنا اور اُس مکار و فربہ خرگوش کا عکس کنوین کے پانی مین دیکھا جو اُسکی بغل مین تھا۔ اور اپنے عکس کو اپنا مد مقابل اور اپنا دشمن وہی اجنبی شیر خیال کیا۔ اور بغل والے خرگوش کے عکس سے اُسکے ذہن مین وہ خرگوش آیا جسکو یہ مکار خرگوش اپنا رفیق بیان کرچکا تھا۔ خلاصہ یہ کہ شیر نے پانی مین دونون عکس دیکھکر یقین کرلیا کہ اس کنوین مین وہی شیر و خرگوش موجود ہین اور میری بغل والا خرگوش اپنے بیان مین سچا ہے۔ یہ سمجھکر شیر دشمن کو مار ڈالنے کے ارادہ سے جھٹ کنوین مین کود پڑا۔ اور چونکہ وہ اپنی بغل والے خرگوش کو قابل رحم سمجھ چکا تھا۔ اسلیے اُسے کنوین کے باہر چھوڑ گیا۔

در فتاد اندر چہی کو کندہ بود ‌ ‌ ‌ ‌ زانکہ ظلمش بر سرش آیندہ بود

ترجمہ: شیر آخر گر پڑا اُس چاہ مین ‌ ‌ ‌ ‌ کھود رکھا تھا جو اُسنے راہ مین

شرح یعنے انجام کار شیر اُسی کنوین مین گر پڑا جو اُسنے اپنے لیئے کھود رکھا تھا مطلب یہ کہ شیر کو نخچیر دیر ظلم یا نفس کو قوائے انسانیہ پر ستم کرنیکا نتیجہ ملگیا۔ کیونکہ ظلم کی بلا اُلٹ کر ظالم ہی کے سر پر آتی ہے۔ اور دوسرے کے لیئے کنوان کھودنے والا خود ہی اُسمین گرتا ہے۔ قرآن مجید مین ہے۔ بئس للظالمین بدلا۔ یعنے ظالمونکو برا بدلا ملیگا

چاہ مظلم گشت ظلم ظالمان ‌ ‌ ‌ ‌ اینچنین گفتند جملہ عالمان

ترجمہ: ظالمونکا ظلم ہے اندھا کنوان ‌ ‌ ‌ ‌ ہے یہ قول اہل علم اے نکتہ دان

شرح مظلم بضم میم و کسر لام بمعنے تاریک۔ یعنے تمام عالمونکا یہ قول ہے کہ ظالمونکا ظلم قیامت کے دن انکے لیے اندھیرا کنوان بنجائیگا۔ حدیث شریف مین وارد ہے کہ الظلم ظلمات یوم القیامۃ یعنے ظلم قیامت کے دن ظالمون کے لیئے تاریکیون کی صورت مین مصور ہوگا۔ اور صحیح حدیثون مین یہ بھی موجود ہے کہ جہنم مین بہت سے اندھیرے کنوین ہین بعض دوزخی اُنہین کنوونمین ڈالے جائینگے۔ مولانا کا یہ مقصود ہے کہ جہنم کے یہ اندھیرے کنوین فی الواقع ظالمون کے ظلم ہین جو اُنکے عذاب دینے کو کنوین کی صورت مین مصور ہوگئے ہین۔

ہر کہ ظالمتر چہش پر ہول تر ‌ ‌ ‌ ‌ عدل فرمودست بدتر را بتر

ترجمہ: سخت ظالم کا کنوان ہے ستیرہ تر ‌ ‌ ‌ ‌ ہے سزا بدتر کی بدتر سر بسر

شرح یعنے دنیا مین جو زیادہ ظالم ہے جہنم مین اُسکے حصہ کا کنوان زیادہ تاریک اور ہولناک ہے کیونکہ

خدا کا عدل اسی بات کا مقتضی ہے کہ بد کو بد اور بدتر کو بدتر سزا دیجائے جیسا کام ویسی مزدوری۔ قرآن مجید مین موجود ہے وجزاء سیئة سیئة مثلها۔ یعنے برائی کا بدلہ اُسی برائی کی برابر ملیگا۔

ای کہ تو از ظلم چاہے میکنی ۔۔۔ از برائے خویش دامے می تنی

ترجمہ: کھودتا ہے ظلم کا تو جو کنوان ۔۔۔ دام یہ تیرے لیے ہے میریجان

بر ضعیفان گر تو ظلمے میکنی ۔۔۔ دان کہ اندر قعر چاہ بے بنی

توضعیفون پر جو کرتا ہے ستم ۔۔۔ جان یہ کہہ ہے غرقہ چاہ الم

شرح یعنے تو جو دوسرون کے لیے کنوان کھودتا ہے اُسکو ایسا سمجھہ کہ گویا اپنے پھنسنے کے لیئے جال بچھا رہا ہے اور ضعیفو پر ظلم کرنا ایسا ہے گویا تو نہایت گہرے کنوین کی تہ مین جا پڑا ہے۔ چاہ بے بن نہایت گہرا کنوان جسکا گہراؤ بے انتہا ہو۔

گرد خود چون کرم پیلہ بر متن ۔۔۔ بہر خود چہ می کنی اندازہ کن

ترجمہ: کرم ابریشم نہ بن اے ظلم خو ۔۔۔ قابل اندازہ کر ہر کام کو

شرح تنیدن تننا۔ جولاہہ کا کام کرنا۔ اور کسی چیز کے گرد پہرنا۔ متن صیغہ نہی تنیدن سے مشتق ہے۔ کرم پیلہ۔ ریشم کا کیڑا یعنے اے شخص اپنے گرد ریشم کے کیڑے کی طرح تانے بانے کا ڈھیر نہ لگا یعنے اتنے گناہ کر کہ چار طرف سے تجکو گھیر لین اور تو بیچ مین مقید ہو جائے ورنہ ضرور ہلاک ہو جائے گا۔ اور اگر تو اپنے ڈوبنے کے لیے کنوان کھودتا ہے (دوسروپر ظلم کرتا ہے) تو اندازہ کے موافق کھود۔ مطلب یہ کہ کسی پر زیادہ ظلم نکر ورنہ تیرے لیے کنوان کھد جائیگا۔ نکتہ مولانا نے جو اندازہ کے موافق کنوان کھودنے کی اجازت دی ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ انہون نے کسی پر تھوڑی سے ظلم کرنے کو جائز رکھا ہے بلکہ اس امر سے نہی مراد ہے جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے اعملوا ما شئتم یعنے اے کافرو جو تمہارا جی چاہے سو کئے جاو

مر ضعیفان را تو بے خصمے مدان ۔۔۔ از نبی اذا جاء نصر اللہ بخوان

ترجمہ: ناتوانون کا خدا ہے خود معین ۔۔۔ سورۂ والنصر پڑھ اے مرد دین

شرح لفظ خصم یہان بمعنے مالک و صاحب و معاون و کارساز ہے اور شوہر چونکہ عورت اور گھر بار کا مالک اور کارساز ہوتا ہے اسلیئے اُسے خصم کہتے ہین اور لفظ نبی بالضم نون و کسرہ بائے موحدہ یا بکسر بائے فارسی۔ یا بکسر تین لغت فارسی مین بمعنے قرآن مجید اور کلام الٰہی ہے یا یہ سمجھیئے کہ نبی بمعنے خبر دہندہ سے پیغمبر علیہ الصلوۃ مراد ہین بعض نے کہا ہے کہ یہ لفظ نبی امالہ نبا ہے (بمعنے خبر) ہے اور خبر سے مراد قرآن مجید ہے مگر یہ توجیہ ٹھیک نہین کیونکہ نباء مہموز اللام ہے جسکا امالہ حسب قاعدہ علم صرف بلا ضرورت ناجائز ہے۔ اور اذا جاء نصر اللہ ایک آیت

کی طرف اشارہ ہے اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا فسبح بحمد ربک یعنے اے پیغمبر
جب خدا کی مدد آئی اور فتح مکہ حاصل ہوئی اور تو نے لوگون کو دیکہا کہ خدا کے دین مین غول کے غول داخل
ہو رہے ہین تو اسکے شکریہ مین خدا کی حمد کے ساتہ اُسکی تسبیح کرنی لازم ہے مولانا کا یہ مطلب ہے کہ ظالم
مظلوم کو تنہا اور بے جر نہ خیال کرے کیونکہ خدا کی مدد خاص طور پر ضعیفون کی کارساز ہوتی ہے۔

گر تو پیلی خصم تو از تو رمید	نک جزا طیرًا ابابیت رسید
ترجمہ اگرچہ تو ہے بیل دشمن ناتوان	ہے سزا طیرًا ابابیل اسکے ہان

شرح یعنے اگرچہ تو بیل زور اور ہاتہی جیسی قوت والا ہے اور تجہسے تیرا دشمن خوف کہا کر بہاگ جاتا ہے مگر
اس قوت پر اعتماد کر اور ضعیفون کو ہرگز نہ ستا۔ کیونکہ ضعیفون کے ستانے کی سزا طیرًا ابابیل ہے جو تیرے
کانون تک پہنچگئی ہے یعنے جسطرح اصحاب الفیل (ہاتہیون والے) ابابیل کے سنگریزون سے ہلاک ہوگئے
تہے اسیطرح مردم آزاری کے باعث تو بہی ہلاک ہو جائیگا۔ اصحاب الفیل کا مختصر قصہ یہ ہے کہ ایک شخص ابرہہ
نامی نے جو نجاشی بادشاہ حبش کی طرف سے یمن کا حاکم تہا خانہ کعبہ کی تعظیم سے حسد کرکے ایک سنگ مرمر
کا نہایت خوبصورت مکان بنوایا اور لوگون کو حکم دیا کہ مکہ کو چہوڑکر اسی کا طواف کیا کرین قریش کو یہ فعل
ناگوار معلوم ہوتا تہا مگر حکومت کے سبب مجبور رہتے تہے۔ قریش مین کا ایک شخص اس مکان کا پجاری بنا۔ اور ایک
دن موقع پاکر سارے مکان کو نجاست سے لیپ گیا جب یہ خبر مشہور ہوئی۔ تو لوگون نے اس مکان کی
زیارت موقوف کردی۔ ابرہہ غضبناک ہوکر اور اسکو قریش کی شرارت سمجہکر ڈہا دینے کے ارادہ سے بہت سا
لشکر اور ہاتہی لیکر مکہ معظمہ پر جاچڑہا قریش کے اونٹ بکریان اُسنے سب لوٹ لئے۔ اور شرفائے مکہ اسکے
خوف سے پہاڑون پر جاچڑہے محمود ہاتہی جو سب سے بڑا اور سب ہاتہیون کے آگے تہا جب مکہ کے
قریب پہنچا تو شہر مکہ کی طرف سے منہ پہیر کر اپنی ہی فوج کیجانب چلا۔ اور تمام ہاتہی اُسکے پیچہے پیچہے
ہو لیے اور مہاوتون کی ایک نہ سنی آخرکار دریا کی طرف سے چہوٹے چہوٹے پرندون کی ایک ٹکڑی
آئی جنکے رنگ سیاہ اور گردنین سبز اور چونچین زرد اور سر باز کا سا اور نیچے کتے کے سے تہے اور ہر
جانور کے پاس تین تین پتہر تہے ایک ایک چونچ مین اور دو دو پنجون مین اُنہون نے ہاتہی والون پر سنگریزے
برسانے شروع کیے۔ ہر سنگریزے پر ابرہہ کے لشکر والونکا نام کندہ تہا اور جسکے لگتا تہا گولی کی طرح
پار ہوجاتا تہا۔ یہانتک کہ سارا لشکر مع ہاتہیون کے غارت ہوگیا۔ اس قصہ کو زیادہ تفصیل سے دیکہنا ہو
تو سورۃ الفیل کی تفسیر ملاحظہ ہو۔ ابابیل لغت مین پرندون کی ٹکڑی کو کہتے ہین اس سے وہ چہوٹا سا جانور
مراد لینا جو پختہ عمارتون کی چہتون مین جانورون کے پرون سے گہر بناکر رہتا ہے سخت غلطی ہے۔

گر ضعیفے در زمین خواہد امان | **غلغل افتد در سپاہِ آسمان**

ترجمہ مانگتا ہے ناتوان جب دم امان | شور ہوتا ہے میان آسمان

شرح یعنے اگر کوئی مظلوم و ناتوان زمین مین کسی ظالم کے ظلم سے امان مانگتا ہے تو اسکی فریاد کے اثر سے آسمانی فوج یعنے فرشتون مین شور و غل مچ جاتا ہے۔ اور وہ متفق ہو کر یہ کہتے ہین کہ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء (یعنے زمین والون پر رحم کرو تا کہ آسمان والا اللہ تعالےٰ تمپر رحمت کرے

گر بدندانش گزی پرخون کنی | **درد دندانت بگیرد چون کنی**

ترجمہ دانت سے کاٹیگا گر اے بدشعار | درد دندان سے رہیگا بیقرار

شرح یعنے اگر تو کسی مظلوم کو اپنے دانتون سے کاٹیگا اور اسکو زخمی کر دیگا تو یہ یاد رہے کہ ایکدن تجکو دانتونکا درد بہت ستائیگا۔ اسوقت بتا کہ اپنا کیا علاج کریگا۔ یعنے علاج دندان برکندن دندان کے سوا اور کچھ چارہ نہو گا۔ مطلب یہ کہ تیرے دانت اکھاڑ دیئے جائینگے۔

شیر خود را دید در چہ در غلو | **خویش را نشناخت آندم از عدو**

ترجمہ عکس اپنا شیر نے دیکھا مگر | خویش و دشمن کی نرکھی کچھ خبر

عکس خود را او عدوئے خویش دید | **لاجرم بر خویش شمشیرے کشید**

ترجمہ عکس کو دشمن سمجھکر شیر نے | آپ مارا اپنے خنجر شیر نے

شرح یعنے گو شیر نے فی الواقع کنوین مین اپنے عکس کو دیکھا تہا۔ مگر وہ بحد غصہ کے جوش اور غرور کی حالت مین اپنی ذات کو اپنے دشمن (اس اجنبی شیر) سے ممتاز نہ کر سکا اور کنوین مین گر پڑا اور اپنے عکس کو اپنا دشمن سمجھکر اپنے پانون پر آپ کلہاڑی ماری (در غلو دوسرے مصرع سے متعلق ہے) اور یہ خود ظاہر ہے کہ غصہ عقل کو زائل کر دیتا ہے۔ اِسیطرح سالک جب اپنی حقیقت حال کو دیکھتا ہے تو معلوم کر لیتا ہے کہ اسے جسقدر صدمے پہنچتے ہین یہ اسیکے نفس اَمارہ کی صفات ذمیمہ کے آثار ہین۔

اے بسا ظلمے کہ بینی در کسان | **خوئے تو باشد در ایشان اے فلان**

ترجمہ ظلم جو غیرون مین آتے ہین نظر | ہین یہ تیری عادتین سب جلوہ گر

شرح یعنے بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آدمی دوسرے شخص پر اسلئے ظلم کیا کرتا ہے کہ اسکو اپنے خیال مین ظالم اور اپنا دشمن جانتا ہے (جیسا کہ اِس شیر نے اپنے عکس کو ظالم اور اپنا دشمن خیال کیا تہا) حالانکہ وہ فی الواقع دشمن نہین ہوتا۔ بلکہ اسکو جو ظالمانہ صفتین اس ناکردہ گناہ مین نظر آتی ہین۔ وہ اسی بینندہ کے عیوب اور اسی کی ظلمونکا عکس ہین۔

یعنے یہ شخص بمقتضائے المرء یقیس علے نفسہ (آدمی دوسری کو اپنے اوپر قیاس کرلیتا ہے) اُسکو بہی اپنا ہی سا ظالم جانتا ہے جیسا کہ اُس شیر نے اپنے عکس کو اپنی ہی طرح کا ظالم خیال کرلیا تہا بس ہر آدمی کا فرض ہے کہ ارادہ ظلم کے وقت اپنے نفس کو آپ ملامت کرے اور دوسرے کو کچہ نہ کہے (اے فلان بمعنے اے شخص ہے)

	اندر ایشان تافته هستی تو	از نفاق و ظلم و بدمستی تو
ترجمہ	عکس اُنکن اُنمین ہے ہستی تری	یہ نفاق و ظلم و بدمستی تری

شرح یعنے تجبن لوگون کو ظالم سمجہکر قابل عتاب خیال کرتا ہے اُنمین تیرے ہی وجود فانی کی صفتین نفاق و ظلم و بدمستی وغیرہ بطور عکس جہلک رہی ہین۔ مطلب یہ کہ تو جیسا خود ہے ویسا ہی دوسرونکو سمجہتا ہے یہ شعر پہلے شعر کی شرح ہے۔

	آن توئی وان زخم برخود می زنی	برخود آندم تار لعنت می تنی
ترجمہ	ہوکے بدخو غیر کو چرکے دیئے	دام ہے لعنت کا یہ تیرے لیئے

شرح یعنے اُس صفت ظلم و نفاق کے ساتہ جو تجہے دوسرے مین نظر آتی ہے تو خود ہی موصوف ہے کیونکہ تجہے دوسرون مین اپنی ہی صفتونکا عکس دکہائی دیتا ہے پہر اگر تو اُسکو ظالم سمجہکر زخم پہنچائیگا یا ستائیگا تو اسکا وبال تیری ہی جان پر پڑیگا۔ کیونکہ کسیکو اپنے خیال مین ظالم سمجہکر ستانا خود لعنت مین گرفتار ہوتا ہے خلاصہ یہ کہ جب تک کوئی صفت پایۂ ثبوت کو نہ پہنچ جائے کسی سے بدگمان ہونا سخت گناہگاری ہے۔

	در خود این بد را نمی بینی عیان	ورنه دشمن بوده خود را بجان
ترجمہ	گر نظر اپنے پہ ہو اے ظلم خو	آپ اپنی جان کا تو ہو عدو

شرح یعنے جسقدر برائیان بدگمانی کے سبب تجہے دوسرونمین نظر آتی ہین۔ وہ فی الواقع تیری ہی ذات مین موجود ہین مگر تیرے آنکھون پر غفلت نے پردہ ڈال رکہا ہے کہ اپنا عیب نہین دکہائی دیتا۔ ورنہ بدگمانی کے باعث جسطرح تو دوسرے کا دشمن بنا ہوا ہے۔ اِس سے زیادہ اپنی جان کا دشمن بنجاتا۔

	حمله بر خود می کنی ای ساده مرد	همچو آن شیرے که بر خود حمله کرد
ترجمہ	حملہ آور تو ہے اپنی جان پر	شیر کی حالت پہ ظالم دہیان کر
	چون بقعر خوے خود اندر رسی	پس بدانی کز تو بود آن ناکسی
ترجمہ	اپنی خو معلوم ہوگی جب کبھی	جان لے گا۔ تہی مری نالایقی

شرح یعنے اے مخاطب دوسرون پر ظلم کرنے کے باعث تو اس شیر کی طرح اپنے نفس پر آپ حملہ کرتا ہے لیکن اسکا نتیجہ ضرور تجکو بہگتنا پڑیگا اور جب تو اپنی بُری عادتون کی تہہ تک پہنچ جائیگا یعنے تجہے

اپنی خصلتوں کا حال معلوم ہو جائیگا اور تو نفس امارہ کے اتباع کو چھوڑ کر انسانیت مین آجائیگا تو تجھپر واضح ہو جائیگا کہ جو مصیبت اور ہلاکت افعال قبیحہ کے باعث تجھپر آئی ہے وہ تیرے ہی طرف سے ہے اور تیرے ہی کامونکا بدلا ہے۔

	شیر را در قعر پیدا شد کہ بود	نقش او و آن کش دگر کس می نمود
ترجمہ	شیر نے جانا کنوین مین ہو کے زیر	تھا اسی کا عکس پانی مین وہ شیر

شرح۔ لفظ بود۔ نقش او کے متعلق ہے اور آن کش دگر کس می نمود۔ ترکیب مین جملہ بنکر مبتدا واقع ہوا ہے اور نقش او بود جملہ خبر یہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ شیر کو کنوین کی تہ مین پہنچکر یہ بات معلوم ہوئی کہ اُسے پانی مین جھانکتے وقت جو دوسرا شیر نظر آیا تھا وہ خود اُسی کا نقش یعنے عکس تھا۔ شیر دگر نہ تھا

	ہر کہ دندان ضعیفے می کند	کار آن شیر غلط بین می کند
ترجمہ	دانت اُکھاڑے جو ضعیف و زیر کا	ہے غلط بین مقتدی اُس شیر کا

شرح پہلے مصرع مین کنند بفتح الکاف کندیدن سے اور دوسرے مین بضم الکاف کردن سے مشتق ہے یعنے جو شخص کسی ضعیف کے دانت اُکھاڑتا ہے (ناتوانون کو ستاتا ہے) وہ گویا اُس غلط کار شیر کا اتباع کرتا ہے جسکا نتیجہ ہلاکت ہے

	اے بدیدہ خال بد بر روے عم	عکس خال تست آن از عم مرم
ترجمہ	روے عم پر تو نے جو دیکھا ہے خال	عکس تیرے خال کا ہے بدسگال

شرح عم برادر پدر یعنے چچا لیکن یہان بطور مجاز عم سے عموماً ہر شخص مومن مراد ہے اور خال بمعنے تل صفات ذمیمہ کا استعارہ ہے۔ اور مرم رمیدن سے نہی کا صیغہ ہے۔ یعنے اے شخص تو جو کسی مومن کے چہرہ پر صفات ذمیمہ کے آثار دیکھتا ہے یہ تیری ہی برائیون کا عکس ہے تو اپنی بدگمانی کے باعث کسی مومن سے نہ بھاگ یعنے اُس سے نفرت نکر۔

	مومنان آئینہ یکدیگر اند	این خبر را از پیمبر آورند
ترجمہ	صورت آئینہ ہین مومن بہم	ہے یہ فرمان رسول محترم

شرح حدیث شریف مین وارد ہے المؤمن مرآۃ المومن یعنے باعتبار عیب و ہنر و کمال و نقصان ہر مومن دوسرے کا آئینہ ہے جیسا خود ہوتا ہے ویسا دوسرے کو گمان کرتا ہے اس حدیث کا مطلب مختلف طور پر بیان کیا گیا ہے **اول** یہ کہ آئینہ کی طرح ہر مومن دوسرے کے عیوب کا غماز ہے یعنے اُسے اُسکے عیوب کی اطلاع دیکر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرتا ہے مگر علمائے باطن اس بات کو پسند نہین کرتے کہ ایک مومن

دوسرے کا غماز اور عیب جو ہو اور اِس حدیث کو اپنے مدعا کی دلیل بنائے - نیز یہان ان معنون مین یہ خدشہ ہے
کہ مولانا قدس سرہ اِس باب مین گفتگو فرما رہے ہین کہ آدمی اپنے عیبونکا عکس دوسرون مین دیکھتا ہے اور
اُنہین کی طرف منسوب کر دیتا ہے نہ کہ اِس باب مین کہ مومن دوسرے کا عیب دیکھکر اُسکی غمازی کرتا ہے
دوم یہ کہ دونو جگہ لفظ مومن سے عارف مراد لیا گیا ہے یعنی بمقتضائے ولی را ولی میشناسد - ہر عارف
اپنی صورت اور اوصاف کو دوسرے عارف مین دیکھتا ہے - لیکن یہ معنے بہی غیر چسپان اور نامناسب
مقام ہین کیونکہ گفتگو اِسمین تہی کہ آدمی اپنے عیوب دوسرے مین دیکھتا ہے اور جب لفظ مومن سے دونو
جگہ عارف مراد ہے تو عارفون کی جانب کِسی عیب کو منسوب کرنا نامناسب ہے کیونکہ عارف کِسی
دوسرے عارف کو تو درکنار ادنے مومن کو بہی عیب نہین لگایا کرتا **سوم** یہ کہ پہلے مومن سے عارف
اور دوسرے سے عام مومن مراد لیا جائے اِسوقت یہ معنے ہوے کہ عارف ہر عام مومن کا آئینہ
ہے عام مومن اپنے اخلاق بد اور افعال قبیحہ کی تصویر آئینہ عارف مین دیکہہ لیتا ہے مگر چونکہ وہ زمرۂ
عوام مین داخل ہے اسیلئے اپنے عیب کو عیب نہین جانتا بلکہ عارف ہی کی طرف منسوب کر دیتا ہے لیکن
یہان یہ معنے بہی تکلف اور خدشہ سے خالی نہین کیونکہ افعال بد کی صورت جو آئینہ عارف مین نظر آتی
ہے اِسمین عام مومن کی تخصیص غلط ہے بلکہ کافر بہی عارف کامل سے ملکر اپنے اعمال کی صورت دیکہہ
لیتا ہے اور اپنے عیب اُسی کی طرف لگا دیتا ہے چنانچہ ابوجہل اپنی برائیون کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی جانب منسوب کر دیتا تہا **چہارم** سب سے صاف اور اچہے معنے یہ ہین کہ اِس حدیث کا مورد
خاص مانا جائے اور مدلول عام ہو یعنے المومن بمعنے الرجل ہے اِسوقت یہ مطلب ہوا کہ ہر شخص دوسرے
شخص کا آئینہ ہے نیک شخص اپنی نیکیون کا اور بد اپنی برائیونکا عکس دوسرے مین دیکھتا ہے اور اُسکو اپنے
نفس پر قیاس کر لیتا ہے - اِسمین عارف اور غیر عارف اور مومن و کافر کی تخصیص نہین **نکتہ** بعض صوفیہ کے
نزدیک اِس حدیث مین ایک مومن سے بندۂ مومن اور دوسرے مومن سے اللہ تعالے مراد ہے کیونکہ
مومن اسماء حسنے مین سے اللہ تعالے کا ایک نام ہے اِس صورت مین یہ معنے ہوے کہ خدا اور بندہ آپس
مین ایکدوسرے کا آئینہ ہین بندہ تو اسیلئے آئینہ حق ہے کہ اُسکا مظہر ہے اور اللہ تعالے اِسیلئے آئینہ ہے
کہ بمقتضائے کنت کنزاً مخفیاً اُسمین روز ازل سے اُسکے عشق کا ظہور پایا جاتا ہے اِسکی تفصیل گذر چکی ہے

	پیش چشمت داشتی شیشہ کبود		زان سبب عالم کبودت می نمود	
ترجمہ	نیلی عینک ہو جو تیری آنکھہ پر		نیلگون آئیگا سب عالم نظر	

شرح - پہلے مضمون کی تمثیل ہے اور شیشہ کبود سے نیلے رنگ کی عینک مراد ہے یعنے اگر تو آنکھون کے

اگر نیلے شیشہ کی عینک لگائیگا تو تجکو سارا جہان نیلا ہی نیلا نظر آئیگا کیونکہ شیشہ جیسا ہوتا ہے ویسا ہی دوسری چیز کو دکہاتا ہے) حالانکہ فی الواقع جہان نیلا نہین ہے۔ اسیطرح باطنی شیشہ کبود (صفات ذمیمہ) تیری آنکھ پر بمنزلہ عینک ہین اسلیئے بجہے تمام عالم متصف بصفات ذمیمہ یعنے برائیون سے بہرا ہوا نظر آتا ہے لیکن فی الحقیقت جیسا کہ عینک لگانا خود لگانے والے کا فعل ہے اسیطرح صفاتِ ذمیمہ جو دوسرون مین نظر آتی ہین اپنی ہی بدفعلیون کا عکس ہین خلاصہ یہ کہ اپنے آپ کو صفات ذمیمہ سے بچانا اور پاک کرنا چاہیے تاکہ تمام عالم پاک اور مصفا نظر آنے لگے۔

	مومن ار ینظر بنور اللہ نبود	عیب مومن را برہنہ چون نمود
ترجمہ	دیکھتا ہے جو با نوار خدا	عیب ہر مومن کا کرتا ہے جدا
	چونکہ تو ینظر بنار اللہ بدی	نیکوئی را وا ندیدی از بدی
ترجمہ	روشنی ہے آگ تیری آنکھ کی	اسلیئے ہے یکسان نیکی بدی

شرح یہ اُس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ اِتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ یَنْظُرُ بِنُورِ اللّٰہِ یعنی مومن کی دانائی سے ڈرتے رہو کیونکہ وہ خدا کے نور اور بصیرت دل سے لوگون کے حالات معلوم کرلیتا ہے ان دونو شعرونکا یہ مطلب ہے کہ اگر مومن نور الٰہی کی مدد سے نہین دیکھتا تو مومن عاصی کے عیب کہلم کہلا کیونکر بیان کرتا ہے اور ہنر کو عیب سے ممتاز کسطرح کرلیتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ مومن کامل کو گنہگارون کے حالات بلا کسی ظاہری قرینے کے صرف انوار خدا کی مدد سے معلوم ہوجاتے ہین خلاصہ یہ کہ عارف اگر کسی کے عیب بیان کرے تو صحیح اور اسکی بات قابل اعتبار ہے البتہ اے مخاطب تو عام مومن ہے اور نور اللہ سے نہین دیکھتا بلکہ نار اللہ سے دیکھتا ہے یعنے گرفتار قہر الٰہی ہے اور تیری عیب بین نظر تیرے لیئے باعثِ نار ہے تو نیکی کو بدی سے ممتاز نہین کرسکتا بلکہ سب کو معیوب اور برا جانتا ہے حالانکہ بہت سی نیکیان بظاہر بدی کی صورت مین ہوتی ہین مگر مومنین بجز عارف کے عام مومن تمیز نہین کرسکتا مثلاً کسب مال بوجہ حلال برائے عیال و اطفال جائز ہے لیکن عام آدمی اسکو حرص دنیوی پر محمول کرسکتا ہے اسیطرح زنا کی حد (سنگساری) اور شراب خواری کی حد (تازیانہ) کو عیب بین اور عام آدمی ظلم خیال کرسکتا ہے حالانکہ سراسر عدل ہے۔

	اندک اندک آب بر آتش بزن	تا شود نار تو نور اے بوالحزن
ترجمہ	تہوڑے تہوڑے چھینٹے دے اس آگ پر	تاکہ ہو یہ نار نور سر بسر

شرح یعنے تہوڑا تہوڑا طاعات مین مشغول ہونا نار جہنم کے لیے پانی کا کام دیتا ہے۔ اس سے تیرے اخلاق ذمیمہ اخلاق حسنہ سے بدل جائینگے یا یہ معنے ہین کہ رفتہ رفتہ عیب بینی کو چھوڑ اور بدگمانی کی آگ پر حسن ظن

کا پانی چھڑک تاکہ تو بہی ناظر بنور اللہ ہو جائے **نکتہ** صاحب اخلاق ذمیمہ کو بو الحزن (غمونکا باپ یعنے صاحب غم) اسلیئے کہا ہے کہ ایسا شخص خواہ دنیا مین کیسا ہی خوش ہو مگر انجام کار نہایت درجہ کا مغموم ہو گا بعض نسخون مین بو الحزن کی جگہ بو الحسن دیکہا گیا ہے۔ اِسصورت مین اُس شخص کو بو الحسن (نیکی کا باپ یعنے نہایت نیک) باعتبار انجام یا ترغیب کے کہا گیا ہے **فائدہ** چونکہ نار کا نور ہونا اور توفیق طاعت بلا حکم خداوندی میسر نہین ہوتی اسلیئے آدمی کو مناجات کرنی چاہیئے جسکا مضمون آیندہ شعر مین ہے

تو بزن یا ربنا آب طہور — تا شود این نار عالم جملہ نور

ترجمہ: دے ہمارے رب ہمین آبِ طہور — تا کرم سے ہو ترے یہ نار نور

شرح۔ آب طہور سے ہدایت و توفیق طاعت اور نار عالم سے غفلت و جہالت مراد ہے جو موجب نار ہے اور جملہ نور بمعنے معرفت یعنے تو اگر توفیق طاعت دے تو ہم غفلت سے باز رہکر معرفت حاصل کر سکتے ہین

آب و دریا جملہ در فرمان تست — آب و آتش اے خداوند آن تست

ترجمہ: آب و دریا ہین ترے اے ذو الکرام — آب و آتش سب ترے لونڈی غلام

شرح۔ یعنے پانی اور اگ (نیکیان اور بدیان) سب تری مخلوق ہین تو ہماری بدیون کی اگ پر نیکیون کا مینہہ برسا

گر تو خواہی آتش آب خوش شود — ورنہ خواہی آب ہم آتش شود

ترجمہ: تو جو چاہے اگ ہو آب طہور — ورنہ پانی آب ہو ربّ غفور

شرح۔ یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ آب سے نیکیان اور آتش سے بدیان مراد ہین اس اعتبار سے شعر کا مطلب یہ ہے کہ الہٰی اگر تو چاہے تو بدیان نیکیون سے بدلدے اور اگر نہ چاہے تو نیکیون کو نابود کر کے انسان کو دوزخ کے قابل بنادے۔ اگ کا پانی ہو جانا بدیون کا نیکیون سے بدلنا اور پانی کا آگ ہو جانا نیکیون کا نابود ہو جانا ہے۔ آدمی کو چاہیئے کہ حبط اعمال یعنی نیکیون کے نابود ہو جانے سے ڈرتا رہے۔

بیطلب تو این طلب ما دادۂ — بیشمار و حد عطا ہا دادۂ

ترجمہ: بےطلب تو نے دیا اے کردگار — ہمیہ ہین تیری عطائین بیشمار

با طلب چون ندہی اے حیِ ودود — کز تو آمد جملگی جود و وجود

ترجمہ: با طلب کیونکر نہ دے تو اے ودود — کیونکہ ہے تیری عطا جودِ وجود

شرح پہلے شعر مین طلب اول یعنے طلبِ زبانی و تضرع اور طلب ثانی بمعنے جد و جہد و اکتسابِ حسنات ہے یعنی الہٰی بمقتضاے السَّعِیدُ مَنْ سَعِدَ فِي الْاَزَلِ نیک وہی ہے جو ازل مین نیک تہا جب تو نے ہمارے بغیر مانگے ہمین نیکیون اور نیکی مین کوشش کرنے کی توفیق دی ہے تو باوجود طلب زبانی توفیقِ خیر کیونکر نہ عطا کریگا

اے خدائے بندگان اے ہمیشہ زندہ رہنے والے اے نیکیون اور نیکون کے دوست رکھنے والے ہمارا وجود تیرا ازلی جود وکرم ہے جسطرح تونے ہماری بلا طلب ازل مین ہمپر کرم کیا ہے اسیطرح دنیا مین بہی ہماری عاجزی اور مناجات وطلب پر رحم فرماکر ہمین نیکیون سے محروم نہ رکہہ آیندہ اشعار کا مطلب یہی ہے جو ہمنے یہان بیان کردیا۔

	در عدم کے بود مارا خود طلب	بے سبب کردی عطاہاے عجب
ترجمہ	تہی عدم مین کب ہمین تجسے طلب	دیدیا ہے تونے سب کچہہ بے سبب
	جان ونان دادی وعمر جاودان	سائر النعمت کہ ناید در بیان
ترجمہ	جان و نان دی اور عمر جاودان	نعمتون کا ہو تری کیونکر بیان
	این طلب در ما ہم از ایجاد تست	رستن از بیداد یارب داد تست
ترجمہ	یہ طلب ہم مین تری ایجاد ہے	مخلصی عصیان سے تیری داد ہے

شرح پہلے شعر مین طلب سے طلب زبانی مُراد ہے اور عدم سے عالمِ ازل جبکہ اعیان ثابتہ کو خلعت وجود نہین ملا تہا اور یہ ظاہر ہے کہ جب عدم مین خود ہمارا وجود اور ہماری ذات ہی موجود نہ تہی تو ہمارا وصف یعنے طلب زبانی کیونکر موجود ہوسکتا مطلب یہ کہ الٰہی ازل مین تونے بلا تقاضا و بلا طلب ہمین وجود عنایت فرمایا اور پہر دنیا مین لاکر ہمارے جسموں مین جان ڈالی۔ اور رزق دیا اور عارفون کو عمر جاودان یعنے مرتبۂ بقا بعد الفنا عنایت فرمایا۔ اور یہ سب کچہ بلا طلب ہوا پہر تونے ہم مین طلب باطنی (تضرع ومناجات و جد وجہد برائے اکتساب حسنات) کا مادہ پیدا کیا۔ اسلئے ہم طالب بنکے اسپر یقین رکہتے ہین کہ جب تونے بلا طلب ہمین ہرطرح کی نعمتین دین تو باوجود طلب ضرور ہمپر کرم فرمائے گا اور ہمین اُس بیداد و ظلم معاصی سے نجات دیگا جو ہم اپنی جانوںپر کر رہے ہین۔ کیونکہ بیداد سے رہائی تیرے احسانات کے باعث میسر ہوسکتی ہے۔ تیرا احسان نہو تو آدمی گناہون سے ہرگز نجات نہین پاسکتا۔

	بیطلب ہم میدہی گنج نہان	رائگان بخشیدۂ جانِ جہان
ترجمہ	بے طلب دیتا ہے تو گنج نہان	مُفت ہے بخشندۂ جانِ جہان
	انعم الہٰذا الے دار السلام	بالنبی المصطفٰے خیر الانام
ترجمہ	نعمتین دے ہمکو تا دار السلام	بہرِ جاہِ مصطفٰے خیر الانام

شرح۔ انعم۔ انعام سے صیغہ امر ہے اور دار السلام جنت کو کہتے ہین یعنی الٰہی جسطرح تونے ہمپر روز ازل سے آجتک احسانات کیے ہین اور بلا طلب گنج نہان (دفینہ مال یا خزینہ معرفت) عطا کیا ہے اسیطرح

آخرت اور جنت مین داخل ہونے تک بطفیل حضرت مصطفےٰ ہمپر اپنے انعام واکرام قایم و دایم رکھے۔

مژدہ بردن خرگوش سوے نخچیران کہ شیر در چاہ افتاد

ترجمہ خرگوش کا نخچیرون کی طرف اسباب کی خوشخبری لیجانا کہ شیر کنوین مین گر پڑا

چونکہ خرگوش از رہائی شاد گشت	سوے نخچیران دوان شد تا بدشت
ترجمہ ہو گیا خرگوش جب غم سے رہا	مژدہ لیکر سوے نخچیران گیا

شرح یعنی جب عقل معاد نے نفس امارہ کے ہاتہ سے نجات پائی اور اسکو اسلیئے مجاہدہ کے کنوین مین ڈالدیا کہ ہلاک ہو کر مظہر اسرار ہو تا قبل ان تموتوا ہو جائے تو اس کامیابی سے بہت خوش ہوئی اور قواے انسانیہ کو دشمن کے ہلاک ہونے کے بابت بشارت دینے گئی

شیر را چون دید محو ظلم خویش	سوے قومے خود دوید او پیش پیش
ترجمہ دیکھکر اسکو گرفتار ستم	قوم کی جانب چلا بے رنج و غم

شرح یعنے خرگوش نے جب یہ دیکھا کہ شیر اپنے ظلم کی پاداش مین محو ہو گیا ہے مٹ گیا ہے تو اپنی قوم یعنے نخچیرون کی طرف اسکے ہلاک ہونے کی خوشخبری لیکر خوش خوش چلا۔

شیر را چون دید کشتہ ظلم خود	مید وید او شادمان و بارشد
ترجمہ شیر کو جب ظلم سے دیکھا بباد	سیدہے رستے دوڑ آیا ہو کے شاد

شرح۔ خود بود او معدولہ ہے اور رشد بفتحتین بمعنے راہ راست یافتن ہے یعنے سیدہے رستہ چلنا۔

شیر را چون دید در چہ کشتہ زار	چرخ میزد شادمان تا مرغزار
ترجمہ شیر کو دیکھا کنوین مین جبکہ زار	آگیا خرگوش سجدہ کیئے مرغزار

شرح۔ مرغزار جاے کثرت گیاہ و طیور یعنی عقل معاد نفس کو مجاہدہ اور ریاضت کے کنوین مین دیکھکر فرط مسرت سے رقص کرنے لگی اور صحرائے پر فضائے قربت حق مین مشغول طاعت ہو گئی چرخ زدن بمعنے رقص کردن

دست میزد چون رہید از دست مرگ	سبز و رقصان در ہوا چون شاخ و برگ
ترجمہ ناچتا جاتا تہا وہ بے خوف مرگ	جسطرح رقصان ہوا مین شاخ و برگ

شرح۔ دست زدن ہتیلیان بجانا ناچنا اور دوسرے مصرع مین لفظ سبز و رقصان بطور لف و نشر مرتب شاخ و برگ کی صفت مقدم ہے یعنی خرگوش شیر کی گرفتاری سے اسطرح خوشی مین ہتیلیان بجاتا تہا جسطرح ہوا مین درخت کے پتے ہتیلیان بجاتے نظر آیا کرتے ہین۔

شاخ برگ از حبس خاک آزاد شد	سر برآورد و حریف باد شد
ترجمہ مید خاک سے جو شاخ آزاد ہے	شاد و خرم ہے حریف باد ہے

شرح شاخ وبرگ کا قید خانۂ خاک سے آزاد ہونا اُنکا مٹی مین سے نکلنا ہے کیونکہ جب تک شاخ مٹی مین سے نہین نکلتی سرسبز نہین ہوتی اور نہ اُسکو ہوا لگتی ہے۔ حریف باد ہونے سے ہوا لگنا مراد ہے مطلب یہ ہے کہ کمال فیضان الٰہی سے نصیب ہوتا ہے۔ اس شعر سے پانچوین شعر تک خرگوش کی رہائی اور اُسکی خوشی کو شاخ نودمیدہ کے ساتھ تشبیہ دیکر بیان کیا گیا ہے جسکی شرح آیندہ کی جائیگی۔

	برگہا چون شاخ را بشگافتند	تا بالائے درخت اشتافتند
ترجمہ	شاخ سے نکلے جو برگ اے نیک بخت	رفتہ رفتہ پہنچے بالائے درخت

شرح یعنی جسطرح پہلے چھوٹی چھوٹی شاخون سے بہت سے پتے نکلتے ہین اور پھر انہین شاخون اور پتون کا مجموعہ ایک بڑا درخت بنجاتا ہے اسیطرح خرگوش (عقل معاد) نفس سے نجات پاکر بلند مرتبہ حاصل کرتی ہے

	با زبان شطأه شکر خدا	میسراید ہر بر و برگے جدا
ترجمہ	با زبان شاخ صد شکر خدا	ہر بر و ہر برگ کرتا ہے جدا

شرح یعنے جسطرح ہر برگ و بار زبانِ حال سے خدا کا شکر ادا کرتا ہے اسیطرح عقل معاد نفس سے نجات پاکر شکر الٰہی مین مشغول ہوتی ہے اور اپنی کامیابی سے خوش ہوکر ذکر و تسبیح کو اپنا ورد کرلیتی ہے۔

	بیزبان ہر بار و برگِ شاخہا	میسراید ذکر و تسبیح خدا
ترجمہ	بیزبان ہر بار و برگ اے ہمنشین	کرتے ہین تسبیح ربّ العالمین
	کہ بپرورد اصل ما را ذو العطا	تا درخت استغلظ آمد فاستوی
ترجمہ	یعنے ہمکو پاتا ہے ذو الکرم	اور درختِ سخت بنجاتے ہین ہم

شرح یعنے ہر بار و برگ شاخ اسلیئے خدا کی تسبیح اور اُسکا شکر کرتے ہین کہ اللہ تعالےٰ نے اُنکی اصل کو بڑہایا اور قید خانۂ خاک سے نجات دی یہانتک کہ وہی اصل جو پہلے کمزور تہی اب ایک مضبوط اور قوی درخت کی صورت مین ہوگئی۔ اسیطرح عقل معاد نفس سے نجات پانے اور بلند مرتبہ حاصل کرنے کے سبب خدا کی تسبیح اور اُسکا شکریہ ادا کرتی ہے **فائدہ** یہ اشعار اس آیت کا اقتباس ہین کزرع اخرج شطأه فآزره فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ایسی مثال ہے جیسے کھیتی کہ اُسنے اول اپنی شاخ نکالی پھر اُسکو قوی کیا اسکے بعد وہ موٹی ہوئی اور پھر اپنی ساق پر قایم ہوگئی جس سے کھیتی کرنے والا بہت خوش ہوا اور اُسکے حاسد غضبناک ہوکر رہگئے۔ یہی حال اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ ابتدائے اسلام مین ضعیف تہے پھر غذائے روحانی ملنے کے باعث قوی اور مضبوط ہوگئے اُنکی حالت سے نیکیون کی کھیتی کرنے والے جو اسوقت موجود تہے یا جو قیامت تک آئینگے تعجب کرینگے اور خوش ہوکر یہ کہینگے کہ اللہ

الغرض کسی زمانہ مین ایسے بندگان باخدا ہی گذرے ہین۔ کہ خدانے توریت انجیل اور قرآن مجید مین تعریف کی ہے۔
نکتہ زبان شاخ سے تسبیح کرنیکا اشارہ اسطرف ہے کہ صحابہ شاخ ہونے کے زمانہ سے درخت ہونے کے زمانہ تک ہر وقت ذکر و تسبیح مین مشغول رہے اُنکا کوئی دم غفلت مین نہین گذرا اس آیت سے یہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کا دشمن کافر ہے اور یہی حال عقل معاد کا ہے کہ اول ضعیف تہی پہر خدا نے اُسکو ایک قوی لکر سہایا اور انجام کار اُسنے اپنے نہایت قوی دشمن یعنی نفس امّارہ کو کنوین مین ڈالدیا۔

	جانہائے بستہ اندر آب و گل	چون رہند از آب و گلہا شاد دل	
ترجمہ	جو مقید ہین لقید آب و گل	ہوتے ہین چہٹ چہٹ کے اُس سے شاد دل	
	در ہوائے عشق حق رقصان شوند	ہمچو قرص بدر بے نقصان شوند	
ترجمہ	ہین ہوائے عشق مین رقصان وہ سب	اور شکل بدر بے نقصان وہ سب	

شرح۔ یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوتا ہے یعنے جسطرح عقل معاد نے نفس امّارہ سے نجات پاکر شادمانی کی تہی اسیطرح سالکان راہ معرفت قید آب و گل یعنے جسمانی آلودگی سے نجات پاکر خوشدل ہوجاتے ہین اور ہوائے عشق حقیقی سے لذت یاب ہوکر وجد کرنے لگتے ہین اور چودہوین رات کے چاند کے مانند جسمانی اور نفسانی نقصانات سے پاک ہوکر محض نور ہی نور بنجاتے ہین۔ شاد دل دوسرے مصرع سے متعلق ہے

	جسم شان در رقص و جانہا خود مپرس	وانکہ گیرد جان ازانہا خود مپرس	
ترجمہ	رقص مین ہین جسم جانون کی نہ پوچھ	ہیسے حالت جانستانون کی نہ پوچھ	

شرح یعنے عاشقان الٰہی جو آب و گل کی قید سے آزاد ہوگئے ہین اُنکے ظاہری جسم گو وجد کی حالت مین نظر آتے ہین مگر فی الواقع وُہ قید جسم سے کچہ تعلق نہین رکہتے۔ الحاصل تو اُنکے اجسام کا رقص تو بطور ظاہر دیکہہ رہا ہے مگر کثرت ذوق و سرور سے اُنکی ارواح کا جو کچہ حال ہے وُہ ہمسے نہ پوچہہ کیونکہ حد بیان سے باہر ہے دوسرے مصرع مین اسی مضمون کو ترقی دیکر فرماتے ہین کہ جو لوگ محض روح ہی روح رہگئے ہین اور جنہون نے اپنے وجود کو فنا کرکے مرتبۂ فناء الفنا حاصل کرلیا ہے وُہ جسم سے قطع نظر روح سے بہی کچہ تعلق نہین رکہتے یعنے مرتبۂ وصال حقیقی تک پہنچ گئے ہین۔ تو ہمسے یہ نہ پوچہہ کہ اُنکی جان کا لینے والا کون ہے نکتہ انتہا مین اپنے عاشقون کا جانستان وہی شاہد حقیقی ہے جسنے ابتدا مین جان دی تہی مگر چونکہ یہ راز عام فہم اور بیان کرنے کے لایق نہین اسلئے مولانا قدس سرہ نے اُسکو چہوڑکر دوسرا وعظ شروع کردیا

	شیر را خرگوش در زندان نشاند	ننگ شیرے کو ز خرگوشے بماند	
ترجمہ	شیر یون خرگوش سے مغلوب ہے	کسقدر ہے ننگ کیا معیوب ہے	

شرح اس شعر مین شیر سے روح اور خرگوش سے نفس امارہ اور زندان سے دنیا مراد ہے یا قید خانہ بدن۔ چونکہ روح دنیا و مافیہا سے اعلےٰ درجے کی چیز ہے اسلیئے اُسکو شیر اور بنظر تقابل نفس کو جو دنیا اور مافیہا سے اسفل درجہ کی چیز ہے خرگوش کہا گیا ہے۔ یعنی اے شخص تیرے نفس نے جو خرگوش کے مانند ہے تیری روح کو جو بمنزلۂ شیر ہے دنیا طلبی مین پھنسا کر مغلوب کر دیا ہے شیر ہو کر خرگوش سے عاجز ہو جانا نہایت شرم کی بات ہے

	در چنین ننگی وانگہ اے عجب	فخر دین خواہی کہ گویندت لقب
ترجمہ	ننگ ہو کر سد لبر اے بو العجب	چاہتا ہے فخر دین اپنا لقب

شرح۔ لفظ ننگی اور خواہی مین یائے خطاب ہے یعنی اے شخص تو ایسی شرم کی حالت مین رہکر یہ چاہتا ہے کہ لوگ تجکو دین کا فخر سمجھنے لگین حالانکہ تو مغلوب نفس ہے دینداری تیرے پاس سے بھی نہین نکلی فخر دین مین یا تو ترکیب اضافی ہے یا بطور علم اِس سے مراد امام فخر الدین رازی ہین جو مصنف تفسیر کبیر اور رئیس المتکلمین اور بڑے عالم و فاضل گزرے ہین نکتہ اِس شعر سے بطور تنبیہ علمائے ظاہر اسطرف اشارہ کیا گیا ہے کہ علوم باطنی علوم ظاہری سے معلوم نہین ہو سکتے۔ کیونکہ صاحب علوم ظاہری کے نفس امارہ نے اُسکی روح کو مغلوب کر رکھا ہے اور وہ فقط دنیا کمانے یا جاہلون پر فخر اور اپنے زمانے کے عالمون سے مباحثہ کرنے کے لیئے علم پڑھتا ہے۔ چنانچہ اِس زمانے کے اکثر عالم خصوصیت کے ساتھ اِس مضمون کے مصداق نظر آتے ہین

	اے تو شیری در تگ این چاہ فرد	نفس چون خرگوش خونت ریخت خورد
ترجمہ	شیر تہا تو اُس کنوین مین اے بشر	پیلیا خرگوش نے خون سر بسر

شرح۔ لفظ فرد یا شیر کی صفت ہے یا چاہ کی یعنی تیری روح تنہا کنوین (وجود انسانی) مین شیر یگانہ کے مانند تہی مگر تیرے نفس امارہ نے اُسکو ہلاک کر دیا جیسا کہ اُس خرگوش نے اپنے دشمن شیر کو ہلاک کر دیا تھا

	نفس خرگوشت بصحرا در چرا	تو بقعر این چہ چون و چرا
ترجمہ	ہے ترا خرگوش فکر کاہ مین	اور تو چون و چرا کے چاہ مین

شرح یعنے تیرا نفس ذلیل علوم ظاہری کے جنگلون مین چر رہا ہے جو حقیقت سے بالکل بیخبر ہے اور تیری روح باوجودیکہ شیر ہے مگر چون و چرا اور بحث و مجادلہ کے کنوین مین گر پڑی ہے چرا پہلے مصرع مین چریدن سے مشتق ہے

	سوے نخچیران دوید آن شیر گیر	کابشروا یا قوم اذجاء البشیر
ترجمہ	سوے نخچیران گیا وہ شیر گیر	اور کہا مژدہ کہ آیا ہے بشیر

شرح۔ یہان سے پھر قصۂ خرگوش شروع ہوتا ہے اور بشیر بمعنے بشارت دہندہ سے خرگوش نے اپنی ذات مراد رکھی ہے اور آخر داستان تک تمام شعر مقولۂ خرگوش ہین۔ اور مژدہ مژدہ تاکید مسرت کے سبب مکرر لایا گیا ہے

مژده مژده ای گروه عیش ساز	کان سگ دوزخ بدوزخ رفت باز
ترجمه: تمکو مژده اے گروہ عیش ساز	گر گیا وہ سگ سقر تک تر کتاز
مژده مژده کان عدوی جانها	کند قهر خالقش دندانها
ترجمه: تمکو مژده تہا جو دشمن بے سبب	قہر حق نے دانت اُکھاڑے اسکے سب
مژده مژده کز قضا ظالم بچاه	اوفتاد از عدل و لطف بادشاه
ترجمه: مژده ہو ظالم کنوین مین گر پڑا	عدل و لطف شاہ عادل ہے بڑا
آنکه از پنجه بسی سرها بکوفت	همچو خس جاروب مرگش هم بروفت
ترجمه: تہا جو ظالم پنجہ سر کوب سے	اُٹھ گیا وہ موت کی جاروب سے

شرح یعنے وہ شیر جسنے بہتونکو اپنے پنجے سے ہلاک کر دیا تہا آج اسیر موت کی جہاڑو سے بہرگئی خس کم جہان پاک

آنکه جز ظلمش دگر کاری نبود	آه مظلومش گرفت و کوفت زود
ترجمه: مشغلہ جز ظلم جسکا کچھ نہ تہا	آہ سے مظلوم کی مارا گیا
گردنش بشکست و مغزش بردرید	جانها از قید محنت وارهید
ترجمه: پہٹ گیا ہے مغز گردن چور ہے	قید محنت سے ہے کوسون دور ہے
گم شد و نابود شد از فضل حق	بر مهم دشمن شما را شد سبق
ترجمه: دشمن جان ہو گیا نابود آج	فضل حق سے فتح ہے موجود آج

شرح۔ لفظ بر مہم مبدل منہ ہے۔ اور لفظ دشمن اسکا بدل ہے اسلئے اضافت کی ضرورت نہین یعنی خرگوش نے یہ کہا کہ تمہارا دشمن مارا گیا اور اے نخچیرو تمہین آج اس مہم مین اپنے دشمن پر فتح حاصل ہوئی

جمع شدن نخچیران بنزد خرگوش و ثنا و مدح گفتن اورا

ترجمه: تمام نخچیرونکا خرگوش کے پاس جمع ہو کر آنا اور اسکی مدح و ثنا کرنی

جمع گشتند آن زمان جمله وحوش	شاد و خندان از طرب در ذوق و جوش
ترجمه: جمع اُسدم ہو گئے نخچیر سب	شاد و خندان اس مسرت کے سبب

شرح یعنی جب خرگوش نے شیر کے ہلاک کر دینے کی خوشخبری سنائی تو تمام نخچیر خوشی منانے اور خرگوش کی تعریف کرنے کے لئے جمع ہو گئے غور سے دیکھیے تو یہی حال سالک کا ہے جب نفس امارہ سے رہائی پاتا ہے تو اُسکے تمام قوے مسرور اور تمام حواس شادمان اور ٹھکانے سے ہو جاتے ہین۔ لیکن نفس امارہ سے رہائی پانا نہایت مشکل کام ہے جب تک فضل الٰہی شامل حال نہ ہو آدمی نفس کے پہندے سے نجات نہین پا سکتا

	حلقہ کردند او چو شمعے درمیان	سجدہ کردندش ہمہ صحرائیان
ترجمہ	شمع کی صورت بٹھا کر درمیان	گر پڑے سجدہ مین سب صحرائیان

شرح کیونکہ خرگوش شیر کے ہلاک کرنیسے واجب التعظیم ہوگیا تہا اسلیئے سجدہ سے تعظیم مراد ہے

	تو فرشتہ آسمانی یا پری	یا تو عزرائیل شیران نری
ترجمہ	اور بولے تو فرشتہ ہے مگر	یا ہے عزرائیل بہر شیر نر
	ہرچہ ہستی جان ما قربان تست	دست بردی دست و بازویت درست
ترجمہ	کچھ سہی قربان ہین تجہپر سب کی جان	تیرے بازو مین رہے تاب و توان

شرح جانورون نے خرگوش کے فعل کو طاقت سے باہر دیکہہ کر حیرت کے سبب اُسے فرشتہ یا پری یا شیرون کے حق مین ملک الموت کہا گر جب اُسکی طاقت کا اندازہ نہ کرسکے تو سب ایک زبان ہوکر کہنے لگے کہ اے خرگوش تو کچہ ہی سہی مگر ایسا کام کر گذرا ہے کہ ہم سب کی جان تجہپر قربان ہے۔ دست بردی یعنے غلبہ یافتی اور دست و بازویت درست نخچیرون کی زبان سے جملہ دعائیہ ہے یعنے اے خرگوش چونکہ تونے شیر پر غلبہ پایا ہے اسلیئے ہم دعا کرتے ہین کہ خدا کرے ترے دست و بازو توانا اور سالم رہین۔

	راند حق این آب را در جوی تو	آفرین بر دست و بر بازوی تو
ترجمہ	مشکل آسان تونے کی اے ہمنشین	دست و بازو پر ترے صد آفرین

شرح آب در جوے راندن بعد زوال دولت کامیاب ہونے اور مشکل کام کو آسان کرنے کے معنون مین مستعمل ہے یعنی اے خرگوش تیرے دست و بازو پر آفرین کہ تونے شیر کو ہلاک کرکے ہماری مشکل اسان کردی

	باز گو تا قصہ درمانہا شود	باز گو تا مرہم جانہا شود
ترجمہ	ہمسے کہدے قصہ تا درما بنے	فرحتِ دل مرہم ہر جان بنے

شرح۔ نخچیر کہتے ہین کہ اے خرگوش ہلاکت شیر کا قصہ ہمین سنا دے تا کہ یہ علاج روحانی بنکر ہمارے لیے باعث قوت ہو کیونکہ دشمن کا ہلاک ہو جانا حسب قاعدہ فطرت بہت سی قوتون کو بڑہا دیتا ہے۔

	باز گو تا چون سگالیدی بمکر	آن عوان را چون بمالیدی بمکر
ترجمہ	ہمسے کہدے مکر تونے کیا کیا	کسطرح ظالم کو بیجان کردیا

شرح عوان قیشد یداو بمعنے سخت گیر و ظالم یہان بضرورت شعر مخفف ہے اور سگالیدن بمعنے سوچنا ہے

	باز گو کز ظلم آن استم نما	صد ہزاران زخم دارد جان ما
ترجمہ	قصہ کہدے۔ کیونکہ اُسکے ظلم سے	جان اور دل مین ہزارون زخم تہے

	باز گو آن قصہ کان شادی فزاست	روح مارا قوت و دل را جان فزاست
ترجمہ	کہدے سب قصہ کہ ہے شادی نما	سر بسر ہے قوتِ روح و جان فزا

شرح سب پہلے مصرع مین لفظ فزا بروزن سرا بمعنے پیش و نزدیک و بالا ہے اور یہ کلمہ تحسین کلام کے لیے اکثر زائد بھی آتا ہے چنانچہ فرارسید و فراگذشت پس اس مصرع مین اگر کلمۂ فزا فارسی لفظ ہے تو زائد ہے اور مطلب یہ ہے کہ اے خرگوش شیر کی ہلاکت کا قصہ ہمارے لیئے سراسر شادی ہے اور اگر لفظ فزا عربی ہے تو بمعنے گور خر ہے یعنے قصۂ ہلاکت شیر باعث شادی گور خر ہے۔ گور خر سے مراد نخچیر ہے۔

	گفت تائید خدا بود اے مہان	ورنہ خرگوشے چہ باشد در جہان
ترجمہ	بولا وہ تھی سب یہ تائید خدا	ورنہ اک خرگوش کی ہستی ہے کیا
	قوتم بخشید و دل را نور داد	نور دل مر دست و پا را زور داد
ترجمہ	دل کو نور و زور دیتا ہے خدا	اور نورِ دل ہے زورِ دست و پا

شرح۔ یعنے خرگوش نے جانورون سے اپنی تعریف سنکر یہ کہا کہ مین ایک بندۂ ضعیف ہون یہ کام محض خدا کی مدد سے ہوا ہے اسنے مجھے قوت بخشی اور میرے دلکو تدبیر کا نور عنایت فرمایا۔ نکتہ یہان سے ثابت ہوتا ہے کہ سالک پر نفس سے رہائی پانے کے بعد واجب ہے کہ مرشد سے اس رہائی کی تدبیر کا سوال کرے تا کہ کسی وقت اپنے مریدونکو نجات دلا سکے لیکن اپنی تدبیر پر نازان نہو اور حل مشکلات کو تائید خداوندی سمجھے۔

	پند دادن خرگوش نخچیران را کہ از مردن خصم شاد مشوید
ترجمہ	خرگوش کا نخچیرون کو بطور نصیحت یہ کہنا کہ دشمن کے مرنے سے خوش ہونا چاہیئے

	از برِ حق میرسد تفضیلہا	باز ہم از حق رسد تبدیلہا
ترجمہ	حق سے یہ تفضیل ہوتی ہے عیان	اُسمین ہو جاتی ہین پھر تبدیلیان

شرح یعنے خرگوش کہتا ہے کہ اے نخچیرو دشمن کے مرنے سے خوش نہو۔ کیونکہ قوت اور قدرت اور فتح و غنیمت اور دشمن پر فضیلت اللہ تعالےٰ کی جانب سے ہے لیکن وُہ جب چاہتا ہے اِس تفضیل کو تبدیل کر دیتا ہے یعنے قوی کو ضعیف اور قادر کو عاجز فتحمند کو مایوس بادشاہ کو گدائے راہ بنا دیتا ہے۔

	حق بدور و نوبہ این تائید را	مینماید اہلِ ظن و دید را
ترجمہ	حق دکھا دیتا ہے اِس تائید کو	دورہ و نوبت مین اہل دید کو

شرح۔ یعنے اللہ تعالےٰ اِس تائید اور فتحمندی کو نوبت بنوبت لوگو نپر ظاہر کرتا ہے خواہ وُہ اہل ظن یعنی عام لوگ ہون یا اہل دید یعنی عارف یہ کچھ ضرور نہین کہ ہر بار عارف ہی تائید ربانی کا مستحق ٹھہرے یا ہر دفعہ

عام شخص فتحمند ہون بلکہ تائید فتحمندی نوبت بنوبت ہے کبھی کسی کو نصیب ہوتی ہے کبھی کسی کو چنانچہ جنگ بدر مین مسلمانون کی فتح ہوئی اور اُحد کی لڑائی مین حضرت حمزہ سمیت ستر صحابی شہید ہوے اور مسلمانون کو شکست ہوگئی جسکی بابت یہ آیت اُتری وتلک الایام نداولہا بین الناس یعنے ہم فتح و شکست کے زمانے کو نوبت بنوبت لوگون مین بدلتے رہتے ہین کبھی شادی ہے کبھی غم کبھی فتح ہے کبھی شکست اسلئے فتحمند کو مغرور نہونا چاہیے

این بملک نوبتی شادی مکن ... اے تو لبستہ نوبت آزادی مکن

ترجمہ: نوبتی یہ ملک ہے شادی کجا ... بستۂ نوبت کو آزادی کجا

شرح یعنے تو ایسے ملک و سلطنت پر جو نوبت بنوبت لوگون کو ملتا رہتا ہے شادمانی نہ کر کیونکہ یہ فانی ہے

آنکہ ملکش برتراز نوبت تنند ... برتراز ہفت انجمش نوبت زنند

ترجمہ: ملک جنکا نوبتون سے پاک ہے ... اُنکی نوبت برتراز افلاک ہے

شرح. نوبت بالفتح بمعنے وقت و مصیبت و کرّت و مرتبہ و نقارہ وخیمہ و پاس و محافظت کے ہے نوبت زدن کنایہ جاہ و سلطنت کے معنون مین ہے یعنے جن لوگون کے لیئے کارخانہ قضا و قدر نے ایسا ملک مقرر کیا ہے جو نوبت اور گردش ایام سے برتر اور بالکل پاک ہے (یعنی ملک معانی وجہان عقبے جسکو گردش فلک متغیر نہین کر سکتی) ایسے لوگون کی نوبت سبعہ سیارہ سے اوپر بجائی جاتی ہے انکے ڈنکے عرش تک بج گئے ہین انکا مرتبہ سبعہ سیارہ سے بالاتر ہے یہی سبب ہے کہ اُنکے مراتب کو تغیر اور نوبت کی مصیبت نہین پہنچتی ہے پہلے مصرع مین نوبت بمعنے گردش ہے اور دوسرے مین بمعنے مرتبہ و اظہار جاہ

برتراز نوبت ملوک باقیند ... دور دایم روحہا را ساقیند

ترجمہ: ایسے شاہنشاہ ہین باقی مدام ... اور ہین ارواح کے ساقی مدام

شرح یعنے وہ لوگ جنکی سلطنت نوبت اور گردش فلک سے محفوظ ہے بادشاہ ملک بقا ہین باسبب فنائے وجود ظاہری ہمیشہ باقی رہنے والے ہین اور تمام طالبین و مومنین کی ارواح کو شراب عشق حقیقی پلاتے رہتے ہین انہون نے فیضان انوار شریعت و معرفت کی سبیل لگا رکھی ہے بعض نسخون مین روحہا باساقیند ہے یعنی انکی روحین ساقی ازل کے ساتھ ساتھ ہین اور ملک معانی کے بادشاہ انبیا یا اولیا ہوتے ہین۔

چون بنوبت می دہند این دولت ... از چہ شد پر باد آخر سبلتت

ترجمہ: ہے فنا دولت کو اے نعوذ لتی ... کسلیئے چڑھنے لگین سو نچھین تری

ترک این شرب ار بگوئی یکدو روز ... ترکنی اندر شراب خلد پوز

ترجمہ: ترک دنیا جو کرے دو ایک روز ... ہو شراب خلد سے چہرہ فروز

شرح یعنے جب ملک باری باری لوگون کو ملتا ہے تو سلے دولتمند تو کس بات پر مغرور ہے دنیا چند روزہ ہے
اسکو چھوڑ اور شراب خلد (طاعت الٰہی) سے اپنا چہرہ روشن کر یونہی چہار پایان و چہرۂ بہائم یہان مطلق ہے مراد

یکدو روزی چہ کہ دنیا ساعتے است	ہر کہ ترکش کرد اندر راحتے است
ترجمہ: کیسے دو اک دن کہ اک ساعت ہے یہ	چھوڑنے سے موجب راحت ہے یہ
معنی الترک راحۃ گوش کن	بعد ازان جام بقارا نوش کن
ترجمہ: معنی الترک راحۃ سُن ذرا	اور پی لے بعد ازان جام بقا
با سگان بگذار این مردار را	خرد بشکن دیدۂ بیدار را
ترجمہ: چھوڑ دے بہر سگان مردار کو	چھوڑ دے اس دیدۂ بیدار کو

شرح۔ یعنی پہلے ہمنے دنیا کو چند روزہ کہدیا تھا اب یہ کہتے ہین کہ یہ تو ایک ساعت ہے جسکا چھوڑنا سراسر
راحت ہے تو بزرگون کے اِس مقولہ پر کہ ترک الدنیا راحۃٌ اچھی طرح غور کر اور اِس مردار کو کتون (طالبان
دنیا) کے حوالے کردے اور اپنی آنکھون کو پھوڑ ڈال جنسے تجھے ہستی دنیا نظر آرہی ہے

	تفسیر رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر
ترجمہ	اِس قول کی تفسیر کہ ہمنے چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف رجوع کیا ہے

شرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مع صحابہ ایک جہاد سے فتحمند ہوکر تشریف لائے اور بعض صحابہ کو
طاعت و ریاضت مین مشغول دیکھکر فرمایا کہ یہ کیا کر رہے ہو اُنھون نے عرض کیا کہ ہم چھوٹے جہاد سے
فارغ ہوکر بڑے جہاد مین مشغول ہین کفار سے جنگ کرنی اسلیئے چھوٹا جہاد ہے کہ اسمین مقابل آنکھون سے
نظر آتا ہے اور اُسکو مار ڈالنا آسان ہے اور ریاضت و نفس کشی اسلیئے جہاد اکبر ہے کہ اسمین نفس اور اُسکا
مصاحب یعنی شیطان دونو غیر محسوس ہین اور چھپے ہوے دشمن پر حملہ کرنا اور اُسے مار ڈالنا نہایت مشکل ہے
اور یہ ساری داستان مولانا کی زبان سے خرگوش کا مقولہ ہے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ نفس کشی دشمن کشی سے مشکل ہے

اے شہان کشتیم ما خصم برون	ماند خصمے زان بتر در اندرون
ترجمہ: ہوگیا مغلوب گو خصم برون	ہے مگر سینہ مین خصم اندرون

شرح۔ اے شہان کا خطاب نخچیرون کی طرف ہے خرگوش کہتا ہے کہ اے جانورون اگرچہ ہمنے ظاہری
دشمن یعنے شیر کو مار ڈالا ہے مگر سینہ مین ایک باطنی دشمن (نفس امارہ) موجود ہے اسکے مارنے کی کیا تدبیر ہے
فائدہ بخاری مین یہ حدیث موجود ہے افضل الجہاد ان یجاہد الرجل نفسہ یعنے سب سے بڑا جہاد یہ ہے کہ آدمی اپنے
نفس پر جہاد کرے دوسری حدیث ہے اعدٰی عدوک نفسک التی بین جنبیک یعنے سب سے بڑا دشمن تیرا

نفس ہے جو تیرے پہلو میں ہے مطلب یہ کہ حقیقی جہاد یہی ہے کہ آدمی نفس کشی کرے

کشتن این کار عقل و ہوش نیست	شیر باطن سخرۂ خرگوش نیست
ترجمہ: یہ نہیں مرتا ہے عقل و ہوش سے	شیر ہے دیتا نہیں خرگوش سے

شرح۔ یعنے نفس کا مارنا عقل وہوش اور اپنی تدبیر کا کام نہیں ہے۔ ورنہ ہر مدبر و عاقل عارف بنجاتا ہے بلکہ نفس کشی کے لئے خدا کے فضل اور مرشد کامل کی توجہ اور شمشیر باطن کی ضرورت ہے شیر نفس خرگوش مدبر سے مغلوب نہیں ہوتا

دوزخ ست این نفس و دوزخ اژدہاست	کو بدریاہا نگردد کم و کاست
ترجمہ: نفس اک دوزخ ہے دوزخ اژدہا	کم نہیں ہوتی جو دریا سے ذرا

شرح یعنے نفس منبع دوزخ ہے۔ کیونکہ دوزخ آلات عذاب (سانپ بچھو آگ وغیرہ) سے پُر ہے اور یہ سب چیزیں گناہوں کی تصویریں ہیں۔ اور گناہ نفس امّارہ کی شامت سے صادر ہوتے ہیں نتیجہ یہ نکلا کہ نفس بشکل اژدہائے دوزخ ہے جسکے مُنہ سے ایسے شعلے نکل رہے ہیں جو چند درچند دریاؤں کے پانی سے بھی نہیں بجھ سکتے یا یہ معنے ہیں کہ نفس امّارہ دوزخ کی صورت میں پیدا ہوا ہے چنانچہ دوزخ کے سات درجوں کی طرح نفس امّارہ میں بھی سات بُری صفتیں موجود ہیں کبر حرص شہوت حسد غضب بخل حقد اہل باطن کے نزدیک دوزخ کے ساتوں درجے یہی ہیں۔ اسصورت میں یہ معنے ہوے کہ نفس امّارہ خود ہی دوزخ ہے

ہفت دریا را در آشامد ہنوز	کم نگردد سوزش آن خلق سوز
ترجمہ: سات دریا نوش کرلے اور ہنوز	ہے اُسی صورت سے گرم و خلق سوز

شرح۔ یہاں سے دوزخ کا بیان شروع ہوا ہے اور مطلب یہ ہے کہ دوزخ کی آگ سات دریاؤں کے پانی سے بھی ٹھنڈی نہوگی

سنگہا و کافران سنگدل	اندر آیند اندرو زار و خجل
ترجمہ: پتھر اور کفار ہیں جو سنگدل	گر پڑینگے نار میں ہوکر خجل

شرح۔ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے فاتقوا النار التی وقودہا الناس والحجارہ یعنی اُس آگ سے ڈرتے رہو جسکا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

ہم نگردد ساکن از چندین غذا	تا ز حق آید مر او را این ندا
ترجمہ: پھر بھی ناکافی رہیگی یہ غذا	آئیگی پھر حق کی جانب سے ندا
سیر گشتی سیر گوید نے ہنوز	اینت آتش اینت تابش اینت سوز
ترجمہ: بھرگئی ہے تو؟ کہے گی وہ نہیں	گرچہ یہ تابش ہے ربّ العالمین

شرح۔ مصرعہ آخر مولانا کا مقولہ ہے اور اینت کلمہ التعجب ہے بمعنے زہے یعنی اسقدر پتھروں اور کافروں کو

کہا کرہی جب دوزخ کا پیٹ بہریگا تو اللہ تعالے کی طرف سے ندا آئیگی کہ کیا تو سیر ہوگئی ہے دوزخ جواب دیگی کہ ابہی
سیر نہین ہوئی ایمخاطب تعجب کا مقام ہے کہ اسقدر آگ اور ایندہن موجود ہو اور پہر دوزخ کا پیٹ نہ بہوے۔

عالمے را لقمہ کرد و درکشید ۔ معدہ اش نعرہ زنان ہل من مزید

ترجمہ: کر لیا ہے ایک عالم کو کشید ۔ اور پہر ہے نعرہ ہل من مزید

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے یوم نقول لجہنم ہل امتلأت وتقول ہل من مزید یعنے ہم جہنم سے پوچہینگے
کہ کیا تیرا پیٹ بہر گیا اور وہ یہ کہیگی کہ کیا میرے لیے کچہ اور زیادہ ہے مطلب یہ کہ دوزخ ہمیشہ زیادہ طلبی کرتی رہیگی

حق قدم بر وے نہد از لامکان ۔ آنگہ او ساکن شود از کن فکان

ترجمہ: آخرش رکہیگا حق اپنا قدم ۔ کن فکان سے نار پر ہوگا کرم

شرح۔ حدیث کی کتابون مین انسؓ سے مروی ہے کہ رسول علیہ الصلوٰۃ فرماتے ہین لاتزال جہنم تقول ہل من مزید
حتے یضع فیہا رب العزۃ قدمہ فتقول قط قط وعزتک یعنی دوزخ ہمیشہ اپنی خوراک زیادہ زیادہ طلب کرتی رہیگی
یہانتک کہ رب العزۃ اُسمین اپنا قدم رکہدیگا۔ اُسوقت دوزخ یہ کہیگی کہ اے رب تیری عزت کی قسم بس بس
میرا پیٹ بہر گیا نکتہ قدم کی تفسیر مین اختلاف ہے بعض نے کہا ہے کہ قدم علم آلہی مین ایک مخلوق کا نام ہے
اور قدمہ کی اضافت تعظیمی ہے جیسا کہ اضافت روح اللہ اور مولانا جامی نے قدم سے انسان کامل مراد لیا ہے
کیونکہ جسطرح قدم آخر الاعضا ہے اسیطرح انسان کامل فکر اخروی مین تمام ہو جاتا ہے اسکے نور کو دیکہہ کر دوزخ
یہ کہے گی یا مومن ان نورک اطفأ ناری اے مومن تیرے نور نے میری آگ کو بجہا دیا مجہے اب بہوک نہین رہی
یا قدم سے مراد وہ اسماء ذات ہین کہ سوائے نار کے اور کوئی شے انکا مظہر نہین بن سکتی مثلاً اللہ تعالے اپنے اسم جبار
کے ساتہ ظہور کرکے دوزخ کی بہوک مٹا دیگا کیونکہ اسمائے جلالی اشیا کے مٹا ڈالنے کا خاصہ رکہتے ہین قدم بمعنے قدرت ہے

چونکہ جزو دوزخ ست این نفس ما ۔ طبع کل دارد ہمیشہ جزوہا

ترجمہ: نفس ہے دوزخ کا جزاے پرشرف ۔ اور جز کو میل ہے کل کی طرف

شرح یعنی چونکہ لذات نفسانیہ (جو مطلوبہ نفس ہین) جزو دوزخ ہین اسیلئے نفس ہی دوزخ کا ایک جزء ہے اور جزء
ہمیشہ کل کی طرف میل رکہتا ہے مطلب یہ کہ نفس انسان کو دوزخ کی طرف کہینچتا ہے نعوذ باللہ منہا۔

این قدم حق را بود کو را کشد ۔ غیر حق خود کہ کمان او کشد

ترجمہ: قتل اسکا فضل حق سے بیگمان ۔ کون کہینچے غیر حق اسکی کمان

شرح پہلے مصرع مین کشد بضم الکاف ہے اور دوسرے مین بالفتح اور کمان کہینچنا کشیدن بمعنے مقابل شدن و ہلاک ساختن
ہے اور قدم بمعنے قدرت یعنی یہ قدرت صرف اللہ تعالے ہی مین ہے کہ جسطرح اپنے قدم سے دوزخ کی آگ بجہا دیگا

اسی طرح تیرے نفس امّارہ کو ہلاک کر کے مطمئنہ بنا دیگا۔ اور جب تک اُسکا فضل شامل حال نہو گا تدبیر بیکار ہے

در کمان ننہند الا تیر راست
این کمان را باژگون کژ تیرہاست

ترجمہ
کام دیکھتا نہین ناراست تیر
تیر ہین ٹیڑھے ترے لئے دلپذیر

شرح۔ باژگون صفت کمان ہے اور کژ صفت تیر اور ٹیڑھی کمان سے نفس امّارہ مراد ہے اور ناراست تیر سے عقل و تدبیر یعنے عقل دنیوی اور تدبیر معاش سے نفس کشی نہین ہو سکتی۔ کیونکہ یہ ٹیڑھے ہے اور نکمے تیر ہین

راست شو چون تیر وارہ از کمان
کز کمان ہر راست بجہد بیگمان

ترجمہ
اِس کمان سے راست ہو کر نکل
راستی ہے راہبر لے بے خلل

شرح یعنے نفس کی ٹیڑھی کمان سے تیر کی طرح سیدھا ہو کر نکلجا۔ اسوقت تو کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست کا مصداق ہو جائیگا

چونکہ واگشتم ز پیکار برون
روے آوردم بہ پیکار درون

ترجمہ
ہو چکی ہے ختم پیکار برون
اور اب ہے فکر پیکار درون

قد رجعنا من جہاد الاصغریم
با نبی اندر جہاد اکبریم

ترجمہ
کر چکے ہین ہم جہاد اصغری
اب ہین مشغول جہاد اکبری

شرح یہ شعر مقولہ خرگوش ہین یعنی اے نخچیرو ہم جہاد اصغر سے فارغ ہو کر جہاد اکبر مین مشغول ہین اور صحابہ کے اُس قول کے مصداق ہین کہ قد رجعنا من جہاد الاصغر الے الجہاد الاکبر اسکی شرح اوپر گذر چکی ہے:۔

قوت از حق خواہم و توفیق لاف
تا بسوزن برکنم این کوہ قاف

ترجمہ۔
چاہتا ہون حق سے مین توفیق لاف
تاکہ سوزن سے اُکھاڑ دون کوہ قاف

شرح۔ تتمہ مقولہ خرگوش اور توفیق لاف سے نفس امّارہ پر قادر ہونا مراد ہے اور سوزن سے ہستی ضعیف اور کوہ قاف سے کبر نفس یعنے مین خدا سے اس بات کی توفیق چاہتا ہون کہ باوجود ضعف مجھے نفس امّارہ پر غالب کر دے

سہل شیرے دان کہ صفہا بشکند
شیر آنست آنکہ خود را بشکند

ترجمہ
وہ نہین ہے شیر جو ہو صف شکن
خود شکن ہے شیر اے مردان فن

شرح یعنے کوئی شیر اگر صفون کو لٹادے تو یہ کام اُسکے نزدیک نہایت آسان ہے اُسکو فی الواقع شیر نہین کہتے بلکہ شیر وہ ہے جو اپنے نفس امّارہ کو مار ڈالے حضرت ذوق دہلوی علیہ الرحمۃ نے خوب فرمایا ہے ؎

بڑے موذی کو مارا نفس امّارہ کو گر مارا
نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا

تا شود شیر خدا از عون او
وارہد از نفس و از فرعون او

ترجمہ
شیر ہو جاتا ہے حق کی عون سے
چھوٹتا ہے نفس اور فرعون سے

شرح یعنے آدمی نفس کشی کر کے مدد غیبی سے شیر خدا بنجاتا ہے اور نفس و شیطان سے رہائی پاتا ہے۔ عون اور فرعون بلا اضافت ہین۔ اور دونو مصرعون مین ضمیر آو نفس امارہ کے قاتل کی طرف راجع ہے اور اگر مع الاضافت ہین تو دونو ضمیرین خدا کی طرف راجع ہین اور فرعون خدا بمعنے منکر احکام خدا سے شیطان مراد ہے

آمدن رسول قیصر روم نزد عمر و دیدن او کرامات عمر رضی اللہ عنہ

ترجمہ بادشاہ روم کے پیغامبر کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا اور انکی کرامتین دیکھنا

در بیان این حسن ویک قصہ ۔۔۔ تابری از سر گفتم حصہ

ترجمہ سنائین ہم تجھے اک داستان ۔۔۔ تاکہ ہو معلوم ستر داستان

شرح ممکن ہے کہ یہ قصہ بہی مولانا کی زبان سے خرگوش ہی کا مقولہ ہو یعنی اگر تجھے یہ معلوم کرنا ہو کہ شیر فی الواقع وہی ہے جسنے نفس امارہ کو مار ڈالا ہے تو اس قصہ کو سن اور حصہ معرفت و اسرار حاصل کر۔

بر عمر آمد ز قیصر یک رسول ۔۔۔ در مدینہ از بیابان نغول

ترجمہ سنتے ہین قیصر کا اک پیغامبر ۔۔۔ دور سے آیا ہے دید عمر

شرح۔ نغول۔ عمیق و دور و دراز و قیصر لقب شاہان روم اور مدینہ سے مراد شہر مدینہ یعنے دار الہجرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور اس ساری حکایت کا نتیجہ یہ ہے کہ حضرت عمر نفس کشی کے سبب شیر خدا بنگئے تھے

گفت کو قصر خلیفہ اے حشم ۔۔۔ تا من اسپ و رخت را آنجا کشم

ترجمہ اور کہا قصر خلیفہ ہے کہان ۔۔۔ تاکہ مین اسباب لیجاؤن وہان

شرح چونکہ یہ پیغامبر روم کے بادشاہ کا مصاحب اور اسکے محل اور شان و شوکت دیکھے ہوئے تہا اور حضرت عمر کی خلافت بہی مشہور تہی اسلیئے اسنے خیال کیا کہ حضرت عمر بہی اونچے اونچے محل اور بڑے بڑے سامان رکہتے ہونگے حالانکہ یہان دنیوی امارت اور عالیشان عمارت کا نام و نشان بہی نہ تہا۔

قوم گفتندش کہ او را قصر نیست ۔۔۔ مر عمر را قصر جان روشنیست

ترجمہ لوگ بولے قصر وہ رکہتے نہین ۔۔۔ قصر جان ہے انکا گہر اے مرد دین

گرچہ از میری ورا آوازہ ایست ۔۔۔ ہمچو درویشان مر او را کازہ ایست

ترجمہ گو امارت کا بلند آوازہ ہے ۔۔۔ پر عمارت کی جگہ اک کازہ ہے

شرح۔ کازہ فقیرون کی جہونپڑی جو لکڑی نے یا گہاس پہونس سے بنا لیتے ہین یعنی اس پیامبر سے جواب دینے والون نے یہ کہا کہ حضرت عمر کوئی عالیشان محل نہین رکہتے بلکہ انکا محل قصر جان روشن ہے جسکی تعمیر نور خداوندی سے ہوئی ہے قصر جان سے حضرت عمر کا وہ مکان اور مرتبہ مراد ہے جو اللہ کے نزدیک تہا۔

	اے برادر چون بہ بینی قصر او	چونکہ در چشم دلت رستست مو
ترجمہ	قصر اُنکا تجکو کیا آئے نظر	چشم دل مین بال اُگے ہین سر بسر
	چشم دل از موے علت پاک آر	وانگہان دیدار قصرش چشم دار
ترجمہ	چشم دل کو اس مرض سے پاک کر	تا نظر آئے تجہے قصر عمر

شرح۔ یہ شعر یا تو بطور نصیحت مولانا کا مقولہ ہے یا جواب دینے والون کا یعنی اے برادر تجہے قصر عمر کیونکر دکہائی دے گا۔ کیونکہ قصر جان ظاہری آنکہون سے نہین دکہائی دیتا بلکہ دل کی آنکہون سے دکہائی دیتا ہے اور تیرے دل کی آنکہون مین ہوا و ہوس اور اخلاق ذمیمہ کے بال نکل آئے ہین جس سے قصر عمر دکہائی نہین دیتا **فائدہ** بال سے مراد پربال ہے جو آنکہون مین ایک قسم کا مرض ہوتا ہے اور آدمی کو ضعیف البصر بنا دیتا ہے اے شخص جب تک تو پربال کی بیماری سے اچہا ہو گا مکان اور مرتبۂ عمر کو ہرگز نہ دیکہہ سکیگا جنکی نسبت صحیح حدیث مین وارد ہے۔ ان الحق ینطق علیٰ لسان عمر اس حدیث کی تشریح پہلے گذر چکی ہے۔

	ہر کرا ہست از ہوسہا جان پاک	زود بیند حضرت و ایوان پاک
ترجمہ	جو کہ رکہتا ہے ہوس سے جان پاک	دیکہہ سکتا ہے وہی ایوان پاک

شرح۔ حضرت سے تجلی ذات حق اور ایوان سے اُسکا علو مکان مراد ہے یعنی جس شخص کی جان دنیوی ہوا و ہوس سے پاک ہے وہ تجلی ذات اور بلندی مرتبۂ الٰہی کو بہت جلد دیکہہ سکتا ہے۔

	چون محمد پاک شد از نار و دود	ہر کجا رو کرد وجہ اللہ بود
ترجمہ	تہے محمد پاک نار و دود سے	اور خوش تہے جلوہ معبود سے

شرح۔ نار سے نار شہوت و غضب اور آتش حرص و حسد اور دہوین سے کدورت بشریت اور حب ماسوے اللہ مراد ہے جب یہ مذموم صفتین زائل ہو جاتی ہین تو متعینات (موجودات عالم مین علی الاطلاق جلوۂ شاہد حق نظر آنے لگتا ہے (اور پہر کوئی شئے مانع دیدار نہین ہوتی اور یہ حال ہو جاتا ہے کہ جدہر دیکہتا ہون اُدہر تو ہی تو ہے

	چون رفیقی وسوسہ بدخواہ را	کے بہ بینی تم وجہ اللہ را
ترجمہ	وسوسہ بد ہے نہ رکہہ بد خواہ کو	تاکہ دیکہے تم وجہ اللہ کو

شرح۔ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے وللہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ یعنے مشرق اور مغرب خدا کی ملک ہے پس تم جسطرف متوجہ ہوگے خدا کا منہ (یعنے ذات خدا جو مکان سے منزہ ہے) اُسطرف ہو گا یعنی اُسکا جلوہ تمام متعینات مین نظر آسکتا ہے بشرطیکہ آدمی دنیوی وسوسون سے جو مانع دیدار ہین بالکل پاک رہے افسوس دنیاوی وسوسون کے کانٹے جو چشم دل مین چہپے ہوے ہین انسان کو اُسکے دیدار سے محروم رکہتے ہین۔

ہر کرا باشد ز سینہ فتح باب — او ز ہر ذرہ بہ بیند آفتاب

ترجمہ: غیب سے ہے جسکو فتح باب — ذرہ مین وہ دیکھتا ہے آفتاب

شرح یعنی جسکو کشف الٰہی اور نور حقانی یا شرح صدر معنوی حاصل ہے وہ ہر متعین مین جلوۂ ذات کا مشاہدہ کرسکتا ہے

حق پدیدست از میانِ دیگران — ہمچو ماہ اندر میانِ اختران

ترجمہ: حق ہے ظاہر درمیانِ دیگران — صورت مہ درمیان اختران

شرح یعنی حق متعینات مین اِسطرح جلوہ گر ہے جسطرح چاند تارون مین یا آفتاب ذرّون مین لیکن دیکھنے کو چشم بینا چاہیئے

دو سر انگشت بر دو چشم نہ — ہیچ بینی از جہان انصاف دہ

ترجمہ: دونو آنکھون پر ہون جب دو انگلیان — ہیچ بتا کیا دیکھہ سکتا ہے میان

شرح - اس شعر مین معقول کو محسوس سے یا چشم باطن کو چشم ظاہری کی حالت سے تشبیہ دیگئی ہے یعنے اے مخاطب اپنی دونو آنکھون پر دو انگلیان رکھہ لے اور پھر تو ہی انصاف سے بتا کہ ایسی حالت مین کیا خاک نظر آئیگا اسیطرح نفس امارہ نے دل کی آنکھہ پر انگلی رکھہ لی ہے اور دیدار الٰہی سے بالکل محروم کردیا ہے۔

ورنہ بینی این جہان معدوم نیست — عیب جز انگشت نفس شوم نیست

ترجمہ: اِس سے ہوتا ہے جہان معدوم کب — نفس کی انگشت کا ہے عیب سب

شرح یعنی اگر آنکھون پر انگلی رکھہ لینے سے تجھے کچھہ نہ دکھائی دے تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ سارا جہان نیست و نابود ہوگیا ہے - بلکہ یہ انگلی رکھنے والے کا قصور ہے علیٰ ہذا القیاس اگر متعینات مین جلوۂ خاص نظر نہ آئے تو اس سے جلوہ کا معدوم ہونا ثابت نہین ہوتا بلکہ یہ نفس امارہ کا عیب ہے کہ اوسنے دِل کی آنکھہ پر انگلی رکھہ لی ہے نفس منحوس کو انگشت اسلیئے کہا گیا کہ یہ چشم دِل کو مشاہدۂ ذات سے روک لیتا ہے۔

نورِ چشم انگشت را بردار ہین — وانگہانے ہر چہ میخواہی بہ بین

ترجمہ: آنکھہ سے انگلی اوٹھا اے نورِ چشم — اور سب کچھہ دیکھہ لے بے عیب و خشم

شرح - یعنے اپنی چشم دل سے غفلت کا پردہ اور ہوا و ہوس کی انگلی اوٹھا دے ہر شے مین جلوۂ خاص نظر آنے لگے گا

نوح را گفتند امت کو ثواب — گفت او زان سوی واستغشوا ثیاب

ترجمہ: نوح سے پوچھی گئی راہِ ثواب — جسپہ ڈالے اہل امت نے حجاب

روے و سر در جامہا پیچیدہ اند — لاجرم با دیدہ و نادیدہ اند

ترجمہ: روے و سر ڈہانکا اونہون نے سر بسر — ہو کے بینا بنگئے سب کور و کر

شرح - یہ مضمون سابق کی تمثیل ہے بطور تائید مضمون یعنی حضرت نوح سے جب انکی قوم نے پوچھا کہ ثواب

کہان سے آتا ہے اور کس شئے سے حاصل ہوتا ہے آپنے فرمایا کہ خدا کی جانب سے آتا ہے اور توحید و رسالت پر ایمان لانے سے حاصل ہوتا ہے یہ سُنتے ہی اُنہون نے اپنے کپڑون کو اپنا پردہ بنالیا یعنے دل کی آنکھون پر جہل اور غفلت کا پردہ ڈال لیا اور آنکھون والے ہوکر اندہے بنگئے - المخاطب یہی حال تیرا ہے کہ پردہ غفلت نے تجھے اندہا بنا رکہا ہے یہ شعر اس آیت کی طرف اشارہ ہے جعلوا اصابعهم فی آذانهم واستغشوا ثیابهم یعنے حضرت نوح فرماتے ہین کہ جب مینے اپنی اُمت کو توحید کی طرف بلایا تو اُنہون نے اپنے کانون مین انگلیان کرلین اور اپنے کپڑون کو پردہ بنالیا پردہ سے مراد وہی غفلت ہے جو دل کا پردہ بنی ہوئی ہے

	آدمی دیدست باقی پوست است	دید آنست آنکه دید دوست است
ترجمہ	آدمی ہے دید باقی پوست ہے	دید وہ ہے جو کہ دید دوست ہے

شرح - یعنے انسان کامل وہی ہے جو چشم حقیقت بین رکھتا ہو اور صاحبِ دید حق ہو اسکے سوا سب بیمغز ہین

	چونکه دید دوست نبود کور به	دوست کو باقی نباشد دور به
ترجمہ	یہ نہو تو آنکھہ خود بے نور ہو	دوست جو فانی ہو یارب دور ہو

شرح - یعنے جس آنکھہ کو دید حق مدنظر نہو خدا کرے پھوٹ جائے اور عاشقون سے فانی چیزونکی دوستی چھوٹ جائے

	چون رسول روم این الفاظ تر	در سماع آورد شد مشتاق تر
ترجمہ	سنکے ان الفاظ کو پیغامبر	ہو گیا مشتاق دیدار عمر

شرح - الفاظ تر - خوشگوار باتین جو رسولِ قیصر نے حضرت عمر کی تعریف مین سنی تہین دوسرے مصرع مین تر بمعنے [illegible]

	دیده را بر جستن عمر گماشت	رخت را و اسپ را ضایع گذاشت
ترجمہ	سو بسو جویان و حیران سر بسر	اسپ اور اسباب اپنا چھوڑ کر
	هر طرف اندر پئے آن مرد کار	میشدے پرسان او دیوانه وار
ترجمہ	ہر طرف بہر تلاش مرد کار	پہر رہا تہا نامہ بر دیوانہ وار

شرح - مثنوی مین اکثر جگہ ضرورتِ شعر کے لیے عمر کو عُمَر لکہا گیا ہے اور مرد کار سے مراد یہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہین

	کاینچنین مردے بود اندر جهان	وز جهان مانند جان باشد نهان
ترجمہ	یعنے ایسا مرد ہو زیب جہان	اور جہان سے صورت جان ہو نہان

شرح - یعنی پیغامبر حضرت عمر کا حال سنکر دل ہی دل مین یہ کہہ رہا تہا کہ ایسا شخص زمانہ کی نظر سے یون چھپا رہے

یافتن رسول قیصر روم عمر را رضی اللہ تعالے عنہ خفته در زیر خرما بن

ترجمہ - پیغامبر قیصر روم کا عمر رضی اللہ تعالے عنہ کو کہجور کے درخت کے نیچے سوتے ہوے پانا

جست او را تاش چون بندہ شود ‏ ‏ لاجرم جوینده یابنده شود

ترجمہ: نامہ بر کو بندگی کا قصد تھا ‏ ‏ آخرش جو بندہ یابندہ ہوا

شرح - لفظ تاش مین ضمیر شین بندہ کا مضاف الیہ ہے اور دوسرا مصرع (من جدّ وجد) جسنے ڈہونڈا اُسنے پایا کا خلاصہ

دید اعرابی زنے را او دخیل ‏ ‏ گفت عمرؓ نک بزیر آن نخیل

ترجمہ: ایک عورت نے کہا سُن اے دخیل ‏ ‏ ہین عمر آرام مین زیر نخیل

شرح - دخیل کسی قوم مین داخل ہونے والا یا بمعنے نُو وارد یا وُہ شخص جسکے دِلمین خوف نے دخل کرلیا ہو۔

زیرِ خرمابُن زخلقان او جدا ‏ ‏ زیرِ سایہ خفتہ بین سایہ خدا

ترجمہ: ہین کہجورون کے تلے سب سے جدا ‏ ‏ سایہ بن سوتا ہے اِک ظِلِّ خدا

شرح یعنے قیصر روم کے پیغامبر سے ایک اعرابی کی عورت نے یہ کہا کہ جس عمر کو تو ڈہونڈہتا پہرتا ہے وہ اُن کہجورون کے درختون مین پڑے سو رہے ہین۔ چونکہ حضرت عمر رحمت الٰہی اور خلیفہ برحق تھے اسلیئے اُنکو ظل اللہ کہاگیا

آمد اُنجا وُ از دور ایستاد ‏ ‏ مر عمر را دید و در لرزہ فتاد

ترجمہ: جب وُہ پہنچا دور سے یہ نقشہ تہا ‏ ‏ خوف سے سب تن بدن مین لرزہ تہا

ہیبتے زان خفتہ آمد در رسول ‏ ‏ حالتِ خوش کرد بر جانش نزول

ترجمہ: سونیوالے کی تہی ہیبت دہیان مین ‏ ‏ اور پہر اُسکی محبت جان مین

شرح حالت خوش سے حضرت عمر کی محبت مراد ہے یعنی قاصد کے دِل مین آپ کی ہیبت بہی تہی اور محبت بہی

مہر و ہیبت ہست ضدِ یکدگر ‏ ‏ این دو ضد را دید جمع اندر جگر

ترجمہ: ہیبت و اُلفت ہے ضدِ یکدگر ‏ ‏ دونو ضدین جمع تہین اُسمین مگر

شرح - اندر جگر بمعنے اندر باطن و اندر پردۂ دِل یعنی مہر و خوف باوجودیکہ ضدین ہین مگر قاصد مین ایک جگہ جمع تہین

گفت با خود من شہان را دیدہ ام ‏ ‏ پیش سلطانان خوش و بگزیدہ ام

ترجمہ: دِل سے بولا مینے تو دیکہین ہین شاہ ‏ ‏ اور اُنکا رہچکا ہون سر براہ

از شہانم ہیبت و ترسے نبود ‏ ‏ ہیبت این مرد ہوشم در ربود

ترجمہ: ہیبت شاہان نہ کرتی تہی اثر ‏ ‏ ہوش پرّان کر رہا ہے اُسکا ڈر

شرح - خوش و بگزیدہ بمعنے نیکوکار و مختار یعنے قاصد اپنے دِل مین یہ کہہ رہا تہا کہ مین سفیر بنکر بڑے بڑے بادشاہون کے دربار مین جاچکا ہون لیکن کسی کی ہیبت نے میرے دِل پر اتنا اثر نہین کیا۔ جتنا اِس شخص کی ہیبت نے کہ دور ہی سے دیکہہ دیکہہ کر میرے ہوش اُڑے جاتے ہین خدا جانے یہ کس قسم کی ہیبت ہے۔

رفتم اندر بیشۂ شیر و پلنگ	روئے من زیشان نگردانید رنگ
ترجمہ: مین گیا ہون جانبِ شیر و پلنگ	اور رہا قایم مرے چہرہ کا رنگ
بس شدستم در مصافِ و کارزار	ہمچو شیر آندم کہ باشد کارزار
ترجمہ: ہو چکا ہون مین لشتہ یکِ کارزار	زار ہو جاتے ہین جب مردانِ کار

شرح لفظ ہمچو شیر پہلے مصرع سے متعلق ہے۔ یعنی مین شیر بنکر ایسے موقعون پر لڑا ہون کہ جہان دوسرونکا حال ضعیف تہا۔

بسکہ خوردم بس زدم زخمِ گران	دِل قوی تر بودہ ام از دیگران
ترجمہ: کہائے ہین مارے ہین صد زخمِ گران	بے ہراس و بیغم و بیخوفِ جان
بے سلاح این مرد خفتہ بر زمین	من بہفت اندام لرزان چیست این
ترجمہ: یہ جو سوتا ہے پڑا زیرِ درخت	اس سے ہفت اندام مین لرزہ ہے سخت

شرح۔ ہفت اندام بدن کے سات حصّے سر۔ سینہ۔ پشت۔ دونو ہاتہہ دونو پانو۔ یا آنکہہ۔ کان۔ زبان۔ پیٹ۔ فرج۔ ہاتہہ۔ پانو۔ یا دماغ۔ دِل۔ جگر پتہ۔ معدہ۔ کلیجہ پہیپڑا۔ وُہ ہفت اندام ظاہر ہین اور یہ باطن خلاصہ یہ کہ قاصد حضرت عمر کو دور ہی سے دیکہہ کر لرز گیا۔ اور اپنے دل مین کہنے لگا کہ مینے بڑے بڑے معرکہ دیکھے اور کہین نہین ڈرا لیکن اس بے ہتہیار اور زمین پر سونے والے (حضرت عمر) کا رعب مجھپر غالب کیون ہو گیا ہے

ہیبتِ حق ست این از خلق نیست	ہیبتِ این مرد صاحب دلق نیست
ترجمہ: ہیبتِ حق ہے نہین یہ رعبِ خلق	یہ نہین ہے رعبِ مردِ اہل دلق

شرح۔ یہ شعر قاصد کا مقولہ ہے اور اُسنے اپنی حیرت کا جو ہیبت عمرؓ کے سبب طاری تہی آپ جواب دیا ہے یعنی یہ ہیبت۔ اِس گدڑی پہنّے والے (حضرت عمر) کی نہین ہے بلکہ ہیبت حق ہے کہ مظہر عمر مین ظاہر ہوئی ہے اور یہ اِسلئے کہ یہ شخص متخلق باخلاق اللہ معلوم ہوتا ہے۔

ہر کہ ترسید از حق و تقوےٰ گزید	ترسد از وے جن و انس و ہر کہ دید
ترجمہ: حق سے ڈر کر جو کرے تقوے کی جنس	اُس سے ڈرتے رہتے ہین سب جن و انس

شرح۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے اور اِس حدیث کی طرف اشارہ ہے من خاف اللہ خافہ کلّ شیئٍ ومن خاف غیر اللہ خوّفہ اللہ عن کل شئے۔ یعنی خوف خدا رکہنے والے سے ہر شئے ڈرتی ہے اور جو غیر اللہ سے ڈرتا ہے خدا اُسے ہر چیز سے ڈرا دیتا ہے۔ نکتہ تقوے یعنے پرہیزگاری کے کئی مرتبے ہین اوّل شرک خفی و جلی سے بچنا دوم حرام اور شبہ کی چیزون سے الگ رہنا سوم جمیع ماسوے اللہ سے پرہیز کرنا۔ لیکن شرک جلی وخفی باعتبار مراتب الگ الگ ہے کفر کرنا عوام کے حق مین شرکِ جلی ہے اور زبان سے اقرار توحید کرکے دل کو غیر اللہ مین مشغول رکہنا شرک خفی ہے

مگر عوام کا شرکِ خفی خواص کے حق مین شرک جلی ہے نیز دنیا اور اُسکے اسباب کی طرف متوجہ ہونا خواص کے حق مین شرک خفی ہے۔ اور یہی مرتبہ خواص الخواص کے حق مین شرکِ جلی ہے۔ اور حصولِ ثواب یا دفعیہ عذاب کے لیے طاعتونکا وسیلہ ڈھونڈھنا خواص الخواص کے نزدیک شرک خفی ہے۔ غرضکہ تینون مرتبون مین ایک کا شرکِ خفی دوسرے کے حق مین شرکِ جلی ہنجاتا ہے۔ کیونکہ نزدیکانرا بیش بود حیرانی۔

اندرین فکرت بحرمت دست بست — بعد یکساعت عمرؓ از خواب جست

ترجمہ: دست بستہ رہگیا بیٹھا سبر — بعد چندے خواب سے اُٹھے عمر

بیدار شدن امیرؓ از خواب وسلام کردن رسول روم مراورا

ترجمہ: امیر المومنین حضرت عمرؓ کا خواب سے بیدار ہونا اور قاصد روم کا اُنکو سلام کرنا

کرد خدمت مر عمر را او سلام — گفت پیغمبر سلام آنگہ کلام

ترجمہ: باادب اُسنے کیا جھک کر سلام — کیونکہ ہے اول سلام اور پھر کلام

شرح۔ یہ اِس حدیث کی طرف اشارہ ہے السّلام ثم الکلام۔ یعنی جس سے ملو سلام کے بعد کلام کیا کرو۔

پس علیکش گفت واورا پیش خواند — ایمنش کرد و بنزد خود نشاند

ترجمہ: دیکے پاسخ اور کرکے بے ہراس — اُسکو حضرت نے بٹھایا اپنے پاس

شرح۔ یعنی حضرت عمرؓ نے سلام کے جواب مین وعلیکم السلام کہا اور اُسکو تسلی دیکر اپنے پاس بٹھایا

ہر کہ ترسد مر ورا ایمن کنند — مرد دل ترسندہ را ساکن کنند

ترجمہ: ڈرنیوالے ہی کو ایمن کرتے ہین — مرد دل ترسان کو ساکن کرتے ہین

شرح۔ یعنے حضرت عمرؓ نے اُس قاصد کو اسلیئے تسلی دی کہ خوفناک لوگ ہی تسلی دینے کے قابل ہوتے ہین۔

لاتخافوا ہست نزل خائفان — ہست در خورا از برائے خائفان

ترجمہ: لاتخافو ہے برائے خائفان — لائق خائف ہے یہ اے مہربان

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے اُس خوف زدہ قاصد کو اسلیئے تسلی دی کہ ڈرنے والون کو خدا ہی تسلی دیکر یہ فرماتا ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ الے آخر الآیہ یعنے جو لوگ خدائے واحد کو اپنا رب جانکر اُسپر قایم رہتے ہین یعنے خدا کے خوف سے شرک نہین کرتے اُنپر موت کے وقت یا قبر مین فرشتے اُترتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ تم عذاب آخرت سے نہ ڈرو اور دنیوی مال واولاد کا غم نہ کھاؤ اور بشارتِ بہشت سے خوش ہوجاؤ

آنکہ خوفش نیست چون گوئی مترس — درس چہ دہی نیست او محتاج درس

ترجمہ: جو کہ ہے بیخوف کیون ہو اُسکو ترس — تو نہ سمجھا وہ نہین محتاج درس

شرح - یعنے جو شخص خوف خدا کے سبب بشارت لا تخافوا و لا تحزنوا سے بیخوف ہو گیا ہے۔ اُسکو یہ کہنا کہ لو کچھ خوف نکر غیر ضروری بات ہے ایسا شخص محتاج تعلیم نہین ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالے خود اُسے بیخوفی کی بشارت دیچکا ہے

خاطر ویرانش را آباد کرد — **آن دل از جا رفتہ را دل شاد کرد**

ترجمہ اُسکا دل حضرت نے ہاتھو مین لیا — دی تسلی اور شادان کر دیا

شرح - یہان سے پہر قصہ شروع ہو گیا ہے جسکا بقیہ آیندہ شعرون مین ہے اور تسلی دینا حضرت عمر کی مہمان نوازی کا ثبوت ہے

سخن گفتن عمر با رسول قیصر روم و سوال رسول قیصر روم با عمر رضی اللہ عنہ

ترجمہ حضرت عمر کی رسول قیصر روم سے باتین کرنی اور رسول قیصر کا عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کرنا

بعد از ان گفتش سخنہائے دقیق — **در صفات پاک حق نعم الرفیق**

ترجمہ کین عمر نے اُس سے پہر باتین دقیق — جنمین تہا وصف حق نعم الرفیق

شرح - حق نعم الرفیق اللہ تعالے ہے جو تمام مخلوق کا سب سے اچہا دوست ہے اور وہ خود فرماتا ہے وہو معکم اینما کنتم یعنے تم کہین ہو خدا تمہارے ساتھ ہے۔ دوسری آیت یہ ہے ان اللہ بالناس لرؤف رحیم۔

در نوازشہائے حق ابدال را — **تا بد اندا و مقام و حال را**

ترجمہ اور حالت کچھ کہی ابدال کی — تا کہلے صورت مقام و حال کی

شرح - یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قاصد روم کے روبرو اوّل صفات الٰہی کا ذکر کیا کہ وہ قادر و قیوم سمیع و بصیر رحمٰن و رحیم لا شریک لہ اور مستجمع جمیع صفات کمالیہ ہے اور پہر اُن نوازشونکا ذکر فرمایا جو حق کی جانب سے ابدال کے حال پر مبذول ہین **نکتہ** ابدال کی شرح پہلے گذر چکی ہے یہ اولیا، اللہ کی ایک خاص جماعت ہے اور انہین سے ہر ایک کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ جب کسی دوسرے مقام پر سفر کرنا چاہتے ہین تو اپنے بدن کو اپنی خاص صورت مین پہلی ہی جگہ چھوڑ جاتے ہین اور اپنی روح کو دوسرے قالب مین بدلکر دوسری جگہ ارشاد و ہدایت مین مصروف رہتے ہین۔ تا کسی کو حالت سفر معلوم نہو چنانچہ لفظ بدل اسی طرف اشارہ کرتا ہے **فائدہ** اِس شعر مین حال و مقام کا ذکر ہے جسکی مختصر شرح یہ ہے کہ اصطلاحات صوفیہ مین حال ایک کیفیت کا نام ہے۔ جو ریاضت و عمل اور ذوق و شوق کے سبب دل پر وارد ہوتی ہے اور اس سے صاحب حال مین کچھ تغیر پیدا ہو جاتا ہے مگر چونکہ یہ کیفیت ابتدائے سلوک مین عارضی ہوتی ہے اسلیے تہوڑی دیر مین زائل ہو جاتی ہے اور اگر دائمی ہو جائے تو اسی کا نام مقام ہے نیز مقام مرتبۂ تمکین کو بہی کہتے ہین اور تمکین زوال بشریت اور مرتبۂ فنا سے عبارت ہے بعض صوفیہ کا قول ہے کہ مقام استیفائے امور شرعیہ بروجہ کمال کو کہتے ہین مثلاً کوئی شخص نماز اُسی طرح ادا کرے جسطرح ادا کرنی چاہیئے تو وہ صاحب مقام ہے کیونکہ

صاحب مقام پوری طرح امور شرعیہ کا لحاظ رکھتا ہے بخلاف صاحب حال کہ وہ مغلوب الحال ہو کر کبھی کبھی حد شرعی سے باہر بھی نکل جاتا ہے خلاصہ یہ کہ حال عارضی کیفیت ہے اور مقام دائمی اور صاحب مقام کا مرتبہ صاحبِ حال سے بلند ہے اسی مطلب کو مولانا قدس سرہ آیندہ تشبیہ مین بیان فرماتے ہین

	حال چون جلوه است زان زیبا عروس	وین مقام آن خلوت آمد با عروس
ترجمہ	حال ہے اک جلوۂ زیبا عروس	اور مقام خاص خلوت با عروس

شرح یعنی حال کی ایسی مثال ہے جیسا کسی خوبصورت دولہن کا جلوہ کہ تہوڑی دیر مین زائل ہو جاتا ہے اور مقام کی ایسی مثال ہے جیسے اُس دولہن کے ساتہ اُسکے شوہر کی خلوت کہ ہمیشہ اور ہر وقت میسر ہے اسیطرح جلوۂ شاہد وحدت ہے کہ سالکین پر اُسکی صفات تہوڑی دیر کے لیے جلوہ نما ہو کر محو ہو جاتی ہین اور کاملین کو ہر وقت اُسکا وصال میسر ہے سالکین صاحب حال ہین اور کاملین صاحبِ مقام۔

	جلوه بیند شاه و غیر شاه نیز	وقت خلوت نیست جز شاهِ عزیز
ترجمہ	جلوہ ہر شاہ و بہرِ غیر ہے	ہے مُیسّر شاہ کو خلوت سی شے

شرح۔ یعنے جسطرح دلہن کا جلوہ اور اُسکی صورت تو غیر بہی دیکھ سکتے ہین مگر خلوت خاص دولہا کا حصہ ہے اسی طرح شاہد حقیقی کا جلوہ سالک کو بہی گاہے گاہے نظر آجاتا ہے لیکن وصال حقیقی اور خلوت بجز کاملین کے دوسرون کو نصیب نہین ہوتی۔

	جلوه کرده عام و خاصان را عروس	خلوت اندر شاه باشد با عروس
ترجمہ	جلوہ فرما عام مین ہے گو دلہن	خاص خلوت ہے پئے شاہِ زمن

شرح۔ اسی مضمون کی توضیح ہے اور شاہ سے عارف کامل اور صاحب مقام اور واصل الی اللہ مراد ہے

	هست بسیار اهل حال از صوفیان	نادرست اهل مقام اندر میان
ترجمہ	ہین بہت صوفی جہان مین اہلِ حال	کم ہین پر اہل مقام اے خوشمقال

شرح چونکہ اہل مقام کا مرتبہ اہل حال سے بلند ہے اور اُس مرتبہ کا حاصل کرنا مشکل ہے اسلیئے اکثر صوفی مرتبہ حال تک پہنچکر رہجاتے ہین جس پر سخت افسوس ہے صوفیون کو صاحب مقام بننے کی کوشش کرنی چاہیئے

	از منازلهای جانش یاد داد	وز سفرهای روانش یاد داد
ترجمہ	پہر کہا حالِ منازلہائے جان	اور احوال سفرہائے روان

شرح۔ روان بمعنے روح ہے اور مولانا نے پہر قصہ کی طرف رجوع کیا ہے نیز اس شعر کے دو معنے ہو سکتے ہین اوّل یہ کہ قاصدِ روم کو حضرت عمرؓ نے جانون کے مرتبے اور روحون کے سفر کرنے کے حالات بتائے

یعنے یہ بیان کیا کہ روحون کے مراتب مختلف ہین بعضی روحین (جو نیک بندون کی ہین) علیین کا سفر کرتے ہین اور بعضی روحین عالم سفلی اور سجین کی طرف جاتی ہین **دوم** یہ کہ قاصد کو آپ نے اچھی طرح سمجھا دیا کہ روحین عالم الہی سے عالم دنیا کی طرف کسلیئے آتی ہین اور پہر کیون واپس چلی جاتی ہین انکے آنے جانے مین کیا بہید ہے **نکتہ** روحون کے آنے جانے مین یہ بہید ہے کہ اللہ تعالے کو اپنی یاد بہت پسند ہے روح اُسکے ذکر کے لیئے بدن مین آتی ہے اور انسان جب اُس سے غافل ہوجاتا ہے تو نکل جاتی ہے اور ذکر الہی کرنے والون کی موت کا نام موت نہین ہے بلکہ وصال ہے غافلونکی موت غفلت کا اور ذاکرونکی محبت کا نتیجہ ہے جان کے عالم بالا سے زمین کے آنے کا سبب جو حضرت عمرؓ نے بیان فرمایا ہے عنقریب لکہا جائیگا۔

	وز زمانے کز زمان خالی بدست	وز مقامِ قدس کا جلالی شدست
ترجمہ	اور ذکر وقت بے قیدِ زمان	اور مقامِ قدس اجلالی نشان

شرح یعنے حضرت عمرؓ نے قاصدِ روم سے اُسوقت کا بہی ذکر کیا جبکہ زمانہ خود وقت سے خالی تہا اس زمانہ کو زمانۂ ازل سمجہنا چاہیئے۔ زمانہ گردش فلک کے دورون سے مرکب ہوتا ہے اور چونکہ عالم ازل وقت اور زمانے سے پاک ہے اسلیئے اُسے کز زمان خالی بدست کہا گیا ہے اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ حضرت نے اُسے مقامِ قدس آلہی کے معنے سمجہائے جو مقامِ جلالی ہے خلاصہ یہ کہ قاصد کو اسرار عالم ازل اور مقامِ قدس اور مرتبۂ احدیت کی تعلیم دی **نکتہ** مرتبۂ احدیت اور عالم ازل کے لیئے لفظ زمان کا استعمال سمجہانے کے لیئے بطور مجاز ہے ورنہ یہ مراتب مکان و زمان دونو سے پاک ہین۔

	وز ہوائے کاندرو سیمرغ روح	پیش ازین دیدست پرواز فتوح
ترجمہ	اُس ہوا کا ذکر جسمین مُرغ روح	کر رہا تہا پہلے پروازِ فتوح

شرح یعنے حضرت عمرؓ نے قاصد سے اُس عالم ارواح کا ذکر کیا جسمین سیمرغ روح اِس عالم عنصری اور عالم اجسام مین آنے سے پہلے پرواز کر رہا تہا۔ ہوا سے مراد عالم ارواح ہے جسکو عالم قربِ الٰہی سمجہنا چاہیئے پرواز فتوح اگر بالاضافت ہے تو فتوح بفتح الف بمعنے شادی ہے اور اگر مع واوِ عطف ہے تو فتوح بضمتین فتح کی جمع ہے بمعنے کشایش اور مطلب دونو حالتون مین ایک ہے۔

	ہر یکے پرواز از آفاق بیش	وز اُمید و نہمتِ مشتاق بیش
ترجمہ	بڑہکے ہر پرواز تہی آفاق سے	اور اُمید و ہمتِ مشتاق سے

شرح نہمت، ہمت بستن و قصد کردن یعنے حضرت عمرؓ نے قاصد سے یہ فرمایا کہ عالمِ ارواح مین مُرغ روح کی پرواز اِس عالم کے محسوسہ اور محدودہ کنارون سے بہت آگے بڑہی ہوئی تہی۔ اور اُن مشتاقون کی

ہمت و اُمید سے بہت آگے تہی جو دنیا مین رہکر اپنی روح کو عالمِ بالا پر اُڑانا چاہتے ہین کیونکہ عالم ارواح معقول اور غیر محدود ہے اور عالمِ اجسام محسوس بہی ہے محدود بہی۔ اسلئے مُرغِ روح عالمِ غیر محدود مین جسقدر پرواز کر رہا تہا عالمِ محدود مین اُسقدر ہرگز نہین اڑ سکتا۔ یہ نہایت باریک نکتے ہین غور سے سمجھنے چاہئین۔

چون عمر اغیار رُو را یار یافت ۔۔۔ جانِ او را طالبِ اسرار یافت

ترجمہ: جب عمرؓ نے اُسکو پایا راز دار ۔۔۔ اور جان سے طالبِ اسرار یار

شرح۔ اغیار رو بمعنے اجنبی ہے۔ یعنے حضرت عمرؓ نے اِس اجنبی قاصد کو معنوی دوست پاکر واقفِ اسرار کر دیا

شیخ کامل بود و طالب مشتہی ۔۔۔ مرد چابک بود و مرکب درگہی

ترجمہ: شیخ تہا کامل تو طالب مشتہی ۔۔۔ مرد تہا چالاک مرکب درگہی

شرح۔ مشتہی بمعنے خواہش کنندہ و آرزومند او ر مرکب درگہی وُہ گہوڑا جو درگاہِ بادشاہی کے قابل ہو۔ شیخ اور مرد چابک سے حضرت عمرؓ اور طالب اور مرکب درگہی سے سول قیصر روم مراد ہے۔

دید آن مرشد کہ آن ارشاد داشت ۔۔۔ تخم پاک اندر زمین پاک کاشت

ترجمہ: جانکر طالب کو قابل شیخ نے ۔۔۔ تخم پاک اُسکی زمین مین بو دیئے

شرح۔ پہلے دو نو شعر جملہ شرطیہ ہین۔ اور اس شعر کا آخر مصرع اُس شرط کی جزا ہے اور لفظ ارشاد بحذف مضاف یعنی استعدادِ ارشاد۔ یعنی جب حضرت عمرؓ نے یہ دیکھا کہ قاصد روم قبولِ ارشاد کا مادہ رکہتا ہے تو اُسکی زمین پاک مین تخم پاک بو دیا یعنی علومِ اسرارِ الٰہی اُسکے سینہ مین اُتار دیئے

سوال رسول از امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ

ترجمہ: پیغامبر قیصر روم کا امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کرنا

مرد گفتش کای امیر المومنین ۔۔۔ جان ز بالا چون در آمد در زمین

ترجمہ: پہر وُہ بولا اے امیر المومنین ۔۔۔ کسلیئے آتی ہے جان سوے زمین

مرغ بے اندازہ چون شد در قفص ۔۔۔ گفت حق بر جان فسون خواند و قصص

ترجمہ: کیون ہے یہ طائر گرفتارِ قفس ۔۔۔ وہ یہ بولے ہے یہ حکمِ خاص بس

شرح۔ مُرغ بے اندازہ بمعنے مُرغ بے قید۔ یعنے پیغامبر روم حضرت عمرؓ سے پوچہتا ہے کہ روح علوی اور نورانی چیز ہوکر قفس جسم مین جو سر بسر تیرہ اور ظلمانی ہے کیونکر سما گئی۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ یہ سب کچہ اللہ تعالےٰ کے حکم اور کلمۂ کن کے اثر سے ہوا یہ کلمہ ہر معدوم شے کو قیدِ وجود مین لے آتا ہے پہر جس حالت مین کہ روح پہلے ہی سے موجود تہی کلمۂ کن کے اثر سے قید جسم مین کیونکر موجود نہ ہو جاتی۔ اور بعض کا

قول یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے روح کو اپنے احسانات یاد دلائے اور ایک فرشتہ کو قالبِ انسانی کی طرف بھیجا جسنے جسم مین قصص معنوی کے ساتھ ترنّم کیا اور روح اشتیاق ترنم معنوی کے سبب جسم مین داخل ہو گئی۔ اس شعر مین فسون سے کلمۂ کن اور قصص سے یہی قصص معنوی مراد ہین جنکے ساتھ فرشتہ نے جسم مین ترنّم کیا تھا

	بر عدمہا کان ندارد چشم و گوش	چون فسون خواند ہمین آید بجوش
ترجمہ	حکم جب دیتا ہے وہ معدوم کو	ہست ہوجاتا ہے اے فرخندہ خو

شرح یعنے اللہ تعالےٰ جب معدوم چیزون کو کلمۂ کن سے موجود کردیتا ہے تو روح کا جو پہلے ہی سے موجود تھی قید جسم مین موجود کرنا اُسکے نزدیک کوئی بڑی بات نہین اُسنے کلمۂ کن کہا اور سب کچھ ہو گیا

	از فسون او عدمہا زود زود	خوش معلق میزند سوے وجود
ترجمہ	امر کردیتا ہے جب ربِّ ودود	آپہنچتا ہے عدم سوے وجود

شرح معلق زدن۔ واژگون گشتہ باز بسرعت راست شدن و غلطیدن یا غلطک زدن ہندی مین کلابازی کرنا اوٹن کبوتر کی طرح زیر و زبر ہونا یہان مطلق سرعت مراد ہے یعنی جب اللہ تعالےٰ معدوم کو موجود کرنا چاہتا ہے تو کلمۂ کن کے اثر سے موجود ہونے والی چیز کلابازیان کھاتی ہوئی بہت جلد عالم وجود کی طرف آجاتی ہے۔

	باز بر موجود افسونے چو خواند	زود او را در عدم دہ اسپہ راند
ترجمہ	کان مین موجود کے جب کچھ کہا	بے تامل وہ عدم مین جا رہا

شرح دہ اسپہ راندن کسی گاڑی کو دس گھوڑے لگا کر ہانکنا بہت جلدی چلانا یعنے خدا جب چاہتا ہے اُسی موجود کو کلمۂ کن کے اثر سے بہت جلد مُلکِ عدم مین پہنچا دیتا ہے

	گفت با جسم آیتے تا جان شد او	گفت با خورشید تا رخشان شد او
ترجمہ	جسم سے کچھ کہدیا جان ہو گیا	مہر حکمِ رب سے رخشان ہو گیا

شرح۔ جسم کا جان ہونا۔ یا تو اُسکا زندہ ہونا ہے یا جسم سے مراد اجسام انبیا علیہم السلام ہین جو اللہ تعالےٰ کی سکھائی ہوئی ایک آیت (اسمِ اعظم یا نکتہ معرفت) کی برکت سے سر بسر روح بنکر آسمان حقیقی یا معنوی کی طرف عروج کر گئے ہین مثلاً حضرت ادریسؑ اور حضرت عیسےٰؑ کا عروج آسمان حقیقی تک ہے اور حضرت خاتم الانبیا محمد مصطفےٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا عروج عرش معنوی تک اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالےٰ نے خورشید پر اپنے اسمِ یعنے **نور** کے ساتھ تجلّی کی ہے اسلیئے وہ منور ہو گیا۔

	باز در گوشش دمد نکتہ مخوف	در رخ خورشید افتد صد کسوف
ترجمہ	اور پھر اک بات سے کرکے مخوف	چہرۂ خورشید مین ڈالے کسوف

شرح مخوف یعنے خوفناک اور نکتہ مخوف کہنے سے آفتاب کو اظہار قدرت کے لیے مظہر اسمار جلالی بنانا مراد ہے جسکے انوار کے مقابل آفتاب کا نور بالکل ضایع ہوجاتا ہے مطلب یہ کہ خدا جب چاہتا ہے آفتاب یا قلوب انسانی یا دیگر اشیاء کو مظہر انوار بنا دیتا ہے اور جب چاہتا ہے اُنکا نور چھین لیتا ہے

گفت در گوش گل و خندانش کرد ‌‌ گفت بالعل خوش و تابانش کرد

ترجمہ گل سے کچھ فرما کے خندان کر دیا ‌‌ لعل سے کچھ کہکے تابان کر دیا

شرح یعنے گل کا خندہ اور لعل کی چمک اُسی کے حکم سے ہے اور بعض نسخون مین دوسرا مصرع اسطرح ہے گفت باسنگ و عقیق کانش کرد۔ یعنے پتھر اُسکے حکم سے کان مین رہکر عقیق بنگیا۔

تا بگوشے خاک حق چہ خواندہ است ‌‌ کو مراقب گشت و خامش ماندہ است

ترجمہ کہدیا ہے خاک سے کیا اُسنے سِر ‌‌ سر بسر خاموش ہے اور منتظر

شرح یعنے اللہ تعالے کو زمین کا استقرار اور ساکن کرنا منظور تہا اِسلیئے اُسپر اپنے اسم صبور کے ساتہ تجلی کی یہی سبب ہے کہ زمین ساکن اور امر الٰہی کی منتظر ہے اور اُسکے ارادہ کو سمجھ رہی ہے۔

تا بگوش ابر آن گویا چہ خواند ‌‌ کو چو مشک از دیدۂ خود آب راند

ترجمہ اُسنے گوشِ ابر مین یہ کیا کہا ‌‌ مشک کے مانند جو گریان رہا

شرح۔ گویا سے مراد اللہ تعالےٰ ہے جو بلا آلاتِ جسمانی اور بِلا حرف و آواز کلام کرتا ہے بعض نسخون مین گویا کی جگہ گوئی دیکہا گیا ہے اسصورت مین ضمیر آن اللہ تعالے کی طرف راجع ہے اور گوئی بطریق تعجب مخاطب سے سوال کیا گیا ہے۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالےٰ نے ابر پر اپنے اسم رحیم کے ساتہ تجلی فرمائی اور وہ زمین پر برسنے لگا۔

در تردد ہر کہ او آشفتہ است ‌‌ حق بگوش او معمے گفتہ است

ترجمہ جو تردد سے رہے آشفتہ حال ‌‌ اُس سے کہتا ہے معمےٰ ذو الجلال

تا کند محبوس اندر دو گمان ‌‌ آن کنم کو گفت یا خود ضد آن

ترجمہ دو گمانون مین اُسے کرتا ہے بند ‌‌ دیکہین اُسکو یا کرے اِسکو پسند

شرح۔ یعنی جس شخص کو ایک کام مین تردد ہوجاتا ہے کہ کردن یا نہ کردن تو گویا اللہ تعالے اُسکے گوش دل مین اُس فعل کے نفع و نقصان کو راز کے طور پر کہدیتا ہے جس سے وُہ مقصود اصلی کو نہین سمجہ سکتا اور حیران ہوجاتا ہے کیونکہ راز سمجہنا ہر ایک کا کام نہین اور اِس راز کے کان مین کہنے سے یہ بات مطلوب ہوتی ہے کہ متردد شخص دو طرح کے گمانون مین مقید ہوجائے اور دل مین یہ سوچے کہ آیا مین وہی کام کردن جسکا حکم اللہ تعالےٰ نے دیا ہے (مثلاً سعی اور تقوی اور مجاہدہ اور ریاضت) یا اُسکے خلاف کردن کیونکہ آدمی کو جہان اُسکے قہار و جبار ہونیکا

خیال آتا ہے وہان ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا (خدا سارے گناہ بخشدیگا) کے معنے بھی خوب سمجھتا ہے۔ اور نفس و شیطان کے بہکانے سے مخالفت امور شرعیہ پر آمادہ ہوجاتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ ہدایت اور ضلالت کا الہام اُسی کی طرف سے ہے جو شخص مظہر قہر ہے وُہ گمراہ ہے اور جو مظہر رحم ہے وُہ ہدایت یافتہ ہے یضل اللہ من یشاء و یہدی من یشاء (خدا جسکو چاہے گمراہ کرے اور جسکو چاہے ہدایت دے)

	ہم ز حق ترجیح یابد یک طرف	زان دو یک را برگزیند زان کنف
ترجمہ	پاتی ہے ترجیح حق سے اِک طرف	ایک کو لیتا ہے یزدانی شرف

شرح۔ کنف بمعنے جانب یعنی تردد کے بعد خدا کی جانب سے ہدایت و ضلالت کی دونو طرفون مین سے ایک طرف ترجیح حاصل کرلیتی ہے اور متردد آدمی دونون مین سے ایک کو قبول کرلیتا ہے پس اگر اعمال شرعیہ نے ترجیح پائی تو متردد سعید اور مومن ہوگیا ورنہ شقی و کافر رہا مثلاً ایک شخص کو کفر و اسلام کی پابندی مین تردد ہوا۔ اسوقت خدا کی طرف سے بعد تردد ایک جانب کو ضرور ترجیح حاصل ہوجائیگی۔ اگر وُہ شخص سعید ازلی ہے تو ضرور اسلام کو قبول کرلیگا اور اگر شقی ہے تو جانب کفر کو ترجیح دیگا

	گر نخواہی در تردد ہوش جان	کم فشار این پنبہ اندر گوش جان
ترجمہ	بے تردد چاہیئے گر ہوش جان	گر نہ اسکو پنبہ بھر گوش جان

شرح۔ یعنے اگر تجکو یہ منظور ہے کہ تیری روح متردد نہ رہے یا ترددات سے نجات پاجائے تو کانون اور وسوسون کی روئی کو روح کے کانون مین نہ ڈال۔ یعنی وسوسون مین گرفتار ہوکر خدا سے غافل نہ رہ۔

	پنبۂ وسواس بیرون کن ز گوش	تا بگوشت آید از گردون خروش
ترجمہ	پنبۂ وسواس کانون سے نکال	تا سُنائی دے تجھے غیبی مقال

شرح۔ یہ یاد رہے کہ وسوسہ نتیجہ حب دنیا ہے جو لوگ محبت دنیا مین گرفتار ہین وُہ گویا شیطانی وسوسون کے شکار ہین الغرض جب تک وسوسون کی روئی نہ نکلے گی تیرے باطنی کانون کو کچھ نہ سُنائی دیگا۔ اس روئی کو گوش جان سے نکال تاکہ ملاء الاعلیٰ و غیب کی آوازین کانون مین آئین اور اسرار الٰہی آشکارا طور پر معلوم ہون۔

	تا کنی فہم آن معماہاش را	تا کنی ادراک رمز فاش را
ترجمہ	تا سمجھ لے تو معماہائے حق	اور روشن تجھپہ ہون چودہ طبق

شرح۔ رمز۔ بمعنے بھید اور معمے وہ کلام جسکے معنے ظاہر نہون۔ یعنی جب تو وسوسون کو چھوڑ دیگا تو اسرار الٰہی کے معنے سمجھنے لگے گا اور اُن بھیدون کا مطلب واقعی طور پر معلوم کرلیگا۔ جو خدا کی طرف سے تیرے قلب پر ظاہر کیے جاتے ہین۔ وسوسہ اندیشۂ بد اور اُن کارہائے ناصواب کو کہتے ہین جو دلمین ڈالے جاتے ہین

پس محلّ وحی گردد گوش جان	وحی چہ بود گفتۂ حسّ نہان
تا محلّ وحی ہو پہر گوشِ جان	وحی کیا ہے ؟ گفتۂ حسّ نہان

شرح یعنے جب تو وسوسون اور ترددات سے نجات پا جائیگا اور تجکو فہم وادراک نصیب ہوگا - تو تیری روح کے کان محل وحی اسرار الٰہیہ بنجائینگے - اور اگر تو یہ کہے کہ وحی کس چیز کو کہتے ہین تو اُسکا جواب یہ ہے کہ وحی حِسّ باطن کے مقولونکا نام ہے دوسرے مصرع مین وحی چہ بود سوال ہے اور گفتۂ حسّ نہان اسکا جواب بعض نسخون مین گفتن از حِسّ نہان ہے - یعنی حس نہان کی مدد سے کچہ کہنا یا اللہ تعالےٰ کا حس نہان سے ہمکلام ہونا یعنی دل مین اسرار کا ڈالنا وحی ہے - ایسی وحی کا نام الہام بہی ہے اور یہ جمیع مخلوقات مین ایک قدر مشترک ہے انبیا اور اولیا سب اسمین شریک ہین اور وہ وحی جو انبیا کے ساتہ مخصوص ہے یہ ہے کہ حقیقت جبرئیلیہ حِسّ باطن کی تصویر بنکر بطور ظاہر کلام کرتی ہے - متکلمین کے نزدیک الہام کو وحی کہنا نا جائز ہے اِس شعر مین بطور مجاز کہا گیا ہے

		ترجمہ
گوش جان وچشم جان جز این حسیست	گوشِ عقل وچشم ظن زان مفلسست	
گوش جان وچشم جان ہے اور شے	گوشِ عقل وچشم ظن بے بہرہ ہے	ترجمہ

شرح - یعنے روح کے گوش وچشم اور ادراک ان ظاہری حواس اور ادراک سے جدا ہین اور عقل معاش کے کان الہام ربانی کے سننے اور وسوسے کی آنکہہ اسرار الٰہی کے دیکہنے سے مفلس یعنے بے بہرہ اور بے نصیب ہے

لفظ جبرم عشق را بیصبر کرد	وانکہ عاشق نیست حبس جبر کرد
ترجمہ: عشق میرا جبر سے بے صبر ہے	حبس غیرون کے لیے خود جبر ہے

شرح - مولانا پہلے فرما چکے ہین در تردد ہر کہ او آشفتہ است - اس سے اور اسکے مابعد اشعار سے یہ معلوم ہوتا تہا کہ آدمی مجبور اور بے اختیار ہے - اللہ تعالےٰ جیسا الہام کرتا ہے ویسے ہی افعال اُس سے صادر ہوتے ہین اور یہ جبریہ کا مذہب ہے اِس شعر مین اِس شبہ کو دفع کیا گیا ہے اور جبر کے حقیقی معنے بیان ہوئے ہین یعنی لفظ جبر نے میرے عشق کو بیتاب کر دیا ہے مطلب یہ کہ بندہ کے بے اختیار اور خدا تعالےٰ کے فاعل مختار ہونیکی صفت نے میرے عشق کو تحریک دی ہے کیونکہ جبر کے معنے ہی یہ ہین کہ درحقیقت جمیع اشیاء کا خالق اور ہر حالت مین قادر مطلق اللہ تعالےٰ ہے اور بندہ اُسکے اختیار کے سامنے بالکل مجبور ہے - بندہ کا اختیار اُسکے اختیار مین فنا اور اسکی قدرت اُسکی قدرت مین محو ہے اور یہ بات ضرور عشق کو تحریک دیتی ہے کیونکہ عشق ایسی کا چاہیے جو قادر مطلق اور فاعل مختار اور اپنی تمام صفتون مین یگانہ ہے یا اس شعر کے یہ معنے ہین کہ میری اُس مجبوری نے جو ازل مین تہی (جبکہ ظاہری ہاتہہ پانو اور عقل موجود نہ تہی اور جبکہ مین مظہر عشق الٰہی بنا ہوا تہا) دنیا مین آکر مجکو پہلے سے زیادہ اُسکا عاشق بنا دیا - کیونکہ جب مجھے یہ معلوم ہوگیا کہ وہ ازل مین میرا عاشق تہا تو مجکو بہی اُسکے

اُسکے عشق نے بیصبر کر دیا اور یہ اسلیے کہ طرفین کا عشق موجب وصالِ حقیقی ہو جائے اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب
ہے کہ جو شخص عاشق الٰہی نہ ہو اور جبر کا قائل ہو یعنے اپنے آپ کو مسلوب القدرت سمجھے اُسکا جبر اُسکے حق مین
محبس (قید خانہ) ہے جو اُسے نورِ ایمان کی ترقی سے روک رہا ہے اسصورت مین حبس بمعنے محبوس ہے یعنے
اُسنے اپنی ذات کو محبوس جبر کر لیا ہے۔ یا یہ معنے ہین کہ اُسنے جبر کے معنون کو صرف اپنے مسلوب القدرت ہونے مین
قید کر لیا ہے حالانکہ جبر کے صحیح معنے وہ ہین جو پہلے بیان ہو چکے ہین۔ عشق کو بیتاب کرنا بمعنے تحریک دینا ہے۔

	این تجلی مہ است این ابر نیست	این معیت با حق است این جبر نیست	
	یہ تجلی چاند کی ہے کیسا ابر	یہ معیت ہے خدا کی کیسا جبر	ترجمہ

شرح یعنے جبر کے یہ معنے جو ہمنے بیان کیے ہین اُن معنون سے الگ ہین جو فرقۂ جبریہ نے لیے ہین یہ جبر
فی الواقع جبر نہین ہے بلکہ یہ معیت حق ہے۔ کیونکہ معیت (ہمرہی و یکجہتی) کے باطنی معنے عینیت ذات
با موجودات کے ہین اور یہ عینیت قدرت اور اختیار عبد کو نابود کر کے قدرت و اختیار حق مین محو اور فنا کر دیتی
ہے نتیجہ یہ نکلا کہ بندہ کا اختیار اور قدرت محض اختیار و قدرت حق کے سبب ہے ذاتی نہین چونکہ معیت
وجود کے فنا کرنے سے حاصل ہوتی ہے اسلیئے عاشق کو لازم ہے کہ اپنے تمام اختیارات اُسی کو سونپ
دے جبر کے یہ معنے فی الحقیقت قمرِ وحدت کی تجلی کا باعث ہین۔ ان معنون کو حجابِ غفلت اور گمراہی
کا ابر نہ سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ گمراہی جبر کے اُن معنون مین ہے جو فرقۂ جبریہ نے لیے ہین کہ بندہ کو نہ تو فاعل
مختار جانتے ہین اور نہ یہ سمجھتے ہین کہ اسکا اختیار اللہ تعالےٰ کے اختیار کا پرتو ہے

	جبرِ آن امّارۂ خودکامہ نیست	وربود این جبر جبرِ عامہ نیست	
	دور ہے امارۂ خود کام سے	ہے الگ یہ جبر جبرِ عام سے	ترجمہ

شرح۔ یعنے اگر تو اِس جبر کو جسکے معنے پہلے بیان ہو چکے ہین باعتبار لفظ جبر ہی کہیگا تو یہ سمجھ رکھ کہ یہ
جبر باعتبار معنی جبر عوام نہین ہے کہ اپنے آپ کو مسلوب الاختیار جانتے ہین اور اتباعِ شریعت سے باز رہتے
ہین اور نہ یہ نفس امّارۂ خودغرض کا جبر ہے جیسا کہ جبریونکا ہوتا ہے بلکہ یہ جبر خواص ہے جسکو جبر متوسط
بھی کہتے ہین اور اِسکا یہ مطلب ہے کہ بندہ اپنی قدرت سے نہین بلکہ بقدرت و اختیارِ حق اپنے افعال پر قادر ہے

	کہ خدا بکشادشان دِل بصر	جبر را ایشان شناسند اے پسر	
	حق نے بخشی ہے اُنہین قلبی بصر	جانتے ہین جبر کو اہل نظر	ترجمہ

شرح یعنے جبر کے معنے عارف ہی جانتے ہین کیونکہ اُنہون نے اپنے اختیار و قدرت کو ذاتِ حق کے
اختیار و قدرت مین محو کر دیا ہے وہ اپنی قدرت و اختیار سے قادر و مختار نہین ہین۔ بلکہ بقدرت و اختیار

حق افعال پر قادر ہین اور اپنی باطنی آنکھون سے اپنے اور خدا کے قدرت و اختیار کے معنے دیکھ رہے ہین

غیب و آینده بر ایشان گشت فاش — ذکر ماضی پیش ایشان گشت لاش

ترجمہ: غیب و آینده کا ہے اُنپر ظہور — ذکر ماضی ہیچ ہے اُنکے حضور

شرح - فاش بمعنے ظاہر و آشکارا - اور اصطلاح مین اُس چیز کو کہتے ہین جو خدا کی طرف سے دِل کو معلوم ہوجائے یعنی عارف مکاشفہ کے سبب آینده کے حالات سے آگاه ہوجاتے ہین اُنکے آگے ماضی کا ذکر لاشے ہے مطلب یہ کہ زمانۂ ماضی و استقبال زمانۂ حال کی طرح اُنکے سامنے حاضر ہے وُہ بحکم خدا ازلی اور ابدی اسرار سے آگاه ہین

اختیار و جبر ایشان دیگرست — قطرہا اندر صدفہا گوہرست

ترجمہ: اور شے ہے اُنکا جبر و اختیار — سیپ مین قطرے ہین دُرِّ آبدار

شرح یعنی عارفون کا جبر و اختیار کچھ اور معنے رکھتا ہے وُہ اپنے آپ کو باختیار حق مختار اور پیش قدرت حق مجبور سمجھتے ہین - انکے ذہن مین جبر و اختیار کے معنے اسطرح ہین جسطرح صدف مین قطرے موتی بنجاتے ہین

نکتہ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ معنے جبر عارفون کے ذہن مین تو قطرۂ صدف کی مانند ہین کہ انجام کار موتی بنجاتے ہین اور جبریون کے ذہن مین اُس قطره کے مانند ہین جو سانپ کے مُنہ مین چلا جاتا ہے اور زہر بنجاتا ہے

لطیفہ حضرت سِری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک شخص کو یہ کہتے سُنا نحن کصریر الباب لیس حرکاتنا ولاسکناتنا منا - یعنی ہم کواڑ بند ہونے اور کہلنے کی آواز کے مانند ہین ہمارے حرکات و سکنات ہمسے صادر نہین ہوتے فقال ہذا اما عارف وحید او جبری ملحد یعنے سِری سقطی نے فرمایا کہ یہ شخص یا تو یکتا عارف ہے یا پکا جبری اور ملحد ہے یعنے اگر اپنے آپ کو جبریون کی طرح مسلوب الاختیار جانتا ہے تو ملحد ہے اور اگر مختار باختیار حق اور مجبور پیش قدرتِ حق سمجھتا ہے تو عارفِ کامل ہے جبرِ خواص اور جبر متوسط کے یہی معنے ہین -

ہست بیرون قطرۂ خرد و بزرگ — در صدف آن دُرِّ خرد ست و سترگ

ترجمہ: قطرے باہر جتنے تہے چہوٹے بڑے — سیپ مین چہوٹے بڑے موتی بنے

شرح یعنے بارش کے قطرے جو ظاہر مین چہوٹی بڑی بوندیان نظر آتی ہین صدف مین جاکر چہوٹے بڑے موتی بنجاتے ہین اسیطرح عارفون کے دلون مین جو بمنزلہ صدف ہین جو چیز داخل ہوتی ہے وُہ فی الواقع بہتر ہوتی ہے اگرچہ ظاہر بینون کے نزدیک اچھی نہین ہوتی - چنانچہ جبر کے معنے جو عارفون نے لیے ہین بہت اچھے ہین

طبع نافِ آہوست آن قوم را — از برون خون و درون شان مشکہا

ترجمہ: ناف آہو اُنکی ہے طبع درون — مشک ہے اندر سے اور باہر سے خون

شرح یعنے عارفون کی ظاہری فقیری کی حالت اہل دنیا کی آنکھون مین مذموم سہی لیکن حُسنِ عمل اور نفحات

رحمانی اور معارف الٰہیہ کے سبب وُہ ایسے ہین جیسا مشک۔ بس تو انکی طبیعت گویا نافِ آہو کا خواص رکھتی ہے جسنے خون کو مشک بنا دیا ہے۔ اسیطرح اُنکے دِل مین جو خیالات گزرتے ہین وُہ گو باعتبار ظاہر بُرے ہون مگر باعتبار باطن اچھے ہین اے مخاطب تو اُنکو ہرگز بُرا نہ سمجھہ۔ یہ جبر اور معنی جبر کی پہلی مثال ہے بطور تفہیم۔

تو مگو کاین نافہ بیرون خون بود	چون رود در ناف مشکے چون شود
ترجمہ: تو نہ کہہ یہ نافہ ہے باہر سے خون	کیونکہ ہو جاتا ہے مشک اندرون

شرح یعنے تو یہ نہ کہہ کہ یہ نافہ باعتبار ظاہر خون ناپاک ہے کیونکہ اگر نا پاک ہے تو نافِ آہو مین جا کر مشک پاک کیونکر بنجاتا ہے فقہ کی کتابون مین مذکور ہے کہ نافہ مشک بھی مشک کی طرح پاک ہے کیونکہ تبدل اور استحالہ علتِ طہارت ہے یہی سبب ہے کہ شراب نمک ڈالنے سے مستحیل اور متبدل ہو کر سرکہ بنجاتی ہے یہ مضمون سابق کی دوسری تمثیل ہے یعنے کلمات جبر جو باعتبار ظاہر نا پاک معلوم ہوتے ہین۔ عارفون کے دِل مین جا کر پاک ہو جاتے ہین کیونکہ اُنہون نے جبر سے جبرِ متوسط مراد لیا ہے

تو مگو کاین مس برون بد محتقر	در دلِ اکسیر چون گشت زر
ترجمہ: تو نہ کہہ یہ مس ہے بدتر سربسر	کیونکہ اکسیر اسکو کر دیتا ہے زر

شرح یعنے تو اِس تانبے کو خارج مین حقیر نہ جان کیونکہ یہ اکسیر سے ملکر سونا ہو جاتا ہے یعنے اولیاء اللہ کے دِل معدن انوار ہین انمین بالفرض کوئی تاریکی جاتی بھی ہے تو بصورتِ نور مستحیل ہو جاتی ہے یہ اُسی مضمون کی تیسری مثال ہے اور اِن کا اشارہ دونو شعرون مین جبر اور معنی جبر کی طرف ہے۔

اختیار و جبر در تو بد خیال	چون در ایشان رفت شد نورِ جلال
ترجمہ: اختیار و جبر ہے گو بد خیال	انمین ہو جاتا ہے نورِ ذو الجلال

شرح یعنے اے شخص تو اپنے آپ کو مختار اور اپنی قدرت کو ایجاد اور صدور افعال مین مستقل جانتا ہے جیسا کہ معتزلہ کا مذہب ہے۔ یا یہ بات ہے کہ تو اپنے آپ کو مجبور مطلق خیال کرتا ہے گویا نہ تجکو حقیقی اختیار ہے اور نہ ظاہری جیسا کہ جبریہ کہتے ہین باوجودیکہ بندہ کو اختیار حقیقی نہین بلکہ صوری ہے۔ اور بندہ مجبور بصورت مختار ہے جیسا اہل سنت والجماعۃ اور فرقۂ ناجیہ اشعریہ کا مذہب ہے اور جبر و اختیار بمعنے مذکور محال ہے قانون شرع اِسکا انکار کرتا ہے۔ لیکن یہ جبر و اختیار کا مسئلہ جب عارفین کے دِل مین جاتا ہے تو نورِ ذو الجلال بنجاتا ہے کیونکہ وُہ اِس مسئلہ سے یہ بات معلوم کر لیتے ہین کہ بندہ کا اختیار و قدرت اختیار و قدرت حق مین فنا ہو گیا ہے اِسلیئے وُہ باعتبار قدرت و اختیار خود مجبور ہے اور باعتبار قدرت و اختیار حق مختار ہے۔ تو گویا یہ جبر و اختیار جو جبریہ و معتزلہ کے ہان مشہور ہے عارفین کے نزدیک ان معنون مین مستحیل ہو جاتا ہے

	نان چو در سفره است او باشد جماد	در تنِ مردم شود او روحِ شاد
ترجمہ	نان ہے دسترخوان مین شکل جماد	جا کے بنجاتی ہے تن مین روحِ شاد
	در دلِ سفرہ نگردد مستحیل	مستحیلش جان کند از سلسبیل
ترجمہ	اس سے ہو سکتی نہین وہ مستحیل	ہے یہ فعلِ روح دکارِ سلسبیل

شرح یعنے روٹی جب تک دسترخوان مین ہے بیجان چیز ہے اور جب بدن مین جاتی ہے تو روح کا جز بنجاتی ہے روٹی دسترخوان مین رکہی رکہی مستحیل باجزائے جسمی نہین ہوتی بلکہ روح اُسکو پانی کے سبب مستحیل کردیتی ہے۔ یعنے جب پانی پینے سے کہانا ہضم ہوجاتا ہے تب اعضا کی طرف منقسم ہوکر وہی کہانا جزو بدن بنجاتا ہے سلسبیل نام چشمۂ بہشت و بمعنے آبِ خوشگوار و ہاضم اور مستحیل بمعنے محال و ناممکن اور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہونے والی شے اِن اشعار مین مستحیل سے یہی پچہلے معنے مراد ہین اور نان سے بطریقِ استعارہ معنی جبر اور سفرہ سے جبریہ و معتزلہ اور تنِ مردم سے عارفانِ کامل مراد ہین یعنی جبر کے معنے جب تک معتزلہ اور جبریہ کی زبان پر تہے۔ ناکارہ اور بیجان چیز کے مانند تہے اور جب عارفون کے دلین لگگئے تو روح کے مانند ہوگئے اسلیئے کہ اُنہون نے جبر سے جبر متوسط مراد لیا ہے۔

	قوت جانست این اے راستخوان	تاچہ باشد قوتِ آن جانِ جان
ترجمہ	جب یہ قوت جانمین ہے اے راستخوان	بس سمجہ لے ہے جو زورِ جانِ جان

شرح یعنے جبکہ روح مین اتنی قوت ہے کہ روٹی کو مستحیل باجزا کردیتی ہے یعنے جزوِ بدن کی صورت مین لیدیتی ہے تو اُس جانِ جان (نبی یا ولی کامل) مین کیا اتنی بہی قوت نہ ہوگی کہ جبر و اختیار کے معنون یا عموماً ہر برُے خیال کو جو دلمین آئے اچہے معنون اور پاک خیال سے بدل لے نہین بلکہ ولی مین یہ قوت ضرور ہے کیونکہ وہ بمنزلۂ روح الروح ہے اور جس حالت مین جانِ جان سے مراد ذاتِ حق ہے تو یہ معنے ہونگے کہ جب روح مین استحالۂ نان کی قوت ہے تو کیا اللہ تعالےٰ مین اتنی قدرت نہین کہ انبیا اور اولیا کے دلون مین جبر و اختیار کے معنے بدلکر القا کرے چنانچہ ایسا ہی ہوا کیونکہ عارفون نے جبر سے جبر متوسط مراد لیا ہے۔

	قوتِ تن نان ہست لیکن درنگر	تاچہ قوتِ جانت باشد اے پسر
ترجمہ	قوتِ تن ہے نان لیکن مہربان	جانتا ہے تو کہ کیا ہے قوتِ جان

شرح یعنے یہ تو تجہے معلوم ہوگیا ہے کہ تن کی روزی یا باعثِ قوتِ بدن آب و نان ہے لیکن تجہے یہ بہی خبر ہے کہ روح کی روزی یا باعثِ قوتِ روح کیا چیز ہے روح کو علم اسرارِ آلہی سے قوت حاصل ہوتی ہے اس شعر کے دونو مصرعون مین لفظ قوت بواوِ ساکن بمعنے روزی۔ و بواوِ مشدد بمعنے زور دونو طرح صحیح ہے

گوشت پارہ آدمی با عقل و جان ‖ میشگافد کوہ را با بحر و کان

ترجمہ مضغۂ گوشت آدمی باعقل و جان ‖ چیر دیتا ہے پہاڑ اور بحر و کان

شرح یعنے آدمی اگر عارف ہے تو روحی طاقت سے اور عام ہے تو علمی یا عقلی قوت سے پہاڑ کو اُکھاڑ کر ایک حالت سے دوسری حالت مین بدلدیتا ہے پہر کیا اللہ تعالے عارفون کے دلون مین جبر و اختیار کے معنے نہین بدل سکتا

زور جان کوہ کن شق الحجر ‖ زورِ جان جان در انشق القمر

ترجمہ کوہ کن کے زور نے توڑے حجر ‖ زورِ جانِ جان ہے شق القمر

شرح یہ پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ علم قوت جان ہے بس اگر علم دنیوی ہے تو اِسکے زور سے آدمی پہاڑون کو اکھاڑ سکتا ہے دریاؤن کو چیر سکتا ہے معدنون مین سے جواہر نکال لیتا ہے اور اگر علم اسرار آلہی ہے تو اسکا تصرف آسمانون تک پہنچ جاتا ہے یہی سبب ہے کہ کوہ کن فرہاد نے صرف پتھر پھوڑے اور پہاڑون مین سے نہر نکال لایا اور رسول مقبول صلعم نے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے کیونکہ فرہاد کی طاقت علم دنیوی سے متعلق تہی اور حضور کی طاقت علم اسرار الٰہی سے **نکتہ** اگر جان جان سے رسول مقبول مراد ہین تو معنے ظاہر ہین کہ آپکے ایک اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہوگئے اور اگر اللہ تعالے مراد ہے تو یہ مطلب ہے کہ شق القمر مستقل طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل نہ تہا بلکہ فعل آلہی ایک خاص بندے کے ذریعہ سے ظاہر ہوا تہا چنانچہ اہل سنت کا یہی مذہب ہے کہ وہ بندے کو افعال مین مختار بالاستقلال نہین جانتے۔ اور یہی معنے جبر متوسط کے ہین۔

گر کشاید دل سر انبان راز ‖ جان بسوئے عرش سازد ترکتاز

ترجمہ دِل اگر کھولے سرِ انبان راز ‖ عرش تک کرجائین روحین ترکتاز

گر زبان گوید ز اسرار نہان ‖ آتش افروزد بسوزد این جہان

ترجمہ ہو زبان سے گر عیان سرِ نہان ‖ آگ ابہی لگجائے جلجائے جہان

شرح ۔ انبان زنبیل فقیر کی جہولی یعنے بعض اسرار ایسے ہین کہ اگر ظاہر کیے جائین یا اُنکی تہیلی کا منہ کہولدیا جاے تو سمجہنے والون کی روحین عالم بالا تک پرواز کرجائین لیکن اُنکے اظہار سے یہ بہی خوف ہے کہ اکثر نافہم تباہ اور ملحد ہوجائینگے ۔ اسلیئے اُنکا انکشاف ممنوع ہے سالک اگر ریاضت اور مجاہدہ کرتا رہیگا تو ایسے اسرار خود ظاہر ہوجائینگے

اضافت کردن آدم علیہ السلام زلت خود را بخویش کہ ربنا ظلمنا و اضافت کردن ابلیس علیہ اللعنۃ گناہ خود را بحق تعالے کہ رب بما اغویتنی

حضرت آدم کا اپنی لغزش کو اپنی طرف منسوب کرنا اور یہ کہنا کہ اے رب ہمنے اپنی جان ظلم کیا اور شیطان کا خدا کیطرف منسوب کرنا اور یہ کہنا کہ الہٰی تو نے مجھے بہکایا

شرح قصہ حضرت آدم علیہ السلام و ابلیس سے جبر و اختیار کا مسئلہ نکلتا ہے گو حضرت آدم علیہ السلام اور شیطان کے فعل کا خالق اللہ تعالے ہے مگر کاسب وہ خود تہے حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی خطا کو باعتبار کسب اپنی طرف منسوب کیا اور شیطان نے اپنے کیے کو

اللہ تعالےٰ کے ذمہ تھوپ دیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت آدمؑ کی خطا معاف ہوئی اور شیطان ہمیشہ کیلئے گیا گذرا
یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ فرقۂ جبریہ شیطان کا مقلد ہے کیونکہ سب سے پہلے اُسی نے جبر اختیار کیا ہے

فعل حق و فعل ما ہر دو بہ بین	فعل ما را ہست دان پیدا است این
ترجمہ: فعل عبد و فعل حق پر کر نظر	ہست فعلِ بندگان ہے سربسر

شرح یعنے اے عاقل ہمارے افعال اور اللہ تعالےٰ کے افعال کو دیکھ اور ہمارے افعال کو ہست جان یعنے اللہ تعالےٰ کو افعال کا خالق۔ اور ہمکو اُنکا مُصدِر سمجھ یہ گمان نہ کر کہ افعال کا تعلق فقط اللہ تعالےٰ سے ہے اور بندہ بالکل مجبور اور پتھر ہے۔ جیساکہ جبریہ کا مذہب ہے۔ صوفیہ کا قول ہے کہ نہ تو جبرِ خالص کا معتقد ہونا چاہیئے اور نہ اختیارِ خالص کا۔ بلکہ حقیقت الامر ان دونون کے مابین ہے جسکو جبرِ متوسط کہتے ہین اور جسکی مختصر تفصیل پہلے بھی گزر چکی ہے اور ہم پھر بتائے دیتے ہین کہ افعالِ اختیاریہ جو بندون کے ہاتھ سے صادر ہوتے ہین افعالِ حق بھی ہین اور افعالِ عباد بھی۔ اسکا باعث یہ ہے کہ قدرتِ عبد گویا قدرتِ حق ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ اُس قدرت کے ساتھ مظہرِ عبد مین ظاہر ہوا ہے اور افعال اختیاریۂ عبد قدرتِ حق سے مخلوق ہوتے ہین اِس لحاظ سے افعال حق کی طرف منسوب ہین اور چونکہ مظہر کو بھی اپنے ظاہر سے تعلق ہے اور یہ اُسیکی قدرت سے افعال پر قادر ہے اسلیئے افعال عبد کی طرف منسوب ہین۔

گر نباشد فعل حق اندر میان	پس مگو کس را چرا کردی چنان
ترجمہ: فعل بندہ گر نہین ہے برملا	کیون کہا کرتا ہے تو یہ کیا کیا

شرح یعنے اگر افعال مین بندہ کو کچھ دخل نہین جیساکہ جبریہ کا مذہب ہے تو ایک آدمی دوسرے کو بعض خلاف طبع اور بد افعال پر زجر و توبیخ کیون کیا کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندہ کاسبِ افعال ہے۔

خلق حق افعال ما را موجد است	فعل ما آثار خلق ایزد است
ترجمہ: ہے ہمارے فعل کا موجد وہی	فعل ہین آثارِ خلقِ ایزدی

شرح۔ یعنے اللہ تعالےٰ کی صفت خلّاقی ہمارے افعال کی موجد ہے۔ اور افعال جو ہمسے صادر ہوتے ہین یہ اُس ایجاد کے لیئے آثار اور بمنزلۂ علامات ہین۔ یعنے ہمارے کرنے سے یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ انکا خالق اللہ تعالےٰ ہے۔ ورنہ بندہ کی یہ قدرت نہین کہ جس فعل کو اللہ تعالےٰ مخلوق نہ کرے۔ یہ اُسکو کرسکے مطلب یہ کہ اللہ تعالےٰ خالقِ افعال ہے۔ اور بندے مُصَدِّر (یعنے کرنیوالے) اُنکا اصدار خود اِس بات کی شہادت دے رہا ہے کہ خالقِ افعال وہی ہے۔ ورنہ تحصیل معدومِ مطلق لازم آئیگی۔ جو سراسر محال ہے۔ معتزلہ یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالےٰ صرف قدرت اور ارادہ کو بندہ مین پیدا کر دیتا ہے افعال کا خالق بندہ ہے۔ مگر یہ مذہب

اس آیت سے باطل ہے واللہ خلقکم وما تعملون یعنے اللہ تمہاری ذات اور تمہارے تمام افعال کا خالق ہے۔

	لیک ہست آن فعل ما مختار ما	**زین رسد با ما جزائے کار ما**
ترجمہ	چونکہ ہمکو فعل کا ہے اختیار	اسلیئے دیتا ہے بدلے کردگار

شرح۔ مولانا پچھلے شعر مین فرما چکے ہین کہ خلق حق افعال ما را موجد ست۔ اس سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالے خالق افعال ہے تو بندہ کو جزاؤ سزا ملنے کے کیا معنے اس شعر مین لیکن (حرف استدراک) سے اس شبہ کو دفع کیا گیا ہے یعنے یہ مانا کہ افعال عباد مخلوق آلہی ہین لیکن بندون کو بھی انکے کرنے نہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے ہمارے نیک و بد افعال خود ہمارے ہی پسند کیے ہوے ہین اسی لئے مطابق اعمال جزاؤ سزا مرتب ہوتی ہے

	زانکہ ناطق حرف بیند یا غرض	**کے شود یکدم محیط دو عرض**
ترجمہ	پڑھنے والا حرف دیکھے یا غرض	ہو نہین سکتا محیط دو عرض

شرح۔ عرض بفتحتین وہ چیز جو دوسری چیز کے سبب قایم ہو جیسا کپڑے پر رنگ اور کاغذ پر حرف اسحالت مین کپڑے اور کاغذ کو جوہر کہینگے اور رنگ و حرف کو عرض اور عَرَض بمعنے متاع و رخت خانہ ہے پہلے مصرع مین غرض بمعنے مقصود ہے اور دوسرے مین عرض بمعنے شے۔ یہ شعر گزشتہ شعر یعنے اللہ تعالے کے خالق اور بندے کے کاسب ہونے کی توضیح ہے بطریق تمثیل یعنے جسطرح بولنے اور پڑھنے والا آدمی یا حرف کو دیکھیگا یا معانی کو۔ آن واحد مین دونو چیزونکا احاطہ نہین کرسکتا۔ کیونکہ جب تک کسی فعل پر خاص توجہ نہو گی وہ فعل مختار نہین ہو سکتا۔ اور جب ایک پر توجہ ہوی تو دوسرے سے غفلت ہوگی کیونکہ قاعدہ بشریت یہی ہے کہ انسان آن واحد مین دو چیزونکا احاطہ نہین کرسکتا۔ اسیطرح وہ آن واحد مین اپنے افعال کا خالق اور کاسب بھی نہین ہوتا۔ بلکہ خالق اللہ تعالے ہے جسکا علم بہت سی چیزون کو محیط ہے اور کاسب بندے ہین

	گر بمعنی رفت شد غافل ز حرف	**پیش و پس یکدم نہ بیند ہیچ طرف**
ترجمہ	فکر معنی مین ہے غافل حرف سے	پیش و پس کب سوجھتا ہے طرف سے

شرح طرفکون رائے مہملہ بمعنے چشم و جنباندن چشم یعنی پڑھنے والا جب معنی پر غور کریگا تو حرفون سے غافل ہوجائیگا علے ہذا القیاس حرفون پر غور کریگا تو معنون کی خبر نہ رہیگی۔ اسیطرح پس و پیش کے دیکھنے والے کا حال ہے کوئی آنکھ ایسی نہین کہ آن واحد مین پس و پیش دونو جانبون کو دیکھ سکے تشبیہ کا نتیجہ یہ نکلا کہ بندہ آن واحد مین کسی فعل کا خالق بھی ہو اور کاسب بھی یہ بالکل ناممکن ہے آن واحد مین ایک شخص سے ایک ہی فعل ہوتا ہے

	آنزمان کہ پیش بینی آن زمان	**تو پس خود کے ببینی این بدان**
ترجمہ	آگے جب دیکھیگا تو اے مہربان	پیچھے آئیگا نظر کیا میری جان

	چون محیطِ حرف و معنی نیست جان		چون بود جان خالقِ این ہر دوان
ترجمہ	حرف و معنی پر ترا قابو نہین		اے بشر تو خالق ہر دو نہین

شرح - یہ شعر تمثیل سابق کا تتمہ ہے یعنی اے مخاطب جب تجھے یہ معلوم ہو گیا ہے کہ ایک شخص آن واحد مین حرف و معنی کا احاطہ نہین کر سکتا تو اسپر یقین کر کہ ایک شخص آن واحد مین ان دونونکا خالق بہی نہین ہو سکتا مطلب یہ کہ ایک وقت مین دو چیزون کی طرف توجہ نہین ہو سکتی اسلیئے ضرور ہوا کہ ہم کسی ایسی ذات کو خالق مانین جسکا علم آن واحد مین بہت سی مختلف اغراض کو احاطہ کر لیتا ہے اور جب کہ وہ جمیع اشیاء کا خالق ہے تو ہمارے افعال کا خالق بالاولے ہے اور ہم کاسب یعنے نیک و بد افعال کی کمائی کرنے والے ہین۔

	حق محیطِ جملہ آمد اے پسر		وا ندارد کارش از کارِ دگر
ترجمہ	حق محیطِ دو جہان ہے اے پسر		کام مین کرتا ہے وہ کارِ دگر

شرح یعنے تمام اشیاء کو احاطہ کرنا اللہ تعالے کی صفت ہے اسکو کوئی کام آن واحد مین دوسرے کام سے نہین روک سکتا۔ بندہ کی یہ طاقت نہین کہ آنِ واحد مین اپنے افعال کا خالق بہی ہو اور کاسب بہی بنے۔

	گفتِ ایزد جانِ ما را مست کرد		چون نداند آنکہ را خود ہست کرد
ترجمہ	کیف کن نے کر دیا ہے ہمکو مست		کیون نہ جانے وہ کیا ہے جسنے ہست

شرح گفت سے مراد کلمۂ کن ہے اور جانِ ما سے موجودات۔ اور لفظ جان سے اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ جمیع موجودات ذیروح ہین۔ گو انکا ذیروح ہونا ہمارے سمجہ سے باہر ہو۔ اور مست کرنے سے مراد منقاد او مطیع کرنا ہے چنانچہ اکثر دیوانون کے پانؤن مین زنجیر ڈالکر انکو مسخر کر لیتے ہین۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالے نے خطاب کُن سے معدومات کو اپنا مطیع و منقاد کر لیا اور انکو موجود کر دیا۔ پہر کیا انکا حال اللہ تعالے نجانے گا جنکو خود اسنے ہست کیا ہے۔ بلکہ اسکا علم جمیع اشیاء کو محیط ہے یہانتک کہ لا شئے کو بہی۔ یہ شعر گویا حق محیط جملہ آمد اے پسر کی تشریح ہے **نکتہ** اس شعر سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ اللہ تعالے نے اپنے علم سے تمام شئے کا احاطہ کر رکہا ہے اور یہی شعر حکمائے مشائین کا رد کرتا ہے جنکا یہ مقولہ ہے کہ نعوذ باللہ اللہ تعالے کو جزئیات مادیہ کا علم نہین ہے اور اس سے معتزلہ کی تردید بہی ثابت ہوتی ہے جو بندہ کو اپنے افعال کا خالق مانتے ہین بعض نسخون مین چون نداند کی جگہ چون ندا داد بہی ہے۔ ندا سے مراد وہی کلمۂ کن ہے۔ اور اسصورت مین مصرع ثانی شرط ہے اور مصرعۂ اولے جزا مقدم یعنی جب اللہ تعالے نے ان چیزون کو جنہین ہست کرنا تہا ندا دی تو کلمۂ کن کے اثر سے سب ہست اور موجود ہو گئین اسمین جزئیات و کلیات و افعال سب شامل ہین۔ غرض یہ ہے کہ اللہ تعالے خالقِ کلیات و جزئیات اور محیط جمیع موجودات و ممکنات ہے۔ اسکے علّام الغیوب اور خلاق ہونے کا انکار صریح کفر ہے

	گفت شیطان کہ بما اغویتنی	کرد فعل خود نہان دیو دنی
ترجمہ	کہہ اٹہا شیطان بما اغویتنی	کر گیا پوشیدہ فعل خود دنی

شرح۔ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے قَالَ فَبِمَا اَغْوَیْتَنِیْ لَاَقْعُدَنَّ لَھُمْ صِرَاطَکَ الْمُسْتَقِیْمَ یعنی جب شیطان حضرت آدمؑ کو سجدہ نہ کرنیکے سبب مردود ہوا اور بہشت سے نکالا گیا تو اُسنے یہ کہا کہ اے خدا بسبب تیرے اس گمراہ کرنے کی قسم میں تیرے سیدہے رستے میں رہزن کی طرح بیٹھ کر آدمیون کو بہکاؤنگا۔ اگرچہ فعلِ اغوا کا خالق اللہ تعالے ہے لیکن ادب اسبات کا مقتضی تہا کہ کاسب ہونے کے سبب شیطان اس فعل کو اپنے ہی نفس کی طرف منسوب کرتا ہے جیسا حضرت آدمؑ نے کیا تہا۔ ابلیس نے ترکِ ادب سے اغوا کو اللہ تعالے کی طرف منسوب کر دیا اور جہنمی بنگیا۔ **نکتہ** یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ چونکہ شیطان خود مظہر اغوے تہا اسلیئے اُسنے اللہ تعالے کو بہی اسی صفت سے یاد کیا۔ کیونکہ جیسا کوئی ہوتا ہے ویسا ہی دوسرے کو سمجہتا ہے یہ بحث مشرح طور پر پیچہے گذر چکی ہے۔

	گفت آدم کہ ظلمنا نفسنا	او ز فعل حق نہ بد غافل چو ما
ترجمہ	قولِ آدم تہا ظلمنا نفسنا	گرچہ فعلِ حق اُنہین معلوم تہا

شرح۔ یعنی گیہون کہانے کے سبب جب حضرت آدم بہشت سے نکالے گئے تو اُنہون نے اپنے گناہ کا عذر ان لفظون مین کیا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ یعنی اے رب ہمارے ہمنے گیہون کہاکر اپنی جانون پر ظلم کیا۔ اگر تو ہماری خطا نہ بخشیگا اور ہمپر رحم نہ کریگا تو ہم ضرور خسارہ مین پڑ جائینگے۔ مطلب یہ کہ آدمؑ نے خطا کو اپنی ہی طرف منسوب کیا۔ حالانکہ وہ جانتے تہے کہ اللہ تعالے تمام افعال کا خالق ہے اور میری خطا (گیہون کہا لینا) اُسی کا فعل ہے وہ ایسے غافل نہ تہے کہ معتزلہ کی طرح اپنی ذات کو اپنے افعال کا خالق یا جبریہ کی طرح اپنے آپ کو مجبور محض خیال کرتے بلکہ یہ اُنکا ادب تہا کہ باوجود علم فعل خالق خطا کو اپنی طرف منسوب کر لیا۔ **نکتہ** یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ افعال اگرچہ مخلوق الٰہی ہین لیکن بندہ کرنے نہ کرنے پر مختار ہے اسی اختیار کے سبب بُرے افعال اللہ تعالے کی طرف منسوب نہین کیے جاتے اور عذاب و ثواب اسی اختیار کا ثمرہ ہے اور یہی باعث ہے کہ حضرت آدمؑ نے اپنی خطا کو اپنی ہی نسبت مضاف کیا قرآن شریف مین موجود ہے مَا اَصَابَکَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰہِ وَمَا اَصَابَکَ مِنْ سَیِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِکَ یعنے اے بندے اگر تجکو کسی طرح کی بہلائی پہنچے تو اُسکو فضل الٰہی سمجہ اور اگر بُرائی پہنچے تو اپنے نفس کی جانب سے خیال کر اور یہ بات بہی نکلتی ہے کہ با ادب بانصیب اور بے ادب بے نصیب۔

	در گناہ او از ادب پنہانش کرد	زان گنہ بر خود زدن او بر بخورد
ترجمہ	تہا ادب دِل سے جو منظورِ نظر	اس خطا مین ہو گئے وہ بہرہ ور

شرح بر خود زدن۔ بسوے خود منسوب کردن۔ یعنے چونکہ حضرت آدمؑ عارفِ کامل اور آگاہ حقایق اور واقفِ

آداب الٰہی تھے اسلیئے اپنی خطا کو اپنی طرف منسوب کرنے کے سبب معافی سے بہرہ یاب ہوے اور ابلیس بے ادبی کے سبب مردود کیا گیا بعض نسخون مین زان گنہ برخورد وزد او برنخورد ہے یعنی حضرت آدمؑ کو ادب کے سبب اس گناہ کا پہل یہ ملا کہ خطا معاف ہوگئی اور شیطان کو بے ادبی کے سبب سوائے مردود و ملعون ہونے کے کچھ بہی حاصل نہ ہوا اس صورت مین برخورد کے فاعل حضرت آدمؑ ہین اور برنخورد کا فاعل شیطان۔

	بعد توبہ گفتش ای آدم نہ من	آفریدم در تو آن جرم و محن
ترجمہ	بعد توبہ حق نے آدم سے کہا	مینے پیدا تجھہ مین کی تہی وُہ خطا
	نے کہ تقدیر و قضای من بدآن	چون بوقت عذر کردی آن نہان
ترجمہ	میری جانب سے مقدر تہی وہ ہان	وقت توبہ تونے کیون رکہی نہان

شرح۔ یعنی جب حضرت آدمؑ کی توبہ قبول ہوئی تو اللہ تعالےٰ نے یہ پوچہا کہ اے آدمؑ تونے جو خطا کی ہے کیا اسکا خالق مین نہین ہون۔ کیا یہ خطا کاری مینے اپنے حکم سے تیری تقدیر مین نہین لکہی تہی نہین بلکہ یہ سب کچہ میرے ہی حکم سے ہوا ہے۔ پہر تونے توبہ کرتے وقت یہ کیون نہ کہا کہ یہ جرم اور آزمایشین تونے ہی مقدر کی تہین اور یہ سب کچہ تیرا ہی فعل ہے کیونکہ خالق افعال توہی ہے۔ اس سوال کا جواب آئندہ شعر مین ہے محن آزمایشین

	گفت ترسیدم ادب نگذاشتم	گفت من ہم پاس آنت داشتم
ترجمہ	بولے آدمؑ مجکو تہا پاس ادب	حق نے فرمایا کہ بخشی ہمنے سب

شرح۔ یعنی حضرت آدمؑ نے یہ جواب دیا کہ اے رب العالمین مین تجہسے ڈر گیا اور میرا ادب اس بات کا مقتضی ہوا کہ کاسب ہونے کی حیثیت سے خطا کو اپنی طرف منسوب کرون اور اس حیثیت کو نہ دیکھون کہ خالق افعال توہی ہے اس موئدبانہ جواب کو سنکر اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ تونے چونکہ میرے ادب کو ملحوظ رکہا ہے اسلیئے مین تیرے ادب و توقیر کو برقرار رکہتا ہون۔ چنانچہ مینے تیری خطائین معاف کین اور تجہے مقبول بنالیا۔

	ہر کہ آرد حرمت او حرمت برد	ہر کہ آرد قند لوزینہ خورد
ترجمہ	باادب کی ہوتی ہے حرمت ضرور	قند لا لوزینہ کہا اے پُر شعور

شرح۔ یعنی عزت و حرمت کے مستحق وہی لوگ ہین جو دوسرونکا ادب رکہتے ہین اور لوزینہ (حلوائے لوز جس حلوے مین مغز بادام پڑتے ہین) وہی شخص کہا سکتا ہے جو پہلے مٹہاس کا سامان کرلے۔

	طیبات از بہر کہ للطیبین	یار را خوش کن مرنجان و ببین
ترجمہ	طیبات آئے ہین بہر طیبین	یار کو خوش کرکے دیکھہ اے مرد دین

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے کہ اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ۔ اسکے ظاہری معنے یہ ہین کہ ناپاک

عورتین ناپاک مردون کے لیے ہین اور پاک عورتین پاک مردون کے لیئے اور باطنی معنے یہ ہین کہ عموماً ناپاک چیزین اور ناپاک خیال ناپاکون کے لیے اور پاک چیزین پاکون کے لیئے ہین پاکبازون اور بادبون کو جزائے خیر ملتی ہے

تمثیل

ترجمہ — جبر و اختیار کے معنوی فرق کو ایک مثال کے طور بیان کرنا

یک مثال اے دل پئے فرقے بیار ۔ تا بدانی جبر را از اختیار

ترجمہ — ہمسے سُن لے اک مثال اے سرزہ کار ۔ تا عیان ہو فرقِ جبر و اختیار

دست کو لرزان بود از ارتعاش ۔ وانکہ دستے را تو لرزانی ز جاش

ترجمہ — ہاتھہ اک لرزان ہے رعشہ سے مگر ۔ تو ہلایے دوسرے کو سر بسر

ہر دو جنبش آفریدۂ حق شناس ۔ لیک نتوان کرد با این آن قیاس

ترجمہ — دونون کی جنبش ہے فعلِ کردگار ۔ اسمین اُسمین فرق ہے اے ذی وقار

شرح ارتعاش بمعنے لرزیدن و مرض رعشہ۔ یعنے یہ فرض کریلیجے کہ ایک شخص کا ہاتہہ رعشے کے سبب کانپتا ہے اور دوسرے کو رعشہ تو نہین مگر وہ اپنی خوشی سے اپنے ہاتہہ کو ہلا رہا ہے اگرچہ یہ دونو حرکتین اللہ تعالےٰ کی مخلوق ہین لیکن اس حرکت مجعولہ اور اختیاریہ کو اُس حرکتِ اضطراریہ پر قیاس نہین کرسکتے۔ کیونکہ حرکتِ مجعولہ بندے کا تصرف ہے اور حرکتِ رعشہ مین بندہ کو کچہ اختیار نہین (حرکتِ مجعولہ و اختیاریہ وہ حرکت جو آدمی اپنے فعل و اختیار سے کرے اور حرکتِ اضطراریہ رعشہ وہ حرکت جو اپنے اختیار سے صادر نہو۔

زین پشیمانی کہ لرزانیدیش ۔ چون پشیمان نیست مردِ مرتعش

ترجمہ — تو پشیمان اس سے ہوگا بالیقین ۔ رعشہ والے کو پشیمانی نہین

مرتعش را کے پشیمان دیدۂ ۔ بر چنین جبرے چہ بر چسپیدۂ

ترجمہ — صاحب رعشہ پشیمان ہو تو کیون ۔ چھوڑ دے اس جبر کو مردِ زبون

شرح یعنے اپنے ہاتہہ کی اختیاری حرکت سے تجکو عقلمندون کے نزدیک پشیمانی ہوگی۔ کیونکہ بیفائدہ ہاتہہ ہلانا ایک لغو حرکت ہے اور رعشہ والے کو کسی طرح پشیمانی نہین ہوسکتی کیونکہ رعشہ قدرتی اور اضطراری حرکت ہے خلاصۂ مثال یہ ہے کہ عارفان کامل کا جبر و اختیار باعث پشیمانی نہین ہوتا کیونکہ اُنہون نے اپنے اختیار کو ذاتِ حق کے اختیار مین فنا کردیا ہے اور اپنی قدرت کو اُسکی قدرت کا مظہر سمجھے ہوئے ہین اور عوام کا جبر و اختیار باعث پشیمانی ہے کیونکہ وہ مال جمع کرنے اور مراتبِ عالیہ کے تجسس مین سب قسم کی حرکتین کرتے ہین لیکن طاعات کے لیئے اپنے آپ کو مجبور جانتے ہین اگرچہ ان دونون فرقون کے دل مین جبر کے معنے اللہ تعالےٰ کی طرف سے

ڈالے گئے ہین مگر دونوین بہت بڑا فرق ہے عارفون کا جبر جبر محمود ہے اور عوام کا جبر مذموم نکتہ یہ تمثیل فقط جبر متوسطا اور جبر عوام کے فرق اور اُنکے محمود و مذموم ہونے مین ہے نہ کہ ان معنون مین کہ عارفان کاہل رعشہ ڈالے آدمی کی طرح اپنے حرکات وسکنات کو اپنے اختیار مین نہین سمجھتے کیونکہ یہ سنت والجماعت کا مذہب نہین ہے اور نہ یہ مثال اُن معنون مین ہے کہ جبرِ عوام کے قائل اپنے ہاتہہ پانو آپ ہلاتے ہین کیونکہ جبرِ عوام مسلوب القدرت کے معنون مین ہے بر چنین جبرے چہ بر چسپیدۂ کا یہ مطلب ہے کہ ایمجا طب تو جبر عوام سے کیا دلچسپی رکھتا ہے اسکو چہوڑ دے

بحثِ عقل ست این چہ عقل آن حیلہ گر ۔ تا ضعیفے رہ برد آنجا مگر

ترجمہ: ہے یہ بالکل بحث عقلِ حیلہ گر ۔ تا ضعیفون کے لیے ہو راہبر

شرح یعنی جبر و اختیار کی بابت جو کچہہ ہم کہہ چکے ہین یہ عقلی بحث ہے جس سے علم الیقینی حاصل نہین ہوتا کیونکہ عقلِ حیلہ گر ایسی کیا چیز ہے کہ علمِ یقینی کا احاطہ کر سکے البتہ انبیا و اولیا کی عقل کلی علم یقینی حاصل کر لیتی ہے اسکے آگے عقل جزئی لاشئے ہے عقلی بحث صرف اسلیئے ہوتی ہے کہ کسی غبی اور کند ذہن آدمی کو سیدہا رستہ ملجائے اور وہ باطل عقیدے سے رہائی پائے ورنہ عقلی دلائل سے علم یقینی حاصل ہو جائے یہ بالکل محال ہے۔

بحثِ عقلی گر دُر و مرجان بود ۔ آن دگر باشد کہ بحثِ جان بود

ترجمہ: بحثِ عقلی گو دُر و مرجان ہے ۔ اور ہی کچہ ہے جو بحثِ جان ہے

شرح یعنے اگرچہ بحثِ عقلی جواہر کی طرح قیمتی چیز ہے مگر روحی بحث کچہ اور ہی قدر و قیمت رکھتی ہے کیونکہ بحث عقلی ظاہری اور قیاسی باتونکا نام ہے اور بحث روحی باطنی اور یقینی باتون کا بحثِ روحی سے مراد وہ باطنی فیضانِ الہام ہے جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے دل مین ہوتا ہے اسی کو وحی اور الہام بہی کہتے ہین۔

بحثِ جان اندر مقامے دیگر ست ۔ بادۂ جان را قوامے دیگر ست

ترجمہ: اور کچہ ہے بحثِ روحی کا مقام ۔ اور کچہ ہے بادۂ جان کا قوام

شرح یعنے روحانی بحث کا مقام مقامِ عقل سے اعلےٰ ہے اور بادۂ روح کا قوام اور کیفیت عقل جزئی کی کیفیت سے بالاتر ہے قوام مدارِ شئے و اصل چیز جسکے سبب دوسری شئے قایم ہو یعنے وہ شرابِ علمِ یقین جو روح کو ملتی ہے کچہ اور ہی کیفیت رکھتی ہے کیونکہ اسکا قوام اسرارِ الٓہی ہین۔

آن زمان کہ بحث عقلی ساز بود ۔ این عمر با بوالحکم ہمراز بود

ترجمہ: بحثِ عقلی جب کہ تہی با کرّ و فر ۔ بوالحکم کے ساتہہ تہی عقلِ عمرؓ

شرح لفظ ساز یہان بمعنے ترکیب و اسباب و سامان ہے اور بحثِ عقلی ساز مین اضافتِ مقلوب ہے اور زمان سے مراد زمانۂ جاہلیت ہے جبکہ رسول علیہ الصلوٰۃ پر نور وحی کا ظہور نہین ہوا تہا۔ بوالحکم قبل انکارِ اسلام ابوجہل کی کنیت تہی

حکم بہ تحقیق میانجی و حکم کنندہ و ممیز چونکہ ابوجہل اپنی عقلمندی کے سبب اکثر معاملاتِ اہل عرب کو فیصل کیا کرتا تھا اسلئے بوالحکم مشہور ہوگیا۔ اور حضرت عمر بھی عرب کے بڑے سرداروں میں سے تھے بہت سے جھگڑے ان دونوں کے مشورے سے فیصل ہوا کرتے تھے مطلب شعر یہ ہے کہ جس زمانہ جاہلیت میں صرف بحثِ عقلی کا سامان موجود تھا تو حضرت عمر اور ابوجہل دونوں ہمراز تھے لیکن زمانہ نور نبوت میں عمر کا مرتبہ بالاتر ہوگیا

	چون عمر از عقل آمد سوے جان	بوالحکم بوجہل شد در بحث آن
ترجمہ	عقل سے جب سوے جان آئے عمر	بوالحکم بوجہل ٹھیرا سربسر

شرح جان سے مراد یا تو نور وحی سے قوت روحانی حاصل کرنی ہے یا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم یا ذاتِ حق یعنے جب حضرت عمرؓ عقلی بحث کو چھوڑکر نور وحی کی برکت حاصل کرنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے یا ذاتِ حق کی طرف متوجہ ہوئے تو مراتب اعلےٰ کی طرف عروج کرگئے اور بوالحکم کا لقب باوجود دانش وعقل ابوجہل قرار دیا گیا کیونکہ وہ اپنے فطرتی جہل کے سبب نور وحی کو نہ پہچان سکا اور ایمان نہ لایا

	سوے عقل و سوے حس او کامل است	گرچہ خود نسبت بجان او جاہل است
ترجمہ	بحثِ عقل و حس میں گو کامل تھا وہ	بحث روحی میں مگر جاہل تھا وہ

شرح۔ یعنی اگرچہ عقلی دلائل میں ابوجہل نہایت کامل اور حضرت عمر پر غالب تھا مگر روحانی بحث کی نسبت جاہل تھا کیونکہ اُسنے جان (روح یا رسول یا ذاتِ حق) کے مرتبہ کو نہ پہچانا اور حضرت عمرؓ نے حق و باطل میں فرق کرکے فاروقِ اعظم لقب پایا۔ اس سے ثابت ہوگیا کہ عقل دنیوی سے معرفتِ حق حاصل نہیں ہوسکتی

	بحثِ عقل و حس اثر دان یا سبب	بحث جانی یا عجب یا بوالعجب
ترجمہ	بحثِ عقل و حس اثر ہے یا سبب	بحث روحی ہے عجب یا بوالعجب

شرح یعنے بحثِ عقلی یا تو استدلال مؤثر (بصیغہ اسم مفعول) سے ہے اثر پر۔ اِسکو برہان اِنّی کہتے ہیں یا انتقال سبب سے ہے مسبب کی طرف۔ اسکو برہان لمّی کہتے ہیں۔ مثلاً زید متعفن الاخلاط وکل متعفن الاخلاط محموم فزید محموم۔ یعنے زید کے اخلاط میں تعفن ہے اور جسکے اخلاط میں تعفن ہو اُسے بخار ہوتا ہے اسلیے زید کو بخار ہے یہ برہان لمّی ہے کیونکہ اسمیں تعفن اخلاط سے جو سبب شئے ہے زید کے محموم ہونے کی طرف انتقال کیا گیا ہے۔ اور الجسم مؤلف وکل مؤلف لہ مؤلِف فالجسم لہ مؤلِف یعنے جسم مرکب ہے اور ہر مرکب کے لیئے ترکیب دینے والا ضرور ہے پس جسم کے لیے بھی کوئی نہ کوئی ترکیب دینے والا ضرور ہے یہ برہان اِنّی ہے۔ اسمیں موثر اور معلول یعنے مؤلَف سے علت اور اثر یعنے مؤلِف پر استدلال ہے بحث عقلی اس سے آگے تجاوز نہیں کرسکتے۔ اور بحث روحی اس سے عجیب کیا بلکہ عجیب تر ہے جسکا ادراک بغیر نور الٰہی ناممکن ہے

کشف کے وقت آدمی کو عجیب عجیب اسرار معلوم ہوجاتے ہین ۔ کیونکہ روح قربِ الٰہی سے مستفیض ہوتی ہے اور عقل تہوڑی دور جاکر رہجاتی ہے ۔

	ضوءِ جان آمد نماند اے مستضی	لازم و ملزوم و نافی مقتضی
ترجمہ	نور جان نے کہو دیا اے مستضی	لازم و ملزوم و نافی مقتضی

شرح یعنے اے مسترشد اور طالب نور ارشاد اب روشنیِ روح کا زمانہ آگیا ہے جسمین دلائل عقلیہ سے نہ تو لازم و ملزوم باقی رہا جیسا کہ جبریہ کہتے تہے کہ عبد ملزوم جبر ہے اور جبر اُسکا لازم اور نہ کوئی دلیل خلقِ افعال الٰہی کی نفی کرنیوالی باقی ہے جیسا کہ معتزلہ کہتے ہین کہ بندہ خود ہی بطور استقلال اپنے افعال کا خالق اور مصدر ہے ۔ اور نہ کوئی مقتضی باقی ہے جیسا کہ اہل سنت کا مذہب ہے کہ اصدار افعال عباد کو اسباب کا سبب بیان کرتے ہین کہ انکا خالق اللہ ہے ورنہ تحصیل معدوم مطلق لازم آئیگی ۔ مقتضی بمعنے سبب ۔ خلاصہ یہ کہ جبریہ اور قدریہ کی قیل و قال اور متکلمین کے مباحثے اہلِ جدال کے لایق ہین ۔ اربابِ کمال اور اصحابِ عرفان عقلی مجبثون کی طرف متوجہ نہین ہوتے ۔ کیونکہ وہ نور وحی رسول علیہ الصلوٰۃ سے فیض یاب ہین ۔

	زانکہ بینا را کہ نورش بارغ است	از عصا و از عصا کش فارغ است
ترجمہ	حق نے بینا کو دیا ہے جبکہ نور	پہر عصاکش اور عصا ہے کیا ضرور

شرح یعنے دلائل عقلی اندہے کی لکڑی ہین جسکی ضرورت بینا کو ہرگز نہین ہوتی ۔ لفظ بارغ اگر برائے مہملہ ہے تو بمعنے متنعم ہے یعنی جس بینا شخص کا نور ناز و نعمت الٰہی کا پروردہ ہے اُسکو عصا کی حاجت نہین اسصورت مین بارغ و فارغ کا قافیہ مرصع ہے اور اگر بازغ بمعنے طالع و لامع بزائے معجمہ ہے تو قافیہ کی بنا غین منقوطہ پر ہے

	تفسیر آیۂ وہو معکم اینما کنتم و بیان آن
ترجمہ	اس آیت کی تفسیر کہ تم جہان کہین ہو خدا تمہارے ساتہ ہے اور اسکا بیان

شرح اس آیت کی تفسیر مین بیضاوی لکہتا ہے کہ خدا کا علم اور قدرت ہرجگہ بندون کے ساتہ ساتہ ہے یعنے وُہ اپنے مظہر سے جدا نہین ہوتا اس معیت کو عینیت سمجہنا یا عارفان کامل کا حصہ ہے یا ملحدان کامل کا ہے

	بارِ دیگر ما بقصہ آمدیم	ما ازین قصہ برون خود کے شدیم
ترجمہ	پہر وہی سُن لیجے اگلی داستان	ہم نہین اس سے الگ اے راستان

شرح قصہ سے مراد وہی معیت حق ہے جسکی نسبت مولانا پہلے ارشاد فرما چکے ہین کہ ۔ این معیت با حق است و جبر نیست ۔ یعنے ہمنے اس بحث کو چہوڑا نہین اب پہر معیت اور معنی معیت کی طرف رجوع کرتے ہین یہ بحث نہایت مشکل ہے مگر ہم آیندہ اشعار کے ایسے معنے بیان کرینگے کہ معیت بہی ثابت ہوجائے اور خلافِ شرع عینیت

کا بھی قائل ہونا پڑے۔ کیونکہ ہماری شرح مسائل شریعت و طریقت دونون کو جامع ہے۔

	گر بہ جہل آئیم آن زندان اوست		ور بہ علم آئیم آن ایوان اوست
ترجمہ	جہل ہے ہم مین تو ہے زندانِ حق		علم ہے ہم مین تو ہے ایوانِ حق

شرح یعنے ہماری تمام صفتین صفاتِ الٰہی کا عکس ہین اگر ہم مین جہل ہے تو اُسکی صفت مذل کا عکس ہے کیونکہ جہل باعثِ ذلت ہے خاصکر صوفیون کے حق مین قید خانہ ہے جس سے وہ انجام کار نہایت تکلیف اُٹھاتے ہین اور اگر ہم مین علم ہے تو اُسکی صفت علیم کا پر تو ہے اور علم یعنی عرفان ایک ایوان و قصر عالی ہے جس سے عارفون کو راحت پہنچتی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ عکس اور صاحب عکس یا مظہر اور ظاہر من وجہٍ عین ہین اور من وجہٍ غیر۔ للہ الحمد اس تقریر سے معیت بلا عینیت اچھی طرح ثابت ہو گئی۔ بعض نسخون مین بجائے او۔ ما ہے

	گر بخواب آئیم مستان وئیم		ور بہ بیداری بدستان وئیم
ترجمہ	خواب مین ہم ہین تو ہین مستانِ رب		اور بیداری مین ہم دستانِ رب

شرح۔ دستان جمع دست بمعنے ہاتھ۔ و بمعنے مکر و حیلہ و سرود و نغمہ۔ و حکایت و فسانہ۔ یہان سب معنے درست ہین اور خواب و بیداری سے اگر یہی ظاہری خواب و بیداری مراد ہے تو شعر کے یہ معنے ہین کہ ہم حالتِ خواب مین فیضانِ حق سے مست ہین یہ اُسی کا فیض ہے کہ بیداری کی تکلیفین اور محنت و مشقت کی تکان دفع کرنے کے لیئے ہمین سُلا دیتا ہے۔ اور یہ اُسی کا فضل ہے کہ ہم حالتِ بیداری مین اُسکی یاد کے نغمۂ و سرود مین مشغول رہتے ہین۔ غرض یہ کہ دونو حالتین اُسکا عطیہ ہین اور وہ دونو صورتون مین اپنے اسم معطی کے ساتھ ہم مین جلوہ گر ہے۔ نیز خواب سے ترک دنیا اور بیداری سے دنیوی ہوشیاری مراد ہو سکتی ہے۔ اس صورت مین یہ معنے ہونے کہ اگر ہم عارف ہین تو ہمارا خواب یعنے ترک دنیا گویا شرابِ محبتِ حق کی مستی اور بیہوشی ہے اور اگر ہم عارف نہین ہین بلکہ خدا سے غافل اور دنیاوی کامون مین بیدار ہین تو گویا خدا کے مکر کا شکار ہین۔ وہ ہمین دفعۃً پکڑنے کے لیئے ڈھیل دے رہا ہے خوابِ شرابِ محبت کی حالت مین ہم اسم رحیم کے مظہر ہین اور دنیوی بیداری کی حالت مین اسم قہار کے۔ پہلی صورت مین دستان بمعنے نغمہ و فسانہ۔ و ذکر۔ ہے اور دوسری صورت مین بمعنے مکر

	در بگریئم ابر پر زرقِ وئیم		ور بخندیم آن زمان برقِ وئیم
ترجمہ	وقت گریہ ابر پر زرقِ خدا		وقتِ خندہ صورتِ برقِ خدا

شرح۔ پر زرق بوقلمون و زنگار نگ یعنے جسطرح رنگارنگ ابر بر سکر زمین سے رنگا رنگ گل بوٹے اُگاتا ہے اسیطرح ہمارے گریہ کے آنسو ہمارے دل کی زمین مین حسنات کی کہیتان پیدا کر دیتے ہین اور اسوقت ہم اُسکے اسم محیی کا مظہر بنجاتے ہین۔ کیونکہ ہجران و وصال الٰہی کے آنسو کشتِ دل کو زندہ کرنیوالے ہین اور

تب ہم ہستے ہین جیسے مشاہدہ تجلیات سے خوش ہوتے ہین تو برق نور الہی کا عکس ہم مین جلوہ افگن ہوتا ہے یعنی ہم اُسکے اسم **نور** کا مظہر بنجاتے ہین جو باعث ظہور سرور و فرحت ہے۔

	در تخشم و جنگِ عکس قہرِ اوست	**ور بصلح و عذر عکس مہرِ اوست**
ترجمہ	جنگ ہے اک عکس اُسکے قہر کا	صلح ہے اک عکس اُسکی مہر کا

شرح - یعنی ہمارا خشم و جنگ اُسکے قہر کا اور ہماری صلح و معافی اُسکے مہر کا عکس ہے پہلی حالت مین ہم مظہر اسم **قہار و جبار** ہوتے ہین اور دوسری حالت مین مظہر اسم **رحیم و رحمن**۔ خلاصہ یہ کہ وُہ کسی حالت مین ہم سے جدا نہین ہے معیت اور عینیت کے معنے سمجھنے والون کی عقل پر موقوف ہین

	مان کہ کیئم اندر جہانِ پیچ پیچ	**چون الف او خود چہ دارد ہیچ ہیچ**
ترجمہ	کون ہین ہم در جہانِ پیچ پیچ	اک الف ہین اور الف ہوتا ہے ہیچ

شرح - کیئم بمعنے کیستیم ہے۔ اور پہلا مصرع سوال ہے دوسرا اُسکا جواب یعنے اینجا طب ہم اِس جہانِ پیچ در پیچ دمحلِ مشقت و عذاب) مین کون ہین اور کیا چیز ہین۔ سچ پوچھیئے تو کچھ بھی نہین ہماری ہستی کچھ ہے بھی تو ایسی ہے جیسے حرفِ الف جسکی صورت یہ ہے (ا) اور جو ہمیشہ ساکن اور حرکات سے خالی ہے یہانتک کہ نقطہ بھی اپنے پاس نہین رکھتا۔ او خود چہ دارد ہیچ ہیچ۔ کے یہی معنے ہین کہ حرفِ الف اپنے پاس کچھ نہین رکھتا اسیطرح ہم گو باعتبار ظاہر متحرک معلوم ہوتے ہین۔ لیکن فی الواقع غیر متصرف اور متحرک مع الغیر ہین ہم حرف الف کی طرح اپنے پاس کچھ نہین رکھتے ہماری تمام حرکات اسمائے صفات حق کا عکس ہین جسکی شرح گذر چکی ہے

	چون الف گر تو مجرد میشوی	**اندرین رہ مردِ مفرد میشوی**
ترجمہ	تو الف کی شکل گر تنہا رہے	منزلِ عرفان مین یکتا رہے

شرح - چونکہ پہلے شعر مین حرف الف کی بحث گذر چکی ہے اسلیئے مولانا نے اِس الف سے ایک دوسرے مضمون کا الف نکالا ہے یعنی اینجا طب اگر تو طلبِ ماسوی اللہ سے خالی ہو کر بقول شخصے الف اللہ بنجائے تو وحدت کے رستہ مین یکتا اور ہموار اور یکہ تاز ہو جائیگا اور معیت و عینیت کے معنے خود بخود ظاہر ہو جائینگے۔

	جہد کن تا ترکِ غیرِ حق کنی	**دِل ازین دنیائے فانی بر کنی**
ترجمہ	ترک غیر حق کی خاطر جہد کر	رکھہ نہ اِس دنیائے فانی پر نظر

شرح - پہلے مصرع مین کُنی بضم الکاف اور دوسرے مین بفتح الکاف یعنے خدا کو ڈھونڈھ اور دنیا سے منہ موڑ

	این سخن را نیست پایان اے پسر	**اندر رسول وم برگو ز عمر**
ترجمہ	بحث یہ بے انتہا ہے اے پسر	ہم سناتے ہین تجھے حالِ عمرؓ

سوال کردن رسول قیصر روم از عمر از سبب ابتلاے ارواح با این آب وگل جسم

رسول قیصر روم کا حضرت عمر سے یہ سوال کرنا کہ روح جو لطیف ہو کر اس جسم کثیف مین جو آب وگل سے بنا ہے کسلیے مقید ہوئی ہے

از عمر چون آن رسول این را شنید — روشنی در دلش آمد پدید

ترجمہ نامہ بر نے جب عمر سے یہ سُنا — نور حق سے قلب روشن ہو گیا

محو شد پیشش سوال وہم جواب — گشت فارغ از خطاؤ از صواب

ترجمہ مٹ گئے سارے سوال اور سب جواب — ہو چکا فکر خطا ہاؤ صواب

شرح یعنی جب رسول قیصر روم نے حضرت عمرؓ سے روح کے حالات اور کیفیت حال ومقامات سُنے تو اسکے دلمین معنوی روشنی پیدا ہو گئی اور چونکہ اُسے جذبۂ عشق نے محو وفنا کر دیا تہا اسلیئے سوال وجواب اور خطاؤ صواب سے فارغ ہو کر مرتبۂ استغراق تک پہنچ گیا اور صاحب کمال واہل کشف بنگیا

اصل را در یافت بگذشت از فروع — بہر حکمت کرد در پرسش شروع

ترجمہ ملگئی جب اصل پہر کیا ہین فروع — بہر حکمت اُسنے کی پرسش شروع

شرح یعنے رسول روم اصل تے (حقیقت احدیت یا روح) کو معلوم کرنیکے سبب فروعات سے تجاوز کر گیا لیکن پہر بہی روح کے جسم سے متعلق ہونے کی حکمت اور اُسکی منفعت کا سوال اسلیئے کیا کہ خاص حضرت عمرؓ کی زبان سے استفادہ کرے ورنہ اسکو سوال کی حاجت نہ تہی کیونکہ مکشوف الحال تہا **نکتہ** لفظ اصل کو بصیغۂ واحد اور فروع کو بصیغۂ جمع ذکر کرنا مرتبہ احدیت اور مرتبۂ کثرت کی طرف اشارہ کر رہا ہے اور بعد حصول کمال رسول قیصر کا حضرت عمر سے سوال کرنا اس بات کی شہادت ہے کہ کامل کو اکمل سے ضرور کچہ نہ کچہ علم روحانی کی بابت تحقیق کرنی اور اُس تحقیق سے فائدہ اُٹہانا چاہیئے چنانچہ رسول قیصر نے عمرؓ سے یہ سوال کیا

با عمر گفت اینچہ حکمت بود وسر — حبس آن صافی درین جائے کدر

ترجمہ اور یہ پوچہا کہ اسمین کیا ہے سِر — روح صافی اور یہ جائے کدر

شرح اس سے پہلے رسولِ قیصر نے روح کے بدن مین آنیکا سبب پوچہا تہا اور اب اسکی حکمت اور فائدہ پوچہتا ہے آن صافی سے روح اور جائے کدر سے جسم مراد ہے۔

آب صافی در گلے پنہان شدہ — جان صافی بستۂ ابدان شدہ

ترجمہ صاف پانی اور یہ ظرف گلی — روح صافی کیون بدن سے جا ملی

فائدہ فرما کہ این حکمت چہ بود — مرغ را اندر قفس کردن چہ سود

ترجمہ فائدہ کیا ہے غرض ہے اس سے کیا — کسلیئے طائر قفس مین پہنس گیا

شرح - آب صافی سے روح اور گل سے جسم مراد ہے اور دوسرا مصرع پہلے کی شرح ہے۔

	گفت تو بحث شگرفے میکنی	معنئے را بند حرفے میکنی
ترجمہ	بولے وُہ کرتا ہے تو بحثِ شگرف	ملتی ہے معنی کو جس سے قیدِ حرف

شرح شگرف عجیب و غریب اور عمیق و دقیق یعنے بحثِ روح جسکا بھید کھولنا شرعًا ممنوع ہے۔

	حبس کردی معنئے آزاد را	بند حرفے کردۂ تو باد را
ترجمہ	حبس کرنا معنئے آزاد کا	روک دیتا حرف میں ہے باد کا

شرح - باد سے وہی معنئے آزاد مراد ہین جو پہلے مصرع مین تہے چونکہ ہوا اور معنے دونو نظر سے غائب رہتے ہین اسلیئے معنئے آزاد نباد کہا گیا یعنی روح کی بحث معنوی قید حرف وبیان مین نہین آسکتی۔

	از برائے فائدہ این کردۂ	تو کہ خود از فائدہ در پردۂ
ترجمہ	فائدے کے واسطے ہے یہ مگر	تو ہے ایسے فائدہ سے بے خبر

شرح - ان تینون شعرون کی تقریر دو طرح ہوسکتی ہے اوّل یہ کہ رسول قیصر روم کو حضرت عمرؓ نے یہ جواب دیا کہ اے شخص تو روح کے متعلق نہایت باریک سوال کرتا ہے روح کی کیفیت اور حقیقت کا اظہار شرعًا ممنوع ہے چنانچہ رسول مقبول نے بہی مجملاً یہی جواب دیا تہا جو قرآن مجید مین موجود ہے کہ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّی روح میرے رب کا ایک حکم ہے اے رسول قیصر تو نہایت باریک معنی (کیفیت روح) کو قید الفاظ وبیان مین لانا چاہتا ہے اور تجہے یہ منظور ہے کہ ہوا یا معنی آزاد جو ابتک قید حروف مین نہین آئے مقید ہو جائین حالانکہ یہ ناممکن ہے یعنے کیفیت روح کسی طرح بیان نہین ہوسکتی اے رسول قیصر تو نے روح کے متعلق سوال کسی فائدہ کے لیے کیا ہے اسی سے تیرا جواب نکلتا ہے کیونکہ جب تیرا سوال فعل بشر ہوکر فائدہ سے خالی نہین تو روح کا جسم مین آنا جو فعل آلہی ہے کیونکر فائدہ سے خالی ہوگا دوم یہ کہ سائل نے فائدہ روح کے متعلق سوال کیا تہا حضرت عمرؓ نے کیفیت اور منفعت روح کا ذکر تو بمانعت شرعیہ کے سبب نہین کیا مگر ایک مثال کی صورت مین سائل کو شافی جواب دیدیا یعنے اے رسول قیصر روح کے فائدے کی یہ مثال سمجہ کہ مثلاً تو کسی سے بحث کرتا ہے اور اپنا مدعا ثابت کرنے کے لیئے نہایت باریک نکتون اور دقیق معنون کو قیدِ الفاظ مین لاتا ہے تو یہ اسی لیے ہے نا۔ کہ اپنے کلام سے سننے والون کو فائدہ پہنچائے پس تو جب تیرا معانی کو قید الفاظ مین لانا فائدہ سے خالی نہین تو اللہ تعالےٰ کا روح کو قیدِ بدن مین لانا کیونکر فائدہ سے خالی ٹہر سکتا ہے۔ مگر افسوس تو اس فائدہ سے در پردہ یعنی بیخبر اور غافل ہے جب تک کشف نہو روح کی کیفیت اور اُسکے فائدے معلوم نہین ہو سکتے۔

آنکہ از وے فائدہ زائیدہ شد | چون نہ بیند آنچہ مارا دیدہ شد

ترجمہ: فائدہ پر کیون نہو حق کی نظر | خود نظر آتا ہے ہمکو سر بسر

شرح - یہ شعر تتمہ کا جواب ہے ۔ یعنے جو ہر قسم کے فائدون کا پیدا کرنے والا ہے (اللہ تعالےٰ) اُس فائدہ کو کیونکر نہ دیکھے گا جو ہمین دکھائی دے رہا ہے مطلب یہ کہ جب ہم تعلق الفاظ و معنی مین سراسر فائدہ دیکھ رہے ہین تو کیا اللہ تعالےٰ نے روح و بدن کے تعلق مین کوئی فائدہ مدنظر نہین رکھا یہ ناممکن ہے ۔

صد ہزاران فائدہ ہست و ہر یکے | صد ہزاران پیش آن یک اندکے

ترجمہ: اسمین ہین لاریب لاکھون فائدے | فائدے ہون کیا بیان اُس ایک کے

شرح - یعنی ایک تعلق الفاظ و معانی مین لاکھون فائدے ہین لیکن وہ سب فائدے تعلق روح و بدن کے ایک فائدے کے آگے بالکل لاشئے اور بحقیقت ہین ۔

آن دم نطقش کہ جانِ جانہاست | چون بود خالی ز معنی گوئی راست

ترجمہ: نطق تیرا جو کہ جانِ جان ہے | ہو عبث ۔ بے فائدہ کیا دھیان ہے

شرح دم نطق سے روح اور پہلے لفظ جان سے امر دوسرے سے رب مراد ہے اور دم نطق مین اضافت سببی ہے ۔ کیونکہ سانس ہی کے سبب آدمی بول سکتا ہے اور بولتے ہی کو روح کہتے ہین اور چونکہ یہی دم نطق نفخت فیہ من روحی کا مصداق ہے اسلئے نطقش مین شینِ ضمیر اضافت خدا کی طرف ہے اور مطلب یہ ہے کہ جب الفاظ و معنی کا تعلق فائدے سے خالی نہین تو جسم سے تعلق روح جو جانِ جان یعنے امر ربی ہے کیونکر بے فائدہ اور بے معنی ہو سکتا ہے ۔

آن دمِ نطقت کہ جزو جزوہاست | فائدہ شد کل و کل خالی چراست

ترجمہ: سانس جز ہو کر بھی ہے باسود ہے | اور کل بے سود ہو یہ حیف ہے

شرح اِس شعر مین چونکہ دمِ نطق مخاطب کی طرف مضاف ہے اسلئے اِس سے سانس مراد ہے کیونکہ آدمی سانس ہی کی مدد سے بول سکتا ہے اور سانس سینہ پھیپڑہ ۔ اور گلے ۔ کا ایک جز ہے اور یہ تمام چیزین جزوِ انسان ہین مطلب شعر یہ ہے کہ اے مخاطب جب کہ تیرا سانس کہ تیرے اعضا کا ایک جز ہے سراسر فائدہ رسان ہے تو کل یعنے روح کسطرح فائدے سے خالی ہو سکتی ہے ۔

تو کہ جزوی کارِ تو بافائدہ ہست | پس چرا در طعن کل آری تو دست

ترجمہ: تو ہے جز اور کام ہین سب سودمند | طعن کل سے کر زبان کو اپنی بند

شرح یعنی اے انسان تو تمام مخلوقات مین ایک جزوِ ضعیف ہے تاہم تیرے کام فائدے سے خالی نہین

پھر روح کے تعلق کو جو بدن کے ساتھ ہے بیفائدہ کیون جانتا ہے **نکتہ** روح کو کل اسلیئے کہا گیا کہ وہ اسکا خاص امر ہے جو محیط کل اور خالق کل ہے اور جسنے روح آدم کو اپنی روح کہا ہے۔

	گفت راگر فائدہ نبود مگو		**ور بود ہل اعتراض و شکر گو**
ترجمہ	جو عبث ہو بات وہ مُنہ سے نہ کہہ		ورنہ اُسکا شکر کر خاموش رہ

شرح یعنی اگر روح کے متعلق گفتگو مین کچھ فائدہ نہین تو ایسی گفتگو ہی نہ کر اور اگر فائدہ ہے یعنے تو روحانی فائدون کو سمجھ سکتا ہے تو اعتراض کو چھوڑ اور خدا کا شکر کر کہ اُسنے تجھے اسرار سمجھنے کی طاقت دی۔

	شکرِ حق چون طوقِ ہر گردن بود		**نے جدال و روترش کردن بود**
ترجمہ	شکر حق ہے صورتِ طوقِ گلو		نے جدال و جنگ و خشم اے زشتخو

شرح - یعنی شکر الٰہی گویا مخلوقات کی گردن کا طوق ہے۔ جس سے کوئی متنفس عہدہ برآ نہین ہو سکتا۔ اُسکی نعمتین بیشمار ہین۔ چنانچہ روحانی اسرار کا سمجھنا۔ اور نافہمی کی حالت مین اعتراض نہ کرنا۔ یہی ایک بڑی نعمت ہے

	گر ترش رو بودن آمد شکر و بس		**ہمچو سرکہ شکر گوئے نیست کس**
ترجمہ	گر ترشروئی ہے شکرِ ربّ جے		شکر گو سرکے سے بڑھکر کون ہے

شرح - یعنی اگر کیفیت روحانی اور اسرار ربّانی پر نافہمی کے سبب اعتراض کرنے کا نام شکر ہے تو سرکہ یعنی کافرون اور ملحدون سے زیادہ کوئی شکر گذار نہین ہو سکتا۔ جو خدا کی ہر بات پر معترض ہین۔

	سرکہ را گر راہ باید در جگر		**گو بشو سرکنگبین او از شکر**
ترجمہ	ڈھونڈتا ہے سرکہ گر راہِ جگر		چاہیئے ہونا اُسے جزوِ شکر

شرح یعنے اگر سرکہ یہ چاہتا ہے کہ مین جگر مین چلا جاؤن اور مجھے کوئی پسند کرلے تو اُس سے کہدو کہ شکر کی صحبت سے سکنجبین بنجا مطلب یہ کہ ترش رو اور معترض اگر احوالِ باطن اور کیفیت روح معلوم کرنی چاہتا ہے تو اُس سے کہدو کہ حلاوتِ طاعت الٰہی اور کسی مُرشد کامل سے ہمصحبت رہ۔

	معنی اندر شعر جز با خبط نیست		**چون فلاسنگ است آن را ضبط نیست**
ترجمہ	نظم اسرارِ نہان بشک ہے خبط		کسطرح سنگ فلاخن کو ہو ضبط

شرح فلا- بمعنے بیابان ہے۔ یا فلاسنگ مخفف فلاخن سنگ ہے اور دونو حالتون مین فلاسنگ کی اضافت مقلوبی ہے۔ یعنے نظم مین۔ بیان اسرار ایسا ہے جیسا بیابان مین پتھر یا سنگ فلاخن کہ ہر وقت نشانہ پر نہین جاتا۔ اسیطرح۔ اشعار مین اظہار اسرار بسا اوقات مدعا کے موافق نہین ہوتا - گویا مولانا عذر فرماتے ہین کہ مین اسرار کے منظوم کرنے پر ایسا قادر نہین ہون جیسا جی چاہتا ہے۔ اسلیئے سالک کو مثنوی ہی پر اکتفا نہ کرنا چاہیئے

بلکہ اُسکا فرض ہے کہ اہل تصوف کی صحبت مین بیٹھکر علمِ اسرار حاصل کرے۔ چنانچہ اسی مناسبت سے آیندہ حدیث لکہی ہے

دربیان حدیث مَن اَرَادَ اَن یَّجلِسَ مَعَ اللہِ فَلیَجلِس مَعَ اَہلِ التَّصَوُّف

اس حدیث کا بیان کہ جو شخص خدا کی قربت چاہتا ہے اُسپر فرض ہے کہ اہل تصوف کے پاس بیٹھے

شرح۔ اسکا سبب یہ ہے کہ صوفی متخلق باخلاق اللہ ہوتے ہین۔ اُنکی صحبت مین بیٹھکر خدا یاد آتا ہے اور اسرار معلوم ہوتے ہین

آن رسول اینجا رسید و شاہ شد	والہ اندر قدرتِ اللہ شد
ترجمہ: یہان پہنچکر بنگیا شہ نامہ بر	اور عاشق قدرت اللہ پر

شرح۔ اینجا سے صحبتِ عمرؓ اور شاہ سے سلطان اولیا مراد ہین۔ اور والہ بمعنے شیفتہ و سرگشتہ در عشق یعنی رسول قیصر حضرتِ عمرؓ کی صحبت مین تہوڑی دیر رہکر سلطان الاولیا اور عشق الٰہی کا شیفتہ اور شرابِ معنوی سے بیخود ہوگیا

آن رسول از خود بشد زین یک دو جام	نے رسالت یاد ماندش نے پیام
ترجمہ: ہوگیا سرمست پیکر اک جام	نامہ کیسا کیا رسالت کیا پیام

شرح۔ یعنے رسول قیصر حضرت عمرؓ کے ہاتہ سے اسرار و معرفت کے دو ایک جام پیکر بیخود ہوگیا اور جس کام یعنے رسالت کے لئے آیا تہا اُسے بالکل بہول گیا نام و پیام کچہ یاد نہ رہا۔ اور دنیا سے بیخبر ہوکر واصل بحق ہوگیا

سیل چون آمد بدریا محو گشت	ابر پیش تیغ شمسی ضحو گشت
ترجمہ: سیل ہوجاتی ہے دریا مین فنا	مہر جب نکلا تو بادل پہٹ گیا

شرح۔ ضحو۔ چاشت گاہ و طعامِ چاشت گاہ خوردن و روشن و آشکارا شدن۔ یہان پچہلے معنے مراد ہین یعنی سیل کا قاعدہ ہے کہ دریا مین ملکر دریا ہی ہوجاتی ہے۔ اور ابر آفتاب کی تلوار سے پہٹ جاتا ہے اسیطرح رسول قیصر جو سیل کی مانند دریائے حقیقت (حضرت عمرؓ) کے پاس آیا تہا دریا سے ملکر فنا فی اللہ ہوگیا اور آفتابِ حقیقت نے اسکے ابر (ظلمتِ جسمانی) کو دفع کرکے قلب کو منور بنا دیا۔ یہ فقط اہل اللہ کی صحبت کا اثر تہا

سیل چون آمد بدریا بحر گشت	دانہ چون آمد بمزرع کشت گشت
ترجمہ: سیل دریا مین گئی دریا ہوئی	تخم نے پائی ہے صورت کہیت کی

شرح۔ دوسرے مصرع مین کشت بکافِ عربی بمعنے کہیت ہے۔ ورنہ دونو مصرعون مین گشت پڑہا جائے تو قافیہ نادرست ہوگا۔ مطلب یہ کہ دانہ کہیت مین جاکر خود کہیت بنجاتا ہے یعنی ایک دانہ کے بہت سے ہوجاتے ہین۔ اسیطرح آدمی اہل تصوف سے ملکر سرسبز اور بہرہ ور ہوجاتا ہے۔

چون تعلق یافت نان با بو البشر	نانِ مردہ زندہ گشت و با خبر
ترجمہ: نان جب آدم بنگئی جسم و بشر	بنگئی قدرت سے حی و باخبر

شرح یعنے روٹی با وجودیکہ ایک مردہ چیز تہی مگر جب اسکو حضرت آدم یا انکی اولاد نے کہا لیا تو مستحیل بروح ہوگئی جزو بدن بنگئی یہ آدم کی صحبت کا اثر ہے۔ اسیطرح اہل اللہ کی صحبت مین بیٹھکر آدمی روحانی زندگی حاصل کرلیتے ہین

	موم و ہیزم چون فدائے نار شد	**ذاتِ ظلمانی او انوار شد**
ترجمہ	موم اور لکڑی گئی جب سوے نار	ہوگئے ظلمت سے انوار آشکار

شرح لفظ ور ایمعنے جانب اور انوار سے صاحبِ انوار یا منور مراد ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ موم کو آگ پر رکہکر میل کچیل سے صاف کیا کرتے ہین مطلب یہ کہ موم اور لکڑی جو کثیف اور ظلمانی چیزین ہین آگ کی صحبت سے صاف اور روشن ہوجاتی ہین۔ اسیطرح اہل اللہ کی صحبت انسان کی جسمانی کثافتون کو دور کردیتی ہے

	سنگ سرمہ چونکہ شد در دیدگان	**گشت بینائی شد آنجا دیدبان**
ترجمہ	آنکھہ مین آیا جو سرما میری جان	ہوکے پتہر بنگیا خود دیدبان

شرح۔ دیدبان بمعنے صاحبِ دید۔ چنانچہ فیلبان و شتربان۔ نیز دیدبان اُس شخص کو بہی کہتے ہین جو کسی بلندی پر بیٹھکر دور دور کی چیزون کو دیکہتا رہے و بمعنے جاسوس یعنے سنگ سرمہ باوجودیکہ پتہر تہا مگر جب پسکر آنکھون مین گیا تو خود بینا اور صاحب دید بنگیا یعنے باعث بینائی چشم اور جزو بصارت بنگیا۔ حدیث شریف مین ہے علیکم بھذا الاثمد فانہ ینبت الشعر و یجلی البصر یعنے اے لوگو تم اس سرمہ لگانے کو اپنے اوپر لازم کرلو کیونکہ یہ پلکون کو اُگاتا ہے اور بصارت کو تیز کرتا ہے بعض نسخون مین دوسرا مصرع اسطرح دیکہا گیا ہے ع سنگ۔ بینائی شد اینجا دیدبان۔ اِسصورت مین اگر سنگ بینائی بلا اضافت ہے تو یہ معنے ہین کہ اے صاحب دید آنکھون مین آکر پتہر جزو بینائی بنگیا ہے اور اگر مع الاضافت ہے تو سنگ بینائی بمعنے اثمد یعنے سنگ سرمہ ہے یعنی آنکھون مین آکر سنگِ سرمہ صاحب دید اور جزوِ بصارت بنگیا **نکتہ** یہ پانچون شعر اس بات کی تمثیل ہین کہ اہل اللہ کی صحبت سے ظلماتِ جسمانی انوارِ روحانی سے بدلجاتے ہین پانچون شعرون کی تمثیل کو مضمونِ صحبتِ اہل اللہ پر مطابق کرلیجے۔

	اے خنک آن مردہ کز خود رستہ شد	**در وجودِ زندۂ پیوستہ شد**
ترجمہ	سچ تو یہ ہے مُردہ ہے وُہ خوش نصیب	جو کسی زندہ کا ہو جائے حبیب

شرح مردہ سے اہل غفلت اور زندہ سے اہل اللہ مراد ہین بعض نسخون مین مردہ کی جگہ مرد ہے۔ پہلا نسخہ اچہا ہے

	وائے آن زندہ کہ با مردہ نشست	**مردہ گشت و زندگی از وے بجست**
ترجمہ	زندہ جو مرد دن مین دیکہا مرگیا	حیف ہے کمبخت یہ کیا کر گیا

شرح یعنے جو انسان غافلون اور مردہ دلون کی صحبت مین بیٹہا گویا وُہ جیتے جی مرگیا۔ اہل غفلت و اہل دنیا کی صحبت مین بیٹہنا اس حدیث سے منع ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلے اللہ علیہ وسلم اِیَّاکُمْ وَمُجَالَسَۃَ الْمَوْتٰے قَالُوْا وَمَنِ الْمَوْتٰے

قَالَ الْاَغْنِیَاءُ مَوْتیٰ یُرِیْدُ بِہٖ اَہْلُ الدُّنْیَا یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مُردون کے پاس بیٹھنے سے پرہیز کرو صحابہ نے فرمایا مُردے کون ہین آپ نے فرمایا غافل دولتمند یا اہل دنیا **فائدہ** مولانا قدس سرّہ کا مقصود ان اشعار سے یہ ہے کہ آدمی کو اہل تصوف کی صحبت مین بیٹھا کرے اور اگر کوئی اہل دل صوفی نہ ملے تو قرآن مجید کی تلاوت کیا کرے آئندہ اشعار اسی مضمون کی جانب اشارہ کرتے ہین۔

	چون تو در قرآن حق بگریختی	**باروان انبیا آمیختی**
ترجمہ	غور کرکے تو اگر قرآن پڑھے	روح پاکِ انبیا سے جا ملے

شرح یعنی اگر تجکو ہمنشینی کے لیئے اہل تصوف نہ ملین تو کنج تنہائی مین بیٹھکر قرآن شریف سمجھکر پڑھا کر کیونکہ اسکا پڑہنا ارواح انبیا سے ملاقات کرنے کے مانند ہے اور سارے انبیا **صوفی ابو الوقت** گذرے ہین

	ہست قرآن حالہائے انبیا	**ماہیان بحرِ پاکِ کبریا**
ترجمہ	حال نبیون کا ہے قرآن میری جان	تہے وہ سب بحر خدا کی مچھلیان

شرح۔ دوسرا مصرع لفظ انبیا کا بدل یا عطف بیان ہے یعنے قرآن کیا چیز ہے نبیون کے حالات اور نبی کون ہین۔ دریائے عرفان و اسرار کی مچھلیان۔ بس تو اُنکے حالات دیکھنے گویا اُنسے ملاقات کرنی ہے۔

	ور بخوانی و نۂ قرآن پذیر	**انبیاء و اولیا را دیدہ گیر**
ترجمہ	ہو تلاوت اسکی گر بے فہم سے	انبیاء و اولیاء کی دید ہے

شرح یعنے اگر تو قرآن مجید کے فقط الفاظ پڑہتا ہے اور اُس سے نصیحت حاصل نہین کرتا یا اُسکے اسرار و معانی سے ناواقف ہے تو یہ سمجہ کہ گویا تونے دور سے انبیاء و اولیا کی زیارت کرلی گو اُنسے ملاقات نہین ہوئی مطلب یہ کہ گو قرآن مجید کے صرف الفاظ پڑہنے سے کوئی زبردست روحانی فائدہ حاصل نہین ہوسکتا تاہم اُسکی تلاوت ثواب سے خالی نہین **نکتہ** کسی کتاب کا بغیر سمجھے پڑہنا بالکل غیر مفید اور تضیع اوقات ہے مگر قرآن شریف ایسی کتاب ہے کہ اسے کوئی سمجھ کر پڑھے یا صرف لفظون کی تلاوت کرے کسی حال مین ثواب سے محروم نہ رہیگا۔

	ور پذیرائی چو برخوانی قصص	**مرغ جانت تنگ آید در قفص**
ترجمہ	معنی قرآن یہ ہو گر دسترس	مرغ جان پر تنگ ہوجائے قفس

شرح۔ قصص سے انبیا کے وہ قصے مراد ہین جو قرآن مجید مین مذکور ہین۔ الخطاب اُنکے پڑہنے سے تیرا مرغ روح قفس جسم مین تنگ ہوکر عالم ملکوت کی طرف اُڑ جائیگا **فائدہ** ملکوت یعنے بادشاہی اور صوفیون کے نزدیک یعنے عالم ارواح و عالم فرشتگان و عالم غیب۔ **وناسوت** یعنے عالم اجسام و عالم دنیا و یعنے شریعت و عبادت ظاہری **ولاہوت** یعنے عالم الٰہی اس مقام مین سالک کو مرتبۂ فنا فی اللہ حاصل ہوجاتا ہے لاہوت دراصل

لا الہ الاہو تہا آخر مین تار منقوطہ بڑہائی گئی اور بیچ مین سے چند حرف گھٹائے گئے تاکہ نامحرم اسرار اس لفظ کے معنے نہ سمجہ سکین بعض کے نزدیک اسکی اصل لاہو الاّہو ہے یعنے تجلّی صفات کوئی چیز نہین مگر ہان تجلّی ذات ۔ وجبروت بمعنے عظمت و بزرگی و تکبر اور اصطلاح صوفیہ مین عالم عظمتِ الٰہی و عالم جلال اسماء صفات و مرتبۂ وحدت ۔

	مرغ کو اندر قفس زندانیست	مے نجوید رستن از نادانیست
ترجمہ	جو قفس مین قیدی زندان ہے	وہ نہ ہونڈے راستہ نادان ہے

شرح یعنے جو جانور پنجرے مین رہکر رہائی کا مشتاق نہو وہ نادان ہے اسیطرح وہ لوگ محض جاہل ہین جو ظلمت جسمانی سے نجات پانیکا شوق نہین رکھتے اسلیئے اہل اللہ کی صحبت مین بیٹہنا ضرور ہے اگر وہ نہ ملین تو قرآن شریف کو سمجھکر پڑہنا لازم ہے ۔ بعض علمائے صوفیہ کا قول ہے کہ گذشتہ یا موجودہ کاملین مین سے جس کسیکے ملنے کا تجھے شوق ہو اُسکے کلام کو دیکہا کر کیونکہ استفادۂ کلام بہی بمنزلۂ صحبت ہے

	روحہائے کز قفسہا رستہ اند	انبیاؤ رہبر شائستہ اند
ترجمہ	اِس قفس سے جنکو حاصل ہے فتوح	انبیاء واولیا کی ہے وہ روح

شرح یعنے وہ روحین جو قفس جسم سے نجات پاگئی ہین انبیاء و اولیا کی روحین ہین ۔ الحاطب الٰہی کی پیروی کر

	از برون آواز شان آید بزن	کہ رہِ رستن ترا اینست این
ترجمہ	اُنکی آواز آتی ہے اے خوش صفات	آادہر آ ہے یہی راہِ نجات

شرح ۔ یعنی اُس عالم ارواح سے کہ جو عالم دنیا سے بیرون ہے انبیاؤ اولیا کی آوازین اس عالم دنیا پر آتی ہین اور اُن آوازونکا مضمون یہ ہے کہ نجات پانیکا راستہ یہی ہے جو ہمنے اختیار کیا ہے ۔ یعنے قیدِ جسم سے رہا ہونا اے شخص اگر تجھے بہی نجات مطلوب ہے تو ہمارا اتباع کر قید جسم سے رہا ہوکر واصل ہوجائے گا ۔

	ما بدین رستیم زین تنگین قفس	غیر این رہ نیست چارہ زین قفس
ترجمہ	ہم ہوئے ہین اِسکی برکت سے خلاص	ہے رہائی کی یہی اِک راہ خاص

شرح یہ شعر بہی انبیاؤ اولیا کی آواز کا تتمہ ہے اور تنگ قفس سے ظلمت جسمانی مراد ہے اور این رہ کا یہ مطلب ہے کہ بجز ترک صحبت اہل دنیا قفس جسم سے نجات پانیکا کچھہ علاج نہین ہے ۔

	خویش را رنجور ساز و زار زار	تا ترا بیرون کنند از اشتہار
ترجمہ	نفس کو تو اپنے رکھہ رنجور و زار	تا نہو دنیا مین تیرا اشتہار

شرح ۔ یعنی نجات پانیکا سب سے اچھا طریقہ اہل تصوف کی صحبت مین بیٹہنا ہے اگر یہ میسر نہو تو سمجھکر قرآن مجید پڑہنا یہ بہی حاصل نہو تو نبیون کے اقوال و احادیث اور اولیاء اللہ کے ملفوظات کو دیکہنا یا سُننا اگر یہ بہی ممکن نہو

تو اے شخص اپنے نفس کو ضعیف اور مریض بنا۔ اُسے معیوب اور ذلیل سمجھ اپنی حالت پر گریہ وزاری کر اس کثرت سے تیری شہرت جاتی رہیگی لوگ معیوب اور غمگین سمجھکر تیری طرف بہت کم متوجہ ہونگے۔ اور شہرت سے بچنا اسلئے لازم ہے کہ آدمی مشہور ہوکر مرجع خلایق بنجاتا ہے اور اُسے مُردون یعنے اہل دنیا اور مالدارون سے زیادہ صحبت رکھنی پڑتی ہے اور یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ مُردونکی صحبت زندہ کو مُردہ بنا دیتی ہے

	اشتہارِ خلق بند محکم ست	در رہ این از بند آہن کے کم ست
ترجمہ	اشتہارِ خلق ہے بندِ گران	ہے یہ اک زنجیر آہن میرجان

شرح یعنے خلقت مین مشہور ہونا لوہے کی ایک مضبوط زنجیر ہے جو سالک کو قیدِ جسم سے ہرگز رہائی نہین دیتی

	یک حکایت بشنو اے زیبا رفیق	تا بدانی شرطِ این بحر عمیق
ترجمہ	داستان اک اور سن لے اے رفیق	تا ہو علمِ حالتِ بحرِ عمیق

شرح۔ شرط۔ بادِ موافق جس سے جہاز موافق مقصود دریاؤن مین چلتا ہے یعنے ہم تمثیلاً ایک حکایت بیان کرتے ہین جس سے تجکو اس بحرِ عمیق (راہِ سلوک وعرفان) کی باد موافق کا حال معلوم ہو جائیگا۔ اور یہ بات کھل جائیگی کہ ترک شہرت کے سبب ظلمتِ جسمانی سے نجات مِل سکتی ہے۔ باد موافق سے وُہ ترکیب مراد ہے جسپر عمل کرنے سے رہائی اور ہمیشہ کی زندگانی نصیب ہو اور جسکا ذکر طوطی کی حکایت مین آتا ہے

قصۂ بازرگان کہ بہندوستان بتجارت میرفت وپیغام دادن طوطی محبوس بطوطیان ہندوستان

ایک سوداگر کا تجارت کے لیئے ہندوستان جانا اور اُسکے طوطی کا ہندوستان کی طوطیونکو پیغام دینا

شرح۔ یہ حکایت مضمون گذشتہ کی توضیح اور اس شعر کی تمثیل ہے۔ خویش را رنجور ساز وزار زار۔ چنانچہ اس سوداگر کی طوطی نے ہند کی طوطیون کی آواز سُنکر ازراہ مکر اپنے آپ کو مردہ بنالیا اور قفس سے رہائی پائی اسیطرح خدا کے باغ کی طوطیون (انبیا واولیا) کی آواز یعنے اُنکے اقوال واحادیث سُنکر سالک کو موت سے پہلے مرجانا چاہیئے۔ تاکہ قفس جسم سے رہائی پاکر عالم ملکوت تک رسائی ہو۔

	بود بازرگانے اوراطوطیئے	در قفس محبوس زیبا طوطیئے
ترجمہ	ایک طوطی تھا کسی تاجر کے پاس	پنجرے مین قید اور پابند یاس
	چونکہ بازرگان سفر را ساز کرد	سوے ہندستان شُدن آغاز کرد
ترجمہ	ناگہان پیش آگیا اُسکو سفر	عزم ہندستان پر باندہی کمر
	ہر غلام وہر کنیزک را ز جود	گفت بہر تو چہ آرم گوی زود
ترجمہ	ہر غلام و ہر کنیزک سے کہا	لاؤن کیا تیرے لیئے سچ سچ بتا

شرح چونکہ یہ سوداگر سخی آدمی تہا اسلیئے اُسنے تمام لونڈی غلاموں سے اُنکی خواہش کا سوال کیا

ہر یکے از وے مرادے خواست کرد — جملہ را وعدہ بداد آن نیک مرد

ترجمہ کی طلب اُس سے مراد ایک ایک نے — سب سے وعدہ کرلیا اُس نیک نے

شرح یعنے تمام لونڈی غلاموں نے جو سوغات چاہی سوداگر نے ہندستان سے اُسکے لانیکا پختہ وعدہ کرلیا

گفت طوطی را چہ خواہی ارمغان — کارمت از خطۂ ہندوستان

ترجمہ پہر کہا طوطی سے کہہ کیا چاہیئے — لاؤن ہندستان سے تیرے لیے

شرح یعنے چونکہ طوطی بہی سوداگر کا نہایت محبوب اور مدت کا پلا ہوا جانور تہا اسلیئے اُسکے خواہش کا بہی لحاظ کیا

گفتش آن طوطی کہ آنجا طوطیان — چون بہ بینی کن زحال من بیان

ترجمہ یہ کہا طوطی نے ہین وان طوطیان — اُسنے میرا حال کر دینا بیان

شرح چونکہ سفر مین وطن والون کی یاد زیادہ ستاتی ہے اور خاص کر مصیبت کے وقت آدمی اپنے ہمجنسون اور ہموطن والون کو زیادہ یاد کیا کرتا ہے اسلیئے طوطی نے سوداگر سے صرف یہ ارمغان چاہا کہ میرا حال بیان کرکے ہندوستان کی طوطیان جو کچہ اُسکا جواب دین مجہے لاکر دیدینا اسکے سوا مین کچہ نہین چاہتا۔ ارمغان تحفہ سوغات

کہ فلان طوطی کہ مشتاق شماست — از قضائے آسمان در حبس ماست

ترجمہ اور یہ کہنا کہ وہ مایوس ہے — گردش افلاک سے محبوس ہے

بر شما کرد او سلام و داد خواست — وز شما چارہ و ارشاد خواست

ترجمہ ہے پس تسلیم طالب داد کا — اور خواہان چارہ و ارشاد کا

شرح یہ کن زحال من بیان کی تشریح ہے یعنے میرے پیارے آقا سوداگر تو ہندوستان کی طوطیونکو میری طرف سے سلام کے بعد یہ کہنا کہ فلان طوطی جو ہندوستان ہی کا رہنے والا اور تمہارا ہمجنس ہے اتفاق سے ہمارے پنجرے مین قید ہے اور تم سے داد چاہتا ہے اُسی مخلصی کی کوئی تدبیر بتاؤ اور اُسکے نجات کے بابت کچہ ارشاد کرو وہ بیچارہ تمہارے ملنے کا بڑا اشتیاق ہے۔

گفت می شاید کہ من در اشتیاق — جان دہم اینجا بمیرم در فراق

ترجمہ کیا یہ لایق ہے کہ فرطِ اشتیاق — جان لے میری مجہے مارے فراق

شرح گفت کا قائل طوطی ہے اور میشاید کہ من در اشتیاق اُسکا مقولہ ہے یعنی اے سوداگر اُن طوطیون سے میری جانب سے یہ بہی کہنا کہ یہ بات لایق نہین کہ مین تو اشتیاق مین اپنی جان دون فراق مین مرجاؤن اور تمہین خبر بہی نہو یہ بات ہموطنی ہمجنسی ہمدردی اور دوستی سے بالکل بعید اور خلاف انصاف ہے۔

این روا باشد که من در بند سخت	گہہ شما بر سبزہ گاہے بر درخت
ترجمہ کیا یہ لایق ہے کہ مجکو قیدِ سخت	اور تمکو سبزۂ و سیرِ درخت
اینچنین باشد وفائے دوستان	من درین حبس و شما در بوستان
ترجمہ ہے یہی شرطِ وفائے دوستان	قید مجکو اور تمکو بوستان

شرح یعنے میری طرف سے یہ کہنا کہ اے ہندوستان کی طوطیون کیا تمہارے نزدیک یہ جائز ہے کہ مین قید مین رہون اور تم سبزہ زار اور جنگلون کی سیر کرتے پہرو کیا وفاداری کے یہی معنے ہین کہ مین زندان مین رہون اور تم بوستان مین تمہین انصاف کرو کہ وفاداری اسی کو کہتے ہین۔

یاد آرید اے مہان زین مرغ زار	یک صبوحی در میان مرغزار
ترجمہ میری جانب سے بطورِ یادگار	اک صبوحی درمیان مرغزار

شرح یعنے میرےجانب سے یہ کہنا کہ اے طوطیو کسی دن اس مرغ ضعیف کی یاد مین بہی ایک صبوحی نوش کرلینا مرغ زار سے سوداگر کی طوطی نے اپنی ذات کو مراد رکہا اور مرغزار سبزہ زار کو کہتے ہین۔ مرغ بمعنے دوب صبوح وہ شراب جو صبح کے وقت نوش کیجاتی ہے اور صبوحی بیائے مصدری صبح کے وقت شراب پینا۔ اس شعر مین صبوحی بیائے معروف ومجہول دونو طرح جائز ہے یا یہ معنے ہین کہ کسی دن صبح کے وقت سبزہ زار مین اس دور اُفتادہ کو بہی یاد کرلینا کیونکہ صُبُوح بضمتین بمعنے وقت صبح بہی آیا ہے۔ اور شراب پینے کے معنون مین صَبوحی بفتح اول ہے۔ لفظ مہان تعظیمی خطاب ہے جو اُس محبوس طوطی نے طوطیان ہند کو دیا ہے لیکن یہان مہان سے وہ عاشقان الٰہی مراد ہین جو مشاہدہ کے باغ مین شرابِ محبت ربانی نوش کر رہے ہین اور مرغزار سے سالک اور صبوحی سے ذوق روحانی اور شوق معنوی یعنے اے عاشقان الٰہی شرابِ وحدت پینے وقت سالک اور طالبِ عرفان کو بہی یاد کرلیا کرو کیونکہ وہ بہی تمہارے دامن سے بندہا ہوا ہے مگر چونکہ گم کردہ راہ اور تشنۂ شرابِ محبت ہے اسلئے تمسے مدد چاہتا ہے۔

یاد یاران یار را میمون بود	خاصہ کان لیلی و این مجنون بود
ترجمہ یاد ہے یارون کی یارون کو ضرور	خاصکر جب عشق ہو اے پر شعور

شرح یعنے ہر حالت مین دوست کو یاد رکہنا بہتر اور مبارک ہے۔ خاصکر اُس حالت مین کہ وہ دوسرا یا لیلی ہو اور یہ دور اُفتادہ مجنون یعنے معشوق کا عاشق کا یاد کرنا بہ نسبت اورون کی یاد کے بہت اچہا ہے۔ اس شعر مین طوطی تاجر نے اپنے آپ کو مجنون اور طوطیان ہند کو لیلی قرار دیا ہے یا لیلی سے وہی عاشقان الٰہی مراد ہین جو مرتبۂ معشوقیت تک پہنچ گئے ہین اور مجنون سے طالبِ صادق اور تقریر شعر وہی ہے جو پہلے شعر کی تہی

اے حریفان بابتِ موزون خود | من قدحها میخورم از خون خود

ترجمہ | وصل اب تمکو بتِ موزون سے ہے | اور میرا جام دل کے خون سے ہے

شرح یعنے اے طوطیون تم اپنے معشوق (آزادی) کے مصاحب بنے ہوئے شرابِ وصال کے مزے اڑا رہے ہو اور مین خون جگر کی شراب پی رہا ہون یہ اُس صورت مین ہے کہ یہ شعر طوطی کا مقولہ ہو اور اگر طالب کی زبان سے مولانا کا مقولہ ہے تو یہ مطلب ہے کہ اے عاشقان الٰہی تم اپنے معشوق کے ساتھ وصال کے مزے چکھو اور مین فراقِ محبوب مین خون جگر پیون افسوس تم میری حالت پر توجہ نہین کرتے بعض نسخون مین اے حریفان بے بتِ موزونِ خود ہے۔ اسصورت مین معنے ظاہر ہین۔

یک قدح مے نوش کن بر یادِ من | گر ہمی خواہی کہ بدہی دادِ من

ترجمہ | نوش کر اک جام میری یاد پر | گر تجھے انصاف ہے مد نظر

شرح اس شعر مین خلافِ اشعار گذشتہ طوطی تاجر نے ہند کی طوطیون کو بصیغۂ واحد یاد کیا ہے اسکا سبب یہ ہے کہ وہ سب بباعثِ اتحادِ دلی ایک ہین یا یہ کہ مولانا نے طالب کی زبان سے عاشقان الٰہی اور مرشدان کامل کو بدین سبب کہ وہ سب وحدتِ حقیقی کے عاشق اور ایک شمع کے پروانے ہین بصیغۂ واحد تعبیر کیا ہے داد سے مراد حق ہے یعنے طالب مُرشد کامل سے یہ کہتا ہے کہ اے مُرشد جامِ وحدت سے شرابِ محبت پیتے وقت مجھے نہ بھولنا یا علٰے ہذالقیاس طوطی تاجر طوطیانِ ہند کو خطاب کر رہا ہے

یا بیاد این فتادہ خاک بیز | چونکہ خوردی جرعۂ بر خاک ریز

ترجمہ | یہ نہین تو داد دے اے دادگر | چند قطرے ہی گرادے خاک پر

شرح یعنے اے طوطیان ہند یا اے مُرشد کامل اگر تو میری یاد مین شرابِ محبت نہین پیتا تو میرے نام کا ایک گھونٹ زمین ہی پر گرادے یعنے دِل سے نہین تو اوپری ہی دِل سے مجھے یاد کر لیا کر عرب کا مقولہ ہے وللارض من کاس الکرام نصیبٌ یعنے سخیون کے پیالے مین سے کچھ گرا پڑا زمین کو بھی ملجاتا ہے کریمون کے فیض سے کوئی شے محروم نہین رہتی فارسیون کا محاورہ ہے بیاد کسے شراب خوردن یا جرعہ بر خاک ریختن بمعنے یاد کردن در محل یاد یعنے کسی کی یاد مین شراب پینی یا شراب کے گھونٹ زمین پر گرانے یہ معنے رکھتا ہے کہ اُسکو یاد کے موقع پر یاد رکھے یہ بات غایت دوستی کے زمانہ مین ہوتی ہے

اے عجب آن عہد و آن سوگند کو | وعدہ ہائے آن لبِ چون قند کو

ترجمہ | حیف ہے کیا ہو گئے عہد و قرار | اور وہ سب وعدہ ہائے خوشگوار

شرح یہان سے خاص مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے آپ قصہ کو چھوڑ کر مناجات الٰہی مین مشغول ہوے ہین

گویا آپ طالب کی زبان سے یہ فرماتے ہین کہ ایخدا تو اپنے اقرار کے موافق ہمین قیدِ جسم سے رہائی دیکر عالمِ ملکوت تک طاقتِ پرواز کیون نہین دیتا۔ اللہ تعالےٰ کا اقرار اس آیت سے نکلتا ہے وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ یعنے جو لوگ ہمارے رستہ مین کوشش کرینگے ہم ضرور اُنکو رستہ دکہادینگے اور بیشک خدا نیکون کارون کے ساتھ ہے نکتہ گو ذاتِ الٰہی لب و چشم وغیرہ سے پاک ہے مگر یہ کلمات شوقیہ ہین جو حالتِ وجد مین عاشق کی زبان سے نکلجاتے ہین اور ایسی حالت مین عاشق معذور ہوتا ہے اور اگر یہ شعر صرف طالب کا مقولہ ہے تو یہ معنے ہین کہ اے انبیاء و مرسلین و سوائے عاشقانِ الٰہی وہ اقرار جو ہماری ارواح نے ہماری ہدایت و ارشاد کے لیئے ازل مین کیئے تہے کیا ہوئے تم اپنی باطنی کوشش سے ہمین اپنی طرف کیون نہین کہینچتے عاشقانِ الٰہی کا اقرار اس آیت سے نکلتا ہے وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ وَمِنْکَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰھِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ یعنے ہمنے تمام پیغمبرون سے اوسے پیغمبر عرب تجہسے اور نوحؑ اور ابراہیمؑ اور موسےؑ اور عیسےؑ سے اسبات کا اقرار لیا کہ خدا کو ایک جانو اور اپنی اپنی اُمتونکو توحید کی طرف بلاؤ اور اگر یہ شعر طوطی کا مقولہ ہے تو یہ معنے ہین کہ اے طوطیانِ ہند وہ جو ہم مین تم مین اس سے پہلے وفا اور یکدلی اور محبت کے اقرار و قول و قسم تہے وہ کیا ہوے اور تم مجہے کیون بہول گئے۔

	گر فراق بندہ از بد بندگیست	چونتو با بد بد کنی پس فرق چیست	
ترجمہ	ہجر اگر بد بندگی کی ہے سزا	فرق کیا ہے بد بدی کی ہے جزا	

شرح یہ شعر بہی طوطی اور مولانا کی زبان سے طالبِ صادق دونو کا مقولہ ہو سکتا ہے۔ اور لفظ تو خطاب طوطیانِ ہند یا مرشدانِ کامل کی طرف ہے اور بد بندگی سے جرم و گناہ اور بندہ سے اپنی ذات مراد ہے نیز ممکن ہے کہ یہ خاص مولانا کا مقولہ ہو اور خطاب تو بجناب اللہ تعالےٰ یعنے اگر تونے بندہ کو اُسکی تقصیرات کے باعث اپنے وصال سے محروم کر رکہا ہے۔ تو اسکا کیا جواب ہے کہ تو بہی بد کو مکافات بد دیتا ہے جو تیری شانِ کریمی اور بمقتضائے رحمتی وسعت کل شئے سے بعید معلوم ہوتا ہے کیسے خوب کہا ہے رباعی

ناکردہ گناہ در جہان کیست بگو ✤ آنکس کہ گنہ نکرد چون زیست بگو ✤ من بد کنم و تو بد مکافات دہی ✤ پس فرق میان من و تو چیست بگو

اگرچہ مولانا کا یہ مقولہ بظاہر جزاء سیئۃ سیئۃ کے خلاف ہے مگر فی الواقع یہ راز و نیاز اور غلبہ عشق کی باتین ہین اسلیئے بعض الفاظ حد ادب سے تجاوز کر گئے ہین اس سے یہ مقصود نہین کہ بد کی جزا بد نہوا کرے بلکہ یہ مطلب ہے کہ عفو ہر حالت مین بہتر ہے۔ بدی کی سزا کو بدی کہنا باعتبار مشاکلت ہے فی الواقع بدی نہین

	این بدی کہ تو کنی در خشم و جنگ	با طرب تر از سماع و بانگ چنگ	
ترجمہ	وہ بُرائی جو کرے تو جنگ سے	با طرب تر ہے سماع چنگ سے	

شرح یعنے تیرہ بدی جو خشم و جنگ کی حالت مین کرتا ہے سماع بانگ چنگ سے بہتر ہے - آخر تک ان اشعار کو مقولہ طوطی اور مقولہ طالب بطور خطاب با طوطیان ہند و مرشدان کامل کہا جائے تو بجا ہے چنانچہ ذوق سلیم خود معلوم کرلیگا لیکن ہم وہ معنے بیان کرتے ہین جو سب سے دقیق ہین - یعنے یہ سب مولانا کے مقولے ہین اور خطاب اللہ تعالے کی جانب ہے - اس اعتبار سے شعر کا یہ مطلب ہے کہ خشم حق سبحانہ و تعالے عارفون کے نزدیک عین رحمت ہے کیونکہ وہ خوب جانتے ہین کہ رحمت غصہ مین مضمر ہے - البتہ عام آدمی کے آنکھون پر پردہ ہے وہ رحمت کو خشم مین مشاہدہ نہین کرسکتا - یا خشم سے مراد ظاہری خشم ہے جو ہمارے نزدیک قہر ہے مثلاً وجود عارضی کو فنا کرکے حیات ابدی عطا فرمایا زناکار کو گناہ سے پاک کرنے کے لئے سنگسار کرنا بظاہر قہر معلوم ہوتا ہے مگر فی الواقع مہر ہے -

	اے جفائے تو ز رحمت خوبتر	**وانتقام تو ز جان محبوب تر**
ترجمہ	ہے جفا تیری دفا سے خوبتر	اور بدلا جان سے محبوب تر

شرح - یہ پہلے مضمون کی تکمیل ہے یعنے اجل تو حیات کے فانیہ کی عوض مین حیات باقیہ دیتا ہے - اسلئے تیری ظاہری جفا یعنے گناہونکا انتقام جان سے زیادہ عزیز ہے - کیونکہ تیرے غضب مین تیری رحمت پنہان ہوتی ہے گو عوام کو نظر نہین آتی بعض نسخون مین رحمت کی جگہ دولت ہے جس سے مراد دولت دنیا ہے

	نار تو اینست نورت چون بود	**ماتم این تا خود کہ سورت چون بود**
ترجمہ	ہے یہ تیری نار کیا ہے شان نور	ماتم ایسا ہے تو کیسا ہے سرور

شرح - یعنے جب نار عشق حقیقی جو باعث صفائے روح ہے یہ مرتبہ رکھتی ہے تو وہ نور جو بعد عشق حقیقی حاصل ہوتا ہے کس مرتبہ کا ہوگا اور ماتم و مصیبت عشق حقیقی مین ایسی کیفیت ہے تو سرور وصال مین کسقدر لذت ہوگی یا یہ معنے ہین کہ جب تیرے غضب مین رحمت پنہان ہے تو رحمت مین کسقدر عنایتین پوشیدہ ہونگی

	فی المثل جورت اگر عریان شود	**عالم ار گریان بود خندان شود**
ترجمہ	جور تیرا گر عیان ہو فی المثل	خندۂ شادی ہو گریہ کا بدل

شرح - یعنے اگر تیرے قہر کی حقیقت اس عالم مین ظاہر ہوجائے تو اسقدر لذت حاصل ہو - کہ غمگین لوگ مسرور ہوجائین اور رونے والے ہنس پڑین مگر یہ مسرت عارفان کامل کے ساتھ مخصوص ہے جو راضی برضائے حق ہین اور غضب کو باعث رحمت خیال کرتے ہین انکے نزدیک قہر الٰہی اسکی رحمت کا ایسا پیش خیمہ ہے جیسا ابر بارش کا یہی سبب ہے کہ مومن آیندہ نجات کی امید پر دوزخ کو بھی جنت سمجھتے ہین البتہ کافر اس سے محروم ہین انکو عذاب مین طرب و راحت نہین ملتی اور نہ دوزخ سے رہائی کی امید ہے -

از حلاوتہا کہ دارد جور تو	وز لطافت کس نیابد غور تو
ترجمہ وہ مزا ہے یار تیرے جور مین	آ نہین سکتا جو فکر و غور مین

شرح۔ لفظ وز لطافت معطوف بر حلاوت ہے یعنے تیرے جور کی حلاوتین اور لطافتین اسقدر ہین کہ کسی کے فہم و غور مین نہین آسکتین۔ پہر نہ معلوم کہ ترا کرم و احسان کسقدر باحلاوت ہوگا اُسکی تہ کو پہنچنا مشکل ہے

یاد آور از محبت ہائے ما	حق مجلسہا و صحبتہائے ما
ترجمہ یاد کر اگلی محبت یاد کر	حق مجلس ہاؤ صحبت یاد کر

شرح یعنی اے خدا تو ہمین اپنی رحمت سے نہ بہول کیونکہ ہم مستحق رحمت ہین۔ حق مجلس و صحبت سے وہ عالم ازل مراد ہے جبکہ روحین صرف اللہ تعالٰے کے علم مین تہین اور اُس خلوت مین کوئی بیگانہ موجود نہ تہا اور عالم دنیا بہی مراد ہوسکتا ہے کیونکہ عارف دنیا مین بہی اُسی کی مجلس کے بیٹہنے والے ہین۔ چنانچہ قرآن مجید مین آیت وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ موجود ہے اِس آیت کی تفسیر اور معیت کے معنے ابہی ابہی بیان ہوچکے ہین۔

نالم و ترسم کہ او باور کند	وز ترحم جور را کمتر کند
ترجمہ خوف ہے شکوہ نہ وہ باور کرے	رحم آ کے جور کو کمتر کرے

شرح۔ اِس سے پہلے اشعار مین معشوق حقیقی کو بصیغۂ خطاب یاد کیا گیا تہا۔ اور اِن اشعار مین بصیغۂ غائب اِس سے صاف ظاہر ہے کہ مولانا حالتِ وجد مین مناجات کر رہے ہین۔ کہین اُسے حاضر سمجہا ہے کہین غائب مطلب شعر یہ ہے کہ مین فراقِ حبیب مین روتا ہی ہون اور اس سے ڈرتا ہی ہون کہ وہ میرے نالے کو قبول کر کے کہین اسمین تاثیر نہ عنایت کردے کیونکہ عاشق کا نالہ شکر بصورتِ شکایت ہوتا ہے اور شکر اللہ تعالٰے کے نزدیک مقبول ہے۔ اور قبول کرنیکے یہ معنے ہین کہ وہ مجہپر رحم کرے اور رحم کا یہ نتیجہ ہے کہ جور کم کردے حالانکہ مین اُسکے جور کا کم ہونا نہین چاہتا۔ خواہ قہر ہو یا مہر ہر چہ از دوست میرسد نیکوست

عاشقم بر قہر و بر لطفش بجد	اے عجب من عاشق این ہر دو ضد
ترجمہ اُسکے قہر و لطف پہ عاشق ہون مین	ہر دو ضد کا عاشق صادق ہون مین

شرح جد بمعنے کوشش و شوق یعنی مین اُسکے لطف قہر دونو پر بڑے شوق سے عاشق ہون کیونکہ قہر مین اُسکا لطف پنہان ہے مجہے آنکہون سے نظر آرہا ہے یہ مرتبہ خاص اولیا اللہ کا ہے۔

عشق من بر مصدر این ہر دو شد	چون نباشد عشق کز وی نیست بُد
ترجمہ عشق ہے مصدر سے مجکو بالیقین	کیونکہ اُسکے عشق سے چارہ نہین

شرح مصدر بفتح المیم وصیغۂ ظرف بمعنے جائے صدور و بضم المیم و کسر دال بصیغۂ اسم فاعل دونو طرح صحیح ہے

یعنے میرا عشق موجد خیر و شر و مصدر وفا و جفا کے ساتہ ہے اور ایسی ذات پاک کا عشق کیونکر نہو جس سے کسیطرح چارہ نہو یہ ہم بار بار بتا چکے ہین کہ ہر حالت مین راضی رہنا اولیاء اللہ کا کام ہے اِس سے عوام مراد نہین

	واللہ ار زین خار در بستان شوم	ہمچو بلبل زین سبب نالان شوم
ترجمہ	خار سے گر جاؤن سوئے بوستان	صورت بلبل رہون نالہ کنان

شرح یعنے عاشق لطف و قہر جفا و وفا دونون کو بلا تفریق قبول کرتا ہے جسطرح بلبل کہ موسمِ خزان مین بہی کانٹون پر بیٹہکر فراق گل مین نالان رہتا ہے اور موسمِ بہار مین بہی شاخ گُل تک پہنچکر اُسیطرح گریان ہے مطلب یہ کہ اگر مین صفاتِ قہر سے صفات لطف یا بلاء عشق حقیقی سے راحتِ دنیا کی طرف انتقال کر جاؤن تو صفات قہر کے مشاہدہ کے لیئے بلبل کی طرح نالان رہونگا۔ کیونکہ عشاق عین قہر مین لطف اور عینِ لطف مین قہر کا مشاہدہ کرتے رہتے ہین اور صفات الٰہی مین سے اُنکا علم اِن دونو صفتون کا جامع ہوتا ہے

	این عجب بلبل کہ بکشاید دہان	تا خورد او خار را با گلستان
ترجمہ	کہولکر یہ بلبل عجب دہان	کہا گیا خار اور گل کی پتیان

شرح یعنے عاشق الٰہی عجب طرح کا بلبل ہے کہ پہول کی پتیان کہانے کیلیئے جسطرح چونچ کہولتا ہے اُسیطرح کانٹون کے لیئے مُنہ پہاڑتا ہے مطلب یہ کہ لطف و قہر دونون سے رضامند ہے بلکہ عارفِ کامل قہر سے زیادہ خوش ہوتا ہے کیونکہ اسکا انجام رحمت ہے۔

	این نہ بلبل این نہنگ آتشی ست	جملہ ناخوشہا ئے عشق او را خوشی ست
ترجمہ	ہے یہ بلبل یا نہنگ آتشی	ناخوشی کو جو سمجہتا ہے خوشی

شرح نہنگ کو آتشی یا تو اسلیئے کہا کہ بعض نہنگون کے مُنہ سے آگ کے شعلے نکلا کرتے ہین یا اِسلیئے کہ نہنگ بہی آگ کی طرح اجسام کو فنا کرنے اور کہا جانے والا جانور ہے مطلب یہ کہ عاشق الٰہی جسکو ہم بلبل کہہ چکے ہین ایک نہنگ آتشی ہے جسطرح نہنگ بلاتمیز کافر و مومن و مطیع و عاصی ہر کسیکو کہا جاتا ہے اسیطرح عاشق صادق اُسکے لطف و قہر دونون کو بڑی خوشی سے قبول کر لیتا ہے بلکہ قہر مین بامید مشاہدہ لطف اُسکو زیادہ سرور حاصل ہوتا ہے البتہ عوام اس بات کو نہین سمجہ سکتے کہ اُسکے غضب مین کسطرح کی مہربانیان مضمر ہین

	عاشق کل ست و خود کل ست او	عاشقِ خویش ست و عشقِ خویش جو
ترجمہ	عاشق کل ہے وہ کل بے گفتگو	عاشق اپنا اور اپنا عشق جو

شرح کل سے مراد حقیقت جامعۂ حق ہے مطلب یہ کہ عاشق حق اُسکی حقیقت جامعہ کا عاشق ہے بلکہ وہ اپنے وجود انسانی کو مشاہدہ باقی مین فنا کرکے خود واصل کل یعنے واصل حقیقت جامعہ ہو گیا ہے اور اُسکا عشق

اسماء قہریہ کے ساتھ ایسا ہی ہے جیسا کہ اسماء لطفیہ کے ساتھ وہ جیسا اسم یا معز کو محبوب جانتا ہے ایسا ہی اسم
یا مذل کو اور چونکہ عاشق صادق وجود انسانی سے نکلکر واصل کل اور فانی اللہ ہوگیا ہے اسلیئے اب خدا کا عاشق
نہین رہا بلکہ اپنا عاشق اور اپنے ہی عشق کا جویا ہے چونکہ اس بحث کی زیادہ شرح خیال کو عینیت کی طرف کھینچتی
ہے اسلیئے سوائے خاموشی کے اور کچھ چارہ نظر نہین آتا خلاصہ یہ کہ عاشق صادق ہو تو مرتبہ معشوقیت پر پہنچ جاتا ہے

	صفت اولی اجنحۂ طیور عقول الٰہی	
ترجمہ	پردار جانورون یعنی طیور عقول الٰہی کا بیان	

شرح اولی اجنحۂ طیور مین اضافت صفت بسوئے موصوف ہے اور یہ صفت موصوف مبدل منہ ہین۔ اور
عقول الٰہی اسکا بدل یعنے یہ بستان الٰہی کے ان طیور کا بیان ہے جو صاحب پر ہین اور یہ طیور عقول الٰہی
ہین۔ صوفیہ کے نزدیک ارواح نورانیہ کو عقول کہتے ہین۔ ارواح کے پانچ مراتب ہین۔ اول روح حساس
جو انسان و حیوان بوڑھے بچے سب مین برابر ہے دوم روح خیالی۔ جو حواس ظاہرہ سے معلوم شدہ
چیزون کو یاد رکھتی ہے۔ اور حاجت کے وقت ان چیزونکو عقل کی طرف منتقل کردیتی ہے۔ یہ روح بہائم مین
ہوتی ہے بچون مین نہین ہوتی۔ شلاً بہائم آگ دیکھکر اتنا جان لیتے ہین کہ یہ موذی شے ہے اور اسکو یاد بھی
رکھتے ہین کبھی آگ کے پاس جانیکا موقع آجائے تو عقل سے کام لیتے ہین اور اسمین گرنا نہین چاہتے بچے
ایسا نہین کرسکتے سوم روح عقل جو ایسے ضروری مطالب کا ادراک کرتی ہے جو حس ظاہر سے خارج ہین
یہ روح نہ بہائم مین ہے نہ بچون مین۔ چہارم روح فکری۔ جو علوم عقلیہ اور مخفیہ کا ادراک کرکے انکو اپنی معلومات
مین داخل کرلیتی ہے۔ تاکہ کشائش ابواب معرفت پر قادر ہوجائے یہ روح علماء کی ہے۔ پنجم روح قدسی یہ انبیاء
اور بعض اولیا کے لیئے مخصوص ہے اس سے اسرار تجلی ظاہر ہوتی ہین۔ اور طیور الٰہی ایسی ہی ارواح کا نام ہے
جو قسم پنجم مین داخل ہین اور انکے پر (عشق و شوق اور گریہ) انہین بشریت کے جنگل سے فضائے احدیت
تک اُڑا لیجاتے ہین۔ حدیث انما نسمۃ المؤمن طائر یعلق فی شجر الجنۃ کے یہی معنے ہین۔ کہ روح مومن ریاض جنت
اور قرب الٰہی مین سیر کرتی پھرتی ہے۔ کیونکہ مومن کو مرتبۂ موتوا قبل ان تموتوا حاصل ہے اگرچہ بحسب ظاہر اسکی روح
نفس وجود مین قید ہو مگر باعتبار باطن وہ ریاض قرب مین ہے یا وہان تک پہنچنے کی کوشش کررہی ہے

	قصہ طوطی جان زمینان بود		کو کسے کو محرم مرغان بود
ترجمہ	ہے اسی صورت سے حال مرغ جان		واقف اسرار مرغ جان کہان

شرح یعنے جسطرح یہ طوطی سوداگر اپنی مخلصی کی کوشش اور تدبیر کر رہا ہے یہی حال طوطی روح کا نفس وجود
مین ہے کہ رہائی مگر ایسا شخص کہان ہے کہ مرغان روح کی آواز اور انکے کلام کو سمجھے اور محرم اسرار ہو کر انکو

قیدِ وجود سے مخلصی دلوائی ۔ اور اُنکی آشیانون تک پہنچا دے ۔

	کو یکے مُرغِ ضعیفے بیگناہ	واندرون او سلیمان با سپاہ
ترجمہ	ہے کہان مُرغِ ضعیفِ بیگناہ	جوکہ باطن مین ہو شاہ با سپاہ

شرح یہان سے اولی اجنحۂ طیور کا بیان شروع ہوتا ہے مرغ ضعیف اور بیگناہ سے انسان کامل مراد ہے جو باعتبار عبدیت و بشریت ناتوان ہے چنانچہ قرآن مجید مین ہے خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا اور باعتبار باطن نہایت قوی ہے انسان کامل سے اگر انبیا مراد ہین تو اُنکی بیگناہی ظاہر ہے ۔ اور اگر اولیا مراد ہین تو بیگناہ بمعنے محفوظ ہے کیونکہ ولی کبیرہ گناہون سے بچا رہتا ہے اور سلیمان با سپاہ سے ذاتِ حق مع جمیع اسماء و صفات مراد ہے یعنی ایسا انسان کامل کہان ہے جو بظاہر ضعیف و بیگناہ اور بباطن سلیمانِ با سپاہ ہو یعنی اُسکے باطن مین ذاتِ حق مع اسماء و صفات جلوہ گر ہو اور جو اِس حدیث کے معنے کا پورا مصداق ہو کہ لَا یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِی الْمُؤْمِنِ التَّقِیِّ یعنی زمین و آسمان مین میرے رہنے کی گنجایش نہین لیکن مین ایسے بندۂ پرہیزگار کے دل مین رہ سکتا ہون ۔ ایک حدیث مین یہ بہی ہے کہ مین ٹوٹے ہوے دلون مین رہتا ہون

	چون بنالد زار بے شکر و گلہ	اُفتد اندر ہفت گردون غلغلہ
ترجمہ	نالہ جب کرتا ہے بے شکر و گلہ	آسمان ہوتے ہین وقفِ غلغلہ

شرح یہ بہی انسان کامل کی صفت ہے یعنی جب وہ بلا طریق شکر و شکایت بلکہ بطریق ذوق و شوق روتا ہے تو آسمانون کے فرشتون مین اضطراب واقع ہوجاتا ہے ۔ بلکہ عرشِ الٰہی کانپ جاتا ہے ۔

	ہر دمش صد نامہ صد پیک از خدا	یاربے زو شصت لبیک از خدا
ترجمہ	اُسکے پاس آتے ہین صد پیک خدا	ایک یا رب شصت لبیک خدا

شرح یعنی اُسی انسان کامل کی صفت یہ بہی ہے ۔ کہ ہر سانس کے مقابلہ مین جو اُسکے سینے سے نکلتی ہے سو نامے اور سو قاصد اللہ تعالےٰ کی طرف اُسکے پاس پہنچتے ہین صد اور شصت سے کثرت اور نامہ و پیغام سے انوار ربانی اور فیوض رحمانی مراد ہین ۔ اور اُسکے ایک مرتبہ یارب کہنے کے جواب مین ساٹھ مرتبہ لبیک نازل ہوتی ہے یعنے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اجیب لک اجابۃ بعد اجابۃ ۔ لبیک کے یہ معنے ہین کہ اے بندے مین تیرے سوال کا بار بار جواب دیتا ہون اور بار بار تیری دعا قبول کرتا ہون ۔ نامہ و پیک سے کلام اور وحی والہام بہی مراد ہو سکتا ہے مگر اِس قسم کے کلام کو انبیا یا اولیا سن سکتے ہین

	زلت او بہ ز طاعت پیش حق	نزد کفرش جملہ ایمانہا خلق
ترجمہ	اُسکی لغزش ہے قبولِ ذو المنن	کفر سے اُسکے ہین سب ایمان کہن

شرح یعنے انسان کامل سے کبیرہ گناہ نہین ہوتا۔ البتہ کبھی کبھی لغزش ہو جاتی ہے۔ سو یہ لغزش بھی عوام کی طاعت
سے بہتر ہے کیونکہ طاعتِ عوام تقلید پر مبنی ہے اور انسان کامل کا ہر کام تحقیق پر بس تو اسکی خطا جو بظاہر
خطا معلوم ہوتی ہے فی الواقع خطا نہین ہوتی۔ دوسرے مصرع مین کفر بفتح الکاف ہے بمعنے پوشیدن یعنے
انسان کامل کی پوشیدہ عبادت اور چھپے ہوے ایمان کے آگے عوام کے ایمان کہنہ اور غیر قابل اعتبار ہین
کیونکہ کاملین کا ایمان نہایت قوی ہوتا ہے اور عوام کا نہایت ضعیف چنانچہ شبلیؒ کا قول ہے طوبےٰ للمؤمن
ات فی کفرہ یعنے جو شخص پوشیدہ عبادتین کرتا کرتا مرگیا وہ نہایت خوش نصیب ہے۔ خَلَق بفتحتین بمعنے
کہنہ بعض شارحین نے اس لفظ کو کُفر ہی پڑہا ہے۔ (چنانچہ مصرع مین تقابل لفظ ایمان بھی اسیکی شہادت
دیتا ہے) اور یہ معنے بیان کیے ہین کہ انسان کامل کبھی غلبہ شوق اور فرط عشق سے جو اُسکو حصول مرتبۂ
فنا فی اللہ اور بقا باللہ سے حاصل ہوا ہے ایسے کلمات زبان سے نکالتا ہے کہ وہ باعتبار ظاہر شرع کفر معلوم ہوتا
ہے۔ جیسا کہ منصور کا انا الحق کہنا مشہور ہے۔ لیکن فی الواقع یہ کفر نہین ہے بلکہ عین ایمان ہے کیونکہ بسبب فنا
انسان کامل کو اسیطرح مرتبۂ عینیت حاصل ہو جاتا ہے جسطرح حباب کو ٹوٹکر دریا مین ملنے سے مگر یہ معنے
خاکسار شارح کے مذاق کے موافق نہین ہین۔ اور اگر کفر سے مراد یہی کفر ہے جو مقابل ایمان ہے اور ناظرین
شرح مثنوی کو انہین معنون پر اصرار ہے تو یون سمجھیے کہ انسان کامل کا کفر عوام کے پرانے بوسیدہ اور
تقلیدی ایمان سے بہتر ہے کیونکہ اُسکا کفر شاید مرتبۂ فنا مین پہنچنے کے بعد لاف ربوبیت ہو جیسا کہ
بعض بزرگون نے فرمایا ہے سبحانی ما اعظم شانی یہ قول اگرچہ ظاہر مین کفر معلوم ہوتا ہے لیکن بلاشک عوام
کے ایمان سے بہت بہتر ہے کیونکہ بعد حصول مرتبۂ بقا باللہ کہا گیا ہے **التماس** خاکسار شارح چاہتا تہا
کہ اس مقام پر اولیاء کے اس ظاہری کفر اور عوام کے ایمان اور مرتبۂ فنا و بقا کی بحث مشرح طور پر لکہی جاتی
لیکن تہمت الحاد کے خوف اور نافہمی کے خیال اور کشفِ اسرار کی ممانعت نے مجبور کر دیا ہے۔

	ہر دمے او را یکے معراج خاص	بر سرش تاجش نہد حق تاج خاص
ترجمہ	ہر دم اُسکے واسطے معراج ہے	اور اُسکے سر پہ حق کا تاج ہے

شرح معراج سے مشاہدات اور مراتب قرب الٰہی مراد ہین جنکی کوئی انتہا نہین اور تاج خاص بمعنے بلندی
مرتبہ خاص ہے جو عوام کو میسر نہین ہوسکتا اور تاج پر تاج رکھنے کے یہ معنے ہین کہ انسانِ کامل کے
مراتب ہمیشہ ترقی کرتے رہتے ہین یہانتک کہ وہ فانی ہو کر باقی ببقاء اللہ ہو جاتا ہے۔

	صورتش بر خاک و جان در لامکان	لامکانے فوق وہم سالکان
ترجمہ	وہ یہان اور لامکان مین اُسکی جان	لامکان تک جا نہین سکتا گمان

شرح یعنے انسان کامل کا جسم خاکی گو دنیا مین ہے مگر اُسکی روح لامکان یعنے عالم ملکوت مین رہتی ہے۔

لامکانے نے کہ در وہم آیدت — ہر دمے در وے خیالے زایدت

ترجمہ: لامکان آتا نہین ہے وہم مین — گو خیال آتے ہین تیرے فہم مین

شرح یعنے وُہ لامکان جسمین انسان کامل کی روح رہتی ہے ایسی چیز نہین کہ تیرے وہم مین آ جائے یا تو اُسکی نسبت ذہن مین کچھ خیال پیدا کر سکے گو لامکان کا خیالی نقشہ تیرے ذہن مین ہر دم نئی شان سے آتا رہے

بل مکان و لامکان در حکم او — ہمچو در حکم بہشتی چار جو

ترجمہ: ہے اُسیکا سب مکان و لامکان — جنتی کی جیسے جو ہائے روان

شرح یعنے کچھ یہی بات نہین کہ انسان کامل کی فقط روح لامکان مین ہے بلکہ یہ سمجھ لو کہ زمین و آسمان اور لامکان سب اُسکے حکم مین ایسے ہین جیسا کہ بہشتیون کے حکم مین بہشت کی چار نہرین نہر شراب نہر عسل نہر شیر نہر آب مصفا اور فی الواقع انسان کامل زمین و زمان بلکہ لامکان تک ہر شے مین متصرف ہو سکتا ہے چنانچہ قصہ معراج اور معجزۂ شق القمر سے ظاہر ہے۔

شرح این کوتہ کن و رخ زین بتاب — دم مزن واللہ اعلم بالصواب

ترجمہ: شرح اسکی چھوڑ دے اے نکتہ یاب — دم نہ مار اللہ اعلم بالصواب

شرح یعنے انسان کامل کے معنون کی شرح اور اُسکے مرتبۂ فنا و بقا اور عینیت کا ذکر چھوڑ دے یہ مشکل مقام ہے

دیدن خواجہ در دشت طوطیان و پیغام رسانیدن

ترجمہ: سوداگر کا ایک جنگل مین طوطیون کو دیکھنا اور اپنی طوطی کا پیغام پہچانا

باز میگردیم ازین اے دوستان — سوئے مرغ و تاجر ہندوستان

ترجمہ: جاتے ہین ہم یاں سے پھر اے دوستان — سوے مرغ تاجر ہندوستان

مرد بازرگان پذیرفت آن پیام — کو رساند سوئے جنس از وے سلام

ترجمہ: مرد سوداگر نے سنکر وُہ پیام — کر لیا وعدہ کہ کہدون کا سلام

شرح یعنے سوداگر نے طوطی کی پیغام رسانی کا کام قبول کر لیا اور ہندوستان پہنچکر اُسے پہنچا بھی دیا

چونکہ تا اقصائے ہندستان رسید — در بیابان طوطئے چندے بدید

ترجمہ: اور جب پہنچا وُہ ہندستان مین — طوطیان دیکھین کئی میدان مین

مرکب استانید و پس آواز داد — آن سلام و آن امانت باز داد

ترجمہ: اسپ ٹھرا کر اُنہین آواز دی — کہدیا اُسکا سلام و بندگی

طوطیئے از طوطیان لرزید بس — اوفتاد و مرد و بگسستش نفس

ترجمہ: طوطیوں میں ایک طوطی کانپ کر — ہو کے مُردہ گر پڑا سُنکر خبر

شرح۔ لرزید بس بمعنے بسیار لرزید و بگسستش نفس فعل لازم یعنے تاجر نے ہندوستان پہنچکر جب اپنے طوطی کا پیام ایک بیابان میں طوطیوں کو سُنایا تو اُس جہاڑ میں سے ایک طوطی سُنتے ہی کانپ اُٹھا اور اُسکا دم ٹوٹ گیا اور مُردہ ہوکر زمین پر گر پڑا یہ سراسر اُس مرنے والے طوطی کا مکر تہا۔

شد پشیمان خواجہ از گفت خبر — گفت رفتم در ہلاک جانور

ترجمہ: اِس سے خواجہ کو پشیمانی ہوئی — یعنے ناحق میںنے اُسکی جان لی

شرح۔ در ہلاک کسے رفتن بمرگ کسے سعی کردن یعنے کسی کے مارنے کی کوشش کرنی مطلب یہ کہ سوداگر اسلیئے پشیمان ہوا کہ اگر میں اپنے طوطی کی حالات کی خبر نہ دیتا تو یہ طوطی ہلاک نہوتا گویا سوداگر اُسکی موت کا باعث ہوا

این مگر خویش است با آن طوطیک — این مگر دو جسم بود و روح یک

ترجمہ: میرے طوطی کا کہیں یہ خویش تہا — ایک جان دو جسم تہا دلریش تہا

شرح۔ خویش بمعنے قریب و یگانہ یعنے یہ طوطی شاید اُسکا یگانہ تہا کہ اُسکا حال سُنتے ہی مرگیا یہ محبت یگانوں میں ہوتی ہے

این چرا کردم چرا دادم پیام — سوختم بیچارہ را زین گفت خام

ترجمہ: کیا کیا میںنے دیا کیوں یہ پیام — ہوگئی جانسوز یہ گفتارِ خام

شرح۔ گفت خام جو بات کہنے کے لایق نہو کچی بات جہوٹا وعدہ دل شکن کلمہ آزار رسان فقرہ یعنے تاجر پیغام دیکر اپنے دلمیں پشیمان ہوا کہ میںنے ناحق ایسی بات کہی جس سے اس غریب طوطی کی جان جاتی رہی۔

این زبان چون سنگ و ہم آہن وش است — وانچہ بجہد از زبان چون آتش است

ترجمہ: ہے زبان اِک سنگ و آہن کی سی لاگ — بات جو نکلے گی اِس سے ہے وُہ آگ

شرح۔ یہان سے آخر تک مولانا کا مقولہ ہے یعنی زبان پتہر اور آہن کے مانند ہے جسطرح پتہر پر لوہا یا لوہے پر پتہر مارنے سے آگ نکلتی ہے اِسیطرح زبان سے بہی آگ رسخن نکلتی ہے مطلب یہ کہ گفتار زبان اپنے اپنے محل پر آگ کی طرح موذی و مہلک بہی ہے اور نافع و سودمند بہی ہے بُری باتین مُضر پڑتی ہین اور اچہی مُفید

سنگ و آہن رامزن بر ہم گزاف — گہ ز روے نقل گہہ از روے لاف

ترجمہ: سنگ پر آہن نہ مارے پُر گزاف — دوسرے کی نقل ہو یا اپنا لاف

شرح۔ یعنی اے بیہودہ سنگ و آہن کو آپس مین بیہودہ طور پر نہ مار۔ کیونکہ اِس سے آگ نکلے گی مطلب یہ کہ بیہودہ اور لغو باتین نہ کر جس سے فسادِ عظیم پہیلنے کا اندیشہ ہو اس سے لوگون کو ایذا پہنچے گی۔ یا یہ معنے ہین

کہ وحدت کے اسرار بیان نہ کر کیونکہ نافہمی کے سبب اکثر سننے والے گمراہ ہوجائینگے اور رفتہ رفتہ الحادگی آگ کے شعلے تمام عالم مین پہیل جائینگے۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اسرار وحدت نہ تو اس صورت سے بیان کر کہ جیسے یہ نقل فلان شیخ کامل یا فلان پیر مرشد سے سُنی ہے اور نہ اس بات کا دعوی کر کہ اس راز کا الہام خود مجھے ہوا ہے یا یہ معنے ہین کہ دوسرے کی حکایت نقل کرنے مین بیہودگی اور اپنی حکایت بیان کرنے مین لاف نہ بک۔

	زانکہ تاریک ست و ہر سو پنبہ زار	درمیان پنبہ چون باشد شرار
ترجمہ	ہے جہان تاریک ہر سو پنبہ زار	پنبہ مین کیون ڈالتا ہے تو شرار

شرح یعنی عالم دنیا تاریک اور ہر سو پنبہ زار ہے یہان کج فہم بہت مین جنکو بشکل پنبہ سمجھنا چاہیئے اور اسرار وحدت شعلون کے مانند ہین یہ باتین نافہمون کو جلادینگی یعنے کم فہمی کے سبب گمراہ کردینگی۔ یا یہ معنے ہین کہ عالم پنبہ زار یعنے نازک دماغی اور نفسانیت سے پُر ہے ناگوار بات کا تحمل کسی مین نہین ہے تو اگر کوئی بیہودہ بات منہ سے نکالیگا تو لوگ آتش غضب سے جلجائینگے اور فساد عظیم برپا ہوگا۔

	ظالم آن قومیکہ چشمان دوختند	وز سخنہا عالمے را سوختند
ترجمہ	سخت ظالم ہے وہ قوم بیخبر	پہر عالم جسکی باتین ہین شرر

شرح یعنے وہ لوگ بڑے ظالم ہین جنہون نے آنکھین بند کرلین اور منہ کھولدیا نافہمون مین اسرار وحدت بیان کر کے اُنہین گمراہ اور ملحد بنادیا یا ایسی باتین کین جس سے آتش غضب بہڑک اُٹھی۔ اور باہمی جنگ سے لوگ ہلاک ہوگئے مولانا سے یہ مقولہ مروی ہے اللّٰھم احفظنا من الذنب الکبیر قالوا وما ھو قال المتشیخ المدعی یحرق الناس بکلماتہ یعنی مولانا رومی نے ایک دن یہ فرمایا کہ اے خدا تو ہمین کبیرہ گناہ سے بچا لوگون نے عرض کیا کہ کونسا کبیرہ گناہ آپ نے جواب دیا کہ جھوٹا اور مدعی شیخ جو اپنے جھوٹے کلمات سے لوگون مین آگ بہڑکاتا یعنے اُنہین گمراہ کرتا ہے۔

	عالمے را یک سخن ویران کند	روبہان مردہ را شیران کند
ترجمہ	کرتی ہے ویران جہان کو ایک بات	لومڑی ہوتی ہے شیر اے خود صفات

شرح یعنے توحید کا ایک کلمہ نافہمون کے عالم کو ویران یعنے گمراہ کردیتا ہے اور یہی کلمہ روباہان طریقت کو شیران حقیقت بنادیتا ہے اور مرتبہ عرفان تک پہنچادیتا ہے یا یہ کہ سخن موذی و باطل جہان مین بعض کے لیئے قتل اور لُوٹے جانے اور غارت ہونے کا باعث ہوتا ہے اور بعض کے لیئے ضعف سے قوت کا سبب ہوجاتا ہے یعنے بعض کے حق مین مُضر ہے اور بعض کے لیئے نافع یا یہ کہ سخن باطل دشمن ضعیف کو قوی کردیتا ہے۔ اُسے متکلم کے جھوٹا بنانیکا موقع ملجاتا ہے دونو مصرعون مین مضرت سخن کا بیان ہے۔ اور پہلے معنون مین ایک مین نفع کا اور دوسرے مین نقصان کا۔

جانہا در اصل خود عیسی دم اند — یک زمان زخم اند و دیگر مرہم اند

ترجمہ: پہلے جانین رکھتی ہین عیسے دمی — اب کبھی ہین زخم مرہم ہین کبھی

گر حجاب از جانہا برخاستے — گفت ہر جانے مسیح آساستے

ترجمہ: روح سے اُٹھتا اگر تن کا حجاب — ہر سخن پاتا مسیحا کا خطاب

شرح یعنی روحین عالم طبیعت اور اجسام بشریت مین آنے سے پہلے موتے کو زندہ کرنے مین دم عیسے کا خاصہ رکھتی تہین یعنے اُنکی ہر بات زندگی بخش تہی کیونکہ روح کا خاصہ اعطائے حیات ہے۔ لیکن جب عالم بشریت مین حجاب اجسام اُنکے آگے آگیا۔ تو وہ ہر قت کی عیسے وحی جاتی رہی بلکہ ہر وقت غلبۂ بشریت زخم ہین یعنے دوسرے کو ایذا دیتی ہین اور وقت غلبۂ خاصہ روح مرہم ہین یعنے لوگونکو نفع پہنچاتے ہین۔ دوسرے شعر مین آساستے بمعنے مانند بودے ہے یعنی اگر حجاب تن اُٹھہ جاتا تو ہر روح کا قول مانند مسیح ہنجاتا۔

گر سخن خواہی کہ گوئی چون شکر — صبر کن زین حرص و این حلوا مخور

ترجمہ: چاہتا ہے گر کہ ہون باتین شکر — حرص کا حلوا نہ کہا بس صبر کر

شرح یعنے تو اگر یہ چاہتا ہے کہ میری باتین شکر کی طرح میٹھی ہو جائین اور میرے انفاس طاہرہ کی برکت سے مردے زندہ ہونے لگین تو حرص اور طمع دنیوی سے صبر کر اور یہ حلوا نہ کہا یعنے خواہشات نفسانی اور لذات جسمانی سے مُنہ پھیرے ایسی حالت مین کیا تعجب تو ہی مسیحا دم ہو جاے اور مردے زندہ کرنے لگے۔

صبر باشد مشتہائے زیرکان — ہست حلوا آرزوے کودکان

ترجمہ: صبر ہے مرغوب جانِ زیرکان — اور حلوا آرزوے کودکان

شرح یعنی حلوا لڑکون کو زیادہ مرغوب ہوتا ہے دانا آدمی اسکی پروا نہین کرتے لڑکون سے مراد اہل غفلت ہین مطلب یہ کہ لذائذ جسمانی غافلون کا حصہ ہے عقلمند اور عارف ہمیشہ اس سے پرہیز رکھتے ہین۔

ہر کہ صبر آورد گردون بر رود — ہر کہ حلوا خورد واپس تر شود

ترجمہ: صابرون کے رتبے ہوتے ہین بلند — حرص کر دیتی ہے پست اے ہوشمند

شرح یعنی جو لوگ نفسانی لذتون اور حیوانی خواہشون پر صبر کرتے ہین وہ صاحب مقامات بلند ہو جاتے ہین اُنکو روح ملکوتی نصیب ہوتی ہے اور جو لذات نفسانیہ کے پابند ہین وہ ہمیشہ پست ہوتے رہتے ہین۔

تفسیر قول شیخ فریدالدین عطار قدس سرہ

شیخ فریدالدین عطار قدس سرہ کے مندرجۂ ذیل شعر کی تفسیر

تو صاحب نفسی اے غافل میان خاک خون میخور — کہ صاحبدل اگر زہرے خورد آن انگبین باشد

ترجمہ ایغافل تو صاحبدل ہے دنیا مین رہکر خون پیا کر کیونکہ صاحبدل اگر زہر بھی کھائیگا تو انجام کار شہد ہو جائیگا

شرح یعنے اے غافل تجھہ مین صاحب نفس ملہمہ اور مطمئنہ ہونے کی استعداد ہے تجکو چاہیئے کہ لذّات نفسانی کو چھوڑکر ریاضت اور مجاہدہ کرے۔ اور کسی مُرشد کامل کے سایۂ عاطفت مین مراتب علیا حاصل کرنے مین کوشان رہے اسوقت تو صاحب نفس مطمئنہ اور صاحبدل ہوجائیگا۔ اور اِسحالت مین اگر تجھسے کوئی بُرائی بہی صادر ہوگی تو بہلائی ہوجائیگی۔ اور تو زہر بہی کہا لیگا تو شہد بن جائیگا اور لذاتِ نفسانیہ تیرے حق مین مُضر نہونگی۔

	صاحبِ دل را ندارد آن زیان	گر خورد او زہر قاتل را عیان
ترجمہ	صاحبِ دل کو نہین ہے کچہ زیان	زہر قاتل بہی جو کہا جائے میان

شرح۔ اِس سے پہلے مولانا فرماچکے ہین کہ لذات دنیوی کو پسند کرنا غافلون کا کام ہے ابتدائے سلوک مین لذات سے صبر کرنا فرض ہے ہان انتہا مین صاحب مقامات بنکر دنیوی لذتین اُٹھانی کسی قسم کا نقصان نہین رکہتین چنانچہ اکثر اہل اللہ خوش پوشاک و خوش خوراک گذرے ہین اور شیخ فریدالدین عطار کا شعر بہی یہی کہتا ہے کہ اے غافل چندروز لذاتِ دنیوی سے صبر کر اور دنیا مین رہکر اپنا خون پیا رہ یعنے ریاضت اور مجاہدہ کو اپنے ذمہ لازم کرلے اِس ترکیب سے تو صاحبدل ہوجائیگا اور زہر شہد کا کام دیگا یعنے لذاتِ دنیوی مُضر نہونگی

	آنکہ صحت یافت از پرہیز رست	طالبِ مسکین میان تب درست
ترجمہ	کیون کرے پرہیز جو ہو تندرست	طالبِ مسکین ہے بیمار و سُست

شرح یعنے صاحبدل نے ریاضت کے سبب امراض نفسانی سے صحت حاصل کرلی ہے اِسلیئے اَب اُسے لذاتِ دنیوی سے پرہیز کرنے کی ضرورت نہین رہی۔ کیونکہ پرہیز بیمار کیا کرتے ہین بیمار سے سالک مراد ہے۔

	گفت پیغمبر کہ اے طالب جری	ہان مکن باہیچ مطلوبے مری
ترجمہ	قولِ پیغمبر کو سُن لے اے جری	چہوڑ دے مطلوب سے تو ہمسری

شرح۔ جری دلیر و گستاخ۔ مری جنگ و ہمسری و برابری یعنی اے گستاخ طالب تو اپنے مطلوب (مرشد) سے برابری کا دعوے چہوڑ دے۔ اُسکو دنیوی لذتین حلال ہین اور تجھے حرام اُسکے حق مین زہر بہی شہد ہوتا ہے نکتہ زہر سے مراد وہ مباح چیزین ہین جنکا استعمال جائز ہے ایسی چیزین سالک کے لیئے ناجائز ہین اور کامل کے لیئے جائز مگر یہ حرمت و اباحت صوفیون کا مذہب ہے اہل شریعت کا نہین۔ حدیث شریف مین ہے لو کنتم تعلمون ما اعلم لترکتم المضاجع یعنے اے لوگو اگر تمہین اُن اسرار کا علم ہوجائے جو مجھے معلوم ہین تو تم تمام عیش و آرام اور خوابگاہون کو چہوڑدو۔ مطلب یہ کہ تم میری برابری نہین کرسکتے۔

	در تو نمرودی ست آتش در مرو	رفت خواہی اوّل ابراہیم شو
ترجمہ	تجہمین نمرودی ہے ہٹ آتش سے ڈر	پہلے ابراہیم بن اے بے خبر

شرح نمرودی سے سرکشی وغرور اور اخلاق ذمیمہ آتش سے دنیوی لذتین اور نفسانی مزے مراد ہین جو آگ کے مانند ہین اور ابراہیم بمعنے ابراہیم وقت وصاحب اخلاق پسندیدہ ہے یعنے اے طالب ومبتدی تجھہ مین ابہی سرکشی۔ اور بُری عادتین موجود ہین اسلیئے لذات نفسانیہ کی آگ مین نہ گر پہلے ابراہیم وقت اور عارف کامل بنجا اُسوقت تیرے لیے لذات دنیوی بہی بشرطیکہ شرعًا حلال ہون جائز ہو جائینگی

	چون نۂ سبّاح نے دریائی	**درمیفگن خویش از خودرائی**
ترجمہ	تو نہین تیراک دریا مین نہ ڈوب	چھوڑ خودرائی سمجھ لے اسکو خوب

شرح دونو قافیون مین پہلی یائے تحتانی نسبت کی ہے اور دوسری خطاب کی اور سبّاح بمعنے تیراک یعنے اے سالک نہ تو تو دریائی ہے اور نہ بحر عرفان کا تیراک پہر اپنے آپ کو دنیوی لذتون کے دریا مین کیون ڈبوتا ہے اپنی حد سے آگے نہ بڑہ اور مرشد کامل کی برابری نہ کر ورنہ ہلاک ہو جائیگا۔

	او ز قعر بحر گوہر آورد	**وز زیانہا سود بر سر آورد**
ترجمہ	قعر دریا سے وُہ لاتا ہے گہر	نفع ہے نقصان مین اُسکو سر بسر

شرح یعنے مُرشد کامل دریائے لذات مین سے بہی کوئی اچھا نتیجہ نکالتا ہے ظاہری نقصان کی چیزین اُسکے حق مین سودمند ہین آگ اور دریا (لذائذ دنیا) کامل شخص کو کسیطرح کا نقصان نہین پہنچا سکتین بعض نسخون مین پہلا مصرع اسطرح ہے۔ او ز آتش وردِ احمر آورد۔ یعنے کامل شخص آگ مین سے گلاب کے پہول نکال لاتا ہے۔ اِسصورت مین یہ مصرع حضرت ابراہیمؑ کے معجزے کی طرف اشارہ ہے۔ ورد بمعنے گلاب۔

	کاملے گر خاک گیرد زر شود	**ناقص ار زر بُرد خاکستر شود**
ترجمہ	خاک کو کامل اگر لے زر بنے	زر کو لے ناقص تو خاکستر بنے

شرح یعنے کامل بُری چیز مین سے بہی اچھا نتیجہ نکال لیتا ہے اور ناقص کم فہمی کے سبب اچھی چیز کو بُرا بنا دیتا ہے یا یہ معنے ہین کہ کامل بطور کرامت مٹی کو سونا بنا دیتا ہے اور ناقص کیمیاگری کے دہوکے مین رہکر اپنے سونے کو مٹی کر لیتا ہے کیونکہ کامل کا ہاتہ بسبب قرب دستِ قدرتِ الٰہی بنجاتا ہے اور ناقص کا ہاتہ دستِ شیطان

	چون قبول حق بود آن مرد راست	**دست او در کارہا دستِ خداست**
ترجمہ	ہے قبولِ بارگاہ مستِ خدا	اور اُسکا ہاتہ ہے دستِ خدا

شرح یعنے صاحبدل چونکہ فانی فی اللہ اور باقی بقاء اللہ ہے اسلیئے اُسکا ہاتہہ گویا خدا کا ہاتہ ہے اور اسکے افعال حق کے افعال ہین۔ کیونکہ وُہ آلۂ الٰہی اور خلیفۂ خدا ہے۔ اور مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ کے یہی معنے ہین۔ اس آیت کی تفسیر پہلے گذر چکی ہے۔ اور حدیث مین ہے من عادیٰ لی ولیًا فقد آذنتہ بالحرب۔ یعنے جو شخص

سبرے ولی کو ستائے یا اس سے دشمنی کرے مین اسکو اشتہار جنگ دیتا ہون۔ اور بخاری مین ابوہریرہ سے یہ حدیث قدسی مروی ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ میرا بندہ جب مقرب ہوجاتا ہے تو مین اسکی سماعت و بصارت اور ہاتہ پانو بنجاتا ہون۔ یہ حدیث مع شرح پہلے گذر چکی ہے۔

	دست ناقص دست شیطانست و دیو	زانکہ اندر دام تکلیف ست وریو
ترجمہ	ہاتہ ناقص کا ہے گویا دست دیو	کیونکہ ہے محبوس دام مکر وریو

شرح یعنے ناقص اور اہل غفلت کا ہاتہہ گویا شیطان کا ہاتہ ہے شیطان اسکو برے کام کرنے کی تکلیف دیتا ہے اور اُسے اپنے دام مکر مین پہانس لیتا ہے گویا وہ خود شیطان بنجاتا ہے۔

	جہل آید پیش او دانش شود	جہل شد علمے کہ در ناقص رود
ترجمہ	اسکے آگے علم ہے جو جہل ہے	علم ہے خود جہل اگر نا اہل ہے

شرح یعنے کامل ضرر کی چیزون سے بہی ایسا نتیجہ نکال لیتا ہے جو علم نافع سے بہتر ہے۔ اور ناقص کا علم باعتبار نتیجہ جہل سے بدتر ہوتا ہے کیونکہ اسکا عمل علم کے مطابق نہین ہوتا یا یہ معنے ہین کہ کامل چونکہ اپنی ذات اور ماسوے اللہ سب سے جاہل اور بے پرواہے اسکا یہ جہل عین علم فنا فی اللہ ہے اور علم فنا تمام علوم کی اصل ہے اور ناقص کا علم دنیوی چونکہ خدا سے غافل کرنے والا ہے اسلیئے سربسر جہل ہے یا یہ معنے ہین کہ کامل آدمی عوام جاہلون سے جہل کی باتین سنکر اُسنے ایک علمی اور صحیح نتیجہ نکال لیتا ہے۔ اور ناقصونکا علم جہل ہوجاتا ہے چنانچہ جبریہ و قدریہ و روافض و خوارج عالم ہوکر جاہل بنے ہوے ہین۔

	ہرچہ گیرد علتی علت شود	کفر گیرد کاملے ملت شود
ترجمہ	کام ناقص کا ہے علت یاد رکہہ	کفر ہے کامل کا ملت یاد رکہہ

شرح یعنی چونکہ ناقص آدمی خود مریض یا علتی یا فاسد المزاج ہے اسلیئے اسکا کہایا پیا سب فاسد ہوجائیگا۔ وہ لذائذ نفسانی سے اور زیادہ بگڑ جائیگا اسلیئے اسپر لذائذ دنیوی بالکل حرام ہین یا یہ معنے ہین کہ چونکہ ناقص آدمی کا دل مریض ہوتا ہے اسلیئے اسمین اسرار معلوم کرنے کی طاقت نہین ہوتی۔ لہذا ایسے ضعیف الایمان اور علتی لوگ قرآن مجید مین جہوٹی تاویلین کیا کرتے ہین اور ایسی تاویلین انکے حق مین علت اور خدا سے دور ہونیکا سبب ہوجاتی ہین اور کامل اگر کفر بہی اختیار کریگا تو وہ شریعت اور ملت ہوجائیگا کیونکہ کامل ہمیشہ حفظ الہی مین ہے اسکا کفر عوام کی نگاہون مین کفر ہے مگر فی الواقع اسلام ہے جیسا کہ عمار بن یاسر ایک مشہور صحابی کے قصہ مین ظاہر ہے کہ انکو کفار نے پکڑ لیا اور جبرًا کلمہ کفر کہلوایا جب رسول علیہ الصلوۃ کو خبر ہوئی تو اپنے فرمایا کیف وجدت قلبک یا عمار۔ اے عمار تونے اسوقت اپنے دل کی کیا کیفیت پائی

اُنہون نے جواب دیا کہ وجدت مطمئنۃ علی الایمان یعنے میننے اپنے دلکو ایمان پر مطمئن پایا آپنے فرمایا ان عادوا فعد یعنے اے عمار اگر پہر ایسا اتفاق پڑے تو ایسا ہی کیجیو۔ بس تو دیکہئے کہ عمار کا اقرار کفر شریعت و ملت بنگیا اور قیامت تک اسبات پر فتوی ہو گیا کہ جبراً کوئی کافر کلمۂ کفر کہلوائے تو اپنے ایمان پر مطمئن ہو کر کہدے۔ کچہ حرج نہین ہے۔ یا اس مصرع کے یہ معنے ہین کہ عینیت خلق اور حق کو جو عوام کفر جانتے ہین اسکو اگر کامل اختیار کرے تو عین اسلام ہے یا یہ معنے ہین کہ بعض احکام جو بعض انبیا کی شریعت مین حرام و کفر تہے دوسرے نبی کے اختیار کرنے سے حلال اور عین ایمان بنگئے۔ اگرچہ اسکی بحث نہایت طویل ہے مگر لوگ اختصار پسند ہین۔

	اے مری کردہ پیادہ با سوار	سر نخواہی برد اکنون پایدار
ترجمہ	تو پیادہ ہے مقابل ہے سوار	ٹہر جا آگے نہ چل اے سر زدہ کار

شرح پیادہ سے سالک اور سوار سے مرشد کامل مراد ہے یعنے اے طالب تو پیادہ ہے اور مرشد سوار اوس سے برابری کا دعوے نہ کر ورنہ سر سلامت نہ لیجائیگا ہمسری کا غرور تجہے ہلاک کردیگا دیکہہ ہوشیار اس برابری کے دعوے مین سنبہلکر قدم رکہہ مطلب یہ کہ دعوی مساوات کو چہوڑ ہی دے اور اس قصہ کو یاد رکہہ کہ جادوگر حضرت موسے کا مقابلہ کرنے سے ہلاک ہوے مگر اُنکے عذاب آخرت سے نجات پانے کا یہ سبب ہوا کہ اُنہون نے حضرت موسے کی تعظیم کو نگاہ رکہا تہا۔ اسکا بیان آگے آتا ہے۔

تعظیم کردن ساحران موسے را کہ اول تو عصا بینداز

ترجمہ: جادوگرونکا حضرت موسے کو معظم سمجہکر یہ کہنا کہ اول آپ ہی عصا ڈالین

	ساحران در عہد فرعون لعین	چون مری کردند با موسے کین
ترجمہ	ساحرانِ عہد فرعون لعین	آئے گو موسے کے آگے بہر کین
	لیک موسے را مقدم داشتند	ساحران او را مکرم داشتند
ترجمہ	پر رکہا تقدیم موسے کا خیال	یعنے حضرت کو کیا اچہا خیال

شرح یعنے فرعون کے زمانہ مین گو بہت سے جادوگر حضرت موسے کے مقابلہ مین آئے تہے مگر اُنکے دلوں مین حضرت کی تعظیم ہی تہی اسلیئے انجام کار مومن ہو گئے اس تعظیم کا بیان آیندہ آتا ہے۔

	زانکہ گفتندش کہ فرمان آن تست	گر تو میخواہی عصا بفگن نخست
ترجمہ	اور یہ بولے کہ ہے حکم آپ کا	ہمسے پہلے آپ ہی ڈالین عصا
	گفت نہ اول شما اے ساحران	افگنید آن مکرہا را در میان
ترجمہ	بولے وہ اوّل تمہین اے ساحرو	ڈالنا ہے تمکو جو کچہ ڈالدو

شرح یہ اِس آیت کی طرف اشارہ ہے قَالُوْا یٰمُوْسٰٓی اِمَّآ اَنْ تُلْقِیَ وَاِمَّآ اَنْ نَّکُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰی یعنی جسوقت جادوگر حضرت موسےٰ کے مقابلہ مین جمع ہوگئے تو سب نے یہ کہاکہ اے موسےٰ کیا آپ پہلے اپنا عصا ڈالتے ہین یا ہمین اپنے عصے ڈالنے کا حکم دیتے ہین آپ نے جواب دیا کہ پہلے تمہین ڈالو نکتہ جادوگرون کا حضرت موسے کو اپنے سے مقدم رکھنا گویا ایک قسم کی تعظیم تھی یہی تعظیم اُنکو ایمان کی طرف کھینچ لائی۔

	اینقدر تعظیم دین شان را خرید	وز مِری آن دست و پاہا شان برید
ترجمہ	اِسقدر تعظیم سے ناجی ہوئے	ہمسری سے دست و پا سب کٹ گئے
	ساحران چون قدر اونشناختند	دست و پا در جرم آن در باختند
ترجمہ	قدر موسے کی نہ جانی اِس لیئے	دست و پا جادوگرون نے کھو دیئے

شرح یعنے جادوگرونکا حضرت موسےٰ کو عصا ڈالنے مین مقدم رکھنا۔ تھوڑی سی تعظیم تھی اسی کی برکت سے اُن سب کو ایمان نصیب ہوگیا۔ لیکن باایںہمہ چونکہ وہ حضرت موسےٰؑ کے مقابل ہوگئے تھے اسیلئے انسان کامل کے مقابلے کی سزا یہ ملی کہ فرعون نے سب کے ہاتھ پانو کٹوا کر سولی دلوادی نتیجہ حکایت جادوگران یہ ہے کہ انبیاؑ و اولیا اور عارفان کامل سے مقابلہ کرنا یا اُنکی ہمسری نہایت نازیبا اور ہلاکت کا باعث ہے

	لقمہ و نکتہ ست کامل را حلال	تو نۂ کامل مخور مے باش لال
ترجمہ	لقمہ و نکتہ ہے کامل کو حلال	تو نہین کامل نہ کر ایسا خیال

شرح یعنے اے سالک تو کامل کی ہمسری نہ کر کامل کو لذیذ لقمہ اور حظ نفسانی حلال ہے اور اسیطرح اظہار اسرار جائز ہے چنانچہ انا الحق اور سبحانی ما اعظم شانی کہہ اُٹھنا کاملین ہی کا حصہ ہے تیرے لیئے لذائذ دنیوی شراب کی طرح حرام ہین یا یہ معنے ہین کہ تو بادۂ اسرار الٰہی پیکر اُسکے ہضم کرنے کی طاقت نہین رکھتا اسیلئے اُسے مُنہ نہ لگا ورنہ بہک کر کلمات کفر بکنے لگیگا چند روز کے لیئے گونگا بنجا اور مرشد کے کلمات سُن تاکہ

	تو چو گوشی او زبان نے جنس تو	گوشہا را حق بہ فرمود انصتوا
ترجمہ	تو ہے کان اور مرد کامل ہے زبان	انصتوا ہے بہر گوش اے نکتہ دان

شرح یعنے اے سالک تو اسرار کا سننے والا ہے اور مرشد کامل کہنے والا اسیلئے وہ تیری جنس نہین ہوسکتا کان اور چیز ہے زبان اور شئے ہے اسیلئے زبان کو بند کرکے کاملین کی باتین سننی چاہئین اسرار سننے ہی کے سبب دلمین اُترتے ہین دوسرا مصرع اِس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ یعنے جب قرآن پڑھا جائے تو اُسکو سُنو اور ساکت رہو تاکہ تمپر رحمت کیجائے یعنی اُسکے اسرار تمہارے دلونتک پہنچ جائین اِس سے معلوم ہوا کہ فہم اسرار کے لئے سکوت نہایت ضروری ہے۔

	کودک اول چون بزاید شیرنوش	مدتے خامش بود او جملہ گوش
ترجمہ	جس زمانے تک ہے بچہ شیر نوش	گنگ رہتا ہے سراپا بنکے گوش
	مدتے میبایدش لب دوختن	از سخن گویان سخن آموختن
ترجمہ	خامشی لازم ہے اُسکو جان من	بولنے والون سے تا سیکھے سخن

شرح۔ شیر نوش ضمیر بزاید سے حال ہے یا کودک کی صفت ہے یعنی تنہا سادودہ پیتا بچہ جب پیدا ہوتا ہے یا جب تک شیر نوشی کی حالت مین رہتا ہے تو دیکھہ لیجے بالکل خاموش اور سراپا گوش بنا رہتا ہے اور بولنے والون کی باتین سُنکر اُنہین سیکھتا رہتا ہے تاکہ آیندہ بامعنے گفتگو کرنے کی طاقت حاصل ہو۔

	تا نیاموزد نگوید صد یکے	ور بگوید حشو گوید بے شکے
ترجمہ	کہہ نہین سکتا ہے یون سو مین سے ایک	ورنہ سب بیکار ہے اے مرد نیک

شرح یعنے بچہ جب تک دوسرون کی باتین سُنکر خود بولنا نہ سیکھے گا سو مین سے ایک بات بھی پوری طرح نہین کرسکتا اور جو کرتا ہے وہ حشو بیکار اور مہمل ہوتی ہے اُسکی بات کوئی سمجہ نہین سکتا۔

	ور نباشد گوش تی تی میکند	خویشتن را گنگ گیتی میکند
ترجمہ	اور اُسکی گفتگو تی تی ہے بس	گنگ مادرزاد وہ گیتی ہے بس

شرح تی۔ تی بفتح تائے فوقانی ایک ایسا لفظ ہے جسکو گانے والے آواز درست کرنے یا تال سُر کا امتحان لینے کے لیئے گاتے وقت استعمال کیا کرتے ہین جسکو ہندی مین تاتا تھئی کہتے ہین ان الفاظ کے کچہ معنے نہین ہوتے اور تی تی وہ آواز جس سے پرند جانورون کے بچے انکو بلاتے ہین اور یہ لفظ بھی کچہ معنے نہین رکھتا۔ مطلب شعر یہ ہے کہ اگر لڑکا بہرا ہوگا تو گونگا بھی ضرور ہوگا۔ کیونکہ بچہ مین بولنے کی طاقت سننے سے آتی ہے بہرے پن مین بچہ سوائے تی تی کلام بیمعنی و مہمل و ناقابل فہم کے اور کچہ نہین کہہ سکتا۔ کیونکہ اُسنے کانون سے سنا ہی نہین جو زبان سے ادا کرسکے۔

	کر اصلی کش نبُد ز آغاز گوش	لال باشد کے کند در نطق جوش
ترجمہ	اور وہ بہرا نہین رکھتا جو کان	چل نہین سکتی کبھی اُسکی زبان
	زانکہ اول سمع باید نطق را	سوے منطق از رہ سمع اندر آ
ترجمہ	نطق کو اول سماعت ہے ضرور	بولنا سُننے سے ہے اے پُر شعور

شرح۔ گنگ گیتی زمانہ کا گونگا مادرزاد گنگ اور کر اصلی مادرزاد بہرہ یعنی جو بچہ مادرزاد بہرہ ہوگا وہ گونگا ضرور ہوگا۔ کیونکہ بولنے کے لیئے سُننا ضروری بات ہے **حاصل مطلب** پہلے مولانا قدس سرہ طالب کو

خاموش رہکر مرشد کامل کے اسرار سننے اور سمجھنے کی ہدایت فرما چکے ہین اسی مضمون کو یہان بطور تفہیم ایک مثال
مین بیان کیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد سے ایک عرصہ تک اسلیئے خاموش رہتا ہے کہ
مان باپ کی باتین سنکر آیندہ بولنے کے لیے سیکھتا رہے یہی سبب ہے کہ مادرزاد بہرا لڑکا ہمیشہ گونگا رہتا ہے
یہی حال طالب کا ہے کہ جب تک کلام مرشد کو خاموشی کے ساتھ ایک عرصہ تک نہ سنیگا اور اُس سے ہمسری کا
دعوے نہ چھوڑیگا خود کلام کرنے اور اسرار کہنے کی لیاقت ہرگز پیدا نہ ہوگی اور جو طالب مادرزاد بہرا ہے
یعنی اُسمین اسرار سنکر اُسکے قبول کرنے کا فطرتی مادہ نہین ایسے سے بہید نہ کہنا چاہیئے۔ کیونکہ اُسکی فطرتی
بے نصیبی اسرار سننے کی لیاقت نہین رکھتی اور نہ وہ آیندہ اسرار کہنے پر قادر ہوسکیگا۔

	ادخلوا لابیات من ابوابها	واطلبوا الارزاق من اسبابها
ترجمہ	تم گہرون مین جاؤ اُنکے باپ سے	طالب روزی بنو اسباب سے

شرح یعنے ہر شے کو درجہ بدرجہ حاصل کرنا چاہیئے پہلے دروازہ مین داخل ہو پہر گہر مین پہلے سبب روزی
حاصل کر پہر روزی پہلے کلام مرشد کو سننا چاہیئے پہر بولنا پہلے باب مجاہدہ و ریاضت ہے پہر رزق
مشاہدہ و معرفت پہلے خدمت ہے پہر عظمت یہ شعر اُسی مضمون کی دوسری مثال ہے۔

	نطق کان موقوف راہ سمع نیست	جز کہ نطق خالق بے طمع نیست
ترجمہ	نطق جو بے منت ہر سمع ہے	بس وہ نطق خالق بے طمع ہے

شرح بے طمع یعنے بے احتیاج سمع۔ پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ آدمی کا بولنا سننے پر موقوف ہے یہان
یہ ارشاد ہوتا ہے کہ ایک بولنا ایسا بہی ہے جو سننے پر موقوف نہین وہ اللہ تعالےٰ کا نطق ہے۔ جو خالق
بے احتیاج ہے یعنے اُسکے بولنے کو اسکی حاجت نہین کہ کسی سے سن کر سیکہے۔

	مبدعست و تابع استاد نے	مسند جملہ و را اسناد نے
ترجمہ	وہ نہین تابع کسی اُستاد کا	کب وہ حاجتمند ہے اسناد کا

شرح۔ مبدع۔ بلا نمونہ سابق اشیا کا ایجاد کرنے والا اسناد تکیہ گاہ استناد سہارا ڈہونڈہنا یعنی اللہ تعالےٰ
یا اُسکا نطق (کلمہ کن) موجد اشیا ہے جسکو نہ کسی استاد کی ضرورت ہے نہ کسی معلم کی کیونکہ وہ تمام موجودات
کا تکیہ گاہ ہے اور خود کسی چیز کا سہارا نہین ڈہونڈتا اُسمین تمام صفات کمالیہ بذاتہ موجود ہین۔

	باقیان ہم در حرف ہم در مقال	تابع استاد و محتاج مثال
ترجمہ	ماسوا اُسکے ہین سب بے قیل و قال	تابع اُستاد و محتاج مثال

شرح حرف جمع حرفہ و مقال یعنے گفتگو یعنے خدا کے سوا تمام مخلوق کسی ہنر کے سیکہنے یا بات کرنے مین

اُستاد کی تابع اور مثال کی محتاج ہے کوئی کام بلا تعلیم اور کوئی بات بلا مثال سمجھ مین نہین آسکتی ہے

زین سخن گر نیستی بیگانۂ ‌ ‌ ‌ دلق و اشک گیر در ویرانۂ

ترجمہ: گر نہین تو اجنبی مدعا ‌ ‌ ‌ لیکے دلق و اشک ویرانہ مین جا

شرح۔ اِس سے پہلے سالک کو مُرشد سے ہمسری کرنے کی بابت تنبیہ کی گئی تھی اب مولانا علیہ الرحمۃ وہ بات بیان فرماتے ہین جو ابتدائے سلوک مین سالک کو کرنی چاہیئے اور جسکا عملدرآمد اُسپر فرض ہے۔ مطلب شعر یہ ہے کہ اے طالب اگر گفتگوئے اسرار سے تجکو لگاؤ ہے تو اِدہر آ ہم ایک بہید کی بات بتاتے ہین کہ تو لباس فقر اور اشک کو ساتہ لیکر ویرانہ مین چلا جا یعنے دنیا کو چہوڑ اور خلوت مین بیٹھکر گریہ و زاری کر۔ اور اپنے افعال سے باز آ۔ اور اشکون سے غسل کرکے پاک صاف ہو اُسوقت دربار حضور کے قابل ہوجائے گا۔

زانکہ آدم زان عتاب از اشک رست ‌ ‌ ‌ اشک تر باشد دم توبہ پرست

ترجمہ: اشک سے آدم پہ ہے حق مہربان ‌ ‌ ‌ اشک تر ہوتے ہین تائب کی زبان

شرح یعنے حضرت آدم کی خطا رونے ہی کے سبب معاف ہوئی تہی کیونکہ گنہگار کے آنسو باعث رحمت الٰہی ہین اور یہی آنسو توبہ کرنے والے کی زبان بنجاتے ہین۔ وہ اسی باثیر زبان (اشک) سے توبہ کیا کرتا ہے

بہر گریہ آدم آمد بر زمین ‌ ‌ ‌ تا بود گریان و نالان و حزین

ترجمہ: اسلیئے آئے تھے وہ سوئے زمین ‌ ‌ ‌ تا رہین گریان و نالان و حزین

آدم از فردوس و از بالائے ہفت ‌ ‌ ‌ پائے ماچان از برائے عذر رفت

ترجمہ: دیکھہ آدم آئے تھے فردوس سے ‌ ‌ ‌ اس زمین پر عذر کرنے کے لیے

شرح۔ پائے ماچان۔ درویشون کی ایک رسم ہے کہ خطاکار درویش کو جوتیون کی صف مین اُسکے ہاتہ سے اُسکا ایک کان پکڑوا کر ایک ٹانگ سے کہڑا کردیتے ہین۔ یہان پائے ماچان بمعنے عذر تقصیر ہے اور ہفت سے مراد سات آسمان ہین یعنے حضرت آدم بہشت سے صرف عذر کرنے کے لیئے زمین پر آئے تہے اے اولاد آدم تیری حالت پر افسوس کہ توبہ سے اسقدر غافل ہے۔

گر ز پشت آدمی وز صلب او ‌ ‌ ‌ در طلب میباش ہم در طُلب او

ترجمہ: نطفۂ آدم ہے گر اے پر شکوہ ‌ ‌ ‌ اُسکا طالب بنکے رہ اور ہم گروہ

شرح۔ طُلب بالضم بمعنے طائفہ و گروہ یعنے تو اگر نطفۂ آدم ہے تو خدا کی طلب اور اُسکے گروہ مین ہاکر

ز آتش دل و آب دیدہ نقل ساز ‌ ‌ ‌ بوستان از ابر و خورشید است تاز

ترجمہ: چاہیئے سوز دل و اشک دماغ ‌ ‌ ‌ آفتاب و ابر سے تازہ ہے باغ

شرح نقل ترُش یا نمکین چیز یا کباب وغیرہ جو شراب کے بعد کہائے جاتے ہین۔ یعنی اے طالب سوز باطن اور اشک دیدہ کو اپنا نقل بنالے۔ اِس سے تیرے دل کا باغ سرسبز ہوجائیگا۔ کیونکہ باغ ابر و خورشید ہی سے تر و تازہ ہوتا ہے (تار) تازہ کا مخفف ہے اور بعض نسخون مین تار کی جگہ باز ہے بمعنے کشادہ یعنی باغ کا دروازہ ابر و خورشید ہی کے سبب کُہلتا ہے۔ ورنہ بند رہتا ہے خزان مین کوئی سیر کے لیئے نہین آتا۔ یہی حال بوستانِ دل کا ہے کہ سوز باطن اور اشک نہون تو مُرجہا جاتا ہے۔

	توچہ دانی ذوقِ آبِ دیدگان	عاشقِ نانی توچون نادیدگان
ترجمہ	ذوقِ آبِ دیدگان کچہ اور ہے	اے مذیدے عشق نان کچہ اور ہے
	گر تو این انبان زنان خالی کنی	پر ز گوہرہائے اجلالی کنی
ترجمہ	گر یہ جہولی نان سے خالی رہے	دُرج گوہرہائے اجلالی رہے

شرح۔ نان سے لذائذ نفسانیہ جہولی سے باطن گوہر اجلالی سے انوار معنوی اور تجلیات الٰہی مراد ہین یعنے اے طالبِ حریص تو تو لذتون پر مِٹا ہوا ہے اگر انکو چہوڑدے تو دِل اسرار کے موتیون سے بہرجاے

	طفل جان از شیر شیطان باز کن	بعد از انش بالمَلک انباز کن
ترجمہ	طفل جان کو دودہ شیطان کا نہ دے	پہر فرشتون سے ملا کر دیکہہ لے

شرح۔ شیر شیطان سے وُہ افعال مراد ہین جنکے کرنے سے شیطان خوش ہوتا ہے۔ مثلاً محرمات یا وہ مباح چیزین جو لذت نفس کے لیئے ہون یعنی اے شخص حظ نفسانی کو چہوڑ۔ اس سے تو فرشتون مین ملجائیگا۔

	تا تو تاریک و ملول و تیرۂ	دانکہ با دیو لعین ہمشیرۂ
ترجمہ	دِل ترا جب تک ملول و تیرہ ہے	یہ سمجہ شیطان کی ہمشیرہ ہے

شرح یعنی جب تک تیرا دِل لذّت نفسانی سے سیاہ اور دنیوی افکار سے ملول ہے تو یہ سمجہ کہ وُہ دل نہین بلکہ شیطان کا دودہ بہائی یعنی مصاحب ہے یا تو خود شیطان کی بہن یعنی عورت ہے کیونکہ عورتین حظ نفسانی اور لذّتِ جسمانی پر مردون کی نسبت زیادہ مِٹی ہوی ہوتی ہین۔

	لقمۂ کان نور افزود و کمال	آن بود آوردہ از کسبِ حلال
ترجمہ	روز افزون جس سے ہو نور و کمال	ہے وُہ بیشک لقمۂ کسب حلال

شرح پہلے طالب کو گوشہ نشینی اور گریہ و زاری کی ہدایت کی گئی تہی پہر ترک لذات کا اشارہ کیا گیا اب کسب حلال اور ریاضت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کیونکہ سالک جب تک اپنی ریاضت سے حلال کا لقمہ نہ کہائیگا نور معرفت حاصل نہوگا۔ کیونکہ کمال باطنی اور نورِ معرفت حلال ہی کے لقمہ سے حاصل ہوتا ہے۔

روغنے کاید چراغ ما کُشد   آب خوانش چون چراغے را کشد

ترجمہ — سچ ہے جس روغن سے بجھہ جائے چراغ   آب ہے روغن نہین اے بد دماغ

شرح یعنے جو روغن چراغ کو بجھا دے وہ روغن نہین ہے بلکہ پانی ہے۔ اسیطرح وہ لقمہ جس سے قلب منور نہو اگرچہ ظاہر مین حلال ہو مگر فی الواقع حلال نہین بلکہ اسمین کوئی باطنی صفت حرمت کے ضرور ہے گو ہمین معلوم نہو

علم وحکمت زاید از لقمہ حلال   عشق ورقت زاید از لقمہ حلال

ترجمہ — علم وحکمت ہے فقط اکلِ حلال   عشق ورقت ہے فقط اکلِ حلال

چون ز لقمہ تو حسد بینی ودام   جہل وغفلت زاید آنرادان حرام

ترجمہ — ہو جو لقمہ باعثِ مکر وحسد   ہے حرام اے جاہل نامستند

شرح۔ دام بمعنے مکر دنیوی ہے یعنی جس لقمہ کا نتیجہ مکر وحسد ہو اُس سے جہل وغفلت پیدا ہوگی تو اُسے حرام سمجھ اور لقمۂ حلال علم وحکمت اور عشق الٰہی پیدا کرنے والا ہے کیونکہ ہر برتن مین سے وہی چیز ٹپکتی ہے جو اُسمین ہو

ہیچ گندم کاری وجو بر دہد   دیدۂ اسپے کہ کرۂ خر دہد

ترجمہ — تخم گندم جو نکالے یہ محال   بچہ خر اسپ سے ہو کیا مجال

شرح۔ یعنی یہ نہین ہو سکتا کہ کوئی شخص گیہون بوئے اور زمین سے جو نکلین یا گھوڑی سے گدہی کا بچہ پیدا ہو مطلب یہ کہ لقمۂ حلال کے آثار برے اور لقمۂ حرام کے آثار اچھے نہین ہو سکتے لقمۂ حلال بمنزلۂ گندم یا اسپ ہے اُس سے جو یا گدہی کا بچہ پیدا ہو یہ سمجھ مین نہین آتا علیٰ ہذا القیاس لقمۂ حرام جو یا گدہے کے مانند ہے اس سے گیہون یا گھوڑے کا بچہ پیدا نہین ہوتا۔ حرام کے لقمہ کھانے والے نیک کامون سے الگ رہتے ہین۔ اور حلال کے لقمہ کھانے والے برائیون کے پاس نہین جاتے۔ نیک کاری اور بدکاری حلال اور حرام کے لقمہ کھانے والون کی علامت ہے اور یہ شعر مضمون سابق کی مثال ہے۔

لقمہ تخم ست وبرش اندیشہا   لقمہ بحر وگوہرش اندیشہا

ترجمہ — لقمہ ہے تخم اور اُسکا بر ہے فکر   لقمہ اک دریا ہے اور گوہر ہے فکر

شرح۔ اسی مضمون کی دوسری مثال ہے اور اندیشہ بمعنے فکر اور بر بمعنے ثمرہ ونتیجہ یعنی لقمہ کی مثال ایسی ہے جیسا کسی چیز کا تخم اور اس تخم کا پہل افکار ہین اگر آدمی لقمہ کہاتے کے بعد نیکیون کے فکر مین رہیگا تو معلوم ہو جائیگا کہ اُسنے حلال کا لقمہ کہایا تہا۔ اور اگر بدیون کے فکر مین رہیگا تو اُس لقمہ کے حرام ہونیمین شک نہین۔ یا لقمہ دریا کے مانند ہے اگر کہانے کے بعد نیکیون کا فکر ہے تو سچے موتی ہاتہہ لگین گے اور اگر بدیون کی تدبیرین ہین تو جہوٹے موتی ملین گے غرضکہ اعمال نیک وبد لقمۂ حرام وحلال کی سچی علامت ہے۔

	زاید از لقمہ حلال اندر دہان	میل خدمت عزم رفتن آن جہان
ترجمہ	پاک ہی لقمہ سے ہوتا ہے قوی	میل خدمت اور عزم معنوی
	زاید از لقمہ حلال اے مہ حضور	در دل پاک تو و در دیدہ نور
ترجمہ	پاک ہی لقمہ سے ملتا ہے حضور	پاک دل کو نور اور آنکھون کو نور

شرح یعنے حلال کے لقمہ سے میل خدمت (رغبت عبادت) اور عزم سفر آخرت یا معراج معنوی نصیب ہوتی ہے اور اسی سے حضور قلب اور دل و دیدہ کو نور حاصل ہوتا ہے ۔ اے مہ سے مخاطب مراد ہے جسکو چاند کہا گیا ہے

	این سخن پایان ندارد اے کیا	قصہ بازرگان و طوطی کن بیا
ترجمہ	چھوڑدے ہے یہ سخن بے انتہا	قصۂ طوطی و سوداگر سنا

شرح۔ کیا بمعنے پاکیزہ و شخص بزرگ ہے یعنے ایمخاطب بزرگ ہم اب پھر طوطی و سوداگر کی داستان کی طرف آتے ہین

باز گفتن بازرگان با طوطی آنچہ در ہندوستان دیدہ بود

ترجمہ سوداگر کا اپنی طوطی سے ہندوستان کا قصہ بیان کرنا

	کرد بازرگان تجارت را تمام	باز آمد سوے منزل شادکام
ترجمہ	کرکے سوداگر تجارت کو تمام	گھر کی جانب آگیا پھر شادکام
	ہر غلامے را بیاورد ارمغان	ہر کنیزک را بہ بخشید او نشان
ترجمہ	لیکے آیا ارمغان بندگان	ہر کنیزک کو دیا اُسنے نشان

شرح۔ نشان علم فوج وفرمان وغیرہ یہان بمعنے عطا و یادگار ہے جسکو نشانی کہتے ہین ارمغان بمعنے سوغات و تحفہ

	گفت طوطی ارمغان بندہ کو	آنچہ دیدی آنچہ گفتی باز گو
ترجمہ	پھر کہا طوطی نے مجھکو سب بتا	تو نے کیا دیکھا وہان اور کیا کہا
	گفت نے من خود پشیمانم از آن	دست خود خایان و انگشتان گزان
ترجمہ	بولا وہ مین ہون پشیمان میری جان	کاٹتا ہون آپ اپنی اُنگلیان
	کہ چرا پیغام خامے از گزاف	بردم از بے دانشی و از نشاف
ترجمہ	لیگیا مین کیلئے پیغام خام	تھی بڑی دیوانگی میرا پیام

شرح نشاف بمعنے جنون و دیوانگی و خبط یعنے سوداگر نے کہا کہ اے طوطی تو اپنے پیام و سلام کی بابت کچھ نہ پوچھ مین ترا پیام دیکر سخت پشیمان ہون مین اسکو اپنی دیوانگی خیال کرتا ہون کہ اس پیام سے ایک بیگناہ کی جان گئی کاش مین تیرا پیام نہ پہنچاتا اور ایک بیزبان کا خون اپنے ذمہ نہ لیتا۔

	گفت ای خواجہ پشیمانی زچیست	چیست این کین خشم وغم را مقتضی
ترجمہ	بول اُٹھا طوطی پشیمانی ہے کیون	غصہ وغم سے پریشانی ہے کیون
	گفت گفتم آن شکایتہاے تو	باگروہِ طوطیان ہمتاے تو
ترجمہ	یہ کہا تاجر نے جب تیرا بیان	کرچکا مین طوطیون سے میرجان
	آن یکے طوطی زدردت بوے بُرد	زہرہ اش بدرید ولرزید وبمرد
ترجمہ	سنکے اک طوطی ستم یہ کرگیا	پہٹ گیا پتہ لرزکر مرگیا

شرح۔ یعنی جب وُہ سوداگر ہندوستان سے واپس آیا توحسب وعدہ تمام لونڈی غلامون کو اُنکی فرمائشین دین طوطی نے اپنی سوغات مانگی تاجر نے کہا کہ مجھسے اپنی سوغات کی بابت کچہ نپوچہہ مین تیرا پیغام پہنچاکر پچہتارہا ہون کیونکہ جب مینے طوطیون کے ایک جہلڑمسے ہندوستان پہنچکر تیرا حال کہا تو اُنمین سے ایک طوطی جو تیرا ہمتا ہمدرد اور تیرے قید ہونے سے بیحد غمگین تہا پتہ پہاڑکر مررہا مجھے اُس بیگناہ کے مرجانے سے پشیمانی ہے۔

	من پشیمان گشتم این گفتن چہ بود	لیک چون گفتم پشیمانی چہ سود
ترجمہ	مین پشیمان ہون کہ ایسا کیون کہا	لیکن اب ہوتا ہے کیا جب کہہ چکا
	نکتۂ کان جست ناگہ از زبان	ہمچو تیرے دان کہ جست آن از کمان
ترجمہ	بات جو نکلی زبان سے تیر ہے	تیر کے پہرنے کی کیا تدبیر ہے

شرح۔ یہ شعر تاجر اور مولانا دونون کا مقولہ ہوسکتا ہے یعنے سوداگر کہہ رہا ہے کہ مین اپنے کہے سے پشیمان ہون لیکن جب کہہ چکا توپشیمانی عبث کیونکہ منہ کی نکلی ہوی بات ایک ایسا تیر ہے جو کمان مین واپس نہین آسکتا۔

	وانگردد ازرہ آن تیر اے پسر	بند باید کرد سیلے را زسر
ترجمہ	تیر رستے سے پلٹتا ہے کہین	بند کراول سے سیل اے ہمنشین
	چون گذشت از سر جہانے را گرفت	گرجہان ویران کند نبود شگفت
ترجمہ	سر سے گذریگی تو ڈوبے گا جہان	کیا عجب ویران ہو عالم میرجان

شرح۔ زسر بمعنے از ابتدا۔ اور سیل پانی کی رَو کو کہتے ہین یعنے زبان سے نکلی ہوی بات سیل کی مانند ہے جب ابتدائی حالت سے گزرگئی توسارے جہان کو ہلاک کردیگی علےٰ ہذا القیاس زبان کو اول ہی روکنا چاہیئے ورنہ بعضی بات انجام کار ہلاکت اور فساد عظیم کا باعث ہوجاتی ہے۔

	فعل را درغیب اثرہا زادنیست	وان موالیدش بحکم خلق نیست
ترجمہ	غیب مین فعلون کا ہوتا ہے اثر	حکم خلقت سے نہین ہے یہ مگر

شرح۔ یہان سے مولانا قدس سرہ نے اک بڑے نکتہ کی تمہید شروع کی ہے یعنی تاجر نے طوطی کے مرجانے کو اپنا فعل کہا ہے حالانکہ یہ خدا کا فعل تہا۔ علےٰ ہذا القیاس دیگر تمام افعال کا حال ہے یہان یہ شبہ پڑتا ہے کہ کُفر اور قتل اور زنا و دیگر محرمات کے سبب بندہ قابلِ عذاب کیون ہوتا ہے۔ ان اشعار مین اس شبہ کا جواب دیا گیا ہے اور مطلب شعر یہ ہے کہ جو فعل آدمی سے صادر ہوتا ہے عالمِ غیب مین اُسکا اثر یعنے نتیجہ ضرور مُرتب ہوتا ہے۔ اگر فعل نیک ہے تو نتیجہ بہی نیک ہی ہوگا اور اگر بد ہے تو نتیجہ بہی بد ہے بلکہ یہ سمجھیئے کہ وہی فعل اچھی یا بُری صورت مین مصوّر ہو جاتا ہے مثلاً طاعات وعبادات جنت اور حور وقصور کی صورت مین اور معاصی وفسق وکفر دوزخ اور نار ومار کی صورت مین۔ ہر مکلف اپنے افعال سے یا ثواب حاصل کریگا یا معذّب ہوگا۔ کیونکہ الدُّنیا مزرعة الاٰخرہ۔ دنیا آخرت کی کہیتی ہے اور حدیث مین ہے کہ حفت الجنة بالمکارہ وحفت النار بالشھوات یعنے جنت مشقت کی چیزون سے اور دوزخ خواہشون کی سے ڈہانکی گئی ہے۔ بس تو ہر فعل کا نتیجہ کرنے والے کو ضرور ملیگا۔ ورنہ عدالت خداوندی کے معنے صادق نہین آتے۔ دوسرے مصرع مین موالید جمع مولود بمعنے فرزندان ہے۔ جس سے بندون کے افعال اور اُنکے نتیجے مراد ہین۔ مطلب یہ کہ گو ہمارے افعال کے نتیجے عالمِ غیب مین ضرور پیدا ہوتے ہین۔ لیکن افعال بہی اور اُنکے نتیجے بہی محکومِ خلق نہین ہین بلکہ خدا کے حکم سے پیدا ہوتے ہین۔ کیونکہ بندہ خالق افعال نہین ہے لفظ موالیدش مین ضمیر شین فعل کی طرف راجع ہے

	بے شریکے جملہ مخلوق خداست	آن موالید ارچہ نسبت شان بماست
ترجمہ	سب بہ بے شرکت ہین مخلوق خدا	اِنکی نسبت گو نہین ہمسے جدا

شرح یعنی یہ موالید (افعال اور اُنکے نتیجے) گو ہماری طرف منسوب ہین۔ لیکن فی الواقع اُنکا خالق اللہ وحدہٗ لاشریک ہے مگر چونکہ ہر شخص اپنے افعال کا نتیجہ خوب جانتا ہے اسلئے افعال کی طرح نتیجے بہی اُسی کی طرف منسوب ہین

	زید پرّانید تیرے سوے عمر	عمر را بگرفت تیرش ہمچو نمر
ترجمہ	زید نے اک تیر پہینکا سوے عمر	اُسنے زخمی کر دیا مانند نمر
	مدت سالے ہمے زائید درد	دردہا را آفریدہ حق نہ مرد
ترجمہ	ایک مدت تک رہا گو رنج درد	درد کا خالق نہین لیکن وہ مرد

شرح یہ قطعہ مضمون سابق کی مثال ہے بطور تفہیم اور نمر عربی مین چیتے کو کہتے ہین اور زید وعمر فرضی نام ہین یعنے فرض کیجے کہ زید نے عمر کے تیر مارا اور اُس تیر نے عمر کو چیتے کی طرح زخمی کر دیا۔ اُس بیچارہ کو ایک مدت تک تکلیف رہی درد رہا تو اس درد کا پیدا کرنے والا خدا ہے زید نہین لیکن چونکہ تیر مارنے والا زید تہا اسلئے اُسکا نتیجہ یعنے قتل اور عمر کا مرجانا بہی اُسی کی طرف منسوب ہوگا۔ اور زید کو قاتل کہینگے۔

عمر دایم ماند در درد و وجل ‌ ‌ ‌ درد ہا میزاید آنجا تا اجل

ترجمہ: پا بگل وہ درد سے دایم رہا ‌ ‌ ‌ درد وقتِ مرگ تک قایم رہا

شرح - یعنے انتہا یہ ہوئی کہ گو عمر درد و مصیبت کی دلدل مین پہنسکر مرگیا تاہم درد کا خالق خدا ہے زید نہین بعض نسخون مین پہلا مصرع اسطرح ہے۔ زید رامی آندم ار مرداز وجل ۔ رامی تیرانداز اور وجل بمعنے خوف ہے۔ اِسس صورت مین شعر کے یہ معنے ہین کہ اگر زید جسنے تیر مارا تہا ہلاکتِ عمر کے خوف سے خود ہی مرگیا۔ تو عمر کو تا دمِ مرگ دو طرح کا رنج رہیگا۔ ایک اپنے زخم کا۔ دوسرے زید کے مرنیکا اور گو اس حالت مین زید کا مرجانا عمر کا فعل مخلوق نہین ہے۔ لیکن چونکہ اُسکی موت کے خوف سے واقع ہوا ہے اِسلیئے عمر ہی کی طرف منسوب ہوگا

زان موالیدِ وجع چون مرد او ‌ ‌ ‌ زید را از اول سبب قتال گو

ترجمہ: عمر گو اس درد دُکہہ کا صید ہے ‌ ‌ ‌ لیکن اے نادان قاتل زید ہے

شرح یعنی گو عمر نتیجۂ درد سے مرا ہے لیکن چونکہ زید تیر مارنے سے اس درد کا ظاہری سبب بنگیا ہے اسلیئے اِسی کو قاتل کہینگے اور اِسی سے قصاص لیا جائیگا۔ کیونکہ گو فعل قتل کا خالق خدا ہے مگر کاسب زید ہے۔

آن وجع ہا را بدو منسوب دار ‌ ‌ ‌ گرچہ ہست آنجملہ صنع کردگار

ترجمہ: درد ہے اُسکا دیا اے ہوشیار ‌ ‌ ‌ گرچہ یہ سب کچہہ ہے فعل کردگار

شرح - وجع بفتحتین بمعنے درد یعنی چونکہ تیر پہینکنا زید کی طرف منسوب تہا اور اول اول درد پہنچانے کا باعث وہی ہوا ہے۔ اسلیئے درد کا نتیجہ یعنے عمر کا مرجانا بہی اُسی کی طرف منسوب ہوگا کیونکہ تمام افعال اور اُنکے نتایج کا خالق اللہ تعالےٰ ہے گو بندون کو جزا و سزا اسلیئے دیجاتی ہے کہ وہ اپنے اختیار سے مرتکب نیک و بد ہوتے ہین نتیجہ یہ کہ آدمی کو چاہیئے ایسی بات ہرگز نہ کرے جو تیر کی طرح دوسرون کے جا لگے۔ اس سے اُسکو ضرر پہنچیگا۔ اور یہ ضرر اگرچہ مخلوق الٰہی ہے لیکن کہنے والے ہی کے جانب منسوب ہوگا۔ یہی سبب تہا کہ سوداگر نے مرگ طوطی کو اپنا فعل کہا ہے اور اُس سے پشیمان ہوا ہے کیونکہ گنہگار ضرور پشیمان ہوا کرتا ہے۔

ہمچنین کسب و دم و دام و جماع ‌ ‌ ‌ آن موالید ست حق را مستطاع

ترجمہ: یہ جماع و کسب و دام و دم جمیع ‌ ‌ ‌ سب کے سب مخلوق حق ہین اور مطیع

شرح یعنے جسطرح زید کے تیر مارنے کی ایک مثال ہم بیان کر آئے ہین۔ اِسی پر اور افعال کو خیال کر لینا چاہیئے مثلاً کسب کہانا کمانا یا دم سانس لینا یا دام کسی چیز کے حاصل کرنے کے لیے جال بچہانا یا جماع غرضیکہ تمام افعال خدا کے مخلوق اور اُسکے فرمانبردار ہین مگر چونکہ بندے کاسب ہین اسلیئے جزا و سزا دیجاتی ہے۔ افعال کو خدا سے بہی تعلق ہے اور بندون سے بہی اُسکی مخلوق ہین اسکے کمائے ہوئے ہین مستطاع بمعنے فرمانبردار و مطیع

بعض نسخون مین کسب و دم کی جگہ کشت و دم ہے۔ کشت بمعنے کھیتی کرنا اور دم غلہ وغیرہ کا اُٹھانا ہے۔

	بستہ در ہائے موالید از سبب	چون پشیمان شد ولی از دست رب
ترجمہ	بند کر دیتا ہے در ہائے سبب	ہے ولی مین طاقتِ توفیقِ رب

شرح۔ یعنے جسوقت ولی اِس بات سے پشیمان ہوتا ہے کہ سبب سے مسبب یعنے نتیجہ پیدا نہو۔ یعنے اعمال سئیہ کی جزا سیئہ نہو یا اعمال حسنۂ غیر مقبولہ کا نتیجہ برائی نہو۔ تو اسباب کو نتایج پیدا کرنے سے روکدیتا ہے اور یہہ قدرت اللہ تعالے کی طرف سے ہے۔ یبدل اللہ سیاتہم حسنات کے یہی معنے ہین یعنے اللہ تعالے اُنکی سئیات کو (جو سبب ہے) جزا اور نتیجہ سئیات سے (جو مسبّب ہے) روکدیتا ہے اور حسنات سے بدلدیتا ہے۔ بعض نے پشیمان شد کے معنے بلا حضور کے لیئے ہین۔ یعنے جب ولی بلا حضور ہو جاتا ہے جو صوفیہ کے نزدیک گناہ ہے تو اِس عدم حضور کی نتیجہ یعنے جزا سیئہ کو اپنے نفس پر مرتب نہین ہونے دیتا از دست رب لفظ بستہ کے متعلق ہے۔

	اولیا را ہست قدرت از اِلٰہ	تیر جستہ باز آرندش ز راہ
ترجمہ	ہے ولی مین یہ صفت دادِ اِلٰہ	تیر پھر آتا ہے جس سے سوئے راہ

شرح۔ آرندش مین ضمیر شین تیر کی طرف راجع ہے اور مطلب یہ ہے کہ بات کا منہ سے نکلکر واپس آنا ایسا مشکل ہے جیسا کمان سے نکلکر تیر کا واپس آنا مگر اولیاء اللہ مین یہ قدرت ہے کہ بات کے اثر کو روک لیتے ہین یعنے سبب کے مسبب تک نہین پہنچنے دیتے افعال واقوال سے تاثیر کو چھین لیتے ہین۔ یہ ممکن ہے کہ وُہ کسی کے تیر مارین مگر جسکے لگا ہے وُہ ہرگز زخمی نہو۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ولی کی دعا سے مطلقاً اشیاء کا اثر زائل ہوجائے یہ اولیاء کی کرامت ہے لیکن یہ یاد رہے کہ قضاء مبرم کسی نبی یا ولی کی دعا سے نہین ٹل سکتی۔

	گفتہ ناگفتہ کند از فتح باب	تا ازان نے سیخ سوزد نے کباب
ترجمہ	گفتہ ناگفتہ ہے اُنکے روبرو	ہے کباب و سیخ بر جا ہو بہو

شرح۔ یعنی ولی قدرت حق سے اپنے کہے کو اَن کہا اور گفتہ کو ناگفتہ کر دیتا ہے کیونکہ اُسپر غیب کا دروازہ کھلا ہوا ہے یعنے واقفِ اسرار ہے اُس سے کسی سیخ یا کباب (برُے یا بھلے) کو تکلیف نہین پہنچتی۔ اِس شعر کے معنے دو طرح ہین اول یہ کہ اگر ولی کی زبان سے کسی برُے یا بھلے شخص کے نسبت کوئی برا کلمہ نکل جاتا ہے تو وہ ازراہ کسر نفسی فی الفور معافی مانگ لیتا ہے۔ اسلیئے گفتہ ناگفتہ کے مانند ہوجاتا ہے۔ دوم یہ کہ ولی اپنے خداداد تصرف سے کلمۂ بد کے اثر کو دل تک نہین پہنچنے دیتا یا سرے سے اُس کلمے ہی کو سامع کے دل سے بھلا دیتا ہے قرآن مجید مین آیت ہے مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْہِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ یعنے کوئی قول ایسا نہین کہ انسان کی زبان سے نکلے مگر اللہ تعالے کیطرف سے اُس پر ایک نگھبان مقرر ہے کہ اُسکو نگاہ رکھتا ہے۔ لیکن ولی اِس قول کو

محو کر دیتا ہے۔ یعنے ذات قول تو محو نہین ہوتی بلکہ اُسکی صفت یعنے قباحت محو ہو جاتی ہے اور اُسکا نتیجہ یعنے جزائے بد اُسپر مرتب نہین ہوتا۔ اسلیئے گفتہ ناگفتہ ہو جاتا ہے اور اسصورت مین سخ بھی برجا رہتی ہے یعنے آیت مذکورہ کے معنے بھی قایم رہتے ہین۔ اور کباب بھی نہین جلتا۔ یعنے عذاب بھی قائل پر مرتب نہین ہوتا۔

	از ہمہ دلہا کہ آن نکتہ شنید		آن سخن را کرد محو و ناپدید
ترجمہ	ہر ولی جب واقفِ اسرار ہے		محو کر دینے کا بھی مختار ہے

شرح یعنے ولی مخلوق کے چھپے افعال اور اسرار سے واقف ہوتا ہے اور جو ایسا شخص ہو وہ مخلوق کے اقوال و افعال مٹانے پر بھی قادر ہوتا ہے۔ جس سے چاہے نیک باتون کی توفیق زائل کر دے اور جسکی ہمت کو چاہے گناہون کی طرف لگادے۔ اُسمین یہ قدرت ہے کہ ایمان والون کے گناہون کو نیکیون سے بدلدے اور منکرین کی نیکیون کو بالکل معدوم کر دے یا شعر کے یہ معنے ہین کہ ولی اپنی زبان سے نکلے ہوے کلمے کے اثر کو زائل کر سکتا ہے اور یہ سب کچھ عطاء خداوندی اور اُسکی دی ہوی کرامت ہے۔

	گرت برہان باید و حجت مہا		از نبی خوان آیۂ او ننسہا
ترجمہ	چاہیئے حجت جو بہرِ مدعا		صاف ہے قرآن مین او ننسہا

شرح۔ یعنی اگر تجھے اسمین شک ہے کہ ولی کلمات نیک و بد کے اثر کو مخلوق کے دلون سے مٹا نہین سکتا۔ تو ہم قرآن شریف کی آیت سے اپنا مدعا ثابت کرتے ہین۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے مَا نَنْسَخْ مِنْ آیَۃٍ اَوْ نُنْسِہَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْہَا اَوْ مِثْلِہَا۔ یعنی بعضی آیتون کو ہم منسوخ کر دیتے ہین۔ اسطرح کہ لفظ باقی رہتے ہین اور حکم منسوخ ہوتا ہے۔ یا یہ کہ بالکل بھلا دیتے ہین یعنی تلاوت اور لفظ کو بھی منسوخ کر دیتے ہین تو اُسکی جگہ اُس سے بہتر یا اُسی کے مانند اور آیت نازل کر دیتے ہین۔ نسخ بمعنے نسخ حکم ہے اور انساء بمعنے نسخ تلاوت۔ یہ آیت مولانا کے مدعا پر اسطرح دلیل ہوسکتی ہے کہ جب اللہ تعالےٰ آیتون اور احکام کے منسوخ اور تبدیل کرنے پر قادر ہے تو اسبات پر بھی قادر ہے کہ انبیا اور اولیا کے ہاتھون سے جسطرح چاہے مخلوق مین تصرف فرمائے کیونکہ یہ لوگ متخلق باخلاق اللہ ہین خدا اُنسے اپنے کام لیتا ہے خدا نے اپنے اولیا مین اپنی صفتین پیدا کر دی ہین۔

	آیۂ انسوا کم ذکری بخوان ۷		قوت نسیان نہادن شان بدان
ترجمہ	لفظ انسوکم ہے صاف آیۃ کو دیکھہ		اولیاء اللہ کی قوت کو دیکھہ

شرح۔ پچھلی آیت مین اللہ تعالےٰ نے آیات و کلمات بھلانے کی صفت کو اپنی طرف منسوب کیا تھا۔ گو بطور خلیفۂ برحق ہونے کے انبیا و اولیا کی طرف بھی یہ صفت منسوب ہے مگر شاید سامع کو کچھ شبہ رہگیا ہو۔ اسلیئے اسی مضمون کی دوسری آیت لانی پڑی جسمین بھلانے یا کسی چیز کے مٹادینے کی صفت کو بالتصریح اولیاء اللہ

کی طرف منسوب کیا گیا ہے وُہ آیت یہ ہے اِنَّہٗ کَانَ فَرِیْقٌ مِّنْ عِبَادِیْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِیًّا حَتّٰٓی اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِیْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ یعنے میرے خاص بندونکا ایک گروہ یون کہا کرتا تہا کہ اے رب ہم ایمان لائے تو ہمین بخش اور ہم پر رحم کر بس اے جہنمیو تمنے اُنہین ہنسی مین اُڑایا یہانتک کہ اُنہون نے تمہارے دِل سے میری یاد کو بُہلا دیا۔ اِس آیت مین وجہ استدلال یہ ہے کہ کافر اور مُنکر جو خدا کے خاص اور کامل بندون سے تمسخر کرتے تہے اور اپنے طریقے کا ذکر حق بہی کیا کرتے تہے اس ذکر کو اولیاء اللہ نے اُنکے دِل سے بہلا دیا اور گفتہ کو ناگفتہ کر دیا یعنے ذکر الٰہی کا اثر سلب کر دیا اور وہ جہنمی کے جہنمی رہے دیکھ لیجیے اس آیت مین بُہلا دینے کے فعل کو اولیا کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور اِس سے صریح ثابت ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ مین مخلوقات پر تصرف کرنے کی بہت بڑی طاقت ہے اور اسکا مُنکر مُنکر اسرار قرآن ہے۔

	چون بتذکیر و بہ نسیان قادر اند	بر ہمہ دلہائے خلقان قاہر اند
ترجمہ	یاد اور نسیان پر قادر ہین وُہ	خاطر مخلوق پر قاہر ہین وُہ

شرح۔ یعنی کچھ یہی بات نہین کہ اولیاء اللہ صرف کلمات کا اثر زائل کرنے اُنکو دِل سے بُہلا دینے توفیق طاعت یا کرامت وغیرہ چہین لینے پر قادر ہین بلکہ وُہ ایمان اور خدا کے یاد دلانے اور قوت کرامت عطا کرنے اور نیک رستو پر لگانے کی بہی قدرت رکہتے ہین کیونکہ اُنکا تصرف تمام صفتون مین عام ہے تذکیر (بہولی ہوئی باتونکا یاد دلا دینا) اور نسیان (یاد کی ہوئی باتون کا بہلا دینا) دونو باتین اولیاء اللہ کے قبضہ مین ہین۔

	چون بنسیان بست او راہ نظر	کار نتوان کرد ور باشد ہنر
ترجمہ	باندہ دی ہے اُسنے نسیان سے نظر	کام ہو سکتا نہین گو ہو ہنر

شرح یعنے جب ولی نے کسیکی نظر یا فکر کو اپنے نسیان (یعنے اُس قوت سے جو اعمال کے مٹانیوالی ہے) متعلق کر دیا تو وُہ شخص کوئی نیک کام نہین کر سکتا۔ یا یہ کہ جب ولی نے اپنی قوت مذکورہ کے باعث کسیکی نظر کا رستہ بند کر دیا تو اُسکو اعمال نیک ہرگز نسوجہینگے۔ اور وُہ کار نیک ہرگز نہ کر سکیگا۔ چنانچہ پچہلی آیت سے معلوم ہو گیا ہے کہ عباد اللہ یعنی اولیاء اللہ نے استہزا کے سبب کفار کے اعمال نیک کو مٹا دیا ہے بعض نسخون مین نسیان کی جگہ عصیان بہی ہے۔ یعنے ولی نے جب کسیکی نظر کو از راہِ عتاب معاصی سے متعلق کر دیا۔ تو نیک کام نہو سکینگے۔ کیونکہ اللہ نے اُنکو قدرت دی ہے کہ مخلوق مین جسطرح چاہین تصرف کرین جسکو چاہین ہدایت دین اور جسکو چاہین گمراہ کرین۔ لیکن ہم پہر کہے دیتے ہین کہ یہ صرف اولیا کی کرامت ہے خدائی نہین ہے۔

	خذ تموہم سخریۃً اہل السمو	از نبی خوانید تا انسوکمو
ترجمہ	تمنے کی اُسنے ہنسی اہلِ سمو	آؤ دیکہو آیت انسوکمو

شرح - اہل السمو - اہل علو - تعلّی پسند دنیوی مال و جاہ پر متکبر یہ قیامت کے دن کفار کو خطاب ہوگا - یعنی اے متکبر کافرو تمنے دنیا مین غریب مومنون کو ہنسی مین اڑایا تہا - اسلیئے انہون نے خدا کی دی ہوئی قوت سے تمہارے نیک عملون (صدقات وخیرات) کا ثواب تمسے بہلا دیا - یعنے سلب کر لیا - اسیواسطے کسی درویش صفت مومن کو ستانا جائز نہین - کیونکہ حدیث قدسی مین آچکا ہے کہ ولی کا ستانیوالا گویا خدا سے جنگ کر رہا ہے -

	صاحب دہ بادشاہ جسمہاست	صاحب دل شاہ دلہائے شماست
ترجمہ	ملک والا ہے فقط شاہ بدن	اہل دل ہے شاہ دلہائے زمن

شرح یعنے بادشاہ دنیوی فقط جسمون پر حکومت رکھتے ہین کسی کو پہانسی دیدی کسی کو رہا کر دیا کسی کو گرفتار کر لیا دلون پر حکومت نہین رکھتے یعنے انکا قبضہ اندرونی اوصاف پر نہین ہو سکتا - یہ بات صاحبدل عارف کو میسر ہے کہ وہ مخلوق کے دلو نپر تصرف رکہتا ہے اور نیک و بد اوصاف کا ازالہ کر سکتا ہے -

	فرع دید آمد عمل بی ہیچ شک	پس نباشد مردم الا مردمک
ترجمہ	فرع بینش ہے عمل بے شبہ و شک	ہیچ ہے مردم نہ ہو گر مردمک

شرح دید سے عرفان اور عمل سے تصرف در مخلوقات یا اعمال شرعیہ مراد ہین - یعنی ایسے اعمال شرعیہ جنسے قرب الٰہی حاصل ہو یا تصرف در مخلوق یہ دونو چیزین عرفان کی شاخ ہین اگر عرفان نہین تو اعمال شرعیہ کا نتیجہ اچھا نہین ہوتا اور نہ کوئی شخص مخلوق پر تصرف کر سکتا ہے حدیث انما الاعمال بالنیات مین لفظ نیات سے بعض محققین نے عرفان مراد لیا ہے پس تو انسان وہی ہے جو صاحب عرفان ہو - ایسا شخص آنکہہ کی تپلی کے مانند ہے کیونکہ اسکو دید حق حاصل ہے -

	مردمش چون مردمک دیدند خرد	در بزرگی مردمک کس رہ نبرد
ترجمہ	جانتے ہین آدمی اسکو ذلیل	اور تپلی ہے بڑی شے اے خلیل

شرح - یعنے آنکہہ کی تپلی ظاہر مین چہوٹی سی چیز نظر آتی ہے مگر باعتبار صفت بہت بڑی چیز ہے علے ہذا القیاس اولیاء اللہ کو لوگ باعتبار ظاہر لوگ حقیر جانتے ہین مگر انکے باطنی مرتبہ کو نہین پہچانتے -

	من تمام این را نیارم گفت از آن	منع می آید ز صاحب مرکزان
ترجمہ	شرح اسکی کر نہین سکتا تمام	منع کرتے ہین مجہے اہل مقام

شرح صاحب مرکز بمعنے صاحب مقام یعنی اولیاء اللہ بطور الہام باطنی مجکو شرح احوال ولی سے منع کرتے ہین - کیونکہ لو ظہرت الحقایق لبطلت الشرایع یعنی اگر اسرار ظاہر کر دیئے جائین تو لوگ شریعت پر عمل کرنا چہوڑ دین اسلیئے ہم اولیاء اللہ کی پوری حقیقت بیان کرنی مناسب نہین سمجھتے -

چون فراموشی خلق و یادشان
با وے ست و میرسد فریادشان

ترجمہ — اُس سے ہے نسیان خلق و یاد خلق
سن لیا کرتا ہے وہ فریادِ خلق

صد ہزاران نیک و بد را آن بہی
میکند ہر دم ز دلہاشان تہی

ترجمہ — نیکیون بدیون کو وہ روشن صفات
خالی کرلیتا ہے اے فرخندہ ذات

شرح — یہ دونو شعر بطور قطعہ بند ہین اور پہلے شعر مین ضمیر وے اگر اللہ تعالے کی طرف راجع ہے تو یہان سے قدرتِ خداوندی کا بیان شروع ہوا ہے اور اگر ولی کی طرف راجع ہے تو مضمون سابق کا تتمہ ہے یعنے جبکہ خلقت کی فراموشی یعنے اُنکے اعمال کا سلب اور یاد یعنے تبدیل سیئات بالحسنات اللہ تعالے یا اُسکے خلیفہ برحق اولی کامل کے ساتھ متعلق ہے اور وہ اُنکی فریاد کو پہنچتا ہے (کیونکر تبدیل سیئات مومنین و سلب اعمال منکرین گویا مخلوق کی فریادرسی ہے) تو اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ولیؔ با فروغ یا اللہ تعالے بہت سے نیکو نکو کافرون اور بدیون کو مومنون کے دلون سے خالی کردیتا ہے۔ اور مومنون کے دلون کو نیکیون اور کافرون کے دلون کو بدیون سے بہر دیتا ہے ہان اتنا فرق ہے کہ اُنکو سچے موتیون سے بہرتا ہے اور انکو جہوٹے سے لفظ بہی بفتح با موحدہ عربی لفظ ہے بمعنے تابان و خوب و زیبا اور اگر یہ بکسر با فارسی لفظ ہے تو بمعنے نیکوکاری و بہتری و صحت و ترقی دولت ہے اِس لفظ سے اللہ تعالے اور ولی دونو مراد ہین۔

روز دلہارا ازان پُر میکند
آن صدف ہا را پُر از دُر میکند

ترجمہ — وہ دلون کو روز کردیتا ہے پُر
سیپیون مین روز بہر دیتا ہے دُر

شرح یعنے اللہ تعالے یا ولی روز مومنون کے دلون کو نیکیون اور کافرون کے دلونکو بدیون سے بہر دیتا ہے ایک سیپی سچے موتیون سے بہری جاتی ہے ایک جہوٹے سے یہ شعر مضمون سابق کا تتمہ ہے بطور مثال

آن ہمہ اندیشۂ پیشانہا
میشناسد از ہدایت جانہا

ترجمہ — روح نے جیسے کیے ہین یہان عمل
حشر مین پہچان لیگی بے خلل

شرح پچھلے اشعار مین یہ بیان ہو چکا ہے کہ افعال کے اچھے بُرے نتیجے یا خود اعمال عذاب و ثواب کی صورت مین ہر شخص کے سامنے آجائینگے ان اشعار مین اسی مضمون کی توضیح ہوتی ہے۔ پیشانہا بمعنے پیشنہا یعنے اذکار اور خیالات سابقہ اور اعمال متقدمہ جو آدمی نے دنیا مین کیے ہین اور زادراہ عقبے بناکر آگے بہیجے ہین روح ان تمام اعمال کو اللہ تعالے کی ہدایت کے سبب قیامت کے دن پہچان لیگی۔ اسکی مثال یہ ہے

پیشۂ فرہنگ تو آید بتو
تا در اسباب بگشاید بتو

ترجمہ — خاص پیشہ پیش آتا ہے ضرور
کیونکہ ہے وہ باعث رزق و سرور

شرح فرہنگ بمعنے عقل و ادب سے یہان ہنر مراد ہے یعنے آدمی جو پیشہ یا ہنر کرتا ہے وہی اُسکے پیش نظر رہتا ہے گویا پیشہ اسبابِ معاش کا دروازہ ہے جبکہ آدمی نظرون سے ہٹا نہین سکتا۔ اسیطرح نیکی اور بدی بھی ایک ہنر یا پیشہ ہے جو قیامت کے دن ضرور پیش نظر ہوگا۔

	پیشۂ زرگر باہن گر نشد		خوے این خوشخویان منکر شد
ترجمہ	پیشہ زرگر کا نہین کرتا لہار		نیک خصلت کسطرح ہو بد شعار

شرح یعنے لہار سُنار کا پیشہ نہین کرتا اور سنار لہار کے پیشے سے واقف نہین ہوتا بلکہ ہر کارے و ہر مردے یہ ہرگز ممکن نہین کہ سنار کی دستکاری منتقل ہوکر لہار کے ہاتھون مین چلی جائے اسیطرح یہ بھی نا ممکن ہے کہ ایک شخص کی خوشخوئی یا نکوکاری کسی دوسرے بدخو یا بدکار آدمی مین سما سکے علے ہذا القیاس یہ بھی محال ہے کہ نیکون کے اعمال بدون کو اور بدون کے نیکون کو ملنے لگین بلکہ ہر کسی کو اپنے ہی کامونکا بدلہ ملیگا

	پیشہا و خلقہا ہمچون جہیز		سوے خصم آیند روز رستخیز
ترجمہ	تیرے سب افعال مانند جہیز		تیرے پاس آئینگے روز رستخیز

شرح پیشہا جمع پیشہ بمعنے اعمال و ہنر و خلق بمعنے عادت نیک و بد و جہیز بمعنے اسباب و سامان و خصم بمعنے مالک و رستخیز بمعنے قیامت یعنی تیرے اعمال اور عادتین تیرے سامان کے مانند قیامت کے دن تیرے ہی طرف آئینگے اور تجھکو اپنی نیکی بدی کا بدلہ ضرور ملیگا۔ اگر اس لفظ کو پیشہا و خلف ہا پڑھین تو یہ معنے ہین کہ تو نے جو اعمال آگے بھیجے ہین یا پیچھے چھوڑے ہین۔ قیامت مین سب تیرے سامنے آجائینگے۔

	صورتے کان بہ حالت عاشت		ہم بران تصویر حشرت واجب ست
ترجمہ	ہوگی جس صورت سے تیری زندگی		حشر کی تصویر بالکل ہے وہی

شرح۔ حدیث شریف مین آیا ہے کما تعیشون تموتون و کما تموتون تبعثون یعنے تم جس حالت مین زندہ رہوگے اُسی حالت مین مروگے اور جس حالت مین مروگے اُسی حالت مین تمہارا حشر ہوگا یہ حدیث نہایت درجہ ڈرانیوالی ہے ہر شخص اپنی زندگی کے حالات پر غور کرتا رہے اور اسپر یقین رکھے کہ میری موت اور حشر اسی حالت مین ہونے والا ہے نیکون کا انجام نیک ہے اور بدونکا بد یہ شعر اسی حدیث کا اقتباس ہے

	پیشہا و خلقہا از بعد خواب		واپس آید ہم بخصم خود شتاب
ترجمہ	پیشہ و عادات سب بن بعد خواب		تیری جانب واپس آتے ہین شتاب
	پیشہ و اندیشہا در وقت صبح		ہم بدان جا شد کہ بود آن حسن و قبح
ترجمہ	پیشہ و اندیشہ بیشک وقت صبح		حسن تہا تو حسن ہے اور قبح قبح

شرح - پہلے گذر چکا ہے کہ انسان کے اپنے کیے ہوئے اعمال قیامت کے دن سامنے آجائینگے ان شعرون
مین اُسی مضمون کو بطور تمثیل بیان کیا گیا ہے یعنے جسطرح دنیا مین صبح کو اُٹھتے ہی اچھے برُے پیشہ یا نیک و
بد خیالات اپنے مالکون یا مسکنون کی طرف رجوع کر جاتے ہین اور یہ ہر گز نہین ہوتا کہ سُنار کا پیشہ لہار مین
یا نیک خیالات بد دل مین چلے جایئن اسی طرح صبح محشر مین تمام نیک و بد اعمال اُنکے کرنے والون کی طرف
رجوع کر جائینگے - ایک کے عمل دوسرے کو نہ ملینگے قرآن شریف مین موجود ہے اَلْیَوْمَ تُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ
بِمَا کَسَبَتْ لَاظُلْمَ الْیَوْمَ یعنے آجکے دن ہر نفس کو اُسکے اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائیگا اور کسی پر ظلم نہ ہوگا
معنوی طور پر بعد خواب سے موت اور صبح سے صبح محشر مراد ہے

	چون کبوتر ہائے پیک از شہرہا	سوئے شہر خویش آرد بہرہا
ترجمہ	دیکھ لے قاصد کبوتر کی طرف	پھر پھرا کر آگیا گھر کی طرف

شرح - اُسی مضمون کی دوسری مثال ہے یعنے نیک و بد اعمال قاصد کبوتر کے مانند ہین جسطرح کبوتر سب طرف
سے پھر پھرا کر اپنے گھر آجاتا ہے اسیطرح تیرے اعمال دوزخ یا جنت کی صورت بنکر تیرے سامنے آجائینگے

	ہر چہ بینی سوئے اصل خود رود	جزو سوئے کل خود راجع شود
ترجمہ	جاتی ہے ہر چیز بیشک سوئے اصل	دیکھنا پڑتا ہے جزکو روئے اصل

شرح یعنے نیک و بد اعمال اپنی اصل (کرنے والے) کی طرف رجوع کرتے ہین کیونکہ ہر فعل اپنے فاعل کا
ایک جزو ہے اور جزو ہمیشہ کل کی طرف رجوع کیا کرتا ہے - چنانچہ سوداگر کی طوطی نے اپنی اصل اور تعلیم دہندہ
مکر (طوطی ہندوستان) کے فعل کی طرف رجوع کیا - یعنے جسطرح از راہ مکر وہ مرگیا تھا اسیطرح یہ بھی مکر گیا - اور
سوداگر کے قفس سے رہائی پائی - چنانچہ آیندہ یہی بیان شروع ہوتا ہے -

	شنیدن آن طوطی حرکت آن طوطی را و مردن و نوحہ خواجہ برو
ترجمہ	سوداگر کی طوطی کا ہندوستان کی طوطی کی حرکت کو سننا اور مرجانا اور سوداگر کا اسپر نوحہ کرنا

	چون شنید آن مرغ کان طوطی چہ کرد	ہم بلرزید و فتاد و گشت سرد
ترجمہ	طوطی تاجر نے جب قصہ سُنا	کپکپایا گر کے ٹھنڈا ہوگیا

شرح یعنی سوداگر کے طوطی نے جب سوداگر ہی کی زبان سے ہندوستان کی طوطی کے مرجانے کا قصہ
سُنا تو لرز کر زمین پہ گر پڑا اور بیدم ہوگیا تاجر نے اُسکے مرنیکا یقین کرلیا نکتہ فی الواقع نہ تو ہندوستانکا
طوطی مرا تھا اور نہ یہ تاجر کا طوطی مرا ہے بلکہ یہ اس طوطی کے لیئے طوطی ہندوستان کی تعلیم تہی اور اسطرف
اشارہ تہا کہ مرنے سے پہلے مرجانا نجات کا باعث ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس طوطی کو مردہ سمجھکر سوداگر

نے پنجرے سے نکالدیا۔ اور وہ اپنے مالک کو چند نصیحتین کرکے اُڑگیا۔ یہ سب حال عنقریب آنیوالا ہے۔

	خواجہ چون دیدش فتادہ ہمچنین	بر جہید و زد کلہ را بر زمین
ترجمہ	اس سے تاجر کی ہوی حالت بُری	جوش مین ٹوپی زمین پر پھینکدی
	چون بدین رنگ و بدین حالش بدید	خواجہ برجست و گریبان را درید
ترجمہ	دیکھکر یہ حال ہو کر دردناک	کرلیا سارا گریبان اپنے چاک

شرح یعنے سوداگر نے طوطی کو مُردہ یقین کرکے جوش غم مین ٹوپی زمین پر دے ماری اور اپنا گریبان چاک کرلیا

	گفت اے طوطی خوب و خوش حنین	ہاے چہ بودت این چرا گشتی چنین
ترجمہ	اور کہا اے طوطی بلبل نوا	ہائے تجھپر کیا بنی یہ کیا ہوا

شرح۔ حنین بمعنے آواز و ہاے کلمہ تنبیہ و بمعنے افسوس ہے یہان ہی پچھلے معنے مراد ہین۔

	اے دریغا مرغ خوش آواز من	اے دریغا ہمدم و ہمراز من
ترجمہ	مرغ خوش آواز میرا ہائے ہائے	ہمدم و ہمراز میرا ہائے ہائے
	اے دریغا مرغ خوش الحان من	راح روح و روضہ رضوان من
ترجمہ	اے دریغا مرغ خوش الحان دریغ	فرحت جان روضہ رضوان دریغ

شرح راح۔ آسایش و فرحت و تازگی بعض نسخون مین راح روح ہے راح بمعنے شادمانی و شراب اور روضہ رضوان بمعنے باغ بہشت طوطی کو اسلیئے کہا گیا کہ وہ سوداگر کے لیئے باعث مسرت دل و جان تھا

	گر سلیمان را چنین مرغے بدے	کے دگر مشغول آن مرغان شدے
ترجمہ	ایسے پڑتی گر سلیمان کی نظر	ہان نہوتی اُلفت مرغ دگر

شرح حضرت سلیمان کے جانورون سے طوطی کو بڑھا دینے کا یہ سبب ہے کہ سوداگر اُسیر عاشق تھا اور عاشق خاصکر صدمہ پہنچنے کے وقت معذور ہوتا ہے ایسے وقت مین اُسکو لحاظ ادب نہین رہتا۔

	اے دریغا مرغ کارزان یافتم	زود روے از روے او بر تافتم
ترجمہ	حیف ہے صد حیف ایسا جانور	ہائے مجھسے چلدیا منہ پھیرکر

شرح یعنے افسوس ایسا جانور جو ابتدا مین بہت سستا میرے ہاتھ لگ گیا تھا اور انتہا مین اپنی خوش آوازی کے سبب نہایت قیمتی ہوگیا تھا یون منہ پھیرکر چل بسا اور مجھے روتا چھوڑ گیا۔

	اے زبان تو بس زیانی مر مرا	چون توئی گویا چہ گویم مر ترا
ترجمہ	اے زبان تو ہے زیان میرے لیئے	تو ہے خود گویا کہون پھر کیا تجھے

شرح یعنے چونکہ طوطی ہندوستان کی طوطی کا قصہ سُنا نیکے سبب مرگیا تہا اسلیئے تاجر اپنی زبان کی مذمت کرتاہے یا یون سمجہیئے کہ یہان سے بزبان سوداگر زبان کے ضررون کے متعلق مولانا کا وعظ شروع ہوا مطلب شعر یہ ہے کہ اے زبان تو میرے لیئے بڑے بڑے نقصانون کا باعث ہے مگر چونکہ تو خود متکلم اور میرے بدن کا جز ہے اسلیئے تجہے کیا کہون تیری ملامت کیونکر کرون تجہے نصیحت کرنا اپنے آپ کو فضیحت کرنا ہے۔

	اے زبان ہم آتش و ہم خرمنی		چند این آتش درین خرمن زنی
ترجمہ	گاہ تو خرمن ہے اور گاہے شرر		تا کجا خرمن مین آگ اے فتنہ گر

شرح یعنے اے زبان تو آگ بہی ہے کیونکہ کلمات الکفر والفسق تاکل الحسنات یعنے کفر کے کلمے اور گناہون کے متعلق باتین کرنی نیکیون کو زائل کردیتی ہین جسطرح آگ خرمن کو جلا ڈالتی ہے اور اے زبان تو ذکر توحید اور کلمات نیک اور تلاوتِ قرآن کے سبب نیکیون کا خرمن بہی ہے لیکن تیرا نقصان فائدے سے زیادہ ہے کیونکہ ایک شخص مثلاً سارے دن قرآن شریف پڑہکر نیکیون کا خرمن لگائے اور شام کے وقت کبہی کبہی کوگالیان دے یا فحش اور بیہودہ کلمات مُنہ سے نکالے تو سارے دن کا ثواب تہوڑی دیر مین جاتا رہیگا اسی لیئے مولانا دوسرے مصرع مین فرماتے ہین کہ اے زبان تو نیکیون کے خرمن مین بیہودہ کلمات کہکر کبتک آگ لگائی جائیگی اس سے باز رہ ورنہ مین تیری باتون کے سبب ہلاک ہو جاؤنگا۔

	در نہان جان از تو افغان میکند		گرچہ ہرچہ گوئیش آن میکند
ترجمہ	جان ہے تیرے سبب نالہ کنان		گرچہ تیرا قول ہے خود قول جان

شرح دوسرے مصرع مین ضمیر شین ہرچہ کی طرف راجع ہے اس صورت مین یہ مطلب ہے کہ اے زبان اگرچہ جو کچہ تو کہتی ہے وہ فی الواقع تو نہین کہتی بلکہ روح کہتی ہے اور تیرا فعل (گویائی) روح کی طرف منسوب ہوتا ہے کیونکہ زبان مین قوت تکلم روح کے سبب پیدا ہوتی ہے۔ لیکن بااینہمہ روح دربردہ تجہسے نالان ہے کیونکہ تو بعض ایسے اسرار کی غماز ہو جاتی ہے جنسے سوائے روح کے اور کوئی واقف نہین یہ بہی ممکن ہے کہ ضمیر شین جان کی طرف راجع ہو بہر حال یہ معنے ہین کہ اے زبان اگرچہ جان تیرا کہنا کر دیتی ہے یعنے حتی الامکان تجہے اقوال اور وعدون مین جہوٹا نہین ہونے دیتی مثل مشہور ہے قولِ مردان جان دارد۔ لیکن پہر بہی جان تیری باتون سے نالان رہتی ہے کیونکہ تجہسے بیہودہ کلمات بہی نکلجاتے ہین۔

اے زبان ہم گنج بے پایان توئی	اے زبان ہم رنج بے درمان توئی
اے زبان تو گنج بے پایان بہی ہے	اے زبان تو رنج بے پایان بہی ہے

شرح یعنے تلاوت قرآن اور ذکر الٰہی کے سبب زبان گنج بے پایان ہے اور کلماتِ کفر و فحش اور فساد انگیز

باتون کے سبب مرض لاعلاج ہے حدیث شریف مین ہے کہ بہت سے آدمی زبان کے سبب دوزخی ہونگے

ہم صفیر و خدعۂ مرغان توئی ۔ ہم بلیس و ظلمت کفران توئی

ترجمہ ۔ تو صفیر و خدعۂ مرغان بھی ہے ۔ تو فریب و ظلمت کفران بھی ہے

شرح یعنے اے زبان تو کبھی صفیر یعنے جانورون کی سی آواز بنا لیتی ہے ۔ مطلب یہ کہ اُنکے فریب دینے کے لیئے ہمصفیر ہوکر اُنھین گرفتار کرادیتی ہے یا یہ معنے ہین کہ بیہودہ کلمات کے سبب لوگونکو دام ہلاکت مین پہنسا دیتی ہے بلیس امالۂ بلاس بمعنے مکر و فریب ہے یعنے اے زبان جہوٹی باتین اور مکر و فریب تیرا شیوہ ہے اور بجہے ظلمت کفران یعنے ناشکری نعمت الٰہی نے گہیر رکہا ہے

ہم خفیر و رہبر مرغان توئی ۔ ہم انیس وحشت ہجران توئی

ترجمہ ۔ پاسبان و رہبر مرغان بھی ہے ۔ تو انیس وحشت ہجران بھی ہے

شرح یعنے اے زبان بجہسے ضرر بھی پہنچتا ہے اور نفع بھی جسطرح تو صفیر بنکر جانورون کو گرفتار کرادیتی ہے اسیطرح اُنکی نگہبان اور رہبر بھی بنجاتی ہے دیکھہ لیجے اکثر کبوتر کبوتر بازون کی سیٹی پر لگے ہوئے ہوتے ہین اور اُنکی آواز دینے سے اپنی چہتری پر اُتر آتے ہین گویا سیٹی اُنکے لیئے رہبر اور صیدی کی چہتری پر اُترنے سے نگہبان ہے علے ہذا القیاس شکرہ باز وغیرہ بھی آواز پر لگے ہوئے ہوتے ہین نتیجہ یہ نکلا کہ زبان گرفتار بھی کرادیتی ہے اور بچا بھی لیتی ہے ۔ خفیر بمعنے نگہبان اور فریادرس ہے اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اے زبان تو جدائی کی وحشت مین انیس یعنے دل لگی کا یار بھی بنجاتی ہے جو لوگ معشوق حقیقی سے جدا ہین ذکر و تسبیح مین مصروف رہتے ہین اور جو مجازی معشوقون سے جدا ہین وہ شوقیہ اشعار پڑہنے مین مشغول ہوتے ہین ۔ غرضکہ زبان ہر فرقت زدہ کی انیس ہے

چند امانم میدہی اے بے امان ۔ اے تو زہ کردہ بکینم من کمان

ترجمہ ۔ کب امان دیتی ہے تو اے بے امان ۔ کہیچ لی ہے تو نے کینہ پہ کمان

شرح لفظ چند استفہام انکاری ہے یعنے اے زبان تو مجھے بد کلمات سے کب امان دیگی ہرگز نہ دیگی تو نے تو میرے ہلاک کرنے کے لیئے کمان کو زہ کر لیا ہے یعنے تیرے کلمات کے سبب مین قابل نار ہوگیا ہون لفظ بے امان زبان کے لیئے کلمۂ بد دعا ہے بعض محققین نے امان دینے کو بمعنے موت لکہا ہے یعنے اے زبان تو مجھے کب تک ہلاک کریگی مین تیرے سبب قہر الٰہی کا مستوجب ہوگیا ہون

نک بپرانیدہ مرغ مرا ۔ در چراگاہ ستم کم کن چرا

ترجمہ ۔ اے زبان تو نے اُڑایا طیر کو ۔ چہوڑ دے دشت ستم کی سیر کو

شرح یعنے اے زبان تیری خبر دینے کے سبب میرا طوطی مر گیا ہے تو ایسے ستم کرنے چھوڑ دے یعنے
کسی کو ایسے صدمہ پہنچانے والے کلمات نہ سنا جس سے سننے والا آزردہ ہو جاوے یہ تاجر کا مقولہ ہے

	یا جواب من بگو یا داد دہ	یا مرا اسباب شادی یاد دہ
ترجمہ	دے جواب حق مجھے یا داد دے	یا سرور خاطر ناشاد دے

شرح یعنے اے زبان ہنیئے جو تجھ پر ضرر رسانی کے الزام لگائے ہین یا تو انکا کوئی شافی جواب دے
کہ مین خاموش ہو جاؤن اور اپنے الزام واپس لون یا از راہِ انصاف میرے الزامون کو مان لے اور
اپنی خطا کا اقرار کر یا ان دونو باتون کو جانے دے بلکہ خوشی کے کچھ ایسے اسباب مہیا کر دے جنمین
مشغول ہو کر مین تیری شکایت بہول جاؤن (اسباب شادی سے یاد الہی مراد ہے) دوسرے معنے یہ ہین
کہ اے زبان تو ملزم تو ہو چکی اب یہ جواب دے کہ تیرا کیا علاج کرون یا از راہِ انصاف بتا دے کہ مین تیرے
باعث ہلاکت مین پڑا یا نہ پڑا اور اگر تو جواب مین کچھ نہین کہتی یا منصف نہین بنتی تو اتنا تو کر کہ آیندہ سے
مجکو اسباب شادی یعنے اپنے کلمات طیبات سے نفع پہنچا۔ اور بیہودہ نہ بک

	اے دریغا نور ظلمت سوز من	اے دریغا صبح روز افروز من
ترجمہ	حیف ہے اے نور ظلمت سوز حیف	حیف ہے اے صبح روز افروز حیف

شرح۔ یہ ایسے کلمات ہین جو غلبۂ شوق اور جوش ماتم مین ماتمیون کی زبان سے نکلا کرتے ہین۔ موتے
کے گہر والے اکثر مرنیوالے کی صفتین یاد کر کے اسے رویا کرتے ہین چونکہ طوطی اپنی خوشنوائی کے باعث
تاجر کے دل سے غم کی گہٹاؤن اور کدورت کے اندھیرون کو زائل کرتا رہتا تھا اسلیئے اسے نور ظلمت
سوز اور صبح روز افروز کہا گیا یا اسکا باعث نہایت درجہ کی محبت ہے جیسا کہ مان اپنے مرنیوالے بچہ کی
نسبت کہا کرتی ہے کہ حیف میری آنکھون کی روشنی غایب ہو گئی میرا چاند زمین کے پردہ مین جا چہپا

	اے دریغا مرغ خوش پرواز من	ز انتہا پریدہ تا آغاز من
ترجمہ	حیف میرا جانور بے شبہ و شک	انتہا سے اڑ گیا آغاز تک

شرح اسکے دو معنے ہین اول یہ کہ شعر کو تاجر کا مقولہ کہا جائے اس صورت مین یہ معنے ہین کہ افسوس
میرا طوطی خوش پرواز انتہا سے لیکر ابتدا تک میرے فرحت و مسرت کے تمام سامانون کو اپنے ساتھ
لے اڑا میری ساری عمر کی کمائی جاتی رہی ہے مین لٹ گیا فقیر ہو گیا دوم یہ کہ شعر کو مولانا قدس سرہ
کا مقولہ قرار دیا جاے اس صورت مین مرغ خوش پرواز سے روح مراد ہے اور مولانا کا یہ مقولہ تمام خاص
وعام کی تنبیہ پر مبنی ہے اور باطنی طور پر شعر مذکور نہایت باریک معنے رکھتا ہے جسپر صوفیونکو زیادہ توجہ

کرنی چاہیئے اور وُہ معنے یہ ہین کہ مجھکو اپنے مرغ خوش پرواز پر افسوس ہے جو انتہا یعنے مرتبۂ احدیت سے چلکر
ابتدا یعنے مرتبۂ بشریت تک اُڑ آیا یہ افسوس ایسلئے ہے کہ باوجود عروج مرتبۂ احدیت کلمات لایعنے کے سبب
اسکو اتنا تنزل نصیب ہوا کہ پھر مرتبۂ بشریت مین آگیا اس سے تنبیہ عوام مقصود ہے کہ جب کلمات لایعنی خواص
کے لیئے مُضر ہوتے ہین اور انکو مراتب سے گرادیتے ہین تو عوام کے لیئے کسقدر مضر ہونگے۔

	عاشق رنجست نادان تا ابد	خیز لا اقسم بخوان تا فی کبد
ترجمہ	رنج کا عاشق ہے نادان تا ابد	پڑہ کہین لا اقسم تا فی کبد

شرح یہ اور اِس سے اگلا شعر خاص مولانا کا مقولہ ہے یعنے جو شخص نادان ہے وُہ رنج دینوی کا عاشق
ہے جیسا کہ یہ تاجر کہ اسکو طوطی کے مرنے کا رنج دینوی دِل لگی کے جاتے رہنے سے تہا چنانچہ قرآنمجید مین
موجود ہے لقد خلقنا الانسان فی کبد بالتحقیق ہمنے انسان کو رنج و مشقت مین پیدا کیا ہے علمائے ظاہر اسکو رنج
و مشقت ظاہری پر محمول کیا کرتے ہین اور صوفیہ غفلت پر۔ یعنے جو شخص خدا سے غافل اور طالب دنیا ہے
وُہ ہمیشہ رنج محرومی مشاہدۂ الٰہی مین رہتا ہے خدا کی طرف سے کبھی اسکو اطمینان نہین ہوتا۔

	از کبد فارغ شدم با روی تو	وز زبد صافی بُدم در جوی تو
ترجمہ	رنج سے کرتا ہے فارغ روے دوست	جہاگ سے کرتی ہے صافی جوے دوست

شرح مولانا کا مقولہ ہے اور روسے مشاہدہ زَبَد یعنے جہاگ سے ماسوے اللہ جُو سے نہر محبت الٰہی
مراد ہے گویا مولانا اپنی زبان سے عارفان کامل کا حال بیان کرتے ہین کہ ایسے لوگ بسبب مشاہدۂ حق
رنج دنیا سے فارغ ہین اور نہر محبت الٰہی مین غوطہ کہانے سے اُنکے دل محبت ماسوے اللہ سے پاک و صاف ہو گئے ہین

	این دریغم با خیال دیدن ست	وز وجود نقد خود ببریدن ست
ترجمہ	یہ تاسف ہے خیالِ دید سے	انقطاع ہستی جاوید سے

شرح۔ یہ بہی مولانا کا مقولہ ہے اور دریغ تاجر سے اپنی دریغ کی طرف انتقال ہے یعنے مولانا یون
کہتے ہین کہ میرا دریغ ایسا نہین جیسا کہ تاجر کا فراق طوطی سے تہا۔ بلکہ یہ خیال مشاہدہ کے سبب ہے یعنے
مجکو یہ خیال ہے کہ کہین حصائدِ زبان۔ (حاصلات زبان یعنے کلمات ناشایستہ) کے باعث مشاہدۂ
شاہد حقیقی منقطع نہو جاوے۔ اور کہین یہ وجود نقد یعنے مرتبہ بقا باللہ جو مجکو فنا فی اللہ کے بعد حاصل
ہوا ہے میرے ہاتہ سے نجاتا رہے۔ نیز یہ شعر مقولۂ تاجر بہی ہو سکتا ہے۔ جو یہ کہہ رہا ہے کہ میرا
افسوس خیال دید کے سبب ہے یعنے باربار یہ خیال آتا ہے کہ اب طوطی کا نظارہ میسر نہو گا۔ اور یہ دریغ
ایسلئے ہے کہ میرا تعلق ہستی نقد یا قیمتی زندگی یعنے طوطی سے منقطع ہوگیا ہے۔ بعض نسخون مین باخیال دیدہ ست

ہے اِس صورت مین خیالی دید کی اضافت مقلوب ہے یعنے مولانا یہ فرماتے ہین کہ مین اپنے دوست کی
خیالی اور تصوری دید پر افسوس کرتا ہون بلکہ مشاہدۂ خاص کا طالب ہون جو بمنزلہ وجود نقد ہے اور جسکا
انقطاع فی الواقع افسوس کے قابل ہے یا تاجر اسبات پر افسوس کرتا ہے کہ اب طوطی کا خیالی نظّارہ
رہگیا ہے اور مین وجودِ نقد یعنی طوطی کی واقعی دید سے محروم ہون ۔

	غیرتِ حق بود و با حق چارہ نیست	کو دلے کز حکم حق صد پارہ نیست
ترجمہ	غیرتِ یزدان سے کِسکو چارہ ہے	ہر دل اُسکے حکم سے صد پارہ ہے

شرح اگر مولانا کا مقولہ ہے تو یہ معنے ہین کہ کاملین کا اپنے وجود کو وجود حق مین فنا کرنا عین غیرتِ حق ہے
کیونکہ غیرتِ حق اسبات کی مقتضی ہے کہ بجز ذاتِ حق غیر باقی ہی نہ رہے اسی لیے کاملین اپنے وجود کے فنا
کرنے کی کوشش کیا کرتے ہین کہ جہان تک شرک خفی معدوم ہو اچھا ہے کیونکہ کاملین کو مقتضائے غیرتِ
حق سے چارہ نہین اُنکا دل حکم حق سے پارہ پارہ ہوتا ہے اِسلیئے وجودِ عارضی کو وجودِ باقی مین فنا کردیتے
ہین اور اگر تاجر کا مقولہ ہے تو یہ معنے ہین کہ طوطی کا مرجانا مقتضائے غیرتِ الٰہی تہا جو یہ چاہتی ہے کہ اُسکی
ہستی کے سامنے ہر شے میت ہوجائے ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا ہے حکم حق ٹل نہین سکتا اور کوئی دل ایسا نہین
کہ موت کے صدمہ سے ٹکڑے ٹکڑے نہ ہوگیا ہو گویا تاجر نوحہ کے بعد اپنے آپ کو تسلی دیتا ہے جیسا کہ
پُرسے والے مُردے کے گہروالون سے کہا کرتے ہین کہ صبر کیجیے خدا کے حکم سے چارہ نہین ۔

	غیرت آن باشد کہ او غیر ہمہ است	آنکہ افزون از بیان و دمدمہ است
ترجمہ	ہے وُہ غیرت کے سبب غیرِ ہمہ	خارج از حدِ بیان و دمدمہ

شرح یعنے غیرتِ خداوندی جو اشیا کو فنا کردینے والی ہے یہ معنے رکہتی ہے کہ اللہ تعالٰے اور چیز ہے
اور موجودات اور چیز وُہ واجب ہے اور یہ ممکن اُسکا وجود باقی ہے انکا فانی اُسکے وجود کو اسبات سے
غیرت آتی ہے کہ میرے ہوتے کوئی اور بہی ہو وُہ حد بیان سے باہر ہے اور دمدمہ یعنے آوازۂ حمد و ثنا سے
افزون اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے یہی باعث ہے کہ جمیع موجودات کا انجام فنا ہے انکا وجود فانی
حباب کی طرح ناقابل اعتبار ہے ۔ یہ شعر بہی مولانا اور تاجر دونون کا مقولہ ہوسکتا ہے ۔

	اے دریغا اشک من دریا بدے	تا نثارِ دلبر زیبا شدے
ترجمہ	کاش اپنے اشک کو دریا کرون	اور نثارِ دلبرِ زیبا کرون

شرح یہان سے پہر تاجر کا نوحہ شروع ہوگیا اور دلبر زیبا سے وہی طوطی مراد ہے ۔ اور مطلب یہ ہے
کہ کاش کہ میرے اشک دریا کی طرح اُمڈین اور مین اُن موتیون کو اپنے طوطی پر نثار کردون ۔

طوطیٔ من مرغ زیرک سار من | ترجمانِ فکرت و اسرار من

ترجمہ: حیف ہے اے مرغ زیرک سار حیف | حیف ہے اے واقفِ اسرار حیف

شرح مرغ زیرک ایک طائر کا نام ہے جو پنجون کے بل درخت کی شاخون مین لٹک جاتا ہے اور سا ایک اور خوش آواز جانور ہے جسکا رنگ سیاہ ہوتا ہے اور اُسپر سفید خال ہوتے ہین۔ اسکو سارک بھی کہتے ہین اس صورت مین یہ معنے ہوے کہ طوطی من و مرغ زیرک من و سار من یا لفظ سار بمعنے مانند ہے یعنے طوطی من کہ مانند مرغ زیرک بود اسصورت مین مرغ سے روح مراد ہے یعنے میرا طوطی میرے مرغ روح کے مانند تہا جو روح کی طرح میرے فکر اور اسرار مجہے بیان کر دیتا تہا ان الفاظ سے بسبب محبت سوداگر نے اسکی تعریف مین مبالغہ کیا ہے۔

ہرچہ روزے داد و ناداد آمدم | روز اول گفت تا یاد آمدم

ترجمہ: غیب سے آتا تہا جو ناداد و داد | مجکو دلواتا تہا وہ اوّل سے یاد

شرح۔ بعض نسخون مین روزے داد بیائے تنکیر ہے اور بعض مین بیائے معروف یعنے روزی بمعنے رزق۔ اور بعض مین فقط روز داد باضافت و بلا یائے معروف و مجہول ہے۔ پہلی دونو حالتون مین شعر کے یہ معنے ہین کہ سوداگر یون کہتا ہے کہ جب روز داد و ناداد یعنے یوم فقر و غنا نے مجہے منہ دکہایا جب کسی دن فقر و غنا میرے پاس آیا تو طوطی زیرک کا ایسا حافظ تہا کہ مین تو اپنے ایام کی حالت کو بہول جاتا تہا مگر وہ اوّل سے ساری حقیقت یاد دلوا دیتا تہا اور کہدیا کرتا تہا کہ تجہے فلان روز تہین تجارت مین اسقدر نقصان ہوا تہا اور فلان روز اسقدر نفع اور یائے معروف کی صورت مین یہ معنے ہونگے کہ جو کچہ روزی اللہ تعالے نے مجکو دی اور اسکو مینے ناداده گمان کیا یعنے شکر نہ کیا۔ تو طوطی نے مجہے روز اوّل یعنے روز میثاق۔ یاد دلوا دیا۔ اور مجکو اپنا اقرار یاد آگیا کہ مینے بلے کہا ہے جسکے تحت مین اقرار شکر و صبر بہی ہے۔ اور بعض نسخون مین گرچہ روزی داد و ناداد آمدم ہے یعنے اگرچہ مین اُسکے کہانا دیتا تہا یا نہ دیتا تہا۔ مگر وہ ضرور میرے پاس اگر اول یعنے [illegible] کی یاد دلاتا تہا یعنے اُسکی باتون سے قدرت خدا ظاہر ہوتی تہی

طوطیٔ کاید ز وحی آواز او | پیش از آغاز وجود آغاز او

ترجمہ: اور وہ طوطی وحی ہے جسکا کلام | سابق از آغاز ہے جسکا کلام

اندرون تست آن طوطی نہان | عکس او را دیدہ تو بر این و آن

ترجمہ: ڈہونڈہتا کیا ہے تجہی مین سے نہان | عکس ہے اُسکا کلام این و آن

شرح یہ خاص مولانا کا مقولہ ہے اور اسکے معنے دو طرح ہو سکتے ہین اول یہ کہ طوطی سے مراد بطور تفہیم وجود مطلق یعنے اللہ تعالے ہے یعنے وہ طوطی جسکا کلام وحی ہے اور جسکی ابتدا آغاز وجود عالم سے پہلے یعنے

ازلی ہے ایمخاطب وہ تجھ مین پنہان ہے یعنے تیرے دلمین اسی کے الہام سے قوت کلام پیدا ہوتی ہے تو گویا تیرا بولنا اسکا بولنا ہے۔ اور این و آن یعنے تمام موجودات مین اسیکا پرتو ہے گویا وہ طوطی کائنات کے حجاب مین کلام کرتا ہے قرآن مجید مین ہے ماکان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب یعنے کسی بشر کی یہ طاقت نہین کہ خدا اس سے بلا طریقۂ وحی یا بلا پردہ کلام کرے انکا بولنا اسکے بولنے کا عکس ہے یعنے اسکے الہام کی تصویر ہے۔ اگر وہ الہام نکرے تو آدمی ہرگز نہین بول سکتا۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالے کی آواز بطریق وحی و الہام ہوتی ہے جو بندون تک بالمشافہہ نہین پہنچتی۔ البتہ اسکا کلام اس آواز کا عکس ہے دوم یہ کہ طوطی سے مراد۔ روح ہے جسکو حکما نفس ناطقہ بہی کہتے ہین یعنے طوطی روح کی آواز وحی اور الہام آلہی سے ہے اور یہ اجسام سے پہلے پیدا ہوی ہے۔ حدیث مین ہے خلق اللہ الارواح قبل الاجسام بالفی عام یعنے اللہ تعالے نے ارواح کو اجسام سے دو ہزار برس پہلے پیدا کیا ہے دو ہزار سے مراد کثرت مدت ہے۔ اور یہ طوطی تیرے قفس جسم مین پنہان ہے اور موجودات کی گفتگو اسی کا عکس ہے

	میبرد شادیت را تو شاد از و		مے پذیری ظلم را چون داد از و	
ترجمہ	تو ستانے سے بہی اسکے شاد ہو		ظلم اسکا تیرے حق مین داد ہو	

شرح اگر طوطی سے مراد وجود مطلق ہے تو یہ معنے ہونگے کہ اگر اللہ تعالے تیری مسرت اور خوشی مٹادے تو تجکو چاہیئے کہ راضی برضا رہے اور اسکے بہیجے ہوے امتحان کو رجسے تو ظلم سمجھ رہا ہے احسان کی طرح قبول کرے اور اگر روح مراد ہے تو یہ معنے ہونگے کہ اے مخاطب تو اپنی روح کا فرمانبر ہے یعنے جب وہ تیرے مسرت کو مٹادیتی ہے یا تجہپر ظلم کرتی ہے تب بہی تو خوش رہتا ہے اور ظلم کو عدل سمجھتا ہے کیونکہ تجکو یہ خیال ہوتا ہے کہ مین دنیوی تدابیر سے اپنے رنج کا ازالہ کردونگا حالانکہ یہ تیری غفلت ہے بلکہ طالب کا فرض ہے کہ تدابیر اور اسباب پر بہروسہ نہ کرے اور اپنے کام خدا کے سپرد کردے کیونکہ روح جو کچہ کرتی ہے خدا کے الہام سے کرتی ہے

	اے کہ جان از بہر تن می سوختی		سوختی جان را و تن افروختی	
ترجمہ	تن کی خاطر کیون جلائی تو نے جان		جان کا جلنا برا ہے مہربان	

شرح۔ یہان سے مولانا کی پند شروع ہوئی ہے۔ یعنی ایمخاطب تو نے دنیوی لذتون پر جان دیکر تن پروری کے لیے روح کا جلانا و قابل دوزخ بننا اختیار کرلیا ہے افسوس جسم فانی کو آرام دیا اور روح کو جلایا۔

	سوختم من سوختہ خواہد کسے		تا زمن آتش زند اندر خسے	
ترجمہ	سوختہ ہون آتش الفت سے بس		پہونکدیگی میری آتش خار و خس	

شرح دنیوی سوخت مذموم اور قابلِ ملامت ہے اور عشقِ الٰہی کی سوخت لائقِ تعریف ہے۔ اسلیئے مولانا نے دنیوی سوخت کے بیان کو چھوڑکر عشقِ الٰہی کی سوخت کا بیان شروع کیا ہے۔ سوختہ جلی ہوی لکڑی یا چیتھڑے جو آگ کو بہت جلد دوبارہ قبول کرلیتے ہین اور اُسسے اَور لکڑیون مین جلد آگ بھڑک جاتی ہے۔ یعنے مین آتشِ عشقِ الٰہی سے جلگیا ہون اگر کسی طالب کو ایسا سوختہ چاہیئے جو اسمین عشق کی آگ لگادے تو میرے قلب سے لیجائے کیونکہ میری آگ ہرخس یعنے طالب کے وجودِ عارضی کو جلادیگی

	سوختہ چون قابلِ آتش بود	سوختہ بستان کہ آتش کش بود
ترجمہ	سوختہ آتش کو کرتا ہے قبول	اُس سے تو سوز نہانی کر حصول

شرح یعنے چونکہ سوختہ آگ کو پہلے ہی قبول کییے ہوے ہوتا ہے اسلیئے اے طالب تو سوختہ کو لے یعنے اُسکا مُرید ہو جسکا قلب آتش محبتِ الٰہی سے جلگیا ہو اور جسمین حرارتِ قلبی موجود ہو کیونکہ سوختہ یعنے مرشد کامل آتش کش یعنے آگ کو اپنی طرف کھینچنے والا ہوتا ہے یعنے آتش عشق سے جلا ہوا ہے اسکی حرارت تیرے دلمین بہی جلد اثر کریگی شیخ مدعی اور ریا ردالقلب تجکو اور بہی ٹہنڈا اور پست حوصلہ کردیگا۔ یہ گویا اس مذموم سے رہائی پانے کا علاج مولانا نے بتایا ہے۔ اور لفظ من سے جو پہلے شعر مین ہے عارف کامل مراد ہے گویا مولانا عارف کا مقولہ اپنی زبان سے بیان فرماتے ہین یا حالتِ غلبۂ عشق مین ایسا فرمایا ہے اسلیئے خودستائی کا اعتراض آپ پر وارد نہین ہوسکتا۔ آیندہ اشعار مین بہی یہی خیال کہنا چاہیئے

	اے دریغا اے دریغا اے دریغ	کان چنان ماہے نہان شد زیر میغ
ترجمہ	اے دریغا اے دریغا اے دریغ	چاند ایسا چھپ گیا ہے زیر میغ

شرح۔ اگر اس شعر کو تاجر کا مقولہ کہا جائے تو ماہ سے مراد طوطی اور میغ بمعنے ابر سے اُسکا مرجانا مراد ہے مگر آیندہ ابیات کا قرینہ اسی پر دلالت کرتا ہے کہ یہ خاص مولانا کا مقولہ ہے اسصورت مین ماہ سے ذات حق۔ اور میغ بمعنے ابر سے تعینات و موجودات مراد ہین۔ اور افسوس اس بات کا ہے کہ اُسکے تعینات مین پوشیدہ ہونے سے مخلوق اُس سے نابینا اور غافل ہوگئی ہے۔

	چون زنم دم کآتش دل تیز شد	شیر ہجر آشفتہ و خونریز شد
ترجمہ	کیا کہون مین آتش دل تیز ہے	شیرِ دل آشفتہ و خونریز ہے

شرح یہان سے خاص مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے مگر یہ عارفِ کامل کے حالات ہین جنکو بطور حکایت مولانا اپنی زبان سے فرماتے ہین۔ اور یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ عاشق حق باوجودیکہ واصل ہے مگر پہر بہی ہمیشہ مصیبت ہجر مین پہنسا رہتا ہے کیونکہ تجلی حق کی کوئی انتہا ہی نہین ہے جب عاشق ایک تجلی کو دیکھہ

لیتا ہے تو دوسری تجلی کا مشتاق ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس شعر کا یہی مطلب ہے چونکہ مولانا نے قدس سرہ نے پہلے یہ کہا تھا۔ نار من آتش زند در ہر خسے ٭ اسکو سنکر گویا طالب مستعد ہو گیا تھا اور آتش عشق آلہی کا طالب بنگیا تھا۔ اسکے جواب میں مولانا فرماتے ہیں کہ میں کیونکر کلام کروں میری آتش دل اور غلبۂ شوق زیادہ ہو گیا ہے۔ اور شیر ہجر نہایت غضبناک اور خونریز ہے۔ یعنے ایک تجلی کے بعد دوسری تجلی کا مشتاق ہوں۔ اس دوسری تجلی کے فراق کا غم شیر کی طرح میری خونریزی پر مستعد ہے۔ اس حالت میں کلام کی طاقت مجھ میں باقی نہیں رہی نکتہ۔ چونکہ آتش دل کلام کے ذریعہ سے دوسرے میں اثر کرتی ہے۔ اسلئے مولانا نے کلام نہ کرنے کی بابت عذر کیا ہے۔

	آنکہ او ہشیار خود تند ست و مست		چوں بود چوں او قدح گیرد بدست
ترجمہ۔	جو کہ ہشیاری میں ہے خود تند و مست		کیا کریگا لیکے وہ ساغر بدست

شرح۔ یعنے وہ شخص جو عالم ہوشیاری میں تند و تیز اور مست ہے جب وہ قدح ہاتھ میں لیگا۔ یعنے شراب پی لیگا تو کس قدر بدمست ہوگا۔ یہی حال عاشق صادق کا ہے کہ وہ ہشیاری ہی میں مخلوقات سے نافر اور شاہد حقیقی کا مونس اور اپنی دُھن میں آپ مست ہے پھر جب شراب وصل پی لیگا تو کیونکر بدمست نہ ہوگا اور اُس سے تکلم کیونکر متصور ہوگا۔ مولانا نے ان دو نو شعروں میں اپنے نفس کو بصیغۂ غائب تعبیر کیا ہے جو عین فصاحت و بلاغت ہے۔

	شیر مستی کز صفت بیروں بود		از بسیط مرغزار افزوں بود
ترجمہ۔	مستئ شیر ژیاں اے نامدار		دونی ہوتی ہے میانِ مرغزار

شرح مستی اگر بیائے معروف ہے تو شیر مستی میں اضافتِ مقلوب ہے اور صفت بمعنے بیان ہے اور اگر بیائے مجہول ہے تو شیر کی صفت ہے اور شعر میں لفظ صَفت بمعنے صفِ تو ہے یعنے اے مخاطب وہ شیر جو تیری صف (عالم حیوانیت و بشریت) سے خارج ہو یا وہ شیر مست جسکی مستی حد بیان سے زائد ہو فراخی میدان کے سبب اور بھی زیادہ مست ہو جائیگا۔ اسی طرح شیر بیشۂ توحید کا ذوق و شوق وقت تقریر توحید اور زیادہ ہو جاتا ہے اور اُسکو کلام کی طاقت نہیں رہتی ٭

	قافیہ اندیشم و دلدار من		گویدم مندیش جز دیدار من
ترجمہ۔	مجکو فکر قافیہ ہے سر بسر		یار کہتا ہے کہ فکرِ دید کر

شرح۔ یعنے میں مثنوی نظم کرنے کے لئے قافیہ کا فکر کیا کرتا ہوں اور شاہد حقیقی یہ کہا کرتا ہے کہ میرے دیدار کے فکر کے سوا اور کسی چیز کا فکر نہ کر تو میرے دیدار کا فکر کریگا تو میں تمام افکار میں تیرا کارساز بنجاؤنگا

پھر تجھے کوئی فکر یا کسی قافیہ کے ڈھونڈنے کی ضرورت نہ رہیگی تو خود دولت یعنے قافیوں کا خزانہ بنجائیگا ۔ ہزاروں طرح کے نئے مضامین اور الفاظ غیب سے تیرے ذہن میں ڈالدیئے جائینگے ۔

	خوش نشیں اے قافیہ اندیش من	قافیہ دولت توئی در پیش من
ترجمہ	کس لئے تو قافیہ اندیش ہے	قافیہ دولت کا خود در پیش ہے

شرح - قافیہ دولت میں اگر اضافتِ مقلوب ہے تو یہ معنے ہیں کہ تو خود دولت یعنے قافیوں کا خزانہ ہے اور اگر فکِ اضافت ہے (جیسا کہ ہائے مختفی کے مضاف ہونے کی حالت میں جائز ہے) تو قافیہ باعتبار لغت بمعنے پیرو ہے یعنے اے شخص تو خود پیرو دولتِ دیدار ہے قافیہ کا فکر نہ کر ۔

	كَيْفَ يَاتِي النَّظْمُ لِي وَ الْقَافِيَه	بَعْدَ مَا ضَاعَتْ اُصُوْلُ الْعَافِيَه
ترجمہ	فکر میں کیا آئے نظم و قافیہ	خود پریشاں ہیں اصولِ عافیہ

شرح - اصول عافیت سے مراد دل و دماغ ہے جن کا درست رہنا اصول تندرستی میں داخل ہے - یعنے جبکہ میرا دل و دماغ مشاہدۂ تجلیات میں مصروف اور جدید تجلیات کے شوق میں پریشان ہے تو نظم اور قافیہ کی کچھ خبر نہیں رہی یہ اُسی دیدار کا فیضان ہے کہ ایسی حالت میں مثنوی کو نظم کر رہا ہوں ۔

	حرف چہ بود تا تو اندیشی ازاں	صوت چہ بود خارِ دیوارِ رزاں
ترجمہ	حرف ہیں کیا چیز اندیشہ نہ کر	خار ہیں انگور کی دیوار پر

شرح - یعنے الفاظ معنی کے مقابلے میں ہیچ ہیں اور حروف و آواز کی ایسی مثال ہے جیسے انگوروں کے باغ کی دیوار پر کانٹے جو صرف انگوروں کی حفاظت کے لئے ہوتے ہیں فی الواقع اُن سے کوئی مطلب نہیں ہوتا بلکہ مقصود بالذات انگور ہوتے ہیں - اسی طرح الفاظ بھی مقصود بالذات نہیں بلکہ معنی کے محافظ ہیں ۔

	حرف و صوت و گفت را برہم زنم	تا کہ بے ایں ہر سہ با تو دم زنم
ترجمہ	حرف و صوت و قول کو لاشئے سمجھ	گفتگو بے ان کے ہوتی ہے - سمجھ

شرح - یعنے مولانا کی زبان سے ہر عارف کامل یہ کہہ رہا ہے کہ اے طالبِ اسرار اب میں بلا حروف و صوت تجھ سے کلام کرونگا - یعنے کلام لفظی کو چھوڑ کر کلام نفسی کے ساتھ متکلم ہونگا - کیونکہ اسرار کلام لفظی سے تیری سمجھ میں نہ آئینگے - جب تک باطنی توجہ نہ ہو اس میں اشارہ ہے کہ مُرشد طالب کو مراقبہ اور توجہ سے اسرار باطنی سمجھائے - کلام اور لفظ سے وہ ہرگز نہ سمجھیگا ۔

	آں دمے کز آدمش کردم نہاں	با تو گویم اے تو اسرارِ جہاں
ترجمہ	یعنے آدم سے کیا تھا جو نہاں	کہدیا سب تجھسے اے جانِ جہاں

وان دمے راکہ ندانند جبرئیل	آن دمے راکہ نگفتم با خلیل	
جس سے ناواقف ہے جان جبرئیل	بیخبر جس سے رہے بیشک خلیل	ترجمہ

شرح یہ انتقال ہے خطاب سابق سے۔ روح محمدی کے خطاب کی طرف۔ ایسے انتقالات مثنوی مین جابجا پائے جاتے ہین اور مولانا نے جو ان شعرون مین کردم اور گفتم اور نگویم کو اپنی طرف منسوب کیا ہے اسکے یہ معنے ہین کہ آپ متکلم بلسان قدرت ہین۔ کیونکہ پہلے بھی ہم بیان کر چکے ہین۔ کہ ولی جب مرتبۂ فنا ءالفنا کو پہنچ جاتا ہے تو اسکے شان بی یسمع وبی یبصر وبی ینطق کی ہو جاتی ہے اور یہ اشعار آیت فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی کی طرف اشارہ ہے۔ گویا اللہ تعالے روح محمدی کو خطاب کر رہا ہے کہ وہ اسرار جو مینے حضرت آدم اور خلیل اور جبرئیل سے نہین کہے تجسے کہتا ہون کیونکہ تو مخزن اسرار عالم ہے۔ اور یہ بات فی الواقع درست ہے کیونکہ روح محمدی صاحب قاب قوسین ہے۔ اور جسقدر اسرار آپ کو بتائے گئے ہین وہ کسی پیغمبر کو نہین بتارے گئے بعض نسخون مین کردہ اور نگفتہ ہے اسصورت مین خطاب با تو بجانب عام ہے یعنے اے مخاطب مین تجسے طریقۂ محمدیہ کے وہ اسرار کہونگا جنکو اللہ تعالے نے آدم اور خلیل وجبرئیل اور عیسےٰ سے چہپایا ہے۔ مثلاً حروف مقطعات کے معانے اور جہاد کے فوائد وغیرہ۔ لیکن اسصورت مین یہ توہم ہو سکتا ہے کہ ولی نبی سے افضل ہے یعنے معترض یہ کہہ سکتا ہے کہ جو اسرار انبیاءے سابقین کو معلوم نہ تہے۔ وہ مولانا کو (جو ولی یا غوث یا قطب وقت تہے) کیونکر معلوم ہو گئے اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو حدیث مین ہے۔ علماءے اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل میری اُمت کے علما پیغمبران بنی اسرائیل کے مانند ہین۔ دوسرے یہ کہ اس اُمت کے بعض اولیا کو بوساطت پیغمبر ایسے معارف اور حقایق معلوم ہوتے ہین جو انبیاءے سابقین کو معلوم نہ تہے۔ اس صورت مین فضل ولی نبی پر لازم نہین آتا۔ کیونکہ ولی کو وہ اسرار بالاستقلال نہین بلکہ بسبب اتباع رسول معلوم ہوے ہین۔ حاصل معنے یہ ہے کہ وہ اسرار جو انبیاءے سابقین سے مخفی ہین چونکہ پیغمبر کو اصالتاً بتائے گئے تہے مین تجسے بسبب اتباع پیغمبر بتاؤنگا۔ مگر پہلے معنے اچہے ہین کیونکہ فضل ولی بر نبی کا وہم بالکل نہین رہتا۔ بعض نے اُس دم یعنے راز سے تجلی ذاتی مراد لی ہے جو مقام قاب قوسین مین رسول مقبول احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج مین حاصل ہوئی تہی اور یہ ظاہر ہے کہ ایسا قرب اور ایسی تجلی نہ حضرت آدمؑ کو حاصل ہوئی ہے نہ حضرت ابراہیمؑ کو نہ حضرت عیسےٰؑ کو اور حضرت جبرئیل نے تو ایسے مقام پر خود ہی فرما دیا تہا ؎

اگر یکسر موئے برتر پرم ٭ فروغ تجلی بسوزد پرم ٭ بیشک تجلی ذاتی ایسا سربستہ راز تہا جسکی گرہ سوائے خاتم الانبیاء کے کسی کے لیئے نہین کہلی البتہ آپ کے اُمتی جو عارف کامل ہین آپ ہی کے طفیل اس راز سے واقف ہین اور دوسرون کو بھی واقف کرا سکتے ہین۔ تجلی ذاتی کا راز بغیر فنا کے نہین کہل سکتا۔

	آندمے کز وے مسیحا دم نزد	حق ز غیرت نیز بے ما ہم نزد
ترجمہ	جس سے عیسے دم بخود خاموش تھے	حق نے بھی بے ما نہین کھولا جسے

شرح یعنے مین تجھسے وہ اسرار کہونگا جو عیسےٰ نے نہین بتائے۔ اِسکے دو معنے ہین اول یہ کہ وہ اسرار سرے سے عیسےٰ ہی کو نہین بتائے گئے تھے بلکہ اللہ تعالے نے محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم ہی کو اُنسے واقف کیا ہے اینجا طب مین اُنکے طفیل سے تجکو بتاتا ہون کیونکہ تو بھی اُمّت محمدی مین سے ہے دوم یہ کہ حضرت عیسےٰ کو تو وہ اسرار بتائے گئے تھے مگر اُنہون نے لوگونکو نہین بتائے کیونکہ ابنیا ابلاغ ورسالت کے لیئے بھیجے گئے ہین افشائے راز خداوندی کے لیئے نہین بھیجے گئے جو عوام کی سمجھ سے باہر ہین اور جنسے بجائے ہدایت کے گمرہی کا گمان ہے۔ اور دوسرے مصرع مین لفظ **ما** عربی کلمہ ہے جو بمعنے نفی بھی آتا ہے اِسکو **ما نافیہ** کہتے ہین اور بمعنے ثبوت شے بھی آتا ہے اسکو **ما موصولہ** کہتے ہین مثنوی شریف کے نسخے مختلف ہین بعض مین بے ما ہم نزد ہے اِسصورت مین ما نافیہ ہے اور معنی شعر یہ ہین کہ مین تجھسے وہ اسرار کہتا ہون جو حضرت آدم و خلیل و عیسے سے قطع نظر خود اللہ تعالےٰ نے بھی غیرت کے سبب بلا نفی ذات و بلا نفی وجود عارضی کسی سے نہین کہے یعنے جب تک کوئی شخص لقا بعد الفنا کا مرتبہ حاصل نہ کرے اُن اسرار سے مطلع نہین ہوسکتا۔ بعض نسخون مین با **ما** ہم نزد ہے اسصورت مین **ما** موصولہ بمعنے ثبوت سے ہوگا۔ یعنے وہ اسرار باوجود ثبوت ذات و وجود کسیکو معلوم نہین ہوسکتے جب تک فانی ہوکر مرتبۂ لقا حاصل نہو جائے حاصل دونو نسخون کا ایک ہے

	ما چہ باشد در لغت اثبات و نفی	من نہ اثباتم منم بے ذات و نفی
ترجمہ	ہے لغت مین لفظ ما اثبات و نفی	مین نہین اثبات۔ ہون بے ذات و نفی

شرح یعنے لغت مین لفظ ما کے کیا معنے ہین۔ اسکا مولانا نے جواب دیا ہے کہ یہ لفظ اثبات اور نفی کے معنون مین مشترک ہے یعنے نافیہ بھی ہوتا ہے موصولہ بھی اور مین اثبات نہین ہون۔ بلکہ بے ذات اور سراسر نفی یعنے بالکل معدوم ہون یہ اُس صورت مین ہے کہ لفظ نفی لفظ بی ذات پر معطوف ہو اور اگر لفظ نفی ذات پر معطوف ہے تو یہ معنے ہین کہ مین بے ذات بھی ہون اور بے نفی بھی۔ یعنے مجکو اثبات اور نفی دونون سے کچھ علاقہ نہین ہے بلکہ محو عشق آلٰہی ہون۔ مگر یہ بھی یاد رہے کہ یہان جن اشعار مین صیغۂ متکلم ہے وہ مولانا کی زبان سے عارف کامل کے مقولے ہین

	من کسی در ناکسی دریافتم	پس کسی در ناکسی در باختم
ترجمہ	ناکسی مین ملگئی عزت مجھے	ناکسی ہے باعث دولت مجھے

شرح - یعنے میں نے اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کے سامنے ذلیل کرنے سے عزت پائی ہے - اسلئے دنیوی عزت کو اُسکے سامنے ذلیل رہنے میں خرچ کر دیا ہے - کسی عزت وجاہ اور نا کسی ذلت و بے آبروئی - اور باختم بمعنے صرف کردم ہے خلاصہ یہ کہ میں نے بقا کو فنا میں پایا اور پھر غلبۂ شوق سے اُس بقا کو فنا میں خرچ کر دیا اس مرتبہ کا نام فنار الفنا ہے - ایک بار حضرت بایزید بسطامی کو الہام ہوا کہ تَقَرَّبْ اِلَیَّ بِمَا لَیْسَ عِنْدِیْ قَالَ - یَارَبِّیْ قَالَ تَقَرَّبْ اِلَیَّ بِالذِّلَّۃِ وَالْاِفْتِقَارِ - یعنے اے بایزید تو میرا تقرب اُس چیز کے وسیلے سے ڈھونڈ جو میرے پاس نہیں - یعنے ذلت اور خاکساری سے میرا تقرب حاصل کر -

	جملہ شاہاں پست پستِ خویش را	جملہ مستاں مست مستِ خویش را	
ترجمہ	شاہ اپنے پست سے ہیں پست تر	مست اپنے مست سے ہیں مست تر	
	جملہ شاہاں بردۂ بردہ خودند	جملہ خلقاں مردۂ مردہ خودند	
ترجمہ	سارے مولےٰ ہیں غلاموں کے غلام	مرتی ہے مرتے پہ خلقت لا کلام	

شرح - اس سے پہلے ارشاد ہو چکا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سامنے ذلیل رہنے سے انسان کو عزت حاصل ہوتی ہے - ان اشعار میں اس مضمون کی مثالیں ہیں جنکا خلاصہ یہ ہے کہ جسطرح عاشق معشوق پر عاشق ہوتا ہے اسی طرح معشوق بھی عاشق پر عاشق ہوتا ہے - کیونکہ وہ اگر عاشق پر عاشق نہو تو اُسکے حُسن وکمال کا اظہار نہیں ہو سکتا - یعنے جو شخص اللہ تعالےٰ کا عاشق ہوگا - اللہ تعالےٰ ضرور اسکو محبوب رکھیگا اور وہ مرتبۂ عاشقی سے مرتبۂ معشوقی پر ترقی کر جائیگا - اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے یُحِبُّہُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ - اسکی تمثیلیں یہ ہیں کہ تمام بادشاہ اپنے سے پست آدمی کے ساتھ پستی سے پیش آتے ہیں یعنے جو اُنکے آگے جھکے اور اُن سے محبت رکھے یہ اُسکے آگے جھک جاتے ہیں اور اُس سے محبت رکھتے ہیں - بعض نسخوں میں بست بہائے موحدۂ عربی ہے یعنے جو شخص بادشاہوں سے وابستہ ہو بادشاہ اُس سے وابستہ اور مربُو ہو جاتے ہیں - اور علےٰ ہذا القیاس تمام لوگ اپنے مست کے مست یعنے عاشق کے عاشق ہیں اور تمام بادشاہ اپنے غلاموں کے غلام یعنے اپنے وفادار اور خیر خواہ بندوں کے خیر خواہ ہیں اور ہر کسی کا یہ قاعدہ ہے کہ جو اپنے پر مرے اُسپر مر جاتا ہے -

	مے شود صیاد مرغاں را شکار	تا کند ناگاہ ایشاں را شکار	
ترجمہ	ہوتے ہیں صیاد خود صیدِ شکار	تاکہ اپنے صید پر ہوں کامگار	

شرح - یہ بھی اُسی مضمون کی تمثیل ہے یعنے پہلے شکاری شکار مُرغان ہو جاتا ہے تب شکار ملتا ہے - صیاد کا شکار مرغاں ہونا اپنے آپ کو اُسکی تلاش میں گویا معدوم کرنا ہے اسی طرح آدمی پہلے شکار عشق ہو جائیگا تو مطلوب حقیقی حاصل ہو گا - حدیث قدسی ہے کہ جو ایک بالشت مجھسے قریب ہو گا میں گز بھر اُس سے قریب

ہو جاؤنگا - اور جو گز بھر میری طرف آئیگا میں دو گز اُنکی طرف آؤنگا -

	دلبراں بر بیدلاں فتنہ بجاں	جملہ معشوقاں شکارِ عاشقاں
ترجمہ	دلبروں کو خود ہے عشق بیدلاں	سارے شاہد ہیں شکارِ عاشقاں

شرح یعنے عاشقوں کو معشوق ہر جان و دل سے چاہتے ہیں - کیونکہ اُنکے حسن کی عزّت عشاق بغیر ہرگز نہیں ہو سکتی - اسلئے تمام معشوق اپنے عشاق کے شکار ہیں علےٰ ہذا القیاس جو شخص عاشقِ ذات ہے وہ اُدھر سے بھی آثار محبت دیکھتا ہے - ع - دونو طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی -

	ہر کہ عاشق دیدیش معشوق داں	کو بہ نسبت ہست ہم ایں و ہم آں
ترجمہ	سچ ہے جو عاشق ہے وہ معشوق ہے	گرچہ ہے موصوفِ وصف ہر دو شے

شرح - یعنے عاشق فی الحقیقت عاشق تو ہے ہی مگر بسبب تعشقِ معشوق خود بھی معشوق بنجاتا ہے اور عاشق میں اگرچہ عاشق و معشوق ہونے کی دونو صفتیں انجام کار پیدا ہو جاتی ہیں مگر صفتِ معشوقیت غالب ہتی ہے

	تشنگاں گر آب جویند از جہاں	آب ہم جوید بعالم تشنگاں
ترجمہ	گرچہ پیاسے ڈھونڈھتے ہیں آب کو	آب بھی جویاں ہیں تم اُنکا دیکھ لو

شرح یعنے جسطرح آدمی پانی کی تلاش میں رہتے ہیں اُسی طرح پانی بھی آدمی کا جویاں ہے کیونکہ پانی کی قدر پیاسوں سے ہوتی ہے اگر پیاسے نہوں تو پانی بیقدر ہو جائے - یہ بھی اُسی مضمون بالا کی تمثیل ہے -

	چونکہ عاشق اوست تو خاموش باش	او چو گوشت مے وہد تو گوش باش
ترجمہ	جبکہ وہ عاشق ہے تو خاموش رہ	حکم اُسکا سُن سراپا گوش رہ

شرح - یعنے جبکہ وہ شاہد ازل تیرا عاشق ہے تو تجکو چاہئے خود خاموش رہے اور اپنے تمام کام اُسی کے سپرد کردے کیونکہ وہ جس طرح عاشق ہے معشوق بھی تو ہے اور معشوق کی فرمانبری بہر حال لازم ہے اور جس حالت میں کہ وہ تیری سُنتا ہے تو تجھے زبان سے کہنا نہ چاہئے کیونکہ وہ دلوں کی بات کو معلوم کر لیتا ہے تو سراپا گوش بنکر رہ اور اسکے اوامر و نواہی کو سُنکر قبول کر ایسی حالت میں وہ خود تجھے اپنی طرف کھینچ لیگا - یہ بھی ممکن ہے کہ کلمہ عاشق اوست میں فک اضافت ہو یعنے جبکہ تو اُسکا عاشق ہے تو ہر حال میں رضا و تسلیم اختیار کر لغت میں گوش دادن بمعنے شنیدن ہے -

	بند کن چوں سیل سیلانی کند	ورنہ رسوائی و ویرانی کند
ترجمہ	بند کر جب سیل طغیانی کرے	خوف کر اس سے کہ ویرانی کرے

شرح یعنے جب عشق کی رَو طغیانی پر آجائے تو اُسکو بند کر لے مطلب یہ کہ جب تو تہفۂ اسرار ہوجائے

تو سرِ وحدت ہرگز بیان نہ کرو ورنہ یہ سبیل رسوائی اور ویرانی کا باعث ہو جائیگی۔ یعنے لوگ تجکو ملحد کہینگے اور عوام جنیر تو اس راز کو کہولدیگا اپنی نا فہمی کے سبب گمراہ ہو جائینگے۔ اور اظہار اسرار وحدت کے باعث آداب شرعیہ کا لحاظ جاتا رہیگا اسیلئے اہل اللہ اکثر خاموش رہتے ہین۔

	من چہ غم دارم کہ ویرانی بود	زیرِ ویران گنج سلطانی بود
ترجمہ	مجکو ویرانی سے ہرگز غم نہین	ہے خرابے مین خزانہ بالیقین

شرح۔ اس سے پہلے سالک کو اظہار اسرار سے منع کیا گیا تہا۔ اب مولانا عارف کامل کی زبان سے یہ فرماتے ہین کہ اگر عشق کے سبب ویرانی حاصل ہو تو مجہے اسکا کچہ غم نہین کیونکہ گنج سلطانی (ذات حق مع اسما و صفات یا حصول مرتبۂ فنا فی اللہ اجاڑ اور ویرانے (ترک وجود عارضی اور موت قبل از مرگ) ہی مین ملتا ہے یا یہ معنے ہین کہ مین واقفِ اسرار ہو کر آداب شرعیہ کا لحاظ رکہتا ہون (اس سے معلوم ہوا کہ عارف کامل اگر اظہار اسرار کرے تو کچہ حرج نہین اُسکے کلمات سے لوگ گمراہ نہ ہونگے۔ بلکہ بعض ایسے کلمات سے جو ظاہر مین خلاف ادب معلوم ہونگے غور سے سمجہنے والون کو اسرار کا خزانہ ہاتہہ لگے گا۔

	غرق حق خواہد کہ باشد غرق تر	ہمچو موج بحر جان زیر و زبر
ترجمہ	آرزو ہے غرق کی ہو غرق تر	شکل موج بحر جان زیر و زبر

شرح یعنے جو شخص محبت الٰہی مین غرق ہے وُہ یہی چاہتا ہے کہ اور زیادہ غرق ہو جائے یعنی اُسکے عشق اور استغراق ذکر سے ایک لمحہ غافل نہ رہے مگر وُہ اسطرح غرق ہونا چاہتا ہے جسطرح بحر جان کی موج یعنے سانس کی آمد و رفت جو نیچے اوپر ہوتی ہے اس تشبیہ مین یہ اشارہ ہے کہ عاشق الٰہی ایسی فنا چاہتا ہے جسکے بعد بقا بہی ہو وُہ صرف فنا ہی فنا ہونا نہین چاہتا۔ کیونکہ فنا بغیر بقا نقصان مرتبہ کا باعث ہے لفظ زیر سے فنا اور زبر سے بقا مراد ہے اور سانس کی تشبیہ نہایت نازک ہے

	زیر دریا خوشتر آید یا زبر	تیر او دلکش تر آید یا سپر
ترجمہ	خوبتر ہے زیر دریا یا زبر	تیر دلکش ہے زیادہ یا سپر

شرح یعنے عشق الٰہی مین صرف فنا ہونا اچہا ہے یا بقا بعد الفنا اور اُسکے عشق کا تیر زیادہ دلکش ہے یا اُس سے اپنی جان کو بچانا زیر و زبر سے وہی فنا و بقا اور تیر و سپر سے عشق و محافظت جان مراد ہے دوسرے معنے یہ بہی ہو سکتے ہین کہ زیر دریا سے مصیبت اور زبر سے مسرت تیر سے رنج اور سپر سے شادمانی مراد ہے یعنے اے شخص تیرے نزدیک تو مسرت و شادمانی ہی اچہی ہے حالانکہ عاشقان الٰہی رنج و مصیبت کو زیادہ پسند کرتے ہین اور دونو کو خدا کی طرف سے سمجہتے ہین۔

	پس زبونِ وسوسہ باشی دلا	گر طرب را باز دانی از بلا
ترجمہ	پس زبون ہے وسوسہ سے تو ضرور	ہے جدا اگر خالقِ رنج و سرور

شرح - بعض نسخون مین پس زبون کی جگہ پارہ کردہ ہے یعنے اے دل اگر تو طرب کو رنج و بلا سے الگ اور ان دونون کے خالق کو جُدا جُدا جانے گا تو یہ سمجھ کہ وسوسہ نے تجھے مغلوب یا پارہ پارہ کر دیا ہے - ورنہ یہ تفریق تیرے خیال مین نہ آتی ارے کمبخت مصیبت ہو یا مسرت رنج ہو یا شادمانی سب خدا کی طرف سے ہے

	گر مرادت را مذاقِ شکر است	بے مرادی نے مرادِ دلبر است
ترجمہ	بامرادی مین ہے گر ذوقِ شکر	نامرادی سے بھی تو نفرت نہ کر

شرح یعنے اگرچہ مراد کا حاصل ہونا تیرے نزدیک نہایت اچھا ہے - لیکن مراد کا نہ دینا اور نامرادی بھی تو اُسی دلبر کی مراد ہے جو تمام عالم کی مرادون کو برلانے والا ہے پھر اس سے نارضامند ہونا کیا معنے دوسرے مصرع مین لفظ نے استفہام تقریری ہے یعنی کیا مراد کا نہ دینا مراد خداوندی نہین ہے بلکہ ہے

	ہر ستارہ اش خونبہائے صد ہلال	خونِ عالم ریختن او را حلال
ترجمہ	ہر ستارہ اُسکا ہے رشکِ ہلال	خونِ عالم ہے اُسے بالکل حلال

شرح - ستارہ سے ادنے تجلی مراد ہے اور لفظ ہر ستارہ اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ تجلیات الٰہی بے انتہا ہین اسی لیئے کہا گیا ہے کہ تجلیات الحق لا تقف الے النہایۃ اور ہلال سے مراد ہلال عید ہے جو لوگون کے لیئے نہایت خوشی کا باعث ہوتا ہے مطلب شعر یہ ہے کہ عاشقان الٰہی کے نزدیک اُسکی ادنے تجلی کی خوشی سو ہلال عید سے زیادہ ہے اور چونکہ وہ سارے جہان کا محبوب ہے اسلیئے اُسے عالم کا خون بہانا حلال ہے اور خون بہانے سے مصیبتون مین مبتلا کرنا مراد ہے جو شانِ محبوبی ہے -

	ما بہا و خونبہا را یافتیم	جانبِ جان باختن بشتافتیم
ترجمہ	ملگیا ہمکو بہا و خونبہا	کیا ہوا گر نقدِ جان جاتا رہا

شرح یعنے جب عشاق منزل جانبازی اور رضا کی طرف دوڑے تو اُنہون نے محنتِ سفر کی قیمت وصول کرلی اور جب محبت مین جان دیدی تو اپنا خونبہا پالیا یعنے واصل ہوگئے اور اللہ تعالے نے انکو فنا کرکے مرتبۂ بقا عنایت کر دیا - عاشقانِ حقیقی کا خونبہا یعنے قیمتِ خون یہی ہے جو ہمنے ذکر کیا

	اے حیاتِ عاشقان در مردگی	دل نیابی جز کہ در دل بردگی
ترجمہ	موت ہے بس عاشقون کی زندگی	ہو جو بے دل صاحبِ دل ہے وہی

شرح یعنے اے مدعی عشق عاشقون کی زندگی مرجانا ہے تو جب تک دنیوی زندگی سے دل نہ اُٹھائیگا ہرگز صاحبدل نہو سکیگا

او بہانہ کرد با من از ملال	من دلش جستم بصد ناز و دلال	
اور اُسکو ہو گیا مجھسے ملال	مین ہوا دلجو بصد ناز و دلال	ترجمہ

شرح مولانا کا یہ مقولہ گویا راز و نیاز اور ذوق شوق کی باتین ہین۔ اور بطور تفہیم معشوق حقیقی کو معشوق مجازی سے تشبیہ دی ہے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ قلب اور بہانہ اور ملال سے پاک ہے اسلیئے قلب بمعنے رضا اور بہانہ بمعنے استغنا اور ملال بمعنے تبری و تنزہ ہے۔ یعنے مینے اُسکی رضا ڈھونڈی مگر اُسنے استغنا کیا اور یہ استغنا بسبب کمالِ تبری و تنزہ کے تہا یہ اشعار وحدت الوجود کی طرف اشارہ کر رہی ہین جو صوفیہ کے نزدیک بہی نہایت مشکل مقام ہے ہم اِسکے متعلق وُہ بات لکھتے ہین جو فہم کے قریب بہی ہو اور شریعت کا پاس ادب بہی ہاتہ سے نجائے دہونڈا۔

در اصل بات یہ ہے کہ وُہ انسان جو طالبِ حق اور انسان کامل ہے اگرچہ بنظر اسکے کہ بندۂ خدا ہے کیسا ہی ذلیل ہو مگر درحقیقت وُہ صورت حق کا عکس ہے کیونکہ حدیث قدسی مین ہے خلقت الادم علےٰ صورتہ یعنے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے اور چونکہ حق اُسکا مولےٰ ہے اسلیئے جب وُہ اپنی ذات کو مولےٰ کی صورت مین دیکھتا ہے تو مولائی کے باعث (جو عطیۂ الٰہی ہے) اپنے مولا پر ناز اور فخر کرتا ہے۔ اور جب اپنی ذات کو عبد ذلیل کی صورت مین دیکھتا ہے تو عجز و نیاز بجالاتا ہے کیونکہ عاشق کو ہر حال مین معشوق کے رضا مطلوب ہے۔ تاکہ اُسکے وصال سے جدا نہو اور جسطرح پہلے صورت مین انسان کا ناز شاہد حقیقی کی خوش کرنے کے لیئے ہے (کیونکہ عاشق کا ناز اُسکی عطا کی ہوئی نعمت کے باعث ہے) دوسری صورت مین نیاز بہی اُسکے خوش کرنے اور وصال کی تدبیر ہے اور اِس شعر مین ناز و دلال عاشق و معشوق دونون کی طرف منسوب ہو سکتا ہے یعنے یا تو یہ کہ مینے اپنی ناز و دلال کے ذریعہ سے یا اُسکے ناز و دلال اُٹہا کر اور اپنا عجز و نیاز ظاہر کرنے سے اُسکا دل ڈھونڈا۔ کیونکہ معشوق کی دلجوئی دو ہی طرح ممکن ہے یا تو عاشق اُسکے مزاج پر غالب آگیا ہو۔ یا اُسکے سامنے بعجز و نیاز پیش آئے جب یہ تمہید ختم ہوگئی تو مولانا کا یہ مطلب ہے کہ مینے ناز و دلال اور عجز و نیاز دو نوطرح سے معشوق حقیقی کا تقرب چاہا مگر حاصل نہو سکا۔ کیونکہ وُہ معشوق ناز و نیاز دونون سے مستغنی ہے اُسکو نہ عاشق کی ناز کی حاجت ہے نہ نیاز کی اور بندہ اگرچہ اُسکی صورت پر مخلوق ہوا ہے لیکن پہر بہی صفتِ عبدیت اور اُسکی عزت کے مقابلہ مین ذلت سے نہین نکل سکتا۔ اسلیئے یہ ذلیل اُس عزیز کا تقرب حاصل نہ کرسکا۔

گفت رو رو بر من این افسون مخوان	گفتم آخر غرق گشت این عقل و جان	
وُہ لگا کہنے کہ چل چل بس خموش	مین یہ بولا مین تو ہون بیجان و ہوش	ترجمہ

من ندانم آنچه اندیشیدهٔ	اے دو دیدہ دوست را چون دیدهٔ
ترجمہ یہ نہین معلوم تو سوچا ہے کیا	اے دو بین تونے مجھے دیکھا ہے کیا

شرح یعنے ناز و نیاز سے تقرب ہوا تو مینے یعنے عاشق نے معشوق حقیقی سے یہ کہا کہ میری روح اور عقل تجھمین غرق ہے یعنے مجکو استغراق کلی اور فنا حاصل ہے پھر تیرا تقرب کیون نہ حاصل ہوگا لیکن معشوق نے اس دعوے کے بہی تکذیب کی اور یہ کہا کہ تو میرے ساتھ یہ حیلہ بازی نکر کہ استغراق اور فنا سے تقرب حاصل ہوتا ہے بلکہ نہین ہوتا۔ کیونکہ دعوے فنا مین بہی دوئی باقی ہے ایک تو خود یہ شخص فانی دوسرا فانی فیہ۔ چنانچہ دوسرے مصرع کے یہی معنے ہین اور دو دیدہ سے دو آنکھین مراد نہین بلکہ دو بینندہ مراد ہے یعنے اے دوئی کے دیکھنے والے تونے معشوق یکتا کیونکر دیکھہ لیا تو دونو چیزون کو دیکھے ہوئے ہے تیرا یہ کہنا کہ مین فانی ہون دعوئے انانیت ہے اور جب انانیت ہے تو شاہد وحدت کا تقرب کہان مطلب یہ نکلا کہ سالک نفس فنا سے مرتبۂ وصال تک نہین پہنچ سکتا بلکہ اُسپر فرض ہے کہ اس فنا کو بہی فنا کردے تاکہ مرتبہ فناء الفنا حاصل کرنے کے بعد تقرب حاصل ہو۔ ترک دنیا ترک عقبےٰ ترک کے یہی معنے ہین جو ہمنے بیان کیئے۔ یہ مضامین نہایت باریک ہین غور سے سمجھنے چاہیئین۔

اے گرانجان خوار دیدستی مرا	زانکہ بس ارزان خریدستی مرا
ترجمہ اے گرانجان مجکو تو سمجھا حقیر	یعنے ارزان جانکر جانا حقیر
ہر کہ او ارزان خرد ارزان دہد	گوہرے طفلے بقرص نان دہد
ترجمہ مُفت کی ہوتی ہے ارزان سربسر	طفل روٹی لیکے دیتا ہے گہر

شرح یہ خطاب عاشق کا ہے معشوق کی طرف اور گرانجان۔ بمعنے گرامی قدر ہے۔ یعنے عاشق نے عدم تقرب کا سبب سنکر معشوق سے یہ کہا کہ اے گرامی قدر و عدیم النظیر جیسا کہ مین اپنی فطرت مین اپنے آپکو عبد ذلیل جانتا ہون۔ ایسا ہی تونے مجکو جانا۔ اور اسکا سبب یہ ہے کہ مجکو تونے ارزان پالیا ہے۔ کیونکہ تیری قدرت کاملہ مجھہ جیسے بیشمار پیدا کرسکتی ہے (یہ قاعدہ ہے کہ جو صناع ایک طریقہ کے لاکھون چیزین بناسکتا ہے اُسکے نزدیک ایک چیز کا بنانا نہایت ارزان ہے) اور میرے ارزان پالینے کی مثال ایسی ہے جیسا کوئی بچہ موتی یا کر روٹی کے بدلے مین دیدیتا ہے۔ سو مین بہی اگرچہ جوہر ہون کیونکہ تیری صورت پر مخلوق ہوا ہون مگر چونکہ تیرا بندہ ہون اسلیئے تو مجکو ذلیل جانتا ہے اور تقرب سے محروم رکھتا ہے لیکن تو وصال سے محروم رکھے یا نہ رکھے مین تیرے عشق مین مستغرق ہی رہونگا چنانچہ آیندہ شعر کا یہی مطلب ہے مگر ہم اُسکی شرح مع نکات آیندہ بہی لکھین گے یہان صرف بطور تمہید اشارہ کیا گیا ہے۔

	غرق عشق تو شدم من کاندرین	غرق عقل اولین و آخرین
ترجمہ	غرق بحر عشق ہون مین جان من	غرق جسمین ہو گئی عقل زمن

شرح یعنے متقدمین ازمن و متاخرین ازمن مطلب یہ کہ مین تیرے عشق مین مستغرق ہون اور تیرا عشق ایسا دریا ہے
جسمین تمام اولین و آخرین کی عقلین غرق ہوگئی ہین۔ سب دیوانے بن گئے ہین۔ بعض نسخون مین عشق اولین
ہی ہے یعنے میرا عشق ایک دریا ہے اور اسمین اولین و آخرین کا عشق حباب کی طرح غرق ہے اسمین اپنے عشق
کا مبالغہ ہے متقدمین اور متاخرین سے جسمین فضل ولی بر نبی کا گمان ہوتا ہے۔ مگر اسکا جواب وہی ہے جو
پہلے مذکور ہوا۔ کہ یہ مرتبۂ عشق بطفیل اتباع پیغمبر آخرالزمان ہے۔ بعض شارحین نے ان دونو شعرون کو بھی گفت
ردر فو بر من این افسون مخوان کے متعلق کیا ہے اور جسطرح وُہ تین مصرعے معشوق کا مقولہ تھے۔ اسیطرح
یہ دو شعر بھی معشوق ہی کا مقولہ ہین اور خطاب بجانب عاشق ہے یعنے معشوق ازراہ عتاب یون کہتا ہے
کہ اے ثقیل روح اور موٹے سمجھ والے تو نے فقط دعوے فنا کرکے اپنے نزدیک میرا وصال حاصل کرلیا۔؟
کیا تو نے مجکو حقیر چیز سمجہا ہے کہ فقط دعوے فنا سے تیرے ہاتہ آجاؤن۔ اسصورت مین تیرا حال ایسا ہے
جیسا بچہ کا کہ مُفت کا گوہر پاکر مُفت مین دیدیتا ہے۔ یعنے جیسا بچہ کے نزدیک گوہر حقیر چیز ہے ایسا ہی
تو نے مجکو جانا ہے بلا مرتبۂ فناء الفناء ہاتہہ نآؤنگا اسصورت مین شارح نے غرق عشق تو شدم کو مقولۂ معشوق
سے جدا کرکے مقولہ عاشق قرار دیا ہے یعنے جسوقت عاشق نے معشوق کا یہ عتاب سُنا تو مرتبۂ فناء الفناء
مین پہنچگیا اور جب اس حالت سے افاقہ ہوا تو یہ شعر فرمایا۔ جسکا مطلب ہم پہلے بیان کرچکے ہین۔

	مجملش گفتم نکردم من بیان	ورنہ ہم افہام سوزد ہم زبان
ترجمہ	مینے مجمل کردیا ہے سب بیان	ورنہ جلکر خاک ہو فہم و زبان

شرح یعنی مینے اسرار عشق و وحدت کا بیان مجمل طور پر کردیا ہے اگر تفصیل کے ساتہ لکھون تو یہ ایسا پُرسوز
بیان ہے کہ سُننے والے کا خرمن عقل و فہم اور کہنے والے کی زبان جلکر خاکستر ہوجائے۔

	من چو گویم لب لب دریا بود	من چو لا گویم مراد الا بود
ترجمہ	لب سے رکہتا ہون لب دریا مراد	اور لفظ لا سے ہے الا مراد

شرح یعنی مین جہان لب کا ذکر کرتا ہون وہان لب سے معشوق مجازی کا لب مراد نہین بلکہ لب دریاے
حقیقت مراد ہے یا یہ کہ مین اپنے لب سے لب حق مراد لیتا ہون کیونکہ مین لب قدرت کے ساتہ متکلم ہون
اور مین جب لا کہتا ہون یعنے نفی ممکنات کرتا ہون تو اُس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ سوائے ذات حق کے
اور کوئی چیز موجود نہین ہے۔ مطلب یہ کہ میری نظر ہر مظہر سے منتقل ہو کر ظاہر کی طرف جایا کرتی ہے۔

یہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عوام اولیاء اللہ کے کلام کے معنے بہت کم سمجھتے ہین اور قصور فہم سے اکثر اعتراض کر بیٹھتے ہین آدمی کو چاہیئے کہ جس کلام کے معنے نہ سمجھے اعتراض کرنے سے پہلے کسی واقف سے پوچھ لے

من ز شیرینی نشینم رُو ترش | **من ز بسیاری گفتارم خمش**

ترجمہ: رُو ترش ہین اپنی شیرینی سے ہون | ہے بہت کچھ گفتگو کیا کہہ سکون

شرح رُو ترش بمعنے رُو ترش کردہ یعنے مٹھائی کہاکر ایسا مُنہ بنا لیتا ہون گویا کسی نے کہٹائی کہائی ہے یعنے باوجودیکہ حلاوت باطنی اور ذوق قلبی رکھتا ہون مگر اُسکو لوگون سے چھپانے کے لئے مُنہ بنائے بیٹھا ہون۔ تاکہ عوام کو میری حلاوت پر اطلاع نہو۔ اور باوجودیکہ اسرار میرے دِل مین بہت سے ہین مگر خاموش ہون اور اسرار دِن مین سے ایک کہتا ہون۔ کیونکہ اسرار کی باتین ہر ایک کے سُننے کے قابل نہین ہوتین۔

تاکہ شیرینیِ ما از دو جہان | **در حجابِ رو ترش باشد نہان**

ترجمہ: تاکہ شیرینی ہماری جانِ جان | ہو ترُش روئی کے پردہ مین نہان

شرح یعنے مین اپنے ذوق باطنی کو چھپا کر اسلیئے ترُش روئی کا اظہار کرتا ہون کہ لوگ سِرِّ وحدت سے واقف نہو سکین یہ ایسا بھید ہے کہ آدمی تو کیا فرشتے بھی ناواقف ہین چنانچہ لفظ دو جہان اِسی طرف اشارہ کر رہا ہے

تاکہ در ہر گوش ناید این سخن | **یک ہمی گویم ز صد سِرِّ لدُن**

ترجمہ: تا نہ سُن لے ہر کس و ناکس سخن | کم بہت کہتا ہون مین سِرِّ لدُن

شرح یعنے چونکہ ہر شخص فہم اسرار کی طاقت نہین رکھتا۔ اسلیئے مین اسرار خداوندی اور راز لدُنّی کو مخفی رکھتا ہون

تفسیر قول حکیم سنائی روح اللہ روحہ

حکیم سنائی رحمتہ اللہ علیہ کی قول کی تفسیر

بہر چہ از راہ وا مانی چہ کفر آن حرف و چہ ایمان | **بہر چہ از دوست دور افتی چہ زشت آن نقش و چہ زیبا**

و فی معنی قول النبی علیہ السلام ان سعداً الغیور و انا اغیر منہ و اللہ تعالیٰ اغیر منی و من غیرتہ حرام الفواحش ما ظہر منہا و ما بطن

شرح یعنے جس حرف کے سبب تو راہ عرفان اور اللہ تعالےٰ سے دور ہو جائے وہ حرف کفر ہو یا حرف ایمان ہو تاثیر مین برابر ہے۔ دوسرا مصرع پہلے کا مترادف ہے۔ مثلاً کوئی شخص زبان سے لا الہ الا اللہ کہے اور تصدیق قلبی شامل نہو تو ایسے اسلام اور کفر مین کچھ فرق نہین یا مثلاً عبادت دکہانے سُنانے کے لیئے کیجائے تو ایسی عبادت اور کبیرہ گناہ ایکسان ہین۔ اور حدیث مذکور کی شان نزول یہ ہے کہ ہلال بن اُمیہ صحابی جانے ایک غیر شخص کو اپنی اہلیہ کے پیٹ پر دیکھا اُس شخص کا نام شریک تہا ہلال یہ دیکھکر رسول اللہ کے پاس تشریف لائے اور عرض

حال کہیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا تو اے ہلال تو زنا کے گواہ لا ورنہ حد تہمت تجھپر جاری ہوگی
ہلال نے فرمایا کہ اللہ تعالے مجکو حد سے بچائیگا (کیونکہ وہ اپنے زعم مین حق پر تہے) اس مجلس مین سعد بن عبادہ
ایک جلیل القدر صحابی تشریف رکہتے تہے اُنہون نے فرمایا کہ یا رسول اللہ جو شخص اپنی اہلیہ کے پاس غیر شخص کو بد
حالت ناشایستہ دیکہے تو کیا اُسوقت گواہ تلاش کرتا پہرے؟ نہین بلکہ یہ چاہیئے کہ اُسکو قتل کردے۔ اُسوقت
آپنے فرمایا ان سعداً الغیورٌ یعنے سعد بڑے غیرتمند شخص ہین۔ اور اسکی تہوڑی دیر بعد آیت لعان نازل ہوئے

	جملہ عالم زان غیور آمد کہ حق	برد در غیرت برین عالم سبق
ترجمہ	اسلیئے سارا زمانہ ہے غیور	کیونکہ غیرت مند ہے ربّ غفور

شرح۔ اس سے پہلے غیرتِ خداوندی کے متعلق مولانا فرما چکے ہین۔ غیرت آن باشد کہ او غیر ہمہ است۔ یہان اُسی غیرت کی تمثیل ہے۔ یعنے تمام جہان اسلیئے غیرتمند ہے کہ اللہ تعالے سب سے زیادہ غیرتمند ہے۔ اور وہ غیرت ہی کے سبب خلق سے مستور ہے۔ کیونکہ جسکے جتنی غیرت ہے اُتنا ہی حجاب ہے اسلیئے اولیاء اللہ بہ نسبت عوام کے زیادہ مستور ہین اور ابدال سب سے زیادہ پوشیدہ رہتے ہین۔

	او چو جان است و جہان چون کالبد	کالبد از جان پذیرد نیک و بد
ترجمہ	وہ ہے جان اور شکل قالب ہے جہان	نیک و بد ہے جسم کا فیضان جان

شرح یعنے چونکہ اللہ تعالے ظاہر ہے اور مخلوق اُسکا مظہر یا وہ جان ہے اور یہ قالب اسلیئے انمین اُسیکی غیرت کا عکس ہے نکتہ غیرت کسی ایسے فعل یا صفت یا چیز کے چہپانے کو کہتے ہین جسکا ظاہر کرنا چہپانے والے کے نزدیک عیب مین داخل ہو اور باعتبار صفت غیرت کی دو قسمین ہین اول غیرت مذمومہ جو عادت اور حمیت جاہلیت کے لحاظ سے ہوتی ہے مثلاً اکثر نئی دولہنین مہمانون کی غیرت کے سبب پہلے دن غسل جنابت نہین کرتین اور نماز چھوڑ بیٹھتی ہین۔ یہ حمیت جاہلانہ ہے اور اسکا نام غیرت مذموم ہے۔ جو خدا کو ہرگز پسند نہین **دوم** غیرت محمودہ جو برائیون اور گناہون کے صادر ہونے سے ہوتی ہے خواہ اپنی ذات سے صادر ہون۔ یا کسی دوسرے سے۔ گناہون اور اُنکے سامانون کا ہاتہہ سے مٹانا یا زبان کے اثر سے دفع کرنا یا دل سے برا جاننا غیرت محمودہ ہے۔ اس تمہید کے بعد شعر کا یہ مطلب ہے کہ غیرت مذمومہ ہو یا محمودہ سب کی اصل غیرت آلہی ہے جسکا عکس غیرت کرنے والون مین حسب استعداد ظاہر ہوا ہے یعنے جن لوگون کی استعداد فاسد ہے اُنمین غیرت مذمومہ ظاہر ہوئی ہے اور جنکی استعداد کامل ہے اُنمین غیرت محمودہ نے ظہور کیا ہے۔ غیرت کا مذموم و محمود ہونا فقط مظہر کی برائی بہلائی پر موقوف ہے نیک و بد سے یہی غیرت محمودہ و مذمومہ مراد ہے۔ غیرت آلہی غیرت محمودہ ہے

کالبد بضم بار موحدہ و بالفتح دونوطرح درست ہے یہان باعتبار قافیہ بد لفظ کالبد بفتح الباء ہے

	ہرکہ محراب نمازش گشت عین		سوے ایمان رفتنش میدان نشین
ترجمہ	جسکا قبلہ بنگیا ہو ذاتِ غیب		جانبِ ایمان ہے اُسکا عزم - عیب

شرح رشین - عربی لفظ ہے بمعنے زشتی وعیب - ضد زین و محراب بمعنے قبلہ یعنے جس شخص کا قبلہ عین مشاہدۂ ذات ہو اور جو شخص ظاہر مین تو کعبہ کی طرف متوجہ ہو اور فی الواقع اُسکا مُنہ اور دلی توجہ ذات احدیت کی جانب ایسے شخص کا یہ کہنا کہ مین ایمان بالغیب کا قایل ہون اُسکے لیئے عیب ہے کیونکہ جسکا ایمان بالعین ہو اُسکو ایمان بالغیب کا قایل ہونا اپنے مرتبہ کا گھٹانا ہے اور اُس نعمت کا کفران ہے جو اُسکو دی گئی ہے گویا اُسنے مشاہدہ کی کچھ قدر نہ جانی - غیرت خداوندی اِس بات کی مقتضی نہین کہ اُسکی نعمت کا کفران کیا جائے -

	ہرکہ شد مر شاہ را او جامہ دار		ہست خسران بہر شاہش اتجار
ترجمہ	جامہ دارِ شاہ کی ہے بدتری		اُس سے گر کرنے لگے سوداگری

شرح جامہ دار - توشک خانہ کا افسر اور اتجار بمعنے تجارت کرنا یعنے جو شخص بادشاہ کا مقرب ہو اُسکو بادشاہ کے ساتہ تجارت کرنی سراسر اُسی کے نقصان اور ضرر کا باعث ہے اسلیئے کہ یہ تنزل ہے قرب سے بعد کیطرف تاجر کا وہ مرتبہ نہین ہوتا جو مقرب کا ہوتا ہے - اِسی طرح ایمان بالعین والا آدمی گویا بادشاہ حقیقی کا مقرب ہے پہر اُسکو ایمان بالغیب کا قائل ہونا قریب سے بعید ہوجانا ہے یہ شعر مضمون سابق کی تمثیل ہے بطور تفہیم -

	ہرکہ با سلطان شود او ہمنشین		بر درش شستن بود حیف و غبین
ترجمہ	جو کسی سلطان کا ہو ہمنشین		بیٹہہ جائے در پہ یہ اچہا نہین

شرح شستن مخفف نشستن - وغبین بمعنے ضعیف رائے صفت مشبہ ہے قایم بمقام مصدر وغبن بفتحتین رائے وتدبیر مین خطا واقع ہونی اور بفتح اول وسکون ثانی نقصان اُٹہانے کے معنون مین ہے یعنے جو شخص بادشاہ کی ہمنشینی کا رتبہ رکہتا ہو اور پہر اُسکے دروازہ پر بیٹہہ جائے یہ اُسکیلئے نہایت حیف اور خسارہ یا ضعف رائے کا سبب ہے ہمنشین کو بادشاہ کے دروازہ پر بیٹہنے سے غیرت کرنی چاہیئے - اسیطرح مقربان بارگاہ الٰہی کو ایمان بالغیب کا قایل ہونا باعث نقصان مرتبہ ہے یہ بہی اُسی مضمون کی تشریح ہے -

	دست بوسش چون رسید از بادشاہ		گر گزیند بوس پا باشد گناہ
ترجمہ	بوسہ جسکے ہاتہ کو دے بادشاہ		اُسکی پابوسی سراسر ہے گناہ

شرح یعنے جو شخص ایسا مقرب ہو کہ بادشاہ اُسکا ہاتہہ چومتا ہے اُسکو بادشاہ کے پانو چومنے سراسر نازیبا ہین علے ہذا القیاس ایمان بالعین کے بعد ایمان بالغیب نامناسب ہے -

	اگرچہ سر بر پا نہادن خدمت ست	پیش آن خدمت خطا و زلت ست	
ترجمہ	پانوں پڑنا اگرچہ خدمت ہے ضرور	لیکن اِس موقع پہ زلت ہے ضرور	

شرح- زلت بمعنے خطا ولغزش اور آن خدمت سے بادشاہ کا ہاتھہ چومنا مراد ہے مطلب یہ کہ اگرچہ بادشاہ کے پانو پڑنا غلامون کی صفت اور سراسر خدمت ہے لیکن اُس خدمت کے مقابلہ مین کہ بادشاہ خود غلام کے ہاتھہ چومتا ہے یہ خدمت (یعنے غلام کا پانو پڑنا) سراسر خطا ہے خلاصہ یہ کہ جب مشاہدہ عینی حاصل ہوگیا تو دوری یعنے ایمان بالغیب کا مقلدر رہنا اچھا نہین بلکہ نقصان مراتب کا سبب ہے۔

	شاہ را غیرت بود بر ہر کہ او	بو گزیند بعد ازان کہ دید رو	
ترجمہ	شاہ کو غیرت ہے اِس سے سربسر	اُسکی بو ڈھونڈے جو چہرہ دیکھکر	

شرح یعنی بادشاہ کو اِس بات سے غیرت آتی ہے کہ کوئی شخص اُسکا مُنہ دیکھکر یعنے تقرب حاصل کرکے پھر فقط دور سے اُسکی بو سونگھا کرے۔ بُو سے مراد ایمان بالغیب ہے اور مُنہ دیکھنے سے مشاہدہ اور بادشاہ سے ذاتِ حق اور یہ شعر بھی اُسی مضمون سابق کی تمثیل کے لیئے لائے گئے ہین۔

	غیرت حق بر مثل گندم بود	کاہ خرمن غیرت مردم بود	
ترجمہ	غیرت حق صورت گندم سمجھ	کاہ خرمن غیرت مردم سمجھ	

شرح یعنے اللہ تعالےٰ کی غیرت اصلِ غیرت اور گندم کے مانند ہے اور آدمیون کی غیرت خرمن کے بھُس کی مانند ہے- بھُس گندم سے حاصل ہوتا ہے- اسیطرح آدمیون کی غیرت خداوندی غیرت کا عکس ہے غیرت الٰہی اصل ہے اور غیرت مردم اُسکی فرع بس توجسطرح دنیوی بادشاہ کو اپنے مقرب کے دور دور رہنے سے غیرت آتی ہے اسی طرح اللہ تعالےٰ کو بندون کے دور رہنے سے غیرت آتی ہے بندون کا خدا سے دور رہنا ارتکاب معاصی ہے گناہ کرنے سے غیرتِ خداوندی کو حرکت ہوتی ہے اور یہی باعث ہے کہ اُسنے گناہون اور بیحیائی کے سامانون کو حرام فرما دیا ہے انسان مطلقًا خدا کا مقرب خلیفہ ہے البتہ اِسکے گناہ اِسے مرتبہ قرب سے دور پھینکدیتے ہین اور اِس سے اللہ تعالےٰ کو نہایت غیرت آتی ہے کہ بندہ ہمارا مقرب ہوکر ہمسے دور کیون رہگیا- اِس سے حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (یعنے اللہ تعالےٰ نے تمام بیحیائیون اور گناہون کو حرام کردیا ہے خواہ ظاہر طور پر کیئے جایئن یا چھپا کر) اچھی طرح ظاہر ہوگئے۔

	اصل غیرت را بدانید از الٰہ	آن خلقان فرع حق بے اشتباہ	
ترجمہ	اصل غیرت ہے فقط وصف الٰہ	فرع شرم خلق ہے بے اشتباہ	

شرح آن بمعنے ملک یعنے اللہ تعالےٰ کی غیرت اصل ہے اور آدمی کی غیرت اُسکی فرع جو اصل سے حاصل ہوئی

ہے اور مخلوق کی ملک مین جو کچھ غیرت آئی ہے اُسی مالک کی غیرت کا ظہور ہے نکتہ غیرت کے ذکر سے حکیم
سنائی کے قول کی تفسیر بھی نکلتی ہے۔ مثلاً غیرت جو بظاہر صفت نیک معلوم ہوتی ہے اگر نفسانی اور مذموم ہو
تو بے غیرتی کے برابر ہے مثلاً ابو طالب کا یہ قول کہ قبلت انا علے العار (یعنے عار پر نار دوزخ کو قبول
کر لیا ہے یعنی مین اپنی عار کو توڑ کر اے محمد تجھپر ایمان نہین لا سکتا۔ علے ہذا القیاس ایمان بالغیب جو عوام کے
لیے نیک ترین اوصاف ہے اگر خواص بھی اسکی تقلید کرینگے تو دوست سے دور جا پڑینگے۔

ترجمہ	شرح این بگذارم وگیرم گلہ	از جفائے آن نگار دہ دلہ
	چھوڑ کر یہ اب مین کرتا ہون گلہ	ہے جفا جو وُہ نگار دہ دلہ

شرح یعنے غیرت کا ذکر چھوڑ کر اب مین ہجر کی شکایت کرتا ہون۔ اسصورت مین آئندہ اشعار جانب جان باحق بشتافتیم وغیرہ کے متعلق ہونگے۔ یا یہ معنے ہین کہ غیرت معشوق کا ذکر تو ہو چکا اب مستقل طور پر غیرت عاشق کا ذکر کرتا ہون۔ جفا سے مراد تجلیات جلالی ہین جو عاشق کو فنا کر کے مرتبۂ بقا تک پہنچا دیتی ہین۔ اور دہ دلہ سے مراد صاحب الطاف یا صاحب تجلیات کثیرہ ہے۔ کیونکہ تجلیات ایزدی کا انتہا نہین۔ ورنہ معاذ اللہ ظلم وجفا خدا کی طرف منسوب نہین ہو سکتی مطلب یہ کہ اب مین اُس محبوب صاحب تجلیات کثیرہ سے یعنی تجلی جلالی کا گلہ کرتا ہون کہ اُسنے غیرون کو تو فنا سے مرتبۂ بقا تک پہنچا دیا۔ اور مجکو محروم کہا حالانکہ مین عاشق صادق ہون اس سے مجھے نہایت درجہ غیرت آتی ہے کہ مین عاشق ہو کر قرب سے محروم رہون۔

ترجمہ	نالم ایرا نالہا خوش آیدش	از دو عالم نالہ وغم بایدش
	اسلیئے روتا ہون مین اے ہوشمند	نالہ اُسکو دو جہان سے ہے پسند

شرح۔ یعنی میرا نالۂ ہجر بیصبری یا ناشکری کے سبب نہین ہے بلکہ اسلیئے ہے کہ میرے محبوب کو نالہ بہت پسند ہے اُسکو ہر دو عالم (عالم شہادت و عالم غیب یا عالم جن و انس) کی اشیا مین سے صرف نالہ اور درد عشق پسند ہے وُہ خود قرآن مجید مین فرماتا ہے مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْن یعنے جن و انسان کو صرف اپنی عبادت کے لیئے پیدا کیا ہے۔ عبادت سے نالہ و عشق اور معرفت مراد ہے۔

ترجمہ	چون نہ نالم تلخ از دستان او	چون نیم در حلقۂ مستان او
	کیون نہ اُسکے مکر سے نالان ہون	کیون مین غیر حلقۂ مستان رہون

شرح۔ دستان بمعنے مکر ہے اور مکر الٰہی باعتبار مراتب جدا جدا ہے عام لوگون کے حق مین خدا کا مکر یہ ہے کہ اُنکو نعمت و دولت دیجائے اور وُہ اُسکے وسیلہ سے گناہون مین مشغول رہین اور سالک کے حق مین مکر الٰہی یہ ہے کہ وُہ صوفی بنکر شرعی آداب الٰہی کو نگاہ نہ رکھے اور عارف غیر کامل کے حق مین مکر یہ ہے

کہ وہ بلا حکم الٰہی اظہار کرامت اور خرق عادت مین مصروف رہے - اور کاملین کے حق مین مکر یہ ہے کہ شاہد حقیقی
اُسکے مرتبہ کو تجلیات متواترہ غیر متناہیہ تک محدود رکھے اور اُسکی ہمت صرف جلوے ہی جلوہ پر قانع رہے - اور
مشاہدۂ ذات یا حضوری خاص میسر نہو دوسرے مصرع مین حلقۂ ستان سے جماعت عشاق مراد ہے
اور مطلب شعر یہ ہے کہ مین اس مکر الٰہی سے کیونکر نالان نہون کہ اُسنے مجکو اظہار کرامت مین مشغول کرکے
تجلیات سے محروم کر دیا ہے یا تجلیات سے آگے بڑہا کر مشاہدۂ ذات تک نہین پہنچایا یا لفظ دستان
مخفف داستان ہے یعنے مین اُسکے قصۂ استغنا سے جو اس سے پہلے گفت رو رو بر من این فسون مخوان
سے ظاہر ہو چکا ہے کیونکر نالہ نہ کرون کہ تجلیات و مشاہدات دونون سے محروم ہون **فائدہ** یہ اشعار
آخر داستان تک مولانا کی زبان سے عاشق کے مقولے ہین جو حالت ذوق و شوق مین اُسکی زبان سے
نکل رہے ہین اسی لیئے بعض الفاظ جو حد ادب سے تجاوز کر گیئے ہین قابل اعتراض نہین ہو سکتے -

	چون نہ باشم ہمچو شب بے روز او	**بے وصال روے روز افروز او**
	مین شب تاریک ہون بے روز یار	بے وصال روے روز افروز یار

شرح شب سے ظلمت جسمانی اور روز سے تجلی اور روز افروز سے آفتاب ذات مراد ہے یعنے مین بلا تجلی ذات ظلمت جسمانی مین گرفتار ہون اور بے وصال روے آفتاب حقیقی ہر وقت مکدر رہتا ہون

	ناخوش او خوش بود در جان من	**جان فداے یار دل رنجان من**
ترجمہ	ناخوشی میری خوشی ہے سر بسر	جان فدا ہے یار دل آزار پر

شرح یعنے جو چیز بظاہر عوام کو ناخوش معلوم ہوتی ہے وہ مجھے گوارا ہے کیونکہ عاشق نے جب معشوق پر اپنی جان ہی فدا کر دی تو معشوق کی طرف سے اُسے تکلیف پہنچے یا مصیبت سر بسر رحمت ہی ہوگی عرب کی مثل ہے ضرب الحبیب زبیب یعنے دوست کی طرف سے جو کچھ تکلیف پہنچتی ہے وہ خوشگوار ہوتی ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالے کے غضب مین بھی رحمت پنہان ہے خواہ اُس رحمت کا ظہور دنیا مین ہو یا عقبے مین لیکن چونکہ عوام کی نگہ ظاہری اسباب پر ہوتی ہے اسلیئے وہ غضب مین پوشیدہ رحمت کو نہین دیکھ سکتے مثلاً بیماری پر قیاس کر لیجے - کہ عاشق کے نزدیک اسمین رحمت الٰہی پنہان ہوتی ہے کیونکہ یا تو چند روز مین صحت ہو جائیگی یا کفارۂ گناہ اور باعث ترقی مراتب اخروی ہوگا - دل رنجان دل دکھانیوالا معشوق یہان اس لفظ سے اللہ تعالے مراد ہے یعنے باعتبار خیال عوام تکلیف و بیماری پہنچانے والا -

	عاشقم بر رنج خویش و درد خویش	**بہر خوشنودی شاہ فرد خویش**
	مین ہون عاشق اپنے رنج و درد کا	اور رضا جو اپنے شاہ فرد کا

شرح شاہِ فرد شہنشاہِ یکتا یعنے اللہ تعالے مطلب یہ کہ مین اپنے رنج و درد اور دُکھہ بیماری سے عشق رکھتا ہون - کیونکہ یہ سب کچہہ خدا کے حکم اور اُسکی مرضی سے ہوتا ہے جب وُہ اس سے خوش ہے تو مین کیونکر رضامند نہون

	خاک غم را سُرمہ سازم بہرِ چشم	تا ز گوہر پُر شود دو بحرِ چشم
ترجمہ	خاک غم سُرمہ ہے گویا بہرِ چشم	تا کہ ہون گوہر سے پُر دو بحرِ چشم

شرح یعنے مین خاک غم کو باعثِ نورِ عین جانکر آنکھون مین بھرتا ہون - اور یہ اسلیئے ہے کہ میری آنکھین گوہرِ اشک سے پُر ہوجائین کیونکہ یہ گوہر مرغوب الٰہی ہین ریہ اُس قاعدہ کے مطابق ہے کہ اکثر سُرمہ ڈالنے سے آنکھون مین آنسو آجاتے ہین اور حدیث شریف مین موجود ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اَنِیْنَ الْمُذْنِبِیْنَ بالتحقیق اللہ تعالے گناہگارون کے نالہ و زاری کو پسند کرتا ہے اور اُنکے گناہ انہین آنسوون کے پانی سے دُہلجاتے ہین -

	اشک کان از بہرِ او بارند خلق	گوہرست و اشک پندارند خلق
ترجمہ	جو خدا کے واسطے ہون اشک تر	اشک ہین ظاہر مین لیکن ہین گہر

شرح یعنے جو آنسو خدا کے خوف سے نکلتے ہین وُہ خدا کے نزدیک موتیون کی طرح قیمتی ہین مخلوق اُنکا رتبہ نہین جانتی

	من ز جانِ جان شکایت میکنم	من نِیَم شاکی روایت میکنم
ترجمہ	جان جان سے یہ شکایت ہے مری	مین نہین شاکی شکایت ہے مری

شرح یعنے یہ جو مین بظاہر شکایتِ حق کررہا ہون فی الواقع شکایت نہین کرتا - بلکہ دِل سے عشق کی حکایت بیان کرتا ہون کہ عشق ایسا ہونا چاہیئے جسمین طلبِ تجلی اور مشاہدہ سے کسی وقت سیری نہو - اور ہر وقت ہَلْ مِنْ مَزِیْد کا نعرہ زبان جان سے نکلتا رہے - کسی وقت تا حصول مشاہدہ ذات چین نہ پڑے -

	دِل ہمی گوید ازو رنجیدہ ام	وز نفاقِ سُست می خندیدہ ام
ترجمہ	دِل کیا کرتا ہے باتین رنج کی	مجکو اِن باتو نپہ آتی ہے ہنسی

شرح یعنے دِل بظاہر تو یہ کہتا ہے - کہ مین معشوقِ حقیقی سے رنجیدہ ہون - لیکن یہ اُسکا نفاقِ سُست اور ضعیف یعنی شکر رنجی ہے کیونکہ در پردہ عاشق کا دِل اُن تمام حادثات سے جو اُسپر خدا کی طرف سے وارد ہون خوش ہوتا ہے دوسرا مصرع مولانا کا مقولہ ہے آپ فرماتے ہین کہ مجھے عشاق کے دِل کی اس ظاہری رنجش اور باطنی خوشی پر ہنسی آتی ہے - کیونکہ اِس قسم کا نفاق جسکو باعتبار لفظ نفاق اور باعتبار معنے شکر رنجی کہتے ہین حقیقی اور واقعی نفاق نہین ہے کیونکہ حقیقی نفاق کے یہ معنے ہین کہ آدمی کسی سے ظاہر مین خوش ہو اور باطن مین رنجش رکھے بلکہ عاشق کے دلون کا بذریعۂ نالہ و فریاد اظہار رنجش کرنا خود معشوق کی مراد ہے اسلیئے یہ رنج عین طاعت ہے پہلے اشعار سے معلوم ہوچکا ہے کہ اللہ تعالے نالہ و فریاد کو بہت پسند

کرتا ہے۔ نفاق سُست یعنے تنگ رنجی ظاہری دور وے ہین جو حقیقی اور واقعی نہو۔

	راستی کن اے تو فخر راستان	اے تو صدر و من درت را آستان
ترجمہ	راستی دے مجکو فخرِ راستان	صدر ہے تو مین گدائے آستان

شرح فخرِ راستان سے مراد اللہ تعالےٰ ہے جو اپنے حق مین آپ فرماتا ہے کہ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیلًا یعنے اللہ سے زیادہ سچ بولنے والا کوئی نہین اور صدر بمعنے پیشگاہِ خانہ و بالانشین ہے یعنے اے اللہ تو فخرِ راستان ہے مجھے سیدھا رستہ دکھا یعنے خوارق اور اظہار کرامات مین مشغول رکھکر تجلیات و مشاہدات سے محروم نہ رکھ تو صاحب صدر ہے اور مین جو کھٹ پر بیٹھنے والا فقیر ہون صاحب صدر کو فقیر پر رحم کرنا چاہیئے۔

	آستان و صدر در معنی کجاست	ما و من کو آنطرف کان یار ماست
ترجمہ	آستان و صدر معنی مین نہین	پاک ہے ان سب سے یار دلنشین

شرح۔ اس سے پہلے شعر مین عاشق نے اللہ تعالےٰ کو صاحبِ صدر اور اپنے آپ کو آستانہ نشین کہا تھا اس سے یہ شبہ پیدا ہوتا تھا کہ اللہ تعالےٰ کسی جہت مین متمکن ہے حالانکہ وہ جہات سے بالکل پاک ہے نہ خصوصیت کے ساتھ بجانب اعلےٰ ہے نہ بجانب اسفل نہ آگے نہ پیچھے نہ دہنے نہ بائین نہ صدر نشین ہے نہ آستانہ نشین۔ اس شعر مین اُس شبہ کا جواب دیا گیا ہے اور حاصل جواب یہ ہے کہ جہتین اور دنیا کے ظاہری مرتبے فی الحقیقت لاشے ہین ذات پاک سے کچھ علاقہ نہین رکھتے۔ کیونکہ شاہد حقیقی کا مقام۔ مقام احدیت ہے جہان جہتین اور مرتبے اور ما و من یعنے کثرت خود فنا اور ہلاک ہوگئی ہے۔

	اے رہیدہ جان تو از ما و من	اے لطیفہ روح اندر مرد و زن
ترجمہ	ذات ہے بیشک تری بے ما و من	مستفیض روح ہین سب مرد و زن

شرح۔ جان سے ذات اور ما و من سے کثرت مراد ہے اور لطیفہ روح کی اضافت مقلوب ہے جس سے مراد جلوۂ خاص با ظہور ہے اور مرد و زن سے مراد اسمار اعیان اور ممکنات ہین جنکی تشریح دیباچہ مین گزر چکی ہے۔ چونکہ اسمار صفات الٰہی ممکنات مین موثر ہین اسلیئے اُنکو مرد کہا اور چونکہ اعیان ممکنات یعنے مخلوقات اُنکا اثر قبول کرلیتی ہین اسلیئے اُنکو زن قرار دیا جسطرح بیوی میان کے اثر یعنے نطفہ کو قبول کرلیتی ہے اسیطرح ممکنات اسمائے صفات کے اثر کو قبول کرلیتے ہین۔ مثلاً ممیت اسم صفت ہے اسکا ظہور جب ممکن مین ہوگا وہ ضرور موت کو قبول کرلیگا۔ یعنے اے اللہ تو وہ ذات پاک ہے کہ تیرا ظہور اسمائے صفات اور ممکنات سب مین ہے۔ ممکنات مین اُسکا ظہور تو ظاہر ہی ہے۔ اور اسمار مین اسلیئے ظہور ہے کہ اسمار صفات سب کے سب اُسکی صفتین ہین۔ اور صفات بغیر ظہور موصوف قایم نہین ہوتین۔

	مرد و زن چون یک شود آن یک توئی	چونکہ یکہا محو شد آنک توئی
ترجمہ	مرد و زن جب ایک ہون وہ ہے توئی	مٹ گئی کثرت تو وحدت رہ گئی

شرح مرد و زن سے وہی اسمار صفات اور ممکنات مراد ہین اور یکہا لفظ یک کی جمع ہے بمعنے کثرت اور یہ شعر پہلے شعر سے بطور قطعہ بند مربوط ہے مطلب یہ ہے کہ جب اسمار صفات و ممکنات ایک ہو گئے (کیونکہ موثّر اور مؤثّر مین یگانگت ضرور ہوتی ہے) تو نتیجہ یہ نکلا کہ وہ ایک توہی ہے اور جب یکہا یعنے کثرت محو اور فنا ہو گئی تو توہی تو باقی رہگیا۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جب تعینات معدوم ہو گئے تو کثرت جاتی رہی اور جب کثرت فنا ہو گئی تو سوائے وحدت کے اور کچھ نہ رہا اسکا ماحصل یہ ہوا کہ جب مشاہدہ کے سبب پردۂ کثرت اٹھ گیا تو نفس وحدت یعنے ذاتِ حق باقی رہگئی یعنے اہل بصیرت پر یہ راز کہلگیا کہ ذات واحد اپنی وحدت ذاتی کے ساتھ باقی ہے اُسکے علاوہ عالم کثرت محض کثرت تعینات کا نام ہے۔ ہمنے سرّ وحدت کی تشریح اور ڈرتے ڈرتے ہندی کی چندی کر دی ہے مگر فہم اسرار کی توفیق خدا سے مانگنی چاہیئے۔ یہ راز اس سے زیادہ آشکارا نہین ہو سکتا اور نہ اِسکے متعلق زبان قلم پر اور کوئی لفظ آسکتا ہے

	این من و ما بہر آن بر ساختی	تا تو با خود نرد خدمت باختی
ترجمہ	اسلئے ہے یہ من و ما کا ظہور	تا کہ تو اپنا ہو عاشق یا غفور

شرح۔ یہ شعر ایک سوال کا جواب ہے سائل یہ کہتا تہا کہ جب صرف وحدت ہی وحدت منظور تہی تو ممکنات کا پیدا کرنا کس غرض سے ہے۔ مولانا جواب دیتے ہین کہ یہ ممکنات کا پیدا کرنا اس غرض سے ہے کہ تو اپنی خدمت آپ کرے یعنے تعینات کے لباس مین چہپ کر اپنا عابد آپ بنے اور اپنے حسن پر آپ عاشق ہو اس شعر کے یہ معنے دیگر شارحین نے لیئے ہین اور انہین معنون کے مطابق یہ مطلع ہے۔

گر بچشم عاشقان بینی جمال خویشتن * ہمچو من آشفتہ باشی در خیال خویشتن * اور انہین معنون کے قریب کسی عارف کامل کا یہ مقولہ ہے اَلعَبدُ مَن وَجَدَ وَالکُلُّ مَا وَجَدَ سَجَدَ یعنے خدا کا کامل بندہ وہی ہے جسنے راز وحدت کو معلوم کیا اور جو چیز مل گئی اُسے سجدہ کر لیا۔ لیکن مذکورۂ بالا معنے اور یہ مقولہ ہمارے مذاق کے موافق نہین ہے۔ کیونکہ ہماری موٹی اور بہدی عقل اسرار وحدت کو نہین سمجھ سکتی اسلیئے مولانا قدس سرہ کے شعر مذکور کا مطلب اِسطرح ذہن نشین ہوتا ہے کہ ممکنات کو اسلیئے پیدا کیا ہے کہ تو اپنی خدمت آپ کرے یعنے تعینات کے لباس مین اپنے جلوے اور اپنی صفات کو چہپا کر مظہر مین ظاہر اور آئینہ مین عکس کا تماشائی ہو اور اپنی صنعت و حکمت پر اسلیئے آپ عاشق ہو کہ باوجود حجاب ظاہری آئینۂ ممکنات مین تیرا جلوہ دیکھنے والون کو صاف طور پر نظر آرہا ہے۔ نرد باختن بمعنے کہیلنا ہے اور با خود نرد باختن اپنے ساتھ آپ

کہلیا مطلب یہ کہ تو مظہرات مین اپنے جلوے کا عکس ڈالکر خود اپنے حسن کا تماشائی ہے اور تجہے اپنے معبود یکتا ہونے کی صفت سے عشق ہے ۔ جن و انسان کی پیدائیش صرف اسی لیے ہے کہ جہان مین تیری یکتائی اور معبود حقیقی ہونے کا ڈنکا بج جائے یہ تیری قدرت کے کہیل ہین کہ خود ہی معشوق ہے اور خود ہی اپنے جلوے کا عاشق ہمارے یہ معنے اس مطلع کے مطابق ہین ۔ یار من با کمال رعنائی ٭ خود تماشا و خود تماشائی اور اس شعر کے سب سے صاف معنے یہ ہین کہ ممکنات کا پیدا کرنا اس غرض سے ہے کہ تو اپنے اوپر آپ عاشق ہو یعنی مخلوقات تیرے ذکر اور عبادت کے وسیلہ سے تجہپر اسطرح عاشق ہو کہ اُسے بقالعبد الفنا کا مرتبہ حاصل ہو جائے اور یہ ظاہر ہے کہ ایسے لوگون کا تجہپر عاشق ہونا جو مرتبۂ وصال حقیقی تک پہنچ گئے ہین گویا تیرا اپنی ذات پر عاشق ہونا ہے اور من تو شدم تو من شدی ٭ من تن شدم تو جان شدی کے یہی معنے ہین

	تا تو با ماؤ تو ما یک جوہر شوی	**عاقبت محض چنان دلبر شوی**
ترجمہ	مل ملاکر تا کہ ایک جوہر ہو تو	آخرش اس شان کا دلبر ہو تو

شرح ۔ اور آئندہ شعر فائدہ عبادت یا ممکنات کے پیدا کرنے کی حکمت کا بیان کر رہے ہین مطلب یہ کہ ظاہری مغایرت جو ممکنات و خالق مین ہے ۔ یہ حقیقی مغائرت نہین لیکن اس احدیت کے معنے وہی سمجہتا ہے جسکو بصیرت ہو ۔ عبادت الٰہی اور ممکنات کے پیدا کرنے مین یہ حکمت ہے کہ تمام متعینات عالم شہود مین جاکر ایک ذات ہو جائین اور انجام کار وہی ایک باقی رہے جو دلبر محض ہے دوسرے مصرع مین لفظ محض چنان صفت ہے مقدم اور دلبر موصوف ہے موخر اور لفظ محض مضاف ہے باضافت توصیفی ۔

	تا من و تو ہا ہمہ یکجان شوند	**عاقبت مستغرق جانان شوند**
ترجمہ	تا من و تو عشق سے یکجان ہون سب	غرق بحر ذات بے پایان ہو سب

شرح ۔ یہ اُسی مضمون سابق کا تتمہ ہے یعنی عبادت یا ممکنات کے پیدا کرنے مین یہ حکمت ہے کہ من و تو انجام کار فنا ہو جائے اور یہ کثرت ایک جان ہوکر مشاہدۂ جانان مین غرق یعنے فنا فی الذات ہو ۔

	اینہمہ ہست و بیا اے امر کُن	**اے منزہ از بیان و از سخن**
ترجمہ	ہے یہ سب سچ آ کہین اے امر کن	وصف تیرا کر نہین سکتا سخن

شرح ۔ اس شعر کی تاویلین باعتبار ترکیب الفاظ کئی طرح ہو سکتی ہین **اول** یہ کہ کن سے مراد خود کلمۂ کُن ہے اس صورت مین شعر کے یہ معنے ہین کہ جو کچہ ہم وحدت کے متعلق گذشتہ اشعار مین کہہ چکے ہین یہ سب صحیح ہے یعنی کثرت کا فنا ہو جانا فی الواقع ثابت ہے ۔ لیکن اے امر کن اور اے حکم خدا تو آکر ہمارے کام بنادے اور کام بنانے سے یہ مطلب ہے کہ اے کلمۂ کن تو ممکنات سے متعلق ہو جا تا کہ انہین وجود حاصل ہو اور موجود

مین حق مشہود ہونے لگے اور یہ بہید کہل جائے کہ ممکنات فنا ہونے والی چیزین ہین **دوم** یہ کہ امر کن کا مضاف
محذوف ہے (یعنے اے صاحب امر کن) اس صورت مین یہ معنے ہین کہ اسرار وحدت جو کچہ ذکر کیئے گئے
سب ٹہیک ہین اور اسنے طالب کو ذات یکتا کے باقی اور ممکنات کے فانی ہونیکا یقینی امر ہو گیا ہے لیکن
اے صاحب امر کن اور اے شاہد حقیقی تو خود اگر ممکنات کو اپنا جلوہ دکہا دے تاکہ سب فنا ہو جائین اور
علم الیقین عین الیقین سے بدلجائے کیونکہ جلوۂ الٰہی کا خاصہ فنا کر دینا ہے جو کوہ طور کی حالت سے معلوم ہو چکا ہے
سوم یہ کہ کن لفظ فارسی اور صیغۂ امر ہے بمعنے بکن - اس صورت مین حرف ندا کے بعد منادا ے محذوف ہے
اور مطلب شعر یہ ہے کہ مذکورۂ بالا اسرار وحدت کے یقینی ہونے مین کچہ شک نہین لیکن اے شاہد حقیقی
تو اپنے جلوۂ خاص کا حکم کر تاکہ اشیا کے فنا ہونے کے سبب سرِ وحدت آشکارا ہو جائے پہلی دو نو صورتون
مین لفظ امر بالاضافت ہے اور اس صورت مین امر کردن بمعنے حکم کرنا بلا اضافت ہے - اور اس شعر کا
دوسرا مصرع یا تو صاحب امر کن کی صفت ہے یا خود کلمۂ کن کی یعنی اے خدا تو بیان وسخن سے منزہ ہے
یعنے تیرا کلام ایسا نہین جیسا بندون کا کلام ہوتا ہے - یا یہ کہ اے کلمہ کن تو الفاظ انسانی کی جنس ہونے سے
پاک ہے - کیونکہ تو خدا کا کلام ہے اور خدا کا کلام لفظی نہین ہوتا بلکہ نفسی ہوتا ہے -

	چشم چشمانہ تواند دیدنت	در خیال آرد غم و خندیدنت
ترجمہ	آنکہہ تجکو دیکہہ لے بالکل محال	شادی و غم کر سکے کیونکر خیال

شرح - اس شعر کے معنے بہی کئی طرح ہو سکتے ہین - لفظ چشمانہ مین ہائے ہوز نسبت کیلیے ہے اور چشم بمعنے نور ہے اور بعض
نسخون مین چشمانہ کی جگہ جسمانی ہے اور شعر کے پہلے معنے یہ ہین کہ چشم جسمانی تجکو دیکہہ سکتی ہے - کیونکہ تو
تمام مظہرون مین ظاہر ہے جب کسی پر نظر پڑیگی تیرا جلوہ مشہود ہو گا - لیکن افسوس دیکہنے والون کی آنکہہ مظہر
سے ظاہر کی طرف نہین جاتے اور چشم ظاہر بین کو حقیقت خاص نظر نہین آتے - علٰے ہذا القیاس غم و خندہ
تجکو آدمی کے خیال مین لے آتا ہے غم کی حالت مین تیری یاد ازالۂ غم کیلیئے ہوتی ہے اور خوشی کی حالت
مین مسرت کے باقی رکہنے کے لیے لیکن ایسی یاد کسی کام کی نہین ہوتی - کیونکہ غمی یا شادی مین خدا کو یاد
کرنا خود غرضی کی علامت ہے - عاشقان کامل ان دونون سے غرض نہین رکہتے - اس صورت مین خندیدنت
کی تائے فوقانی لفظ آرد کا مفعول ہے بمعنے ترا دوسرے معنے یہ ہین کہ دو مصرعون مین استفہام انکاری
مانا جائے اور چشم جسمانی سے مراد یہی ظاہری آنکہہ ہو اور بعض نسخون مین جو چشمانہ کی جگہ لفظ جسمانہ واقع
ہوا ہے اسکو دیدنت کی تائے مفعول سے حال کہا جائے اس صورت مین یہ معنے ہوے کہ تو چشم یا چشم
جسمانی بمقتضاے لاتدرکہ الابصار تجہے ہرگز نہین دیکہہ سکتی یا کوئی آنکہہ مجسم حالت مین تیرا نظارہ نہین کر سکتی کیونکہ

تو جسم سے پاک ہے پھر اِس حالت مین کیا کوئی آنکھہ تجھے دیکھہ سکتی ہے ؟ ہرگز نہین دیکھہ سکتی اور کوئی شخص
تجھے غم وخندہ کو اپنے خیال مین لاسکتا ہے ہرگز نہین لاسکتا۔ نکتہ غم وخندہ کی توجیہہ دو طرح ہوسکتی ہے
اوّل یہ کہ تو نے جو اپنے کلام مین کفّار کے لیئے غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیھِم (کافرونپر خدا کا غصّہ ہے) اور مومنون
کے لیئے رضی اللہ عنہم (مومنون سے خدا راضی ہے) فرمایا ہے تیرے اِس غم اور خوشی کے حقیقی معنے خیال
مین نہین آسکتے۔ یہان غم سے مراد غضب ہے کیونکہ غم اور غضب باہم لازم وملزوم ہین توجیہہ دویم یہ کہ تیرا
بھیجا ہوا غم وخندہ کوئی شخص اپنے خیال مین نہین لاسکتا۔ یعنی کسیکو یہ خیال نہین آتا کہ شادی وغم دونو خدا کی
طرف سے ہین بلکہ عوام کا خیال یہ ہے کہ غم اپنی بے تدبیری اور شادی اپنی چالاکی سے حاصل ہوتی ہے تیسرے
معنے یہ ہین کہ صرف پہلے مصرع مین استفہام انکاری مانا جائے اور دوسرا مصرع اپنی حالت پر رہے یعنی چشم
جسمانی گو تجھے نہین دیکھہ سکتی لیکن اے خدا غم وخندہ تجھے کبھی کبھی آدمی کے خیال مین لے آتا ہے اور صِفت
عشق کامل کی منافی ہے یہ پچھلے معنے چونکہ آیندہ ابیات سے مربوط ہین اسلیئے سب سے اچھے ہین۔

	دِل کہ او بستۂ غم وخندیدن است	تو بگو کی لایق این دیدن است
ترجمہ	جو کہ پابندِ غم وشادی رہا	دید کے لایق ہے وہ یہ سچ بتا

شرح۔ اِس شعر سے صاف ظاہر ہوگیا کہ گذشتہ شعر کے سب سے پچھلے معنے سب سے بہتر ہین کیونکہ اِس شعر
کا مطلب یہ ہے کہ جو دِل شادی وغمی کے حالت مین خدا سے وابستہ ہو جاتا ہے وہ مشاہدۂ ذات
اور دید کے قابل نہین ہوتا ایسے خود مطلبے کو دربارِ حضوری سے دھکّے ملتے ہین۔

	آنکہ او بستۂ غم وخندہ بود	او بدین دو عاریت زندہ بود
ترجمہ	جو یہان پابند رنج وخندہ ہے	مانگے کی چیزون سے گویا زندہ ہے

شرح یعنے جو شخص دنیوی شادی وغم مین گرفتار ہے وہ گویا مانگے تانگے کی دو چیزین لیکر اپنی زندگی
بسر کررہا ہے۔ کیونکہ دنیوی شادی وغم مانگی ہوی دو چیزین ہین جو ایک حالت پر قایم نہین رہتین آدمی کو
کبھی دنیوی غم ہوتا ہے اور کبھی شادی اسلیئے انسان کا فرض ہے کہ اِن دونو سے گذر کر اُس شے کا طالب
بنے جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے یعنے شاہدِ حقیقی کا عشق اختیار کرے۔

	باغ سبز عشق کو بے منتہاست	جز غم وشادی درو بس میوہاست
ترجمہ	عشق کا ہے باغ بے پایان بہت	جز غم وشادی ثمر ہین یان بہت

شرح یعنے اے شخص تو عاریت کی چیزون کو چھوڑکر باغِ عشق حقیقی کی سیر کر جو ہمیشہ باقی رہنے والا اور
اپنی فراخی اور تر وتازگی مین بے مانند اور اپنی وسعت اور پُرفضا ہونے مین بے انتہا اور اپنی خوبیون مین بے نظیر ہے

اور اس باغ مین سوائے غم و شادی کے ہزار ہا قسم کے میوے موجود ہین میوہ ہا سے مراد تجلیات حق ہین

	عاشقی زین ہر دو حالت برترست	بے بہار و بے خزان سبز و ترست
ترجمہ	باغ الفت کی ہے کیفیت دگر	بے بہار و بے خزان ہے سبز و تر

شرح یعنے چونکہ عشق الٰہی کا باغ ایک معنوی صفت ہے اسلیئے اُسے دنیوی بہار و خزان سے کچھ علاقہ نہین یہ ہمیشہ سرسبز اور تر و تازہ رہتا ہے۔ اس باغ کا نام سدا بہار ہے اور یہ ہمیشہ ہرا بھرا رہتا ہے

	دِہ زکاۃِ روی خوب اے خوبرو	شرح جان شرحہ شرحہ باز گو
ترجمہ	دے زکاۃِ حسن خود اے خوبرو	جان پارہ پارہ کی کر گفتگو

شرح- یہ معشوقِ حقیقی کو خطاب ہے اور عاشق یہ کہتا ہے کہ مجھ سے کچھ تو کلام کر مین تیرے در کا فقیر ہون مجھے زکوۃ حسن دے یعنے جلوہ وحدت دکھا اور میری جان مجروح اور پارہ پارہ شدہ کا حال بتا تاکہ کبھی اُسے اسکا مطلوب ملجائیگا بعض نسخون مین بعض گو کی جگہ باز جو ہے یعنے میری جان مجروح کا حال پوچھ کہ غم فراق اور اشتیاقِ وصال مین اُس پر کیا گذرتی ہے۔ باز جستن بمعنے پرسیدن ہے۔

	کز کرشمہ غمزۂ غمازۂ	بر دلم بنہاد داغ تازۂ
ترجمہ	اے مراد روح غمزہ نے ترے	داغ تازہ رکھدیا دل پر مرے

شرح کرشمہ بمعنے اشارۂ چشم و ابروے معشوق مترادفِ غمزہ یہان کرشمہ سے مطلق ناز اور غمزہ سے اشارہ مراد ہے اور کرشمہ باطنی طور پر بمعنے تجلی جدید اور غمزہ بمعنی ظہور تجلی ہے غمزہ کی صفت غماز (چغلخور) اسلیئے ہے کہ یہ حرکت محبوب کی شان محبوبیت کا اظہار کردیتی ہے مطلب شعر یہ ہے کہ معشوق کی ہر تجلی نے طلب تجلی دیگر کے لیئے میرے دل پر ایک تازہ داغ عشق و محبت رکھدیا ہے اور اُسکی ہر تجلی جدید تجلی کی طلب مین مجھے بیقرار رکھتی ہے نکتہ اسمین اسطرف اشارہ ہے کہ شاہد ازل کی ایک ادنے تجلی دل پر داغ رکھکر عاشق کے اُس میل کچیل کو دور کردیتی ہے جو بشریت کے سبب لایق حال ہوجاتا ہے اور وہ اسلیئے تجلی دیگر کا طالب رہتا ہے تاکہ مرتبۂ فنا تک پہنچ جائے۔

	من حلالش کردم ار خونم بریخت	من ہمیگفتم حلال او میگریخت
ترجمہ	کرچکا ہون مین تو اپنا خون حلال	بہاگتا ہے مجھسے پر وُہ بے مثال

شرح- یعنے مین تو تجلیات متواترہ کا طالب بنکر اپنا خون معاف کرچکا تہا اور معشوق سے یہ کہہ چکا تہا کہ تو پے درپے اپنی تجلیان دکھاکر مجھے ذبح کرڈال یعنے فنا کردے مگر معشوق نے میرا کہا نہ مانا مین باواز بلند یہ کہتا رہا کہ تجھے میرا خون کردینا حلال ہے حلال ہے مگر اُسنے ایک نہ سنی اور ایکبار جمال جانربا دکھا

پھر پردہ جلال مین جا چہپا اور مجھے تجلی دیگر کے لیے نیم بسمل اور پھڑکتا ہوا چھوڑ گیا۔ لفظ میگریخت کے یہی معنے ہین جو ہمنے بیان کیے **نکتہ** اسی لفظ میگریخت سے یہی نکلتا ہے کہ شاہد حقیقی طالبِ صادق کو صرف ایکبار اپنا جلوہ دکہاکر دوسرے جلوے کا مشتاق بنا لیتا ہے تاکہ سالک اپنی محنت اور ریاضت اور گریہ زاری سے خود ہی دولتِ دیدار حاصل کرے وہ خود بار بار نقاب اُلٹ دینے کو پسند نہین کرتا۔

	چون گریزانی زنالہ خاکیان	**غم چہ ریزی بر دل غمناکیان**
ترجمہ	بھاگ کر ترسا نہ مشتِ خاک کو	غم نہ دے تو خاطرِ غمناک کو

شرح - یعنے جب معشوق مجھ سے اپنا دامن چھٹا کر بھاگا تو مینے یہ کہا کہ تو خاکساروں کے نالون سے کیون بھاگتا ہے اُنکی فریاد و زاری کیون نہین سُنتا - یہ ترے جلوون کے لیئے بیتاب اور نالہ کنان رہتے ہین غمزدون کو زیادہ غمناک نہ کر تیرا جلوہ بیتری مدد اور توفیق بغیر میسر نہین ہو سکتا تو ایسا زبردست معبود ہے کہ حصولِ تجلی تو در کنار جب تک تیرا ظہور نہو ممکنات تیری عبادت اور تسبیح نہین کر سکتے۔

	اے کہ ہر صبحے کہ از مشرق بتافت	**ہمچو چشمہ مشرقت در جوش یافت**
ترجمہ	جانبِ مشرق سے جب نکلی سحر	تجکو پایا نور یکتا سر بسر

شرح یعنے تو وہ ذات سراپا نور ہے کہ ہر صبح جو مشرق سے نکلتی ہے وہ تجکو مانند چشمہ مشرق یعنے مطلع آفتاب کی طرح سراپا جوش یعنے نورٌ علےٰ نُور اور صاحب جمال و جلال پاتی ہے اور تیرے ہی نور سے فیضان حاصل کرتی ہے آفتاب تیرے نور کا ایک ذرہ اور صبح اُس ذرّہ کا ایک پرتوا ہے مطلب یہ کہ تیرا جود و احسان اور ظہور فی المثل ایسا ہے جیسا آفتاب کا یہ تشبیہ فقط سمجھانے کے لیئے ہے وگرنہ نور ذات کجا و آفتاب کجا

	چہ بہانہ میدہی شیدات را	**اے بہا۔ نہ شکر لبہات را**
ترجمہ	کیون یہ عاشق سے بہانہ ہے بہا	شکر لب ہے ترا خود بے بہا

شرح پہلے مصرع مین بہانہ بمعنے حیلہ ہے اور دوسرے مین بہا بمعنے قیمت ہے اور نہ بمعنے نیست ہے اور شکر لبہا (لبون کی مٹھاس) سے آثار تجلیات اور انفاس رحمانی اور کلام نفسی مراد ہے۔ یعنی اے شاہد حقیقی تیرے آثار تجلیات بے بہا ہین اُنمین سے فقیر کو بھی کچھ زکوٰۃ ملے اپنے شیدا کو محروم نہ رکھہ مطلب یہ کہ تو حجابِ تعینات مین جلوہ گر ہے اس پردہ کو اُٹھاکر اپنا خاص جلوہ دکھا دے۔

	این جہان کہنہ را تو جان نو	**از تن بیجان و دل افغان شنو**
ترجمہ	جان ہے تو اِس جہان کہنہ کی	سُن تن بیجان سے زاری مری

شرح جان نو سے وہی جدید تجلی مراد ہے جسکا ذکر بار بار آچکا ہے اور تن بیجان سے مراد عاشق ہے

یعنے ایجذا تو اس کہنہ جہان کے لیئے جدید تجلیون کے سبب ہر وقت نئی جان کی مانند ہے ترے جلوے نئے نئے رنگ سے ظاہر نہو تے رہین تو تمام عالم فنا ہو جائے - تیرے ہی جلوے سے جہان میں جان پڑی ہوئی ہے طالبان دیدار بلا مشاہدہ کا تجلی تن بیجان ہین تو انکی فریاد سن اور اپنا جلوہ دکہا۔

	شرح گل بگذار از بہر خدا		شرح بلبل گو کہ شد از گل جدا
ترجمہ	شرح گل کی چہوڑ دے بہر خدا		حال بلبل کہہ کہ ہے گل سے جُدا

شرح یعنی اے شخص گُل کی شرح یعنے معشوق کا حال چہوڑ کر اب عاشق کی حالت بیان کر کہ بارگاہ معشوق سے اُسے کیا حاصل ہوا معشوق نے اُسپر کس قسم کی مہربانیان اور کیسے کیسے الطاف کیے۔

	از غم و شادی نباشد جوش ما		با خیال و وہم نبود ہوش ما
ترجمہ	شادی و غم سے نہین عاشق کا جوش		ہے خیال و وہم سے ممتاز ہوش

شرح یہان سے اُن الطاف کا ذکر شروع ہوا ہے جو معشوق کی جانب سے عاشق کی حالت پر مبذول ہین یعنی ہماری حرکات شوقیہ اور ہمارا جوش۔ دنیوی غم و شادی کے سبب نہین ہے بلکہ عشق الٰہی کے باعث ہے اور ہماری عقل دنیوی خیالات اور توہمات سے تعلق نہین رکہتی۔ بلکہ محبت الٰہی سے مربوط ہے کیونکہ ہماری یعنے عشاق کی حالت دنیا کے لوگون سے جُدا ہے۔ تو عُشاق کے اُس جوش کا جو بلا تعلق غم و سرور اُنمین موجود ہے مُنکر نہو۔ کیونکہ اللہ تعالے اِس سے بہی زیادہ اوصاف پیدا کرنے پر قادر ہے۔

	حالتِ دیگر بود کان نادر است		تو مشو منکر کہ حق بس قادر است
ترجمہ	عاشقون کا حال کچہہ نادر ہے بس		تو نہ ہو منکر کہ حق قادر ہے بس

شرح یعنے عاشقان الٰہی کا حال نادر اور نہایت عجیب و غریب ہے تو انکو اہل دنیا کی طرح نہ سمجہ انکی حالت اور ہے اُنکی کیفیت اور اللہ تعالے نے اُنکو عجیب و غریب صفتین عطا فرمائین ہین جو عموماً انسانونکو نہین دیگئین چنانچہ گذشتہ شعر اسی مضمون کی مثال ہے عاشقان الٰہی کی خاصیتین اہل دنیا سے جُدا ہین۔ اور یہ سب خدا کی قدرت کا اظہار ہے اے شخص تو اُسکی قدرت کا مُنکر نہو اُسنے عاشقون کا جوش اپنی محبت سے متعلق کر رکہا ہے اور اہل دنیا کا جوش دنیا کی محبت سے ہے ایک صفت کا دو رنگ مین ظاہر ہونا خدا کی قدرت ہے جسکا انکار بیوقوفی نادانی حماقت غفلت اور بعض حالتون مین کفر ہے۔

	تو قیاس از حالتِ انسان مکن		منزل اندر جور و در احسان مکن
ترجمہ	تو قیاس اُنکو نہ کر اغیار پر		جور اور احسان سے بس درگذر

شرح یعنے تو عاشقان الٰہی کی حالت کو عام انسانون کی حالت پر قیاس نہ کر ورنہ قیاس مع الفارق ہوگا

کیونکہ عام آدمیون کا تو یہ قاعدہ ہے کہ اپنے دوست کے دوست اور دشمن کے دشمن بنجاتے ہین جو انپر مہربان ہو یہ اُسکے مہربان ہین اور جو انکا دشمن ہو یہ اُسکے دشمن جان ہین۔ دنیوی معشوق اپنے عاشق سے بیزار ہوجائے تو ادہر سے بہی بے پروائی ہونے لگتی ہے اور اگر معشوق استغنا اختیار کرتا ہے تو عاشق کا بہی وہ دل نہین رہتا مگر عاشقان الٰہی کا حال ایسا نہین ہوتا اُنکے خیالات نہایت بلند ہین اُنکو تکلیف ہو یا راحت کسی حالت مین معشوق حقیقی سے بیزار یا غافل نہین ہوتے دوسرے مصرع کے یہ معنے ہین کہ اے عاشق الٰہی تو منزل تکلیف و راحت اور مقام جور و احسان مین اپنا گہر نہ بنا اور ان دونو صفتون کو اپنا وطن نہ سمجہ بلکہ دونو سے درگذر کیونکہ مقام عشق ان دونو منزلون سے آگے ہے عاشقون کو رنج و رحت سے کچہ کام نہین ہوتا وہ ہر حالت مین خوش اور اپنے معشوق سے رضامند ہین اور یہ خدا کا بہت بڑا عطیہ ہے جو خاص عاشقونکو مرحمت ہوتا ہے این مضمون کی تشریح پہلے بہی کئی جگہ ہوچکی ہے۔

	جور و احسان رنج و شادی حادث است		حادثان میرند و حق شان وارث است
ترجمہ	ہو مسرت یا الم حادث ہے بس		ہین یہ سب فانی خدا وارث ہے بس

شرح۔ یعنی جور اور احسان رنج اور شادی سب کے سب حادث ہین۔ کیونکہ یہ چیزین تغیرات عالم کے سبب پیدا ہوتی ہین اور عالم اپنے تغیر کے سبب خود حادث ہے اسلئے جو چیزین اُسکے اثر سے پیدا ہوتی ہین بدرجہ اولے حادث ہونگے روحانیات گو اس عالم کے تغیر سے محفوظ ہین مگر ایک عالم مین یہ بہی تغیر سے خالی نہ رہینگے جو لوگ روح کو قدیم مانتے ہین وہ سخت غلطی پہ ہین۔ اسکے متعلق کتابین کی کتابین تصنیف ہوچکی ہین ہم یہان بخوف طوالت اس بحث کو چہوڑے دیتے ہین اور مطلب یہ ہے کہ سوائے ذات احدیت کے اور ہر شے حادث اور تمام چیزین جدید یعنے نئی پیدا ہوی ہین اور نئی پیدا ہونے والی چیز فانی ہوا کرتی ہے تا ابد ہرگز قایم نہین رہتی۔ حادث کے لیئے مرنا یا فنا ہوجانا لازم ہے سوائے خدا کے کوئی شے قدیم یعنے ازلی و ابدی نہین ہوسکتی۔ اور چونکہ تمام اشیا حقیقت مین خدا کی ملک ہین اسلیئے فنا ہوجانے کے بعد ہر شے کا وارث اور مالک وہی ہے آدمیون کی وراثت جو زندگی تک رہتی ہے مجازی اور غیر واقعی ہے اسکا اعتبار نہین اللہ تعالٰے خود فرماتا ہے **انا نحن نحیی و نمیت و نحن الوارثون** یعنے اسمین شک نہین کہ ہمین زندہ رکہتے ہین اور ہمین مارتے ہین اور ہمین سب کے وارث ہین کیونکہ ہماری بقا دائمی ہے مطلب شعر یہ ہے۔ کہ اے شخص رنج مین اپنے دلکو رنج سے اور شادی مین مسرت سے متعلق نہ رکہ اور ان دونو باتون کو چہوڑ دے کیونکہ ماسوے اللہ سب چیزین حادث اور فانی ہین اور دل لگانے کے قابل وہی ایک ذات ہے جو اپنی تمام خوبیون کے ساتہ ہمیشہ قایم رہیگا فنا ہونے والی چیزون سے دل بستگی انجام کار پریشانی اور تضیع اوقات پر پشیمانی کا باعث ہوتی ہے۔

صبح شد اے صبح را پشت و پناہ	عذر مخدومی حسام الدین بخواہ
ترجمہ: اے پناہ ۔ صبح اب آ گئی سحر	عذر مخدومی حسام الدین سے کر

شرح ۔ مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ راتون کو مثنوی تصنیف کیا کرتے تھے اور مولانا حسام الدین علیہ الرحمۃ مسودہ لکھتے جاتے تھے اور تصنیف مثنوی کے بارے مین تقاضا کرتے رہتے تھے اس موقع پر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُنکو تصنیف کرتے کرتے اور انکو مسودہ لکھتے لکھتے صبح ہو گئی اور نماز کا وقت قریب آگیا مولانا اسی مطلب کے جانب اشارہ کر کے فرماتے ہین کہ اے اللہ اے صبح کے پشت و پناہ یعنے سحر کے روشن کرنے والے یا اندھیرے سے اُسکی حفاظت کرنے والے آج مثنوی تصنیف کرتے کرتے صبح ہو گئی ہے تو میری طرف سے میرے مخدوم مولانا حسام الدین کے دِل مین عذر کا الہام کر تاکہ وہ اسوقت مجھے مثنوی کے تصنیف کرنے سے معاف کہین یا یہ معنے ہین کہ اے اللہ تیرے ذکر اور عالم استغراق مین صبح ہو گئی اور باوجود تقاضائے شدید آج کی شب مثنوی نظم کرنے کا موقع نہین ملا اسلیئے تو مولانا حسام الدین کے دِل مین میری طرف سے عذر کا القا کر کہ وہ باعث استغراق مثنوی تصنیف نہ کرنے کے قصور کو معاف کرین **نکتہ** مولانا حسام الدین کو مخدوم اور عقل کل کہنا یا تو از راہ کسر نفسی ہے یا اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ پیر کو اپنے لایق مرید کی تعظیم کرنی چاہیئے۔

عذر خواہ عقل کل و جان توئی	جان جان و تابش مرجان توئی
ترجمہ: عذر خواہ عقل کل و جان ہے تو	روح رُوح و تابش مرجان ہے تو

شرح عقل بمعنے خرد و دانش، انسان مین ایک ایسی قوت ہے جسکے وسیلے سے انسان اشیاء کی باریکیون کو معلوم کر لیتا ہے ۔ بعض نے اِسی عقل کا نام نفس ناطقہ رکہا ہے لغت مین عقل پانو باندہنے کو کہتے ہین چونکہ خرد افعال ذمیمہ کی طرف جانے سے آدمی کا پانو باندہ دیتی ہے اسلیئے اِسکا نام عقل رکھا گیا ہے یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ جو لوگ گناہون اور بد افعالیون مین مبتلا ہین وہ یا تو عقل ہی نہین رکہتے یا نفس امّارہ اُنکی عقل پر غالب آگیا ہے حکما کے نزدیک عقل دس فرشتون مین سے ایک فرشتہ کا نام ہے کیونکہ وہ عقول عشرہ کے قائل ہین اور یہ کہتے ہین کہ خدا نے اول ایک فرشتہ پیدا کیا تہا اُسنے ایک دیگر فرشتہ اور ایک آسمان پیدا کر دیا اور اِس دیگر فرشتے نے ایک اور فرشتہ اور ایک آسمان پیدا کیا علے ہذا القیاس یہانتک کہ دس فرشتے اور نو آسمان پیدا ہو گئے دسوین فرشتہ کا نام عقل فعال ہے اور انہین کو حضرت جبریل بہی کہتے ہین اور پہلے فرشتہ کا نام عقل اول ہے اور بعض نے حضرت جبریل کو عقل اول کہا ہے ۔ صوفیون کے نزدیک عقل اول کنایہ نور محمدی ہے اور عقل کل عرش اعظم اور جبریل اور نور محمدی کو کہتے ہین ۔ اِس شعر مین مولانا حسام الدین

علیہ الرحمۃ کو اُنکے ملکی صفات ہونے کے سبب عقل کل کہا گیا اور مطلب شعر یہ ہے کہ اے اللہ - میرے عقل کل اور میری جان (مولانا حسام الدین) کے دل مین میری طرف سے عذر کا الہام کرنے والا تو ہی ہے مولانا حسام الدین کو مثنوی مین کئی جگہ لفظ جان سے یاد کیا گیا ہے اور دیباچہ مین یہی ارشاد ہوا ہے کہ اَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَۃِ رُوْحِیْ - اے حسام الدین تو میری روح کے مانند ہے اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اے اللہ تو میری روح کی روح یعنے حسام الدین کی جان اور اُسکا محبوب اور اُسکے قلب کا نور ہے مرجان سے مراد دل ہے جو رنگت اور صنوبری شکل کے لحاظ سے مرجان کے ساتھ تشبیہ تام رکھتا ہے

	در صبوحی بامئے منصور تو		تافت نور صبح ما از نور تو	
	ہین صبوحی کش مئے منصور سے		ہم بوقت صبح تیرے نور سے	ترجمہ

شرح - صبوحی - صبح کے وقت شراب پینا اور مئے منصور سے یا تو شراب وحدت مراد ہے یا لفظ منصور مے کی صفت ہے اور دوسرا مصرع پہلے مصرع کے مضمون سے حال واقع ہوا ہے اور یہ پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ صبح اور آفتاب وغیرہ کی روشنی نور خداوندی کا ادنے پرتو ہے قرآن مجید مین موجود ہے اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی خدا آسمانون اور زمین کا نور ہے ہر دو عالم مین اسی کے جلوے کی روشنی ہے اور مطلب شعر یہ ہے کہ اے اللہ تیرے ہی نور کے طفیل سے ہماری صبح نے نور حاصل کیا ہے اور چونکہ جلوۂ صبح تیرے جلوے کا عکس اور اُسکی حالت کی خبر دیتا ہے اسلیئے ہم صبح کے وقت شراب وحدت سے سرمست ہوجاتے ہین - یا ایسی شراب پیتے ہین جس سے منزل عرفان طے کرنے کی بابت ہمین غیبی مدد ملتی ہے نکتہ چونکہ صبح کا وقت نہایت جلال اور نور کا وقت ہے اسلیئے عاشقان الٰہی کو بہ نسبت دیگر اوقات کے اسوقت زیادہ جوش ہوتا ہے مولانا قدس سرہ نے صبوحی کی قید اسی لحاظ سے لگائی ہے - دوسرے معنے یہ ہین کہ مصرع ثانی لفظ نور صبح سے حال واقع ہوا ہے اسصورت مین یہ معنے ہین کہ ایخدا ہماری صبح کا نور ایسی حالت مین چمکا ہے کہ تیرے فیضان انوار کی صبوحی پیئے ہوے تھا - اور تیرے خدائے برحق اور معبود یکتا ہونے کا اقرار کررہا تھا - کیونکہ روشنی کا اندھیرے اور اندھیرے کا روشنی مین داخل کردینا تیری وحدانیت کی دلیل ہے اللہ تعالے خود فرماتا ہے - یُوْلِجُ اللَّیْلَ فِی النَّہَارِ وَیُوْلِجُ النَّہَارَ فِی اللَّیْلِ - یعنی ایخدا تو رات کو دن مین اور دن کو رات مین داخل کردیتا ہے گویا نور صبح نے مئے منصور یعنی شراب اظہار سر وحدت پی رکھی ہے اور یہ بالکل سچ ہے کہ ہر شے اُسکی توحید کا اقرار اور سر وحدت کا اظہار کررہی ہے لیکن بے زبان چیزون کی زبانِ حال کا مضمون ہر شخص نہین سمجھتا

برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار

	بادہ کہ بود تا طرب آرد مرا		دادۂ حق چون چنین دارد مرا	
	مے سے مجکو ہو نہین سکتا طرب		یہ عطائے حق ہے یہ ہے فضل رب	ترجمہ

شرح۔ دادۂ حق سے شراب فضل واحسان اور بادۂ تجلی وعرفان اور مصرع ثانی مین بادہ سے یہی ظاہری شراب مراد ہے یعنے جبکہ مجھپر اللہ تعالے کی عنایتین اور اُسکے احسان اسقدر ہین کہ مین ہر صبح کو شراب وحدت کی صبوحی پیتا رہتا ہون اور اُس سے میرے دل کو فرحت روح کو سرور اور آنکھون کو نور حاصل ہوتا رہتا ہے تو اسکے مقابلہ مین دنیوی شراب کیا چیز ہے کچھ بھی نہین مجھے حقیقی طرب اور دائمی شادمانی حاصل ہے دنیوی شراب جو مادۂ غفلت وفحش اور ناپاکیون کی جڑ ہے ہرگز مجھے خوش نہین کرسکتی۔ کیونکہ یہ شراب بادۂ عشق حقیقی کے مقابلہ مین لاشئے ہے اِسکے نشے کا انجام خمار ہے اور اُسکی کیفیت کا اختتام وصالِ حقیقی ہے جو اہل اللہ کا مقصد اصلی ہے آیندہ دو شعرون مین مولانا قدس سرہ شرابِ حقیقی اور شرابِ دنیوی کی کیفیت کا اختلاف اور دونو کے سرور کا فرق بیان فرماتے ہین۔

	چرخ در گردش گدائے ہوش ماست		بادہ در جوشش گدائے جوش ماست	
	چرخ گردان ہے گدائے ہوش عشق		جوش بادہ ہے گدائے جوش عشق	ترجمہ

شرح۔ یہ شعر شروع کتاب مین بھی آچکا ہے لیکن وہان دوسرے مصرع مین اسیر ہوش تہا اور یہان گدائے ہوش ہے۔ البتہ ماحصل دونو لفظون کا ایک ہے اور وہان حسبِ اقتضائے مقام ہمنے اس شعر کے معنے دو طرح بیان کیے تہے یہان صرف ایک توجیہ کافی ہے کہ شراب ظاہری اپنی کیفیت اور جوش مین ہمارے جوش کی گدا یعنے اُس سے کم درجہ کی ہے اور فی الواقع شراب عشق کا جوش شراب ظاہری سے بہت بڑہا ہوا ہے۔ کیونکہ شرابِ ظاہری سامان شقاوت ہے اور باطنی موجب سعادت اور آسمان باوجودیکہ اپنی گردش مین حکم خالق کی مخالفت نہین کرسکتا۔ لیکن با اینہمہ عظمت وشان وہ اپنی گردش مین ہماری گردش عقل کا (جو نشہ شراب عشق حقیقی کے باعث ہے) گدا یا فقیر ہے یعنی اُسکی بہ نسبت نہایت پست حالت مین ہے۔ کیونکہ آسمان کی گردش سعادت ونحوست دونو پر مبنی ہے اور عشاق کی گردش عقل صرف سعادت پر ان دونو مین جو کچھ فرق ہے وہ آفتاب سے زیادہ روشن ہے

	عالم از ما ہست شد نے ما ازو		بادہ از ما مست شد نے ما ازو	
	ہم نہین عالم سے عالم ہم سے ہے		بادہ ہمسے ہے نہ ہم ہین مست مے	ترجمہ

شرح یعنے شراب ظاہری مین جو نشہ ہے اور وہ اپنی کیفیت مین آپ مست ہے یہ اُسی شراب عشق حقیقی کی بدولت ہے جو ہمنے پی رکھی ہے۔ مطلب یہ کہ شراب عشق حقیقی نہایت تیز وتُند ہے۔ دوسرے مصرع مین

لفظ مل سے روح مراد ہے۔ کیونکہ اولیاء اللہ جیتے جی جسم خاکی کو فنا کرکے محض روح ہی روح رہجاتے ہین
اور یہ بھی خیال ہے کہ مصرع ثانی پہلے کی تمثیل ہے یعنے جسطرح عالم روح کے سبب ہست ہوا ہے روح
عالم کے سبب ہست نہین ہوئی اسیطرح ظاہری شراب کا نشہ بادۂ عشق حقیقی کی بدولت ہے اور معنوی
شراب کا نشہ ظاہری شراب کی بدولت نہین ہے یہان ہم ایک مصرع کی تضمین کرتے ہین۔

شراب عشق کجا و مے خراب کجا
بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

	ما چو زنبوریم و قالبہا چو موم		خانہ خانہ کردہ قالب را چو موم	
ترجمہ	قالب ہین موم ہم زنبور ہین		خانہ خانہ کالبد ہین جو ہین	

شرح۔ زنبور شہد کی مکھی اور موم سے مراد انہین مکھیون کا چھتہ ہے اور ان سے مراد وہی روح ہے جسکا
ذکر ابھی ہوچکا ہے مطلب یہ کہ عاشقان الٰہی کی روحین مگس شہد کے مانند اور اُنکے جسم چھتے کے مانند ہین روح
نے قالب کو سوراخ سوراخ کردیا ہے۔ اور اُن تمام سوراخون مین معرفت الٰہی کا شہد بہر دیا ہے۔ خلاصہ
یہ کہ عاشقان الٰہی وصال کی اُمید مین ریاضت و محنت کے ہزارون زخم کہا کہاکر اپنے اجسام کو فنا
کردیتے ہین اور اُنکے ہر رگ و ریشہ مین عشق حقیقی کی حلاوت پُر ہوجاتی ہے دوسرے معنے یہ ہین کہ عاشقان
الٰہی اپنے اجسام کے حق مین زنبور ہین۔ اور اُنکے اجسام اُنکے لیئے موم بنے ہوئے ہین یعنے جسطرح موم اچھے
بُرے نقش کو آسانی سے قبول کرلیتا ہے۔ اسی طرح عاشقان الٰہی ہر قسم کی تکلیف کو رضامندی سے قبول
کرلیتے ہین اُنکا بدن اُنکی خوشی سے طرح طرح کی تکلیفون کے خونریز تیرونکا چھتہ بنا ہوا ہے۔

	بس دراز ست این حدیث خواجہ گو		تا چہ شد احوال آن مرد نکو
ترجمہ	یہ کہانی ہے بڑی اے نیک فال		پھر سنا دے طوطی و تاجر کا حال

شرح یعنے عاشقان الٰہی اور معشوق حقیقی کا حال کوئی کہانتک بیان کرے۔ زبان قلم اور قلم زبان دونو
اس سے عاجز ہو۔ اللہ تعالٰے خود فرماتا ہے قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ
رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا۔ یعنے اگر میرے رب کے باتین لکھنے کے لیئے سمندر سیاہی بنجائے تو بالضرور
سارا سمندر صرف ہوجائے اور میرے رب کی باتین تمام نہون۔ اگرچہ اُس سمندر کی مدد کے لیئے ویسا ہی
ایک سمندر لا یا جائے مطلب یہ ہے کہ اُسکی قدرت کا بیان احاطۂ تحریر سے باہر ہے کسیکے خیال مین
نہین آسکتا اسی طرح ہر شے سے اسرار وحدت کا اظہار ہوتا ہے۔ لیکن اُسکا بیان کرنا یا لکھدینا حد امکان
بشری سے خارج ہے اسلیئے ہم اس بیان کو چھوڑکر پہر سوداگر اور طوطی کے قصہ کی طرف رجوع کرتے ہین
کیونکہ ابھی وہ قصہ ناتمام ہے اور اُسکا نہایت ضروری حصہ یعنے نتیجۂ قصہ ابھی بیان نہین ہوا۔

رجوع بحکایت خواجہ تاجر

سوداگر اور طوطی کی حکایت کی طرف رجوع کرنا +

	خواجہ اندر آتش و درد و حنین	صد پراگندہ ہمیگفت اینچنین
ترجمہ	درد و غم مین خواجۂ مرد نکو	کررہا تھا یہ پریشان گفتگو
	گہ تناقض گاہ ناز و گہ نیاز	گاہ سودائے حقیقت گہ مجاز
ترجمہ	گاہ کرتا تھا نیاز اور گاہ ناز	گاہ سودائے حقیقت گہہ مجاز

شرح۔ حنین گریہ و نالہ۔ اینچنین اشارہ بہ نوحۂ گزشتہ اور لفظ گہ تناقض اینچنین سے متعلق ہے۔ اور گاہ ناز و گہ نیاز الیٰ آخرہ تناقض کی تفسیر ہے یعنے تاجر کے نوحہ کا مضمون باہم متباین و مخالف تھا۔ کبھی تو طوطی کے مرجانے کے غم میں ایسی پراگندہ باتین کرتا تھا جیسی اوپر گزر چکی ہیں اور کبھی اون کے خلاف یعنے اوسکے مرنے سے خوش ہوتا تھا۔ کبھی اسباب پر ناز کرتا تھا کہ میں نے طوطی کے عشق مجازی سے نجات پائی اور کبھی بارگاہ الٰہی مین لعجز و نیاز مناجات کرتا تھا کہ طوطی پھر زندہ ہوجائے تو کیا اچھا ہو۔ کبھی اوس پر عشق مجازی کا جنون سوار ہوتا تھا۔ کبھی عشق حقیقی کا کیونکہ تاجر طوطی کا عاشق تھا۔ اور عاشق اپنے افعال و اقوال مین مجبور اور دیوانہ کی مانند ہوا کرتا ہے +

	مرد غرقہ گشتہ جانے میکند	دست را در ہر گیاہے میزند
ترجمہ	ڈوبنے کی ہے یہ حالت سربسر	ڈالتا ہے ہاتھ ہر برگ گاہ پر
	تا کدامین دست گیرد در خطر	دست و پائے میزند از بیم سر
ترجمہ	تا کہ ہو اِس وقت کوئی دستگیر	جانستان ہے خوف دریائے خطیر

شرح۔ تاجر کی پریشانی اور پراگندہ مقالی کی تمثیل ہے۔ غرقہ ڈوبنے والا۔ جان کندن مشقت سے کوشش کرنا۔ بیم سر یعنے خوف جان یعنے تاجر کی ایسی مثال تھی جیسا ڈوبے کو تنکے کا سہارا +

	دوست دارد دوست این آشفتگی	کوشش بیہودہ بہ از خفتگی
ترجمہ	ہے پسند یار یہہ آشفتگی	شغل بد سے بھی بُری ہے خفتگی

شرح۔ یعنے اللہ تعالیٰ جو محبوب حقیقی ہے اضطراب عاشق کو پسند کرتا ہے کیونکہ غفلت اور بیکاری سے کسی کام میں مشغول رہنا بہتر ہے خواہ وہ بیہودہ ہی کیوں نہو۔ حدیث شریف مین ہے کہ رسول مقبول صلعم ایک شخص کے پاس سے گزرے اور آپنے اوسکو کچھہ اوجہ نہکی جب واپس تشریف لائے تو قدرے متوجہ ہوئے صحابہ نے سبب پوچھا۔ آپنے فرمایا کہ پہلی حالتمیں چونکہ وہ بیکار تھا اسلئے شیطان اوسکا مصاحب بنگیا تھا اور دوسری حالت مین وہ زمین پر لکیرین کھینچ رہا تھا اسلئے شیطان اوسکی مصاحبت سے جدا ہوگیا تھا اسلئے یہ مثل مشہور ہوگئی ہے کہ بیکار سے بیگار بھلی۔

	آنکہ او شاہست او بیکار نیست	نالہ از وے طرفہ کو بیمار نیست
ترجمہ	شاہ کو اک لحظہ بیکاری نہیں	ہے وہ نالان اور بیماری نہیں

شرح - اگر شاہ سے مراد اللہ تعالےٰ ہے تو یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت ایک نئی شان میں ہے - عزت دیتا ہے ذلت دیتا ہے مارتا ہے جلاتا ہے - رزق دیتا ہے بند کرلیتا ہے بیمار ڈالتا ہے شفا دیتا ہے - اسلئے جب شاہ کا یہ حال ہے تو بندون کو بھی متخلق باخلاق اللہ ہوکر ہمیشہ ذکر مین مشغول رہنا چاہیئے - اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ باوجود عدم حاجت اللہ تعالےٰ کو اپنے بندون سے محبت ہے اور اون کے کام بناتا رہتا ہے - اور یہ بات فی الواقع عجب ہے کہ باوجود عدم احتیاج کوئی کسیکا کام کرے - نالہ مجازاً بمعنے محبت اور بیمار بمعنے محتاج ہے - اور اگر سلطان سے ولی کامل مراد ہے تو یہ معنی ہین کہ ولی بیکار نہیں رہتا بلکہ محبت الٰہی میں نالان رہتا ہے اور اوسکا نالہ عجیب بات ہے کیونکہ وہ مریض نہیں ہے بلکہ طبیعت بشری پر قادر ہے اوس کو نالہ کی احتیاج نہیں پس تو یہی سمجھئے کہ اوس کا نالہ اور دعا صرف مخلوق کے فائدہ کے لئے ہے - اس صورت مین نالہ اور بیمار کی تاویل کی کچھہ حاجت نہیں البتہ لفظ ہُو کو ہُوّ بتشدید واو لکھنا شعر کی ضرورت سے ہے

	بہر این فرمود رحمان اے پسر	کُل یوم ہُوَ فی شان اے پسر
ترجمہ	دیکھ لے تو قولِ رحمان اے پسر	اوسکی ہر دم ہے نئی شان اے پسر

شرح - یعنے اس بات کی اطلاع کے لئے کہ بیکار رہنا بُرا اور کچھہ نہ کچھہ شغل کرنا اچھا ہے - اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں فرماتا ہے - كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَانٍ - شان بمعنی حکم ہے - مثلاً عزت و دولت دیتی زندگی اور موت بھیجتی وغیرہم - نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا ہماری تعلیم کے لئے ہے پس تو جسطرح وہ ہمارے کامون میں ہمارا معاون ہے اوسی طرح ہمیں بھی اوسکی عبادت اور خدمت مین مشغول رہنا چاہیئے - بیکاری و یاد الٰہی سے غفلت ایکدم کے لئے بھی ناجائز ہے -

	اندرین رہ مے تراش و مے خراش	تا دمِ آخر دمے فارغ مباش
ترجمہ	چل اِسی رستے پہ اور کاہل نہ ہو	آخری دم تک کبھی غافل نہ ہو
	تا دمِ آخر دمے آخر بود	کہ عنایت با تو صاحب سر بود
ترجمہ	تا دمِ آخر دمِ آخر بنے	فضل سے تو اوسکے صاحب سر بنے

شرح یعنے راہ حق مین کوشش کر اور ثابت قدم رہ اور اوسکی یاد سے آخر دم تک ایکدم غافل نہو - تاکہ تیرا دم آخر ایسا دم بخیر ہو جیساکہ صالحین کا ہوتا ہے کیونکہ ذکر کرتے کرتے عنایت الٰہی مخفی طور پر تیرے رفیق اور رازدار ہوجائیگی اور مرتے ہی مقام حضوری حاصل ہوجائیگا - اسلئے کہ آدمی جس حال میں مریگا اوسی مین اوٹھیگا +

	ہرکہ میکوشد گر او مرد و زن است	گوش و چشم شاہ جان بر روزن است
ترجمہ	کوششِ مردان ہو یا سعیِ زنان	دیکھتا ہے سب کو شاہِ انس و جان

شرح یعنے راہ خدا میں کوشش کرنے والا مرد ہو یا عورت - اللہ تعالیٰ اوسکے اعمال کو دیکھتا اور سنتا ہے اعمال کے مطابق جزا ملے گی اور کسیکی کوشش بیکار نہ جائیگی - گوش و چشم پر روزن شدن یعنے سننا اور دیکھنا ہے - اور ہو السمیع البصیر کا یہی مطلب ہے

بیرون انداختن مرد طوطی را از قفس و پریدن آن

ترجمہ سوداگر کا طوطی کو مردہ سمجھ کر پنجرے سے باہر پھینک دینا اور طوطی کا اوڑ جانا

بعد ازانش از قفس بیرون فگند — طوطیک پرید تا شاخ بلند

ترجمہ خواجہ نے پھینکا جو مردہ جان کر — اُڑ گیا طوطی بلند اک شاخ پر

طوطی مردہ چنین پرواز کرد — کافتاب از چرخ ترکی تاز کرد

ترجمہ طوطی مردہ اڑا ایسا شتاب — چرخ پر جس طرح گوے آفتاب

شرح - ترکتاز دوڑنا - ترکو نکی دوڑ - ترکی تاز باضافت مقلوب ہے - بعض نسخوں میں چرخ کی جگہ شرق ہے یہی حال روح کا ہے کہ قفس جسمانی سے رہا ہو کر قرب الٰہی کی طرف چلی جاتی ہے اور نخل مشہود کی شاخ پر اپنا گھر بنا لیتی ہے - یہ ظاہر ہے کہ آفتاب مشرق سے نکلتے ہی ہر دم ترقی کرتا جاتا ہے اس سے روح کے نکلنے کو تشبیہ دیگئی ہے جو اس بات پر اشارہ کر رہی ہے کہ روح کو بعد موت عالم برزخ مین دنیوی زندگی کی بہ نسبت حیات کامل حاصل ہوتی ہے -

خواجہ حیران گشت اندر کار مرغ — بیخبر ناگہ بدید اسرار مرغ

ترجمہ خواجہ کو حیرت تھی کار مرغ سے — بے خبر تھا کاروبار مرغ سے

شرح دوسرا مصرع پہلے مصرع کی علت ہے یعنے تاجر مرغ کے نادیدہ اسرار دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا

روے بالا کرد و گفت اے عندلیب — از بیان حال خودده مان نصیب

ترجمہ مُنہ اُٹھا کر یہ کہا اے عندلیب — کچھ سنا اپنا ہمیں حال عجیب

او چہ کرد آنجا کہ تو آموختی — چشم ما از مکر خود بردوختی

ترجمہ تو نے کیا سیکھا اور اوسنے کیا کیا — سچ بتا دے مکر کیون ایسا کیا

ساختی مکرے و ما را سوختی — سوختی ما را و خود افروختی

ترجمہ مکر نے تیرے کیا دل سوختہ — ہم جلیں اور تو ہو یون افروختہ

شرح عندلیب سے مجازاً طوطی مراد ہے یعنے جب وہ طوطی اوڑ گیا تو تاجر نے حیرت زدہ ہو کر یہ کہا کہ اے طوطی اس مکر سے کیا فائدہ ہوا - سچ بتا - اُس طوطی نے ہند مین ایسا کیا کام کیا تھا کہ تو نے بہتر سمجھکر اوسکی تقلید کی اور ہمیں جلا کر خوش ہوئی

گفت طوطی کو بفعلم پند داد — کہ رہا کن لطف آواز و کشاد

ترجمہ یہ کیا طوطی نے تھی وہ مجھکو پند — یعنے کر سلب خوشنوائی اپنی بند

شرح کشاد یعنی خوشی و بہرہ اسہے۔ اسمیں اس بات پر اشارہ ہے۔ کہ کامل گو اپنی زبان سے کچھہ کہیں لیکر اونکے افعال دوسرونکے لئے پند ہوتے ہیں جیسا کہ اوس ہندوستانکی طوطی کا فعل اس طوطی کے لئے باعث نجات ہوگیا۔ اس لئے کاملین اتباع سنت اور اقوال محمدی کو اپنا پیشوا بنائے رکھتے ہیں۔

	زانکہ آواز ترا در بند کرد	خویش او مردہ پئے ایں پند کرد
ترجمہ	خوش نوائی کے سبب تو بند ہے	اوس کا مُردہ ہونا مجکو پند ہے
	یعنی ای مطرب شدہ با عام و خاص	مردہ شو چون من کہ تا یابی خلاص
ترجمہ	یعنے اے زہرہ نوائے عام و خاص	جیتے جی مر رہ کہ تا پائے خلاص

شرح۔ یعنے اوس ہندوستان کی طوطی نے مردہ کی صورت بنا کر مجکو نصیحت کی کہ اسے طوطی تاجر اور اسے مطرب خاص و عام تو بھی اپنے تئین مردہ بنلے ضرور نجات پائے گا۔ تیرا مالک تجہے مردہ سمجھہ کر قفس سے نکالدیگا۔

	دانہ باشی مرغکانت برچنند	غنچہ باشی کودکانت برکنند
ترجمہ	دانے کو چنتے ہیں اکثر جانور	طفل غنچے توڑتے ہیں سر بسر
	دانہ پنہان کن بکلی دام شو	غنچہ پنہان کن گیاہِ بام شو
ترجمہ	دانہ کر پنہان سراسر دام بن	غنچہ کر پنہان گیاہِ بام بن

شرح۔ چونکہ دانہ مٹی میں ملا ہوا ہوتا ہے اسلئے بہ نسبت غنچہ کے ذلیل حال میں ہے۔ لہذا دانہ سے فقیر اور غنچہ سے غنی مراد ہے اور مرغان سے فرشتگان موت اور کودکان سے اطفال لیل و نہار۔ یعنے تو فقیر ہو یا غنی۔ موت سے ہرگز نہیں بچ سکتا۔ مگر اس صورت مین حیات ابدی حاصل ہوسکتی ہے کہ تو اگر فقیر ہے تو اپنی ذات کو فنا فی اللہ کر کے عشق حقیقی کو حاصل کرنے کے لئے سر بسر دام بن جا۔ اور اگر غنی ہے تو فنا ہوکر مراتب عالیہ معرفت کی گھاس ہو یعنے قرب اور تر و تازگی حاصل کر گھاس کی تخصیص اسلئے ہے کہ اسمین نسبت جمیع سبزہ زار کے قدرتی نشو و نما کا مادہ بہت ہوتا ہے۔ اسیطرح عاشق الہی کو ہر وقت نشو و نما ہوتا ہے یا اس لئے کہ گھاس نہایت پست حالت بن ہے امیرون کے لئے اسکی تخصیص ان معنون کی طرف اشارہ ہے کہ امرا کو اپنی ظاہری امارت چھوڑ کر عشق الہی مین فروتنی ضرور چاہئے۔ یا دانہ باشی اور غنچہ باشی سے اظہار خودی مراد ہے جسمیں مضرت کا اندیشہ ہے دیکھہ لو جانور اونہیں دانون کو کہاتے ہیں جو ظاہر ہیں اور لڑکے انہین غنچون کو توڑتے ہیں جنکا ظہور ہوچکا ہے۔ مطلب یہ کہ اگر تو اپنی طاعت و عبادت کا اظہار کریگا تو تجکو معنوی نقصان حاصل ہوگا۔ اسلئے اے طالب تجہپر فرض ہے کہ خودی اور خودنمائی کو چھوڑ کر مرتبہ فنا حاصل کرے اور اپنی شہرت سے بچے اور دانہ نہ بنے کیونکہ دانہ بنے گا تو جانور ضرور تیری طرف رجوع کرینگے بلکہ دام بن کہ جانور تجہسے ڈرتے رہین۔ اور تیرے پاس آنے کو گویا مصیبت مین پہنسنا سمجہیں۔ اور غنچہ نہ ہو بلکہ گھاس ہو اور گہاس بھی بام کی کہ اس جگہ تعرض ہی نہیں ہوتی اور ہوتی ہے تو اس قدر کہ اوسکو اکھاڑ کر پہینکدیتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ شہرت سے پرہیز کرتا

طلب دنیا سے بچے کیونکہ شہرت سے دنیا حاصل ہوتی ہے اور رجوع خلایق کا اندیشہ ہے **فائدہ** ۔ شہرت وہی بری ہے جسمین سالک کی نظر مخلوق کی طرف ہو۔ اور اگر خالق کی طرف ہے تو ایسی شہرت سے کچھہ حرج نہیں ۔ شہرت سے بچنے کی سب سے اچھی ترکیب وہ ہے جو بایزید بسطامی رحمہ اللہ نے کی تہی ۔ کہ ایکبار دنکو رمضان مین ایک نان بائی کی دکان سے بے اجازت روٹی لے کر کہالی ۔ لوگون نے اِس حرکت کو برا جانا ۔ مگر فی الواقع یہ بات تہی کہ آپ بیمار تہے اور افطار جائز تھا ۔ روٹی پہلے خرید کر رکہہ گئے تھے ۔ شہرت سے بچنے اور عوام کو بدعقیدہ کرنے کے لئے یہ چاہئے کہ ایسا فعل کرے جو بظاہر عوام مین مذموم ہو اور فی الواقع حرام یا مکروہ اور خلاف شرع نہ ہو ۔ پچہلے معنی نہایت چسپان ہیں ۔ کیونکہ مولانا شہرت کی مذمت بیان کر رہے ہین اور آئندہ بہی مضرت تعظیم خلایق کا بیان کرنے والے ہیں ۔

	ہرکہ دارد حسن خود را بر مراد	صد قضائے بد سوی او رو نہاد
ترجمہ	حسن ہو جس کا مرادی زینہار	صد قضائے بد کا ہوتا ہے شکار

شرح یعنے جو شخص اپنی خوبیون اور عبادتون کو اپنی مراد کے موافق پائے ۔ یعنے جیسا باطن مین ہو ویسی ہی اوسکی شہرت ظاہر مین ہو تو وہ مصیبتون میں گرفتار ہوجائے گا ۔ بعض نسخون میں ہرکہ داد او حسن خود را بر مراد ہے ۔ یعنے جسنے اپنی خوبیون کو بڑہا کر ظاہر کیا ۔ اوسنے بنظر انجام اپنے حق مین برا کیا +

	چشمہا و خشمہا و رشکہا	بر سرش بارد چو آب از مشکہا
ترجمہ	چشم مردم خشم مردم اور رشک	اوس کے سر پر ہے بشکل آب مشک

شرح ۔ قضائے بد کی تفسیر ہے ۔ چشم سے چشم زخم یعنے نظر بد مراد ہے کیونکہ مشہور مقولہ ہے العین لتدخل الرجل القبر والجمل القدر ۔ نظر بد آدمی کو قبر مین اور اونٹ کو ہنڈیا مین داخل کر دیتی ہے ۔ نیکو سے لوگ حسد و رشک کرنے لگتے ہیں ۔

	دشمنان او از غیرت میدرند	دوستان ہم روزگارش می برند
ترجمہ	غیر سب غیرت دلاتے ہیں اوسے	اور یگانے سب ستاتے ہیں اوسے

شرح ۔ یعنے شہرت پسند آدمی کے دشمن رشک و حسد سے اوسکو تکلیف پہنچاتے ہین اور دوست اوسکی صحبت کے باعث اوسکا وقت ضائع کرتے ہیں اور نقصان شہرت کے باعث ہوتا ہے ۔

	آنکہ غافل بود از کشت و بہار	او چہ داند قیمت این روزگار
ترجمہ	جو کہ ہو ناواقف کشت و بہار	کیا خبر اوس کو کہ کیا ہے روزگار

شرح یعنے جو شخص کشت و بہار یعنے فوائد عمر سے غافل ہے وہ روزگار دنیا کی قدر و قیمت نہین جانتا ۔

	در پناہ لطف حق باید گریخت	کو ہزاران لطف بر ارواح ریخت
ترجمہ	جا ۔ پناہ لطف حق مین اے بشر	لطف اوسکے ہین بہت ارواح پر

	تا پناہے یابی آنگہ۔ چہ پناہ	آب و آتش مرترا گردد سپاہ
ترجمہ	تا کہ پائے سایۂ حق مین پناہ	آگ پانی ہو ترے حق مین سپاہ

شرح۔ یعنے دشمنونکی عداوت اور دوستونکی مصاحبت سے ہر دم نقصان پہونچتا ہے اسلئے طالب پر فرض ہے کہ سب کو چہوڑکر اللہ تعالی کی پناہ مین آجائے۔ کیونکہ پناہ حق کچہہ ایسی ویسی پناہ نہین۔ بلکہ ایسی پناہ ہے کہ پانی اور آگ انسان کی محافظ بنجاتی ہین اوسکی مثال آئندہ شعرون میں ہے۔

	نوح و موسی را نہ دریا یار شد	نے بر اعدا شان بکین قہار شد
ترجمہ	نوح اور موسی کا دریا یار تھا	دشمنانِ خاص پر قہار تھا
	آتش ابراہیم را نے قلعہ بود	تا بر آورد از دلِ نمرود دود
ترجمہ	آگ اک قلعہ بنی بہر خلیل	جل مرا غصہ میں نمرود ذلیل
	کوہ یحیے را نہ سوئے خویش خواند	قاصدانش را بزخم سنگ راند
ترجمہ	کوہ نے یحیے کو اندر لے لیا	دشمنون کو اون کے زخمی کر دیا
	گفت اے یحیے بیا در من گریز	تا پناہت باشم از شمشیر تیز
ترجمہ	یہ کہا سب دشمنون سے کر گریز	میں ہون اے یحیے امان تیغ تیز

شرح۔ اِن شعرون میں لفظ نے استفہام تقریری ہے یعنی کیا دریا نے حضرت نوحؑ اور موسیٰؑ کی رفاقت مین اون کے دشمنون کو غرق نہیں کیا تہا بلکہ ضرور کیا تہا علی ہذا القیاس آگ نے حضرت ابراہیمؑ اور پہاڑ نے حضرت یحیے کو پناہ دی تہی کفار نے جب حضرت یحیے کے قتل کرنے ارادہ کیا تو آپ بہاگے اور کفار پیچہے پیچہے چلے۔ ایک پہاڑ نے پکارا کہ آپ مجہہ میں آجائیے۔ مین آپ کو پناہ دونگا اور پہودپر پتھر پہینکونگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت یحیی بحکم الٰہی اس واقعہ کے بعد شہید ہوئے تہے۔

وداع کردن طوطی خواجہ را و پریدن

ترجمہ: طوطی کا سوداگر کو رخصت کرنا اور اُڑ جانا

	یکدو پندش داد طوطی بے نفاق	بعد ازان گفتش سلامِ الفراق
ترجمہ	دے کے اوس کو پند مرغ بے نفاق	پہر لگا کہنے سلامِ الفراق
	الوداع اے خواجہ کردی مرحمت	کردی آزادم زِ قیدِ مظلمت
ترجمہ	الوداع اے باعث صد مرحمت	تونے دی مجکو نجاتِ مظلمت
	الوداع اے خواجہ رفتم تا وطن	ہم شوی آزاد روزے ہمچو من
ترجمہ	الوداع اب اُڑ گیا میں تا وطن	تو بہین آزاد ہو اے مردِ فن

شرح ۔ یکدو پند سے مراد طوطی کا یہ قول ہے مردہ شو چون من کہ تا یابی خلاص ۔ طوطی کو بے نفاق اسلئے کہا کہ اوس نے تاجر کو جو کچھہ نصیحت کی تھی وہ سچی ہمدردی پر مبنی تھی ۔ سلام الفراق ۔ جدائی کے موقع کا آخری سلام مظلمت قفس کا گوشۂ تاریک ۔ وطن سے مراد ہندوستان ہے ۔ اور ہم شوی آزاد اسلئے آخرہ کا یہ مطلب ہے کہ اے خواجہ اگر مرنے سے پہلے مرجائے گا تو میری طرح تو بھی ایک دن وجود عارضی کی قید سے آزاد ہو کر فنافی اللہ ہو جائیگا ۔

	خواجہ گفتش فی امان اللہ برو	مر مرا اکنون نمودی راہ نو
ترجمہ	خواجہ بولا فی امان اللہ جا	کیا دکھائی تو نے سیدھی راہ جا
	سوے ہندستان اصلی رو نہاد	بعد شدت از فرح دل گشتہ شاد
ترجمہ	اڑ گیا طوطی سوئے ہندوستان	بعد اوس شدت کے ہو کر شادمان

شرح یعنے جب خواجہ نے فی امان اللہ کہکر طوطی کو رخصت کر دیا تو وہ ہندوستان یعنے اصلی وطن کی طرف اڑ گیا ۔ اور شدت قید کے بعد طوطی کا دل اس رہائی سے نہایت خوش ہوا ۔ راہ نو سے طریقہ وصول الی اللہ مراد ہے جس سے تاجر ابتک ناواقف تھا ۔ اور جو اوسکو طوطی کی نصیحت اور اوسکی رہبری سے معلوم ہوا تھا ۔

	خواجہ با خود گفت این پند من ست	راہ او گیرم کہ این رہ روشن ست
ترجمہ	خواجہ بولا پند ہے یہہ سر بسر	راہ رو اب مین ہون وہ تھا راہبر
	جان من کمتر ز طوطی کے بود	جان چنین باید کہ نیکو پے بود
ترجمہ	جان میری کیونکہ ہو طوطی سے کم	اب اسی رستہ مین رکھون گا قدم

شرح یعنے طوطی کا یہ واقعہ دیکھہ کر تاجر نے عہد کر لیا کہ مین اُسی رستہ پر چلونگا جسکی رہبری طوطی نے کی ہے کیونکہ انسان کو جو اشرف المخلوقات ہے کسی حال میں حیوان سے گھٹکر نہ رہنا چاہیئے ۔ اور پے بمعنی عقب ہے یعنے جان وہی ہے جس کے نکلجانے کے بعد کوئی نیکی باقی رہے یا آدمی وہی ہے جو کسی نیک کے قدم بقدم چلے ۔ اس صورت میں نیکو پے بمعنی پیرو نیک ہے +

	مضرت تعظیم خلق و انگشت نما شدن
ترجمہ	خلقت کے بڑا جاننے اور عالم مین انگشت نما ہونیکے ضرر کا بیان

	تن قفس شکل ست ز ان شد خار جان	از فریب اخلان و خارجان
ترجمہ	تن قفس ہے اسلئے ہے خارِ جان	آنے جانے والے ہیں ایذا رسان

شرح پہلے مصرع میں خار الگ لفظ ہے اور جان الگ یعنی خار برائے روح ۔ اور دوسرے میں حسب قاعدہ فارسی لفظ خارج کی جمع ہے یعنے بدن روح کے حق مین قفس کی مانند ہے اوسکو پرواز عالم علوی سے روکتا ہے اور اسی روک کے سبب سے ہم جسم انسانی کو خار برائے روح بھی کہہ سکتے ہیں کیونکہ آنے جانے والے مریدون اور معتقدین کی حد سے بڑہی ہوئی اولغو تعریفون اور خوشامد کے

باعث نفس پھولجاتا ہے اور آدمی میں عجب اور تکبر پیدا ہوجاتا ہے جو روح کو عالم بالا کی سیر سے روکے رکھتا ہے۔ تن سے مراد شخص معین ہے مطلب یہ ہے کہ آدمی خوشامد گویوں کے فریب اپنی روح کے حق میں کانٹا بنکر عالم بالا کی پرواز سے محروم رہ جاتا ہے نیز ممکن ہے کہ داخلان سے صفات ذمیمہ قلبی اور خارجان سے الفاظ خوشامد و مدح مراد ہوں جنکے باعث آدمی میں صفت تکبر پیدا ہوجاتی ہے چنانچہ مولانا ایک جگہہ فرماتے ہیں۔ آدمی فربہ شود از راہ گوش ۔ انسان کان کے رستے۔ (خوشامد اور تعریف۔ سے) فربہ ہوجاتا ہے۔ خارجان جانے والے اور داخلان آنے والے۔

	اینش گوید من شوم ہمراز تو	وانش گوید نے منم انباز تو
ترجمہ	اس کا دعوےٰ ہے کہ میں ہمراز ہوں	قول ہے اوس کا کہ میں دمساز ہوں
	اینش گوید نیست چون تو در وجود	در کمال و فضل و در احسان و جود
ترجمہ	اِس کا یہ کہنا کہ ہو تم بے مثال	سربسر جود و کرم فضل و کمال
	آنش گوید ہر دو عالم آن تست	جملہ جانہامان طفیل جان تست
ترجمہ	کوئی کہتا ہے دو عالم ہیں ترے	جانیں وابستہ ہیں تیری جان سے

شرح۔ ہر شعر میں اینش کا اشارہ داخل یعنے وسوسۂ شیطانی کی طرف ہے اور آنش کا خارج یعنے خوشامد گو کی طرف۔ یا این و آن سے مطلق آنے جانے والے مراد ہیں یعنی ان میں سے ایک یہ کہتا ہے کہ میں آپ کا ہمراز ہوں اور دوسرا یہ کہتا ہے کہ میں حضور کا درد شریک ہوں۔ اے حضرت آپ صاحب فضل و کمال اور عالم میں بیمثال شخص ہیں ایسی خوشامد سے آدمی کے دل میں تکبر سما جاتا ہے جو باعث مضرت ہے۔ افسوس اس زمانہ میں خوشامد کا رواج بہت ہے خصوصًا امرا کے درباروں میں سیکڑوں خوشامدی الیسے کے سبب امر بالمعروف نہیں کرسکتے اور قرآن و حدیث کے مطابق احکام نہیں بتاتے۔ بلکہ خدا کی آیتوں کو تہوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں۔ اور خدا کا غضب مول لیتے ہیں۔

	آنش خواند گاہ عیش و خرمی	اینش گوید گاہ نوش و ہمدمی
ترجمہ	ایک بولا ہے ہے عہد خرمی	ایک بولا ہے یہ وقت ہمدمی

شرح یعنے ایک یہ صلاح دیتا ہے کہ یہ وقت عیش و خرمی کا ہے اور دوسرا یہ کہتا ہے کہ یہ موقع نہایت خوش زندگانی اور ہمدمی یعنے دوستوں کی مصاحبت کا ہے۔ نوش بمعنی شیرین و آبحیات و زندگی و شہد مطلب کہ لوگوں کی مصاحبت فریب اور مضرت سے خالی نہیں۔ اکثر مرید اپنے پیروں کو بڑہا بڑہا کر اور ان کو معصوم خیال کرکے تباہ کردیتے ہیں

	او چو بیند خلق را سرمست خویش	از تکبر میرود از دست خویش
ترجمہ	خلق سے جب وہ سنے یہ کچھہ سن لیا	کبر نے خود جہان سے کہو دیا
	او نداند کہ ہزاران را چو او	دیو افگندست اندر آب جو
ترجمہ	کیا خبر ہے اوسکو شیطان لعین	مارنے کی گھات میں ہے بالیقین

شرح — یعنے وہ شخص جسکے معتقد خوشامد کرکے اوسکو متکبر اور خود پسند بنا دیتے ہیں یہ نہیں جانتا کہ شیطان نے اوس جیسے بہتوں کو گمراہ کردیا ہے کیونکہ وہ تکبر کے سبب بیخود اور نشۂ خودی سے بیہوش ہوجاتا ہے +

لطف و سالوس جہاں خوش لقمہ ایست	کمترش خور کاں پر آتش لقمہ ایست
ترجمہ گرچہ سالوس جہان خوش لقمہ ہے	تو نہ کہا ہر گز بہ آتش لقمہ ہے

شرح — لطف و سالوس سے بیجا خوشامد جہوٹی سچی تعریف اور حد سے بڑہی ہوئی تعظیم مراد ہے۔ خوشامد و مدح بظاہر بامزہ معلوم ہوتی ہے۔ مگر فی الواقع ممدوح کے حق میں آگ کا لقمہ ہے کیونکہ اوس سے عجب و تکبر پیدا ہوتا ہے جو دوزخ کا سامان ہے۔

آتشش پنہان و ذوقش آشکار	دود او ظاہر شود پایانِ کار
ترجمہ آگ ہے اسکی نہان ذوق آشکار	اور نکلتا ہے دہوان انجام کار

شرح - یعنے کو مدح کا مزہ ممدوح کو ظاہر طور پر اوسیوقت آجاتا ہے کیونکہ چہرہ پر مسرت کے آثار نمایان ہوجاتے ہیں مگر اوس کی آتش پنہان کا دہوان آخر میں ظاہر ہوتا ہے۔ آتش سے مراد حصول تکبر ہے اور دہوئیں سے اوس کا آخری اثر۔ یعنے ممدوح اپنی ذات کو سب سے برتر اور دوسرے کو سب سے بدتر سمجھنے لگتا ہے

تو مگو آں مدح را من کے خورم	از طمع میگوید او من پے برم
ترجمہ تو نہ کہہ واقف ہوں نہیں اس مدح سے	کہہ رہا ہے کہنے والا طمع سے

شرح - یعنے تو یہ نہ کہہ کہ میں ممدوح ہوکر مدح سے فریب نہیں کہاتا اور یہ بہی دعوے نہ کر کہ میں مدح کرنے والے کی نیت سے سمجھہ گیا ہوں کہ طمع دنیوی کے باعث میری مدح کرتا ہے اس لئے مجہپر اوسکی مدح کا اثر نہیں ہوتا۔ اے ممدوح یہہ کہنا غلط ہے کیونکہ مدح کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ مدح کرنے والا غرض دنیوی سے مدح کرے یا بے غرضی سے اس کی دلیل آیندہ شعر میں

مادحت گر ہجو گوید بر ملا	روزہا سوزد دلت زاں سوزہا
ترجمہ مدح گو گر ہجو لکھے بر ملا	مدتوں دکہے گا اس سے دل ترا
گرچہ دانی کو ز حرماں گفت آں	کان طمع کہ داشت از تو شد زیاں
ترجمہ گرچہ باعث ہجو کا معلوم ہے	کیونکہ وہ انعام سے محروم ہے
آں اثر میماندت در اندروں	در مدیح ایں حالتے ہست آزموں
ترجمہ دل کی حالت ہوتی ہے جو قدح میں	ہے وہ حالت آزمودہ مدح میں

شرح - مدح کرنیوالوں کا قاعدہ ہے کہ ممدوح صلہ نہیں دیتا تو اوسکی ہجو کیا کرتے ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اے صاحب ممدوح جب کوئی شخص تیری ہجو کرتا ہے تو اوس کے اثر سے مدتوں تیرے دل کو ملال رہتا ہے اگرچہ تجہے معلوم ہے کہ ہجو کرنے والے نے محرومی صلہ کے سبب ہجو کی ہے کیونکہ اوسکی اُمید صلہ کو تیرے ٹکا نہ دینے سے نقصان پہنچا ہے اور یہ بہی تجہے خوب معلوم ہے کہ ہجو غرض دانی ہی

ہے تاہم تجھے ملال ضرور رہوتا ہے یہی حال مدح کے اثر کا ہے کہ اس سے تکبر اور عجب پیدا ہوتا ہے ضد کو ضد پر قیاس کرنا چاہیئے لغات میں لکھا ہے المدیح باعمال حرف لسننے یعنے مدیح وہ چیز ہے جس سے مدح کیجائے یعنے وہ اوصاف جو مدح کرنے والا ممدوح میں ثابت کرے ۔ اس صورت میں پچھلے مصرع کے یہ معنی ہیں کہ مدیح (تذکرۂ اوصاف) میں یہ حالت آزمودہ ہے کہ ممدوح کے دل میں بھلا یا بُرا اثر پیدا کر دے نیز ممکن ہے کہ مدیح صفت مشبہ بمعنی مادح لیا جائے یعنے مدح کرنے والے میں یہ بات آزمودہ ہے کہ جب اس کو کچھہ حاصل نہیں ہوتا تو ہجو کرتا ہے اور اگر مدیح کو بمعنی ممدوح کہا جائے تو یہ معنی ہیں کہ بقائے اثر مدح ممدوح میں آزمودہ بات ہے آزمون بمعنی آزمودہ شدہ خلاصہ یہ کہ مدح بھی ذم کی طرح اثر سے خالی نہیں رہتے ۔ بلکہ مدح کا اثر تکبر اور عُجب اور نخوت پیدا کرکے ممدوح کو گمراہ کر دیتا ہے ۔

	آن اثر ہم روزہا باقی بُود	مایۂ کبر و خداع جان شود
ترجمہ	مدتون رہتا ہے مدحت کا اثر	کبر کا ہوتا ہے باعث سر بسر

شرح ۔ آن اثر کی ضمیر مدح کی طرف راجع ہے جو ممدوح کے حق میں باعث تکبر و فریب ہو جاتی ہے اور جسکا اثر مدتون رہتا ہے

	نیک بنماید چو شیرین ست مدح	بد نماید زانکہ تلخ افتاد قدح
ترجمہ	کیون نہو مرغوب جان شیرین ہے مدح	کیون نہ نفرت دلکو ہو کڑوی ہے قدح

شرح ۔ قدح عیب کردن وطعنہ زدن و تشنیع ضد مدح یعنے مدح کا اثر شیرین ہے اور قدح کا تلخ لیکن اثر سے نہ وہ خالی ہے نہ یہ ۔

	ہمچو مطبوخ است و حب کان را خوری	تا بدیرے شورش و رنج اندری
ترجمہ	حب مسہل کہائے جو بے شبہ و شک	رنج اور شورش رہے گی دیر تک

شرح ۔ اس شعر میں ہجو کے اثر کو بطور مثال بیان کیا گیا ہے مطبوخ جوش کی ہوئی دوا ۔ اور حب سے مراد حب مسہل ہے ۔ ایمخاطب جسطرح تو جوشاندہ پینے یا جلاب کی گولیان کھانے سے پریشان ہو جاتا ہے اور ناک بہوں چڑہاتا رہتا ہے اسی طرح تیری ہجو تیرے دل پر اثر کرتی ہے علی ہذا القیاس مدح بھی اثر سے خالی نہین جسکی تمثیل آیندہ شعر و نمین ہے ۔

	ور خوری حلوا بود ذوقش دمے	این اثر چون آن نمے پاید ہمے
ترجمہ	اور مزا حلوے کا ہے تھوڑی سی دیر	گرچہ کھا جاے اوسے تو ہوکے سیر
	چون نمے ماند ہمے ماند نہان	ہر ضدے را تو بضد آن بدان
ترجمہ	دل میں رہتا ہے مگر اوسکا اثر	مخبر حالت ہے ضد یک دگر

شرح یعنے ایمخاطب اگر تو حلوا کہائے تو گو اوسکا ذائقہ (زبان کا مزہ) تھوڑی سی دیر تک رہیگا اور حلوے کا اثر اون گولیون کے اثر کی طرح ظاہر میں پائدار نہ ہوگا لیکن حلوا باطن مین بہت دیر تک طاقت پر اثر ڈالتا رہے گا اسیطرح مدح کا اثر ظاہر مین تھوڑی دیر کے لئے ہوتا ہے مگر دل میں عرصہ تک برقرار رہتا ہے اور ممدوح کو متکبر بنا دیتا ہے ۔ آخر مصرع کا یہ مطلب ہے کہ حسب مضمون تعرف الاشیاء باضدادہا ۔ شے اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے ۔ اے شخص ہمنے اس دعوی کو مع دلیل ثابت کر دیا ہے کہ

بجہیر ہجو کا اثر ضرور ہوتا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ مدح بہی اثر سے خالی نہیں رہتی۔ تعریف کو ہجو اور مدح کو قدح پر قیاس کرلے۔

	چون شکر مانند نہان تاثیر او		بعد چندے دُمّل آرد نیش جو
ترجمہ	ہے اثر اوسکا نہان شکل شکر		جسم میں ہوتے ہیں پہوڑے بیشتر

شرح - یعنے بکثرت شکر اور زیادہ مٹہاس کہانے سے دُمّل اور پہوڑے پہنسی ہوجاتے ہین اور نشتر سے فصد لینے کی ضرورت پڑتی ہے بس تو جیسا اس ظاہری شکر کا ضرر ظاہری اور جسمانی ہے اسی طرح اس باطنی شکر (مدح و خوشامد) کا ضرر روحانی ہے مدح مین چار طرح کے ضرر مادح کو پہنچتے ہیں - اول کذب دوم نفاق کیونکہ وہ ممدوح مین ایسی صفات ظاہر کرتا ہے جسکا خود بہی معتقد نہیں - سوم جہل کیونکہ اکثر اوصاف بلاتحقیق لکہنے پڑتے ہیں - چہارم غضب رب - اور دو طرح کے ضرر ممدوح کو پہونچتے ہیں - اول حصول تکبر و عجب - دوم فتور عمل بسبب فرحت مدح رسول اللہ صلعم نے ایک مدح کرنیوالے سے فرمایا تہا قطعت عنق اخیک اے شخص تونے گویا ممدوح کی گردن کاٹ ڈالی

	ور حب و مطبوخ خوردی اے ظریف		اندرون شد پاک ز اخلاط کثیف
ترجمہ	حب مسہل کہائے گا گر اے ظریف		صاف ہوجائین گے اخلاط کثیف

شرح - یعنے ایمخاطب اگر تو جوشاندہ اور مسہل گولیون کا استعمال کریگا تو اخلاط کثیف سے پاک ہوجائے گا مطلب یہ کہ اگر مدح کی بہ نسبت لوگون سے اپنی ہجو سننا پسند کریگا تو اخلاق ذمیمہ کی اصلاح ہوتی رہیگی - ظریف بمعنی دانا ہے -

	نفس از بس مدحہا فرعون شد		کن ذلیل النفس ہونا لا تسُد
ترجمہ	مدح سے فرعون مت کر نفس کو		ہو ذلیل النفس اور سیّد نہو

شرح یعنے نفس اپنی مدح سُنتے سُنتے فرعون (متکبر و سرکش) ہوجاتا ہے اور آدمی اپنے آپکو عالی مرتبہ و عالیشان سمجہنے لگتا ہے اے شخص تو اس سے پرہیز کر - دوسرے مصرع مین کن فعل ناقص اوضمیر مخاطب اوسکا اسم ہے اور ذلیل النفس اوس کی خبر ہے اور ہونا ضمیر کن سے حال واقع ہوا ہے اور لاتسد بمعنی سید مشو ہے - یعنے ایمخاطب ہر حالت مین ذلیل النفس یعنے خاکسار رہا کر - اور سید یعنے سردار اور متکبر بننے کی کوشش نہ کر +

	تا توانی بندہ شو سلطان مباش		زخم کش چون گوئے شو چوگان مباش
ترجمہ	ہوسکے تو بند ہو سلطان نہ بن		گیند بن اے زخم کش چوگان نہ بن

شرح - یعنے ایمخاطب حتی الامکان بندہ (یعنے ذلیل النفس خاکسار مدح سننے سے متنفر) بنا رہ اور بادشاہ نہ بن یعنے مدح کرنے والے جو تجکو شاہ جہان اور سلطان زمان بنا دیتے ہین اونکی ایک نہ سُن - اے شخص تجکو گیند کی طرح رہنا چاہیئے یعنے اس طرح زندگی بسر کر کہ لوگ گیند سمجہکر تیرے ساتہہ لہو و لعب کرین - بُرا بھلا کہیں - آزار پہنچا ئین ٹہوکرین ماریں مگر تو سب کچھہ برداشت کرتا رہے - چوگان یعنی ڈنڈا نہ بن اور دوسرونکو آزار دینے کی کوشش نہ کر - خلاصہ یہ کہ

کہ تو ریاضت کیئے جا اور کسی کی ملامت کا خیال نہ کر نکتہ ملامت کی برداشت اُسی وقت ہو سکتی ہے کہ آدمی اپنی مدح سُن سُنکر متکبر نہو گیا ہو اسلئے مداحین کی صحبت سے اجتناب لازم ہے -

	ورنہ چون لطفت نماند وان جمال	از تو آید آن حریفان را ملال
ترجمہ	ورنہ چھن جائیگا جب لطف و جمال	دوستونکو تجھسے پہنچیگا ملال

شرح - لفظ ورنہ جملہ سُلطان سے استثنا ہے یعنی لوگون کی مدح سُن سُن کر اپنے آپکو سلطان وقت خیال نکر - ورنہ انجام کار اونہیں مدح گویون اور خوشامد خورون کی نظرون مین ذلیل ہو جائیگا کیونکہ زوال دولت کے وقت جب مدح کرنے والونکو صلہ نہ دے سکیگا تو وہ ملول ہوکر نثر و نظم مین جا بجا تیری ہجو کرتے پھرینگے -

	آن جماعت کت ہمیدادند ریو	چون بہ بینندت بگویندت کہ دیو
ترجمہ	وہ جماعت جوکہ تہی با مکر و ریو	دیکھہ کر کہنے لگے گی تجھکو دیو

شرح - یعنی زوال دولت و نعمت کے وقت جب تو صلہ نہ دے سکیگا تو اونہیں خوشامد گویونکی جماعت جو فریب دے دیکر اور تعریف کے قصیدے پڑہ پڑہ کر تجھسے فائدہ حاصل کیا کرتے تہے تجھے شیطان کہنے لگیں گے -

	جملہ گویندت چو بینندت بدر	مردہ از گور خود بر کردہ سر
ترجمہ	سب کہینگے دیکھہ کر چل ہٹ بدر	مردہ آیا ہے کفن کو پھاڑ کر

شرح - لفظ بدر یا بمعنی بر دروازہ ہے یا بمعنی بیرون شو مطلب یہ کہ جب زوال دولت کے باعث خوشامد گویون کو تو انعام نہ دے سکے گا تو وہ تیری ہجو کرنے لگینگے اور جہان دیکھینگے یہ کہیں گے ع ہٹ پرے دور ہو چل دفع ہو باہر جا اور تجھپر یہ پھبتیان اوڑائینگے کہ قبر مین سے مردہ کفن پھاڑ کر چلا آیا ہے اس لیئے اول ہی سے خوشامد گویون کی بلا [illegible]

	ہمچو امرد کہ خدا نامش کنند	تا بدین سالوس در دامش کنند
ترجمہ	جس طرح امرد کو کہتے ہیں خدا	دیتے ہیں اس مکر سے اوسکو دغا

شرح - یعنے اون ممدوحونکا حال جو مدح کرنے والون کے فریب مین آجاتے ہیں اوس خوبصورت لونڈے کی مانند ہے جسکو لوطی اور بطال اپنا خدا یعنے مالک کہہ کے پکارتے ہیں اور یہ کہا کرتے ہیں کہ اے شاہد رعنا تو ہمارے جان و مال عقل و خرد اور دین و ایمان کا مالک ہے - اس قسم کے فریب دیکر اوسے شکار کر لیتے ہیں اسی طرح ممدوح اپنی نسبت خوشامد گویون کی مدح کے بڑے بڑے الفاظ سُن کر اونکے فریب مین آجاتا ہے اور انجام کار پشیمان ہوتا ہے

	چون بہ بدنامی بر آید ریش او	دیو را ننگ آید از تفتیش او
ترجمہ	ہو گیا باریش جب وہ بدشعار	اوس سے خود آنے لگی شیطان کو عار

شرح - یعنے جب وہی لڑکا لوطیونکے فریب مین آکر بدنام ہو گیا اور اُسی بدنامی کی حالت مین ڈاڑھی نکال لایا تو

سارے چاہنے والے نفرت کرنے لگے اور شیطان کو گمراہ کرنے کے لئے اوسکی جستجو سے شرم آنے لگی - کیونکہ اب وہ خود مجسم شیطان ہو گیا ہے اور تمام آدمی اوس سے ازراہ نفرت پناہ مانگنے لگے ہین یہی حال ممدوح کا ہوتا ہے کہ جب دولت نہین رہتی تو خوشامد گو اور مدح کرنے والے سب الگ ہو جاتے ہین اور نفرت سے دیکھتے ہین

	دیو سوئے آدمی شد بہر شر	سوئے تو ناید کہ از دیوی بتر
ترجمہ	ہر انسان ہے فقط شیطان کا شر	تجھکو کیا تو خود ہے شیطان سربسر

شرح - یہان سے عموماً نصیحت شروع ہوئی ہے گو مضمون سابق کی طرف بھی اشارہ ہے مطلب یہ ہے کہ ای انسان اسبات کو سمجھہ کہ شیطان آدمیون کے بہکانے کے لئے آیا کرتا ہے اور جس حالت مین کہ تو خود شیطان سے بدتر ہے تجھے کیا بہکائیگا - بلکہ تیری طرف توجہ بھی نہ کریگا - شیطان تو آدمیوں کے گمراہ کرنے کے لئے ہے -

	تا تو بودی آدمی دیو از پیت	میکشید و میچشانید از میت
ترجمہ	تہا تو انسان جبتک اے خانہ خراب	تجھکو شیطان خود پلاتا تہا شراب
	چون شدی در خوی دیوی استوار	میگریزد از تو دیو اے نابکار
ترجمہ	خوے شیطانی مین ہے تو استوار	بہاگتا ہے تجھہ سے دیو اے نابکار

شرح پہلے شعر مین لفظ میت کی تے بمعنی خود ہے اور شیطان کی شراب گناہونکی لذتیں ہیں یعنے ای شخص جبتک تو آدمی تہا شیطان بہکانیکے لئے تیرے پیچھے دوڑا دوڑا پہرتا تہا اور اپنی شراب یعنی طرح طرح کے گناہون کے مزے چکھاتا تہا اور جب تو خود شیطانی خصلتوں مین مضبوط ہو گیا یعنے شیطان مجسم بن گیا تو اصلی شیطان تیرے پاس سے بہاگ گیا کیونکہ اوسے اب تیرے گمراہ کرنے کی ضرورت نہین رہی شاگرد اوستاد سے اور فرع اصل سے بڑہ گئی ہے - ای انسان نابکار اپنی حالت پر غور کر اور گناہونکی لذتون مین پڑکر شیطان مجسم نہ بن +

	آنکہ اندر دامنت آویختی او	چون چنین گشتی ز تو بگریختی او
ترجمہ	پہلے جو شیطان دامنگیر تہا	تجھکو خود شیطان بنا کر چلدیا

شرح یعنے وہ شیطان جو تجھسے تعلق رکہتا تہا اور دامن تہام تہام کر تجھے گناہونکی طرف کہینچے لئے جاتا تہا - جب اوسنے یہ دیکہا کہ تو خود مجسم شیطان بنگیا ہے تو تیرا دامن چہوڑ کر بہاگ گیا اب اوسے تیرے بہکانے کی ضرورت نہین رہی یہ شعر اس آیت کی طرف اشارہ ہے کَمَثَلِ الشَّیْطَانِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اکْفُرْ فَلَمَّا کَفَرَ قَالَ اِنِّیْ بَرِیْءٌ مِّنْکَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الْعَالَمِیْنَ - یعنے منافقون کی مثال ایسی ہے جیسے شیطان کہ پہلے تو انسان سے یہ کہتا ہے کہ تو کافر ہو جا - اور جب وہ کافر ہو جاتا ہے تو یہ کہدیتا ہے کہ مین تجھسے بری ہون - کیونکہ مین اوس خدا سے ڈرتا ہون جو تمام جہانون کا پرورش کرنیوالا ہے - اس شعر کے دوسرے معنی یہ بہی

ہو سکتے ہین کہ خوشامد کرنے والے جو پہلے بلا کی طرح لپٹے ہوئے تھے زوال دولت کے وقت سب بھاگ گئے

تفسیر ماشاء اللہ کان ومالم یشا لم یکن

	تفسیر ماشاء اللہ کان ومالم یشا لم یکن	
ترجمہ	اسکی تفسیر کہ خدا جس چیز کو چاہتا ہے موجود ہو جاتی ہے اور جس کو نہیں چاہتا نہین ہوتی	

شرح - یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ خدا کا عزم ہمیشہ بالجزم ہوتا ہے اوسکی مراد مشیت اور ارادہ سے جدا نہین ہوتی - البتہ معتزلہ کا یہ قول ہے کہ کبھی کبھی خدا کا ارادہ غیر جازم بھی ہوتا ہے - مگر یہ قول آیت فعال لما یرید سے مردود ہے - کیونکہ آیت سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ کو ضرور فعل مین لے آتا ہے - اس پر فعال صیغہ مبالغہ ہے جس سے معتزلہ کے قول کا رد بطور مبالغہ ہو گیا ہے +

	اینہمہ گفتیم لیک اندر بسیچ	بے عنایات خدا ہیچیم ہیچ
ترجمہ	کہہ دیا سب ہم نے لیکن مدعا	حل نہین سکتا بجز لطف خدا

شرح بسیچ ارادہ و قصد و آمادگی و تیاری - یعنے ہمنے اسرار وحدت و معرفت اور طریقہ وصول الی اللہ وغیرہ کا ذکر مفصل طور پر کر دیا ہے لیکن ہم اس ارادہ مین بلا الطاف خداوندی صرف اپنی ہمت سے کامیاب نہین ہو سکتے - کیونکہ اُس کا ارادہ تمام ارادون پر غالب ہے - قران مجید مین موجود ہے - واللہ غالب علیٰ امرہ اور یہ بھی ہے کہ اِنَّکَ لَا تَہْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَہْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ - یعنے اے رسول تو جسکو چاہے ہدایت نہین دے سکتا - البتہ خدا جسکو چاہے سیدھا راستہ دکھا سکتا ہے - مطلب یہ کہ نیکیون کی طرف دل کو پھیرنے اور گناہون سے بچانے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے - انسان اپنی ہمت سے کچھہ نہین کر سکتا - اسلئے طالب پر فرض ہے کہ ہمیشہ خدا سے نیک توفیق مانگتا رہے - اور وظائف مین اہدنا الصراط المستقیم کو ہمیشہ شامل رکھے -

	بے عنایات حق و خاصان حق	گر ملک باشد سیاہستش ورق
ترجمہ	بے عنایات حق و خاصان حق	ہے سیہ بیشک فرشتے کا ورق

شرح - خاصان حق سے انبیا و اولیا مراد ہین جنکے کتابون اور ملفوظات یا فیض صحبت سے راہ معرفت معلوم ہوتی ہے اور ملک بمعنی انسان ملکی صفات اور ورق بمعنی نامۂ اعمال ہے - یعنی بلا الطاف خداوندی و بلا ارشاد انبیا و اولیا ہرگز سیدھا راستہ معلوم نہین ہو سکتا جبتک حق اور خاصان حق کی عنایتین شامل حال نہ ہونگی تمام عبادت و ریاضت بیکار جائیگی - اور باوجود ملکی صفات اور فرشتہ خصلت ہونے کے انسان کا نامۂ اعمال سیاہ ہو جائیگا یہی سبب ہے کہ کافر اپنی ریاضت و عبادت سے کوئی اخروی فائدہ نہین اٹھا سکتا - گو دنیا مین اوصاف ذمیمہ کو چھوڑ کر فرشتہ بنگیا ہو + سچ ہے ؎ خلاف پیمبر کسے رہ گزید + کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید +

اے خدا اے قادر بے چند و چون	واقفے بر حال بیرون و درون
ترجمہ: ای خدا اے قادر بے چند و چون	تجھ پہ سب ظاہر ہے بیرون و درون

شرح - یہاں سے نیکیون کی توفیق اور اونپر قایم رہنے کے لئے مناجات شروع ہوئی ہے یعنے اے خدا تو ہر شئے پر قادر ہے اور ہمارے ظاہر و باطن کا حال تجھے ذرہ ذرہ معلوم ہے - تو ہمارے دل مین نیکیون کا عشق پیدا کر دے - اور ظاہری اعضا کو اپنے احکام بجالانے کی طرف جھکا دے - طبیعت مین سے گناہونکی محبت کو نکال اور اعضا کو اونپر عمل کرنے سے بچا - بعض نسخون مین یہ شعر اس طرح ہے + اے خدا اے قادر بیچون و چند از تو پیدا شد چنین قصر بلند + قصر بلند سے یا تو آسمان مراد ہے جو ظاہری طور پر عالیشان اور بلند ہے یا انسان کہ بلندی مراتب کے باعث جمیع اسماء صفات کا مظہر خاص اور اسرار الہی کا عالیشان محل ہے +

اے خدا اے فضل تو حاجت روا	با تو یاد ہیچ کس نبود روا
ترجمہ: فضل تیرا سب کا ہے حاجت روا	تیرے ہوتے غیر کا ہے ذکر کیا

شرح - پہلے مصرع مین حاجت روا بمعنی برآرندہ حاجت اور دوسرے مین روا بمعنی جائز ہے اسلئے قافیہ بلا عیب ہوگیا یعنے اے خدا چونکہ تیرا فضل حاجت روا ہے اسلئے تیرے ہوتے کسی کی یاد جائز نہین - بلکہ صوفیہ کے نزدیک شرک خفی ہے - سوائے خدا کے اور چیز دلبستگی اور یاد کرنے کے لایق نہیں ہے -

اینقدر ارشاد تو بخشیدۂ	تا بدین بس عیب ما پوشیدۂ
ترجمہ: اس قدر ارشاد بخشش ہے تری	جسکے باعث عیب پوشی تونے کی

شرح - اینقدر ارشاد سے تہوڑا سا علم مراد ہے جسکی توضیح آیندہ شعر موجود ہے - یعنی یہ تیری بخشش ہے کہ گو تونے ہمین تہوڑا سا علم عنایت فرمایا ہے مگر اس سے بہی ہمارے ہزارون عیب چھپ گئے ہیں - کیونکہ العلم حجاب الاکبر - علم سے مراد عقل و دانش ہے جسکی بدولت انسان حیوان مطلق سے ممتاز ہے اور وہ تمام عیب چھپے ہوئے ہین جو حیوان مین پائے جاتے ہین صرف علم و عقل ہی ایسی چیزین ہین جنکی بدولت انسان اور حیوان میں تمیز ہو سکتی ہے -

قطرۂ دانش کہ بخشیدی ز پیش	متصل گردان بدریاہائے خویش
ترجمہ: قطرۂ دانش جو بخشا ہے مجھے	تو ملا لے اس کو بحر ذات سے

شرح - قطرۂ دانش سے مراد علم ہے قرآن مجید مین موجود ہے - وَمَا اُوتِیتُم مِنَ العِلمِ اِلَّا قَلِیلًا - یعنے اے لوگو تمہیں بہت تہوڑا سا علم دیا گیا ہے پیش سے روز ازل اور دریاہائے خویش سے دریائے معارف مراد ہین مطلب یہ کہ اے خدا تو نے جو روز ازل مین مجھکو علم عنایت فرمایا ہے - اگرچہ وہ تیرے علم کے مقابلہ مین ایک قطرہ ہے مگر اس قطرہ کو دریائے معرفت مین ملا - یعنی میرا علم دنیوی امور کو چھوڑ کر صرف تیری معرفت سے متعلق ہوجائے +

قطرهٔ علمست اندر جان من — وا رہانش از ہوا و ز خاک تن

ترجمہ: علم کا قطرہ دیا ہے جو مجھے — دور رکھ اوسکو ہوا و خاک سے

شرح۔ ہوا سے خواہش نفسانی اور خاک تن سے لذائذ جسمانی مراد ہین۔ یعنی اے خدا میرے قطرۂ علم کو ہوائے نفسانی اور خاک لذائذ جسمانی سے الگ رکھ کہین ایسا نہ ہو کہ اس قطرہ کو یہ ہوا (خواہش نفسانی) اڑا دے۔ یا وہ خاک اپنے اندر جذب کر لے۔ یعنی اے خدا میری قوت علمی خواہشات نفسانی اور لذائذ جسمانی کے حاصل کرنے مین صرف نہ ہو۔ لذائذ جسمانی کو خاک تن اسلئے کہا کہ تمام لذتین انجام کار خاک ہونیوالی ہین یا خاک تن سے مراد خود جسم ہے یعنے اے خدا میرے قطرۂ علم کو ہوائے نفسانی اور خاک جسم سے بچائے یعنے میرا علم نفس امارہ کی خواہشین پوری کرنے یا پرورش جسم سے متعلق نہو مطلب دونوں کا ایک ہی ہے۔

پیش از آن کاین خاکہا خسفش کنند — پیش از آن کین بادہا نشفش کنند

ترجمہ: خشک اس کو خاک سے ہونے نہ دے — اور بچا لے اس کو جذب باد سے

شرح۔ یہ شعر گذشتہ شعر کے دوسرے مصرع سے متعلق ہے۔ یعنے اے خدا اس سے پہلے کہ قطرۂ علم کو خاکہائے جسم چوس لیں اور نفسانی ہوائین جذب کر لین تو اپنے دریائے معرفت مین ملا لے۔ یعنے میرا قطرۂ علم تیرے دریائے علم سے فیض یاب ہوتا رہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ آدمی کا علم خدا کے علم سے اوسیوقت فیضیاب ہو سکتا ہے کہ دنیوی امور سے متعلق نہو۔ ورنہ جو علم صرف دنیا کمانے کے لئے ہے وہ خدا سے دور رکھتا ہے۔

گرچہ چون نشفش کند تو قادری — کش ازیشان وا ستانی وا خری

ترجمہ: واپسی پر تو ہے قادر یا قدیر — قطرہ ہو موجود جس سے ناگزیر

شرح۔ یعنی اے خدا اگرچہ تو اس بات پر قادر ہے کہ قطرہ کو جذب یا فنا کر دینے کے بعد خاک یا ہوا سے واپس لے لے اور انسے چھین کر پھر قطرہ کو قطرہ کی صورت مین لے آئے مگر مین تو یہی دعا کرتا ہون کہ میرا قطرۂ علم اس خاک یا ہوا سے الگ ہی رہے۔ یہ شعر اپنے ماقبل کے شعر سے متعلق ہے۔

قطرہ کو در ہوا شد یا کہ ریخت — از خزینہ قدرت تو کی گریخت

ترجمہ: ہے ہوا مین قطرہ یا ہے خاک بیز — تیری قدرت سے نہیں کرتا گریز

شرح۔ یہان سے حسب مناسبت بیان سابق اللہ تعالی کی قدرت کا ذکر شروع ہوا ہے کہ وہ معدوم کو موجود اور موجود کو معدوم کر کے پھر موجود و معدوم کرنے کی قدرت رکھتا ہے مثلاً پانی کا ایک قطرہ جسکو ہوا نے فنا یا خاک نے جذب کر لیا ہے گو وہ حسب ظاہر معدوم ہو گیا ہے مگر اللہ تعالے کے خزانہ قدرت سے غائب نہیں ہو سکتا۔ وہ اپنے حکم سے اس قطرے کو ہوا اور خاک سے فوراً نکال سکتا ہے۔

گر در آید در عدم یا صد عدم	چون بخوانیش او کند از سر قدم
ترجمہ: اک عدم کیا ہے اگر ہوں سو عدم	ہست سے ہستی میں رکھتا ہے قدم

شرح یعنے وہ قطرہ اگرچہ ایک عدم کیا صد پردۂ عدم مین ہو مگر تیرے حکم اور کلمہ کن کے سامنے کیا مجال ہے کہ سر کو قدم کو بنا کرنے الفور موجود نہو جائے۔ کیونکہ تمام موجودات اور معدومات حکم الٰہی کے پابند ہین۔

صد ہزاران ضد ضد را میکشد	بازشان فضل تو بیرون میکشد
ترجمہ: ضد اگرچہ ضد کو دیتی ہے شکست	فضل تیرا سب کو کر دیتا ہے ہست

شرح یعنے اگرچہ دنیا مین اسکی لاکھون مثالین موجود ہین کہ ایک ضد دوسرے ضد کو مار ڈالتی ہے فنا کردیتی ہے مثلاً پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور ہوا پانی کو فنا کردیتی ہے لیکن ایخدا تیرا فضل اور تیری قدرت پھران فانی اور مُردہ چیزون کو پردۂ عدم سے میدان وجود مین باہر نکال لاتی ہے

از عدمہا سوے ہستی ہر زمان	ہست یارب کاروان در کاروان
ترجمہ: جانب ہستی عدم سے ہر زماں	آرہے ہیں کارواں در کارواں

شرح۔ یعنی ایخدا عدم سے ہستی کی طرف تیرے حکم سے ہر وقت ہزارون قافلے چلے آرہے ہین۔ تو ایک کلمہ کن مین بے انتہا معدومات کو ایک آن مین موجود کردیتا ہے چنانچہ اسکی دوسری مثال آیندہ شعر مین ہے۔

خاصہ ہر شب جملہ افکار و عقول	نیست گردد غرق در بحر نغول
ترجمہ: خاصکر ہر شب کو جملہ فکر و عقل	نیست ہو جاتے ہیں کرجاتے ہیں نقل

شرح اس شعر کے معنے دو طرح ہوسکتے ہین اول یہ کہ بحر نغول بمعنے دریائے عمیق سے شب تاریک یا عالم خواب مراد ہے مطلب یہ کہ اللہ تعالے کے معدومات کو موجود کرنے کی مثال یہ ہے کہ وہ ہر شب کو اپنی قدرت سے تمام جاندارون کی فکرون اور عقلون کو نیست اور دریائے عالم خواب مین غرق کردیتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ سوتے وقت فکر و عقل اور تمام حواس معطل ہوجاتے ہین اور یہ مثل بالکل سچ ہے کہ سویا اور موا برابر ہوتا ہے باایں ہمہ صبح کے وقت تو نیست کو پھر ہست کر دیتا ہے اور عقل و ہوش و حواس کو از سر نو عنایت کر دیتا ہے دوسرے معنے یہ ہین کہ دریائے عمیق سے اسرار الٰہی مراد ہین اور افکار و عقول سے عاشقان الٰہی کی عقلین اور فکر مراد ہین۔ جنکو بالتخصیص رات کے وقت یاد الٰہی مین زیادہ استغراق ہوتا ہے اس صورت مین یہ مطلب ہے کہ اے خدا یون تو تو ہر چیز کو عدم سے وجود کی طرف لے آتا ہے۔ لیکن خاص کر اپنے عاشقون کو جنکی عقلین اور فکر ہر شب کے وقت نیست ہو کر دریائے استغراق مین فنا ہو جاتے ہین پھر وجود مین لے آتا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر عاشقان الٰہی شب کیطرح صبح کو بھی استغراق مین ہی رہین تو مخلوق کو ہدایت کرنے والا کون ہو۔ کچھ تو

اس شک کے لیئے اور جو کچھ ہوا ہے کہ سر رہی کا عالم ظہور پر ظاہر ہو جاتا ہے اللہ تعالے اپنے عاشقون کو ہر طرح ہر

وقت نیست سے ہست کر دیتا ہے یکمشت باوجودیکہ اللہ تعالےٰ بے انتہا معدومات کو ہر وقت موجود کرتا رہتا ہے لیکن عاشقان الٰہی یا اُنکی عقل کو نیست کر کے ہست کرنا عدم و وجود کے نہایت باریک معنے رکھتا ہے اور عاشقون کی تخصیص مولانا قدس سرہ نے اُنکی فضیلت کے سبب کی ہے کیونکہ تصنیف مثنوی سے اسرار اور اہل اسرار کا تذکرہ مقصود ہے ظاہری قصہ سمجھانے کے لیئے صرف بطور مثال لائے جاتے ہین۔

	باز وقتِ صبح چون اللّٰہیان	برزنند از بحر سر چون ماہیان
ترجمہ	صبحکو پھر صورتِ اللّٰہیان	اوٹھتے ہیں دریا سے شکل ماہیاں

شرح - یہ شعر گذشتہ شعر سے مربوط ہے اور اللّٰہیان منسوب بسوے اللہ یعنے اللہ والون کے معنون مین ہے یعنے وہ تمام افکار و عقول جو شب کو سوتے وقت نیست و نابود ہو گئے تھے صبح کے وقت اللہ والون کی طرح پھر ہست ہو گئے اور جسطرح اللہ والے صبح کے وقت عالم استغراق سے عالمِ شہود مین آجاتے ہین یا مچھلیان دریا سے سر نکالتی ہین - اسیطرح رات کے سونے والے صبح کو بیدار ہو جاتے ہین اور نئی زندگی حاصل کر لیتے ہین

	در خزان بین صد ہزاران شاخ و برگ	از ہزیمت رفتہ در دریائے مرگ
ترجمہ	دیکھ لے فصلِ خزاں میں شاخ و برگ	سید ہے جاتے ہیں تھو دریائے مرگ

شرح - یہان سے معدومات کو موجود کرنے کی دوسری مثال شروع ہوئی ہے - یعنے اے شخص خزان کے موسم کو دیکھہ کہ اسمین لاکھون شاخین اور پتّے خزان کے لشکر سے شکست کھا کر دریائے مرگ مین ڈوب جاتے ہین یعنے فنا ہو جاتے ہین لیکن فصلِ بہار مین ان فنا ہونیوالون کو پھر خلعتِ ہستی ملجاتا ہے۔

	زاغ پوشیدہ سیہ چون نوحہ گر	در گلستان نوحہ کردہ بر خضر
ترجمہ	کالے کپڑوں والا کوّا نوحہ گر	ماتمی رہتا ہے باغ و سبزہ پر

شرح - پوشیدہ سیاہ بمعنے سیاہ پوش خضر بمعنے سبزہ یعنے موسمِ خزان مین دیکھہ لو کہ زاغ نوحہ گرون کی طرح سیاہ لباس پہنکر باغ مین سبزہ کا ماتم کر رہا ہے - کیونکہ موسمِ خزان مین گُل نہین رہتا بلبل نہین رہتے درختون مین پتّے نہین رہتے زمین پر سبزہ نہین رہتا باغ کے درختون اور بے برگ شاخون پر چیلون کوّون کا بسیرا رہتا ہے لیکن ایخدا تو اپنے حکم سے پھر مُردہ چیزون مین جان ڈالدیتا ہے موسمِ بہار سبزہ و نباتات و گل سنبل کو پھر اُگا دیتا ہے اور گلستان مین پھر وہی اگلی سی چہل پہل ہو جاتی ہے وہی گُل کے قہقہے ہین اور وہی بلبل کے چہچہے۔

	باز فرمان آید از سالار دہ	مر عدم را کان چہ خوردی باز دہ
ترجمہ	حکم دیتا ہے عدم کو پھر خدا	تو نے جو کھایا ہے کر دے سب جدا

شرح - گذشتہ دو شعر ان دو شعرون سے بطور قطعہ بند مربوط ہین اور سالار بہ بمعنے فرمانروائے ملک سے مراد اللہ تعالےٰ ہے یعنے موسم خزان مین شاخ و برگ اور گل و بلبل سب معدوم ہو گئے تہے لیکن جب اللہ تعالےٰ کا یہ فرمان آیا کہ اے عدم جو کچہ تو نے لے لیا ہے وہ واپس کر اور اپنا کہا پایا اُگل دے - تو وہ فوراً کہا مان گیا اور وہ تمام چیزین جو فنا ہو چکی تہین اُسی وقت موجود ہو گئین اور عدم نے جن چیزون کو کہا لیا تہا جہٹ موجود کر دیا -

آنچہ خوردی وادہ اے مرگ سیاہ	از نبات و ورد و از برگ و گیاہ
ترجمہ - کہا گئی ہے تو جو اے مرگ سیاہ	لا کہاں ہے وہ برو برگ و گیاہ

شرح - یہ شعر اُسی قطعہ بند کا تتمہ ہے یعنے خزان کے بعد اللہ تعالےٰ یہ کہتا ہے کہ اے عدم اور اے موت اُس روئیدگی اور پہولون اور برگ اور گہاس کو پہر موجود کر دے جنکو تو کہا چکی ہے چنانچہ عدم یہ حکم پاتے ہی اشیا فانیہ کو بلا تامل موجود کر دیتا ہے - بعض نسخون مین ورد کی جگہ دارو ہے بمعنے دوا مثلاً گاؤزبان گل بنفشہ وغیرہ ان اشعار سے اس آیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے فَانْظُرْ اِلٰٓی اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰہِ کَیْفَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِہَا اِنَّ ذٰلِکَ لَمُحْیِ الْمَوْتٰی وَہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ - یعنے اے شخص اللہ تعالےٰ کی رحمت کے نشان غور سے دیکہہ کہ وہ کیونکر مردہ ہونے کے بعد زمین کو از سر نو زندہ کر دیتا ہے بیشک یہی اللہ مردون کو زندہ کرنے والا ہے - یعنی وہ اسطرح قیامت کے دن حساب کتاب لینے کے لیئے تمام مردون کو زندہ کرکے اپنے سامنے لائیگا -

اے برادر عقل یکدم با خود آر	دم بدم در تو خزان ہست و بہار
ترجمہ - عقل سے کچھ کام لے اے ہوشیار	دمبدم تجھیں خزاں ہے اور بہار

شرح - گذشتہ اشعار مین ظاہری بہار و خزان کا ذکر تہا - یہان سے معنوی بہار و خزان کا تذکرہ شروع ہوا ہے اور اس شعر مین خزان سے اوصاف نفسانی اور اخلاق ذمیمہ اور بہار سے اوصاف روحانی و اسرار الٰہی مراد ہین اور مطلب یہ ہے کہ اے برادر تہوڑی دیر کے لیئے اپنی عقل کو ٹہکانے اور حواس کو قایم کرکے دیکہہ تجہے خود اپنی ذات مین خزان و بہار کا عالم نظر آجائیگا - اگر تجہہ مین روحانی اوصاف موجود ہون تو یہ سمجہ کہ تیرے باغ ہستی مین بہار آئی ہوئی ہے ورنہ خزان نے بالکل اُجاڑ کر کہا ہے برباد کر دیا ہے -

باغ را سبز و تر و تازہ بہ بین	پُر ز غنچہ و ورد و سرو و یاسمین
ترجمہ - باغ دل ہے تازہ و تر ہمنشیں	اسمیں ہیں گُل غنچے - سرو و یاسمیں

شرح - بعض نسخون مین پہلا مصرع اسطرح ہے باغ دل را تازہ و سرسبز بین - لیکن دونو نسخون کا مطلب ایک ہے یعنے عاشقان الٰہی کے دل کا باغ اُنکی مراد کے موافق بہار عرفان کے باعث ہمیشہ سبز اور تازہ رہتا ہے اور اُسمین شریعت کے غنچے طریقت کے پہول حقیقت کے سرو اور معرفت کی یاسمین ہمیشہ شگفتہ اور موجود رہتے ہین

اِس باغ کو خزان سے کچھ سروکار نہین اِس گلشن کو نسیم الطاف الٰہی ہمیشہ شگفتہ کرتی رہتی ہے۔

	ز انبہی برگ پنہان کردہ شاخ	ز انبہی گل نہان صحرا و کاخ	
ترجمہ	برگ کی کثرت سے ہے پوشیدہ شاخ	کثرت گل سے نہاں صحرا و کاخ	

شرح۔ انبہی مخفف انبوہی بمعنے انبوہ شدن یعنے کثرت مطلب یہ کہ عاشقون کے باغ دِل مین ایسی بہار آئی کہ پتون کی کثرت سے شاخون کو ڈہانک لیا اور پہولون کی کثرت سے جنگلون اور مکانون کو پوشیدہ کرلیا یعنی عاشقون کے باغ دل کا فیضان عام ہوگیا کوئی شاخ یعنے طالب اُس سے محروم نہ رہا ہر صحرا اور مکان (شخص ناقابل استعداد و قابل استعداد) اِس باغ کے پہولون سے پر بہار ہوگیا دوسرے معنے یہ ہین کہ عارف کے گلشن دل پر محبت خداوندی کی ہوا چلی اور اُسکی شاخ یعنے علم پر حکم خداوندی کے پتے غالب آگئے کیونکہ حکم خداوندی کے روبرو ہر شخص کا علم نسیت اور نابود ہے پہر اُسمین معرفت کے پہول کہلے اور ان پہولون نے جنگل اور مکان سب کو ڈہانک لیا کیونکہ عارف کا تصرف تمام موجودات پر ہوتا ہے یا یہ معنے ہین کہ حکم الٰہی سے موسم بہار مین پتون کی کثرت کے سبب شاخین اور پہولون کی کثرت کے سبب جنگل اور مکان پوشیدہ ہوجاتے ہین اور در و دیوار کوہ و دشت صحرا و مکان سے اُسکی قدرت کا جلوہ نظر آتا ہے۔

	این سخنہائے کہ از عقل کل است	بوے آن گلزار و صحن سنبل است	
ترجمہ	مرشدِ ان کا عقل کل ہے ہمنشین	ہین یہ باتین بوئے گلزار یقین	

شرح۔ عقل کل۔ کنایہ از جبریل و عرش اعظم یا عقل معاد یعنے یہ باتین جو عرش اعظم یا غیب کے عالم سے ہمارے ذہن مین آتی ہین یا حضرت جبریل جنکا القا کرتے ہین سرسبز گلزار معرفت کے پہولون کی خوشبوئین ہین یا صحن سنبلستان اسرار کی نکہتین ہین جلنسے عاشقان الٰہی کا دماغ تر و تازہ ہوتا ہے اور جہان کہین مثنوی مین ہمنے باغ یا گلزار وغیرہ کا ذکر کیا ہے اِس سے مراد وہی گلزار معرفت ہے طالب کو چاہیئے کہ فرع سے اصل کی طرف رجوع کرے

	اے برادر یکدم از خود دور شو	با خود آ و غرق بحر نور شو	
ترجمہ	ایک دم بہر کو خودی سے دور ہو	ہوکے با خود غرق بحر نور ہو	

شرح۔ خودی سے دور ہونا غفلت اور خود نمائی کو چہوڑ دینا ہے صوفیون کے نزدیک خودی کے چہوڑ دینے کا نام باخودی یعنے عقلمندی ہے جو لوگ خودنما خودبین ہین اور خود پسند ہین وہ بیخود یعنے محض بیوقوف ہین مطلب شعر یہ ہے کہ اے شخص خودی کو چہوڑ کر ایک دم کے لیئے باخود ہوجا اسی خودی اور غفلت کے چہوٹنے سے تو یا خدا پہنچ جائیگا اور دریائے نور یعنے بحرِ اسرارِ الٰہی مین غرق ہوجائیگا اور تیرے سینے مین وہ تمام علوم آجاینگے جنکی خوشبو سِرِ معرفت ہے ایسے اسرار کی اُنہین لوگونکو اطلاع دیجاتی ہے جو دنیا کی طرف سے بیخود ہین

	بوے گل دیدی کہ انجا گل نبود	جوش مُل دیدی کہ آنجا مل نبود
ترجمہ	بوئے گل ہے اسجگہ اور گل نہیں	جوش مُل ہے اسجگہ اور مُل نہیں

شرح - اِسکے معنے کئی طرح ہوسکتے ہین اول یہ کہ اے شخص تونے اسرار الٰہی کے متعلق عقل کل کی بتائی ہوئی باتین سُن لین اور اُن پھولون کی خوشبو لے لی حالانکہ پہول تیرے پاس نہ تھے اور اظہار اسرار کی شراب کا جوش تونے اپنی آنکھون سے دیکھ لیا حالانکہ شراب تیرے پاس نہ تھی بس تو جبکہ باغ معرفت کے پہولون کی خوشبو اور معرفت کی شراب ایسی تیز ہے کہ تیرے دماغ تک اثر پہنچا رہی ہے تو اُس گل اور اُس مُل کا طالب کیون نہین بنتا کہ یہ خوشبو اور یہ جوش اُسکی ادنے فرع ہے وہ گل و مُل ترکِ خودی سے ہاتھ لگتا ہے۔ دوسرے معنے یہ ہین کہ دونو مصرعون مین لفظ دیدی بمعنے بینی ہے اس صورت مین یہ مطلب ہوا کہ اے مخاطب جب تو خودی کو چھوڑ دیگا تو یہ مرتبہ ہو جائیگا کہ جہان گل نہوگا وہان سے بوئے گل اور جہان شراب نہوگی وہان سے جوش شراب کو معلوم کرسکیگا یعنے اسرار حقیقت کو بلا قید دیکھ لیگا تیسرے معنے یہ ہین کہ دونو مصرعون مین استفہام انکاری مانا جاوے یعنے ایمخاطب کہین تونے ایسا دیکھا ہے کہ پہول تو نہون اور پہولون کی خوشبو آرہی ہو ہرگز نہین دیکھا یا شراب تو نہو اور اُسکا جوش یا کیفیت نظر آرہی ہو۔ یہ ہرگز نہین ہوسکتا۔ بس تو جسطرح تو بوے گل کو بغیر گل اور جوش مُل کو بغیر مُل معلوم نہین کرسکتا (کیونکہ بو اور جوش اعراض مین سے ہین اور اعراض بلا محل قایم نہین رہ سکتے) اسیطرح بوے اسرار کو بلا غرقِ بحر نور حاصل نہین کرسکتا اور بحر نور مین غرق ہونا مُرشد کامل کی خدمت پر موقوف ہے اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ انسان کامل کا دل اسرار اور معرفت کا خزانہ ہے اس خوشبو کو وہین سے حاصل کرنا چاہیئے

	بو قلاوز است و رہبر مر ترا	مے برد تا خلد و کوثر مر ترا
ترجمہ	بو نہیں یہ ملگیا رہبر تجھے	لیگئی تا خُلد و تا کوثر تجھے

شرح - قلاوز بمعنے رہبر بو سے بوے عرفان اور خلد و کوثر سے مقصد اصلی یعنی مشاہدۂ ذات مراد ہے یعنی خوشبوئے معرفت بشرطیکہ اسرار کے پہول (مرشد کامل) کی صحبت سے حاصل ہوی ہو ایمخاطب تجھے مشاہدۂ ذات تک پہنچا دیگی۔ کیونکہ آدمی خوشبو سونگتے سونگتے گلشن تک پہنچ جاتا ہے

	بو دوائے چشم باشد نور ساز	شد ز بوئے دیدۂ یعقوب باز
ترجمہ	بو برائے چشم ہے اک روشنی	جس سے آنکھیں کہل گئیں یعقوب کی

شرح - لفظ نور ساز دوائے چشم کا بدل یا عطف بیان ہے یعنی خوشبو آنکھون کی دوا اور اُنکی روشن کنندہ ہے دیکھ لیجے حضرت یوسف کے کُرتے کی خوشبو سے حضرت یعقوب کی آنکھین کُھل گئین تہین اسیطرح

معرفت کے پہولون کی خوشبو سے طالب دید اسکی آنکھین کہل جاتی ہین اور اُسسے اسرار نظر آنے لگتے ہین

ترجمہ	بوئے بد مر دیدہ را تاری کند	بوئے یوسف دیدہ را یاری کند
	بوئے بد کرتی ہے تاری آنکھ کو	بوئے خوش دیتی ہے یاری آنکھ کو

شرح - بوئے بد سے اہل ضلال اور گناہون کے متعلق باتین اور بوے یوسف سے قرآن وحدیث اور اہل کمال کا کلام مراد ہے - مطلب یہ کہ گمراہون کی باتین اور اُنکے ساتھ ہمکلامی آنکھون کی روشنی کو کہو دیتی ہے آدمی اندہا ہوکر اُنکے گناہونپر گر پڑتا ہے اور اہل کمال کے ملفوظات روشنی چشم کا باعث ہوتی ہین آدمی کو تمام پوشیدہ اسرار نظر آنے لگتے ہین اور اُس چیز کو دیکھہ لیتا ہے کہ جسکو کسی آنکھہ نے نہین دیکھا اور کسی کان نے نہین سُنا

ترجمہ	تو کہ یوسف نیستی یعقوب باش	ہمچو او با گریہ و آشوب باش
	تو نہیں یوسف تو بس یعقوب بن	گریہ بن فریاد بن آشوب بن

شرح - یعنے اگر تو یوسف نہین ہے تو یعقوب بنکے رہ اور اُنکی طرح فراق مطلوب مین ہمیشہ گریہ وزاری کیا کر

ترجمہ	تو کہ شیرین نیستی فرہاد باش	چون نہ لیلی چو مجنون گرد فاش
	گر نہیں شیریں تو ہو فرہاد بس	قیس ہو لیلی نہیں گر بوالہوس

شرح یعنے تو اگر شیرین نہین ہے تو فرہاد بننے کی کوشش کر اور لیلی نہین ہے تو مجنون کی طرح بے صبر بیقرار اور رُسوا رہا کر یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے لایکمل ایمان العبد حتی یقول الناس انہ لمجنون یعنے کسی شخص کا ایمان اُسوقت تک کامل نہین ہوتا جب تک کہ لوگ اُسے عشق الٰہی مین دیوانہ نہ کہنے لگین یوسف اور شیرین، اور لیلی سے مطلوب اور یعقوب فرہاد ومجنون سے طالب مراد ہے یعنی اے شخص اگر تجھمین محبوب یا مطلوب یا مرشد بننے کی طاقت نہین تو عاشق یا طالب یا سالک کیون نہین بنجاتا یہ تیری بدقسمتی ہے

تفسیر قول حکیم سنائی قدس سرہ

حکیم سنائی قدس سرہ کی قول کی تفسیر

ترجمہ	بشنو این پند از حکیم غزنوی	تا بیابی در تن کہنہ نوی
	سن کہیں پند حکیم غزنوی	تا تن کہنہ کو حاصل ہو نوی

شرح - غزنوی ساکن شہر غزنین حکیم سنائی اسی شہر کے رہنے والے تھے - دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اگر تو حکیم سنائی کی اُس نصیحت کو جو ہم آئندہ لکھتے ہین گوش دل سے سُن لیگا تو تیرے جسم کہنہ کو تازگی حاصل ہوگی یعنے اسرار کے متعلق ایک نئی بات معلوم ہو جائیگی یا قلب کو خزانۂ انوار اور قالب کو شباب اسرار حاصل ہوگا - بدن مین نئی جان پڑ جائیگی روح کو تازگی حاصل ہوگی - نوی بمعنے تازگی ہے -

	این رباعی راشنواز جان ودل	تا بہ گل بیرون شوی زاب وگل
ترجمہ	یہ رباعی ہو جو ورد جان ودل	ہو الگ سب تجھسے قید آب وگل

شرح- حکیم سنائی کے چار مصرع جو آیندہ آنیوالے ہین چونکہ اصطلاحی رباعی کے وزن پر نہین ہین اسلیئے یہان لفظ رباعی لغوی معنون مین ہے جس سے مراد چار مصرعے ہین اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اگر تو حکیم سنائی کے ان چار مصرعون کو سُنکر انپر عمل کریگا تو آب وگل یعنے جسم عارضی کی قید سے نکلکر روح مجرد بنجائیگا- کیونکہ اِن مصرعون مین فنا اور بقا کی معنون کی طرف اشارہ کیا گیا ہے-

	پند اورا از دل وجان گوش کن	ہوش را جان ساز وجانرا ہوش کن
ترجمہ	پند اوسکی جان ودل سے گوش کر	ہوش کو جان اور جانکو ہوش کر

شرح- مولانا قدس سترہ شوق دلانے کے لیے حکیم سنائی کے اُنہین چار مصرعون کی تعریف مین یہ فرماتے ہین کہ اےمخاطب حکیم سنائی کی پند کو جان ودل سے سُن اور اُس نصیحت کو ہوش کے لیئے بمنزلہ جان اور جان کے لیئے بمنزلہ ہوش سمجہ مطلب یہ کہ حکیم موصوف کی نصیحت نہایت قدر کے قابل ہے اور وہ یہ ہے

	نازرا روے بباید ہمچو ورد	چون نداری گرد بدخوئی مگرد
ترجمہ	ناز کو لازم ہے بیشک گلرخی	بے محل ہے ورنہ بدخوئی تری
	عیب باشد چشم نابینا وناز	زشت باشد روی نازیبا وناز
ترجمہ	عیب ہے بس چشم نابینا و ناز	ہے بُرائی روئے نازیبا و ناز

شرح- حکیم سنائی کے وہ چارون مصرع یہی ہین جنکی تعریف گذر چکی ہے انکے ظاہری معنے یہ ہین کہ اےمخاطب ناز کرنے اور محبوب بننے کے لیئے گلاب کے پہول کے مانند چہرہ ہونا چاہیئے- کیونکہ ناز اُنہین لوگونکو زیبا ہے جو اچھی صورت رکھتے ہین بدصورتون کا ناز بالکل بیجا اور غمزہ بیمحل ہوتا ہے بدصورت کو بدخو ہونا ہرگز زیبا نہین اے شخص اگر تو اچھی صورت نہین رکھتا تو بدخوئی کے گرد ہرگز نہ پہر تیرے ناز کسی سے نہ اُٹہہ سکینگے بدصورتی کے ساتھ بدخوئی بہی ہو تو اُسکی مثال ایسی ہے جیسا کوئی اندہا کسی محفل مین بیٹہکر غمزہ و ناز کرنے لگے خلاصہ یہ کہ بدصورت کا تکلف سے معشوق بننا عیب اور سخت نازیبا ہے اور مناسب یہ ہے کہ جسمین شان معشوقی نہو اُسکو عاشق بننا چاہیئے اور معنوی مطلب یہ ہے کہ آدمی پر اپنے نفس کا مرتبہ پہچاننا فرض ہے حدیث شریف مین ہے مَن عَرَفَ نَفسَہٗ فَقَد عَرَفَ رَبَّہٗ جسنے اپنے نفس کو پہچانا اُسنے اپنے رب کو پہچان لیا اور نفس کا پہچاننا سوا اِسکے اور کوئی معنے نہین رکھتا کہ آدمی جب غور سے دیکھیگا تو اپنی ذات کو فانی خیال کریگا- اور جب اِسنے اپنے آپ کو فانی خیال کیا تو ذاتِ باقی کی معرفت حاصل ہوگئی انسان فانی ہوکر خود کو باقی بنے الا

خیال کریگا تو ایسی مثال ہو جائیگی جیسا کوئی اندہا یا بدصورت اپنے آپ کو حسین سمجھکر نازبیجا کیا کرتا ہے۔

	پیش یوسف نازش و خوبی مکن	جز نیاز و آہ یعقوبی مکن
ترجمہ	پیش یوسف نازش خوبی نکر	ماسوائے آہ یعقوبی نکر

شرح۔ یوسف سے مراد شاہد حقیقی ہے یعنی اللہ تعالےٰ ناز و غرور اور تکبر کو پسند نہین کرتا اسکو چھوڑ اور اسکی بارگاہ مین حضرت یعقوب کی طرح ہمیشہ عجز و نیاز اور آہ و زاری کیا کر تاکہ بجھے مطلب دلی اور مقصد اصلی حاصل ہوئے

	معنی مردن ز طوطی بد نیاز	در نیاز و فقر خود را مردہ ساز
ترجمہ	مردن طوطی نیاز و عجز تہا	فقر میں اپنے کو تو مردہ بنا

شرح۔ یعنے اس طوطی کا مرجانا جسکی یہ داستان تمام ہونے کو ہے معنوی طور پر اللہ تعالےٰ کے سامنے عجز و نیاز کا اظہار اور موتو قبل ان تموتو کی تفسیر تہی فی الواقع طوطی مرانہ تہا لیکن اس ترکیب سے وہ قید قفس رہا ہو گیا علےٰ ہذا القیاس جو اسپر عمل کریگا وہ قید جسم عارضی سے ضرور نجات پا جائیگا۔

	تا دم عیسےٰ ترا زندہ کند	ہمچو خویشت خوب و فرخندہ کند
ترجمہ	تا دم عیسےٰ تجھے زندہ کرے	صورت خود خوب و فرخندہ کرے

شرح۔ یعنے ایمخاطب نیاز و فقر کی حالت مین جیتے جی اپنے آپ کو مردہ بنالے تاکہ دم عیسےٰ الطاف ربانی و نفخۂ ربانی بجھے از سر نو زندہ کردے یعنی مرتبۂ بقا بعد الفنا عنایت فرمائے اور اپنی ذات کی طرح بابرکت بنادے

	در بہاران کے شود سرسبز سنگ	خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ
ترجمہ	مینہہ سے ہو سکتا نہیں سرسبز سنگ	خاک سے اُگتے ہیں گل ہفتاد رنگ

شرح۔ اس شعر مین متکبر اور خاکسار آدمی کی حالت کو ایک مثال مین جدا جدا بیان کیا گیا ہے یعنی اگر ہزار بار دنیا مین بہار آئے اور ایک نہین لاکہہ مینہہ برسین پتہر مین سے سبزہ کبھی نہین اگیگا ہرگز نہین جمتے چند روز کے لیئے خاک ہو جا تاکہ تجہہ مین معرفت و اسرار کے گل بوٹے پیدا ہو جائین

	سالہا تو سنگ بودی دلخراش	آزمون را یک زمانے خاک باش
ترجمہ	مدتوں پتہر رہا ہے زشت خو	امتحاناً ایک دم کو خاک ہو

شرح۔ یعنے ایمخاطب تو مدتون سنگ دلخراش (مغرور و متکبر و سخت دل) رہا ہے اب چند روز خاک ہو کر دیکھہ

	در بیان این شنو یک داستان	تا بدانی اعتقاد راستان
ترجمہ	ہم سناتے ہیں تجھے اک داستان	تا عیان ہو اعتقاد راستان

شرح۔ یعنے خاکسار اور با نیاز ہونے کے متعلق ایک قصہ سن لے تاکہ تجھے سچے لوگون کے اعتقاد کا حال